جلد اول

وما نہٰکم عنہ فانتہوا
وما آتٰکم الرسول فخذوہ

المعلم

مسلم

مطبع [illegible]
[illegible] لاہور مطبع

۱۹۳۳۶۹

فہرست کتاب مستطاب [illegible] حصہ اول

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
	[illegible]		[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
	[illegible]		[illegible] اور اولاد
	[illegible]		[illegible]
	[illegible]		[illegible]
	[illegible]	۱۴۸	[illegible]
	[illegible]		[illegible]
[illegible]	[illegible]		[illegible]
	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]		[illegible]
	[illegible]		[illegible] کا
	[illegible]		[illegible]
	[illegible]	۱۵۵	[illegible] ایمان میں داخل ہے
[illegible]	[illegible]		[illegible]
	[illegible]	۱۵۸	[illegible]
	[illegible]		[illegible] لوگوں کا ایمان میں زیادہ
	[illegible]		[illegible]
[illegible]	[illegible]	۱۶۰	[illegible]
[illegible]	[illegible]		[illegible] محبت کرنا ایمان میں داخل
	[illegible]		[illegible] سبب ہو محبت کا
	[illegible]	۱۶۵	دین خیر خواہی کو کہتے ہیں [illegible] اور
[illegible]	[illegible]		[illegible] کو ہے

تمت

واضح ہو کہ بعد طبع ہونے ہر چہار جلد کتاب ہذا کے غلط نامہ ہر چہار جلد کا اس کتاب کے اخیر جلد کے ساتھ چھپوایا جاوے گا تاکہ علیحدہ علیحدہ جلدون کے خریدارون کو اطلاع دی گئی

صحتنامہ کتاب ستطاب المعلم ترجمہ اردو صحیح مسلم جلد اول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۳	آحکام	اِرکام	۵۱	۲	قواری	قواریری	۱۱	۲۰	تعاسے	تعالی نے
〃	۷	آواخر	اواخر	〃	۲۰	خواب ہے	خوب ہے	۱۱۴	۶	الہرشاد	ارشاد
۳	〃	بہادرہے	بہادر سلے	〃	۲۲	مکرر	مقرر	۱۱۹	۲۱	سخص	شخص
〃	〃	والاہے	والا	۵۲	۱۳	سفریح	تشریح	۱۲۰	۱۴	مفقول	منقول
〃	۲۲	لکہاگیا	لکھا گیا	۵۳	۱۴	تدالیس	تدلیس	۱۲۲	۲۲	نام	نام ہے
۵	۱۱	محمدہانے	محمدی کے	۵۵	۲۲	بہی	یہی	۱۲۳	۹	انکرلا	انکرلم
〃	۱۷	ابوذرعہ	ابوزرعہ	۵۶	۱۵	بن امیہ	بن ابی امیہ	۱۲۴	۱۹	ہین بھی	بھی
۶	۷	یہی ہے	یہ بہی ہے	۷۰	۶	اعتقاف	اعتکاف	۱۲۷	۱۳	بنذون پر	بندون پہ
〃	۱۹	تینون طرحکی	دوسرے طرحکی ہی	۷۳	۱۲	پڑ بدبسنا	پر بدیدیے سنا	۱۳۲	۷	اجہتہا	اجتہاد
۸	۲۳	محضرمین	مخضرمین	۷۹	۶	نقنی	نفی	۱۳۳	۱۴	تووہ	وہ تو
۹	۱	توای	توری	۸۰	۱۱	خالق	خالق ہے	〃	۱۳	انکار	انگار
۱۰	۱۱	مقصہ	قصد	۸۱	۱۵	یقول	یہ قول	۱۳۵	۱۵	اس باب	اسباب
۱۲	۱۵	تک	تک)	۸۴	۱۲	فلغبت	فلبت	۱۳۶	۱۹	مین سے	مین
۱۴	۲۱	اون سے	اس سے	۸۵	۶	یعمرد	یعمر اور	۱۳۸	۱	بہلای او	بہلائی اور
۱۵	۶	عمدہ ہے	عمدہ	۸۷	۴	پہیرے	پہرلے	۱۴۱	۹	دگے	ڈگے
۱۷	۲۱	الحدیث	الحدیث ہے	۸۸	۳	توجھے	توجی	〃	۱۴	درجے	درجہ ہے
۱۸	۱۰	الحدیث کا	الحدیث ہوگا	〃	۹	نشاان	نشانی ہے	۱۴۲	۴	لہ	کہ
۲۶	۲۲	گٹھ ملا	گٹھ ملا	۸۹	۳	چاہیے	چاہیے	〃	۲۲	اورکہو	اورکبھی
۲۷	۲۳	انہون	انہون نے	〃	۸	خیراب	چیزاب	۱۴۳	۱۰	کافرکا	کاذکو
۲۸	۱۳	ادحدیث	اورحدیث	۹۵	۱۰	دخل ہو	دخل ہرگز	〃	۱۱	شعاہے	شعار ہے
۳۴	۱۱	ترک	نزک	۹۶	۵	سمجو	سمجھو	〃	۱۹	حدیث یہ	حدیث بیشـ
〃	〃	ترک	نزک	〃	۱۱	روزدکن	روزدن	۱۴۵	۲	مشترف	مشرف
〃	〃	ترک	نزک	〃	۱۵	فقہاالشافعیہ	فقہائی شافعیہ	۱۴۹	۱۵	کرنیوالادالا	کرنیوالا
۳۹	۱۱	کبرو	گنبرو	〃	〃	نخویون	نخویون کا	〃	۹	مطلب	مطلب اس
〃	۱۴	بوجوسلمہ	ہوادسلمہ	۹۶	۲۱	روہی انکی	زردت ہے	۱۵۲	۲	کلام	کام
۴۲	۸	چہوسے کا	چہوٹے	۹۶	۷	لوروپ	یورپ	۱۵۳	۲۲	عنایب	عنایت
۴۴	۱۴	مین نہ عارضہ	مین یہ عارضہ	۱۰۰	۶	بنتی ہے	بنتے ہین	۱۵۷	۴	مسلام	کلام
۴۷	۲۲	حمام	ہمام	〃	۷	کرڑاسا	کنڑاسا	〃	۱۰	انہون	انہون نے
۴۸	۴	عمارہ	عمارہ نے	۱۰۶	۱۱	آپیے	اسینے	۱۵۹	۱۸	یورپ	یورب
۴۹	۹	کہنا ہین سے نے	کہنا ہین	۱۰۹	۱۹	ماری	ماری ہین	〃	۲۳	ملاکر	طلاکر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۹	۶	بہیرہے	بہیرا ہے	۲۰۶	۵	چاہیئے	چاہیے	۲۵۵	۱۴	طنع	طنطنا
۱۶۰	۲۲	ملتی ہے	ملے ہین	۲۰۷	۹	انتہا	انتہاسے	۲۵۷	۹	عبدان	عبیدان
۱۶۷	۵	کرسننے سے	کرسے نگے	۲۱۰	۱۴	الاالله	الاالله	″	۹	معلوم ہوا	معلوم ہو
۱۷۹	۱۰	والہ	والا	″	۱۷	ذکر گیا	ذگر کیا	۲۵۹	۲۱	چاہیے	[illegible] ہے
۱۷۳	۱۴	روایت	روایت ہر	۲۱۳	۲۰	سلما	سلمان	۲۶۳	۱۵	خیانت کرنے	خیانت کرنیسے
۱۷۴	۹	ہوتے	ہوئے	۲۱۴	۱۳	پہارنان	پہارٹا	۲۶۴	۹	پہرانہون نے	پہر قرآن اترا انہون نے
۱۷۵	۲	خدادشمن	خداکا دشمن	″	۱۹	گ لون	گالون	″	۹	حدیث	حدیث کو
۱۷۹	۴	تہبہ	دہبہ	۲۱۸	۵	نکلتی	بجاتی	۲۶۳	۲۱	کہوچہ کرتین کے	کہوچہ کرتین کے
″	۳	مستحق کرتے	مستحق تصور کرتے	۲۲۰	۲۳	خودکشیہ کو	خودکشیکو	۲۶۴	۲۰	نام کیا	نام لیا
۱۸۳	۴	ہوتی تو	ہوتی ہے	۲۲۳	۱۳	جتنی	جنتی	۲۶۶	۲۳	بوریایا	بوریا
″	۹	ہوتے ہے	ہوتے ہین	۲۲۴	۵	ستبناہوا	سباسناہوا	۲۶۷	″	دل مین	دل سے
۱۸۴	۶	تیراہ	تیرہ	۲۲۵	۱۷	چھوڑا	کے چھوڑا	۲۶۹	۶	کلہ	کلمہ
۱۸۵	۱۳	دریا بچاوند	دریا یا جاوند	۱۲۸	۱۲	فرمایا الله	فرمایا یا الله	″	۹	نہالی	بنالی
″	۱۹	برسانا	برساتا ہے	۲۳۱	۱۲	مواشدہ	مواخذہ	″	۱۱	جابی رہی	جاتی رہی
۱۸۶	۴	حصہ بہی	حصے بہی	۲۳۳	۲۰	بخبشنی والا	بخشنے والا	″	۱۲	وٹہراوٹہر	وٹہرادٹہر
″	۸	بہی لیتے	ہی لیتے	۲۳۶	۴	آخرکا	آخرت کا	۲۶۸	۴	مین نے	مین نے کہا
″	۱۳	یہ ہے	یہ ہے کہ	۲۳۹	۱۳	بہی ہین	بہی ہین	″	۵	اندہا ہوا	اوندہا ہوا
۱۸۸	۲۱	سوال ار	سوال کرنا	۲۴۲	۱۲	کہین اور کر	کہین اور سر	″	۹	آپ نے	اسنے
۱۸۹	۱۹	بہی ہے ہو	نہیں ہے	″	۱۰	نفسی نے	نفسی کے	۲۷۰	۱۷	چاہین	جاتے ہین
۱۹۰	۹	بڑای	بڑا ہے	۲۴۳	۱۴	صالحین	صالحین نے	۲۷۱	۲۱	رودکر	روس سے
۱۹۱	۱۳	اور اسکو قتل	اور جسنے کہا اسکو قتل	۲۴۴	۱۲	سے	سے	۲۷۲	۱	سوا کہن	سواکن
۱۹۳	۸	بدرسکون	ذکر نسکون	″	۲۰	شب زاحمرہ	شرب خمر	۲۷۸	۱۰	اوکسی کے	کسی کے
۱۹۴	۲	ساتہہ اور	ساتہہ اور	۲۴۷	۳	کرنےگا	کرنےکی	۲۷۸	۴	پنا لیتا	پناہ لیتا
″	۵	بہس یاد	اسیکے	۲۴۹	۱۴	نزایمان	طرایمان	۲۹۰	۶	ادمیر	اور میرے
۱۹۵	۳	کرنے	کرتے	۲۵۰	۹	خورک	فورک	۲۹۴	۱۳	کسی کا	کسی کا قایل
″	۱۳	[illegible]	ہوتی ہے	″	۱۷	جوجودتین	جوجوفتنین	″	۱۲	ہے کہتے	ہے تو کہتے
۱۹۸	۱	سبلا دیتا	بتلا دین	۲۵۴	۳	قوم مسلمانکا	قوم مسلمانکا	۳۱۶	۵	پیغمبر کالیکی	پیغمبرانیکے
۲۰۲	۹	رطوبی دوج	تڑائی کے دن	″	۱۲	اسحد.ث	احدیث	۳۹۹	۲	یادہ تو دہ	یا تو وہ
۲۰۶	۴	بتاتا ہے	باتا ہے	۲۵۵	۲	رذاب	عذاب	″	۸	مشرک	مشرق
۲۱۴	۷	اختلاف	انسلاف	″	۷	عل سلف	علمائے سلف	″	۶	وجہ توبہ وہ	یا تو یہ وہ
۳۰۴	۲	اوس سے	اون سے	″	۱۳	بن قیل	بن قیس	″	۱۴	اس نے جو	اس نے تو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۹۹	۱۶	شیاطین ہین اور	سے شیاطین اور	۳۴۲	۱	ابن عمرو	ابن عمر	۳۵۸	۲۹	جو کہت	جو کہتا ہے
〃	۲۰	نکلنی	نکلنے	〃	۳	تیت ہوجاب	ہین ہوجابل	۳۵۹	۴	گنہگا ہوکر	گنہگار ہوکر
۲۱۹	۶	دہردہ	ادہردہ	〃	۲	اصل اسکی	اصل	۳۶۰	۸	کہ تون	کہ تو
۲۹۱	۷	یعنے	یعنے یہہ	۳۴۳	۲	ہین اور ہر	ہمین ہر	〃	۱۲	تون	تو
۲۹۳	۲۱	جس سے مجھکو	جس سنے	۳۲۶	۱	کو شترک	کو جو شتر	۳۶۲	۴	کریگا	کرے گا
۲۹۵	۱۱	کوررکرا	کوکرکرا	۳۲۸	۱	کہ ہماری	ہمارے	۳۶۳	۳	تون	تو
〃	۱۵	انجام ہین	انجام ہین	〃	۱۰	روایت	رویت	۳۶۴	۲	دونون جورو	دونو جورو ہین
〃	۱۴	ہوجاتی ہے	ہوجاتی	۳۲۹	۷	تر پوچھا	سے پوچھا	۳۶۵	۳	لوگ ہر	لوگ ہین
۲۹۶	۵	مرے	مرنے کے لیے	۳۳۱	۹	روامیت	روایت ہے	〃	۹	منبر	منبر کو
۲۹۷	۴	چہپانیوالا	چہپانیوالا	۳۳۲	۱۰	فرمایا ہے	فرماتا ہے	〃	〃	السلام	علیہ السلام
〃	۱۲	قسم کی اسد	قسم اسکی اسد	〃	۱۵	پہونچنا	پہونچتا	〃	۲۱	شہوان	شہ ہوگئے
۲۹۸	۸	کہم گیا	سہم گیا	۳۳۶	۷	لائق	قائل	۳۶۷	۸	پگڑلیت	پکڑلیت
۳۰۴	۸	ممنوع ہین	ممنوع ہین	۳۴۶	۴	انتہا	انتہے	〃	۱۴	اور بہتر	اور بہتر کے
۳۰۳	۵	برنتون	برتنون	〃	۲۳	مخلوق مین	مخلوق مین سے	۳۶۵	۱۱	کہتے	کہتے ہین
۳۰۴	۳	دخنا	دخل	۳۴۷	۱	مین ما	مین جا	۳۷۲	۶	السلام	السلام کا
۳۰۵	۱۰	چہوتے	چہوتے	۳۵۰	۷	تنی ہے	اتنی ہے	۳۷۳	۲۳	عالم	عام
〃	۲۳	پیٹہہ کا	پیٹہہ کا	〃	۱۱	اوخترکمین	اوزسکمین	۳۷۴	۷	پیغمبر	پیغمبر کو
۳۰۶	۱۹	طافت	طاقت	〃	۱۲	گگے	کے	〃	۱۴	مستبد	مستعد
۳۰۷	۵	سالوں	ساتون	〃	〃	پوجتے	پوجتے	〃	۱۷	سیاہی	سیاہی
〃	۶	جسنے جسنے	جس سے	〃	۱۳	نہ جہپیگا	نہ چہپیگا	۳۷۵	۲۳	شرک	شرک کو
〃	۸	نے کہا	سے کہا	〃	۱۵	پوجتے	پوجتے تہے	۳۷۹	۱۷	بیان کر	بیان کرو
۳۰۸	۲۳	دورستے	دورہٹتے	〃	۱۶	رسکا	ورسکا	۳۸۰	۲	جسنے	جس سے
۳۱۰	۱۳	طشت لائے	طشت لائ	〃	۱۹	دینی	دیتی	۳۸۱	۲۲	کسہ کی	کس کی
〃	۱۹	گیا اور ایہان	گیا ایمان	〃	۲۲	پوجتے	پوجتے تہے	۳۸۲	۷	کہین	کہین گے
۳۱۴	۷	لوخوشی	تو خوشی	۳۵۱	۶	جو اس نے	جو اس نے	〃	〃	تلایش	تلاش
〃	۱۴	حدیث مین	حدیث مین	۳۵۲	۱۳	ہم کہین	ہم کہین گے	〃	۸	کہین	کہین گے
۳۱۷	۳	موقوف	موقوف	〃	۲۱	اوریہ	اور یہ	〃	۲۱	جو دنیا	دنیا
۳۱۸	۱۰	اوسوقت	اسوقت عمل	۳۵۳	۱۳	حالانکہ یہ	حالانکہ یہ	۳۸۳	۵	میہڈولی	ہنڈولی
۳۱۹	۴	سی جاء	سے جا	۳۵۴	۹	پہچانون	پہچانو	〃	۱۲	تسیف	تکمیف
۳۲۰	۲۲	حضرت آدم	امر آدم	〃	۱۵	کہین	کہین گے	۳۸۴	۵	عالم	عام
۳۲۱	۲	ہوجاتی ہے	ہوتی ہے	〃	۲۱	ایمانکو ایمانکو	ایمان کے	۳۸۶	۱۴	رہستہاری	رستہبازی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۸۶	۲۱	پکڑیں سکے	پکڑلیں ہوسکے	۴۲۴	۳	دہوتی بکی	دہولی لینے	۴۵۲	۴	یادہ اپنے	یا اپنے
〃	۲۲	گہراتی	گہرائی	۴۲۴	۳۰	اورہریرہ	ابوہریرہ	〃	۸	حدیث	حدث
۳۸۸	۱۰	میرارادہ	میرا اسادہ	۴۲۶	۱	عمومن	عمرو بن	۴۵۳	۲۰	اولی ست	اولی سے
۳۸۹	۲	اور انکے	اور ونکے	〃	۱۹	رروایت	روایت ہی	۴۵۴	۲۲	انکا	اون کا
〃	۱۷	اورمین	اورمیں نے	۴۲۷	۳	بدستی	بدہنی	〃	〃	پیچھے	نیچے
۳۹۰	۲۲	مطابق	مطابق ہی	〃	۱۰	آء	آ	۴۵۵	۱۹	فارع	فارغ
۳۹۴	۲	ہوسنے	ہوسے	۴۲۹	۲۳	عسیلہ	ایلہ	〃	۲	دہونے	دہوسکے
۳۹۷	۴	غزیر	عزیز	۴۳۰	۱۰	یارسول	یارسول اللہ	۴۵۶	۹	کسیکواور	کسی اور کو
〃	۲۳	آدمیونکا میز	آدمیون میز	۴۳۲	۱۵	بہائی اپنی	بہائی بیٹے	۴۵۷	۶	سریح بن ہانی	شریح بن ہانی
〃	۲	عرب	ارب	۴۳۵	۳۰	مافوردی	ماوردی	〃	۹	صلی صد	صلی اللہ علیہ وسلم
۳۹۹	۳	مازی	مازری	〃	۷	کرےگی	نہ کرےگی	۴۵۸	۳	نمازیت	نمازین
〃	۷	حدیث مین	حدیث بین سے	۴۳۶	۳	تکم	حکم	〃	۱۴	اور رسول	رسول
〃	۱۶	اسطرت	اسیطارت	۴۳۷	۱۳	وسلم کے	وسلم نے	〃	۱۹	رضو	وضوی
〃	۲۲	انہوق	انہون نے	〃	۱۲	بہرآمین	پہران ہین	۴۵۹	۱	[illegible]	[illegible]
۴۰۰	۱۹	رکہتاہے	ہوتاہے	۴۳۸	۱۹	جبانگراادہم	جان کر چہوڑ	〃	۲	وسلے	وسلم
۴۰۳	۸	ساتہی	ساتہہ کسی کے	۴۳۹	۴	اپنے	لینے	۴۶۰	۱	گمان	گمان ہو
۴۰۵	۷	تہمالی	تنہائی	۴۴۰	۱۶	غرضو	غرض	〃	۷	ابوہریرہ	ابوہریرہ رض سے
۴۰۷	۱۴	پہردیکی	پہر دینگے	〃	۲۰	عدیث یکو	شیعہ تونکو	〃	۱۰	اسی	ایسی
۴۱۱	۲۱	مسلم	مسلم نے	〃	۲۴	بازیا	یار یا	۴۶۱	۱۰	کتاسمین	کتا اسمین
۴۱۲	۲	۰ور	اور	۴۴۰	۱۴	دارہیون	داڑہیون کو	〃	〃	چپیڑ	چپیڑ سے
〃	۴	اس اوپہ	اسکی اوپہ	۴۴۱	۴	جاہے	چاہیے	۴۶۲	۱۱	کہ بشکاری	شکاری
۴۱۴	۸	تمین بار	تین بار	۴۴۳	۲۱	قبیلے کی	قبلے کیطرف	〃	۱۸	اجازت	اجازت ہی
〃	۱۱	حممین بنے	جو بیٹی نے	۴۴۶	۷	حاجت	حاجت کو	〃	۱۹	حفاظت کر	حفاظت کرکے
۴۱۵	۱	داہنےہاتہ	+ ۱	۴۴۷	۲۰	تاتیں	بائیں	〃	〃	ناوی نے	نووی نے کہا
۴۱۶	۲	کہ ضرور	ضرور	۴۴۹	۱۸	انس رض	انس رض	۴۶۶	۱۶	بغیر اجازت	بغیر اجازت کے
〃	۲۱	نماآپ	آپ	۴۴۶	۱۰	ڈہیلون	ڈہیلون سے	〃	۱۴	دکہلادین	دکہلائی دین
۴۱۷	۲۱	حدیث	حدیث	〃	۲۱	شروع	شرع	۴۶۷	۱	احرام	حرام
۴۱۸	۴	حضرت ز	حضرت عثمان	〃	۲۲	کہاہے کہ	کہاہے	〃	۵	چھناا	چھنا
۴۲۰	۲۲	انہون	انہون نے	۴۵۰	۳	ابن منذر	ابن منذر	〃	۱۳	وسلم	وسلم پاس
۴۲۲	۱۴	شریعت محمد	شریعت محمدی	۴۵۱	۱۹	اوڈرسنے	اوڑسنے	〃	۱۷	کہاتا	کہاتا تہا
〃	۱۵	تیسرے	تیسرے روز	۴۵۲	۳	پیشاات	پیشاب	〃	۱۸	آپکی میں	آپکی گود میں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۷۰	۹	حسن	جسس	۴۸۱	۹	اجماع	اجماع ہر	۵۱۵	۸	دبع	ذبح
؎	۱۹	جانور	جانور کا	؎	۱۷	الس بنا	الس بن	۵۱۶	۴	مین	مین نے
۴۷۱	۳	طبیت	طبیعت	۴۸۲	۲	ٹڑا	گرا	؎	۷	ماربن	مارین
؎	۱۴	عینی	عینی ہے	۴۸۶	۴	بین	مین	؎	۸	ہاتہون کے	ہاتہون کے لیے
۴۷۲	۲	درقاضی	اورقاضی	۴۸۶	۵	لا	کی	؎	۱۰	کرےاوراس	کرےاس
؎	۳	ہوتی	ہوئی	۴۹۰	۹	آیمہ	ائمہ	۵۱۷	۱	صاف ٹہرگہرا ہوا	صاف پتہر دہرا ہوا
؎	۱۷	تے	تہے	۴۹۱	۴	ایساہی	ایسا ہی	؎	۱۴	گرکب	گرگیا
؎	۱۹	کرتا ہے	کرتی ہے	؎	۲۳	ینتج	نتیج	؎	۲۱	حصیر	حضیر
۴۷۳	۱۶	بوجہہ کرے	بوجہہ کرکرے	۴۹۵	۹	فرج اندر	فرج سکاندر	؎	۲۲	یقبون	نقیبون
؎	۱۸	ابوالزنا	ابوالزناد	۴۹۷	۱۶	کپڑ	کپڑا	؎	۲۳	اولا	اولاد
؎	۲۰	اسحاق کا	اسحاق سے	۴۹۹	۱۹	گہڑسے	گہڑے سے	۵۱۸	۳	کلا	نکلا
؎	۲۱	احمدکا	احمدکے	۵۰۲	۸	الرلی	آزرکی	؎	۸	اصحابین	اصحابین سے
۴۷۴	۵	حسب	جب	۵۰۳	؎	ایک کپڑے	ایک کپڑے ہو	۵۱۹	۲۲	غبارم	غبارکم
؎	۱۹	باشرت	مباشرت	۵۰۵	۱۳	تہبند	تہ بند	؎	؎	الاربہ	اوریہ
۴۷۵	۱۱	چادرہرنی	چادرہیرنا	۵۰۷	۵	اسلام	اسلام مین	۵۲۰	۸	نشکرکی	شکرکی
؎	۱۲	عرج	فرج	؎	۱۱	ست	سنے	؎	؎	تم کہہ	تم کہو
؎	۱۷	بیٹہما	بیٹہتا	۵۰۹	۱۹	سلی مان	سگے مان	۵۲۱	۲	درسہو	اورسہو
؎	۲۰	چہکانیز	جہکادینے	۵۱۰	۲۰	فرماتی	فرماتے تہے	؎	۵	مذاہب	مذہب
؎	۲۳	پاؤن	پانو(ن)	۵۱۱	۳	صلیہ	علیہ وسلم	؎	۶	تیگ	تنگ
۴۷۹	۱۵	سلمان تہی	مسلمان تہے	؎	۵	وسلم	وسلم نے	؎	۱۲	جہسکنے	جہنکنے
۴۸۰	۹	سرکوئی سونا	سے سونا	۵۱۳	۵	گمرسب	گمرجب	؎	۱۳	جہکنے	جہنکنے
؎	۱۳	مین سنے	مین سے	۵۱۴	۲۰	لاتہی	کی تہی	۵۲۲	۵	انسون	آنسو
								۵۲۴	۶	بڑمالی	پڑامال

التماس

اس کتاب کے شائقین کی خدمت مین گذارش ہے کہ ایک جگہہ پر تو اسکی فہرست جلد اول کے صفحہ ۲ مین اور دو جگہہ پر اسکے صفحہ ۲۴۵ مین بعد ترک کے اور ایک جگہہ پر اسی صفحہ کے حاشیہ پر جہان لفظ ربع کا چہپا ہوا ہے وہان لفظ جلد کا قلم سے بنادین غفلت نہ فرمادین۔

التماس

خدمت مین ان صاحبون کے جو اس کتاب مقدس
کا ملاحظہ فرماوین یہ ہے کہ پہلے مطابق صحتنامہ ہذا
کے سب اغلاط درست کر لین پھر مطالعہ کرین ایسا
نہ ہو کہ غلطی کی وجہ سے کسی حدیث یا مسئلہ کے
سمجھنے مین خطا واقع ہو اور گنہگار ہوان -
اور صحتنامہ بکمال استعجال طیار ہوا ہے - اگر
اس کے علاوہ بھی کوئی اور غلطی معلوم ہو تو بعد غور
یا استفسار درست کر لین اور ورود لعن نہ فرماوین -

المُلتمس

وحید الزمان مترجم کتاب ہذا

جلد اول

وما آتاکم الرسول فخذوه وما نهاکم عنه فانتهوا

المعلم

لترجمة

صحیح مسلم

مطبع نقی و فخر گردید

بنذ ضد لاهور مطبوع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَیْنَا بِالْھِدَایَۃِ اِلیٰ دِیْنِ الْاِسْلَامِ وَاَحْکَمَہٗ فِیْ قُلُوْبِنَا خَیْرَ اَحْکَامٍ وَجَنَّبَنَا عَنْ بَوَاطِیْلِ الْوَسَاوِسِ وَالْاَوْھَامِ بِالْاِقْتِفَاءِ لِسُنَّۃِ نَبِیِّہٖ خَیْرِ الْاَنَامِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوَاتِ مَا تَکَرَّرَتِ اللَّیَالِیْ وَالْاَیَّامُ وَرَتَعَاقَبَتِ الْاَنْوَارُ وَالظَّلَامُ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْکِرَامِ **بعد** حمد ونعت کے فقیر حقیر سراپا تقصیر وحید الزمان عفا عنہ المنان خدمت مین تمامی برادران مسلمین اور شائقین حدیث سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے عرض کرتا ہے کہ باوجود ضعف اور ناتوانی اور قلت بضاعت اور بے سروسامانی کے آواخر سنہ ۱۳۱۰ ہجری مین محض تائید غیبی اور امداد خداوندی سے چار بڑی بڑی کتابین حدیث کی نجملہ صحاح ستہ کی زبان اردو مین ترجمہ ہو گئین یعنے موطای امام مالک اور جامع ترمذی اور سنن ابوداود اور سنن نسائی اور اللہ جل شانہ نے اپنے فضل وکرم سے ان چارون کتابون کو مقبول فرمایا اور صدہا ہزارہا نسخے ان کے طالبین نے ہر چار طرف ولایت ہند کے خرید فرمائے اب شروع چودہوین صدی یعنی سنہ ۱۳۱۱ ہجری ماہ محرم مے یہ فکر پیدا ہوئی کہ اگرچہ حیات مستعار کا اعتبار نہین اور زندگانی دنیا محض ایک حباب ہے مگر خیر جبتک چند نفس باقی ہین وہ بھی اگر خدمت حدیث مین صرف ہون تو اس سے بڑھ کر کون سی نعمت ہے پس اس خیال سے صرف خداوند کریم کی مدد پر بھروسا کر کے اپنے مہینے ترجمے مین وقت کو صرف کرنا مناسب جانا اور چونکہ صحیح بخاری علیہ الرحمۃ کی شرحین اور ترجمے عربی اور فارسی زبان مین بہت

ہو چکے ہین بلکہ حال ہین ایک ترجمہ بار دو زبان مین بہی شہر مدراس مین چہپنا شروع ہو گیا تہا اور سکے علاوہ جناب نواب فیضمآب معلی القاب خادم سنتہ سید المرسلین وارث الانبیاء والمرسلین حامی شریعت سید ناصر دین متین قامع بدعات ماحی ظلمات مجدد قرن ثالث عشر امام قرن رابع عشر فخر علماء المجتہدین راس الصوفیۃ والمحدثین جناب نواب **والاجاہ امیر الملک مولٰنا سید محمد صدیق حسن خانصاحب بہادر** ہو جنکی ہمت والا ہمیشہ ہمیشہ صرف اشاعت دین اور حمایت شریعت متین کے متوجہ رہتی ہے اپنی عالی ہمتی اور اولوالعزمی سے کتاب مستطاب نادر الوجود فتح الباری شرح صحیح بخاری کا چہپوانا مصر مین شروع فرمایا اور ظاہر ہے کہ شروح بخاری مین فتح الباری کی مثل کوئی شرح نہ بنی تہی نہ بنیگی اس لیے ترجمہ بخاری مین اس شرح کے میسر ہونے سے بڑی آسانی کا خیال تہا مین نے ترجمہ صحیح بخاری کو بالفعل ملتوی رکہہ حسب ایماد اشارت جناب ممدوح صحیح مسلم علیہ الرحمۃ کا ترجمہ شروع کیا صحیح مسلم علیہ الرحمۃ بہی صحت احادیث اور جودت اسناد مین صحیح بخاری سے کم نہین ہے باتفاق علماء یہ کتاب بہی صحیح بخاری کے ہم پلہ ہے اسیوجہ سے ان دونون کتابون کو صحیحین کہتے ہین اگرچہ اکثر علماء نے صحیح بخاری کو ایک درجہ اسپر مقدم رکہا ہے لیکن حافظ ابو علی نیشاپوری نے کہا کہ صحیح مسلم بہ نسبت صحیح بخاری کے بہی زیادہ صحیح ہے اور بعضے مغرب کے علماء نے بہی اس قول سے اتفاق کیا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ مسلم نے اپنی صحیح مین اسبات کا التزام کیا ہے کہ وہی حدیث نقل کرتے ہین جسکو دو ثقہ تابعیون نے دو صحابہ سے روایت کیا ہو اور اسی طرح ہر طبقے مین دو ثقہ یعنے معتبر شخص دو ثقہ شخصون سے نقل کرتے آئے ہون اور بخاری نے اس شرط کا خیال نہین رکہا اور حدیث انما الاعمال بالنیات جو صحیح مسلم مین موجود ہے اگرچہ اس مین یہ شرط نہین پائی جاتی مگر بنظر تبرک اور بخیال صحیح اور مشہور ہونے کے اُسکو ذکر کیا ہے اور بعضون نے کہا کہ صرف یہ حدیث مستثنی ہے امام مسلم فرماتے ہین کہ مین نے اس کتاب کو تین لاکہہ حدیثون سے انتخاب کیا ہے اور اگر تمام زمین کے لوگ دوسو برس تک حدیثین لکہین تو پہر ان کا اعتماد آخر اسی کتاب پر رہیگا اور مین نے کوئی حدیث اس کتاب مین داخل نہین کی مگر سمجہہ کر دلیل رکہکر اسیطرح کوئی حدیث نہین نکالی اس مین سے مگر سمجہ کر دلیل سے احمد بن سلمہ نے کہا مین مسلم کے ساتہہ اس کتاب کی جمع ہوتے وقت پندرہ برس تک لکہا گیا اس کتاب مین بارہ ہزار حدیثین ہین مکی بن عبدان نے کہا مین نے مسلم سے سنا وہ کہتے تہے مین نے اس کتاب کو ابو زرعہ رازی کے سامنے

پیش کیا پھر جس حدیث مین انہون نے کوئی علت بیان کی اوس کو مین نے نکال ڈالا اور جس حدیث
کو انہون نے کہا کہ صحیح ہے اور اوس مین کوئی علت نہین ہے اوس کو مین نے داخل کیا اس روایت
کو خطیب بغدادی نے اپنی سند سے روایت کیا ہے ۔ اعلی سے اعلی سند امام مسلم کی وہ ہے جس مین
مسلم سے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک چار واسطے ہون اور جیسے امام بخاری کے ثلاثیات ہین
یعنے تین واسطون کی حدیثین وہ صحیح مسلم مین نہین ہین امام نووی نے کہا مسلم نے علم حدیث مین
کئی کتابین لکھین ہین سب مین مشہور یہ صحیح ہے اور یہ کتاب بتواتر مسلم سے نقل کی گئی ہے اس طرح
کہ اس کتاب کو مسلم کی تصنیف یقینا کہہ سکتے ہین اور باسناد متصل مسلم تک روایت کی گئی ہے
اور ایک فائدہ خاص اس کتاب مین ہے وہ یہ ہے کہ مسلم نے ہر ایک حدیث کے لیے ایک خاص مقام
مناسب تھا مقرر کیا ہے اور وہین اوس حدیث کے تمام طریقون کو جمع کر دیا ہے اور اس کے
مختلف الفاظ کو ایک ہی مقام پر بیان کیا ہے تاکہ ناظر کو آسانی ہو دیکھے اور تمام طریقون سے
وہ فائدہ اٹھاوے اور یہ بات صحیح بخاری مین نہین ہے امام حافظ عبد الرحمن بن علی یمنی نے
چند اشعار صحیح مسلم کی تعریف مین لکھے ہین جنکا مضمون یہ ہے کہ اے پڑھنے والے صحیح مسلم علم کا
دریا ہے جس مین پانی بہنے کے رستے نہین ہین یعنے سب پانی ایک ہی جگہہ موجود ہے اور
مسلم کی روایتون کا نخیرا بخاری کی تکرار روایتون سے زیادہ مزا دیتا ہے حافظ ابن الصلاح
نے کہا مسلم کی شرط یہ ہے کہ حدیث متصل الاسناد ہو اول سے لیکر اخیر تک ایک ثقہ دوسرے ثقہ
سے نقل کرتا ہو اور اس مین کسی قسم کا شذوذ یا علت نہ ہو سیوطی نے کہا ثقہ سے مراد یہ ہے کہ
وہ راوی مسلم کے نزدیک ثقہ ہو اگرچہ اورون کے نزدیک ثقہ نہ ہو اور اسی وجہ سے مسلم نے چہ سو
پندرہ ایسے لوگون سے روایت کی ہے جن سے بخاری نے روایت نہین کی اسی طرح بخاری نے چار
سو چونتیس ایسے شخصون سے روایت کی ہے جن سے مسلم نے نہین کی تو کتنی حدیثین ایسی نکلین گی جو
مسلم کی شرط پر صحیح ہین اور بخاری کی شرط پر صحیح نہین اس لیے کہ مسلم کے نزدیک ان کے راویون
مین وہ سب شرطین پائی جاتی ہین جو صحت حدیث کے لیے ضروری ہین مگر بخاری کے نزدیک نہین
پائی جاتین پھر مسلم علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مین ایک ایسی راہ پر چلے ہین کہ اسکی وجہ سے اون
کی کتاب کو صحیح بخاری پر فضیلت دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ امام مسلم علیہ الرحمۃ حدیث کے تمام

متنون کو اوس کے سب طریقون کے ساتھہ ایک ہی مقام مین جمع کر دیتے ہین اور اسکو مختلف
بابون مین جدا جدا نہین لاتے اور پوری عبارت اوس کی بیان کرتے ہین اور باب کے ترجمون کے
مین اوس کے ٹکڑے ٹکڑے نہین کرتے اور حتی المقدور الفاظ کی رعایت کرتے ہین اور نقل بالمعنی
نہین کرتے یہانتک کہ اگر ایک راوی نے دوسرے راوی سے ایک لفظ مین بھی اختلاف کیا
ہو اور معنی دونون لفظون کے ایک ہون تب بھی مسلم ہر ایک راوی کے لفظ کو بیان کر دیتے ہین
یہانتک احتیاط ہے کہ اگر ایک راوی نے حَدَّثَنَا کہا ہو اور دوسرے نے اَخبَرَنَا تو وہ لکھہ دیتے ہین کہ
فلان راوی نے حَدَّثَنَا کہا اور فلان نے اَخبَرَنَا اور حدیث کے ساتھہ اصحاب کے اقوال اور تابعین
وغیرہ کے اقوال اور باب اور ترجمون کو نہین ملاتے اس لیے کہ انکو حرص تھی اس بات کی کہ حدیث
مین اور کوئی چیز ملنے نہ پاوے تو بعد مقدمے کے اس کتاب مین اور کچھ نہین ہے سوا حدیث کے ابن
الصلاح نے کہا وہ سب حدیثین جنکی صحت کا حکم کیا مسلم نے اس کتاب مین یقیناً صحیح ہین اور
ایسے ہی وہ حدیثین جنکو بخاری نے صحیح کہا ہے اس لیے کہ امت محمدی نے علما نے ان دونون کتابون
کی حدیثین کو قبول کیا ہے اور جو کسی ایک آدہ شخص نے اس مین خلاف کیا ہے اوسکے خلاف کا
اعتبار نہین امام الحرمین نے کہا اگر کوئی شخص قسم کہاوے اپنی عورت کی طلاق پر کہ بخاری اور
مسلم کی جو حدیثین صحیح ہین وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہین تو اسکی عورت پر طلاق نہ پڑیگی
کا کیونکہ حقیقت مین ان دونون کتابون کی حدیثین صحیح ہین اور علمار نے اجماع کیا ہے ان کی
صحت پر اور تمامی امت محمدی نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ جس حدیث کی صحت پر بخاری
اور مسلم دونون کا اتفاق ہے وہ صحیح ہے ابن الصلاح نے کہا مسلم ابوزرعہ رازی کے پاس آئے
اور ایک ساعت تک بیٹھے اور باتین کرتے رہے جب اوٹھے تو کسی نے کہا انہون نے چار ہزار حدیثین اپنی
صحیح مین جمع کین ہین ابوزرعہ نے کہا پھر باقی حدیثین کس کے لیے چھوڑ دین شیخ نے کہا مراد اس
شخص کی یہ تھی کہ صحیح مسلم مین اصل چار ہزار حدیثین ہین سوا مکررات کے اور مکررات کو ملا کر سات
ہزار دوسو چہتر حدیثین ہین۔ امام مسلم نے اس کتاب کو ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا ہے اور وہ
حقیقت مین باب باب پر مرتب ہے پر باب کے ترجمون کو اوس نے متن کتاب مین داخل نہین کیا تاکہ
کتاب کا حجم نہ بڑہنے پاوے یا کسی غرض سے امام نووی نے کہا لوگون نے مسلم کے ابواب کا ترجمہ کیا ہے بعض

اچھی باتین بھی نہین اس وجہہ کہ ترجمے کی عبارت مین قصور ہے یا لفظ اوسکے رکیک ہین اور مین اپنی
شرح مین ان ترجمون کو مناسب عبارتون کے ساتھہ بیان کرونگا سیوطی نے کہا کہ یہ جو صحیح مسلم کے
ایک نسخے مین بابون کے ترجمے پائے جاتے ہین تو یہ مسلم کے بنائے ہوے نہین بلکہ لوگون نے انکو
بعد بنائے ہین اور ان مین اچھے برے سب ہین جیسے نووی نے کہا ہے اور ان لوگون کی غرض
یہہ تہی کہ حدیث نکالنے والے کو آسانی ہووے لیکن بہتر یہی ہے کہ باب کے ترجمے کتاب مین نہ لکہے
جاوین جیسے پرانے نسخون مین نہین لکہے ہین اور جن باتون کی وجہ سے مسلم کی کتاب بخاری کی
کتاب سے ممتاز ہے ان مین سے ایک بات یہی ہے کہ مسلم نے تعلیقات (یعنے بے اسناد روایتین) بہت
کم بیان کی ہین سوا چند مقامون کے برخلاف بخاری کے کہ انکی کتاب مین تعلیقات بہت ہین نووی
نے کہا مسلم نے اپنی کتاب مین عمدہ راہون کو اختیار کیا ہے نہایت احتیاط اور مضبوطی اور معرفت
کے ساتھہ اور اس سے اونکا کمال ورع اور نہایت علم اور انتہا کی تحقیق اور علو شان مستنبط ہے
اور مسلم نے اپنے مقدمے مین لکہا ہے کہ انہون نے حدیث کی تین قسمین کی ہین ایک تو وہ جسکو بڑے
بڑے عمدہ حافظون نے روایت کیا ہو دوسرے وہ جسکو متوسط لوگون نے جنکا عیب ڈھنکا ہوا ہے
روایت کیا ہو۔ تیسرے وہ جسکو ضعیف اور متروک لوگون نے روایت کیا ہو تو مسلم جب پہلے قسم
کی حدیثون سے فارغ ہوتے ہین تو دوسرے قسم کی حدیثون کو لاتے ہین لیکن تیسرے قسم کی
حدیثون کو بالکل نہین لاتے علما نے اختلاف کیا ہے کہ اس تقسیم سے کیا مراد ہے حاکم اور بیہقی نے
کہا کہ مسلم دوسرے قسم کی حدیثون کو بیان کرنا چاہتے تھے مگر اس سے پہلے ناگہانی موت آگئی اور
فقط پہلی قسم کی حدیثین انکی کتاب مین ہین قاضی عیاض نے کہا غور سے یہ بات صحیح معلوم نہین
ہوتی اور اونہون نے اپنی کتاب مین دونون طرح کی حدیثون کو بیان کیا ہے ابن عساکر نے کہا کہ مسلم نے
اپنی کتاب کو دو قسمون کی حدیثون پر مرتب کرنا چاہا ایک قسم مین تو عمدہ عمدہ حافظ اور ثقہ لوگون کی
روایتین اور دوسرے قسم مین مستور اور بیچ متوسطین لوگون کی روایتین مگر ان کو موت آگئی اور
یہ آرزو پوری نہین ہوئی اور کتاب کی ترتیب تراجم اور ابواب کے ساتھہ رہ گئی باوجود اسکے اونکی کتاب
مشہور اور مقبول ہوئی اور تیسرے قسم کی حدیثون کو انہون نے بالکل بیان نہین کیا پھر مسلم کے بعد
اور لوگون نے کئی ایک کتابین مسلم کے صحیح کی طرح لکہین اور عالی سندون کو حاصل کیا

اور ان مین سی بعضون نے مسلم کے مشائخ کو پایا اور مسلم کی احادیث کو اپنی کتابون مین نکالا شیخ
ابو عمرو نے کہا ہے جو کتابین صحیح مسلم کے طور پر لکہی گئی ہین اگرچہ اون مین صحت کا ایک نشان ہے مگر
تمام باتون مین وہ صحیح مسلم کے برابر نہین ہو سکتین — صحیح مسلم پر علما نے بہت سی شرحین لکہی ہین سب
مین مشہور وہ شرح ہے جسکو امام حافظ ابو زکریا محی الدین نووی شافعی نے تالیف کیا اور وہی شرح
شائع اور مشہور ہے اور صحیح مسلم کے ساتہہ ہندوستان مین طبع ہو گئی ہے اور ایک اس شرح کا خلاصہ
ہے جسکو شمس الدین محمد بن یوسف قونوی نے مرتب کیا اور ایک شرح ہے قاضی عیاض مالکی کی اسکا
نام اکمال المعلم فی شرح صحیح مسلم ہے اور ایک شرح ہے ابو العباس احمد بن عمر بن ابرہیم قرطبی کی اور
یہ مقدم ہے نووی سے بہی اور ایک شرح ہے امام عبد اللہ محمد بن خلیفہ مالکی کی چار جلدون مین اور ایک
شرح ہے ابو عبد اللہ محمد بن علی مازری کی جسکا نام معلم بفوائد کتاب مسلم ہے اور ایک شرح ہے عماد
الدین عبد الرحمن بن عبد العلی مصری کی اور ایک شرح ہے غرائب مسلم کی عبد الغافر بن اسمعیل فارسی
کی جسکا نام مفہم فی شرح غریب مسلم ہے اور ایک شرح ہے سبط ابن الجوزی کی اور ایک شرح ہے ابو
الفرج عیسی بن مسعود زواوی کی پانچ جلدون مین اور ایک شرح ہے قاضی زین الدین زکریا بن محمد
انصاری کی اور ایک شرح ہے مختصر شیخ جلال الدین سیوطی کی جسکا نام دیباج علے صحیح مسلم ہے
اور ایک شرح ہے قوام الدین ابو القاسم اسمعیل بن محمد اصفہانی کی اور ایک شرح ہے تقی الدین
شافعی کی اور ایک شرح ہے قسطلانی کی اوسکا نام منہاج الدیباج ہے اور ایک شرح ہے ملا علی قاری کی چار
جلدون مین صحیح مسلم کی مختصرات بہی بہت ہین ایک مختصر ہے ابو عبد اللہ شرف الدین محمد بن عبد اللہ مرسی کا اور ایک مختصر
ہے زوائد مسلم کا بخاری پر حافظ سراج الدین عمر بن علی ملقن شافعی کا اور ایک مختصر ہے حافظ زکی الدین
منذری کا اور اس مختصر کی شرحین بہی بہت ہین اور سب سے عمدہ شرح اسکی السراج الوہاج ہے جو ہمارے
زمانے مین نواب مولانا سید محمد صدیق حسن صاحب بہادر کی تصنیفات مین سے چہپ رہی ہے اور اس ترجمہ مین
اس شرح سے بہت فوائد منقول کئے ہین **امام مسلم کا حال** جو اس کتاب کے مؤلف ہین نام انکا مسلم بن الحجاج
بن مسلم القشیری ہے اور وہ رہنے والے نیشاپور کے ہین امام حافظ ہین علم حدیث کے اور سفر کیا انہون نے حجاز اور
شام اور عراق اور مصر کا حدیث حاصل کرنیکے لیے اور مشہور مشائخ اون کے یہ لوگ ہین یحیی بن یحیی نیشاپوری
امام احمد بن حنبل اسحاق بن راہویہ عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی قتیبہ بن سعید ابو بکر بن ابی شیبہ محمد بن

بشار محمد بن المثنی وغیرہم کئی بار بغداد مین آئے اور اہل بغداد نے اونسے روایت کی سب سے آخر وہ بغداد
مین ۲۵۹ہجری مین تشریف لائے ترمذی نے ان سے روایت کی ہے خطیب بغدادی نے کہا مسلم بخاری کی
پیچ کرتے تھے اور لوگون کے اعتراضون کو ان کے اوپر سے دفع کرتے تھے یہانتک کہ اون مین اور ذہلی
مین اسی وجہ سے رنجش ہوگئی حافظ محمد بن یعقوب نے کہا بخاری جب نیشاپور مین آئے تو مسلم اون کے
پاس بہت آتے جاتے تھے بعد اوسکے بخاری اور ذہلی مین ایک مسئلہ پر نزاع ہوا اور ذہلی نے لوگون کو منع
کیا بخاری پاس جانے سے لیکن مسلم نے نہ مانا سبب ذہلی کو اس کی خبر ہوئی وہ غصے ہوا مسلم مجلس سے اٹھے
اور جو کچھ ذہلی سے حدیثین لکھی تھین وہ اوس کے پاس واپس کردین اسپر ذہلی سے ترک ملاقات
ہوگئی بہرحال امام مسلم علمائے اسلام مین سے مین حدیث کے اور حافظ اور امام اور مقتدی ہین اس فن
کے جنکو امام اہل حدیث نے مسلم کہا ہے اور طلب حدیث کے لیے دنیا کے اطراف اور اکناف تیز
پہرے اور محمد بن مہران اور ابو غسان اور عمر بن سواد اور حرملہ بن یحیی اور سعید بن منصور اور
ابو مصعب سے سنا اور ان سے روایت کیا ایک جماعت نے علماء اور حفاظ کے جیسے ابو حاتم رازی
اور موسیٰ بن ہارون اور احمد بن سلمہ اور ابو بکر بن خزیمہ اور بہت لوگون نے جنکا شمار دشوار ہے
ابو عمرو بن احمد بن حمدان نے کہا مین نے ابو العباس بن عقدہ سے پوچھا کہ بخاری اور مسلم مین کون
بڑا ہے اونہون نے کہا دونون عالم ہین مین نے پھر پوچھا انہون نے کہا اے ابا عمرو بخاری
سے کبھی غلطی ہوتی ہے اہل شام کہ ایک جگہہ کسی کی کنیت بیان کرتے ہین اور دوسری
جگہہ اسکا نام تو خیال ہوتا ہے کہ یہ دو آدمی ہین اور مسلم سے بہت کم غلطی ہوتی ہے خطیب بغدادی
نے کہا مسلم نے پیروی کی ہے بخاری کی اور وہ چلے ہین بخاری کی راہ پر دارقطنی نے کہا اگر
بخاری نہوتے تو مسلم کو یہی راہ نہ ملتی غرض مسلم نے بخاری سے بہت فائدہ اٹھایا ہے
ابو احمد شیخ حاکم نیشاپوری نے کہا کہ مسلم نے اپنی کتاب مین بہت سی متفرق حدیثین
بخاری کی کتاب سے لین ہین مگر ان کو بخاری کی طرف نسبت نہین دی اور نہ اپنی صحیح مین
بخاری سے روایت کی ہے مسلم نے سوا اس صحیح کے اور بہی کتابین لکہی ہین جیسے مسند کبیر
جامع کبیر کتاب العلل کتاب الطبقات کتاب اوہام المحدثین کتاب التمییز کتاب من لیس له الا راو
واحد کتاب اوہام مخضرمین کتاب الاسماء والکنی کتاب الوحدان کتاب حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ

کتاب مشائخ مالک کتاب مشائخ ثوای اور مسلم کے عجیب حالون مین سے یہہ ہے کہ اونہون نے تمام عمر کسی کی غیبت نہین کی اور نہ کسی کو مارا اور نہ کسی کو گالی دی اور حدیث کے کہوٹے کہرے پہچاننے مین اپنے زمانے مین سب پر مقدم تہے یہان تک کہ بعضی امور مین بخاری پر بہی انکو فضیلت دی گئی ہے جیسے اوپر گذرا ۲۰۴ھ ہجری مین پیدا ہوئے اور وفات پائی اتوار کی شام کو رجب کے پچیسوین تاریخ ۲۶۱ھ ہجری مین عمر انکی پچپن برس کی تہی اور دوشنبہ کے روز دفن ہوئے اون کی وفات کا قصہ یون لکہا ہے کہ مجلس مین لوگون نے اون سے ایک حدیث پوچہی انکو معلوم نہوئی وہ گہر مین آن کر سب کتابون مین ڈہونڈہنے لگے اور ایک ٹوکرا خرمی کا اون کے سامنے رکہا تہا ایک ایک خرما کہاتے جاتے تہے یہان تک کہ ٹوکرا تمام ہوگیا اور حدیث کی تلاش مین ایسا استغراق تہا کہ انکو خبر نہ ہوئی اور اسی وجہ سے مرگئے ابو حاتم رازی نے مسلم کو مرنے کے بعد خواب مین دیکہا اون کا حال پوچہا اونہون نے کہا اللہ جل شانہ نے جنت کو میرے لیے مباح کردیا ہے جہان چاہتا ہون رہتا ہون **سند مولف ترجمہ کی امام مسلم تک** اجازت دی مجہکو صحیح مسلم شریف کی میرے شیخ عالم علامہ شیخ احمد بن ابراہیم بن عیسی شرقی حنبلی نے اون کو اجازت دی شیخ عبد الرحمن بن حسن نے اونکو اجازت دی شیخ حسن قویسنی مصری نے اونکو اجازت دی شیخ سلیمان بجیرمی نے انکو اجازت دی شیخ محمد عشماوی نے انکو اجازت دی شیخ ابو العز عجمی نے انکو اجازت دی شیخ محمد شوبری نے انکو اجازت دی محمد رملی نے انہون نے شیخ الاسلام زکریا انصاری سے انہون نے امام حافظ ابن حجر عسقلانی سے یہہ حافظ ابن حجر روایت کرتے ہین اس کتاب کو صلاح بن ابی عمر و مقدسی سے اور وہ علی بن احمد بخاری سے اور وہ مؤید طوسی سے اور وہ عبد اللہ فراوی سے اور وہ عبد الغافر فارسی سے اور وہ ابی احمد محمد بن عیسی جلودی سے اور وہ ابی اسحاق ابراہیم بن محمد سے اور وہ امام حافظ مسلم بن الحجاج قشیری سے جو مولف ہین اس صحیح کے رضی اللہ تعالی ان سب بزرگون سے انکی طفیل سے مغفرت کرے میری اور میرے والدین اور بہائیون اور سب مومنین کی سو مترجم کتاب سے امام مسلم تک سولہ واسطے ہین اور امام مسلم کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک رباعی حدیثین چار ہین اس حساب سے مترجم سے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اکیس واسطے ہوئے

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہون مین اللہ جل جلالہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ
سب تعریف لائق ہے اسی پروردگار کی جو پالتا ہے سارے جہان کو اور بہتر انجام ادن ہی لوگون کا ہے
جو پرہیزگار ہین اللہ تعالی اپنی رحمت اوتارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام پیغمبرون کے ختم کرنے
والے ہین (یعنی نبوت کے سلسلہ کو اللہ تعالی نے آپ کی ذات پر ختم کردیا اب دنیا مین آپ کے بعد کوئی پیغمبر
نئی شریعت لیکر نہ آویگا) اور تمام نبیون اور پیغمبرون پر (جو ہمارے پیغمبر سے پہلے گزرے ہین جیسے حضرت
آدم حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت موسی حضرت عیسی علیہم السلام) **اَمَّا بَعْدُ** فَاِنَّكَ يَرْحَمُكَ
اللّٰهُ بِتَوْفِيْقِ خَالِقِكَ ذَكَرْتَ اَنَّكَ هَمَمْتَ بِالْفَحْصِ عَنْ تَعَرُّفِ جُمْلَةِ الْاَخْبَارِ الْمَاْثُوْرَةِ
عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سُنَنِ الدِّيْنِ وَاَحْكَامِهٖ وَمَا كَانَ مِنْهَا فِي الثَّوَابِ
وَالْعِقَابِ وَالتَّرْغِيْبِ وَالتَّرْهِيْبِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ صُنُوْفِ الْاَشْيَاءِ بِالْاَسَانِيْدِ الَّتِيْ
بِهَا نُقِلَتْ وَتَدَاوَلَهَا اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ بعد حمد اور صلوۃ کے خدا تجھپر رحم کرے تونے
اپنے پروردگار کی توفیق سے ذکر کیا تھا (یہ امام مسلم کسی اور کو فرماتے ہین) کہ تیرا قصد یہ ہے کہ
تلاش کرے ادن سب حدیثون کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہین دین کے
طریقون اور حکمون مین (یعنے مسائل کی حدیثین جو فقہ سے متعلق ہین) اور ادن حدیثون کو جو ثواب
اور عقاب اور خوشخبری اور ڈرانے کے لیے ہین (یعنے فضائل اور اخلاق کی حدیثین) اور ان
کے سوا اور باتون کی سندون کے ساتھ جن کے سے وہ حدیثین نقل کی گئی ہین اور جنکو علماے
حدیث نے جاری رکھا ہے اپنے بیچ مین (یعنے مشہور اور معروف سندین) فَاَرَدْتَ اَرْشَدَكَ
اللّٰهُ اَنْ تُوَقَّفَ عَلٰى جُمْلَتِهَا مُؤَلَّفَةً مُحْصَاةً تو تیرا مطلب یہ تھا خدا تجھکو ہدایت کرے کہ تو ان
سب حدیثون پر واقف ہو جاوے اس طرح سے کہ وہ سب حدیثین ایک جگہ جمع ہون وَسَاَلْتَنِيْ
اَنْ اُلَخِّصَهَا لَكَ فِي التَّاْلِيْفِ بِلَا تَكْرَارٍ يَكْثُرُ فَاِنَّ ذٰلِكَ زَعَمْتَ مِمَّا يَشْغَلُكَ عَمَّا لَهٗ قَصَدْتَ
مِنَ التَّفَهُّمِ فِيْهَا وَالْاِسْتِنْبَاطِ مِنْهَا اور تونے یہ سوال کیا تھا کہ مین ان سب حدیثون کو خلاصہ
کے ساتھ تیرے لیے جمع کرون اور اوس مین تکرار نہو کیونکہ اگر تکرار ہوگی (اور طول ہوگا) تو تیرا
مقصد جو حدیثون کو سمجھنا اور ادن مین غور کرنا ہے اور ان سے مسائل نکالنا ہے وہ جاتا رہے
گا وَلِلَّذِيْ سَاَلْتَ اَكْرَمَكَ اللّٰهُ حِيْنَ رَجَعْتُ اِلٰى تَدَبُّرِهٖ وَمَا تَؤُوْلُ بِهِ الْحَالُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ

تَعَالَى عَاقِبَةٌ مَحْمُودَةٌ وَمَنْفَعَةٌ مَوْجُودَةٌ اور تو نے جس بات کا سوال کیا خدا تجھکو عزت دیوے
جب مین نے اوسمین غور کیا اور اوسکے انجام کو دیکھا تو خدا چاہے اوسکا انجام اچھا ہوگا اور بالفعل بھی
اوس مین فائدہ ہے (یعنے حال اور مآل دونون کے فائدے کی بات ہے) وَظَنَنْتُ حِينَ سَأَلْتَنِي
تَجَشُّمَ ذٰلِكَ أَنْ لَوْ عُزِمَ لِي عَلَيْهِ وَقُضِيَ لِي تَمَامُهُ كَانَ أَوَّلُ مَنْ يُصِيبُهُ نَفْعُ ذٰلِكَ
إِيَّايَ خَاصَّةً قَبْلَ غَيْرِي مِنَ النَّاسِ لِأَسْبَابٍ كَثِيرَةٍ يَطُولُ بِذِكْرِهَا الْوَصْفُ إِلَّا
أَنَّ جُمْلَةَ ذٰلِكَ أَنَّ ضَبْطَ الْقَلِيلِ مِنْ هٰذَا الشَّأْنِ وَإِتْقَانَهُ أَيْسَرُ عَلَى الْمَرْءِ مِنْ مُعَالَجَةِ
الْكَثِيرِ مِنْهُ وَلَاسِيَّمَا عِنْدَ مَنْ لَا تَمْيِيزَ عِنْدَهُ مِنَ الْعَوَامِّ إِلَّا بِأَنْ يُوَقِّفَهُ عَلَى التَّمْيِيزِ
غَيْرُهُ اور مین نے یہ خیال کیا جب تو نے مجھ سے اسبات کی تکلیف دی کہ اگر یہ کام مجھ سے ہو جاوے
تو سب سے پہلے دوسرون کو تو خیر مجھے خود ہی فائدہ ہوگا کئی سببون سے جنکا بیان کرنا طول ہے مگر خلاصہ
یہ ہے کہ اس طور سے تھوڑی حدیثون کو یاد رکھنا مضبوطی اور صحت کے ساتھ آسان ہے آدمی پر بہت
سے حدیثون کو روایت کرنے سے (بغیر ضبط اور اتقان کے کیونکہ اوس مین ایک طرح کا خلجان پیدا
ہوتا ہے) خاص کر عوام کو بڑا فائدہ ہوگا جنکو تمیز نہین ہوتی کھری کھری حدیث کی بے دوسرے
کے بتلائے ہوئے فَإِذَا كَانَ الْأَمْرُ فِي هٰذَا كَمَا وَصَفْنَا فَالْقَصْدُ مِنْهُ إِلَى الصَّحِيحِ الْقَلِيلِ
أَوْلَى بِهِمْ مِنِ ازْدِيَادِ السَّقِيمِ وَإِنَّمَا يُرْجَى بَعْضُ الْمَنْفَعَةِ فِي الْاِسْتِكْثَارِ مِنْ هٰذَا الشَّأْنِ
وَجَمْعِ الْمُكَرَّرَاتِ مِنْهُ لِخَاصَّةٍ مِنَ النَّاسِ مِمَّنْ رُزِقَ فِيهِ بَعْضَ التَّيَقُّظِ وَالْمَعْرِفَةِ
بِأَسْبَابِهِ وَعِلَلِهِ فَذٰلِكَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ يَهْجُمُ بِمَا أُوتِيَ مِنْ ذٰلِكَ عَلَى الْفَائِدَةِ فِي الْاِسْتِكْثَارِ
مِنْ جَمْعِهِ تو جب حال ایسا ہوا جیسا ہمنے اوپر بیان کیا تو تھوڑی صحیح حدیثون کا بیان کرنا ان کے
لیے بہتر ہے بہت ضعیف حدیثون سے اور بہت سی حدیثین بیان کرنا اور مکررات کو جمع کرنا خاص
خاص آدمیون کو فائدہ دیتا ہے جنکو علم حدیث مین کچھ واقفیت ہے اور حدیث کے اسباب اور علتون کو
وہ پہچانتے ہین ایسا شخص البتہ بوجہ اپنی واقفیت اور معرفت کے بہت حدیثون کے جمع کرنے سے
فائدہ اوٹھاوے گا فَأَمَّا عَوَامُّ النَّاسِ الَّذِينَ هُمْ بِخِلَافِ مَعَانِي الْخَاصِّ مِنْ أَهْلِ التَّيَقُّظِ
وَالْمَعْرِفَةِ فَلَا مَعْنَى لَهُمْ فِي طَلَبِ الْكَثِيرِ وَقَدْ عَجَزُوا عَنْ مَعْرِفَةِ الْقَلِيلِ لیکن عام
لوگ جو برخلاف ہین خاص لوگون کے جو صاحب واقفیت و معرفت ہین اونکو کچھ حاصل نہین بہت

حدیثون کے طلب کرنے مین جب کہ وہ تہوڑی حدیثون کے پہچاننے سے عاجز ہین (یعنے بقدر کم حدیثیں انہون نے دیکھی ہین اونہی کے پہچاننے کی اور صحیح و ضعیف سے تمیز کرنے کی استعداد اون مین نہین تو بہت حدیثون سے وہ کیا فائدہ اوٹہا سکتے ہین ثُمَّ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مُبْتَدِؤُنَ فِيْ تَخْرِيْجِ مَا سَأَلْتَ عَنْهُ وَتَأْلِيْفِهِ عَلٰى شَرِيْطَةٍ سَوْفَ اَذْكُرُهَا لَكَ وَهُوَ اَنَّا نَعْمِدُ اِلٰى جُمْلَةِ مَا اُسْنِدَ مِنَ الْاَخْبَارِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُقَسِّمُهَا عَلٰى ثَلٰثَةِ اَقْسَامٍ وَّثَلَاثِ طَبَقَاتٍ مِّنَ النَّاسِ عَلٰى غَيْرِ تَكْرَارٍ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيَ مَوْضِعٌ لَّا يُسْتَغْنٰى فِيْهِ عَنْ تَرْدَادِ حَدِيْثٍ فِيْهِ زِيَادَةُ مَعْنًى اَوْ اِسْنَادٌ يَّقَعُ اِلٰى جَنْبِ اِسْنَادٍ لِّعِلَّةٍ تَكُوْنُ هُنَاكَ لِاَنَّ الْمَعْنَى الزَّائِدَ فِي الْحَدِيْثِ الْمُحْتَاجَ اِلَيْهِ يَقُوْمُ مَقَامَ حَدِيْثٍ تَامٍّ فَلَا بُدَّ مِنْ اِعَادَةِ الْحَدِيْثِ الَّذِيْ فِيْهِ مَا وَصَفْنَا مِنَ الزِّيَادَةِ اَوْ اَنْ تُفَصَّلَ ذٰلِكَ الْمَعْنٰى مِنْ جُمْلَةِ الْحَدِيْثِ عَلَى اخْتِصَارِهِ اِذَا اَمْكَنَ وَلٰكِنْ تَفْصِيْلُهُ رُبَّمَا عَسُرَ مِنْ جُمْلَتِهِ فَاِعَادَتُهُ بِهَيْئَتِهِ اِذَا ضَاقَ ذٰلِكَ اَسْلَمُ فَاَمَّا مَا وَجَدْنَا بُدًّا مِّنْ اِعَادَتِهِ بِجُمْلَتِهِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ مِّنَّا اِلَيْهِ فَلَا نَتَوَلّٰى فِعْلَهُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى پہر اگر خدا چاہے تو ہم اون حدیثون کے بیان کرنے مین جنکو تونے فرمایش کی ہے ایک شرط پر چلینگے جو بیان کرتے ہین وہ شرط یہہ ہے کہ ہم اُن سب حدیثون کیطرف قصد کرتے ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسنداً (یعنے متصلاً ایک راوی نے دوسرے سے سنا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک روایت کی گئی ہین (سب حدیثون سے مراد اکثر حدیثین ہین اس لیے کہ سب مسند حدیثین اس کتاب مین نہین ہین) پہر انکو تقسیم کرتے ہین تین قسمون پر اور راویون کے تین طبقون پر (پہلا طبقہ تو حافظ اور ثقہ لوگون کی روایتون کا دوسرا متوسطین کا تیسرا ضعفا اور متروکین کا مگر مصنف نے اس کتاب مین پہلی قسم کے بعد دوسری قسم کی حدیثون کو بیان کیا ہے پر تیسری قسم کو مطلق ذکر نہین کیا اور حاکم اور بیہقی نے کہا کہ اس کتاب مین سب پہلی قسم کی حدیثین ہین اور دوسرے قسم کی حدیثین بیان کرنے سے پہلے مسلم گذر گئے) بغیر تکرار کے مگر جب کوئی ایسا مقام ہو جہان دوبارہ حدیث کا لانا ضرور ہوا سوجہ سے کہ اسمین کوئی دوسری بات زیادہ ہو یا کوئی ایسا اسناد ہو جو دوسرے اسناد کے پہلو مین واقع ہو کسی علت کی وجہ سے تو وہان تکرار کرتے ہین (یعنے دوبارہ اوس حدیث کو نقل کرتے ہین) اس لیے کہ جب کوئی بات زیادہ ہوگی

حدیث جسکی احتیاج ہے تو وہ مثل ایک پوری حدیث کی ہے پھر ضرور ہے اوس سب حدیث کا ذکر کرنا جس
مین وہ بات زیادہ ہے یا ہم اس زیادتی کو جدا کر لین گے پوری حدیث سے اختصار کے ساتھ اگر ممکن ہو
(یعنے ایک حدیث مین ایک جملہ زیادہ ہے جس سے کوئی بات کام کی نکلتی ہے اور وہ جملہ جدا ہو سکتا
ہے تو صرف اوس جملے کو دوسرا اسناد بیان کر کے نقل کر دین گے اور ساری حدیث دوبارہ نہ لاوینگے
مگر ایسا جب کرینگے کہ اوس جملے کا علیحدہ کرنا حدیث سے ممکن ہو (نووی نے کہا کہ اس مسئلے مین علمائے
حدیث کا اختلاف ہے یعنے حدیث کا ایک ٹکڑا علیحدہ روایت کرنے مین بعضون کے نزدیک مطلقاً منع
ہے کیونکہ روایت بالمعنی اون کے نزدیک جائز نہین بلکہ حدیث کو لفظ بلفظ نقل کرنا چاہیے اور بعضون
کے نزدیک اگرچہ روایت بالمعنی جائز ہے مگر حدیث کا ایک ٹکڑا علیحدہ روایت کرنا اوسی صورت مین
درست ہے جب پہلے پوری حدیث کو روایت کر لین اور بعضون کے نزدیک مطلقاً جائز ہے اور قاضی عیاض
نے کہا کہ مسلم کا یہی قول ہے اور صحیح یہہ ہے کہ علما اور اہل معرفت کو یہ بات درست ہے بشرطیکہ معنی
مین خلل واقع نہو) لیکن جب جدا کرنا اوس جملے کا دشوار ہو تو پوری حدیث اپنی خاص وضع سے بیان
کرنا بہتر ہے اور جس حدیث کو دوبارہ بیان کرنے کی ہمکو حاجت نہو (یعنے اوسمین کوئی ایسی بات زیادہ
نہو جس کی احتیاج ہے) تو اوسکو ہم دوبارہ بیان نکرینگے اگر خدا چاہے فَاَمَّا الْقِسْمُ الْاَوَّلُ فَاِنَّا
نَتَوَخّٰى اَنْ نُقَدِّمَ الْاَخْبَارَ الَّتِيْ هِيَ اَسْلَمُ مِنَ الْعُيُوْبِ مِنْ غَيْرِهَا وَاَنْقٰى مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ نَاقِلُوْهَا
اَهْلَ اسْتِقَامَةٍ فِي الْحَدِيْثِ وَاِتْقَانٍ لِمَا نَقَلُوْا لَمْ يُوْجَدْ فِيْ رِوَايَتِهِمُ اخْتِلَافٌ شَدِيْدٌ
وَلَا تَخْلِيْطٌ فَاحِشٌ كَمَا قَدْ عُثِرَ فِيْهِ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنَ الْمُحَدِّثِيْنَ وَبَانَ ذٰلِكَ فِيْ حَدِيْثِهِمْ
پہلی قسم کی حدیثون مین ہم اون حدیثون کو پہلے بیان کرینگے جو عیبون سے پاک اور صاف ہین
اس وجہ سے کہ اون کے روایت کرنے والے وہ لوگ ہین جو صاحب استقامت اور اتقان (یعنے
مضبوطی اور حفظ) ہین اپنی روایات مین نہ اونکی روایت مین سخت اختلاف ہے اور نہ خلط ملط ہے
(اس لیے کہ جو راوی اور ثقہ لوگون سے بہت اختلاف کیا کرے یا روایتون مین بہت خلط ملط کرے
وہ قابل اعتبار کے نہین رہتا) جیسے بعض محدثین کی کیفیت معلوم ہو گئی ہے اور انکی حدیث مین یہ
بات کھل گئی ہے فَاِذَا نَحْنُ تَقَصَّيْنَا اَخْبَارَ هٰذَا الصِّنْفِ مِنَ النَّاسِ اَتْبَعْنَاهَا اَخْبَارًا يَقَعُ
فِيْ اَسَانِيْدِهَا بَعْضُ مَنْ لَيْسَ بِالْمَوْصُوْفِ بِالْحِفْظِ وَالْاِتْقَانِ كَالصِّنْفِ الْمُقَدَّمِ قَبْلَهُمْ

عَلَى أَنَّهُمْ وَإِنْ كَانُوا فِيمَا وَصَفْنَا دُونَهُمْ فَإِنَّ اسْمَ السَّتْرِ وَالصِّدْقِ وَتَعَاطِي الْعِلْمِ يَشْمَلُهُمْ پھر جب ہم بیان کر چکتے ہین اس قسم کے راویون کی حدیثین (یعنے جو موصوف ہین ساتھہ کمال حفظ اور ضبط اور اتقان کے) تو اوس کے بعد وہ حدیثین لاتے ہین جنکے اسناد مین وہ لوگ ہین جنہین اوتنا حفظ اور اتقان نہین جیسا پہلے قسم کے راویون مین تہا اور یہہ لوگ اگرچہ پہلے قسم کے راویون سے درجے مین کم ہین مگر اون کا عیب ڈہنکا ہوا ہے اور سچائی اور حدیث کی روایت ہین وہ بہی شامل ہین (یعنے دوسرے درجے کے راوی بہی سچے اور ٹہیک ہین اور جو کچہہ اون مین عیب تہا وہ چہپا یا گیا ہی اہل حدیث نے انکو متہم نہین کیا ہے کذب سی نہ اون سے روایت ترک کی ہے) كَعَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ وَيَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ وَلَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ جیسے عطا بن السائب اور یزید بن ابی زیاد اور لیث بن ابی سلیم **ف** یہ تینون راوی دوسری درجے کے ہین جو حفظ اور اتقان مین اعلی نہین ہین مگر اونکی سچائی مین شبہہ نہین عطا بن السائب کی کنیت ابو السائب ہی یا ابو یزید یا ابو محمد یا ابو زید وہ ثقہ ہین مگر اخیر عمر مین انکے حافظے مین فتور آگیا تہا پہر جن لوگون نے اون سے اختلاط کے پہلے سنا ہی اونکی روایت صحیح ہے اور جنہون نے ابعد سنا ہی البتہ انکی حدیث مضطرب ہی سفیان ثوری اور شعبہ نے اون سی اختلاط کے پہلے سنا ہے اور جریر اور خالد بن عبد اللہ اور اسمعیل اور علی بن عاصم نے بعد اختلاط کے سنا ہے ایسا ہی کہا احمد بن حنبل نے اور یحیی بن معین نے کہا کہ عطا سے سبکے اختلاط کے بعد روایت کی ہے مگر شعبہ اور سفیان نے اور ابو عوانہ نے عطار سے صحت اور اختلاط دونون حالت مین سنا ہے تو انکی روایت کا بہی اعتبار نہین یزید بن ابی زیاد یا یزید بن زیاد قرشی دمشقی حفاظ حدیث نے اسکو ضعیف کہا ہے ابن نمیر اور یحیی بن معین نے کہا وہ کچہہ نہین اور ابو حاتم نے کہا ضعیف ہی اور نسائی نے کہا متروک الحدیث ہی اور ترمذی نے کہا ضعیف ہی لیث بن ابی سلیم کو جمہور نے ضعیف کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ مختلط ہو گیا تہا اور اسکی روایتین مضطرب ہین لیکن اسکی حدیث لکہی جاویگی احمد بن حنبل نے کہا وہ مضطرب الحدیث ہے لیکن لوگون نے اون سے روایت کی ہے دار قطنی اور ابن عدی نے کہا اوسکی حدیث لکہی جاوے گی اور اکثر لوگون نے کہا اوسکی روایت لکہنے کے لائق نہین (نووی) وَأَضْرَابِهِمْ مِنْ حُمَّالِ الْآثَارِ وَنُقَّالِ الْأَخْبَارِ فَهُمْ وَإِنْ كَانُوا بِمَا وَصَفْنَا مِنَ الْعِلْمِ وَالسَّتْرِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

عطا بن السائب

یزید بن ابی زیاد

لیث بن ابی سلیم

فَغَيْرُهُمْ مِنْ اَقْرَانِهِمْ مِمَّنْ عِنْدَهُمْ مَا ذَكَرْنَا مِنَ الْاِتْقَانِ وَالْاِسْتِقَامَةِ فِي الرِّوَايَةِ
يَفْضُلُوْنَهُمْ فِي الْحَالِ وَالْمَرْتَبَةِ لِاَنَّ هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ دَرَجَةٌ رَفِيْعَةٌ وَخَصْلَةٌ سَنِيَّةٌ
اور انکی مانند لوگ حدیث کی روایت کرنیوالے اور خبر کے نقل کرنے والے اگرچہ یہ لوگ مشہور ہین علم
مین اور مستور ہین اہل حدیث کے نزدیک لیکن اُنکے ہمعصر دوسری لوگ جنکی پاس اتقان اور استقامت
ہے روایت مین اون سے بڑھکر ہین حال اور مرتبے ہین سو اسطے کہ اہل علم کے نزدیک یہ ایک درجہ ہے
بلند اور ایک خصلت ہی عمدہ ہے (یعنے ضبط اور اتقان) اَلَا تَرٰى اَنَّكَ اِذَا وَازَنْتَ هٰؤُلَاءِ
الثَّلٰثَةَ الَّذِيْنَ سَمَّيْنَاهُمْ عَطَاءً وَيَزِيْدَ وَلَيْثًا بِمَنْصُوْرِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ وَسُلَيْمَانَ الْاَعْمَشِ وَ
اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ فِيْ اِتْقَانِ الْحَدِيْثِ وَالْاِسْتِقَامَةِ فِيْهِ وَجَدْتَهُمْ مُبَايِنِيْنَ
لَهُمْ لَا يُدَانُوْنَهُمْ لَا شَكَّ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيْثِ فِيْ ذٰلِكَ لِلَّذِيْ اسْتَفَاضَ
عِنْدَهُمْ مِنْ صِحَّةِ حِفْظِ مَنْصُوْرٍ وَالْاَعْمَشِ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِتْقَانِهِمْ لِحَدِيْثِهِمْ وَاَنَّهُمْ
لَمْ يَعْرِفُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ مِنْ عَطَاءٍ وَيَزِيْدَ وَلَيْثٍ کیا تو نہین دیکھتا اگر تو تولے ان تینون کو
جنکا ہم نے نام لیا یعنے عطا اور یزید اور لیث کو منصور بن معتمر اور سلیمان اعمش اور سمعیل بن ابی
خالد کے ساتھہ (جو ان تینون کے ہمعصر ہین) حدیث کی اتقان اور استقامت مین تو انکو بالکل جدا
پاویگا ہرگز اون کے قریب نہ ہونگے اس بات مین کچھہ شک نہین اہل حدیث کے نزدیک اس لیے کہ ان
کو ثابت ہوگیا ہے حفظ منصور اور اعمش اور سمعیل کا اور اون کا ضبط اور اتقان حدیث مین جو نہین
ثابت ہوا عطا اور یزید اور لیث مین **ف** یعنی عطا اور یزید اور لیث منصور اور سلیمان اور
سمعیل کے سامنے کچہ نہین اوترتے اس لیے کہ عطا اور یزید اور لیث کا مرتبہ بہت کم ہے جیسے اون کا حال
اوپر گذرا اور منصور اور اعمش اور سمعیل یہ حدیث کی حافظون اور ثقہ لوگون مین سے ہین سمعیل بن
ابی خالد تو تابعی مشہور ہین اُنہون نے انس بن مالک اور سلمہ بن الاکوع اور عبداللہ بن ابی اوفی
اور عمرو بن حریث اور قیس بن عائذ اور ابو جحیفہ کو دیکھا اور یہہ سب صحابی ہین اور سلیمان اعمش بھی تابعی
ہین کیونکہ اُنہون نے انس کو دیکھا اور اعمش کہتے ہین ضعیف البصر کو جسکی بینائی مین فتور ہو یہ ان
کا لقب ہوگیا تہا اہل حدیث نے اس قسم کے القاب نقل کرنے مین قباحت نہین دیکھی کیونکہ یہ القاب
معرفت کے لیے بیان کیے جاتے ہین نہ ذلت اور توہین کے لیے منصور بن معتمر اگرچہ تابعی نہین ہین مگر حفظ اور

اتقان مین سب سے بڑہی ہوے ہین اسلئے مسلم نے انکا نام پہلے رکھا عبد الرحمن بن مہدی نے کہا کہ منصور
سب کوفہ والون مین زیادہ ثقہ ہین وَفِي مِثْلِ مَجْرى هٰؤُلَاءِ اِذَا وَازَنْتَ بَيْنَ الأَقْرَانِ كَابْنِ
عَوْنٍ وَأَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ مَعَ عَوْفِ بْنِ أَبِي جَمِيْلَةَ وَأَشْعَثَ الحُمْرَانِيِّ وَهُمَا صَاحِبَا الحَسَنِ
وَابْنِ سِيْرِيْنَ كَمَا أَنَّ ابْنَ عَوْنٍ وَأَيُّوبَ صَاحِبَاهُمَا إِلَّا أَنَّ البَوْنَ بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ هٰذَيْنِ
بَعِيْدٌ فِي كَمَالِ الفَضْلِ وَصِحَّةِ النَّقْلِ وَإِنْ كَانَ عَوْفٌ وَأَشْعَثُ غَيْرَ مَدْفُوعَيْنِ عَنْ صِدْقٍ
وَأَمَانَةٍ عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ وَلٰكِنِ الحَالُ مَا وَصَفْنَا مِنَ المَنْزِلَةِ عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ اور ایسی ہی کیفیت
ہے جب تو موازنہ کرے (یعنے تولے ایک کو دوسرے کے ساتھہ) ہمعصرون کو جیسے ابن عون اور ایوب سختیانی
کو عوف بن ابی جمیلہ اور اشعث حمرانی کے ساتھہ اور یہہ دونون مصاحب تھے ابن سیرین اور حسن بصری کے
(جو مشہور تابعین مین سے ہین) جیسے ابن عون اور ایوب ان کے مصاحب تھے مگر اون دونون اور
ان دونون مین بڑا فرق ہے (یعنے ابن عون اور ایوب کا درجہ بہت بڑا ہے) کمال فضل اور صحت
روایت مین اگرچہ عوف اور اشعث بھی سچے اور امانت دار ہین (امام احمد نے کہا عوف ثقہ ہین صالح
الحدیث اور یحیی بن معین نے بھی کہا وہ ثقہ ہے اسی طرح اشعث حمرانی کو دارقطنی نے کہا وہ ثقہ
ہے) اہل علم کے نزدیک مگر اصل حال وہ ہی درجہ کا اہل علم کے نزدیک جو ہم نے بیان کیا وَإِنَّمَا مَثَّلْنَا
هٰؤُلَاءِ فِي التَّسْمِيَةِ لِيَكُونَ تَمْثِيلُهُمْ سِمَةً يَصْدُرُ عَنْ فَهْمِهَا مَنْ غَبِيَ عَلَيْهِ طَرِيْقُ أَهْلِ
العِلْمِ فِي تَرْتِيْبِ أَهْلِهِ فِيْهِ فَلَا يُقَصَّرُ بِالرَّجُلِ العَالِي القَدْرِ عَنْ دَرَجَتِهِ وَلَا يُرْفَعُ مُتَّضِعُ
القَدْرِ فِي العِلْمِ فَوْقَ مَنْزِلَتِهِ وَيُعْطَى كُلُّ ذِي حَقٍّ فِيْهِ حَقَّهُ وَيُنَزَّلُ مَنْزِلَتَهُ اور ہم نے
مثال کے طور پر بیان کیا ان لوگون کا نام لیکر تاکہ اُنکی مثال ایک نشانی ہو اور فراغت پاوے اُسکو سمجھکر
وہ شخص جسپر چھپا ہوا ہے رستہ علم والون کا اہل علم کی ترتیب مین تو کم نہ کیا جاوے بلند درجہ والا شخص
اپنے درجہ سے اور بلند نکیا جاوے کم درجہ والا اپنے درجہ پر اور ہر ایک کو اُسکا حق دیا جاوے اور اپنا درجہ وَ
قَدْ ذُكِرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ
نُنَزِّلَ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ مَعَ مَا نَطَقَ بِهِ القُرْآنُ مِنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ
عَلِيْمٌ اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حکم کیا ہر ایک آدمی کو اوسکے
مرتبے پر رکھنیکا اور قرآن سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہر علم والے سے بڑہ کر دوسرا علم والا ہے

(توحدیث اور قرآن دونون سے اہل علم کے تفاوت درجات کا ثبوت ہوا) **ف** امام مسلم نے اس حدیث
کو معلقًا یعنی بلا اسناد ذکر کیا اور معلق حدیثین مسلم کی کتاب مین بہت کم ہین ایک انمین سے یہ حدیث بھی
ہے جسکی صحت مین علمار کا اختلاف ہے حاکم ابو عبد اللہ حافظ نے اپنی کتاب معرفۃ علوم الحدیث مین اسکو صحیح
بتلایا ہے اور ابو داؤد نے اپنی سنن مین اسکو روایت کیا میمون بن شبیب سے اور کہا کہ عائشہ رض سے مگر
میمون نے عائشہ سے نہین سنا تو یہ حدیث منقطع ہوئی حالانکہ مسلم نے شرط کی ہے کہ حدیث متصل اور سند ہو اسکا
جواب یون دیا ہے کہ میمون نے مغیرہ بن شعبہ کو پایا اور مغیرہ حضرت عائشہ سے پہلے مرے ہین اور شرط مسلم کی اتنی
ہے کہ ہم عصری ہو اور ملاقات ممکن ہو تو روایت حدیث کی ملاقات پر دلیل ہے البتہ اگر میمون یہ کہتا کہ مین
عائشہ سے نہین ملا تو اعتراض درست ہوتا سوا اسکے بزار نے اپنی مسند مین اس حدیث کو روایت کیا ہے اور
کہا کہ مرفوعًا یہ حدیث اسی طرح سے مروی ہے لیکن موقوفًا اور طریقون سے بھی روایت کی گئی ہے امام مسلم
فَعَلٰی نَحْوِ مَا ذَکَرْنَا مِنَ الْوُجُوہِ نُؤَلِّفُ مَا سَأَلْتَ مِنَ الْاَخْبَارِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ فَاَمَّا مَا کَانَ مِنْہَا عَنْ قَوْمٍ ہُمْ عِنْدَ اَہْلِ الْحَدِیْثِ مُتَّہَمُوْنَ اَوْ عِنْدَ الْاَکْثَرِ مِنْہُمْ
فَلَسْنَا نَتَشَاغَلُ بِتَخْرِیْجِ حَدِیْثِہِمْ ترجمہ اوپر ہم نے بیان کیا اونہی طریقون پر ہم جمع کرتے ہین حدیثون
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنکا تو نے سوال کیا اب جو حدیثین ایسے لوگون سے مروی ہین جن پر
سب اہل حدیث نے کذب کی نسبت کی ہے یا اکثر اہل حدیث نے تو انکو ہم نہین روایت کرتے کَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ
مِسْوَرِ بْنِ اَبِیْ جَعْفَرٍ الْمَدَائِنِیِّ وَعَمْرِو بْنِ خَالِدٍ وَعَبْدِ الْقُدُّوْسِ الشَّامِیِّ وَمُحَمَّدِ بْنِ سَعِیْدٍ
الْمَصْلُوْبِ وَغِیَاثِ بْنِ اِبْرَاہِیْمَ وَسُلَیْمَانَ بْنِ عَمْرٍو اَبِیْ دَاوٗدَ النَّخَعِیِّ وَاَشْبَاہِہِمْ مِمَّنِ اتُّہِمَ
بِوَضْعِ الْاَحَادِیْثِ وَتَوْلِیْدِ الْاَخْبَارِ جیسے عبد اللہ بن مسور بن ابی جعفر مدائنی اور عمرو بن خالد اور عبد القدوس
شامی (جو روایت کرتا ہے عکرمہ اور عطا سے عمرو بن علی فلاس نے کہا کہ اتفاق کیا اہل علم نے اوسکی حدیث
کے ترک پر) اور محمد بن سعید مصلوب **ف** دمشقی جس کی کنیت ابو عبد الرحمن تھی یا ابو عبد اللہ یا
ابو قیس اوسکے نسب اور نام مین بڑا اختلاف ہے حافظ عبد الغنی نے کہا وہ اپنے نام کو سو طرح پر بدلتا ہے جو
امام نے کہا متروک الحدیث اور قتل کیا گیا اور سولی دیا گیا بیدینی کی وجہ سے محمد بن حنبل نے کہا ابو جعفر نے
اسکو قتل کیا زندیق ہونیکی وجہ سے اور اسکی حدیث موضوع ہے اور خالد بن یزید نے کہا مین نے اوس سے سنا کہتا تھا وہ
جب مین کوئی عمدہ بات سنون تو اسکی اسناد بنا لینے مین کچھ قباحت نہین احمد بن صالح نے کہا اوسنے چار ہزار

حدیثین بنائین ت اور غیاث بن ابراہیم اور سلیمان بن عمرو اور ابوداؤد نخعی اور ان کی مانند
لوگ جن سے حدیث بنانیکی اور زبردستی کی نسبت کی گئی ہے (یعنے یہ سب لوگ وضاع اور کذاب اور متروک
الحدیث تھے) تو ایسے لوگون کی حدیثین مین نے بالکل نہین لکھین وَكَذٰلِكَ مَنِ الْغَالِبُ عَلٰى حَدِيثِهِ
الْمُنْكَرُ أَوِ الْغَلَطُ أَمْسَكْنَا أَيْضًا عَنْ حَدِيثِهِمْ اوسیطرح ہمنے ان لوگون کی روایت بھی نہین لکھی
جنکی حدیث اکثر منکر (یعنے ثقات کے خلاف) یا غلط ہوتی ہے وَعَلَامَةُ الْمُنْكَرِ فِي حَدِيثِ الْمُحَدِّثِ
إِذَا مَا عُرِضَتْ رِوَايَتُهُ لِلْحَدِيثِ عَلٰى رِوَايَةِ غَيْرِهِ مِنْ أَهْلِ الْحِفْظِ وَالرِّضَا خَالَفَتْ
رِوَايَتُهُ رِوَايَتَهُمْ أَوْ لَمْ تَكَدْ تُوَافِقُهَا فَإِذَا كَانَ الْأَغْلَبُ مِنْ حَدِيثِهِ كَذٰلِكَ كَانَ مَهْجُورَ الْحَدِيثِ
غَيْرَ مَقْبُولِهِ وَلَا مُسْتَعْمَلِهِ اور منکر کی نشان محدث کی حدیث مین یہ ہے کہ جب اسکی روایت کا مقابلہ کیا اور
دوسرے لوگون کی روایت سے جو اچھے اور حافظہ والے ہین تو اوسکی روایت انکی روایت کے خلاف پڑے بالکل یا
کچھ موافق ہو اور اکثر خلاف جب کسی راوی کی اکثر اس قسم کی روایتین ہون تو وہ مہجور الحدیث کا یعنے اسکی
روایت مقبول اور مستعمل نہوگی ف تو منکر کے معنے یہی ٹھہرے کہ جسکی روایت اور ثقہ لوگون کی روایت کے
خلاف ہو اسکو منکر مردود بھی کہتے ہین اور ایک منکر اسکو بھی کہتے ہین جسکو ایک ہی ثقہ شخص نے روایت
کیا ہو مگر یہ مردود نہین ہے جب وہ ثقہ ضابط اور متقن ہو (نووی) فَمِنْ هٰذَا الضَّرْبِ مِنَ
الْمُحَدِّثِينَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَرَّرٍ وَيَحْيَى بْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ وَالْجَرَّاحُ بْنُ الْمِنْهَالِ أَبُو الْعَطُوفِ
وَعَبَّادُ بْنُ كَثِيرٍ وَحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ ضُمَيْرَةَ وَعُمَرُ بْنُ صُهْبَانَ وَمَنْ نَحَا نَحْوَهُمْ فِي
رِوَايَةِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْحَدِيثِ فَلَسْنَا نُعَرِّجُ عَلٰى حَدِيثِهِمْ وَلَا نَتَشَاغَلُ بِهِ لِأَنَّ حُكْمَ أَهْلِ
الْعِلْمِ وَالَّذِي نَعْرِفُ مِنْ مَذْهَبِهِمْ فِي قَبُولِ مَا يَتَفَرَّدُ بِهِ الْمُحَدِّثُ مِنَ الْحَدِيثِ أَنْ يَكُونَ
قَدْ شَارَكَ الثِّقَاتِ مِنْ أَهْلِ الْحِفْظِ فِي بَعْضِ مَا رَوَوْا وَأَمْعَنَ فِي ذٰلِكَ عَلَى الْمُوَافَقَةِ لَهُمْ فَإِذَا وُجِدَ
كَذٰلِكَ ثُمَّ زَادَ بَعْدَ ذٰلِكَ شَيْئًا لَيْسَ عِنْدَ أَصْحَابِهِ قُبِلَتْ زِيَادَتُهُ فَأَمَّا مَنْ تَرَاهُ يَعْمِدُ لِمِثْلِ الزُّهْرِيِّ
فِي جَلَالَتِهِ وَكَثْرَةِ أَصْحَابِهِ الْحُفَّاظِ الْمُتْقِنِينَ لِحَدِيثِهِ وَحَدِيثِ غَيْرِهِ أَوْ لِمِثْلِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ
وَحَدِيثُهُمَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مَبْسُوطٌ مُشْتَرَكٌ قَدْ نَقَلَ أَصْحَابُهُمَا عَنْهُمَا حَدِيثَهُمَا عَلَى الِاتِّفَاقِ مِنْهُمْ
فِي أَكْثَرِهِ فَيَرْوِي عَنْهُمَا أَوْ عَنْ أَحَدِهِمَا الْعَدَدَ مِنَ الْحَدِيثِ مِمَّا لَا يَعْرِفُهُ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِمَا وَلَيْسَ
مِمَّنْ قَدْ شَارَكَهُمْ فِي الصَّحِيحِ مِمَّا عِنْدَهُمْ فَغَيْرُ جَائِزٍ قَبُولُ حَدِيثِ هٰذَا الضَّرْبِ مِنَ النَّاسِ وَاللهُ أَعْلَمُ

اس قسم کے راویوں میں سے عبداللہ بن محرر اور یحییٰ بن ابی انیسہ اور جراح بن منہال ابو العطوف اور عباد بن کثیر اور حسین بن عبداللہ بن ضمیرہ اور عمرو بن صہبان اور ان کے مثل اور لوگ ہیں جو منکر حدیثیں روایت کرتے ہیں **ف** عبداللہ بن مُحرِّز یا عبداللہ بن مُحَرَّر مگر صحیح محرر ہے بصیغہ اسم مفعول و براءین مہملتین اتباع تابعین میں سے ہے روایت کرتا ہے حسن اور قتادہ اور زہری اور نافع وغیرہ تابعین سے روایت کی ہے اس سے ثوری اور ایک جماعت نے اتفاق کیا ہے محدثین نے اوسکی ترک پر امام احمد بن حنبل نے کہا لوگوں نے ترک کردیا اوسکی حدیث کو ابو انیسہ جو یحییٰ کا باپ ہے اسکا نام زید ہے اور ابو العطوف جراح بن منہال روایت کرتا ہے تابعین سے اوس نے سنا ہے حکم بن عتبہ اور زہری سے اور اس سے یزید بن ہارون روایت کرتا ہے بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے اور عمر بن صہبان اسلمی مدنی ہے اتفاق ہے اوس کے متروک ہونے پر (نووی) **ت**

تو ہم ان لوگوں کی حدیثیں نہیں لاتے نہ اون میں مشغول ہوتے ہیں اس لیے کہ اہل علم نے جو حکم کیا ہے اور جو اونکا مذہب معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ جس روایت کو ایک ہی محدث نے روایت کیا ہو وہ قبول کی جاوے گی اس شرط سے کہ وہ محدث شریک ہو اور ثقہ اور حافظ لوگوں کا اون کی بعض روایتوں میں یا بالکل موافق ہو اونکا پھر جب یہ حال ہو اُسکا اور کسی روایت میں کچھ عبارت زیادہ کرے جو اسکے ساتھیوں کی روایت میں نہو تو وہ قبول کیجاویگی لیکن اگر تو کسی کو دیکھے جو زہری ایسے بزرگ شخص سے روایت کرنیکا قصد کرے جسکے شاگرد بہت ہیں اور وہ حافظ ہیں اور مضبوطی سے بیان کرتے ہیں اوسکی اور اوروں کی حدیثوں کو یا ہشام بن عروہ سے روایت کا قصد کرے اور ان دونوں کی (یعنے ہشام اور زہری کی) حدیثیں اہل علم کے نزدیک پھیلی ہوئی ہیں اور مشترک ہیں اور اُن دونوں کے شاگرد اون کی حدیثوں کو اتفاق کے ساتھ اکثر بیان کرتے ہیں پھر وہ شخص اُن دونوں سے چند ایسی حدیثیں نقل کرے جو کسی شاگرد کو ان دونوں کے شاگردوں میں سے معلوم نہوں اور وہ شخص اور صحیح حدیثوں میں ان شاگردوں کا شریک نہو تو اس قسم کی روایتیں ایسے لوگوں کی ہرگز مقبول نہونگی (بلکہ وہ منکر مردود ہونگی)

وَقَدْ شَرَحْنَا مِنْ مَذْهَبِ الْحَدِيثِ وَأَهْلِهِ بَعْضَ مَا يَتَوَجَّهُ بِهِ مَنْ أَرَادَ سَبِيلَ الْقَوْمِ وَوُفِّقَ لَهَا وَسَنَزِيدُ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى شَرْحًا وَإِيضَاحًا فِي مَوَاضِعَ مِنَ الْكِتَابِ عِنْدَ ذِكْرِ الْأَخْبَارِ الْمُعَلَّلَةِ إِذَا أَتَيْنَا عَلَيْهَا فِي الْأَمَاكِنِ الَّتِي يَلِيقُ بِهَا الشَّرْحُ وَالْإِيضَاحُ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى اور ہم نے بیان کیا مذہب حدیث اور اہل حدیث کا اوس قدر جو مقصود ہے اوس شخص کا جو چلنا چاہے اہل حدیث کی راہ پر اور اوسکو توفیق دیجاوے چلنے کی اوسپر اور خدا چاہے تو ہم اُسکو شرح اور وضاحت سے بیان کرینگے اس کتاب کی کئی

مقامون مین جہان وہ حدیثین آوین کہ جن مین کچھ علتین ہین اون مقامون مین جہان شرح کرنا اور واضح
بیان کرنا مناسب ہوگا وَبَعْدُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَلَوْلَا الَّذِي رَأَيْنَا مِنْ سُوْءِ صَنِيْعِ كَثِيْرٍ مِّمَّنْ نَّصَبَ نَفْسَهٗ
مُحَدِّثًا فِيْمَا يَلْزَمُهُمْ مِنْ طَرْحِ الْاَحَادِيْثِ الضَّعِيْفَةِ وَالرِّوَايَاتِ الْمُنْكَرَةِ وَتَرْكِهِمُ الْاِقْتِصَارَ
عَلَى الْاَخْبَارِ الصَّحِيْحَةِ الْمَشْهُوْرَةِ مِمَّا نَقَلَهُ الثِّقَاتُ الْمَعْرُوْفُوْنَ بِالصِّدْقِ وَالْاَمَانَةِ بَعْدَ مَعْرِفَتِهِمْ
وَاِقْرَارِهِمْ بِاَلْسِنَتِهِمْ اَنَّ كَثِيْرًا مِّمَّا يَقْذِفُوْنَ بِهٖ اِلَى الْاَغْبِيَاءِ مِنَ النَّاسِ هُوَ مُسْتَنْكَرٌ
وَّمَنْقُوْلٌ عَنْ قَوْمٍ غَيْرِ مَرْضِيِّيْنَ مِمَّنْ ذَمَّ الرِّوَايَةَ عَنْهُمْ اَئِمَّةُ اَهْلِ الْحَدِيْثِ مِثْلُ مَالِكِ
بْنِ اَنَسٍ وَّشُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ وَسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ الْقَطَّانِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ
بْنِ مَهْدِيٍّ وَّغَيْرِهِمْ مِنَ الْاَئِمَّةِ لَمَا سَهُلَ عَلَيْنَا الْاِنْتِصَابُ لِمَا سَاَلْتَ مِنَ التَّمْيِيْزِ وَالتَّحْصِيْلِ
وَلٰكِنْ مِّنْ اَجْلِ مَا اَعْلَمْنَاكَ مِنْ نَّشْرِ الْقَوْمِ الْاَخْبَارَ الْمُنْكَرَةَ بِالْاَسَانِيْدِ الضِّعَافِ الْمَجْهُوْلَةِ
وَقَذْفِهِمْ بِهَا اِلَى الْعَوَامِّ الَّذِيْنَ لَا يَعْرِفُوْنَ عُيُوْبَهَا خَفَّ عَلٰى قُلُوْبِنَا اِجَابَتُكَ اِلٰى مَا سَاَلْتَ
بعد ان سب باتون کے جو اوپر گذرین خدا تجھ پر رحم کرے اگر ہم نہ دیکھتے وہ برا کام جو کر رہا ہے شخص جس نے اپنے
تئین محدث بنایا ہے یعنی لازم ہے ایسے شخص کو کہ ضعیف حدیثون اور منکر روایتون کو نقل نکرے اور صرف
اونہی حدیثون کو روایت کرے جو صحیح اور مشہور ہین جنکو ثقہ لوگون نے جنکی سچائی اور امانت مشہور ہے نقل کیا
ہے اور وہ جانتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ بہت سی حدیثین جنکو وہ عام لوگون کو سناتا ہے منکر ہین اور اون لوگون
سے مروی ہین جنکی مذمت حدیث کے امامون نے کی ہے جیسے مالک بن انس اور شعبہ بن حجاج اور سفیان بن عیینہ
اور یحیی بن سعید القطان اور عبد الرحمن بن مہدی وغیرہم نے (یہ سب حدیث کے بڑے امام اور پیشوا ہین)
البتہ ہمکو یہ تکلیف اوٹھانا تیری خواہش کے موافق جو تو نے صحیح حدیثون کو جدا کرنیکی کی تھی دشوار ہوتی (کیونکہ
جب سب لوگ یہی عادت کرتے کہ صرف صحیح حدیثین نقل کیا کرتے تو عوام کے دھوکا کھانیکا ڈر نہوتا اور صحیح
حدیثون کے جدا کرنیکی ضرورت بھی نہ پڑتی) لیکن اسی وجہ سے جو ہمنے بیان کی کہ لوگ منکر حدیثونکو ضعیف اور مجہول
سندون سے بیان کیا کرتے ہین اور عوام کو سنا دیتے ہین جنکو عیبون کے پہچاننے کی لیاقت نہین تیری خواہش کا
قبول کرنا ہمپر آسان ہوگیا (اس لیے کہ جس کام کی ضرورت ہوتی ہے اوسکا کرنا آسان ہوتا ہے)

باب

وُجُوْبِ الرِّوَايَةِ عَنِ الثِّقَاتِ وَتَرْكِ الْكَاذِبِيْنَ اس باب مین یہ بیان ہے کہ ہمیشہ ثقہ اور معتبر لوگون سے
روایت کرنا چاہیے اور جن لوگون کا جھوٹ ثابت ہو اون سے روایت نکرنا چاہیے اِعْلَمْ وَفَّقَكَ اللّٰهُ اَنَّ

اَلْوَاجِبُ عَلٰی کُلِّ اَحَدٍ عَرَفَ التَّمْیِیْزَ بَیْنَ صَحِیْحِ الرِّوَایَاتِ وَسَقِیْمِھَا وَثِقَاتِ النَّاقِلِیْنَ لَھَا
مِنَ الْمُتَّھَمِیْنَ اَنْ لَّا یَرْوِیَ مِنْھَا اِلَّا مَا عَرَفَ صِحَّۃَ مَخَارِجِہٖ وَالسِّتَارَۃَ فِیْ نَاقِلِیْہِ وَاَنْ یَّتَّقِیَ
مِنْھَا مَا کَانَ مِنْھَا عَنْ اَھْلِ التُّھَمِ وَالْمُعَانِدِیْنَ مِنْ اَھْلِ الْبِدَعِ **ترجمہ** جان تو خدا تجھکو توفیق
دیوے جو شخص صحیح اور ضعیف حدیث مین تمیز کرنے کی قدرت رکھتا ہو اور ثقہ (معتبر) اور متہم (جن پر تہمت
لگی ہو کذب وغیرہ کی) راویون کو پہچانتا ہو اوسپر واجب ہے کہ نہ روایت کرے مگر اوس حدیث کو جسکی اصل
کی صحت ہو اور اسکی نقل کرنیوالے وہ لوگ ہون جنکا عیب فاش نہ ہوا ہو اور بچے اون لوگون کی روایت
سے جن پر تہمت لگائی گئی ہے یا جو عناد رکھتے ہین بدعتی **ف** نووی نے کہا کہ علمانے اتفاق کیا ہے
کہ جو بدعتی ایسا ہو جس کی بدعت نے اوسکو کفر تک پہونچا دیا ہو اوسکی روایت تو بالاتفاق مقبول نہین اور جس
کی بدعت کفر تک نہین پہونچی اوس کی روایت قبول کرنے مین اختلاف ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ اوسکی
روایت مقبول ہے بشرطیکہ وہ روایت اوسکی بدعت کی تائید مین نہ ہو اور صحیحین وغیرہ مین بہت سی حدیثین
اون لوگون سے منقول ہین جو بدعت مین گرفتار تھے اصل یہ ہے کہ جو بدعتی عناد رکھتا ہو یعنے تعصب کہ
جھوٹی روایت اپنی تائید کے لیے نقل کرنا جائز رکھے جیسے روافض مین سے ایک فرقہ خطابیہ جو اپنی قوم
کے فائدے کے لیے جھوٹی گواہی دینا جائز رکھتا ہے اوسکی روایت قبول نہین ہوگی اور جو بدعتی سچا ہو اور
اوسکی عدالت روایت مین معلوم ہو اوسکی حدیث قبول کی جاوے گی وَالدَّلِیْلُ عَلٰی اَنَّ الَّذِیْ
قُلْنَا مِنْ ھٰذَا ھُوَ اللَّازِمُ دُوْنَ مَا خَالَفَہٗ قَوْلُ اللہِ تَعَالٰی ذِکْرُہٗ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ
جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَھَالَۃٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ وَقَالَ
جَلَّ ثَنَاؤُہٗ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّھَدَآءِ وَقَالَ وَاَشْھِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْکُمْ فَدَلَّ
بِمَا ذَکَرْنَا مِنْ ھٰذِہِ الْاٰیِ اَنَّ خَبَرَ الْفَاسِقِ سَاقِطٌ غَیْرُ مَقْبُوْلٍ وَاَنَّ شَھَادَۃَ غَیْرِ الْعَدْلِ
مَرْدُوْدَۃٌ اور دلیل اسپر جو ہم نے کہا یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا اے ایمان والو اگر تمھارے پاس
کوئی فاسق خبر لیکر آوے تو ہوشیار رہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ جا پڑو کسی قوم پر نادانی سے پھر کل کو پچھتاؤ
اپنے کیے ہوئے پر **ف** ایک شخص کو حضرت نے بھیجا ایک قوم پر زکوۃ لینے کو وہ نکلا اسکے اور
کو اسلام سے پہلے اُس قوم مین اور اُسکی قوم مین بیر تھا یہ ڈرا کہ میرے مارنیکو نکلے اولٹے بھاگا مدینے مین آکر
مشہور کر دیا کہ فلانی قوم مرتد ہوگئی حضرت اُنپر فوج بھیجتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ شہادت فاسق کی بقبول

نہین **ف** دوسرے اللہ تعالی نے فرمایا اور گواہ کر دو دو مردون کو یا ایک مرد اور دو عورتون کو جنکو تم پسند کرتے ہو (گواہی کے لیے یعنی جو سچی اور نیک معلوم ہون) اور فرمایا اللہ تعالی نے گواہ کرو دو شخصون کو جو عادل ہون تو ان آیتون سے معلوم ہوا کہ فاسق کی بات کا اعتبار ہے اور قبول کے لائق نہین اور جو شخص عادل نہو اوسکی گواہی مردود ہے وَالْخَبَرُ وَاِنْ فَارَقَ مَعْنَاهُ مَعْنَى الشَّهَادَةِ فِي بَعْضِ الْوُجُوهِ فَقَدْ يَجْتَمِعَانِ فِي اَعْظَمِ مَعَانِيْهِمَا اِذْ كَانَ خَبَرُ الْفَاسِقِ غَيْرَ مَقْبُوْلٍ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ كَمَا اَنَّ شَهَادَتَهُ مَرْدُوْدَةٌ عِنْدَ جَمِيْعِهِمْ اور حدیث بیان کرنے اور گواہی دینے مین اگرچہ کچھ فرق ہے مگر وہ دونون شریک ہین ایک بڑے مطلب مین جب حدیث فاسق کی مقبول نہین علما کے نزدیک جیسے گواہی فاسق کی مردود ہے سب کے نزدیک **ف** یہ جواب ہے ایک اعتراض کا کہ جو آیتین اوپر بیان ہوئین اون سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ فاسق کی گواہی مقبول نہین پر حدیث اوسکی مردود ہونا اون سے نہین ثابت ہوتا جواب یہ ہے کہ حدیث اور گواہی دونون درحقیقت ایک ہین اگرچہ بعضی باتون مین کچھ فرق ہے وہ فرق یہ ہے کہ گواہی مین آزادی اور مردیت اور عدد (یعنے دو گواہ) شرط ہے اور حدیث مین یہ شرط نہین تو مقبول ہے حدیث غلام اور عورت اور ایک شخص کی پر دونون مین یہ ضرور ہے کہ اسلام ہو عقل ہو بلوغ ہو عدالت ہو مروت ہو ضبط اور حفظ ہو تحمل اور ادا کے وقت (تحمل وہ وقت جب حدیث سنے یا دیکھے اور ادا وہ وقت جب اوسکو بیان کرے کسی سے اسی طرح گواہی مین ایک تحمل کا وقت ہے یعنے جب واقعہ دیکھے یا سنے اور ایک ادا کا یعنے جب قاضی کے سامنے گواہی دیوے) اندھے کی گواہی مین اختلاف ہے امام شافعی اور ایک جماعت علما کے نزدیک جائز نہین اور امام مالک اور ایک جماعت کے نزدیک جائز ہے اور حدیث اسکی بالاتفاق مقبول ہے اسیطرح بلوغ کی شرط حدیث کے ادا کے وقت ہے نہ تحمل کے وقت تو لڑکپن مین سنے اور جو سنی اور بلوغ کے وقت بیان کرے تو اوسکی روایت مقبول ہے اور یہی قول ہے اکثر علما کا مگر بعضون کا یہ مذہب ہے کہ تحمل کے وقت بھی بلوغ ضرور ہے اور بعضون کا یہ قول ہے کہ بلوغ نہ تحمل کے وقت شرط ہے نہ ادا کے وقت اور یہ دونون مذہب شاذ اور جمہور علما کے خلاف ہین (نووی) وَدَلَّتِ السُّنَّةُ عَلَى نَفْيِ رِوَايَةِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْاَخْبَارِ كَنَحْوِ دَلَالَةِ الْقُرْآنِ عَلَى نَفْيِ خَبَرِ الْفَاسِقِ وَهُوَ الْاَثَرُ الْمَشْهُوْرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَدَّثَ عَنِّيْ بِحَدِيْثٍ يُرٰى اَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ **ترجمہ** اسیطرح حدیث سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ منکر روایت کا بیان کرنا —

(جسکے غلط ہونیکا احتمال ہو) درست نہین جیسے قرآن سے معلوم ہوتی ہے اور وہ حدیث وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بشہرت منقول ہے کہ فرمایا آپ نے جو شخص مجھ سے حدیث نقل کرے اور وہ خیال کرتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ خود جھوٹا ہے **ف** یعنی گو اوس نے جھوٹ نہین بنایا پر جب اسکو خیال ہے کہ اس حدیث کی صحت کا یقین نہین ہو سکتا تو اُسکا بیان کرنا کیا ضرور ہے اگر اسپر بھی بیان کیا اور اُسکا عیب ظاہر نکیا تو جھوٹون مین وہ بھی شریک ہو گیا یعنی اوسپر بھی اوتنا ہی وبال ہوگا جتنا جھوٹی حدیث بنانیوالے پر امام مسلم نے اس حدیث کو مشہور کہا کیونکہ یہ حدیث مختلف الفاظ سے متعدد صحابہ سے مروی ہے بزار نے اپنی مسند مین بیان کیا کہ چالیس صحابیون سے یہ حدیث اُسنے روایت کی ہے اور ابو بکر صیرفی نے لکھا ہے کہ وہ ساٹھ صحابیون سے مروی ہے اور ابن مندہ نے کہا کہ ستاسی ۸۷ صحابیون سے اور بعضون نے کہا باسٹھ ۶۲ صحابیون سے اور اون مین عشرہ مبشرہ بھی ہین اور کوئی حدیث سوا اس حدیث کی ایسی نہین جسکو سب عشرہ مبشرہ نے روایت کیا ہو یا ساٹھ صحابیون سے زیادہ نے روایت کیا ہو اور بعضون نے اس حدیث کو متواتر قرار دیا ہے اور بعضون نے کہا کہ یہ حدیث دوسو صحابیون سے منقول ہے اور بخاری اور مسلم دونون نے نقل کیا اس حدیث کو۔ اس حدیث سے کئی باتین معلوم ہوتی ہین ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندہنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے جیسے آگے کی روایتون مین ہے کہ جو ایسا کرے گا اوس نے اپنا ٹھکانا جہنم مین بنایا تو معلوم ہوا کہ وہ ضرور جہنم مین جاوے گا۔ پھر اگر مومن ہے تو جہنم سے نکلیگا کیونکہ اہلسنت کا اتفاق ہے کہ موحد ہمیشہ جہنم مین نرہے گا اگرچہ کتنا ہی گنہگار ہو **دوسرے** یہ کہ جس حدیث کے جھوٹ ہونیکا ظن ہو اُسکو نقل کرنا بھی درست نہین پر جب اوسکے ساتھ یہ بات بھی کہدے یا لکھدے کہ یہ حدیث منکر ہے یا ضعیف ہے یا اس مین یہ علت ہے تو درست ہے اور جائز ہے محدثین کے نزدیک اس لیے کہ محدثین نے اپنی کتابون مین تمام قسم کی حدیثون کو بیان کیا ہے یہانتک کہ موضوعات کو بھی **تیسرے** یہ کہ اگر نقل کرنے والے کے خیال مین غلطی ہو یعنے وہ جھوٹی حدیث کو صحیح سمجھ کر بیان کرے تو اُسپر گناہ نہین جیسے حاکم اور ابن ماجہ نے بعضی حدیثون کو صحیح خیال کر کے روایت کیا ہے چوتھی ہر قسم کی حدیث خواہ احکام مین ہو خواہ فضائل یا اخلاق مین سب مین یہی حکم ہے اور کرامیہ کے نزدیک فضائل اور اخلاق مین حدیث بنا لینا درست ہے اور یہ اونکی انتہا سے جہالت ہے (نووی مع زیادہ)

باب

تَغْلِيظِ الْكَذِبِ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ

باندہنا کتنا بڑا گناہ ہے **عن** المغیرۃ بن شعبۃ و سمرۃ بن جندب قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذلک **ترجمہ** امام مسلم نے اپنی اسناد سے روایت کیا سمرہ بن جندب اور مغیرہ بن شعبہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا (یعنی وہی حدیث جو اوپر گذری کہ جو شخص مجھسے حدیث نقل کرے اور وہ سمجھتا ہو کہ یہہ جھوٹ ہے تو وہ خود جھوٹا ہے **عن** ربعی بن حراش انہ سمع علیا یخطب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تکذبوا علی فانہ من یکذب علی یلج النار **ترجمہ** ربعی بن حراش سے روایت ہے اوس نے سنا حضرت علی سے وہ خطبہ پڑہ رہے تھے کہتے تھے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مت جھوٹہہ باندہو میرے اوپر جو کوئی میرے اوپر جھوٹہہ باندہیگا وہ جہنم میں جاویگا **ف** یعنی لائق ہوگیا جہنم مین جانے کے اب اگر خدا معاف کردیوے تو جہنم سے چھٹکارا ہو سکتا ہے جیسے سب کبیرہ گناہوں میں ہے بعضوں نے کہا یہ بددعا ہے جھوٹی حدیث بنانیوالے کو یعنی خدا اوسکو جہنم مین داخل کرے **عن** انس بن مالک انہ قال انہ لیمنعنی ان احدثکم حدیثا کثیرا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من تعمد علی کذبا فلیتبوأ مقعدہ من النار **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے انہوں نے کہا مجھکو بہت حدیثیں بیان کرنے سے یہی بات روکتی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی جو شخص مجھپر قصداً جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا جہنم مین بنالیوے **عن** ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھپر قصداً جھوٹ بناوے وہ اپنا ٹھکانا جہنم مین بنالیوے **عن** علی بن ربیعۃ الوالبی قال اتیت المسجد و المغیرۃ امیر الکوفۃ قال فقال المغیرۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان کذبا علی لیس ککذب علی احد فمن کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار **ترجمہ** علی بن ربیعہ والبی سے روایت ہے انہوں نے کہا مین مسجد مین آیا اور اون دنون مغیرہ بن شعبہ کوفی کے حاکم تھے تو مغیرہ نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میرے اوپر جھوٹ باندہنا ایسا نہین ہے جیسے اور کسی پر جھوٹ باندہنا (کیونکہ اور کسی پر جھوٹ باندہنے سے جھوٹ بولنے والے کا نقصان ہوگا یا جسپر جھوٹ باندہا اوسکا بہی یا اور دو تین آدمیون کا بہی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندہنے سے ایک عالم گمراہ ہوگا اور دین کا نقصان پہنچیگا) پہر جو کوئی شخص مجھپر جھوٹ باندہے وہ

اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لیوے **عن** المغیرة بن شعبة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمثله ولم
یذکر ان کذبا علی لیس ککذب علی احد **ترجمہ** مغیرہ بن شعبہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی
ہے اوس میں یہ نہیں ہے کہ میرے اوپر جھوٹ باندھنا ایسا نہیں ہے جیسے دوسرے کسی پر جھوٹ باندھنا —

باب النهی عن الحدیث بکل ما سمع جو بات سنے اوسکو کہدینا (بغیر تحقیق کیے ہوئے) منع ہے
عن ابی هریرة رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کفی بالمرء کذبا
ان یحدث بکل ما سمع **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کافی ہے آدمی کے جھوٹے ہونے کے لیے یہ بات کہ جو سنے اُسکو بیان کرے **ف** بغیر تحقیق اور تنقیح
کے اس لیے کہ جھوٹ کہتے ہیں خلاف واقع بیان کرنے کو پھر اگر عمداً ایسا امر کرے تو گنہگار ہوگا ورنہ گنہگار
نہ ہوگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ عادت جو سنے کہدالے بری ہے بلکہ تحقیق کرنا ضرور ہے کہ یہ خبر سچ ہے
یا جھوٹھ جب سچائی کا یقین ہو اوس وقت اگر مونہہ سے نکالے تو برا نہیں **عن** ابی هریرة رضی اللہ
عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم بمثل ذلك **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت
بھی ویسی ہے **عن** ابی عثمان النهدی قال قال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه بحسب
المرء من الکذب ان یحدث بکل ما سمع **ترجمہ** ابوعثمان نہدی سے روایت ہے حضرت عمرؓ
نے کہا کافی ہے آدمی کو اتنا جھوٹ کہ کہدالے جو بات سنے **عن** ابن وهب قال قال لی مالك
اعلم انه لیس یسلم رجل حدث بکل ما سمع ولا یکون اماما ابدا وهو یحدث بکل ما
سمع **ترجمہ** ابن وہب سے روایت ہے امام مالک رحہ نے مجھسے کہا جان تو اس بات کو جو شخص کہدالے جو سنے
وہ بچ نہیں سکتا (جھوٹ سے) اور کبھی وہ شخص امام (پیشوا) نہیں ہو سکتا جو بیان کرے ہر ایک بات
کو جسکو وہ سنے **عن** عبد اللہ قال بحسب المرء من الکذب ان یحدث بکل ما سمع **ترجمہ**
عبد اللہ بن مسعود رضہ سے روایت ہے اونہوں نے کہا کافی ہے آدمی کو اتنا جھوٹ کہ جو سنے وہ کہہ دے
عن عبد الرحمن بن مهدی یقول لا یکون الرجل اماما یقتدی به حتی یمسك
عن بعض ما سمع **ترجمہ** عبد الرحمن بن مہدی (جو حدیث کے بڑے امام ہیں) انہوں نے کہا آدمی
کبھی امام نہیں ہو سکتا (یعنے اس لائق کہ لوگ اوسکی پیروی کریں) جب تک کہ وہ نہ کہے بعضی باتوں کو
جنکو اُس نے سنا ہو (اس خیال سے کہ شاید یہ باتیں غلط ہوں تو میرا جھوٹ ثابت ہوگا) **عن**

عن حفص بن عاصم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع

سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ سَأَلَنِي إِيَاسُ بْنُ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ إِنِّي أَرَاكَ قَدْ كَلِفْتَ بِعِلْمِ الْقُرْآنِ فَاقْرَأْ عَلَيَّ سُورَةً وَفَسِّرْهَا حَتَّى أَنْظُرَ فِيمَا عَلِمْتَ قَالَ فَفَعَلْتُ فَقَالَ لِي احْفَظْ عَلَيَّ مَا أَقُولُ لَكَ إِيَّاكَ وَالشَّنَاعَةَ فِي الْحَدِيثِ فَإِنَّهُ قَلَّمَا حَمَلَهَا أَحَدٌ إِلَّا ذَلَّ فِي نَفْسِهِ وَكُذِّبَ فِي حَدِيثِهِ **ترجمہ** سفیان بن حسین سے روایت ہی مجھسے ایاس بن معاویہ نے کہا مین دیکھتا ہون تم بہت محنت کرتے ہو قرآن کے حاصل کرنے مین (یعنے علم تفسیر مین) تو ایک سورت پڑہو میرے سامنے پہر اُسکا مطلب بیان کرو تاکہ مین دیکھون تمہارا علم سفیان نے کہا مینے ایسا ہی کیا ایاس نے کہا یاد رکہو جو مین کہتا ہون تجہسے بچ تو شناعت سے حدیث مین (شناعت کے معنے قباحت یعنے ایسی حدیثین مت نقل کر کہ لوگ انہین برا سمجہین اور جہوٹا بتاوین) کیونکہ جس نے شناعت کو اختیار کیا وہ خود بہی ذلیل ہوا اور دوسرون نے بہی اسکو جہٹلایا (یعنے اسکا اعتبار جاتا رہا اب سچی بات بہی اسکی جہوٹی سمجہی جاتی ہے **عن** عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ مَا أَنْتَ بِمُحَدِّثٍ قَوْمًا حَدِيثًا لَا تَبْلُغُهُ عُقُولُهُمْ إِلَّا كَانَ لِبَعْضِهِمْ فِتْنَةً عبد اللہ بن مسعود نے کہا جب تو لوگون سے ایسی حدیث بیان کرے جو اُن کی عقل مین نہ آوے تو بعض لوگون کے لیے اوس مین فتنہ ہوگا (یعنے وہ گمراہ ہو جاوینگے اسی لیے ہر شخص سے اوسکی عقل کے موافق بات کرنا چاہیے

باب النَّهْيِ عَنِ الرِّوَايَةِ عَنِ الضُّعَفَاءِ وَالِاحْتِيَاطِ فِي تَحَمُّلِهَا ضعیف لوگون سے روایت کرنا منع ہے اور روایت کی تحمل کے وقت احتیاط کرنا چاہیے بعضے نسخون مین اس باب کو یون لکہا ہے بَابٌ فِي الضُّعَفَاءِ وَالْكَذَّابِينَ وَمَنْ يُرْغَبُ عَنْ حَدِيثِهِمْ یعنی باب ضعفا اور کذابین یعنے جہوٹون کے بیان مین اور جنکی حدیث سے نفرت کرنا چاہیے **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ سَيَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي أُنَاسٌ يُحَدِّثُونَكُمْ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ **ترجمہ** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اخیر امت مین ایسے لوگ پیدا ہونگے جو تم سے وہ حدیثین بیان کرینگے جنکو نہ تم نے سنا نہ تمہارے باپ دادا نے تو اون سے بچے رہنا (یعنے اون کے فریب مین نہ آنا اور حدیث کو اچہی طرح جانچ لینا اب اس زمانے مین بہی بہت سے جاہل فقیر ادہر اودہر کے ملا اپنی بات جمانے کے لیے حدیثین بے سند نقل کرتے ہین اون کا اعتبار نکرنا چاہیے جب تک وہ حدیث صحیح کتابون مین نہ ملے اللہ کے فضل سے اب صحاح ستہ کا ترجمہ

قریب با تمام ہے عوام لوگون کو بھی یہ کتابین فائدہ دیسکتی ہین) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ
عنہ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی اخر الزمان دجالون کذابون
یاتونکم من الاحادیث مالم تسمعوا انتم ولا اباؤکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم
ولا یفتنونکم ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخیر زمانے
مین دجال (یعنی جھوٹ کو سچ بنانے والے) اور کذاب یعنی جھوٹ بولنے والے پیدا ہونگے وہ حدیثین تمکو
سناوینگے جو تمہارے باپ دادا نے نہ سنی ہون گی تو بچے رہنا اون سے ایسا نہووے تمکو گمراہ کردین اور
آفت مین ڈالدین عن عامر بن عبدۃ قال قال عبد اللہ ان الشیطان لیتمثل فی صورۃ
الرجل فیاتی القوم فیحدثھم بالحدیث من الکذب فیتفرقون فیقول الرجل منھم
سمعت رجلا اعرف وجھہ ولا ادری ما اسمہ یحدث ترجمہ عامر بن عبدہ سے روایت
ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا شیطان ایک مرد کے صورت بنکر لوگون کے پاس آتا ہے
پھر اُن سے جھوٹی حدیث بیان کرتا ہے جب لوگ اوس جگہہ سے جدا ہوجاتے ہین تو ایک شخص اون مین سے کہتا ہے
مین نے سنا ایک شخص سے جس کی صورت مین پہچانتا ہون لیکن نام نہین جانتا وہ ایسا بیان کرتا تھا
عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنھما قال ان فی البحر شیاطین مسجونۃ اوثقھا
سلیمان یوشک ان تخرج فتقرأ علی الناس قرانا ترجمہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت
ہے انہون نے کہا دریا مین یعنی سمندر مین بہت شیطان ہین جنکو قید کیا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام
نے قریب ہے کہ وہ نکلین اور لوگون کو قرآن سناوین عن طاؤس قال جاء ھذا الی ابن عباس
یعنی بشیر بن کعب فجعل یحدثہ فقال لہ ابن عباس عد لحدیث کذا وکذا فعاد لہ
ثم حدثہ فقال لہ عد لحدیث کذا وکذا فعاد لہ فقال لہ ما ادری اعرفت حدیثی
کلہ وانکرت ھذا ام انکرت حدیثی کلہ وعرفت ھذا فقال لہ ابن عباس انا کنا
نحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ لم یکن یکذب علیہ فلما رکب الناس
الصعب والذلول ترکنا الحدیث عنہ ترجمہ طاؤس سے روایت ہے بشیر بن کعب ابن عباس
پاس آئے اور ان سے حدیثین بیان کرنے لگے ابن عباس نے کہا فلانی حدیث پھر بیان کر انہون نے
دوبارہ بیان کی اور کہا مجھے معلوم نہین ہوتا تم نے سب حدیثین میری پہچانین اور اسی کو منکر سمجھا

پھر حدیثین کرنے لگے ابن عباس نے کہا فلانی حدیث پھر بیان کر انہون پھر دوبارہ بیان کیا

یا سب حدیثون کو منکر سمجھا اور اسی حدیث کو پہچانا ابن عباس نے اون سے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے حدیث نقل کیا کرتے تھے جب آپ پر جھوٹ نہین باندھا جاتا تھا پھر جب لوگ بری اور اچھی راہ چلنے لگے
(یعنے سب قسم کی حدیثین صحیح اور غلط نقل کرنے لگے) تو ہم نے حدیث بیان کرنا چھوڑ دیا **عن**
ابن عباس قال انما کنا نحفظ الحدیث والحدیث یحفظ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فاما اذ رکبتم کل صعب وذلول فهیهات **ترجمہ** ابن عباس سے روایت ہے ہم حدیث یاد
کیا کرتے تھے اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد کرنا چاہیے لیکن جب تم بری اور اچھی ہر طرح کی
راہ چلنے لگے تو اب اعتبار جاتا رہا اور دور ہو گیا **عن** مجاہد قال جاء بشیر بن کعب العدوی
الی ابن عباس فجعل یحدث ویقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعل ابن عباس لا یاذن لحدیثه ولا ینظر الیه فقال یا ابن عباس
مالی لا اراک تسمع لحدیثی احدثک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا تسمع فقال ابن
عباس انا کنا مرة اذا سمعنا رجلا یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتدرته
ابصارنا واصغینا الیه باذاننا فلما رکب الناس الصعبة والذلول لم ناخذ من الناس الا
ما نعرف **ترجمہ** مجاہد سے روایت ہے بشیر بن کعب عدوی ابن عباس پاس آئے اور حدیث بیان کرنے لگے
اور کہنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا ہے
ابن عباس نے کان نہ رکھا اون کیطرف نہ دیکھا اونکو بشیر بولے اے ابن عباس تمکو کیا ہوا جو میری بات
نہین سنتے مین حدیث بیان کرتا ہون رسول اللہ علیہ وسلم سے اور تم نہین سنتے ابن عباس نے کہا کہ ایک
وہ وقت تھا جب ہم کسی شخص سے سنتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا تو اوسی وقت اوسطرف
دیکھتے اور کان اپنے لگا دیتے پھر جب لوگ بری اور اچھی راہ چلنے لگے ایسے غلط روایتیں شروع ہو گئین
تو ہم نے لوگون سے سننا چھوڑ دیا مگر جس حدیث کو ہم پہچانتے ہین (اور ہم کو صحیح معلوم ہوتی ہے تو اوسکو
سن لیتے ہین) **عن** ابن ابی ملیکة قال کتبت الی ابن عباس اسأله ان یکتب لی کتابا
ویخفی عنی فقال ولد ناصح انا اختار له الامور اختیارا واخفی عنه قال فدعا بقضاء علی
فجعل یکتب منه اشیاء ویمر به الشیء فیقول واللہ ما قضی بهذا علی الا ان یکون ضل
ترجمہ ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے مین نے ابن عباس کو لکھا کہ میرے لیے ایک کتاب لکھدو اور چھپا لو

(اون باتون کو چہپانا ہی کام ہے تاکہ جہگڑا نہ ہو ابن عباس نے کہا لڑکا اچہی نصیحت کرتا ہی (یعنے ابن ابی ملیکہ کو کہا) مین اسکے لیے چنون گا باتونکو اور چہپاؤن گا (جو چہپانے کی باتین ہین) **ف** یہ ترجمہ جب ہی کہ اس روایت مین نخفی اور اخفی خا سے معجمہ سے ہو جیسا اکثر نسخون مین ہے اور بعضے نسخون مین یہ دونون لفظ حا سے حطی سے ہین اوس صورت مین ترجمہ یون ہوگا - کہ کم کرین اون باتونکو جو لکہنے کے قابل ہین یعنے بہت لمبی کتاب نہ لکہین مختصر لکہین اور ابن عباس نے بہی ایسا ہی کہا کہ کم کرونگا مین یا غنی معنون مین عمل کے ہے یعنے مین نے خواہش کی کہ خوب اچہی طرح لکہین اور ابن عباس نے بہی ایسا ہی کہا کہ مین خوب انتخاب کرونگا حدیثون کو اور اچہی طرح اسکو لکہون گا **ف** پہر انہون نے حضرت علی کے فیصلون کو منگوایا اون مین سے کچہ باتین لکہنے لگے اور بعضے فیصلون کو دیکہکر کہتے تہے کہ قسم خدا کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا فیصلہ نہین کیا اگر کیا ہو تو وہ بہک گئی (یعنے اون سے غلطی ہوئی) **ف** جب حضرت علی جو خلفای راشدین مین سے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کے عزیز اور ساتہی اور علم کے دریا تہے اون سے فیصلون مین غلطی ہو تو اور عالمون اور مولویون کے سب حکم کیونکر صحیح ہوسکتے ہین بعضون نے کہا مطلب ابن عباس کا یہ ہے کہ روایت غلط ہے اور حضرت علی گمراہ نہ تہے تو اونہون نے یہ فیصلہ کیونکر کیا ہوگا **عن** طَاوُسٍ قَالَ اُتِیَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِکِتَابٍ فِیْہِ قَضَاءُ عَلِیٍّ رض فَمَحَاہُ اِلَّا قَدْرَ وَاَشَارَ سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَۃَ بِذِرَاعِہٖ **ترجمہ** طاوس سے روایت ہی ابن عباس پاس حضرت علی کے فیصلون کی کتاب آئی انہون نے اسکو سب کو مٹ دیا مگر ایک ہاتہہ کے برابر چہوڑ دیا جو فیصلہ صحیح تہا اس لیے کہ ان کو معلوم ہوا کہ روایت ان فیصلون کی ٹہیک نہین

عن اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ لَمَّا اَحْدَثُوْا تِلْکَ الْاَشْیَاءَ بَعْدَ عَلِیٍّ رض قَالَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ عَلِیٍّ رض قَاتَلَہُمُ اللّٰہُ اَیَّ عِلْمٍ اَفْسَدُوْا **ترجمہ** ابو اسحاق نے کہا جب لوگون نے ان باتون کو حضرت علی رض کے بعد نکالا (یعنے جہوٹی جہوٹی روایتین اون سے شائع کین) تو حضرت علی رض کے ایک رفیق بولے خدا انکو تباہ کرے یا اوپر لعنت کرے کیسا علم کو بگاڑا (یعنے لوگون کو گمراہ کیا اور حدیث کے علم کو ستیاناس کیا) **عن** اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَیَّاشٍ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِیْرَۃَ یَقُوْلُ لَمْ یَکُنْ یُصَدَّقُ عَلٰی عَلِیٍّ رض فِی الْحَدِیْثِ عَنْہُ اِلَّا مِنْ اَصْحَابِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ **ترجمہ** ابو بکر بن عیاش سے روایت ہے مین نے مغیرہ سے سنا وہ کہتے تہے حضرت علی سے جو لوگ روایت کرتے تہے اونکی روایت نمانی جاتی

جبتک عبد اللہ بن مسعود کے ساتھی اوس کی تصدیق نہ کرتے **باب** فِی اَنَّ الْاِسْنَادَ مِنَ
الدِّیْنِ اس باب مین یہ بیان ہے کہ سند بیان کرنا حدیث کی ضرور ہے اور وہ دین مین داخل ہے
عن مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ اِنَّ ھٰذَا الْعِلْمَ دِیْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ دِیْنَکُمْ ترجمہ
محمد بن سیرین (جو مشہور تابعی ہین) نے کہا یہ علم دین کا ہے تو دیکھو کس شخص سے تم دین حاصل کرتے ہو
(یعنی ہر شخص کا اس مین اعتبار نکرو جو سچا اور دین دار اور معتبر ہو اوسی سے علم دین حاصل کرنا ضرور ہے)
عن ابْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ لَمْ یَکُوْنُوْا یَسْاَلُوْنَ عَنِ الْاِسْنَادِ فَلَمَّا وَقَعَتِ الْفِتْنَۃُ قَالُوْا
سَمُّوْا لَنَا رِجَالَکُمْ فَیُنْظَرُ اِلٰی اَھْلِ السُّنَّۃِ فَیُؤْخَذُ حَدِیْثُھُمْ وَیُنْظَرُ اِلٰی اَھْلِ الْبِدَعِ فَلَا یُؤْخَذُ
حَدِیْثُھُمْ ابن سیرین نے کہا پہلے زمانے مین کوئی حدیث بیان کرتا تو اوس سے سند نہ پوچھتے پھر جب
فتنہ پھیلا (یعنے گمراہی شروع ہوئی اور بدعتین روافض اور خوارج اور مرجیہ اور قدریہ کی شائع
ہوئین) تو لوگون نے کہا اب اپنی اپنی سند بیان کرو دیکھین گے اگر روایت کرنے والے اہل سنت
ہین تو قبول کرینگے روایت اونکی اور جو بدعتی ہین تو نہ قبول کرین گے روایت اون کی **عن** سُلَیْمَانَ
بْنِ مُوْسٰی قَالَ لَقِیْتُ طَاوُسًا فَقُلْتُ حَدَّثَنِیْ فُلَانٌ کَیْتَ وَکَیْتَ قَالَ اِنْ کَانَ مَلِیًّا فَخُذْ
عَنْہُ **ترجمہ** سلیمان بن موسی نے کہا مین طاوس سے ملا اور مین نے کہا فلان شخص نے مجھہ سے
حدیث بیان کی ایسی اور ویسی انہون نے کہا اگر وہ معتبر ہے (یعنے اوسکی دیانت اور امانت پر بھروسا
ہوسکتا ہے جیسے مالدار خوش معاملہ کی بات کا اعتبار ہوتا ہے) تو اوس سے روایت کر حدیث کو **عن**
سُلَیْمَانَ بْنِ مُوْسٰی قَالَ قُلْتُ لِطَاوُسٍ اِنَّ فُلَانًا حَدَّثَنِیْ بِکَذَا وَکَذَا فَقَالَ اِنْ کَانَ صَاحِبُکَ ملیئاً
مَلِیًّا فَخُذْ عَنْہُ **ترجمہ** وہی جو گذرا **عن** اَبِی الزِّنَادِ قَالَ اَدْرَکْتُ بِالْمَدِیْنَۃِ مِائَۃً کُلُّھُمْ
مَاْمُوْنٌ مَا یُؤْخَذُ عَنْھُمُ الْحَدِیْثُ یُقَالُ لَیْسَ مِنْ اَھْلِہٖ **ترجمہ** ابو الزناد (جنکا نام عبد اللہ
بن ذکوان ہے اور وہ امام تھے حدیث کے) نے کہا مین نے مدینہ مین سو شخصون کو پایا سب اچھے تھے
مگر اون سے حدیث کی روایت نہین کرتے تھے لوگ کہتے تھے وہ اس لائق نہین ہین **ف** یعنے
اگرچہ وہ لوگ دیندار تھے مگر حدیث مقبول ہونے کے لیے اور شرطین بھی ضرور ہین جیسے حفظ اور اتقان
اور معرفت فقط زہد و ریاضت کافی نہین اس لیے اون سے روایت نہین کرتے تھے **عن** سَعْدِ
بْنِ اِبْرَاھِیْمَ یَقُوْلُ لَا یُحَدِّثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا الثِّقَاتُ ترجمہ سعد

بن ابراہیم نے کہا نہین حدیث قبول کی جاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر ثقہ لوگون کی (جیز) کی روایت پر بہروسا ہو سکتا ہے۔ **عن** عَبدِ اللّٰہِ بنِ المُبَارَکِ یَقُولُ الاِسنَادُ مِنَ الدِّینِ وَلَولَا الاِسنَادُ لَقَالَ مَن شَاءَ مَا شَاءَ **ترجمہ** عبد اللہ بن مبارک کہتے تہے اسناد دین مین داخل ہے اور اگر اسناد نہوتا تو ہر شخص جو چاہتا کہہ ڈالتا (اور اپنی بات چلا دیتا) **عن** عَبدِ اللّٰہِ یَقُولُ بَینَنَا وَبَینَ القَومِ القَوَائِمُ یَعنِی الاِسنَادَ **ترجمہ** عبد اللہ بن مبارک نے کہا ہمارے اور لوگون کے درمیان پائے ہین یعنے اسناد (جیسے جانور بغیر پانون کے تہم نہین سکتا ویسے ہی حدیث بغیر اسناد کے تہم نہین سکتی) **عن** اَبِی اِسحَاقَ اِبرَاہِیمَ بنِ عِیسَی الطَّالَقَانِیِّ قَالَ قُلتُ لِعَبدِ اللّٰہِ بنِ المُبَارَکِ یَا اَبَا عَبدِ الرَّحمٰنِ الحَدِیثُ الَّذِی جَاءَ اِنَّ مِنَ البِرِّ بَعدَ البِرِّ اَن تُصَلِّیَ لِاَبَوَیکَ مَعَ صَلٰوتِکَ وَتَصُومَ لَہُمَا مَعَ صَومِکَ قَالَ فَقَالَ لَہٗ عَبدُ اللّٰہِ یَا اَبَا اِسحَاقَ عَمَّن ہٰذَا قَالَ قُلتُ لَہٗ ہٰذَا مِن حَدِیثِ شِہَابِ بنِ خِرَاشٍ قَالَ ثِقَۃٌ عَمَّن قَالَ قُلتُ عَنِ الحَجَّاجِ بنِ دِینَارٍ قَالَ ثِقَۃٌ عَمَّن قَالَ قُلتُ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا اَبَا اِسحَاقَ اِنَّ بَینَ الحَجَّاجِ بنِ دِینَارٍ وَبَینَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ مَفَاوِزَ تَنقَطِعُ فِیہَا اَعنَاقُ المَطِیِّ وَلٰکِن لَیسَ فِی الصَّدَقَۃِ اختِلَافٌ **ترجمہ** ابو اسحاق نے (جنکا نام ابراہیم بن عیسی طالقانی ہے) کہا مین نے عبد اللہ بن مبارک سے کہا اے ابو عبد الرحمن یہ حدیث کیسی ہے جو روایت کی گئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی کے بعد دوسری نیکی یہ ہے کہ تو نماز پڑہے اپنی مان باپ کے لیے اپنی نماز کے بعد اور روزہ رکہے اون کے لیے اپنے روزے کے ساتہہ انہون نے کہا اے ابو اسحاق یہ حدیث کون روایت کرتا ہے مین نے کہا شہاب بن خراش انہون نے کہا وہ تو ثقہ ہے پہر اونہون نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے مین نے کہا حجاج بن دینار سے اونہون نے کہا وہ بھی ثقہ ہے پہر انہون نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے مین نے کہا وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا عبد اللہ نے کہا اے ابو اسحاق ابہی تو حجاج سے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اتنے بڑے بڑے جنگل باقی ہین کہ اون کو طے کرنے کے لیے اونٹون کی گردنین تہک جاوین البتہ صدقہ دینے مین کسی کا خلاف نہین۔ **ف** یعنے حجاج تو تبع تابعین مین سے ہے تو ادنے درجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک دو راوی اور ہونگے جنکا پتہ نہین پہر حدیث منقطع ہوئی اور وہ کیونکر قبول ہو سکتی

ہے بڑے بڑے جنگلون سے یہی غرض ہے کہ کئی راوی جہوٹ گئے ہین جنکا معلوم ہونا ضرور ہے تو حدیث قابل اعتبار کے نہ ٹھہری مگر جسکا جی چاہے اپنے والدین کیطرف سے خیرات کرے تو اُسکا ثواب سب علماء کے نزدیک پہنچیگا کیونکہ صدقہ کا ثواب میت کو بالاتفاق پہونچتا ہے البتہ نماز روزہ اور عبادات بدنیہ مین اختلاف ہے تو شافعی اور جمہور علماء کا مذہب یہہ ہے کہ ان چیزون کا ثواب میت کو نہین پہونچیگا مگر جس صورت مین میت پر روزے واجب ہون اور اُسکا وارث اوس کیطرف سے قضا کر لیوے تو ادا ہو جاوینگے اور ایک قول یہ ہے کہ ادا نہوینگے اور ایک جماعت علماء کا مذہب ہے کہ میت کو تمام قسم کی عبادات کا ثواب پہونچ سکتا ہے جیسے نماز روزہ دعا تلاوت قرآن وغیرہ اور عطاء بن ابی رباح اور اسحاق بن راہویہ کا یہی قول ہے (نووی)

بابُ

الْكَشْفِ عَنْ مَعَايِبِ رُوَاةِ الْحَدِيثِ وَنَاقِلِي الْاَخْبَارِ وَقَوْلِ الْاَئِمَّةِ فِي ذَالِكَ۔ یہ باب اس بیان مین ہے کہ حدیث کے راویون کا عیب بیان کرنا درست ہے اور وہ غیبت مین داخل نہین کیونکہ دین کی ضرورت ہے جیسے گواہون کا حال بیان کرنا درست ہے اور حدیث کے اماموں نے ایسا کیا ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ يَقُوْلُ عَلٰى رُءُوْسِ النَّاسِ دَعُوْا حَدِيْثَ عَمْرِو بْنِ ثَابِتٍ فَاِنَّهُ كَانَ يَسُبُّ السَّلَفَ ترجمہ عبد اللہ بن مبارک لوگون کے سامنے کہتے تھے چھوڑ دو روایت کرنا عمرو بن ثابت سے کیونکہ وہ برا کہتا تھا اگلے بزرگون کو عَنْ اَبِيْ عَقِيْلٍ صَاحِبِ بُهَيَّةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ الْقَاسِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ فَقَالَ يَحْيٰى لِلْقَاسِمِ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ اِنَّهُ قَبِيْحٌ عَلٰى مِثْلِكَ عَظِيْمٌ اَنْ تُسْاَلَ عَنْ شَيْءٍ مِنْ اَمْرِ هٰذَا الدِّيْنِ فَلَا يُوْجَدُ عِنْدَكَ مِنْهُ عِلْمٌ وَلَا فَرَجٌ اَوْ عِلْمٌ وَلَا مَخْرَجٌ فَقَالَ لَهُ الْقَاسِمُ وَعَمَّ ذَاكَ قَالَ لِاَنَّكَ ابْنُ اِمَامَيْ هُدًى ابْنُ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ يَقُوْلُ لَهُ الْقَاسِمُ اَقْبَحُ مِنْ ذَاكَ عِنْدَ مَنْ عَقَلَ عَنِ اللّٰهِ اَنْ اَقُوْلَ بِغَيْرِ عِلْمٍ اَوْ اٰخُذَ عَنْ غَيْرِ ثِقَةٍ قَالَ فَسَكَتَ فَمَا اَجَابَهُ

ترجمہ ابو عقیل (یحییٰ بن متوکل ضریر مدنی) سے روایت ہے جو صاحب تہا بہیہ کا (بہیہ ایک عورت کا نام ہے جو حضرت عائشہ سے روایت کرتی ہے ابو عقیل اسکے مولیٰ تہے) کہ مین قاسم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رضہ پاس بیٹھا تھا اور وہان یحییٰ بن سعید بھی تہے تو یحییٰ نے قاسم سے کہا ای ابو محمد تمہارے ایسے آدمی کے لیے یہ بات بہت بری ہے کہ تم سے دین کا مسئلہ کوئی پوچھا جاوے پہر تمکو اُسکا علم نہ ہو نہ اُسکا جواب قاسم نے کہا کس وجہ سے یحییٰ نے کہا اسوجہ سے کہ تم بیٹے ہو دو بڑے بڑے رہنما اماموں کے یعنی ابو بکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما کے (قاسم ابو بکر صدیق کے نواسے اور حضرت عمر کے پوتے تہے کیونکہ قاسم کی

عمرو بن ثابت

مان ام عبید اللہ ہین جو بیٹے ہین قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق کی) قاسم نے کہا اس سے بہی زیادہ یہ بات بُری ہے اُس شخص کے نزدیک جس کو خدا نے عقل عنایت فرمائی ہے کہ مین کہون ایک بات اور اس کا مجہے علم نہو یا مین اس شخص سے روایت کرون جو معتبر نہو یہہ سُنکر یحیی چپ ہو رہے اور کچہ جواب نہ دیا **ف** یحیی نے قاسم کو غیرت دلائی کہ تمہارے دادا اور نانا اتنے بڑے امام تہے دین کے تم انہی کے نواسے اور پوتے ہو تمکو بہی چاہیے کہ علم خوب حاصل کرو اور حدیثین بہت جمع کرو کہ ہر ایک مسئلہ کا جواب تمہارے پاس ہو لیکن قاسم نے وہ جواب دیا کہ یحیی کو سوا سے سکوت کے کچہ نہ بن پڑا تہوڑا علم جو ضبط اور اتقان کے ساتہہ ہو طوفان بے تمیزی سے بہتر ہے اور ہر ایک مسئلہ کا جواب تو کسی سے ممکن نہین ہوا بڑے بڑے مجتہدین اور علما نے بہت سے مسائل مین سکوت کیا ہے - اس روایت مین یحیی بن متوکل جس کی کنیت ابو عقیل ہے ضعیف ہے جرح کیا ہے اوسپر یحیی بن معین اور علی بن مدینی اور عمرو بن علی اور عثمان بن سعید دارمی اور ابن عمار اور نسائی نے پہر مسلم نے جو اُس سے روایت کیا اس کا جواب دو طرح پر ہے ایک یہ کہ مسلم کے نزدیک شاید یہ راوی ثقہ ہو کیونکہ جنہون نے جرح کیا ہے وہ مبہم ہے اور جب تک جرح کی وجہ بیان نکیجاوے تو وہ قبول کے لائق نہین دوسرے یہ کہ مسلم نے اس روایت کو بطور امداد اور استشہاد کے بیان کیا ہے اور وہ مقصود بالذات نہین (نووی) **عن** اَبِی عَقِیلٍ صَاحِبِ بُهَیَّةَ اَنَّ اَبْنَاءً لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ سَأَلُوْهُ عَنْ شَیْءٍ لَمْ یَکُنْ عِنْدَهٗ فِیْهِ عِلْمٌ فَقَالَ لَهٗ یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاُعْظِمُ اَنْ یَّکُوْنَ مِثْلُکَ وَاَنْتَ ابْنُ اِمَامَیِ الْهُدٰی یَعْنِیْ عُمَرَ وَابْنَ عُمَرَ تُسْاَلُ عَنْ اَمْرٍ لَیْسَ عِنْدَکَ فِیْهِ عِلْمٌ فَقَالَ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِکَ وَاللّٰہِ عِنْدَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَعِنْدَ مَنْ عَقَلَ عَنِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اَنْ اَقُوْلَ بِغَیْرِ عِلْمٍ اَوْ اُخْبِرَ عَنْ غَیْرِ ثِقَةٍ قَالَ وَشَهِدَهُمَا اَبُوْ عَقِیْلٍ یَحْیَی بْنُ الْمُتَوَکِّلِ حِیْنَ قَالَا ذٰلِکَ **ترجمہ** ابو عقیل سے روایت ہے جو صاحب تہا بہیہ کا کہ عبد اللہ بن عمر کے ایک بیٹے سے لوگون نے کوئی بات پوچہی جسکا جواب اُنکو نہ آیا یحیی بن سعید نے اون سے کہا یہ امر میرے پر بہت گران گذرا کہ تمہارے ایسا شخص جو بیٹا ہے دو بڑے بڑے امامون یعنے حضرت عمر اور عبد اللہ بن عمر کا اوس سے کوئی بات پوچہی جاوے اور وہ بتلا نہ سکے انہون نے کہا - اور اس سے بڑہ کر اللہ کے نزدیک اور اسکے نزدیک جسکو اللہ نے عقل دی ہے یہ بات ہے کہ مین کہون اور مجہکو علم نہو یا روایت کرون اوس شخص سے جو ثقہ نہو سفیان نے کہا یحیی بن متوکل یعنے ابو عقیل اس گفتگو کے وقت موجود تہے

عن يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَأَلْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ وَشُعْبَةَ وَمَالِكًا وَابْنَ عُيَيْنَةَ عَنِ الرَّجُلِ لَا يَكُونُ ثَبْتًا فِي الْحَدِيثِ فَيَأْتِينِي الرَّجُلُ فَيَسْأَلُنِي عَنْهُ قَالُوا أَخْبِرْ عَنْهُ أَنَّهُ لَيْسَ بِثَبْتٍ **ترجمہ** یحیی بن سعید نے کہا مین نے سفیان ثوری اور شعبہ اور مالک اور ابن عیینہ سے پوچھا (جو حدیث کے بڑے بڑے امام تھے) کہ اگر ایک شخص معتبر نہو حدیث کی روایت مین اور کوئی اوسکا حال مجھسے پوچھے (تو مین اوسکا عیب بیان کرون یا چھپاؤن) اون سبھون نے کہا بیان کردے کہ وہ شخص معتبر نہین (اور اس بیان کرنے مین غیبت کا گناہ نہین بلکہ اجر ہوگا کیونکہ نیت بخیر ہے دین کی حفاظت منظور ہے نہ توہین اوس شخص کی) **عن** النَّضْرِ بْنِ شُمَيْلٍ يَقُولُ سُئِلَ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ حَدِيثٍ لِشَهْرٍ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى أُسْكُفَّةِ الْبَابِ فَقَالَ إِنَّ شَهْرًا تَرَكُوهُ إِنَّ شَهْرًا تَرَكُوهُ قَالَ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ تَرَكُوهُ يَقُولُ أَخَذَتْهُ أَلْسِنَةُ النَّاسِ تَكَلَّمُوا فِيهِ **ترجمہ** نضر بن شمیل سے روایت ہے ابن عون سے کسی نے پوچھا شہر بن حوشب کی حدیث کو اور وہ کھڑے تھے دروازہ کی چوکھٹ پر تو اونہون نے کہا شہر کو لوگون نے ترک کیا شہر کو لوگون نے ترک کیا مسلم نے کہا ترک کرنے سے مطلب یہ ہے کہ لوگون نے اوس مین کلام کیا اور اوسکے حق مین جرح اور طعن کیا **ف** مگر شہر کی توثیق کی ہے بہت امامون نے جیسے احمد بن حنبل اور یحیی بن معین نے احمد بن عبد اللہ عجلی نے کہا وہ تابعی ہے اور ثقہ ہے اور ابو زرعہ نے کہا لا باس بہ اور بخاری نے کہا شہر حسن الحدیث اور یعقوب بن شیبہ نے کہا شہر ثقہ ہے **عن** عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ قُلْتُ لِسُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ إِنَّ عَبَّادَ بْنَ كَثِيرٍ مَنْ تَعْرِفُ حَالَهُ وَإِذَا حَدَّثَ جَاءَ بِأَمْرٍ عَظِيمٍ فَتَرَى أَنْ أَقُولَ لِلنَّاسِ لَا تَأْخُذُوا عَنْهُ قَالَ سُفْيَانُ بَلَى قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَكُنْتُ إِذَا كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ ذُكِرَ فِيهِ عَبَّادٌ أَثْنَيْتُ عَلَيْهِ فِي دِينِهِ وَأَقُولُ لَا تَأْخُذُوا عَنْهُ **ترجمہ** عبد اللہ بن مبارک نے کہا مین نے سفیان ثوری سے پوچھا تم جانتے ہو عباد بن کثیر کا حال جب حدیث بیان کرتا ہے تو ایک بلا لاتا ہے (یعنے جھوٹی حدیث روایت کرتا ہے) تو مین کہدون لوگون سے نہ روایت کرو اس سے سفیان نے کہا ہان کہدو عبد اللہ نے کہا پہر جس مجلس مین مین ہوتا اور عباد بن کثیر کا ذکر آتا تو مین تعریف کرتا اوس کی دینداری کی لیکن کہدیتا کہ مت روایت کرو حدیث کی اوس سے **ف** یہ عباد بن کثیر ثقفی بصری ہے جسے ترک کردیا اہل حدیث نے اوسکو امام احمد نے کہا وہ جھوٹی حدیثین روایت کرتا ہے اگرچہ یہ شخص ظاہر حال مین مرد دیندار اور صالح تھا پر حدیث کی روایت کرنے مین اوسے سلیقہ نہ تھا وہ غلط روایت

کو صحیح روایت سے تمیز نہین کر سکتا تھا **عن** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْمُبَارَکِ قَالَ انْتَھَیْتُ اِلٰی شُعْبَۃَ
فَقَالَ ھٰذَا عَبَّادُ بْنُ کَثِیْرٍ فَاحْذَرُوْہُ **ترجمہ** عبد اللہ بن مبارک نے کہا مین شعبہ کے پاس گیا
انہون نے کہا یہ عباد بن کثیر ہے اس سے بچو یعنے اس سے روایت کرنے سے **عن** الْفَضْلِ بْنِ سَھْلٍ
قَالَ سَأَلْتُ مُعَلَّی الرَّازِیَّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِیْدٍ الَّذِیْ رَوٰی عَنْہُ عَبَّادُ بْنُ کَثِیْرٍ فَاَخْبَرَنِیْ
عَنْ عِیْسَی بْنِ یُوْنُسَ قَالَ کُنْتُ عَلٰی بَابِہٖ وَسُفْیَانُ عِنْدَہٗ فَلَمَّا خَرَجَ سَأَلْتُہٗ عَنْہُ فَاَخْبَرَنِیْ
اَنَّہٗ کَذَّابٌ **ترجمہ** فضل بن سہل سے روایت ہے مین نے معلی رازی سے پوچھا محمد بن سعید کا حال جس
سے عباد بن کثیر روایت کرتا ہے تو انہون نے نقل کیا عیسی بن یونس سے انہون نے کہا مین عباد کے
دروازے پر تھا اور سفیان اوس کے پاس تھے جب وہ باہر نکلے تو مین نے پوچھا اون سے عباد کو سفیان
نے کہا وہ جھوٹا ہے **عن** مُحَمَّدِ بْنِ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدِ الْقَطَّانِ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ لَمْ نَرَ الصَّالِحِیْنَ
فِیْ شَیْءٍ اَکْذَبَ مِنْھُمْ فِی الْحَدِیْثِ قَالَ ابْنُ اَبِیْ عَتَّابٍ فَلَقِیْتُ اَنَا مُحَمَّدَ بْنَ یَحْیَی بْنِ
سَعِیْدِ الْقَطَّانِ فَسَأَلْتُہٗ عَنْہُ فَقَالَ عَنْ اَبِیْہِ لَمْ تَرَ اَھْلَ الْخَیْرِ فِیْ شَیْءٍ اَکْذَبَ مِنْھُمْ
فِی الْحَدِیْثِ قَالَ مُسْلِمٌ یَقُوْلُ یَجْرِی الْکَذِبُ عَلٰی لِسَانِھِمْ وَلَا یَتَعَمَّدُوْنَ الْکَذِبَ **ترجمہ** محمد بن
یحیی بن سعید قطان نے اپنے باپ سے سنا (یحیی بن سعید قطان سے جو حدیث کے بڑے امام تھے) وہ
کہتے تھے ہم نے نیک آدمیون کو (یعنے درویشون اور صوفیون کو) اتنا جھوٹا کسی چیز مین نہین دیکھا
جتنا جھوٹا حدیث کی روایت کرنے مین دیکھا ابن ابی عتاب نے کہا مین محمد بن یحیی سے ملا اور ان سے یہہ
بات پوچھی انہون نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ انہون نے کہا تو نیک لوگون کو اتنا جھوٹا کسی بات مین نہ
پاویگا جتنا حدیث کی روایت مین ۔ امام مسلم نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ جھوٹ حدیث اون کی زبان
سے نکل جاتی ہے لیکن وہ قصدًا جھوٹ نہین بولتے **ف** اس لیے کہ اگر قصدًا جھوٹی حدیث بناوین
تو اون سے بدتر کون ہوگا پھر وہ نیک کیون رہین گے ۔ اکثر زاہد اور درویشون کی روایت مین غلط اور
کذب نکلی ہین اور محدثین نے انکا اعتبار نہین کیا اوسکی وجہ یہہ معلوم ہوتی ہے کہ اون لوگون کو عبادت
اور استغراق سے اتنی فرصت نہین ہوتی تھی کہ وہ حدیث کیطرف زیادہ توجہ کرین اور اوسکے جانچین
صحیح کو سقیم سے جدا کرین وہ لوگ نہایت بھولے بھالے سیدھے سادے ہی ہوتے تھے جس نے جو حدیث انکے
سامنے بیان کی وہ اوسکو سچا سمجھکر اوسکو روایت کرنا شروع کر دیتے تھے اور راویون کے عیب اور

نقصان کیطرف التفات کم کرتے تھے اس جگہہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ زہد و ریاضت اور درویشی اور تقدس اور چیز اور علم دوسری چیز ہے۔ ہر کسی را بہر کاری ساختند بعضی حضرات ایسے بھی گزری ہین جو زہد اور درویشی کے ساتھہ علوم ظاہریہ مین بھی بڑی لیاقت اور دستگاہ رکھتے تھے جیسے امام حسن بصری سفیان ثوری عبد اللہ بن مبارک فضیل بن عیاض وکیع بن الجراح رضی اللہ ان سب سے یہ اگلے لوگون کا حال ہے تو پچھلے علما کو بھی اسیطرح خیال کرنا چاہیے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جو علم کلام اور حکمت اور اصول مین بڑے کامل تھے علم حدیث سے بالکل عاری تھے اون کی کتابون مین اکثر بے اعتبار حدیثین موجود ہین **عن** خَلِيفَةَ بْنِ مُوسَى قَالَ دَخَلْتُ عَلَى غَالِبِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ فَجَعَلَ يُمْلِي عَلَيَّ حَدَّثَنِي مَكْحُولٌ حَدَّثَنِي مَكْحُولٌ فَأَخَذَهُ الْبَوْلُ فَقَامَ فَنَظَرْتُ فِي الْكُرَّاسَةِ فَإِذَا فِيهَا حَدَّثَنِي أَبَانٌ عَنْ أَنَسٍ وَأَبَانٌ عَنْ فُلَانٍ فَتَرَكْتُهُ وَقُمْتُ **ترجمہ** خلیفہ بن موسی نے کہا مین غالب بن عبید اللہ پاس گیا وہ مجھکو لکھوانے لگا حدیث بیان کی مجھ سے مکحول نے حدیث بیان کی مجھ سے مکحول نے اتنے مین اسکو پیشاب لگا وہ پیشاب کرنے گیا مین نے اوسکی کتاب کو دیکھا تو اُس مین یون لکھا تھا حدیث بیان کی مجھ سے ابان نے انس اور ابان نے فلانے سے یہ دیکھکر مین نے اوس سے روایت کرنا چھوڑ دیا اور اوٹھکر چلا گیا۔ امام مسلم نے کہا وَسَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيَّ يَقُولُ رَأَيْتُ فِي كِتَابِ عَفَّانَ حَدِيثَ هِشَامٍ أَبِي الْمِقْدَامِ حَدِيثَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنِي رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ يَحْيَى بْنُ فُلَانٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قُلْتُ لِعَفَّانَ إِنَّهُمْ يَقُولُونَ هِشَامٌ سَمِعَهُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ فَقَالَ إِنَّمَا ابْتُلِيَ مِنْ قِبَلِ هَذَا الْحَدِيثِ كَانَ يَقُولُ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ادَّعَى بَعْدُ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْ مُحَمَّدٍ **ترجمہ** اور سنا مین نے حسن بن علی حلوانی سے وہ کہتے تھے مین نے عفان کی کتاب مین ہشام ابو المقدام کی حدیث دیکھی جو عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے ہشام نے کہا مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا جسکا نام یحیے تھا فلانے کا بیٹا اوس نے محمد بن کعب سے سنا مین نے عفان سے کہا لوگ کہتے ہین ہشام نے اس حدیث کو خود محمد بن کعب سے سنا ہے عفان نے کہا ہشام اسی حدیث کی سبب آفت مین پڑ گیا پہلے کہتا تھا مجھ سے حدیث بیان کی یحیی نے اوس نے سنا محمد سے پھر کہنے لگا مین نے خود سنا محمد سے **ف** ہشام یہ بیٹا ہے زیاد اموی کا اسکو ضعیف کہا محدثین نے اسی وجہ سے جو بیان ہوئی مگر اسقدر وجہ اوسکے ضعف کے لیے کافی نہین ہو سکتی کیونکہ احتمال ہے شاید سنا ہو

غالب بن عبید اللہ

ہشام ابو المقدام

سلیمان بن الحجاج

روح بن غطیف

محمد سے پھر بھول گیا اور یحییٰ کے واسطے سے سنا پھر اسکو یاد آیا کہ مین نے محمد سے خود سنا ہو پر یہہ احتمال ہے احتمال ہے اور امیہ حدیث کو معلوم ہو گیا کہ ہشام نے محمد سے نہین سُنا اس لیے اسکا جھوٹ کھل گیا (نووی) **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ جَبَلَةَ يَقُوْلُ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ رَوَيْتَ عَنْهُ حَدِيْثَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو يَوْمُ الْفِطْرِ يَوْمُ الْجَوَائِزِ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ الْحَجَّاجِ اُنْظُرْ مَا وَضَعْتَ فِيْ يَدِكَ مِنْهُ قَالَ ابْنُ قُهْزَاذَ وَسَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ زَمْعَةَ يَذْكُرُ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ قَالَ يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ رَاَيْتُ رَوْحَ بْنَ غُطَيْفٍ صَاحِبَ الدَّمِ قَدْرَ الدِّرْهَمِ وَجَلَسْتُ اِلَيْهِ مَجْلِسًا فَجَعَلْتُ اَسْتَحْيِيْ مِنْ اَصْحَابِيْ اَنْ يَرَوْنِيْ جَالِسًا مَعَهُ كُرْهَ حَدِيْثِهِ **ترجمہ** عبد اللہ بن عثمان بن جبلہ نے کہا مین نے عبد اللہ بن مبارک سے کہا وہ کون شخص ہے جس سے تم نے عبد اللہ بن عمرو کی حدیث روایت کی عید الفطر اور جوائز کے باب مین **ف** جوائز جمع ہے جایزہ کی یعنے عطائین اور انعامات اور وہ حدیث یہہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو فرشتے راستون کے ناکون پر آجاتے ہین اور پکارتے ہین اے مسلمانون چلو اپنے پروردگار پاس جو رحمت والا ہے حکم کرتا ہے نیکی کا مہر کا پہر بدلہ دیتا ہے اسکا اوس نے حکم کیا تم نے روزہ رکھا اور مانا اپنے پروردگار کا کہنا تو قبول کرو اپنے جوائز یعنے عطاؤن کو پھر جب عید کی نماز پڑہ چکتے ہین تو ایک منادی ندا کرتا ہے آسمان سے جاؤ اپنے اپنے گھرون کو مراد پاکر تمہارے سب گناہ بخشے گئے اور اوس دن کو یوم الجوائز کہتے ہین **ف** انہون نے کہا وہ سلیمان بن الحجاج ہین دیکھو تم نے اون سے کیا حاصل کیا (یعنے وہ عمدہ شخص تھے اور ثقہ تھے یہہ تعریف ہو اونکی) ابن قہزاذ نے کہا مین نے سنا وہب بن زمعہ سے وہ روایت کرتے تھے سفیان بن عبد الملک سے کہ عبد اللہ بن مبارک نے کہا مین نے روح بن غطیف (یا غطیف) کو دیکھا جس نے درم کے برابر خون کی حدیث روایت کی ہے **ف** زہری سے اوس نے ابو سلمہ سے اوس نے ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر کسی کو خون لگا ہو درم کے برابر اور وہ نماز پڑہ لیوے تو نماز کو پھر لوٹا دے اس حدیث کو بخاری نے اپنی تاریخ مین ذکر کیا اور یہہ حدیث باطل اور بے اصل ہے محدثین کے نزدیک **ف** مین انکی صحبت مین بیٹھا پھر مین شرمانے لگا اپنے دوستون سے کہ وہ کیا کہین گے مجھے اوس کے پاس بیٹھا دیکھکر اسوجہ سے کہ اوس سے روایت کرنا مکروہ معلوم ہوا **ف** کیونکہ روح بن غطیف ضعیف ہے

بقیہ بن ولید

حارث اعور

بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے عن عبد اللہ بن المبارک قال بقیۃ صدوق اللسان و
لکنہ یاخذ عمن اقبل و ادبر ترجمہ عبد اللہ بن مبارک نے کہا بقیہ بن ولید بن صائد بن کعب کلاعی
سچا ہے لیکن وہ روایت کرتا ہے سب قسم کے لوگون سے (یعنے ثقہ اور ضعیف کو نہین دیکھتا اسی وجہ
سے اوسکو بھی ضعیف کیا ہے محدثین نے عن الشعبی یقول حدثنی الحارث الاعور و ھو
یشھد انہ احد الکاذبین ترجمہ عامر بن شراحیل شعبی (جو حدیث کے امام ہین) وہ کہتے تھے مجھ
سے حدیث بیان کی حارث اعور نے اور وہ ایک ہی جھوٹا تھا ف یہ حارث بیٹا ہے عبد اللہ یا عبید کا
اعور اسکو اس لیے کہتے ہین کہ وہ کانا تھا کنیت اسکی ابو زہیر ہے کوفے کا رہنے والا مصاحب تھا حضرت
علی کا مگر اوس نے حضرت علی پر جھوٹ باندھنا شروع کیا اور بہت حدیثین غلط سلط روایت کین آخر اسکا
جھوٹ کھل گیا اور محدثین نے اسکو ترک کر دیا صرف نسائی نے اس سے دو حدیثین روایت کی ہین یہ
بھی کہا گیا ہے کہ یہ شخص رافضیون کا مذہب رکھتا تھا چنانچہ آگے کی روایت سے معلوم ہوتا ہے عن
ابراھیم قال قال علقمۃ قرأت القرآن فی سنتین فقال الحارث القرآن ھین الوحی
اشد ترجمہ ابراہیم نخعی کوفی (جو حدیث کے بڑے امام ہین) روایت کرتے ہین کہ علقمہ نے (جو صاحب
تھے عبد اللہ بن مسعود کے) کہا مین نے قرآن کو دو برس مین پڑھا حارث کہنے لگا قرآن آسان ہے لیکن
وحی مشکل ہے ف یہ روایت حارث کی بدمذہبی کا ثبوت ہے کیونکہ اُس نے سوا قرآن کے وحی اور
قرار دی جیسے شیعہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے بہت سی آیندہ کی باتین اور اسرار اور مخفیات حضرت کو
بتلائے تھے جنکو حضرت نے خاص علی بن ابی طالب کو بتلایا اور اونہی کو اپنا وصی کیا عن ابراھیم
ان الحارث قال تعلمت القرآن فی ثلاث سنین والوحی فی سنتین او قال الوحی
فی ثلاث سنین والقرآن فی سنتین ترجمہ ابراہیم سے روایت ہے حارث نے کہا مین نے قرآن
کو تین برس مین سیکھا اور وحی کو دو برس مین یا یون کہا کہ وحی کو تین برس مین پڑھا اور قرآن کو دو
برس مین عن ابراھیم ان الحارث اتھم ترجمہ ابراہیم نے کہا حارث متہم ہے (یعنی
منسوب کیا گیا ہے کذب اور بدمذہبی سے عن حمزۃ الزیات قال سمع مرۃ الھمدانی
من الحارث شیئا فقال لہ اقعد بالباب قال فدخل مرۃ واخذ سیفہ قال واحس
الحارث بالشر فذھب ترجمہ حمزہ زیات سے روایت ہے مرہ ہمدانی نے حارث سے کوئی بات سنی تو

اوس سے کہا تم دروازے مین بیٹھو اور مرہ اندر گیئی اور تلوار اٹھائی (کہ حارث کو قتل کرین) حارث نے آہٹ پائی کہ کچھ شر ہونے والا ہے وہ چلدیا **عَن** ابْنِ عَوْنٍ قَالَ قَالَ لَنَا اِبْرَاهِيْمُ اِيَّاكُمْ وَ الْمُغِيْرَةَ بْنَ سَعِيْدٍ وَّاَبَا عَبْدِ الرَّحِيْمِ فَاِنَّهُمَا كَذَّابَانِ **ترجمہ** ابن عون سے روایت ہے ابراہیم نے کہا ہم سے بچو تم مغیرہ بن سعید اور ابوعبدالرحیم سے وہ دونون جھوٹے ہین **ف** مغیرہ بن سعید کوفی نسائی نے کہا کتاب الضعفاء مین کہ یہ شخص دجال تھا جلایا گیا آگ مین نخعی کے زمانے مین اور اس نے دعوی کیا تھا نبوت کا ابوعبدالرحیم اُسکا نام شقیق الضبی ہے جو قاضی تھا اور بعضون نے کہا کہ اسکا نام سلمہ بن عبدالرحمن نخعی ہے اور دونون کی کنیت ابوعبدالرحیم ہے اور دونون ضعیف ہین (نووی) **عَن** عَاصِمٍ قَالَ كُنَّا نَاْتِيْ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيَّ وَنَحْنُ غِلْمَةٌ اَيْفَاعٌ فَكَانَ يَقُوْلُ لَنَا لَا تُجَالِسُوا الْقُصَّاصَ غَيْرَ اَبِي الْاَحْوَصِ وَاِيَّاكُمْ وَشَقِيْقًا قَالَ وَكَانَ شَقِيْقٌ هٰذَا يَرٰى رَأْيَ الْخَوَارِجِ وَلَيْسَ بِاَبِيْ وَائِلٍ **ترجمہ** عاصم سے روایت ہے ہم ابوعبدالرحمن سلمی پاس آیا جایا کرتے اور اس زمانے مین ہم جوان لڑکے تھے (یعنے جوانی کے قریب) تو وہ ہم سے کہا کرتے مت بیٹھا کرو قصہ خوانون کے پاس سوا ابوالاحوص کے اور بچو تم شقیق سے اور یہہ شقیق خارجیون کا سا اعتقاد رکھتا تھا یہ ابووائل نہین ہے **ف** ابووائل شقیق دوسرے ہین جو سلمہ کے بیٹے ہین اور وہ کبار تابعین مین سے ہین شقیق وہی ہے ضبی کوفی جسکا ذکر اوپر گذرا اور نسائی نے اسکو ضعیف کیا اوسکی کنیت ابوعبدالرحیم ہے جس سے ڈرایا ابراہیم نے اور بعضون نے کہا ابراہیم نے جس سے ڈرایا اوس کا نام سلمہ بن عبدالرحمن نخعی ہے یہ ابن ابی حاتم نے ابن مدینی سے نقل کیا (نووی) **عَن** جَرِيْرٍ يَقُوْلُ لَقِيْتُ جَابِرَ بْنَ يَزِيْدَ الْجُعْفِيَّ فَلَمْ اَكْتُبْ عَنْهُ كَانَ يُؤْمِنُ بِالرَّجْعَةِ **ترجمہ** جریر سے روایت ہے مین جابر بن یزید جعفی سے ملا پر مین نے اس سے حدیث نہین لکھی وہ یقین کرتا تھا رجعت کا **ف** اسی وجہ سے محدثین نے جابر بن یزید کو ضعیف کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ رافضی تھا رجعت سے مراد یہان یہ ہے جو رافضیون کا اعتقاد ہے کہ حضرت علی زندہ ہین اور ابر مین رہتے ہین جب اونکی اولاد مین سے امام برحق پیدا ہوگا تو وہ اپنے شیعون کو ابر مین سے آواز دینگے کہ اس کے ساتھہ شریک ہو یہ ایسی بات ہے کہ جسکو کوئی عاقل قبول نہ کریگا **عَن** مِسْعَرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ يَزِيْدَ قَبْلَ اَنْ يُّحْدِثَ مَا اَحْدَثَ **ترجمہ** مسعر سے روایت ہے ہم سے حدیث بیان کی جابر بن یزید نے اوس سے پہلے جو اوس نے نئی بات

بات نکالی (یعنے بدمذہبی سے پہلے اس معلوم ہوا کہ پہلے جابر کا اعتقاد درست تہا پہر فاسد ہوگیا) **عن** سُفیانَ قالَ کانَ النّاسُ یحملونَ عن جابرٍ قبلَ اَن یُظہِرَ ما اَظہرَ فلمّا اَظہرَ ما اَظہرَ اتّہمہُ النّاسُ فی حدیثِہٖ وترکہٗ بعضُ النّاسِ فقیلَ لہٗ وما اَظہرَ قالَ الایمانَ بالرّجعۃِ **ترجمہ** سفیان سے روایت ہی پہلے لوگ جابر سے حدیثین روایت کیا کرتے تہے جب تک اوسنے بداعتقادی نہین ظاہر کی تہی پہر جب اوس نے اپنا اعتقاد کہولا تو لوگون نے اسکو متہم کیا حدیث مین اور بعضون نے اسکو ترک کردیا لوگون نے کہا کیا بداعتقادی اوسکی معلوم ہوئی سفیان نے کہا رجعت پر یقین کرنا **عن** جابرٍ یقولُ عندی سبعونَ الفَ حدیثٍ عن ابی جعفرٍ عن النّبیِّ صلّی اللہُ علیہِ وسلّم کلُّہا **ترجمہ** جابر بن یزید جعفی نے کہا میرے پاس ستر ہزار حدیثین ہین جنکو مین نے روایت کیا ہے ابو جعفر سے (یعنی امام محمد باقر سے) انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** پر امام محمد باقر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہین سنا تو یہ سب روایتین منقطع ہوئین دوسرے روایت کرنیوالا جابر ایسا بداعتقاد شخص اس لیے یقین ہوتا ہے کہ وہ سب روایتین جہوٹی اور جابر کی تراشی ہوئی ہونگی جنکو شیعہ اپنی کتابون مین روایت کیا ہے **عن** زُہیرٍ قالَ سمعتُ جابرًا یقولُ انّ عندی لخمسینَ الفَ حدیثٍ ما حدّثتُ منہا بشیءٍ قالَ ثمّ حدّثَ یومًا بحدیثٍ فقالَ ہذا منَ الخمسینَ الفًا **ترجمہ** زہیر سے روایت ہی جابر کہتا تہا میرے پاس پچاس ہزار ایسی حدیثین ہین جنکو مین نے لوگون سے بیان نہین کیا پہر ایک روز ایک حدیث بیان کی اور کہنے لگا کہ یہ اونہی پچاس ہزار مین سے ہے **عن** سلّامِ بنِ ابی مطیعٍ یقولُ سمعتُ جابرًا الجعفیَّ یقولُ عندی خمسونَ الفَ حدیثٍ عنِ النّبیِّ صلّی اللہُ علیہِ والہٖ وسلّم **ترجمہ** سلام بن ابی مطیع سے روایت ہی مین نے سنا جابر جعفی سے وہ کہتا تہا میرے پاس پچاس ہزار حدیثین ہین رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کی **عن** سُفیانَ قالَ سمعتُ رجلًا سألَ جابرًا عن قولِہٖ عزّ وجلّ فلن اَبرحَ الارضَ حتّی یأذنَ لی ابی او یحکمَ اللہُ لی وہو خیرُ الحاکمینَ فقالَ جابرٌ لم یجیٔ تاویلُ ہذہٖ قالَ سفیانُ وکذبَ فقلنا لسفیانَ وما ارادَ بہذا فقالَ انّ الرّافضۃَ تقولُ انّ علیًّا فی السّحابِ فلا نخرجُ معَ من خرجَ من ولدِہٖ حتّی ینادی منادٍ منَ السّماءِ یریدُ علیًّا انّہٗ ینادی اخرجوا معَ فلانٍ یقولُ جابرٌ فذا تاویلُ ہذہِ الآیۃِ وکذبَ کانت فی اخوۃِ یوسفَ **ترجمہ** سفیان سے روایت ہی مین نے سنا ایک شخص نے جابر

جعفی سے پوچھا اس آیت کو فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰی یَاْذَنَ لِیْ اَبِیْ اَوْ یَحْکُمَ اللّٰہُ لِیْ وَھُوَ خَیْرُ الْحَاکِمِیْنَ **ف** یہ آیت سورہ یوسف مین ہے جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے چھوٹے بھائی کو چور ہونے کے بہانے سے رکھ لیا تو بڑا بھائی جو قافلہ کے ساتھ آیا تھا بولا مین نہ سرکون گا اس ملک سے جب تک کہ اجازت دے مجھکو میرا باپ یا فیصلہ کرے اللہ میرے لیے اور وہ سب سے بہتر ہے فیصلہ کرنے والا **ت** جابر نے کہا اس آیت کا مطلب ابھی ظاہر نہین ہوا سفیان نے کہا جابر جھوٹا تھا حمیدی نے (جو اس روایت کو سفیان سے نقل کرتے ہین) کہا ہم لوگون نے سفیان سے پوچھا جابر کی کیا غرض تھی اونھون نے کہا رافضی لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ حضرت علیؓ ابر مین ہین اور ہم اونکی اولاد مین سے کسی کے ساتھ نہ نکلین گے یہان تک کہ آسمان سے حضرت علی آواز دین گے کہ نکلو اس شخص کے ساتھ تو جابر نے کہا کہ اس آیت کی تفسیر یہی ہے اور جھوٹ کہا اس لیے کہ یہ آیت یوسف علیہ السلام کے بھائیون کے قصے مین ہے **ف** اور اس آیت کی اول اور آخر اون کے بھائیون کا قصہ ہے یہ تفسیر جو جابر نے کی عقل کے خلاف اور نری بے تکی ہے رافضی لوگ قرآن کی آیتون کو اسی طرح سے بے تکی ادہر اودہر پھیرتے ہین اور غور نہین کرتے **عن** سُفْیَانَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا یُحَدِّثُ بِنَحْوٍ مِّنْ ثَلَاثِیْنَ اَلْفَ حَدِیْثٍ مَا اَسْتَحِلُّ اَنْ اَذْکُرَ مِنْھَا شَیْئًا وَاَنَّ لِیْ کَذَا وَکَذَا **ترجمہ** سفیان سے روایت ہے مین نے جابر سے سنا تیس ہزار حدیثون کو مین حلال نہین جانتا اون مین سے ایک حدیث بیان کرنیکو اگرچہ مجھکو یہ اور یہ ملے (یعنے کیسی ہی دولت ملے پر مین اون حدیثون کو نقل نکرون گا کیونکہ وہ سب جھوٹھہ ہین) **عن** اَبِیْ غَسَّانَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو الرَّازِیِّ قَالَ سَاَلْتُ جَرِیْرَ بْنَ عَبْدِ الْحَمِیْدِ فَقُلْتُ الْحَارِثُ بْنُ حَصِیْرَۃَ لَقِیْتَہٗ قَالَ نَعَمْ شَیْخٌ طَوِیْلُ السُّکُوْتِ یُصِرُّ عَلٰی اَمْرٍ عَظِیْمٍ **ترجمہ** ابی غسان محمد بن عمرو رازی نے کہا مین نے جریر بن عبد الحمید سے پوچھا تم نے حارث بن حصیرہ کو دیکھا ہے انھون نے کہا ہان ایک بڈہا تھا اکثر خاموش رہتا لیکن بہت بڑی بات پر اصرار کرتا تھا (یعنے رافضیون کا عقیدہ رکھتا تھا تقریب مین ہے کہ حارث بن حصیرہ ازدی جسکی کنیت ابو نعمان ہے کوفے کا رہنے والا سچا ہے مگر خطا کرتا ہے اور نسبت کیا گیا ہے طرف رفض کی) **عن** حَمَّادِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ ذَکَرَ اَیُّوْبُ رَجُلًا یَوْمًا فَقَالَ لَمْ یَکُنْ بِمُسْتَقِیْمِ اللِّسَانِ قَالَ وَذَکَرَ اٰخَرَ فَقَالَ ھُوَ یَزِیْدُ فِی الرَّقْمِ **ترجمہ** حماد بن زید نے کہا ایوب سختیانی (ابن ابی تمیمہ کیسان ابو بکر بصری جو ثقہ ثبت حجت فقیہ عابد مشہور تھے) نے کہا ایک شخص کا حال کہ اوسکی زبان

درست نہ تھی اور دوسرے کو کہا کہ وہ رقم کو بڑھا دیتا **ف** اکثر بے ایمان سوداگروں کی عادت ہوتی ہے
کہ کپڑوں کے تھانوں پر جو خرید کی رقم لکھی ہوتی ہے اوسکو بڑھا دیتے ہیں تاکہ خریدار کو دھوکا دیکر اپنا نفع
بڑھالیں یہاں مراد یہی ہے کہ حدیث میں زیادہ کردیتا اور یہہ دونوں لفظ اشارہ ہیں کذب کے لیے یعنی دونوں
جھوٹے اور کذاب تھے **عن** حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ أَيُّوبُ إِنَّ لِي جَارًا ثُمَّ ذَكَرَ مِنْ فَضْلِهِ وَلَوْ
شَهِدَ عِنْدِي عَلَى تَمْرَتَيْنِ مَا رَأَيْتُ شَهَادَتَهُ جَائِزَةً **ترجمہ** حماد بن زید سے روایت ہے ایوب
نے کہا میرا ایک ہمسایہ ہے پھر بیان کی اوس کی فضیلت (یعنے اُسکی لیاقت اور علم کی تعریف کی) اور
کہا کہ اگر وہ میرے سامنے دو کھجوروں پر گواہی دیوے تو میں اوسکی گواہی درست نہ کہوں **ف**
یعنے اُسمیں یہی عیب ہے کہ جھوٹ بولتا ہے تو ایسے جھوٹے مقدمے میں بھی اوس کا اعتبار نہیں ہو سکتا
عن مَعْمَرٍ مَا رَأَيْتُ أَيُّوبَ اغْتَابَ أَحَدًا قَطُّ إِلَّا عَبْدَ الْكَرِيمِ يَعْنِي أَبَا أُمَيَّةَ فَإِنَّهُ
ذَكَرَهُ فَقَالَ رحہ كَانَ غَيْرَ ثِقَةٍ لَقَدْ سَأَلَنِي عَنْ حَدِيثٍ لِعِكْرِمَةَ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ
ترجمہ معمر سے روایت ہے میں نے ایوب کو کسی شخص کی غیبت کرتے نہیں سنا کبھی مگر عبد الکریم بن ابی
المخارق کی جسکی کنیت ابو امیہ ہے ذکر کیا انہوں نے اُسکا اور کہا کہ خدا رحم کرے اوسپر وہ ثقہ نہ تھا البتہ
مجھ سے ایک حدیث پوچھی عکرمہ کی پھر کہنے لگا میں نے خود سنا ہے عکرمہ سے **ف** مگر صرف اس
بات سے اُسکا ضعف ثابت نہیں ہوتا کیونکہ شاید وہ عکرمہ سے سُنکر بھول گیا ہو پھر ایوب سے سُنکر اُسکو
یاد آیا اور روایت کرنے لگا پر دوسرے قرینوں سے اوسکا جھوٹ ثابت ہو گیا اور تضعیف کیا ہے اس
عبد الکریم کو سفیان بن عیینہ اور عبد الرحمن بن مہدی اور یحیی بن سعید القطان اور احمد بن حنبل اور
ابن عدی نے اور یہ عبد الکریم بصرہ کے فاضلوں اور فقیہوں میں سے تھا (نووی) تقریب میں ہے
کہ اسکے باپ کا نام قیس یا طارق تھا اور یہ مکے میں آ رہا تھا ضعیف ہے بخاری نے اس سے ایک بات
روایت کی ہے باب قیام اللیل میں اور نسائی نے اس سے روایت کی ہے مگر تھوڑی **عن** هَمَّامٍ
قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا أَبُو دَاوُدَ الْأَعْمَى فَجَعَلَ يَقُولُ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ فَذَكَرْنَا
ذَلِكَ لِقَتَادَةَ فَقَالَ كَذَبَ مَا سَمِعَ مِنْهُمْ إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ سَائِلًا يَتَكَفَّفُ النَّاسَ زَمَنَ
طَاعُونِ الْجَارِفِ **ترجمہ** ہمام سے روایت ہے ابو داؤد اندھا (نفیع بن حارث) ہمارے پاس آیا
اور کہنے لگا حدیث بیان کی مجھ سے براء بن عازب نے اور حدیث بیان کی مجھسے زید بن ارقم نے ہم نے

عبد الکریم بن ابی المخارق

ابو داؤد اعمی

یہ قتادہ سے ذکر کیا انہون نے کہا جہوٹا ہے اوس نے نہین سنا براء اور زید سے **ف** اور کہتا تہا کہ مین
نے اٹہارہ بدریے صحابیون سے سنا ہی یہہ ابوداؤد باتفاق علما ضعیف ہی عمرو بن علے نے کہا وہ متروک
ہے اور یحیی بن معین اور ابو زرعہ نے کہا وہ کچہ چیز نہین اور ابو حاتم نے کہا منکر الحدیث ہی **ت** وہ تو
ایک بہیک منگا تہا لوگون کے سامنے ہاتہہ پہیلاتا تہا سخت وبا کے زمانے مین **ف** یہ وبا (یعنے طاعون) ایک قسم کا
پہوڑا ہوتا جس مین جلن ہوتے تھی اور گرد اگرد اوسکے سرخی یا سیاہی یا سبزی پہیل جاتی تہی اور اس کے
ساتہہ خفقان اور قے عارض ہوتی - علما نے اس کے زمانے مین اختلاف کیا ہی ابن عبد البر نے کہا کہ ایوب
سختیانی اسی طاعون کے زمانے مین مرے سنہ ۱۳۲ ہجری مین اور ابن قتیبہ نے معارف مین اصمعی سے نقل
کیا ہے کہ یہ طاعون عبد اللہ بن زبیر کے زمانے مین ہوا سنہ ۶۷ ہجری مین اور قاضی عیاض نے کہا کہ یہہ
طاعون سنہ ۱۱۹ ہجری مین ہوا اور حافظ عبد الغنی مقدسی نے کہا کہ مطرف بعد طاعون کے مرا اور یہ طاعون
سنہ ۸۷ مین تہا اور احتمال ہے کہ ان سب سالون مین طاعون واقع ہوا ہوا اور جارف اسکو اس لیے کہتے
ہین کہ جارف کے معنے جہاڑنیوالا اور یہ طاعون بہی لوگون کو جہاڑ کر لے گیا یعنے بہت لوگون کو ہلاک کیا
ابن قتیبہ نے معارف مین اصمعی سے نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے اسلام مین طاعون عمواس شام مین واقع
ہوا حضرت عمر رض کے زمانے مین اور اسی سے مرے ابو عبیدہ بن الجراح اور معاذ بن جبل اور انکی بی بی اور بیٹی
رضی اللہ اون سے پہر دوسرا طاعون جارف واقع ہوا عبد اللہ بن زبیر کے زمانے مین پہر طاعون
فتیات کیونکہ یہ واقع ہوا جوان عورتون پر بصرے اور واسط اور شام اور کوفے مین اوس زمانے مین حجاج
ظالم واسط مین تہا عبد الملک بن مروان کی خلافت مین اور اسکو طاعون اشراف بہی کہتے ہین کیونکہ
شریف لوگ بہت اس طاعون سے ہلاک ہوگئے پہر طاعون عدی بن ارطاۃ سنہ ۱۰۰ مین واقع ہوا پہر طاعون
غراب سنہ ۱۲۷ ہجری مین ہوا پہر طاعون مسلم بن قتیبہ سنہ ۱۳۱ مین ہوا شعبان اور رمضان مین ہوا اور موقوف
ہوا شوال مین اسی مین ایوب سختیانی مرے اور مدینے اور مکہ مین کوئی طاعون واقع نہین ہوا یہ ابن قتیبہ
نے کہا - ابو الحسن مدائنی نے کہا اسلام مین پانچ طاعون مشہور ہین ایک طاعون شیرویہ جو مدائن مین ہوا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین سنہ ۶ ہجری مین دوسرا طاعون عمواس جو حضرت عمر کے زمانے
مین شام مین واقع ہوا اوس مین پچیس ہزار آدمی مرے تیسرا طاعون جارف عبد اللہ بن زبیر کے زمانے
مین سنہ ۶۹ مین ہوا اوس مین ہر روز ستر ہزار آدمی مرے تین دن تک انس بن مالک رض کی تراسی (۸۳)

بیٹے یا ۳۷ بیٹے مرگئے اور عبد الرحمن بن ابی بکر کے چالیس بیٹے جاتے رہے چوتھا طاعون فتیات جو شوال
سنہ ۸۷ ہجری مین واقع ہوا پانچوان طاعون سنہ ۱۳۱ مین ہوا رجب مین اور سخت ہو گیا رمضان مین کئی دن
تک اس طاعون مین ایک ایک ہزار جنازے سکۃ المربد مین آتے تھے پھر شوال مین کم ہو گیا اور ایک طاعون
کوفے مین ہوا سنہ ۵۰ ہجری مین جسمین مغیرہ بن شعبہ مرے اور طاعون عمواس سنہ ۱۸ ہجری مین واقع ہوا
اور ابو زرعہ نے کہا سنہ ۱۷ مین اور عمواس ایک گانون کا نام ہے درمیان رملہ اور بیت المقدس کے تو قتادہ
کی پیدائش سنہ ۶۱ ہجری مین ہے اور انکی وفات ایک سو سترہ مین ہوئی اس صورت مین قاضی عیاض نے
جو اس طاعون کی تاریخ سنہ ۱۱۹ بیان کی ہے غلط ہوتی ہے اور یہان ضرور دو طاعونون مین سے ایک
طاعون مراد ہے یا سنہ ۶۷ کا طاعون مگر اسوقت قتادہ کی عمر صرف چھ برس کی ہوتی ہے یا سنہ ۸۷ کا
اور یہی ظاہر ہے (نووی) طاعون ہمیشہ کچھ ایک قسم کا نہین ہوتا بلکہ بیماریون کی ایک عمر ہے ہر ایک بیماری
اپنی اپنی عمر تک قائم رہتی ہے پہلے آہستہ آہستہ نشو و نما کرتی ہے پھر زور پکڑ جاتی ہے پھر گھٹتی گھٹتی
بالکل دنیا سے مٹ جاتی ہے اگلے زمانے مین طاعون پھوڑات اور پھوڑون سے ہوتا تھا جیسے پہی اگر عام
ہو تو اسی قسم مین ہے پھر بخار کا طاعون ہوا اب ہمارے زمانے مین ایک سو سال ہوئے کہ سنہ ۱۲۰۱ ہجری مین
ہی طاعون تھے اور اسہال کا ہوتا ہے جسکو ہیضہ کہتے ہین یہ بیماری اب زور پکڑتی جاتی ہے ولایت ہند
اور عرب اور گرم ملکون مین تقریباً ہر سال کچھ نہ کچھ ہوتا ہے سنہ ۱۳۰۰ کے اخیر مین ولایت مصر مین بڑی
شدت ہو گئی تھی اب دیکھو اسکی عمر دنیا مین کب تک ہے **عَنْ** هَمَّامٍ قَالَ دَخَلَ أَبُو دَاوُدَ الْأَعْمَى
عَلَى قَتَادَةَ فَلَمَّا قَامَ قَالُوا إِنَّ هٰذَا يَزْعُمُ أَنَّهُ لَقِيَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ بَدْرِيًّا فَقَالَ قَتَادَةُ هٰذَا
كَانَ سَائِلًا قَبْلَ الْجَارِفِ لَا يَعْرِضُ لِشَيْءٍ مِّنْ هٰذَا وَلَا يَتَكَلَّمُ فِيهِ فَوَاللّٰهِ مَا حَدَّثَنَا الْحَسَنُ فی شئ
عَنْ بَدْرِيٍّ مُّشَافَهَةً وَلَا حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ بَدْرِيٍّ مُّشَافَهَةً إِلَّا عَنْ سَعْدِ
بْنِ مَالِكٍ **ترجمہ** ہمام سے روایت ہے ابو داؤد اعمی قتادہ پاس آیا جب وہ اٹھکر چلا تو لوگون نے کہا
یہ کہتا ہے کہ مین اٹھارہ بدریون سے ملا ہون جو بدر کی لڑائی مین شریک تھے قتادہ نے کہا یہ تو
طاعون جارف سے پہلے بھیک مانگا کرتا تھا اسکو حدیث روایت کرنیکا کب خیال تھا نہ کبھی اس نے گفتگو کی
حدیث مین قسم خدا کی حسن بصری نے (جو ابو داؤد سے سن مین زیادہ اور حدیث کے عالم تھے) کوئی حدیث ہم سے
نہین بیان کی کسی بدری صحابی سے سنکر نہ سعید بن المسیب نے مگر سعد بن ابی وقاص سے **ف** تو جب

ان دونو صاحبون نے جو ابو داؤد کی نسبت سن اور علم مین زیادہ تھے کسی بدری سے نہین سنا سعد اسعد بن مالک یعنی سعد بن ابی وقاص نے ابو داؤد سے
کیونکر تمہارہ بدری صحابیون سے سنا یہ صرف بہتان اور کذب ہے ابو داؤد کا۔ اس جگہ سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ حسن بصری نے حضرت علی رضی سے نہین سنا
نہ اونکو دیکھا اور اکثر اہل حدیث کا اسپر اتفاق ہے اور صوفیہ رحمہم اللہ تعالی حسن کا حضرت علی رضی سے بیان کرتے
ہین اسی بنا پر سلسلہ تصوف قائم کرتے ہین **عَنْ** رَقَبَةَ اَنَّ اَبَا جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيَّ الْمَدَنِيَّ كَانَ
يَضَعُ اَحَادِيثَ كَلَامَ حَقٍّ وَلَيْسَتْ مِنْ اَحَادِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يَرْوِيهَا
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** رقبہ بن مسقلہ بن عبد اللہ کوفی نے کہا کہ ابو جعفر ہاشمی مدنی (جسکا
نام عبد اللہ بن مسور مدائنی ہے) سچی سچی باتونکو حدیث بنا کر نقل کرتا حالانکہ وہ حدیث نہوتین اور روایت
کرتا انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** یعنی بات سچی اور حکمت کی نقل کرتا مگر غضب یہ کرتا کہ اوسکو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ قرار دیتا **عَنْ** يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ كَانَ عَمْرُو بْنُ
عُبَيْدٍ يَكْذِبُ فِي الْحَدِيثِ **ترجمہ** یونس بن عبید سے روایت ہے کہ عمرو بن عبید حدیث مین جھوٹ
بولتا **ف** یہ عمرو بن عبید وہ شخص ہے جو حسن بصری کی صحبت مین رہتا تھا پھر قدری اور معتزلی ہو گیا
عَنْ مُعَاذِ بْنِ مُعَاذٍ يَقُولُ قُلْتُ لِعَوْفِ بْنِ اَبِي جَمِيلَةَ اِنَّ عَمْرَو بْنَ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا عَنِ
الْحَسَنِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا قَالَ كَذَبَ
وَاللّٰهِ عَمْرٌو وَلٰكِنْ اَرَادَ اَنْ يَحُوزَهَا اِلَى قَوْلِهِ الْخَبِيثِ **ترجمہ** معاذ بن معاذ سے روایت ہے
نے عوف بن ابی جمیلہ سے کہا عمرو بن عبید نے ہم سے حدیث بیان کی حسن بصری سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتھیار اوٹھاوے (یعنی مسلمانون کے قتل پر بغیر کسی وجہ شرعی کے
مستعد ہو) تو وہ ہم مین سے نہین عوف نے کہا قسم خدا کی عمرو جھوٹا ہے اوسکا مقصد اس حدیث کی روایت
کرنے سے یہ ہے کہ اپنے ناپاک اعتقاد کو اوس سے ثابت کرے **ف** یہ حدیث صحیح ہے اور کئی طریقون
سے مروی ہے خود مسلم نے آگے اسکو روایت کیا ہی مگر عوف کی جو حسن بصری کا بڑا اصحاب تہا یہ غرض ہے کہ حسن
نے اس حدیث کو روایت نہین کیا تو عمرو بن عبید کا حسن سے روایت کرنا کذب اور غلط ٹھہرا۔ عمرو بن عبید چونکہ
معتزلہ مذہب کا پیشوا تھا اوسکا اعتقاد یہ تھا کہ جو مسلمان کبیرہ گناہ کرے وہ نہ مسلمان ہے نہ کافر اور اسلام
اور کفر کے بیچ مین ایک اور درجہ نکالتا تھا اور کہتا تھا کہ کبیرہ گناہ کرنے والا بھی مثل کافر کے ہمیشہ
جہنم مین رہیگا اس حدیث کو اوسنے اپنا مذہب ثابت کرنے کے لیے روایت کیا

سے یہ بات نکلتی ہے کہ مسلمان پر ہتھیار اٹھانے والا ہم میں سے نہیں ہے یعنی مسلمان نہیں ہے اور مسلمان پر ہتھیار اوٹھانا کبیرہ گناہ ہے تو اس سے یہ نکلا کہ کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان نہیں ہے اب کافر بھی نہیں ہے پھر کیا ہوا نہ مسلمان نہ کافر یہی عمرو بن عبید کا مذہب ہے۔ اور اہل سنت یہ کہتے ہیں کہ انسان یا کافر ہے یا مسلمان اور کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان ہے مگر گنہگار خداوند کریم کو اختیار ہے کہ قیامت کے دن اسکا گناہ معاف کرے یا چند روز کے لیے جہنم کا عذاب دیوے مگر وہ ایک دن ضرور جہنم سے نکلکر جنت میں جاوے گا اس لیے کہ ایمان اوسکا قائم تھا پھر وہ ضائع نہ جاوے گا اور آگے کتاب الایمان میں انشاء اللہ تعالی بہت سی حدیثیں بیان ہونگی جن سے معتزلہ کا مذہب رد ہوتا ہے اور اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے مسلمان پر ہتھیار اٹھایا وہ ہمارے طریقہ پر نہیں ہے اور ہماری راہ پر نہیں ہے جیسے باپ اپنے کسی نافرمان بیٹے کو غصہ ہو کر کہتا ہے تو میرا نہیں ہے اسی طرح حدیث میں بھی تشدد اور سختی منظور ہے اور مقصود یہ ہے کہ لوگ مسلمان پر ہتھیار اٹھانے سے بچیں اور نظیر اس کے دوسری حدیثوں میں بہت ہی موجود ہے جیسے مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا یعنی جو خرید اور فروخت میں دھوکا دیوے وہ ہم میں سے نہیں ہے (نووی)

عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ قَدْ لَزِمَ أَيُّوبَ وَسَمِعَ مِنْهُ فَفَقَدَهُ أَيُّوبُ فَقَالُوا يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّهُ قَدْ لَزِمَ عَمْرَو بْنَ عُبَيْدٍ قَالَ حَمَّادٌ فَبَيْنَا أَنَا يَوْمًا مَعَ أَيُّوبَ وَقَدْ بَكَّرْنَا إِلَى السُّوقِ فَاسْتَقْبَلَهُ الرَّجُلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ أَيُّوبُ وَسَأَلَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ أَيُّوبُ بَلَغَنِي أَنَّكَ لَزِمْتَ ذَاكَ الرَّجُلَ قَالَ حَمَّادٌ سَمَّاهُ يَعْنِي عَمْرًا قَالَ نَعَمْ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّهُ يَجِيئُنَا بِأَشْيَاءَ غَرَائِبَ قَالَ يَقُولُ لَهُ أَيُّوبُ إِنَّمَا نَفِرُّ أَوْ نَفْرَقُ مِنْ تِلْكَ الْغَرَائِبِ ترجمہ حماد بن زید سے روایت ہے ایک شخص ہمیشہ ایوب سختیانی کی صحبت میں رہا کرتا اور ان سے حدیثیں سنتا ایک بار ایوب نے اسکو نہ پایا تو لوگوں نے کہا اے ابوبکر (یہ کنیت ہے ایوب سختیانی کی) وہ شخص اب عمرو بن عبید کی صحبت میں رہتا ہے حماد نے کہا ایک روز میں ایوب کے ساتھ سویرے بازار کو جا رہا تھا اتنے میں وہ شخص سامنے سے آیا ایوب نے اسکو سلام کیا اور حال پوچھا پھر اوس سے کہا میں نے سنا ہے تم اوس شخص کے پاس رہتے ہو (حماد نے) عمرو بن عبید کا نام لیا وہ بولا ہاں اے ابوبکر کیونکہ وہ ہمکو عجیب باتیں سناتا ہے ایوب نے کہا ہم تو ایسی ہی عجیب باتوں سے بھاگتے ہیں **ف** یعنے نادر اور غریب حدیثوں سے جنکو اور لوگ نہیں بیان کرتے اور عمرو بن عبید انکو روایت کرتا ہے اس لیے کہ وہ جھوٹے ہیں اور عمرو بن عبید کا اعتبار

نہیں عن حماد قال قیل لایوب ان عمرو بن عبید روی عن الحسن قال لا یجلد السکران من النبیذ فقال کذب انا سمعت الحسن یقول یجلد السکران من النبیذ ترجمہ حماد سے روایت ہے ایوب سے کسی نے کہا کہ عمرو بن عبید نے حسن سے روایت کیا ہے جو شخص نبیذ پینے سے مست ہو جاوے اوسے حد نہ پڑیگی ایوب نے کہا کہ عمرو بن عبید جھوٹا ہے حسن کہتے تھے جو شخص نبیذ سے مست ہو جاوے اوسپر حد پڑیگی عن سلام بن ابی مطیع یقول بلغ ایوب انی اتی عمرا فاقبل علی یوما فقال ارایت رجلا لا تامنه علی دینه کیف تامنه علی الحدیث ترجمہ سلام بن ابی مطیع سے روایت ہے ایوب کو خبر پہونچی کہ میں عمرو بن عبید پاس جاتا ہوں تو ایک روز میرے پاس آئے اور کہنے لگے تو کیا سمجھتا ہے جس شخص کے دین پر تجھے بھروسا نہو کیا اوسکی حدیث پر تو بھروسا کرسکتا ہے عن ابی موسی یقول نا عمرو بن عبید قبل ان یحدث ترجمہ ابو موسی کہتے تھے ہم سے حدیث بیان کی عمرو بن عبید نے قبل اوسکے کہ اوسنے نکالی نئی بات دین میں یعنی بد اعتقادی سے پہلے عن معاذ العنبری قال کتبت الی شعبة اساله عن ابی شیبة قاضی واسط فکتب الی لا تکتب عنه شیئا ومزق کتابی ترجمہ معاذ عنبری نے کہا میں نے شعبہ کو لکھا کہ ابو شیبہ واسط (ایک گاؤں کا نام ہے بصرہ کے پاس) کے قاضی کا کیا حال ہے انہوں نے جواب میں لکھا کہ مت روایت کر اوس سے کچھ اور میرا خط ڈال پھاڑ ف تاکہ اور کوئی نہ دیکھے ایسا نہو ابو شیبہ کو خبر پہونچے اور وہ کچھ ایذا دیوے اور شاید پہلا ودے سے یہ ابو شیبہ دادا ہے ابو بکر بن ابی شیبہ اور عثمان بن ابی شیبہ کا متروک ہے محدثین کے نزدیک اور اسکے پوتے معتبر اور ثقہ ہیں خصوصاً ابو بکر بن ابی شیبہ جنکا مصنف مشہور ہے اسی ابو شیبہ نے وہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھیں ذہبی نے کہا کہ یہ حدیث ابو شیبہ کی منکر حدیثوں میں سے ہے عن عفان قال حدثت حماد بن سلمة عن صالح المری بحدیث عن ثابت فقال کذب وحدثت هماما عن صالح المری بحدیث فقال کذب ترجمہ عفان سے روایت ہے میں نے حماد بن سلمہ سے ایک حدیث بیان کی صالح مری کی انہوں نے ثابت سے حماد نے کہا جھوٹا ہے پھر میں نے ہمام سے ایک حدیث بیان کی صالح مری کی انہوں نے کہا جھوٹا ہے ف یہ صالح مری بشیر کا بیٹا بصرہ کا زاہد تھا اور زاہدوں میں سے تھا اور مری اوسکو اس لئے کہتے ہیں کہ باپ اسکا مولی تھا اور بان

قال

اوسکی لونڈی جسکو بنی مرّہ کی ایک عورت نے آزاد کیا تہا صالح مرّی کی حکایتین صوفیون مین بہت مشہور ہین اور اُنکی نہایت عمدہ تہی قرآن بڑی خوش آوازی سے پڑہتی تہی یہانتک کہ بعضے لوگ اُنکا قرآن سنکر خوف کی مارے مرگئے ہین یہ خود بہی بہت صالح اسم با مسمی اور خدا ترس تہی اکثر خدا کے خوف سے رو دیا کرتے مگر حدیث کی روایت مین اُنکا اعتبار نہین جیسے اوپر گذر چکا کہ درویشی اور چیز ہے اور حدیث کی روایت اور چیز **عن** ابی داود قال قال لی شعبة ائت جریر بن حازم فقل له لا یحل لک ان تروی عن الحسن بن عمارة فانه یکذب قال ابو داود قلت لشعبة وکیف ذالک قال حدثنا عن الحکم باشیاء لم اجد لها اصلا قال قلت له بای شیء قال قلت للحکم اصلی النبی صلی الله علیه وسلم علی قتلی احد فقال لم یصل علیهم فقال الحسن بن عمارة عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس رضی الله عنهما ان النبی صلی الله علیه وسلم صلی علیهم ودفنهم قلت للحکم ما تقول فی اولاد الزنا قال یصلی علیهم قلت من حدیث من یروی قال یروی عن الحسن البصری فقال الحسن بن عمارة حدثنا الحکم عن یحیی بن الجزار عن علی رضی الله عنه **ترجمہ** ابوداود سے روایت ہے مجہہ سے شعبہ نے کہا تو جریر بن حازم پاس جا اور کہہ تجہکو درست نہین حسن بن عمارہ سے روایت کرنا کیونکہ وہ جہوٹ بولتا ہے ابوداود نے کہا مین نے شعبہ سے پوچہا کیونکر معلوم ہوا کہ وہ جہوٹ بولتا ہے شعبہ نے کہا اسوجہ سے کہ حسن بن عمارہ حکم سے چند حدیثین نقل کین جنکی اصل کہین نے کچہ نپائی مین نے کہا وہ کون سی حدیثین ہین شعبہ نے کہا مین نے حکم سے پوچہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے شہیدون پر نماز پڑہی تہی حکم نے کہا نہین پہر حسن بن عمارہ نے حکم سے روایت کیا اور انہون نے مقسم سے اور انہون نے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی احد کے شہیدون پر اور دفن کیا اُنکو اور مین نے حکم سے کہا کہ تم زنا کی اولاد کے حق مین کیا کہتے ہو انہون نے کہا اونپر نماز پڑہی جاوے جنازے کی مین نے کہا کس سے روایت کیا گیا ہے انہون نے کہا حسن بصری سے حسن بن عمارہ نے کہا مجہسے حکم نے بیان کیا انہون نے یحیی بن الجزار سے سنا انہون نے حضرت علی رض سے **ف** تو ان دونون مقامون مین حسن بن عمارہ کا جہوٹ ظاہر ہوا کیونکہ شعبہ نے خود حکم سے ملکر پوچہا اور انہون نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے شہیدون پر نماز نہین پڑہی پہر حکم خود ہی کیونکر روایت کرتے ابن عباس سے کہ آپ نے نماز پڑہی اُنپر اسیطرح حکم نے

ولد الزنا پر نماز جنازہ پڑھنے کے باب میں حسن بصری کا قول نقل کیا اور حسن نے اونہوں سے حضرت علی کا قول روایت کیا اگرچہ احتمال ہے کہ اس باب میں حسن اور علی دونوں سے منقول ہو مگر حدیث کے حفاظ راویوں کا کذب اور دلائل اور قرائن سے پہچان لیتے ہیں یہ حسن بن عمارہ بجلی ابو محمد کوفی ہے قاضی بغداد کا اور بالاتفاق ضعیف ہو اور متروک عَنْ يَزِيدَ بْنِ هَارُونَ وَذَكَرَ زِيَادَ بْنَ مَيْمُونٍ فَقَالَ حَلَفْتُ أَنْ لَا أَرْوِيَ عَنْهُ شَيْئًا وَلَا عَنْ خَالِدِ بْنِ مَحْدُوجٍ وَقَالَ لَقِيتُ زِيَادَ بْنَ مَيْمُونٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ حَدِيثٍ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ بَكْرٍ الْمُزَنِيِّ ثُمَّ عُدْتُ إِلَيْهِ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ مُوَرِّقٍ ثُمَّ عُدْتُ إِلَيْهِ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنِ الْحَسَنِ وَكَانَ يَنْسُبُهُمَا إِلَى الْكَذِبِ قَالَ الْحُلْوَانِيُّ سَمِعْتُ عَبْدَ الصَّمَدِ وَذَكَرْتُ عِنْدَهُ زِيَادَ بْنَ مَيْمُونٍ فَنَسَبَهُ إِلَى الْكَذِبِ۔ **ترجمہ** یزید بن ہارون نے ذکر کیا زیاد بن میمون کا اور کہا میں نے قسم کھائی ہے کہ اس سے کچھ روایت نکروں گا نہ خالد بن محدوج سے یزید نے کہا میں نے زیاد بن میمون سے ملا اور اس سے ایک حدیث پوچھی اوس نے روایت کیا اوسکو بکر بن عبداللہ مزنی سے پھر میں اوسے ملا تو اوس نے روایت کیا اوسی حدیث کو مورق بن مشمرج سے پھر میں اوس سے ملا تو روایت کیا اوسی حدیث کو حسن سے اور یزید بن ہارون ان دونون کو یعنی زیاد بن میمون اور خالد بن محدوج کو جھوٹا کہتے تھے حسن حلوانی نے کہا میں نے عبدالصمد سے سنا میں نے ذکر کیا زیاد بن میمون کا انہوں نے کہا جھوٹا ہے **ف** زیاد بن میمون بصری جسکی کنیت ابو عمار ہے ضعیف ہو بخاری نے اپنی تاریخ میں کہا کہ ترک کیا اسکو محدثین نے اور خالد بن محدوج واسطی بھی ضعیف ہے نسائی نے اوسکو ضعیف کیا کنیت اوسکی ابو روح ہے اور اس نے دیکھا ہے انس بن مالک رضہ کو انووی عَنْ مَحْمُودِ بْنِ غَيْلَانَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي دَاوُدَ الطَّيَالِسِيِّ قَدْ أَكْثَرْتَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُورٍ فَمَا لَكَ لَمْ تَسْمَعْ مِنْهُ حَدِيثَ الْعَطَّارَةِ الَّذِي رَوَى لَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ فَقَالَ لِي اسْكُتْ فَأَنَا لَقِيتُ زِيَادَ بْنَ مَيْمُونٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ فَسَأَلْنَاهُ فَقُلْنَا لَهُ هَذِهِ الْأَحَادِيثُ الَّتِي تَرْوِيهَا عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ أَرَأَيْتُمَا رَجُلًا يُذْنِبُ فَيَتُوبُ أَلَيْسَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ مَا سَمِعْتُ مِنْ أَنَسٍ مِنْ ذَا قَلِيلًا وَلَا كَثِيرًا إِنْ كَانَ لَا يَعْلَمُ النَّاسُ فَأَنْتُمَا لَا تَعْلَمَانِ أَنِّي لَمْ أَلْقَ أَنَسًا قَالَ أَبُو دَاوُدَ فَبَلَغَنَا بَعْدُ أَنَّهُ يَرْوِي فَأَتَيْنَاهُ أَنَا وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ فَقَالَ أَتُوبُ ثُمَّ كَانَ بَعْدُ يُحَدِّثُ فَتَرَكْنَاهُ۔ **ترجمہ** محمود بن غیلان سے روایت ہے میں نے ابو داؤد طیالسی سے کہا تم نے عباد بن منصور سے بہت روایتیں کیں

ف تو کیا سبب ہے تم نے وہ حدیث نہیں سنی عطار عورت کی جو روایت کی نضر بن شمیل نے ہمارے لیے وہ عطار کی حدیث یہ ہے کہ ایک عورت تھی مدینہ میں عطار ن جسکا نام حولاء تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم پاس آئی تو حضرت عائشہ سے ملی اور اپنے خاوند کا حال بیان کیا آپنے خاوند کی بزرگیاں بتلائیں یہ حدیث بہت طول ہے اور صحیح نہیں ہے ۔ ابن وضاح نے اسکو پورا نقل کیا ہے روایت کیا ہے اس حدیث کو زیاد بن میمون نے انس سے **ف** انہوں نے کہا جیسے وہ ہیں اور عبد الرحمن بن مہدی دونوں زیاد بن میمون سے ملے اور اُس سے پوچھا اون حدیثوں کو جو وہ روایت کرتے ہیں انس سے وہ بولا تم دونوں کیا سمجھتے ہو اگر کوئی شخص گناہ کرے پھر توبہ کرے تو کیا اللہ تعالی معاف نہیں کرے گا عبد الرحمن نے کہا البتہ معاف کریگا زیاد نے کہا میں نے انس سے کچھ نہیں سنا بہت کم اگر لوگ اس بات کو نہیں جانتے تو کیا تم بھی نہیں جانتے (یعنے تم تو جانتے ہو) میں انس سے ملا تک نہیں ۔ ابو داؤد نے کہا پھر ہمکو خبر پہونچی کہ زیاد روایت کرتا ہے انس سے میں اور عبد الرحمن پھر گئے اوس نے کہا میں توبہ کرتا ہوں پھر وہ بعد اسکے روایت کرنے لگا آخر ہم نے اسکو چھوڑ دیا (یعنے اس سے روایت چھوڑ دی کیونکہ وہ جھوٹا نکلا اور جھوٹا ہوں کیسا توبہ کر کے بھی خیال اوسکے چھوڑ دیا) **عن** شبابة قال كان عبد القدوس يحدثنا فيقول سويد بن عقلة قال شبابة وسمعت عبد القدوس يقول نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يتخذ الروح عرضا قال فقيل له اي شيء هذا قال يعني يتخذ كوة في حائط ليدخل عليه الروح قال وسمعت عبيد الله بن عمر القواريري يقول سمعت حماد بن زيد يقول لرجل بعد ما جلس مهدي بن هلال بايام ما هذه العين المالحة التي نبعت قبلكم قال نعم يا ابا اسمعيل ترجمہ شبابہ بن سوار مدائنی سے روایت ہے عبد القدوس ہمسے حدیث بیان کرتا تھا تو کہتا تھا سوید بن عقلہ اور کہتا تھا منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روح بنانے سے ہوا کو عرض میں لینے سے لوگوں نے کہا اسکا مطلب کیا ہے وہ بولا مطلب یہ کہ دیوار میں ایک سوراخ کرے ہوا آنے کے لیے **ف** یہ شبابہ عبد القدوس کی تصحیف اور غلط فہمی ہے اور سخت غلطی کی حدیث کی اسناد اور متن دونوں میں اسناد کی غلطی تو یہ ہے کہ راوی کا نام سوید بن غفلہ ہے نہ عقلہ اور فتح سے غفلہ نہیں اور قاف سے اور متن کی غلطی یہ ہے کہ روح بضم را ہے بمعنی جان نہ روح بفتح را بمعنی ہوا کے ہیں اور غرض بغین معجمہ ہے نہ عرض بعین سے اور اصل معنی حدیث کے یہ

ہین کہ آپنے منع کیا جاندار کو نشانہ بنا کر مارنے سے جسکو عبد القدوس نے اولٹ پلٹ کر کدہر کا کدہر کردیا ۔

مہدی بن ہلال

ف امام مسلم فرماتے ہین مین نے سُنا عبید اللہ بن عمر قواریری سے اونہون نے سنا حماد بن زید سے انہون نے کہا ایک شخص صحبت مہدی بن ہلال کی کئی دن تک بیٹہا پہر کہا یہ کیا کہاری چشمہ ہے جو پہوٹا تمہاری طرف وہ شخص بولا ہان اے ابی اسمعیل ف ابو اسمعیل کنیت ہی حماد بن زید کی کہاری چشمہ سے انکی غرض مہدی بن ہلال کو ضعیف کرنا تہا اور اتفاق کیا ہی محدثین نے اوسکے ضعف پر نسائی نے کہا وہ بصرے کا رہنیوالا ہے اور متروک ہی روایت کیا ہے داؤد بن ابی ہند اور یونس بن عبید سے (نووی) عن ابی عوانة قال ما بلغني عن الحسن حديث الا اتيت به ابان بن ابي عياش فقرأه علي ترجمہ ابو عوانہ سے روایت ہے کہ مجھکو حسن سے کوئی روایت نہین پہونچی مگر مین نے پوچھا اُسکو ابان بن ابی عیاش سے اور اوسنے پڑہا اُسکو میرے سامنے ف یعنی ابان کا یہ حال تہا کہ جو بات اوس سے پوچھتے وہ اسکو روایت کر حسن سے اور یہ دلیل ہے اوسکے کذب اور جہوٹ کی اقرب یہ ہی کہ ابان بن ابی عیاش اسکی کنیت ابو اسمعیل بصری ہے اور متروک ہے عن علي بن مسهر قال سمعت انا وحمزة الزيات من ابان بن ابي عياش نحوا من الف حديث قال علي فلقيت حمزة فاخبرني انه رأى النبي صلى الله عليه وسلم في المنام فعرض عليه ما سمع من ابان فما عرف منها الا شيئا يسيرا خمسة او ستة ترجمہ علی بن مسہر سے روایت ہی مین نے اور حمزہ زیات نے ابان بن ابی عیاش سے قریب ہزار حدیثون کے سنین علی نے کہا پہر مین حمزہ سے ملا انہون نے بیان کیا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکہا اور جو کچہ ابان سے سنا تہا وہ آپکو سنایا آپ نے نہ پہچانا اون حدیثون کو مگر تہوڑی سی کچہ حدیثین قبول کین پانچ یا چہ ف نووی نے کہا کہ مقصود اس روایت کے لانے سے تائید ہی اوس امر کی جو اوپر ثابت ہو چکا کہ ابان بن ابی عیاش ضعیف ہے نہ یہ بات کہ خواب سے کوئی امر یقینا ثابت ہو سکتا ہے یا خواب سے کوئی سنت جو ثابت ہوگئی ہے باطل ہوسکتی ہے یا جو باطل ہوگئی ہے وہ ثابت ہوسکتی ہے اور اسپر علماء کا اجماع ہے کہ خواب کوئی دلیل شرعی نہین ایسا ہی کہا قاضی عیاض نے اور ہمارے اصحاب نے بہی یہی کہا ہے اور اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ خواب سے کوئی بات شرع کی بدل نہین سکتی اور یہ امر اوس حدیث کے خلاف نہین ہے کہ جس نے مجہے خواب مین دیکہا اوس نے مجکو دیکہا کیونکہ شیطان میری صورت بن نہین سکتا اسلیے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے

ابان بن ابی عیاش

کہ آپ کو خواب مین دیکھا صحیح ہے اور مثل اور شیطانی پریشان خیالات کی نہین ہے مگر حدیث سے یہ بات کہان نکلتی ہے کہ خواب مین جو کہون وہ ایک شرعی حکم ہے اور خواب کی حالت غفلت کی حالت ہے نہ ضبط اور تحقیق کی اور اتفاق کیا ہے علمانے کہ روایت اور شہادت قبول کرنیکے لیے ضرور ہے کہ راوی اور شاہد بیدار اور ہوشیار صحیح الحفظ قلیل الخطا ہو اور جو شخص سو رہا ہے اُس مین یہ کوئی صفت نہین پھر اوسکی روایت کیونکر مقبول ہوگی مگر یہ سب جو بیان ہوا اُس صورت مین ہے کہ خواب مین کوئی ایسی بات سنی یا دیکھی جو شرع شریف کے خلاف ہے پر اگر وہ بات سنی یا دیکھی جو شرع شریف کی رو سے جائز یا ثواب ہے یا آپ کو منع کرتے دیکھے اوس کام سے جو شرع شریف کی رو سے منع ہے یا اوسکو کوئی دنیا کا کام ہے جسمین کوئی مصلحت ہے تو بالاتفاق اوس خواب پر عمل کرنا مستحب ہے کیونکہ یہ حکم خواب سے ثابت نہین ہوا وہ تو پہلے ہی سے ثابت ہو چکا ہے (انتہی) مترجم کہتا ہے کہ اگر خواب کی باتون کو ایک دلیل شرعی قرار دیا جاوے تو بڑی قباحت پیدا ہوتی ہے وہ یہ کہ ہر شخص دعوی کریگا کہ مین نے خواب مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یون سنا ہے پھر اسکی تصدیق دشوار ہوگی اور اسمین شک نہین کہ جو لوگ صالح اور دیندار اور خدا پرست عاشق رسول ہین انکی خواب اکثر صحیح ہوتی ہین پر اونکی صحت شرع ہی سے معلوم ہو سکتی ہے نہ شرع کی صحت خواب سے **عَنْ** زَكَرِيَّا بْنِ عَدِيٍّ قَالَ قَالَ لِي أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ اُكْتُبْ عَنْ بَقِيَّةَ مَا رَوَى عَنِ الْمَعْرُوفِينَ وَلَا تَكْتُبْ عَنْهُ مَا رَوَى عَنْ غَيْرِ الْمَعْرُوفِينَ وَلَا تَكْتُبْ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ مَا رَوَى عَنِ الْمَعْرُوفِينَ وَلَا عَنْ غَيْرِهِمْ **ترجمہ** زکریا بن عدی نے کہا مجھسے کہا ابو اسحق فزاری (ابراہیم بن محمد بن حارث بن اسماء بن خارجہ کوفی) نے (جو حدیث کے بڑے امام اور ثقہ اور فاضل تھے) لکھ لے تو بقیہ (بن ولید) کی وہ حدیث ... جو روایت کرے مشہور لوگون سے اور مت لکھ اس سے وہ حدیث جو روایت کرے مجہول لوگون سے اور مت لکھ تو اسمعیل بن عیاش کی حدیث مگر اگرچہ وہ روایت کرے مشہور لوگون سے بھی **ف** نووی نے کہا یہ قول ابو اسحاق کا اسمعیل بن عیاش کے حق مین خلاف ہے اور اہل حدیث کے عباس نے کہا مین نے یحیے بن معین سے سنا وہ کہتے تھے اسمعیل بن عیاش ثقہ ہے اور شام والون کے نزدیک بقیہ سے بہتر تھا ابن ابی خیثمہ نے کہا مین نے یحیے بن معین سے سنا وہ کہتے تھے اسمعیل بن عیاش ثقہ ہے اور عراق کے لوگ اچھا نہین جانتے تھے اوسکی روایت کو اور بخاری نے کہا اسمعیل بن عیاش کی روایت شام کے لوگون سے صحیح ہے عمرو بن علی نے کہا جب وہ اپنے شہر والون سے روایت کرے تو اسکی حدیث صحیح ہے اور جب اہل مدینہ سے جیسے ہشام بن عروہ اور یحیی بن سعید اور سہیل بن ابی صالح سے روایت کرے

ضعف اسمعیل بن عیاش

تو وہ کچھ نہیں اور یعقوب بن سفیان نے کہا میں نے ہارون سے سنا تھا وہ کہتے تھے شام کا علم اسمعیل بن عیاش کے پاس ہے یعقوب نے کہا بعض لوگوں نے اسمعیل کے حق میں کلام کیا ہے اور وہ ثقہ ہے عادل ہے سب سے زیادہ جانتا ہے شام والوں کی حدیث کو اور اکثر اوسکے حق میں یہ کلام کیا ہے کہ وہ غریب حدیثیں روایت کرتا ہے مکے اور مدینے کے ثقہ لوگوں سے یحیی بن معین نے کہا اسمعیل ثقہ ہے شام والوں سے روایت کرنے میں اور اہل حجاز سے اوسکی روایت معتبر نہیں کیونکہ اوس کے کتاب تلف ہوگئی تھی اور اوسکا حافظہ خراب ہوگیا تھا ابو حاتم نے کہا وہ ضعیف ہے مگر اوسکی روایت لکھی جاویگی اور میں نہیں جانتا کہ کوئی باز رہا ہو اوسکی روایت سے سوا ابو اسحق فزاری کے - ترمذی نے کہا وہ بقیہ سے بہتر ہے اور بقیہ کی بہت حدیثیں منکر ہیں احمد بن ابی الحواری نے کہا وکیع نے مجھ سے کہا تمہارے یہاں لوگ روایت کرتے ہیں اسمعیل بن عیاش سے میں نے کہا ہاں ولید اور مروان تو اوس سے روایت کرتے ہیں اور ہشیم اور محمد بن ایاس روایت نہیں کرتے انہوں نے کہا ہشیم اور محمد بن ایاس کیا ہیں شہر والوں تو ولید اور مروان ہیں (یعنے ولید اور مروان ہی معتبر ہیں اور جب یہ روایت کرتے ہیں تو کافی ہے (نووی))

عن عبد اللہ بن المبارک قال نعم الرجل بقیۃ لولا انہ کان یکنی الاسامی ویسمی الکنی کان دھرا یحدثنا عن ابی سعید الوحاظی فنظرنا فاذا ھو عبد القدوس ترجمہ عبد اللہ بن مبارک نے کہا بقیہ بن الولید اچھا آدمی تھا اگر وہ ناموں کو کنیت سے بیان نہ کرتا اور کنیت کو ناموں سے (یعنے بقیہ کی یہ عادت خراب تھی کہ تدلیس اور تلبیس کرتا ہے راویوں کا عیب چھپانے کے لیے نام کو کنیت سے بدل دیتا ہے اور کنیت کو نام سے تا لوگ پہچانتے نہیں) ایک مدت تک ہم سے حدیث بیان کرتا تھا ابو سعید وحاظی سے جب ہم نے غور کیا (کہ وحاظی کون شخص ہے) تو معلوم ہوا کہ وہ عبد القدوس ہے ف یعنے عبد القدوس بن حبیب کلاعی ابو سعید شامی جسکا بیان اوپر گذرا اوسکا نام مشہور ہے کنیت اسکی مشہور نہ تھی تو بقیہ نے اوسکو کنیت سے ذکر کرنا شروع کیا تا کہ لوگ پہچانیں نہیں عن عبد الرزاق یقول ما رایت ابن المبارک یفصح بقولہ کذاب الا لعبد القدوس فانی سمعتہ یقول لہ کذاب ترجمہ عبد الرزاق سے روایت ہے عبد اللہ بن مبارک کو میں نے نہیں سنا کسی کو صاف جھوٹا کہتے ہوں مگر عبد القدوس کو وہ کہتے تھے جھوٹا ہے عن ابی نعیم وذکر المعلی بن عرفان فقال قال حدثنا ابو وائل قال خرج علینا ابن مسعود بصفین فقال ابو نعیم اتراہ بعث بعد الموت ترجمہ ابو نعیم نے ذکر کیا معلی بن عرفان کا تو کہا کہ معلی نے کہا ہم سے حدیث بیان کی ابو وائل نے کہ نکلے ہمارے سامنے عبد اللہ

عبد القدوس

معلی بن عرفان

بن مسعود صفین میں اٹھیں نے کہا شاید مرکر پھر قبر سے اٹھے ہونگے ف مقصود اس سے مُغفّل کا جھوٹ ظاہر کرنا
ہے ابو وائل پر یہ ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضہ نے وفات پائی ۳۲ یا ۳۳ھ ہجری میں حضرت عثمان کی وفات سے
تین برس پہلے اور صفین کی جنگ حضرت علی کی خلافت کو دو برس بعد ہوئی تو ابن مسعود اس میں کیسے نکل سکتے ہیں
مگر اسطرح کہ پھر جی اٹھے ہوں اور ابو وائل ثقہ اور فاضل ہیں ان سے یہ جھوٹ صادر نہیں ہو سکتا تو ضرور
ہے کہ مُغفّل نے جھوٹ باندھا ہو یہ مُعلّی بن عرفان اسدی کوفی ہے جو بالاتفاق ضعیف ہے بخاری نے تاریخ میں
کہا کہ یہ منکر الحدیث ہے اور نسائی نے بھی اسکو ضعیف کہا صفین ایک مقام کا نام ہے جہاں حضرت علی رضہ
اور معاویہ میں جنگ عظیم واقع ہوئی تھی عن عفّان بن مُسلم قال کُنّا عند اسمٰعیل بن عُلَیّۃ
فحدّث رجل عن رجل فقلت ان ھذا لیس بثبت قال فقال الرجل اغتبتہ فقال اسمٰعیل
ما اغتابہ ولکنّہ حکم انّہ لیس بثبت ترجمہ عفان بن مسلم سے روایت ہے ہم اسمٰعیل بن علیہ کے
پاس بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص نے دوسرے شخص سے ایک حدیث روایت کی میں نے کہا کہ وہ معتبر نہیں
وہ شخص بولا تو نے اسکی غیبت کی اسمٰعیل نے کہا اس نے غیبت نہیں کی بلکہ حکم لگایا اس پر کہ وہ معتبر نہیں ف
یعنے اسماء رجال کی جرح کرنا غیبت میں داخل نہیں بلکہ شغل فتوے اور حکم کے ہے عن بشر بن
عمر قال سألت مالک بن انس عن محمد بن عبد الرحمٰن الذی یروی عن سعید بن المسیّب فقال لیس بثقۃ وسألت مالک بن
انس عن ابی الحویرث فقال لیس بثقۃ وسألتہ عن شعبۃ الذی روی عنہ ابن ابی ذئب فقال لیس بثقۃ وسألتہ عن صالح
مولی التوأمۃ فقال لیس بثقۃ وسألتہ عن حرام بن عثمان فقال لیس بثقۃ
وسألت مالکا بن انس عن ھؤلاء الخمسۃ فقال لیسوا بثقۃ فی حدیثھم وسألتہ عن رجل
اٰخر نسیت اسمہ فقال ھل رأیتہ فی کتبی قلت لا قال لو کان ثقۃ لرأیتہ فی کتبی
ترجمہ بشر بن عمر سے روایت ہے میں نے امام مالک سے پوچھا محمد بن عبد الرحمٰن کو جو روایت کرتا ہے سعید بن
المسیب سے انہوں نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے اور پوچھا میں نے ان سے ابو الحویرث کو ف یعنے عبد الرحمن
بن معاویہ بن حویرث انصاری مدنی کو حاکم نے کہا وہ قوی نہیں ہے اور امام احمد نے مالک کے قول کا انکار
کیا اور کہا کہ روایت کیا اس سے شعبہ نے اور بخاری نے ذکر کیا اسکو تاریخ میں اور نہیں کلام کیا اس میں
اور شعبہ نے اسکی کنیت ابو الحویریہ نقل کی ہے اور حاکم نے کہا کہ یہ وہم ہے شعبہ کا۔ تقریب میں ہے کہ عبد الرحمٰن
سچا ہے مگر حافظہ اسکا خراب تھا اور نسبت کیا گیا ہے ساتھ ارجا کے یعنے مرجیہ ہونے کی ف انہوں نے کہا

حال عبد الرحمن بن معاویہ

ابو الحویرث

وہ ثقہ نہیں ہے اور پوچھا میں نے اون سے شعبہ کو جس سے روایت کرتا ہے ابن ابی ذئب انہوں نے کہا وہ ثقہ
نہیں ہے **ف** یہ وہ شعبہ نہیں ہے جو حدیث کے مشہور امام ہیں وہ تو شعبہ بن حجاج البصری ہیں اور یہ شعبہ
بن دینار ہاشمی ہے مولی ابن عباس کا اوسکی کنیت ابو عبد اللہ یا ابو یحیی ہے اوسکو ضعیف کیا ہے بہت اہل
حدیث نے احمد بن حنبل اور یحیی بن معین نے کہا وہ کچھ برا نہیں ابن عدی نے کہا میں نے اوسکی کوئی حدیث
منکر نہیں دیکھی تقریب میں ہے کہ شعبہ سچا ہے مگر حافظہ اسکا خراب تہا **ف** اور پوچھا میں نے اون سے
صالح کو جو مولی ہے توامہ کا اونہوں نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے **ف** یہ صالح بیٹا ہے نبہان کا مدینہ کا رہنے والا
اور اسکو مولی توامہ کہتے ہیں اس لیے کہ جس عورت نے اسکو آزاد کیا تہا وہ اپنی بہن کے ساتھ توام یعنی
جڑوان پیدا ہوئی تہی امام مالک نے صالح کو ضعیف کیا لیکن روایت کیا اوس سے ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ
نے یحیی بن معین نے کہا وہ ثقہ ہے اور مالک نے اسکو تب پایا جب وہ بوڑہا ہو گیا تہا اور اسکا حافظہ بگڑ
گیا تہا اسی طرح ثوری نے بہی اوسکو جب پایا جب وہ سٹہیا گیا تہا تو سنیں اون سے کئی منکر حدیثیں لیکن
جن لوگون نے روایت کیا ہے اوس سے قبل اختلاط اسکے حافظہ بگڑنے سے انکی روایت صحیح ہے ابن
عدی نے کہا ابن ابی ذئب اور ابن جریج اور زیاد بن سعد نے اوس سے سنا ہے قبل اختلاط کے اور ان
کی روایت میں کوئی برائی نہیں ہے **ف** اور پوچھا میں نے اون سے حرام بن عثمان کو اونہوں نے کہا
وہ ثقہ نہیں ہے **ف** یہ حرام بن عثمان انصاری سلمی ہے بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے یحیی
نے کہا وہ مستقیم تہا روایت کرتا ہے جابر بن عبد اللہ سے نسائی نے کہا وہ ضعیف ہے **ف** اور پوچھا میں
نے امام مالک سے ان پانچون آدمیوں کو (جنکا ذکر اوپر گذرا) اونہوں نے کہا وہ ثقہ نہیں ہیں اپنی حدیث میں
اور میں نے پوچھا اون سے ایک اور شخص کو جسکا نام میں بہول گیا تو انہوں نے کہا تو نے اوسکی روایت
میری کتابون میں دیکھی ہے میں نے کہا نہیں امام مالک نے کہا اگر وہ ثقہ ہوتا تو اسکی روایت میری کتابون
میں دیکہتا **ف** اس قول سے معلوم ہوا کہ جن لوگون سے امام مالک نے اپنی کتابون میں روایت کی ہے وہ
سب ثقہ ہیں مگر یہ ضرور نہیں کہ سب لوگون کے نزدیک ثقہ ہوں البتہ امام مالک کے نزدیک ثقہ ہیں اور اختلاف
کیا ہے علما نے اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی ثقہ شخص ایک مجہول سے روایت کرے تو اوس مجہول کی توثیق ہو گی
یا نہیں اکثر کا یہ قول ہے کہ صرف روایت کرنا اوس سے باعث توثیق کا نہیں ہے اور یہی ٹہیک ہے کیونکہ کبہی ثقہ غیر ثقہ سے
روایت کرتا ہے نہ اسوجہ سے کہ وہ روایت دلیل اور حجت ہے بلکہ اعتبار اور تائید کے لیے البتہ جب ثقہ ایسا کہے

جیسے مالک نے کہا تو جس سے وہ اپنی کتاب میں روایت کرے وہ اسکے نزدیک ثقہ سمجھا جاویگا اور جو ثقہ اتنا کہے کہ مجھ سے بیان کیا ثقہ نے تو وہ کافی ہے تعدیل کے لیے (نووی) **عَنْ** اِبْنِ اَبِی ذِئْبٍ عَنْ شُرَحْبِیْلَ بْنِ سَعْدٍ وَکَانَ مُتَّهَمًا ترجمہ ابن ابی ذئب نے روایت کیا شرحبیل بن سعد سے اور وہ متہم تھا **ف** یعنے نسبت کیا گیا تھا طرف کذب کی یہ شرحبیل بڑا عالم تھا مغازی کا (یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہادوں کا) سفیان بن عیینہ نے کہا اس سے بڑھ کر کوئی مغازی کا جاننے والا نہ تھا وہ محتاج ہو گیا لوگ اس سے ڈر گئے مارے اسکو دیتے کہ ایسا نہو کہ وہ کہدیوے تیرا باپ بدر کی لڑائی میں حاضر نہ تھا اور یہ شرحبیل مولی ہے انصار کا مدنی کنیت اسکی ابو سعد ہے محمد بن سعد نے کہا جو بڑا پرانا بوڑھا تھا روایت کی ہے اوس نے زید بن ثابت اور اکثر صحابہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ تقریب میں ہے کہ وہ سچا ہے لیکن اخیر میں اسکا حافظہ بگڑ گیا تھا سو برس کا ہو کر مرا **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ يَقُوْلُ لَوْ خُيِّرْتُ بَيْنَ اَنْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَبَيْنَ اَنْ اَلْقٰى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُحَرَّرٍ لَاخْتَرْتُ اَنْ اَلْقَاهُ ثُمَّ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ فَلَمَّا رَاَيْتُهُ كَانَتْ بَعْرَةٌ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْهُ ترجمہ عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے وہ کہتے تھے اگر مجھے اختیار دیا جاتا کہ جنت میں جاؤں یا عبد اللہ بن محرر سے ملوں تو میں پہلے اوس سے ملتا پھر جنت میں جاتا (ایسی اسکی تعریف سنتا تھا اور ایسی اوس سے ملنے کا اشتیاق تھا) پھر جب میں اس سے ملا تو ایک اونٹ کی مینگنی مجھے اوس سے بہتر معلوم ہوئی **ف** یعنی ایسا نکمہ اور خراب نکلا **عَنْ** زَيْدٍ يَعْنِي ابْنَ اَبِي اُنَيْسَةَ قَالَ لَا تَاْخُذُوْا عَنْ اَخِي ترجمہ زید بن انیسہ نے کہا مت روایت کرو میرے بھائی سے **ف** یعنی یحیی بن ابی انیسہ سے جو روایت کرتا ہے زہری اور عمرو بن شعیب سے اس لیے کہ وہ ضعیف ہے بخاری نے کہا وہ کچھ نہیں نسائی نے کہا ضعیف ہے متروک الحدیث تقریب میں ہے کنیت اسکی ابو زید جزری ہے اور وہ ضعیف ہے نووی نے کہا اوسکا بھائی زید بن ابی انیسہ وہ ثقہ ہے جلیل ہے حجت کی ہے اوس سے بخاری اور مسلم نے محمد بن سعد نے کہا وہ ثقہ ہے کثیر الحدیث اور فقیہ ہے۔ اہل حدیث کا انصاف اور خلوص اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کے قاعدہ کا خیال رکھتے تھے اپنی قرابت کا لحاظ نہ کرتے تھے **عَنْ** عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ يَحْيَى بْنُ اَبِي اُنَيْسَةَ كَذَّابًا ترجمہ عبید اللہ بن عمرو نے کہا یحیی بن ابی انیسہ جھوٹا تھا **عَنْ** حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ ذُكِرَ فَرْقَدٌ عِنْدَ اَيُّوْبَ فَقَالَ اِنَّ فَرْقَدًا لَيْسَ صَاحِبَ حَدِيْثٍ حماد بن زید نے کہا فرقد ابن یعقوب سبخی ابو یعقوب کا ذکر آیا ایوب کے سامنے انہوں نے کہا وہ صاحب حدیث نہیں **ف**

بھی حدیث کا روایت کرنا اور کلام ہے فرقہ کو اس میں دخل نہ تھا اگرچہ وہ تابعی تھا اور عابد اور زاہد تھا جیسے
اور کہا امام احمد نے ... اور حدیث کا علم اور سوائے کے یحییٰ بن معین سے منقول ہے کہ انہوں نے ثقہ کہا
... کہ روایت کیا اس سے ترمذی اور ابن ماجہ نے اور وہ سچا تھا کہا کہ حدیث میں ضعیف ہے
... عقیلی نے ... عن عبد الرحمٰن بن بشر العبدی قال سمعت یحییٰ بن سعید القطان
وذکر عنده محمد بن عبید الله بن عبید بن عمیر اللیثی فضعفه جدا فقیل لیحییٰ اضعف من
یعقوب بن عطاء قال نعم قال ما کنت اری ان احدا یروی عن محمد بن عبید الله
بن عبید بن عمیر ترجمہ عبد الرحمٰن بن بشر عبدی کہا میں نے سنا یحییٰ بن سعید قطان سے
ان کے سامنے ذکر آیا محمد بن عبید اللہ بن عبید بن عمیر لیثی کا تو انہوں نے بہت ضعیف کہا اسکو پھر کسی
نے کہا کیا وہ یعقوب بن عطا سے بھی زیادہ ضعیف ہے انہوں نے کہا میں نہیں سمجھتا تھا کہ کوئی محمد بن عبید اللہ
بن عبید بن عمیر سے روایت کرے گا حدثنی بشر بن الحکم قال سمعت یحییٰ بن سعید القطان
ضعف حکیم بن جبیر وعبد الاعلی وضعف یحییٰ بن موسی بن دینار قال حدیثه ریح
وضعف موسی بن الدهقان وعیسی بن ابی عیسی المدنی ترجمہ بشر بن حکم سے روایت ہے میں
نے سنا یحییٰ بن سعید قطان سے ... انہوں نے ضعیف کہا حکیم بن جبیر کو ف حکیم
بن جبیر اسدی کوفی ہے شیعہ تھا ابو حاتم رازی نے کہا غالی شیعہ تھا عبد الرحمٰن بن مہدی سے
پوچھا گیا کہ تم نے حکیم بن جبیر سے روایت کرنا کیوں چھوڑا انہوں نے کہا میں ڈرتا ہوں جہنم سے ... کی
... اگر میں اس سے نقل کرونگا تو دوزخ میں جاؤں گا تقریب میں ہے کہ وہ ضعیف ہے
اور روایت کیا اس سے ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اور ... کیا اس سے بخاری اور مسلم
نے ف اور عبد الاعلیٰ ابن عامر ثعلبی کو ف تقریب میں ہے کہ وہ سچا ہے مگر وہم کرتا ہے
ف اور ضعیف کہا یحییٰ بن موسی بن دینار کو اور کہا کہ حدیث اسکی مثل ہوا کے ہے ف یعنی لغو اور
بے ثبات اس مقام میں تمام نسخوں میں یحییٰ کے بدل لفظ ابن کا موجود ہے جو البتہ غلطی ہے اور صواب ... کا لفظ
... نووی نے کہا یہ غلطی مسلم کی کتاب نقل کرنے والوں کی ہے ... موسی بن دینار مکی ہے جو
روایت کرتا ہے سالم سے ف اور موسی بن دهقان کو ف جو بصری ہے روایت کرتا ہے ابن کعب
سے تقریب میں ہے کہ ضعیف ہے ف اور عیسی بن ابی عیسی مدنی کو ف عیسی بن میسرہ ہے

اسکی کنیت ابو موسی ہے یا ابو محمد غفاری مدنی ہے اصل سکی کوفی ہے اسکو خیاط یا حناط کہتے ہین یا خباط یحیی بن معین نے کہا پہلے خیاط (درزی) تہا پہر اس پیشے کو چھوڑ کر حناط ہوا (یعنے گیہون بیچنے لگا حنطہ سے) پہر اسکو چھوڑ کر خباط ہوا (یعنے پتے جہاڑنیوالا) تقریب مین ہے کہ یہہ متروک ہے قَالَ مُسْلِمٌ وَسَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عِيسَى يَقُولُ قَالَ لِي ابْنُ الْمُبَارَكِ إِذَا قَدِمْتَ عَلَى جَرِيرٍ فَاكْتُبْ عِلْمَهُ كُلَّهُ إِلَّا حَدِيثَ ثَلَاثَةٍ لَا تَكْتُبْ حَدِيثَ عُبَيْدَةَ بْنِ مُعَتِّبٍ وَالسَّرِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ وَمُحَمَّدِ بْنِ سَالِمٍ **ترجمہ** حسن بن عیسی نے کہا مجھسے کہا عبد اللہ بن مبارک نے جب تو جریر کے پاس جاوے تو اسکا سارا علم لکہہ (یعنے سب حدیثین اوسکی روایت کر) مگر تین آدمیون کی حدیثین مت لکہہ عبیدہ بن معتب اور سری بن اسمعیل اور محمد بن سالم کی روایتین **ف** کیونکہ یہ سب ضعیف ہین نووی نے کہا یہ تینون کوفی ہین اور متروک قَالَ مُسْلِمٌ وَأَشْبَاهُ مَا ذَكَرْنَا مِنْ كَلَامِ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي مُتَّهَمِي رُوَاةِ الْحَدِيثِ وَإِخْبَارِهِمْ عَنْ مَعَايِبِهِمْ كَثِيرٌ يَطُولُ الْكِتَابُ بِذِكْرِهِ عَلَى اسْتِقْصَائِهِ وَفِيمَا ذَكَرْنَا كِفَايَةٌ لِمَنْ تَفَهَّمَ وَعَقَلَ مَذْهَبَ الْقَوْمِ فِيمَا قَالُوا مِنْ ذَلِكَ وَبَيَّنُوا **ترجمہ** مسلم نے کہا اور اسکی مانند جو ہمنے ذکر کیا اہل حدیث کا کلام متہم راویون مین اور انکے عیبون مین بہت ہے جسکے سب بیان کرنے سے کتاب لمبی ہو جاویگی اور جس قدر ہمنے بیان کیا وہ کافی ہے اوس شخص کے لیے جو قوم کا مذہب سمجہہ بوجہہ جاوے **ف** یعنے یہ کتاب کچھ جرح اور تعدیل کی تہوڑی ہے کہ اوسمین سب راویونکا حال بیان کیا جاوے بلکہ جرح اور تعدیل کی تو جدا بڑی بڑی کتابین بنی ہین جنمین تمام راویونکا اچہا برا احوال بیان کیا گیا ہے

بیان اس چیز کا کہ راویونکا عیب اہل حدیث کے اقوال سے بیان کیا گیا صرف اس مقصد کے لیے کہ اہل حدیث کے نزدیک راویون کا عیب اور تہمت بیان کرنا برا نہین اور اسکو غیبت مین داخل نہین کرتے وَإِنَّمَا أَلْزَمُوا أَنْفُسَهُمُ الْكَشْفَ عَنْ مَعَايِبِ رُوَاةِ الْحَدِيثِ وَنَاقِلِي الْأَخْبَارِ وَأَفْتَوْا بِذَلِكَ حِينَ سُئِلُوا لِمَا فِيهِ مِنْ عَظِيمِ الْخَطَرِ إِذِ الْأَخْبَارُ فِي أَمْرِ الدِّينِ إِنَّمَا تَأْتِي بِتَحْلِيلٍ أَوْ تَحْرِيمٍ أَوْ أَمْرٍ أَوْ نَهْيٍ أَوْ تَرْغِيبٍ أَوْ تَرْهِيبٍ فَإِذَا كَانَ الرَّاوِي لَهَا لَيْسَ بِمَعْدِنٍ لِلصِّدْقِ وَالْأَمَانَةِ ثُمَّ أَقْدَمَ عَلَى الرِّوَايَةِ عَنْهُ مَنْ قَدْ عَرَفَهُ وَلَمْ يُبَيِّنْ مَا فِيهِ لِغَيْرِهِ مِمَّنْ جَهِلَ مَعْرِفَتَهُ كَانَ آثِمًا بِفِعْلِهِ ذَلِكَ غَاشًّا لِعَوَامِّ الْمُسْلِمِينَ إِذْ لَا يُؤْمَنُ عَلَى بَعْضِ مَنْ سَمِعَ تِلْكَ الْأَخْبَارَ أَنْ يَسْتَعْمِلَهَا أَوْ يَسْتَعْمِلَ بَعْضَهَا وَلَعَلَّهَا

عظم الخطر

آثما

اَوْ اَکْثَرُھَا اَکَاذِیْبُ لَا اَصْلَ لَھَا مَعَ اَنَّ الْاَخْبَارَ الصِّحَاحَ مِنْ رِوَایَۃِ الثِّقَاتِ وَاَھْلِ الْقَنَاعَۃِ خ آحا
اَکْثَرُ مِنْ اَنْ یُّضْطَرَّ اِلٰی نَقْلِ مَنْ لَّیْسَ بِثِقَۃٍ وَّلَا مُقْنِعٍ **ترجمہ** اور حدیث کے اماموں نے راویوں
کا عیب کھولدینا ضرور سمجھا اور اس بات کا فتوی دیا جب اون سے پوچھا گیا اس لیے کہ یہ بڑا مہم کام ہے کیونکہ دین
کی بات جب نقل کیجاویگی تو وہ کسی امر کے حلال ہونے کے لیے ہوگی یا حرام ہونے کے لیے یا اوس مین کسی بات کا
حکم ہوگا یا کسی بات کی ممانعت ہوگی یا کسی کام کے طرف رغبت دلائی جاویگی یا کسی کام سے ڈرایا جاوے
گا بہرحال جب آدمی سچا اور امانت دار نہو پھر اوس سے کوئی روایت کرے جو اسکے حال کو جانتا ہو اور وہ حال دوسرے
سے بیان نکرے جو نہ جانتا ہو تو گنہگار رہوگا اور دھوکا دینے والا ہوگا عوام مسلمانوں کو اس لیے کہ بعضے لوگ
ان حدیثوں کو سنینگے اور ان سب پر یا بعض پر عمل کرینگے اور شاید وہ سب یا اوسمین سے اکثر جھوٹی ہوں۔
(اور بعضے نسخوں مین یہ ہے کہ اوسمین کم یا بہت جھوٹی ہوں) جنکی اصل نہ ہو حالانکہ صحیح حدیثین ثقہ لوگوں
کی اور جن کے روایت پر قناعت ہوسکتی ہے کیا کم ہین کہ بے اعتبار اور جنکی روایت پر قناعت نہین ہوسکتی
اونکی روایتوں کی احتیاج پڑے **ف** یعنی روایت کرنے کے لیے صحیح حدیثین ہزاروں ہین پھر ضرورت
کیا ہے کہ انکو چھوڑکر ضعیف اور منکر اور موضوع حدیثوں کو نقل کرے وَلَا اَحْسِبُ کَثِیْرًا مِّمَّنْ یُّعَرِّجُ
مِنَ النَّاسِ عَلٰی مَا وَصَفْنَا مِنْ ھٰذِہِ الْاَحَادِیْثِ الضِّعَافِ وَالْاَسَانِیْدِ الْمَجْھُوْلَۃِ وَیَعْتَدُّ
بِرِوَایَتِھَا بَعْدَ مَعْرِفَتِہٖ بِمَا فِیْھَا مِنَ التَّوَھُّنِ وَالضَّعْفِ اِلَّا اَنَّ الَّذِیْ یَحْمِلُہٗ عَلٰی رِوَایَتِھَا
وَالْاِعْتِدَادِ بِھَا اِرَادَۃُ التَّکْثِیْرِ عِنْدَ الْعَوَامِّ وَلِاَنْ یُّقَالَ مَا اَکْثَرَ مَا جَمَعَ فُلَانٌ
مِنَ الْحَدِیْثِ وَاَلَّفَ مِنَ الْعَدَدِ وَمَنْ ذَھَبَ فِی الْعِلْمِ ھٰذَا الْمَذْھَبَ وَسَلَکَ ھٰذَا
الطَّرِیْقَ فَلَا نَصِیْبَ لَہٗ فِیْہِ وَکَانَ بِاَنْ یُّسَمّٰی جَاھِلًا اَوْلٰی مِنْ اَنْ یُّنْسَبَ اِلَی الْعِلْمِ
ترجمہ اور مین سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں نے اس قسم کی ضعیف حدیثین اور مجہول سندین نقل کین ہین اور
ان پر بھروسہ رکھتے ہین اور وہ جانتے نہین اون کے ضعف کو تو ان کی غرض یہی ہے کہ عوام کے نزدیک اپنی کثرت
علم ثابت کرین اور اس لیے کہ لوگ کہین سبحان اللہ فلان شخص نے کتنی بہت حدیثین جمع کی ہین اور
جس شخص کی یہ چال ہے اور اسکا یہ طریقہ ہے اوسکا علم حدیث مین کچھ حصہ نہین اور وہ جاہل کہلانے کا
زیادہ سزاوار ہے عالم کہلانے سے **ف** کیونکہ عالم وہ ہے جسکو عالم لوگ تسلیم کرین اور جاہل ناواقف
لوگوں کا کیا اعتبار ہے وہ اگر ایسے شخص کو بڑا عالم خیال کرین تو اون کے سمجھنے سے کیا ہوتا ہے حدیث کے امام

اور فاضل ہمیشہ ایسی شخص کو جو ہر قسم کی حدیثین نقل کرے اور صحیح اور ضعیف مین تمیز نکرے جاہل اور بیوقوف
جانین گے - امام نووی نے قاضی عیاض سے نقل کیا ہے کہ راویون کا عیب بیان کرنا جائز ہے بلکہ واجب
ہے باجماع علما اسواسطی کہ شریعت کی حفاظت ضروری امر ہے اور یہ غیبت مین داخل نہین جو حرام ہے بلکہ نصیحت
ہے اللہ اور رسول اللہ اور مسلمانون کے لیے یعنی سب کی خیرخواہی ہے اور ہمیشہ امت محمدی کے فاضل اور پرہیزگار
اور تقوی شعار لوگ ایسا کرتے چلے آئے ہین جیسے مسلم نے اس باب مین کتنے ایک بزرگون کے اقوال نقل کیے
ہین اور مین نے بھی بخاری کی شرح کے شروع مین چند اقوال اس قسم کے بیان کیے ہین مگر یہ امر ضروری ہے کہ جو شخص
راویون کا عیب بیان کرے وہ خدا سے ڈرے اور سمجھ سوچ کر کہے اور سستی اور کاہلی سے پرہیز کرے اور اس شخص
کا عیب بیان نکرے جو عیب سے پاک ہو یا جسکا عیب فاش نہوا ہو اس لیے کہ جرح کرنے سے بھی ایک مفسدہ پیدا ہوتا
ہے وہ یہ کہ اس راوی کی روایتین قابل اعتبار کے نہین رہتین اور اسکی حدیثین سب رد ہو جاتی ہین پھر اگر
جرح غلط ہو تو گویا صحیح روایتون اور حدیثونکو رد کیا اسیواسطی جرح اسی شخص کا مقبول ہے جو خود صاحب معرفت
مقبول القول ہو ورنہ جرح کرنے والیکو جرح کرنا درست نہین اب یہ بات کہ جرح اور تعدیل دونون مین ایک
شخص کا کہنا کافی ہے یا کئی شخص ہونا چاہیین اس مسئلہ مین علماء کا اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایک شخص کا
کہنا کافی ہے پھر یہ بات کہ جرح کا سبب بیان کرنا ضروری ہے یا نہین اسمین بھی اختلاف ہے امام شافعی اور اکثر علماء کا
یہ قول ہے کہ سبب بیان کرنا ضروری ہے اور جرح مبہم مقبول نہین اور قاضی ابوبکر باقلانی وغیرہ کا یہ قول ہے
کہ سبب بیان کرنا ضرور نہین اور بعضون کا یہ قول ہے کہ جو شخص جرح کے اسباب کو پہچانتا ہے اوسکے لیے
سبب بیان کرنا ضرور نہین اور جو نہین پہچانتا اوسکو ضروری ہے پھر جن لوگون کے نزدیک جرح مین سبب کا
بیان کرنا ضروری ہے وہ کہتے ہین کہ جرح مبہم کا اثر صرف اسیقدر ہوگا کہ اوسکی روایت حجت کے لائق نرہیگی جب
تک اس جرح کا ثبوت یا ابطال نہو اب صحیحین مین جو بعضے ایسی راوی ہین جنپر اگلے لوگون نے جرح کی ہے
تو اونکی جرح مبہم ہے جو ثابت نہین ہوئی اگر بعضی لوگ جرح کرین اور بعضی تعدیل ایک ہی راوی کی تو قول
مختار جسپر جمہور علماء اور محققین ہین یہ ہے کہ جرح قبول کیجاویگی اور جرح مقدم ہے تعدیل پر اگرچہ تعدیل کرنیوالے
عدد مین زیادہ ہون اور بعضون نے کہا کہ اگر تعدیل کرنیوالے زیادہ ہون تو تعدیل مقدم ہے مگر صحیح پہلا
قول ہے - امام مسلم نے اس باب مین شعبی سے نقل کیا کہ انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حارث اعور نے
اور وہ کذاب تھا اور کبھی اور بعضون سے نقل کیا کہ حدیث بیان کی ہم سے فلان نے اور وہ متہم تھا اس مقام پر

یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ان اماموں نے ایسے لوگوں سے کیوں روایت کی حالانکہ وہ جانتے تھے کہ وہ لوگ کذاب اور
متہم ہیں اور اسکے کئی جواب ہیں ایک یہ کہ انہوں نے روایت کیا لوگوں کو جتانے کے لیے کہ اوس روایت کے ضعف سے
آگاہ ہو جاویں دوسری یہ کہ ضعیف شخص سے بطور استشہاد اور تائید کو روایت کرنا درست ہے مگر بالانفراد
اُسکی روایت حجت پکڑنے کے لائق نہیں تیسری یہ کہ ضعیف شخص کی سب روایتیں جھوٹی نہیں ہوتیں تو
حدیث کے امام اوسکی صحیح روایتوں کو پہچان لیتے ہیں اور انکو روایت کرتے ہیں اور ضعیف اور باطل کو چھوڑ
دیتے ہیں اور یہہ امر اونپر آسان ہے جیسے کسی نے سفیان ثوری سے کہا جب انہوں نے کلبی (محمد بن
سائب) سے روایت کرنیکو منع کیا کہ تم کیوں اُس سے روایت کرتے ہو انہوں نے کہا کہ میں اوسکے جھوٹ
اور سچ کو پہچان لیتا ہوں چوتھی یہ کہ اکثر ضعیف شخصوں سے ترغیب اور ترہیب اور فضائل اور قصص اور زہد
اور اخلاق کی حدیثیں روایت کرتے ہیں جو کسی شے کی حلت یا حرمت سے متعلق نہیں اور اہل حدیث
نے اس قسم کی ضعیف روایتوں کو جائز رکھا ہے بشرطیکہ موضوع نہ ہوں لیکن حدیث کے اماموں نے
ضعیف لوگوں سے کسی قسم کی روایت کرنا بالانفراد جائز نہیں رکھا نہ محققین علما نے اور یہ جو بعض
فقیہوں کی (جیسے صاحب ہدایہ کے) عادت ہے کہ ہر قسم کی روایت نقل کرتے ہیں یہ عمدہ بات نہیں
بلکہ نہایت بری بات ہے اس لیے کہ اگر انکو معلوم تھا کہ یہ روایت ضعیف ہے تو درست نتھا دلیل لانا اُس سے
کیونکہ سب علما کا اتفاق ہے اُس بات پر کہ ضعیف حدیث احکام شرعیہ میں قابل حجت پکڑنے کے نہیں ہے
اور اگر انکو معلوم نتھا ضعف اُسکا تو بھی درست نتھی یہ بات کہ نقل کرتے اوسکو بغیر جانچے ہوئے یا اور
اہل علم سے پوچھکر۔ کاذبین یعنے حدیث بنانیوالوں کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ جنکا جھوٹ صاف کھل گیا ہے
وہ کئی طرح پر ہیں بعضے تو ایسے کہ صاف تراش لیتے ہیں حضرت پر جو بات آپ نے نہیں فرمائی جیسے زندیق
بددین لوگ جنکے نزدیک دین کی کوئی عظمت یا عزت نہیں یا اسکام کو اچھا اور ثواب سمجھتے ہیں جیسے
بعضے جاہل درویش اور صوفی کہ فضائل اور اخلاق میں لوگوں کو رغبت دلانے کے لیے حدیثیں بنا لیتے
ہیں یا اپنا فخر جتانے کے لیے نئی اور نادر روایتوں سے جیسے فاسق اہل حدیث کرتے ہیں یا تعصب سے اپنا مذہب
ثابت کرنے کے لیے جیسے بدعتی شیعہ اور قدریہ اور جہمیہ خذلہم اللہ تعالی اور اہل علم کے نزدیک ہر ایک طبقے
کے لوگ ان میں سے معین اور معلوم ہو گئے ہیں اور بعضے ان کذابین میں سے ایسے ہیں جو حدیث کے متن کو
نہیں بناتے لیکن اوسکے لیے ایک صحیح سند تراش لیتے ہیں اور بعضے سند کو اولٹ پلٹ دیتے ہیں اور بعضے

اوسمین بڑہا دیتی ہین اور اس سے مقصود اپنا فضل ظاہر کرنا یا اپنی جہالت رفع کرنا ہوتا ہے اور بعضے اس طرح جہوٹ بولتے ہین کہ جس سے نہین سنا اُس سے کہتے ہین ہم نے سنا ہی یا جس سے نہین ملی اوس سے ملنا بیان کرتے ہین اور اُس کی صحیح حدیثین نقل کرتے ہین اور بعضے کیا کرتے ہین کہ صحابی یا تابعی یا حکیم کے قول کو بڑہا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کر دیتے ہین اس سب قسمون کے لوگ کذاب ہین اور متروک ہین اہلحدیث کے نزدیک اسی طرح وہ شخص جو حدیث کی روایت پر جرات کرتا ہے بغیر اُسکو تحقیق کیے ہوے اور جانچے ہوئے تو ایسے لوگون سے روایت نہین کرتے نہ اونکی روایتین قبول کرتے ہین اگرچہ صرف ایک ہی بار انہون نے ایسا کیا ہو کیونکہ جب ایک بار بے احتیاطی کی تو اون کا اعتبار جاتا رہا جیسے جہوٹا گواہ ایک بار جہوٹی گواہی دینے سے اُسکی گواہی اعتبار کے لائق نہین رہتی پہر اگر ایسا شخص توبہ کرے تو آیندہ بہی اُسکی روایت قبول ہوگی یا نہ ہوگی اس مین اختلاف ہی لیکن ظاہر یہ ہے کہ قبول ہو اس لیے کہ توبہ سے سب قسم کے گناہ معاف ہوجاتے ہین اور جنہون نے آیندہ بہی قبول نہ کیا اونکی حجت یہ ہی کہ یہ گناہ نہایت سخت ہی یعنے حضرت پر جہوٹ باندہنا تو اسکی سزا بہی سخت ہونا چاہیے کیونکہ آپ نے خود فرمایا کہ مجہپر جہوٹ باندہنا ایسا نہین ہے جیسے اور کسی پر جہوٹ باندہنا۔ دوسرے قسم کا ذبین کی یہ ہے کہ حدیثون مین تو وہ کسی قسم کا جہوٹ نہین بولتے لیکن اور دنیا کی باتون مین جہوٹ بولتے ہین ایسے لوگون کی روایت بہی قبول نہین ہوتے نہ اون کی گواہی قبول ہی البتہ اگر توبہ کرین تو قبول ہوسکتی ہے پر اگر ایکبار وہ جہوٹ کسی دنیا کی بات مین نکل جاوے اور وہ معلوم اور مشہور نہو تو اُسکی روایت قبول ہوگی کیونکہ احتمال ہی کہ اوس سے غلطی ہوئی یا وہم ہوا اور جو وہ خود اپنے جہوٹ بولنے کا اقرار کرے بشرطیکہ اُسکے جہوٹ سے کسی مسلمان کو نقصان نہ پہنچا ہو اور پہر توبہ کرے تو بہی اُسکی روایت قبول ہوگی کیونکہ یہ نادر ہے اور اُن گناہون مین نہین جو انسان کو ہلاک کر دیتے ہین اور اس قسم کی خطائین اکثر لوگون سے سرزد ہوجاتی ہین ایسا ہی حکم ہے اُس جہوٹ کا جو بطریق تعریض یا ظرافت کے ہو کیونکہ وہ درحقیقت جہوٹ نہین اگرچہ صورت مین جہوٹ ہی جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو جہم کو کہ وہ اپنی لاٹہی کندہے سے زمین پر نہین رکہتا (یعنے اکثر مارپیٹ کیا کرتا ہے) ایسا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بہی کیا کہ اپنی بی بی کو بہن بتلایا یہ توریہ ہے جو بنظر مصلحت درست ہی تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا (نووی)

باب

صِحَّةِ الِاحْتِجَاجِ بِالْحَدِيثِ الْمُعَنْعَنِ إِذَا أَمْكَنَ لِقَاءُ الْمُعَنْعِنِينَ وَلَمْ يَكُنْ فِيهِمْ مُدَلِّسٌ

بیان مین اسبات کے کہ معنعن حدیث سے حجت پکڑنا صحیح ہے جب معنعن والون کی ملاقات ممکن ہو اور اُن مین

کوئی تدلیس کرنے والا نہ ہو **ف** معنعن اوس حدیث کو کہتے ہین جسکی اسناد مین فلان عن فلان عن فلان ہو یعنی فلان نے فلانے سے اور اوسنے فلانے سے روایت کیا چونکہ ایسی اسناد مین راوی یون نہین کہتا کہ مین نے فلان سے سنا یا اوسنے مجھہ سے بیان کیا تو شبہ رہتا ہے کہ ایسنے دوسرے سے سنا ہے یا نہین ایسا نہو کہ بیچ مین کوئی راوی رہ گیا ہو سواسطے معنعن حدیث کی حجت ہونے مین علما کا اختلاف ہے بعضون کا یہ قول ہے کہ اگر ایک راوی نے دوسرے کا زمانہ پایا ہو اور اوسکی ملاقات اوس سے ممکن ہو تو وہ روایت محمول ہوگی اتصال پر اور حجت ہوگی امام مسلم کا یہی مذہب ہے اور اس باب مین اسیکو ثابت کیا ہے اور بعضے یہ کہتے ہین کہ صرف ملاقات کا ممکن ہونا کافی نہین بلکہ ضرور ہے کہ کم سے کم ایکبار اوس راوی کے دوسرے راوی سے ملاقات ہوجانا ثابت ہوجاوے امام مسلم نے کہا کہ یہ قول اعتبار کے لائق نہین اور بالکل نیا مذہب ہے جو اہل علم مین سے کسی نے اختیار نہین کیا اور بدعت ہے پر محققین علما نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور مسلم کے مذہب کو ضعیف کیا ہے علی بن المدینی اور بخاری اور ایک جماعت علما مسلم کے خلاف مین ہین بلکہ بعضون نے اس سے زیادہ اور شرطین بھی کی ہین کہ اوس راوی کے دوسرے راوی سے ملاقات معلوم اور شہرہ ہو ہووے اور ان مین صحبت رہی ہو مگر ابن مدینی اور بخاری نے جو قول اختیار کیا ہے وہی صحیح ہے کہ جب کم سے کم ایک بار ملاقات ثابت ہوگئی تو روایت متصل سمجھی جاوے گی کیونکہ راوی کا حال معلوم ہے کہ اوسکی عادت تدلیس کی نہین تدلیس کے معنے چھپانا اور اصطلاح اہل حدیث مین تدلیس اسکو کہتے ہین کہ راوی اپنے شیخ کو جس سے حدیث سنی ہے چھپا کر اوس کے اوپر کے راوی کا نام لیوے تا لوگون کو معلوم ہو کہ اس نے اوس سے سنا ہے اور یہ عادت بعضے اہل حدیث کی تھی جنکا حال معلوم ہوگیا ہے کہ وہ اپنا علو اسناد بتلانے کے لیے یا کسی ادنے شخص سے روایت کرنے مین شرم کرکے تدلیس کیا کرتے تھے پھر اگر ایسا تدلیس کرنے والا راوی معنعن حدیث مین ہو تو زمان ایک بار ملاقات ہونا یا ملاقات ممکن ہونا کسی کے نزدیک حدیث کے متصل ہونے کے لیے کافی نہوگا جب تک صاف معلوم نہ ہوجاوے کہ درحقیقت اس مدلس راوی کی صحبت اور ملاقات دوسرے راوی سے ہوئی تھی بعضون نے یہ کہا ہے کہ معنعن روایت بالکل کسی صورت مین حجت کے لائق نہین مگر یہ قول مردود ہے باجماع سلف اسکو کسینے اختیار نہین کیا (نووی مع زیادہ) نووی نے اس باب کے ترجمے کو اسیطرح قائم کیا ہے جیسے اوپر لکھا گیا لیکن نسخہ مطبوعہ کلکتہ مین یہ باب یون لکھا ہے بَابُ مَا تَصِحُّ بِهِ رِوَايَةُ الرُّوَاةِ بَعْضِهِمْ عَنْ بَعْضٍ وَالتَّنْبِيهِ عَلَى مَنْ غَلِطَ فِي ذَلِكَ یعنی باب بیان مین اس بات کے کہ کیونکر صحیح ہوتی ہے روایت ایک راوی کی دوسرے راوی سے اور بیان اوس غلطی کا جو لوگون نے اسمقام مین کی ہے ۔ اگرچہ یہ ترجمہ

بہی برا نہین ہے نووی نے جو ترجمہ کیا ہے وہ زیادہ مناسب ہے اور اولی ہے اسو سطے ہم نے اوسی کو اختیار کیا اور
وجہ اس اختلاف کی یہی ہے جو اوپر گذری کہ امام مسلم نے خود تو باب کی ترجمے لکہے نہین لوگون نے اونکے بعد
پہر ہر ایک نے مناسب دیکہکر اپنی رائے سے باب قائم کیے ہم بہی جو ترجمہ زیادہ مناسب ہوگا اوسی کو لکہا کرینگے

وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ مُنْتَحِلِي الْحَدِيثِ مِنْ أَهْلِ عَصْرِنَا فِي تَصْحِيحِ الْأَسَانِيدِ وَسَقِيمِهَا بِقَوْلٍ لَوْ ضَرَبْنَا عَنْ حِكَايَتِهِ وَذِكْرِ فَسَادِهِ صَفْحًا لَكَانَ رَأْيًا مَتِينًا وَمَذْهَبًا صَحِيحًا إِذِ الْإِعْرَاضُ عَنِ الْقَوْلِ الْمُطَّرَحِ أَحْرَى لِإِمَاتَتِهِ وَإِخْمَالِ ذِكْرِ قَائِلِهِ وَأَجْدَرُ أَنْ لَا يَكُونَ ذَلِكَ تَنْبِيهًا لِلْجُهَّالِ عَلَيْهِ غَيْرَ أَنَّا لَمَّا تَخَوَّفْنَا مِنْ شُرُورِ الْعَوَاقِبِ وَاغْتِرَارِ الْجَهَلَةِ بِمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ وَإِسْرَاعِهِمْ إِلَى اعْتِقَادِ خَطَأِ الْمُخْطِئِينَ وَالْأَقْوَالِ السَّاقِطَةِ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ رَأَيْنَا الْكَشْفَ عَنْ فَسَادِ قَوْلِهِ وَرَدَّ مَقَالَتِهِ بِقَدْرِ مَا يَلِيقُ بِهَا مِنَ الرَّدِّ أَجْدَى عَنِ الْأَنَامِ وَأَحْمَدَ لِلْعَاقِبَةِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ

ترجمہ امام مسلم فرماتے ہین کہ ہمارے زمانے مین بعضے ایسے لوگون نے جنہون نے جہوٹ موٹ اپنے تئین محدث قرار دیا ہے اسناد کی صحت اور سقم مین ایک قول بیان کیا ہے اگر ہم بالکل اوسکو نقل نکرین اور اوسکا ابطال نہ لکہین تو عمدہ تجویز ہوگی اور ٹہیک رستہ ہوگا اس لیے کہ غلط بات کیطرف التفات نہ کرنا اوسکو مٹہنے کے لیے اور اوسکے کہنے والے کا نام کہو دینے کے لیے بہتر ہے اور مناسب ہے جاہلون کے لیے تا اونکو خبر بہی نہو اوس غلط بات کی مگر اسوجہ سے کہ ہم انجام کی برائی سے ڈرتے ہین اور یہ بات دیکہتے ہین کہ جاہل نئی بات پر فریفتہ ہو جاتے ہین اور غلط بات پر جلد اعتقاد کر لیتے ہین جو علما کے نزدیک ساقط الاعتبار ہوتی ہے ہم نے اوس قول کی غلطی بیان کرنا اور اوسکو رد کرنا جیسا چاہیے لوگون کے لیے بہتر اور فائدہ مند خیال کیا اور اوسکا انجام بہی نیک ہوگا اگر خدا عزوجل چاہے

وَزَعَمَ الْقَائِلُ الَّذِي افْتَتَحْنَا الْكَلَامَ عَلَى الْحِكَايَةِ عَنْ قَوْلِهِ وَالْإِخْبَارِ عَنْ سُوءِ رَوِيَّتِهِ أَنَّ كُلَّ إِسْنَادٍ لِحَدِيثٍ فِيهِ فُلَانٌ عَنْ فُلَانٍ وَقَدْ أَحَاطَ الْعِلْمُ بِأَنَّهُمَا قَدْ كَانَا فِي عَصْرٍ وَاحِدٍ وَجَائِزٌ أَنْ يَكُونَ الْحَدِيثُ الَّذِي رَوَى الرَّاوِي عَمَّنْ رَوَى عَنْهُ قَدْ سَمِعَهُ مِنْهُ وَشَافَهَهُ بِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَعْلَمُ لَهُ مِنْهُ سَمَاعًا وَلَمْ نَجِدْ فِي شَيْءٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ أَنَّهُمَا الْتَقَيَا قَطُّ أَوْ تَشَافَهَا بِحَدِيثٍ أَنَّ الْحُجَّةَ لَا تَقُومُ عِنْدَهُ بِكُلِّ خَبَرٍ جَاءَ هَذَا الْمَجِيءَ حَتَّى يَكُونَ عِنْدَهُ الْعِلْمُ بِأَنَّهُمَا قَدِ اجْتَمَعَا مِنْ دَهْرِهِمَا مَرَّةً فَصَاعِدًا أَوْ تَشَافَهَا بِالْحَدِيثِ بَيْنَهُمَا أَوْ يَرِدَ خَبَرٌ فِيهِ بَيَانُ اجْتِمَاعِهِمَا وَتَلَاقِيهِمَا مَرَّةً مِنْ دَهْرِهِمَا فَمَا فَوْقَهَا فَإِنْ

من تسقیمها
اذا
لا یخوفنا
علی الانام

لم یکن عندہ علم ذلک ولم یأت روایۃ تخبر ان ھذا الراوی عن صاحبہ قد لقیہ مرۃ تأت
وسمع منہ شیئا لم یکن فی نقلہ الخبر عمن روی عنہ علم ذلک والامر کما وصفنا حجۃ
وکان الخبر عندہ موقوفا حتی یرد علیہ سماعہ منہ لشیء من الحدیث قل او کثر
فی روایۃ مثل ما ورد۔ ترجمہ اور اس شخص نے جس کے قول سے ہم نے گفتگو شروع کی اور جسکو فکر
اور خیال کو ہم نے باطل کہا یون گمان کیا ہے کہ جو اسناد ایسا ہو جسمین فلان عن فلان ہو اور یہ بات معلوم ہو
گئی ہو کہ وہ دونون ایک زمانہ مین تھے اور ممکن ہو کہ حدیث ایک نے دوسرے سے سنی ہو اور اس سے ملا ہو مگر ہمکو
یہ معلوم نہین ہوا کہ اوس نے اوس سے سنا ہے نہ ہم نے کسی روایت مین اسبات کی تصریح پائی کہ وہ دونون ملے
تھے اور اُن مین منہ در منہ بات چیت ہوئی تھی تو ایسے اسناد سے جو حدیث روایت کیجاوے وہ حجت نہین ہے
جب تک یہ بات معلوم نہ ہو کہ کم سے کم وہ دونون اپنی عمر مین ایکبار ملے تھے اور ایک نے دوسرے سے بات چیت کی
تھی یا ایسی کوئی حدیث روایت کی جاوے جسمین اس امر کا بیان ہو کہ وہ دونون کی ملاقات ایک بار یا زیادہ ہوئی تھی
اگر اسبات کا علم نہ ہو اور نہ کوئی حدیث ایسی روایت کیجاوے جس مین ملاقات اور سماع کا ثبوت ہو تو ایسی حدیث کا نقل
کرنا جس سے ملاقات کا علم نہ ہو ایسی حالت مین حجت نہین ہے اور وہ حدیث موقوف رہیگی یہانتک کہ اون
دونون کا سماع تھوڑا یا بہت دوسری روایت سے معلوم ہو وھذا القول یرحمک اللہ فی الطعن فی
الاسانید قول مخترع مستحدث غیر مسبوق صاحبہ الیہ ولا مساعد لہ من اھل العلم
علیہ وذلک ان القول الشائع المتفق علیہ بین اھل العلم بالاخبار والروایات قدیما
وحدیثا ان کل رجل ثقۃ روی عن مثلہ حدیثا وجائز ممکن لہ لقاؤہ والسماع منہ لکونہما کانا
جمیعا کانا فی عصر واحد وان لم یأت فی خبر قط انہما اجتمعا ولا تشافھا بکلام فالروایۃ
ثابتۃ والحجۃ بہا لازمۃ الا ان یکون ھناک دلالۃ بینۃ ان ھذا الراوی لم یلق من تکون
روی عنہ او لم یسمع منہ شیئا فاما والامر مبھم علی الامکان الذی فسرنا فالروایۃ
علی السماع ابدا حتی یکون الدلالۃ التی بینا۔ ترجمہ اور یہ قول اسناد کے باب مین خدا تجھپر رحم کرے تکونا
ایک نیا ایجاد کیا ہوا ہے جو پہلے کسی سے نہین کہا نہ حدیث کے عالمون نے اوسکی موافقت کی ہے اسلیے کہ مشہور
مذہب جس پر اتفاق ہے اہل علم کا اگلے اور پچھلوں کا وہ یہ ہے کہ جب کوئی ثقہ شخص کسی ثقہ شخص سے جو اوسکی مثل ہو ایک حدیث کو روایت کرے اور
اون دونون کی ملاقات جائز اور ممکن ہو (باعتبار سن اور عمر کے) اسوجہ سے کہ وہ دونون ایک زمانے مین موجود

تھی اگرچہ کسی حدیث مین اس بات کی تصریح نہو کہ وہ دونون ملے تھے یا اُن مین روبرو بات چیت ہوئی تھی تو وہ حدیث حجت ہی اور وہ روایت سماع ہی البتہ اگر اس امر کی دلالت کوئی کھلی دلیل ہو کہ درحقیقت یہ راوی دوسرے راوی سے نہین ملا یا اوس سے کچھ نہین سُنا تو وہ حدیث حجت نہوگی لیکن جب تک امر مبہم رہی (یعنی کوئی کھلی اور کوئی دلیل نہ سننے اور نہ ملنے کی نہو) تو صرف ملاقات کا ممکن ہونا کافی ہوگا اور وہ روایت سماع پر محمول کی جاویگی فَيُقَالُ لِمُخْتَرِعِ هٰذَا الْقَوْلِ الَّذِي وَصَفْنَا مَقَالَتَهُ أَوْ لِلذَّابِّ عَنْهُ قَدْ أَعْطَيْتَ فِي جُمْلَةِ قَوْلِكَ أَنَّ خَبَرَ الْوَاحِدِ الثِّقَةِ حُجَّةٌ يَلْزَمُ بِهِ الْعَمَلُ ثُمَّ أَدْخَلْتَ فِيهِ الشَّرْطَ بَعْدُ فَقُلْتَ حَتّٰى يُعْلَمَ أَنَّهُمَا قَدْ كَانَا الْتَقَيَا مَرَّةً فَصَاعِدًا أَوْ سَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا فَهَلْ تَجِدُ هٰذَا الشَّرْطَ الَّذِي اشْتَرَطْتَهُ عَنْ أَحَدٍ يَلْزَمُ قَوْلُهُ وَإِلَّا فَهَلُمَّ دَلِيلًا عَلٰى مَا زَعَمْتَ فَإِنِ ادَّعٰى قَوْلَ أَحَدٍ مِنْ عُلَمَاءِ السَّلَفِ بِمَا زَعَمَ مِنْ إِدْخَالِ الشَّرِيطَةِ فِي تَثْبِيتِ الْخَبَرِ طُولِبَ بِهِ وَلَنْ يَجِدَ هُوَ وَلَا غَيْرُهُ إِلٰى إِيجَادِهِ سَبِيلًا وَإِنْ هُوَ ادَّعٰى فِيمَا زَعَمَ دَلِيلًا يَحْتَجُّ بِهِ قِيلَ لَهُ وَمَا ذٰلِكَ الدَّلِيلُ

ترجمہ پھر جس شخص نے یہ قول نکالا ہے یا اوسکی حمایت کرتا ہی اوس سے یون گفتگو کرین گے کہ تمھیں ہی سارے کلام سے یہ بات نکلی کہ ایک ثقہ شخص کی روایت دوسرے ثقہ شخص سے حجت ہی جسپر عمل کرنا واجب ہی **ف** اس مقام پر امام مسلم نے ایک بڑا ضروری قاعدہ شرع کا بیان کیا وہ کیا ہے عمل کرنا خبر واحد پر علما نے کہا ہی کہ حدیث یعنے خبر دو قسم کی ہے ایک متواتر ایک احاد متواتر وہ تو ہی جس کے روایت کرنیوالے اتنے آدمی ہون کہ ان سبکا جھوٹا ہونا عقل کے نزدیک محال معلوم ہو اور ہر طبقہ مین اوسکے راوی اتنی کثرت سے ہون اس قسم کی روایت سے تو علم بھی حاصل ہوتا ہے یعنی یقین اور اُسپر عمل بھی واجب ہوتا ہے خبر احاد وہ ہی جسکو ہر طبقہ مین اتنے راویون نے نقل نہ کیا ہو خواہ ایک ہی راوی نے نقل کیا ہو یا زیادہ نے اگرچہ بعضے طبقون مین اُسکے راوی کثرت سے ہون مثلاً ایک ہی صحابی نے ایک حدیث کو روایت کیا ہے پر بہت سے تابعین نے اوس صحابی سے سنا ہی تو اگرچہ وہ حدیث مشہور ہوگئی پر خبر احاد میں داخل ہے۔ خبر احاد کی حکم مین علما کا بہت اختلاف ہی مگر جمہور اہل اسلام صحابہ اور تابعین اور انکے بعد اور محدثین اور فقہا اور علما کا مذہب یہ ہی کہ خبر واحد کا راوی اگر ثقہ ہو تو وہ حجت ہی اور اُس سے ظن حاصل ہوتا ہے اگرچہ یقین جیسا متواتر سے حاصل ہوتا ہے نہین ہوتا اور اُسپر عمل کرنا واجب ہی اور اُسکے مقابلہ مین قیاس اور رائے کو ترک کرنا چاہیے اور اگر خبر احاد پر عمل واجب نہو تو سارا حدیث کا علم بیکار ہو جاتا ہے کیونکہ حدیثین متواترہ ایک یا دو سے زیادہ نہین ہین سب احاد ہین پھر سوا قرآن کے کچھ باقی نہین رہتا اور قدریہ اور رافضہ کا قول یہی ہی کہ خبر واحد پر عمل واجب نہین ہی

ہے اور بعض اہل حدیث کا قول یہ ہی کہ خبر واحد علم اور عمل دونون کو موجب ہی مثل خبر متواتر کے اس لیے کہ راوی ثقہ اور معتبر ہے اور بعضون کا قول یہ ہے کہ بخاری اور مسلم کے احاد حدیثین علم کی موجب ہین اور عمل کو بھی باقی کتابون کی احاد حدیثین صرف عمل کو موجب ہین مگر یہ سب اقوال ضعیف ہین اور صحیح وہی ہے جو پہلے بیان ہوا کہ خبر واحد پر عمل واجب ہوتا ہے اور اس سے علم یقینی حاصل نہین ہوتا اسیواسطے اعتقادات مین خبر واحد پہ بھروسا نہین ہو سکتا البتہ اگر خبار آحاد بہت سی ہون جن سے ایک مشترک مضمون پیدا ہو تو وہ مضمون متواتر ہو جاویگا اور ایسی حدیث کو متواتر المعنی کہتے ہین اسمین اگرچہ ہر حدیث کے الفاظ متواتر نہین ہوتے پر اون سب کا حاصل مضمون متواتر خیال کیا جاتا ہی اور اسپر یقین کرنا لازم ہے شفاعت اور علامات قیامت اور ظہور مہدی اور اکثر اعتقادات کے متعلق مضامین اسی قسم کے ہین جنکے مضامین مختلف حدیثون اور روایتون سے متواتر ہوگئے ہین **ت** پھر تونے خود ایک شرط بعد کو بڑھا دی کہ جب یہ بات معلوم ہو جاوے کہ وہ دونون اپنی عمر مین ایک بار ملے تھے یا زیادہ اور ایک نے دوسرے سے سنا تھا اس شرط کا ثبوت کسی ایسے شخص کے قول سے پایا ہے جسکا ماننا ضرور ہو اگر ایسا کوئی قول نہین ہے تو اور کوئی دلیل اپنے دعوی پر لا اگر وہ یہ کہے کہ اس باب مین سلف کا قول ہی یعنے اس شرط کے ثبوت کے لیے تو کہا جاویگا کہان ہی لا پھر نہ اسکو کوئی قول ملیگا نہ اوکسیکو اور اگر وہ اور کوئی دلیل قائم کرنا چاہے تو پوچھین گے وہ دلیل کیا ہے فَإِنْ قَالَ قُلْتُهُ لِأَنِّي وَجَدْتُ رُوَاةَ الْأَخْبَارِ قَدِيمًا وَحَدِيثًا يَرْوِي أَحَدُهُمْ عَنِ الْآخَرِ الْحَدِيثَ وَلَمَّا يُعَايِنْهُ وَلَا سَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا قَطُّ فَلَمَّا رَأَيْتُهُمُ اسْتَجَازُوا رِوَايَةَ الْحَدِيثِ بَيْنَهُمْ هٰكَذَا عَلَى الْإِرْسَالِ مِنْ غَيْرِ سَمَاعٍ وَالْمُرْسَلُ مِنَ الرِّوَايَاتِ فِي أَصْلِ قَوْلِنَا وَقَوْلِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْأَخْبَارِ لَيْسَ بِحُجَّةٍ احْتَجْتُ لِمَا وَصَفْتُ مِنَ الْعِلَّةِ إِلَى الْبَحْثِ عَنْ سَمَاعِ رَاوِي كُلِّ خَبَرٍ عَنْ رَاوِيهِ فَإِذَا أَنَا هَجَمْتُ عَلَى سَمَاعِهِ مِنْهُ لِأَدْنَى شَيْءٍ ثَبَتَ عِنْدِي بِذٰلِكَ جَمِيعُ مَا يَرْوِي عَنْهُ بَعْدُ فَإِنْ عَزَبَ عَنِّي مَعْرِفَةُ ذٰلِكَ أَوْقَفْتُ الْخَبَرَ وَلَمْ يَكُنْ عِنْدِي مَوْضِعَ حُجَّةٍ لِإِمْكَانِ الْإِرْسَالِ فِيهِ **ترجمہ** پھر اگر وہ شخص یہہ کہے مینے یہ مذہب اسلیے اختیار کیا ہے کہ مینے حدیث کے تمام اگلے اور پچھلے راویون کو دیکھا کہ ایک دوسرے سے حدیث روایت کرتے ہین حالانکہ اوس ایک نے خود دوسرے کو دیکھا نہ اوس سے سنا تو جب مینے دیکھا کہ انہون نے جائز رکھا ہے مرسل کو روایت کرنا بغیر سماع کے اور مرسل روایت ہمارے اور علماء الون کے نزدیک حجت نہین ہے **ف** مرسل کہتے ہین اوس روایت کو جسکی اسناد مین اتصال نہ ہو یعنے کوئی راوی بیچ مین سے چھوٹ گیا ہو مثلاً تابعی یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا ہے اور صحابی کو ذکر نہ کرے جس سے اوس

ثمّ يرى فيما

تابعی نے سنا ہی منقطع اور معضل بھی اسی کی قسمین ہین مگر منقطع اوس روایت کو اکثر کہتے ہین جس مین تبع تابعی صحابی سے روایت
کرے یا بیچ کے راویون مین سے کوئی راوی چہوٹ جاوی اور معضل وہ جس مین دو راوی برابر چہوٹ گئے ہون مرسل حدیث
کے قبول کرنے مین علماء کا بہت اختلاف ہی مشہور مذہب یہ ہی کہ وہ حجت نہین اور یہی قول ہی شافعی اور ایک جماعت
فقہا کا اور مالک اور ابو حنیفہ اور احمد اور اکثر فقہا کا قول یہ ہی کہ مرسل روایت حجت ہی جب اس کا راوی ثقہ ہو۔
ت تو احتیاج پڑے مجھکو راوی کے سماع دیکھنے کی جسکو وہ روایت کرتا ہی دوسرے سے پھر اگر مجھے کہین ذرا
بھی ثابت ہوگیا کہ اوس نے سنا ہی دوسرے راوی سے تو اوسکی تمام روایتین اوس سے درست ہوگئین اگر بالکل بھی
معلوم نہوا کہ اُس نے اوس سے سنا ہے تو مین روایت کو موقوف رکھونگا اور میرے نزدیک وہ روایت حجت نہوگی اس لیے
کہ ممکن ہی اوسکا مرسل ہونا (یہ دلیل ہوئی مخالف کی اب اسکا جواب آگے مذکور ہوتا ہے) فَيُقَالُ لَهُ فَإِنْ كَانَتِ الْعِلَّةُ
فِي تَضْعِيفِكَ الْخَبَرَ وَتَرْكِكَ الِاحْتِجَاجَ بِهِ إِمْكَانَ الْإِرْسَالِ فِيهِ لَزِمَكَ أَنْ لَا تُثْبِتَ إِسْنَادًا
مُعَنْعَنًا حَتَّى تَرَى فِيهِ السَّمَاعَ مِنْ أَوَّلِهِ إِلَى آخِرِهِ وَذَلِكَ أَنَّ الْحَدِيثَ الْوَارِدَ عَلَيْنَا بِإِسْنَادِ
هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ فَبِيَقِينٍ نَعْلَمُ أَنَّ هِشَامًا قَدْ سَمِعَ مِنْ أَبِيهِ وَأَنَّ أَبَاهُ
قَدْ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ كَمَا نَعْلَمُ أَنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَمِعَتْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ يَجُوزُ
إِذَا لَمْ يَقُلْ هِشَامٌ فِي رِوَايَةٍ يَرْوِيهَا عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ أَوْ أَخْبَرَنِي أَنْ يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَبِيهِ
فِي تِلْكَ الرِّوَايَةِ إِنْسَانٌ آخَرُ أَخْبَرَهُ بِهَا عَنْ أَبِيهِ وَلَمْ يَسْمَعْهَا هُوَ مِنْ أَبِيهِ لَمَّا أَحَبَّ أَنْ
يَرْوِيَهَا مُرْسَلًا وَلَا يُسْنِدَهَا إِلَى مَنْ سَمِعَهَا مِنْهُ وَكَمَا يُمْكِنُ ذَلِكَ فِي هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ فَهُوَ أَيْضًا
مُمْكِنٌ فِي أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ وَكَذَلِكَ كُلُّ إِسْنَادٍ لِحَدِيثٍ لَيْسَ فِيهِ ذِكْرُ سَمَاعِ بَعْضِهِمْ مِنْ
بَعْضٍ وَإِنْ كَانَ قَدْ عُرِفَ فِي الْجُمْلَةِ أَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ قَدْ سَمِعَ مِنْ صَاحِبِهِ سَمَاعًا كَثِيرًا
فَجَائِزٌ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ أَنْ يَنْزِلَ فِي بَعْضِ الرِّوَايَةِ فَيَسْمَعَ مِنْ غَيْرِهِ عَنْهُ بَعْضَ أَحَادِيثِهِ
ثُمَّ يُرْسِلَهُ عَنْهُ أَحْيَانًا وَلَا يُسَمِّي مَنْ سَمِعَ مِنْهُ وَيَنْشَطُ أَحْيَانًا فَيُسَمِّي الرَّجُلَ الَّذِي حَمَلَ عَنْهُ الْحَدِيثَ
وَيَتْرُكُ الْإِرْسَالَ **ترجمہ** اوس سے کہا جاویگا اگر تیرے نزدیک حدیث کو ضعیف کرنیکی اور اسکو حجت نہ سمجھنے کی علت
صرف ارسال کا ممکن ہونا ہے (جیسے اوس نے خود کہا کہ جب سماع ثابت نہوا تو وہ روایت حجت نہوگی کیونکہ ممکن ہے
اسکا مرسل ہونا) تو لازم آتا ہے کہ تو کسی اسناد معنعن کو نہ مانے جب تک اول ہی لیکر آخیر تک اوس مین تصریح نہو سماع
کی (یعنے ہر راوی دوسرے سے یون روایت کرے کہ مین نے اُس سے سنا مثلا جو حدیث ہمکو پہنچی ہشام کی روایت سے

اوس نے اپنے باپ عروہ سے اور اس نے حضرت عائشہ سے تو ہم یقیناً جانتے ہیں کہ ہشام نے اپنے باپ سے سنا ہے اور اسکے باپ عروہ نے حضرت عائشہ سے سنا ہے جیسے ہم اس بات کو بالیقین جانتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے باوجود اسکے احتمال ہے کہ اگر کسی روایت میں ہشام یوں لکھے کہ میں نے عروہ سے سنا ہے یا عروہ نے مجھے خبر دی (بلکہ صرف عن عروہ کہے) تو ہشام اور عروہ کے بیچ میں ایک اور شخص ہو جس نے عروہ سے سنکر ہشام کو خبر دی ہو اور خود ہشام نے اپنے باپ سے اُس روایت کو نہ سنا ہو لیکن ہشام نے اسکو مرسلاً روایت کرنا چاہا اور جس کے ذریعے سنا اسکا ذکر کرنا مناسب نہ جانا اور جیسے یہ احتمال ہشام اور عروہ کے بیچ میں ہے ویسے ہی عروہ اور حضرت عائشہ کے بیچ میں بھی ہو سکتا ہے اسیطرح ہر ایک اسناد میں جسمیں سماع کی تصریح نہیں اگرچہ یہ بات معلوم ہو کہ ایک نے دوسرے سے بہت روایتیں سنی ہیں مگر یہ ہو سکتا ہے کہ بعض روایتیں اوس سے نہ سنی ہوں بلکہ کسی اور کے ذریعے سے سنکر اوسکو مرسلاً نقل کیا ہو جس کے ذریعے سے سنا اسکا نام نہ لیا اور کبھی اس احتمال کو رفع کرنے کے لیے اوسکا نام بھی دیا اور ارسال کو ترک کیا **ف** حاصل جواب یہ ہے کہ جب احتمال ارسال کا حدیث کے صحیح ہونے کے لیے کافی ہوا تو احتمال تو وہاں بھی موجود ہے جہاں ایک راوی کی ملاقات دوسرے راوی سے ثابت ہو جاوے کیونکہ ملاقات کا ہونا اس بات کو مستلزم نہیں کہ تمام حدیثیں اسکی روایت کی ہوئیں خود اوسی سے سن لی ہوں جائز ہے کہ کچھ اس سے خود سنی کچھ اور لوگوں کی واسطے سے سنی تو ملاقات کا معلوم ہونا بھی احتمال رفع کرنے کے لیے کافی نہوا پھر اس شرط لگانے سے حاصل ہی کیا ہوا بلکہ اور خطر پیدا ہوا کہ ہزاروں صحیح متصل روایتیں جو عن عن کے ساتھ مروی ہیں ایک بے بنیاد احتمال سے بیکار ہو گئیں۔ مخالف اسکا جواب یہ دے سکتا ہے کہ مطلق احتمال رفع اتصال کے لیے کافی نہیں جب ملاقات ثابت ہو گئی تو جانب اتصال کو ترجیح ہے اور جانب ارسال مرجوح تو اعتبار اتصال ہی کا ہوگا کیونکہ وہی ظاہر ہے اور ظن غالب بھی اسیکا ہے اس لیے کہ راوی مدلس نہیں برخلاف اُس صورت کے جہاں ملاقات ایک بار بھی ثابت نہیں ہوئی وہاں جانب اتصال اور ارسال دونوں مساوی ہیں اسلیے شک اور تردد ہوا اور وہ مستلزم ہے روایت کی موقوف ہونے کو وَمَا عَلِمْنَا مِنْ هٰذَا مَوْجُوْدٌ فِي الْحَدِيْثِ مُسْتَفِيْضٌ مِنْ فِعْلِ ثِقَاتِ الْمُحَدِّثِيْنَ وَ أَئِمَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَسَنَذْكُرُ مِنْ رِوَايَاتِهِمْ عَلَى الْجِهَةِ الَّتِي ذَكَرْنَا عَدَدًا يُسْتَدَلُّ بِهَا عَلَى أَكْثَرَ مِنْهَا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَمِنْ ذٰلِكَ أَنَّ أَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيَّ وَابْنَ الْمُبَارَكِ وَوَكِيْعًا وَابْنَ نُمَيْرٍ وَجَمَاعَةً غَيْرَهُمْ رَوَوْا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحِلِّهِ وَلِحُرْمِهِ بِأَطْيَبِ مَا أَجِدُ فَرَوَى هٰذِهِ الرِّوَايَةَ بِعَيْنِهَا اللَّيْثُ بْنُ

سَعْدٍ وَّدَاوٗدُ الْعَطَّارُ وَحُمَيْدُ بْنُ الْاَسْوَدِ وَوُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ وَاَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ
اَخْبَرَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** امام مسلم فرماتے
ہین کہ احتمال جو ہم نے بیان کیا (صرف فرضی اور خیالی نہین ہے) بلکہ موجود ہے حدیث مین جاری ہے بہت سے
ثقہ محدثین کی روایتون مین ہم تہوڑی سی ایسی روایتین بیان کرتے ہین خدا چاہے تو اون سے دلیل پوری
ہوگی بہت سی روایتون پر۔ **پہلی** روایت وہ ہے جو ایوب سختیانی اور ابن مبارک اور وکیع اور ابن نمیر اور ایک
جماعت نے سوا انکے ہشام سے نقل کے اوس نے اپنے باپ عروہ سے اوس نے حضرت عائشہ سے کہ مین خوشبو لگاتی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کہولتے وقت اور احرام باندہتے وقت جو سب سے عمدہ مجہکو ملتی۔ اسی روایت کو بعینہ
لیث بن سعد اور داود عطار اور حمید بن الاسود اور وہیب بن خالد اور ابو اسامہ نے ہشام سے روایت کیا کہا
ہشام نے خبر دی مجہکو عثمان بن عروہ نے اوس نے عروہ سے اوس نے حضرت عائشہ سے **ف** تو ہشام اور عروہ کے
بیچ مین عثمان بن عروہ کا واسطہ نقل کیا اور پہلی اسناد مین عثمان کا واسطہ نہین ہے صرف ہشام عن عروہ ہے
حالانکہ پہلی اسناد کی نقل کرنیوالے حدیث کے بڑے بڑے امام ہین اون سب سے غلطی نہین ہوسکتی تو ضرور ہے
یہ بات کہ اس روایت کو ہشام نے خود عروہ سے نہین سنا بلکہ عثمان کے واسطے سے سنا لیکن کبہی ہشام نے اسکو مرسلاً
عروہ سے نقل کیا اور کبہی مسنداً عثمان سے اگرچہ اس مقام مین یہ احتمال بہی ہے کہ ہشام نے اسکو پہلی عثمان کے واسطے
سے سنا ہو پہر خود عروہ سے ملکر بلا واسطہ بہی اون سے سن لیا وَرَوٰى هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ
كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اعْتَكَفَ يُدْنِيْ اِلَيَّ رَاْسَهٗ فَاُرَجِّلُهٗ وَاَنَا حَائِضٌ
فَرَوَاهَا بِعَيْنِهَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** دوسری روایت ہشام کی ہے اپنے باپ عروہ سے اوس نے عائشہ سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف مین ہوتے تو اپنا سر میری طرف کو جہکا دیتے مین آپکے سر مین کنگہی کر دیتی
اسی روایت کو بعینہ امام مالک نے زہری سے روایت کیا ہے اوس نے عروہ سے اوس نے عمرہ سے اوس نے عائشہ سے
انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** تو امام مالک کی روایت مین عروہ اور عائشہ کے بیچ مین ایک
واسطہ ہے عمرہ کا جو پہلے اسناد مین نہین ہے نووی نے کہا اس حدیث سے کئی باتین معلوم ہوتی ہین ایک یہ کہ حائضہ
عورت کے اور اعضا پاک ہین اور اس پر علما کا اتفاق ہے اور ابو یوسف سے جو منقول ہے کہ حائضہ کا ہاتھ نجس ہے وہ
روایت صحیح نہین دوسرے یہ کہ معتکف اپنے بالون مین کنگہی کر سکتا ہے **تیسرے** یہ کہ اپنی عورت کی طرف دیکہہ سکتا ہے

اور اوسکو چوستا ہو بغیر شہوت کے وَرَوَى الزُّهْرِيُّ وَصَالِحُ بْنُ أَبِي حَسَّانَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ فَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ فِي هَذَا الْخَبَرِ فِي
الْقُبْلَةِ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُرْوَةَ
أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ **ترجمہ**
تیسری روایت وہ ہے جو زہری اور صالح بن ابی حسان نے **ف** اور ایک نسخہ مین صالح بن کیسان ہے اور وہ غلط
ہے صحیح صالح بن ابی حسان ہے نسائی نے اسکو روایت کیا ابن وہب سے اونسے ابن ابی ذئب نے اونسے صالح بن ابی حسان
سے اونسے ابوسلمہ سے ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ صالح بن ابی حسان ثقہ ہے اور صالح بن حسان البصری ابو الحارث
دوسرا شخص ہے وہ بھی ابوسلمہ سے روایت کرتا ہے وہ ضعیف ہے (النووی) **ت** ابوسلمہ سے نقل کیا اونسے عائشہ سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور آپ روزہ دار ہوتے یحییٰ بن ابی کثیر نے اسی بوسے کی حدیث کو یون روایت
کیا خبر دی مجھ کو ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے انکو خبر دی عمر بن عبد العزیز نے اون کو خبر دی عروہ نے انکو خبر دی عائشہ صدیقہ
نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکا بوسہ لیتے اور آپ روزہ دار ہوتے **ف** تو یحییٰ بن ابی کثیر نے ابوسلمہ اور عائشہ
کے بیچ مین دو واسطے اور نقل کیے عمر بن عبد العزیز اور عروہ کا اور یہہ دونون واسطے پہلے اسناد مین نہین مین اس اسناد
مین ایک نادر بات ہے وہ یہ کہ چارون راوی یعنی یحییٰ اور ابوسلمہ اور عمر بن عبد العزیز اور عروہ تابعین مین سے ہین
اور ایک دوسرے سے روایت کرتے ہین دوسرا لطف یہ ہے کہ ابوسلمہ یعنی عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عوف کبار تابعین مین
سے ہین اور عمر بن عبد العزیز انکی نسبت سن اور طبقہ مین کم ہین پر وہ اُن سے روایت کرتے ہین وَرَوَى ابْنُ
عُيَيْنَةَ وَغَيْرُهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَطْعَمَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لُحُومَ الْخَيْلِ وَنَهَانَا عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ
بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَذَا النَّحْوُ فِي الرِّوَايَاتِ كَثِيرٌ يَكْثُرُ
تَعْدَادُهُ وَفِيمَا ذَكَرْنَا مِنْهَا كِفَايَةٌ لِذَوِي الْفَهْمِ **ترجمہ** چوتھی روایت وہ ہے جو سفیان بن عیینہ وغیرہ نے
عمرو بن دینار سے کی انہون نے جابر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو کھلایا گھوڑونکا گوشت اور منع کیا گدھون
کے گوشت سے اسی حدیث کو حماد بن زید نے روایت کیا عمرو سے انہون نے محمد بن علی (یعنی امام باقر) سے انہون نے جابر سے
(تو حماد بن زید نے عمرو بن دینار اور جابر کے بیچ مین ایک واسطہ اور نقل کیا محمد بن علی کا جو پہلی اسناد مین نہ ہین) اور
اس قسم کی حدیثین بہت ہین جنکا شمار کثیر ہے اور جتنی ہم نے بیان کین وہ سمجھ والون کے لیے کافی ہین فَإِذَا كَانَتِ

من

العلة عند من وصفنا قوله قبل في فساد الحديث وتوهينه إذا لم يعلم أن الراوي قد سمع ممن روى عنه شيئا لإمكان الإرسال فيه لزمه ترك الاحتجاج في قياد قوله برواية من يعلم أنه قد سمع ممن روى عنه إلا في نفس الخبر الذي فيه ذكر السماع لما بينا من قبل عن الأئمة الذين نقلوا الأخبار أنه كانت لهم تارات يرسلون فيها الحديث إرسالا ولا يذكرون من سمعوه منه وتارات ينشطون فيها فيسندون الخبر على هيئة ما سمعوا فيخبرون بالنزول فيه إن نزلوا وبالصعود إن صعدوا كما شرحنا ذلك عنهم ترجمہ پھر جب علت اوس شخص کے نزدیک جسکا قول اوپر ہم نے بیان کیا حدیث کی خرابی اور توہین کی یہ ہوئی کہ ایک راوی کا سماع جب دوسرے راوی سے معلوم نہوا تو ارسال ممکن ہے تو اوسکے قول کے بموجب اوسکو لازم آتا ہے ترک کرنا حجت کا اون روایتوں کے ساتھ جنکے راوی کا سماع دوسرے سے معلوم ہو چکا ہے (پر خاص اس روایت مین سماع کی تصریح نہین) البتہ اس شخص کے نزدیک صرف وہی روایت حجت ہوگی جسمین سماع کی تصریح ہے کیونکہ اوپر ہم بیان کر چکے کہ حدیث کی روایت کرنیوالے اماموں کا حال مختلف ہوتا کبھی تو وہ ارسال کرتے اور جس سے انہون نے سنا ہوتا اوسکا نام نہ لیتے اور کبھی خوش ہوتے اور حدیث کا پورا اسناد جس طرح سے انہون نے سنا ہی بیان کر دیتے پھر اگر انکو اوتار ہوتا تو اوتار بتلاتے اور جو چڑھاؤ ہوتا چڑھاؤ بتلاتے جیسے اوپر ہم صاف بیان کر چکے **ف** اوتار اور چڑھاؤ سے یہ مقصود ہے کہ اگر سند عالی ہوئی اور وسائط کم ہوے تو چڑھاؤ ہوا اور جو سند عالی نہوئی اور وسائط زیادہ ہوئے تو اوتار ہوا وما علمنا أحدا من أئمة السلف ممن يستعمل الأخبار ويتفقد صحة الأسانيد وسقمها مثل أيوب السختياني وابن عون ومالك بن أنس وشعبة بن الحجاج ويحيى بن سعيد القطان وعبد الرحمن بن مهدي ومن بعدهم من أهل الحديث فتشوا عن موضع السماع في الأسانيد كما ادعاه الذي وصفنا قوله من قبل وإنما كان تفقد من تفقد منهم سماع رواة الحديث ممن روى عنهم إذا كان الراوي ممن عرف بالتدليس في الحديث وشهر به فحينئذ يبحثون عن سماعه في روايته ويتفقدون ذلك منه كي تنزاح عنهم علة التدليس فأما ابتغاء ذلك من غير مدلس على الوجه الذي زعم من حكينا قوله فما سمعنا ذلك عن أحد ممن سمينا ولم نسم من الأئمة ترجمہ اور ہم نے سلف کے اماموں میں سے جو حدیث کو استعمال کرتے تھے اور اسناد کی صحت و سقم کو دریافت کرتے تھے جیسے ایوب سختیانی

فیہ

وانما يتفقد ... التقي ... من حد

اور ابن عون اور مالک بن انس اور شعبہ بن حجاج اور یحیی بن سعید قطان اور عبد الرحمن بن مہدی اور جو اُن کے بعد ہین کسیکو نہین سنا کہ وہ اسناد مین سماع کی تحقیق کرتے ہون جیسے یہ شخص دعوی کرتا ہی جسکا قول اوپر ہم نے بیان کیا البتہ جنہون نے اون مین سے راویون کی سماع کی تحقیقات کی ہی تو وہ ان راویون کی جو مشہور ہین تدلیس مین اُسوقت بیشک ایسے راویون کے سماع سے بحث کرتے ہین اور اُسکی دریافت کرتے ہین تاکہ ان سے تدلیس کا مرض دور ہووے لیکن سماع کی تحقیق اوس راوی مین جو بدلس نہو جسطرح اس شخص نے بیان کیا تو یہ ہمنے کسی امام سے نہین سنا اون اماموں مین سے جنکا ذکر ہمنے کیا اور جنکا نہین کیا فَمِنْ ذٰلِكَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيَّ وَقَدْ رَاٰى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَوٰى عَنْ حُذَيْفَةَ وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيِّ وَعَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا حَدِيْثًا يُسْنِدُهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ فِيْ رِوَايَتِهٖ عَنْهُمَا ذِكْرُ السَّمَاعِ مِنْهُمَا وَلَا حَفِظْنَا فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الرِّوَايَاتِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ شَافَهَ حُذَيْفَةَ وَاَبَا مَسْعُوْدٍ بِحَدِيْثٍ قَطُّ وَلَا وَجَدْنَا ذِكْرَ رُؤْيَتِهٖ اِيَّاهُمَا فِيْ رِوَايَةٍ بِعَيْنِهَا وَلَمْ نَسْمَعْ عَنْ اَحَدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِمَّنْ مَّضٰى وَلَا مِمَّنْ اَدْرَكْنَا اَنَّهٗ طَعَنَ فِيْ هٰذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ الَّذَيْنِ رَوَاهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ حُذَيْفَةَ وَاَبِيْ مَسْعُوْدٍ بِضَعْفٍ فِيْهِمَا بَلْ هُمَا وَمَا اَشْبَهَهُمَا عِنْدَ مَنْ لَاقَيْنَا مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيْثِ مِنْ صِحَاحِ الْاَسَانِيْدِ وَقَوِيِّهَا يَرَوْنَ اسْتِعْمَالَ مَا نُقِلَ بِهَا وَالْاِحْتِجَاجَ بِمَا اَتَتْ مِنْ سُنَنٍ وَّاٰثَارٍ وَهِيَ فِيْ زَعْمِ مَنْ حَكَيْنَا قَوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَاهِيَةٌ مُّهْمَلَةٌ حَتّٰى يُصِيْبَ سَمَاعَ الرَّاوِيْ عَمَّنْ رَوٰى

ترجمہ اس قسم کی روایتون سے عبد اللہ بن یزید انصاری کی روایت ہی (جو خود صحابی ہین) انہون نے دیکھا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور روایت کی ہی حذیفہ بن الیمان اور ابو مسعود (عقبہ بن عمرو انصاری بدری) سے ہر ایک سے ایک ایک حدیث جسکو انہون نے مسند کیا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک **ف** ابو مسعود سے انہون نے نفقۃ الرجل علی اہلہ کی حدیث روایت کی ہے جسکو بخاری اور مسلم دونون نے اپنی کتابون مین نقل کیا اور حذیفہ سے وہ حدیث روایت کی ہے اخبرنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بما ہو کائن اخیر تک جسکو مسلم نے نقل کیا ہی تو عبد اللہ بن یزید صحابی ہین انہون نے روایت کیا حذیفہ اور ابو مسعود سے جو خود صحابی ہین **ف** پر اون کی روایتون مین اس بات کی تصریح نہین کہ عبد اللہ بن یزید نے سنا ان دونون سے (یعنی حذیفہ اور ابو مسعود سے) سنا اور نہ کسی روایت مین ہم نے یہ بات پائی کہ عبد اللہ حذیفہ اور ابو مسعود سے روبرو ملے اور اون سے کوئی حدیث سنی اور نہ ہمین ہم نے پایا کہ عبد اللہ نے اون دونون کو دیکھا کسی خاص روایت مین (مگر چونکہ عبد اللہ خود صحابی تھے اور اُنکا سن اتنا تھا کہ ملاقات اونکی

حذیفہ اور ابو مسعود سے ممکن ہے اسلیے روایت عن کے ساتھہ محمول ہر اتصال ہے تو صرف امکان ملاقات کافی ہوا جیسے امام مسلم کا مذہب ہے) اور کسی علم والے سے نہین سنا گیا نہ اگلے لوگون سے نہ اون سے جن سے ہم ملے ہین کہ انہون نے طعن کیا ہو ان دونون حدیثون مین جنکو عبد اللہ نے روایت کیا حذیفہ اور ابی مسعود سے کہ یہ ضعیف ہین بلکہ یہ حدیثین اور جو انکے مشابہ ہین صحیح حدیثون مین سے ہین اور قوی ہین اُن اماموں کے نزدیک جن سے ہم ملے ہین اور وہ انکا استعمال جائز رکھتے ہین اور اُن سے حجت لیتے ہین حالانکہ یہی حدیثین اوس شخص کے نزدیک جسکا قول اوپر ہمنے بیان کیا (جو ثبوت ملاقات شرط کرتا ہے) واہی ہین اور بیکار ہین جب تک سماع عبد اللہ کا حذیفہ اور ابو مسعود سے متحقق نہو وَلَوْ ذَهَبْنَا نُعَدِّدُ الْأَخْبَارَ الصِّحَاحَ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِمَّنْ يَهِنُ بِزَعْمِ هٰذَا الْقَائِلِ وَنُحْصِيهَا لَعَجَزْنَا عَنْ تَقَصِّي ذِكْرِهَا وَإِحْصَائِهَا كُلِّهَا وَلٰكِنَّا أَحْبَبْنَا أَنْ نَنْصِبَ مِنْهَا عَدَدًا يَكُونُ سِمَةً لِمَا سَكَتْنَا عَنْهُ مِنْهَا **ترجمہ** اور اگر ہم سب ایسی حدیثون کو جو اہل علم کے نزدیک صحیح ہین اور اس شخص کے نزدیک ضعیف ہین بیان کرین تو انکو ذکر کرتے کرتے ہم تہک جاوینگے (اسقدر کثرت سے ہین) لیکن ہم چاہتے ہین کہ تہوڑی اون مین سے بیان کرین تاکہ باقی کے لیے وہ نمونہ ہون وَهٰذَا أَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ وَأَبُو رَافِعٍ الصَّائِغُ وَهُمَا مِمَّنْ أَدْرَكَ الْجَاهِلِيَّةَ وَصَحِبَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَدْرِيِّينَ هَلُمَّ جَرًّا وَنَقَلَا عَنْهُمُ الْأَخْبَارَ حَتّٰى نَزَلَا إِلٰى مِثْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَذَوِيهِمَا قَدْ أَسْنَدَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا وَلَمْ نَسْمَعْ فِي رِوَايَةٍ بِعَيْنِهَا أَنَّهُمَا عَايَنَا أُبَيًّا أَوْ سَمِعَا مِنْهُ شَيْئًا **ترجمہ** ابو عثمان نہدی (عبد الرحمن بن مل جو ایک سو تیس برس کے ہوکر مرے) اور ابو رافع صائغ (نفیع مدنی) ان دونون نے زمانہ جاہلیت کا پایا ہے (لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میسر نہوئی ایسے لوگون کو مخضرم کہتے ہین) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے بدری صحابیون سے ملے ہین اور روایتین کی ہین پہر اونسے اوترکر اور صحابیون تک یہانتک کہ ابوہریرہ اور ابن عمر اور انکی مانند صحابیون سے ان مین سے ہر ایک نے ایک حدیث ابی بن کعب سے روایت کی ہے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حالانکہ کسی روایت سے یہ بات ثابت نہین ہوئی کہ ان دونون نے ابی بن کعب کو دیکہا یا اون سے سنا کچہہ وَأَسْنَدَ أَبُو عَمْرٍو الشَّيْبَانِيُّ وَهُوَ مِمَّنْ أَدْرَكَ الْجَاهِلِيَّةَ وَكَانَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا وَأَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَخْبَرَةَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَيْنِ وَأَسْنَدَ عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا وَعُبَيْدٌ وُلِدَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

هو

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَسْنَدَ قَيْسُ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ وَقَدْ اَدْرَكَ زَمَنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةَ اَخْبَارٍ وَاَسْنَدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ لَيْلٰى وَقَدْ حَفِظَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَصَحِبَ عَلِيًّا عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا وَاَسْنَدَ رِبْعِيُّ بْنُ حِرَاشٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَيْنِ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا وَقَدْ سَمِعَ رِبْعِيٌّ مِنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَرَوٰى عَنْهُ وَاَسْنَدَ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْ شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا وَاَسْنَدَ النُّعْمَانُ بْنُ اَبِيْ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثَلٰثَةَ اَحَادِيْثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَسْنَدَ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ عَنْ تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا وَاَسْنَدَ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا وَاَسْنَدَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَادِيْثَ **ترجمہ** اور ابو عمرو شیبانی (سعد بن ایاس) نے جس نے جاہلیت کا زمانہ پایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جوان مرد تھا اور ابو معمر عبد اللہ بن سنجرہ نے ہر ایک نے ان میں سے دو دو حدیثیں ابو مسعود انصاری سے روایت کین انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبید بن عمیر نے ام المؤمنین ام سلمہ سے ایک حدیث روایت کی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبید پیدا ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور قیس بن ابی حازم نے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے ابو مسعود انصاری سے تین حدیثیں روایت کی اور عبد الرحمن بن ابی لیلے نے جس نے حضرت عمر سے سنا ہے اور حضرت علی کی صحبت میں رہا ایک حدیث انس بن مالک سے روایت کی اور ربعی بن حراش نے عمران بن حصین سے دو حدیثیں روایت کین انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ابو بکرہ سے ایک حدیث انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ربعی نے حضرت علی سے سنا ہے اور ان سے روایت کی ہے اور نافع بن جبیر بن مطعم نے ابو شریح خزاعی سے ایک حدیث روایت کی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نعمان بن ابی عیاش نے ابو سعید خدری سے تین حدیثیں روایت کین انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عطاء بن یزید لیثی نے تمیم داری سے ایک حدیث روایت کی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور سلیمان بن یسار نے رافع بن خدیج سے ایک حدیث روایت کی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** ان سب حدیثوں کو نووی نے اپنی شرح میں نقل کیا ہے مگر اکثر حدیثین انہیں کی مسلم نے آگے

اور حمید بن عبد الرحمن حمیری نے ابو ہریرہ سے تین حدیثیں روایت کین انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۲

نقل کی ہین اسلیے بخوف طول ہم نے اون کو یہان نہین لکھا اور غرض ان سب راویون کی ذکر کرنے سے یہ ہے کہ یہ سب راوی باعتبار سن اور عمر کے جن لوگون سے روایت کی ہے اون سے مل سکتے ہین مگر اونکا سننا اور ملاقات کرنا ثابت نہین ہوا حالانکہ محدثین نے ان روایتون کو قبول کیا ہے اور انکو صحیح کہا ہے تو معلوم ہوا کہ صرف امکان سماع کافی ہے ثبوت سماع ضرور نہین

فَكُلُّ هٰؤُلَاءِ التَّابِعِينَ الَّذِينَ نَصَبْنَا رِوَايَتَهُمْ عَنِ الصَّحَابَةِ الَّذِينَ سَمَّيْنَاهُمْ لَمْ يُحْفَظْ عَنْهُمْ سَمَاعٌ عَلِمْنَاهُ مِنْهُمْ فِي رِوَايَةٍ بِعَيْنِهَا وَلَا أَنَّهُمْ لَقُوهُمْ فِي نَفْسِ خَبَرٍ بِعَيْنِهِ وَهِيَ أَسَانِيدُ عِنْدَ ذَوِي الْمَعْرِفَةِ بِالْأَخْبَارِ وَالرِّوَايَاتِ مِنْ صِحَاحِ الْأَسَانِيدِ لَا نَعْلَمُهُمْ وَهَنُوا مِنْهَا شَيْئًا قَطُّ وَلَا الْتَمَسُوا فِيهَا سَمَاعَ بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ إِذِ السَّمَاعُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مُمْكِنٌ مِنْ صَاحِبِهِ غَيْرُ مُسْتَنْكَرٍ لِكَوْنِهِمْ جَمِيعًا كَانُوا فِي الْعَصْرِ الَّذِي اتَّفَقُوا فِيهِ وَكَانَ هٰذَا الْقَوْلُ الَّذِي أَحْدَثَهُ الْقَائِلُ الَّذِي حَكَيْنَاهُ فِي تَوْهِينِ الْحَدِيثِ بِالْعِلَّةِ الَّتِي وَصَفَ أَقَلَّ مِنْ أَنْ يُعَرَّجَ عَلَيْهِ وَيُثَارَ ذِكْرُهُ إِذْ كَانَ قَوْلًا مُحْدَثًا وَكَلَامًا خَلْفًا لَمْ يَقُلْهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ سَلَفَ وَيَسْتَنْكِرُهُ مَنْ بَعْدَهُمْ خَلَفَ فَلَا حَاجَةَ بِنَا فِي رَدِّهِ بِأَكْثَرَ مِمَّا شَرَحْنَا إِذْ كَانَ قَدْرُ الْمَقَالَةِ وَقَائِلِهَا الْقَدْرَ الَّذِي وَصَفْنَاهُ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى دَفْعِ مَا خَالَفَ مَذْهَبَ الْعُلَمَاءِ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

(حاشیہ: ن کان — ن وصفت)

ترجمہ یہ سب تابعین جنہون نے صحابہ سے روایت کی ہے جنکا ذکر ہم نے اوپر کیا اون کا سماع ان صحابہ سے کسی معین روایت مین معلوم نہین ہوا نہ ملاقات انکی ان صحابہ کے ساتھ کسی روایت سے ظاہر ہوئی باوجود اسکے یہ سب اسنادین حدیث اور روایت کے پہچاننے والون کے نزدیک (یعنے ائمہ حدیث کے نزدیک) صحیح اسناد مین اور ہم نہین جانتے کہ کسینے اون مین سے کسی روایت کو اون مین سے ضعیف کیا ہو یا اسمین سماع کی تلاش کی ہو اسلیے کہ سماع ممکن ہے اسکا انکار نہین ہوسکتا کیونکہ وہ دونون ایک زمانے مین موجود تھے اور یہ قول جسکو اس شخص نے نکالا ہے جسکا بیان اوپر ہم نے کیا حدیث کے ضعیف ہونے کے لیے اس علت کیوجہ سے جو مذکور ہوئی اس لائق بھی نہین کہ اوسطرف التفات کرین یا اوسکا ذکر کرین اسلیے کہ یہ قول نیا نکلا ہوا ہے اور غلط اور فاسد ہے کوئی اہل علم سلف مین سے اوسکا قایل نہین ہوا اور جو لوگ سلف کے بعد گذرے انہون نے اسکا انکار کیا تو اوس سے زیادہ اسکی رد کرنے کی حاجت نہین جب اس قول کی اور اسکے کہنے والے کی یہ وقعت ہے جیسی بیان ہوئی اور اللہ مدد کرنے والا ہے اوس بات کو رد کرنے کے لیے جو علما کے مذہب کے خلاف ہے اور اوسی پر بھروسا ہے۔ تمام ہوا مقدمہ کتاب مسلم کا اب شروع ہوتا ہے بیان ایمان کا جو اصل ہے تمام اعمال کا اور جسپر موقوف ہے نجات آخرت کی عذاب سے

كتاب الإيمان

کتاب ایمان کے بیان مین۔

ف خطابی نے کہا کہ اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ ایمان اور اسلام ایک ہے اور زہری نے کہا کہ اسلام زبان
سے اقرار کرنا ہے اور ایمان اعمال صالحہ کو کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ اسلام عام ہے اور ایمان خاص تو ہر مومن مسلم ہے لیکن
ہر مسلم کو مومن ہونا ضرور نہیں ایمان کی اصل تصدیق ہے یعنی دل سے یقین کرنا اور اسلام کی اصل فرمانبرداری ہے
یعنے اطاعت کرنا تو کبھی آدمی ظاہر میں مطیع ہوتا ہے پر دل میں اسکو یقین نہیں ہوتا وہ مسلم ہے نہ مومن یہ
ایمان اصطلاح شرع میں یہ ہے کہ دل سے یقین کرے اور زبان سے اقرار کرے اور اعمال کو ہاتھ پاؤں سے ادا کرے
اسی لیے ایمان گھٹتا بڑھتا ہے اور یہی مذہب ہے اہل سنت کا اور اسکی دلیل بہت سی آیتیں اور حدیثیں ہیں اور
مرجیہ کا قول یہ ہے کہ ایمان صرف قول کا نام ہے اور اعمال صالحہ ایمان میں داخل نہیں اسی لیے ایمان نہ گھٹتا ہے
نہ بڑھتا ہے اور حنفیہ بھی اس بات میں موافق ہوئے ہیں مرجیہ کے مگر فرق یہ ہے کہ حنفیہ اعمال صالحہ کو عذاب سے بچنے کے
لیے ضرور جانتے ہیں اور مرجیہ کہتے ہیں کہ اعمال کی ضرورت نہیں اور ایمان کے ساتھ کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا اور
جو لوگ خلاف احادیث صحیحہ اور آیات قرآنیہ کے اس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ ایمان میں زیادتی اور کمی نہیں ہوتی
اس لیے کہ ایمان صرف تصدیق قلبی اور یقین کو کہتے ہیں انہوں نے غور نہیں کیا اس لیے کہ تصدیق اور یقین دونوں
صفات نفسانی میں سے ہیں اور ہمیشہ صفات نفسانی جیسے رنج اور غصہ اور محبت اور عداوت میں زیادتی اور کمی ہوتی
ہے پس اسیطرح دلائل میں غور کرنے سے یقین میں بھی کمی اور بیشی ہوتی ہے بعضوں نے کہا ہے کہ کمی اور بیشی نہ ہونے سے یہ غرض
ہے کہ کمیت میں کمی بیشی نہیں ہوتی لیکن کیفیت میں تو کمی اور بیشی ہونا ضرور ہے کیونکہ ایمان مقلد کا مرد محقق کے
ایمان کے برابر نہیں ہو سکتا اسیطرح ایمان ادنی عالی آدمی کا اور ایمان انبیا اور اولیا کا کیونکر برابر ہو سکتا ہے
اب علما نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ مومن جسپر حکم کیا جاویگا اہل قبلہ ہونیکا اور جو ہمیشہ جہنم میں نہ رہیگا وہ شخص ہے
جو اپنے قلب سے یقین کرے دین اسلام کے حق ہونے پر اور اس میں شک نہ رکھے اور زبان سے اقرار کرے اللہ جل جلالہ کی
توحید اور آنحضرت کی رسالت کا اب اگر ایک بات کا اقرار کرے یعنی فقط توحید یا فقط رسالت کا تو وہ مومن نہ ہوگا
اور بعضوں نے کہا اگر فقط توحید کا اقرار کرے تو وہ مسلم ہوگا اور اس سے کہا جاویگا رسالت کے اقرار کے لیے پھر اگر وہ انکار
کرے تو مرتد واجب القتل ہوگا اسی طرح جو شخص اہل قبلہ میں سے ہو وہ کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہ ہوگا نہ کسی بدعت کی
وجہ سے یعنے اسکی تکفیر نہ کرینگے البتہ اگر اسلام کی کسی ضروری رکن کا انکار کرے جسکا ثبوت بتواتر اور اتفاق ہے
جیسے نماز یا روزہ کی فرضیت کا یا خمر کی حرمت کا یا زنا یا ناحق قتل کی حرمت کا تو وہ کافر کہا جاویگا (نووی
باختصار مع زیادۃ) قَالَ الْاِمَامُ اَبُو الْحُسَیْنِ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ رَحِمَهُ اللّٰهُ بِعَوْنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ نَبْتَدِئُ

وَاِیَّاہُ نَسْتَکْفِیْ وَمَا تَوْفِیْقُنَا اِلَّا بِاللّٰہِ جَلَّ جَلَالُہٗ امام ابو الحسین مسلم بن الحجاج اس کتاب کے مولف فرماتے ہین کہ ہم شروع کرتے ہین کتاب کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے اور اوسی کو کافی سمجھکر اور نہین ہمکو توفیق دینے والا مگر اللہ تعالیٰ بڑا ہے جلال اوسکا **ف** اب یہان سے کتاب مسلم کی شروع ہوتی ہے مگر ہم نے ترجمہ مین اختصار کیواسطے حدیث کی اسناد کو نہین لکھا کیونکہ اسناد سے وہی لوگ فائدہ اوٹھاتے ہین جو اہل علم اور معرفت ہین اور عامی آدمی کو صرف یہی کافی ہے کہ علما حدیث جس حدیث کو صحیح کہتے ہون اوسپر عمل کرے۔ امام مسلم اسناد مین کہین حدثنا اور کہین اخبرنا کہتے ہین اور کہین حدثنی اور اخبرنی اس سے امام مسلم کی کمال احتیاط حدیث کی روایت مین معلوم ہوتی ہے حدثنی اور اخبرنی وہان کہا جاتا ہے جہان امام مسلم نے اکیلے کسی شیخ سے حدیث سنی یا اکیلے پڑھ کر سنائی اور حدثنا اور اخبرنا وہان جہان اور لوگون کے ساتھ حدیث سنی یا پڑھ کر سنائی **عَنْ**

یَحْیَی بْنِ یَعْمَرَ قَالَ کَانَ اَوَّلُ مَنْ قَالَ فِی الْقَدَرِ بِالْبَصْرَۃِ مَعْبَدٌ الْجُھَنِیُّ فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَ حُمَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْیَرِیُّ حَاجَّیْنِ اَوْ مُعْتَمِرَیْنِ فَقُلْنَا لَوْ لَقِیْنَا اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْنَاہُ عَمَّا یَقُوْلُ ھٰؤُلَاءِ فِی الْقَدَرِ فَوُفِّقَ لَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ دَاخِلًا الْمَسْجِدَ فَاکْتَنَفْتُہٗ اَنَا وَصَاحِبِیْ اَحَدُنَا عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَالْاٰخَرُ عَنْ شِمَالِہٖ فَظَنَنْتُ اَنَّ صَاحِبِیْ سَیَکِلُ الْکَلَامَ اِلَیَّ فَقُلْتُ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّہٗ قَدْ ظَھَرَ قِبَلَنَا نَاسٌ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَیَتَقَفَّرُوْنَ الْعِلْمَ وَذَکَرَ مِنْ شَاْنِھِمْ وَاَنَّھُمْ یَزْعُمُوْنَ اَنْ لَّا قَدَرَ وَاَنَّ الْاَمْرَ اُنُفٌ فَقَالَ اِذَا لَقِیْتَ اُولٰٓئِکَ فَاَخْبِرْھُمْ اَنِّیْ بَرِیْءٌ مِّنْھُمْ وَاَنَّھُمْ بُرَآءُ مِنِّیْ وَالَّذِیْ یَحْلِفُ بِہٖ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ لَوْ اَنَّ لِاَحَدِھِمْ مِّثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا فَاَنْفَقَہٗ مَا قَبِلَ اللّٰہُ مِنْہُ حَتّٰی یُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ ثُمَّ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا رَجُلٌ شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا یُرٰی عَلَیْہِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا یَعْرِفُہٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُکْبَتَیْہِ اِلٰی رُکْبَتَیْہِ وَوَضَعَ کَفَّیْہِ عَلٰی فَخِذَیْہِ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَشْھَدَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَتُقِیْمَ الصَّلٰوۃَ وَتُؤْتِیَ الزَّکٰوۃَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَیْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَعَجِبْنَا لَہٗ یَسْاَلُہٗ وَیُصَدِّقُہٗ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِیْمَانِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

یتقفرون ت قال

وَتُؤمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ
تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ
السَّائِلِ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنْ اَمَارَتِهَا قَالَ اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا وَاَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ
رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا عُمَرُ اَتَدْرِيْ مَنِ
السَّائِلُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهٗ جِبْرَئِيْلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ **ترجمہ**

یحیی بن یعمر سے روایت ہے سب سے پہلے جس نے تقدیر مین گفتگو کی **ف** یعنی تقدیر کی نفی کی اور بدعت نکالی اور مخالفت کی اہل حق کی کیونکہ اہل حق تقدیر کو ثابت کرتے ہین یعنی یون کہتے ہین کہ اللہ جل جلالہ نے ازل مین سب چیزون کا اندازہ کردیا تھا یعنی وہ جانتا تھا کہ فلان چیز فلان وقت مین فلانی طرح پر واقع ہوگی پہر ویسی ہی موافق جیسے کہ خدا کے علم مین تہا وہ چیز ظاہر ہوتی ہے اور قدریہ اس امر کا انکار کرتے ہین وہ کہتے ہین کہ اللہ جل جلالہ نے اون کا اندازہ نہین کیا تہا نہ اسکو انکا علم تہا بلکہ جب چیزین واقع ہوئین تو اسوقت خدا کو انکا علم ہوا اور یہ انکا جہوٹ ہی خدای عزوجل پر اس فرقہ کو قدریہ اس لیے کہتے ہین کہ وہ انکار کرتا ہے قدر کا صاحب مقالات نے کہا کہ یہہ فرقہ قدریہ کا تمام ہوگیا اور کوئی اہل قبلہ مین سے اس قول کا قائل نہا اور خیر زمانون مین جو قدریہ کہلاتے ہین وہ تقدیر الٰہی کو ثابت کرتے ہین پر یہ کہتے ہین کہ خیر اللہ کیطرف سے ہے اور شر شیطان اور بندی کیطرف سے ہے اور معتزلہ کو بہی قدریہ کہتے ہین کیونکہ وہ اسباب کی قائل ہوئے ہین کہ بندہ بالکل قادر ہے اور وہ خود اپنی افعال کا خواہ خیر ہون یا شر خالق ہے اور رفضی بہی اس بابمین معتزلہ کے شریک ہوئے ہین اور اہل سنت اور جماعت یہ کہتے ہین کہ خالق کوئی نہین ہے سوا خدا کے خدا ہی تمام چیزون کا خالق ہی یہانتک کہ انسان کے افعال اور خیالات اور ارادات کا بہی پر خدا نے بندی کو ایک قسم کا اختیار دیا ہے جسپر عذاب اور ثواب منحصر ہے پر اوس اختیار کو خلق نہین کہتے خود قرآن مجید مین یہ بات موجود ہے واللہ خلقکم وما تعملون یعنی اللہ نے تمکو پیدا کیا اور تمہاری عملون کو اور فرمایا ہل من خالق غیر اللہ یعنی کوئی خالق نہین سوا خدا کے ابو محمد بن قتیبہ نے غریب الحدیث مین اور ابو المعالی امام الحرمین نے ارشاد مین یون لکہا ہے کہ بعضے قدریہ کہتے ہین ہم قدریہ نہین مین بلکہ اہل سنت قدریہ ہین کیونکہ وہ قدر اور قضا کو ثابت کرتے ہین اور یہ محض دہوکا اور فریب ہی اسلیے کہ اہل حق تمام کامون کو خدا کے سپرد کرتے ہین اور قدر اور افعال کو خدا کیطرف نسبت کرتے ہین اور یہ جاہلین اپنی طرف نسبت کرتے ہین اور جو شخص اپنی طرف نسبت کرے کسی چیز کی تو وہ اولی ہے کہ نام

امارتہا

بن الخطاب نے کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے مین ایک شخص آن پہنچا جس کے کپڑے نہایت سفید
تھے اور بال بہت کالے تھے نہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ سفر سے آیا ہے اور کوئی ہم مین سے اوسکو پہچانتا نہ تھا وہ بیٹھ گیا آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم پاس آنکر اور اپنے گھٹنے حضرت کے گھٹنون سے ملا دیے اور دونون ہاتھ اپنے رانون پر رکھے (جیسے شاگرد اوستاد
کے سامنے بیٹھتا ہے) پھر بولا اے محمد بتلاؤ مجھکو اسلام کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو گواہی
دے (یعنے زبان سے کہے اور دل سے یقین کرے) اس بات کی کہ کوئی معبود سچا نہین سوا خدا کے اور محمد اوسکے بھیجے ہوے
ہین اور قائم کرے نماز کو اور ادا کرے زکوۃ کو اور روزے رکھے رمضان کے اور حج کرے خانہ کعبہ کا اگر تجھسے ہوسکے
(یعنے راہ خرچ ہو اور رستے مین خوف نہو) وہ بولا سچ کہا تم نے ہم کو تعجب ہوا کہ آپ ہی پوچھتا ہے پھر آپ ہی کہتا
ہے کہ سچ کہا (حالانکہ پوچھنے والا لاعلم ہوتا ہے اور سچ کہنے والا وہ ہوتا ہے جسکو علم ہو تو یہ دونون کام ایک شخص
کیونکر کرے گا) پھر وہ شخص بولا مجھکو بتلاؤ ایمان کیا ہے آپنے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو یقین کرے (دل سے) اللہ پر
اور اسکے فرشتون پر (کہ وہ اللہ کے پاک بندے ہین اور اسکا حکم بجا لاتے ہین اللہ نے انکو بڑی طاقت دی ہے) اور اوسکے
پیغمبرون پر (جنکو اوسنے بھیجا خلق کو راہ بتلانے کے لیے) اور پچھلے دن پر (یعنی قیامت کے دن پر جس روز حساب کتاب
ہوگا اور اچھے اور برے اعمال کی جانچ اور پڑتال ہوگی) اور یقین کرے تو تقدیر پر کہ برا اور اچھا سب خدا کیطرف سے
ہے (یعنے سب کا خالق وہی ہے) وہ شخص بولا سچ کہا تم نے پھر اس شخص نے پوچھا مجھکو بتلاؤ احسان کیا ہے آپنے فرمایا
احسان یہ ہے کہ تو خدا کی عبادت کرے اس طرح دل لگا کر جیسے تو اوسکو دیکھ رہا ہے اگر اتنا نہ ہو تو یہی سمجھے کہ وہ
تجھکو دیکھ رہا ہے **ف** اس ایک فقرے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری تصوف اور سلوک کو بیان
کر دیا خلاصہ تصوف کا یہ ہے کہ بندے کو خدا سے محبت اور الفت پیدا ہو اور خدا کا خیال ہر وقت بندے کے دل مین رہے تو
اعلی درجہ اسکا یہ ہے کہ بندہ خدا کی ذات کے تصور مین ایسا غرق ہو جاوے کہ سوا خدا کے کچھ نظر نہ آوے گو ظاہری آنکھون
سے دنیا کی چیزون کو دیکھے اور کانون سے سنے جیسا خدا سے لگا ہے تو آنکھ اور کان مردے کے آنکھ اور کان
کیطرح ہے ... آنکھ دیکھتی ہے کان سنتا ہے مگر دھیان اور لو مولی کی ہے اسی کو وحدۃ الشہود کہتے ہین جو
اعلی درجے کے فقیرون اور صوفیون اور خدا کے پاک بندونکو حاصل ہوتا ہے اور ایک مرتبہ اس سے ادنی ہے جس کے حاصل
کرنے کی ہر مسلمان کو کوشش کرنا چاہیے وہ یہ کہ خدا کو ہر وقت حاضر اور ناظر سمجھے اور یہ یقین کرے کہ خدا اوسکی تمام حرکات
اور سکنات دیکھتا ہے اسکے قلب کے خطرات اور خیالات کو بھی جانتا ہے پھر اوسکی عبادت کیوقت دوسری چیزمین دل لگانا
... وسوسون کو راہ دینا شیطان کا کام ہے جس سے پناہ مانگنا چاہیے نووی نے کہا مقصود اس کلام سے

یہ ہی کہ بندہ عبادت مین اخلاص کرے اور دل لگاوے یعنی عبادت بہت خضوع اور خشوع سی کرے قاضی عیاض نے
کہا کہ یہ حدیث ایسی جامع ہے کہ تمام شریعت کی علوم اسی سے نکل سکتے ہین **ت** پہر وہ شخص بولا تبلایے مجھکو قیامت
کب ہوگی آپ نے فرمایا اسکو جس سے پوچھتے ہو وہ خود پوچھنیوالے سی زیادہ نہین جانتا **ف** یعنی قیامت کا وقت کسی
کو معلوم نہین سوا خدا کے نووی نے کہا اس حدیث سی معلوم ہوا کہ مفتی اور عالم سے جب کوئی ایسی بات پوچھی جاوے
جسکو وہ نہین جانتا تو یون کہنا چاہیے کہ مجھکو معلوم نہین اور یہ کہنا اسکی ذلت اور نقصان کا باعث نہوگا بلکہ دلیل
ہے اُسکی کمال علم اور ورع اور تقوی کی بڑے بڑے اماموں نے جیسے ابو حنیفہ اور مالک نے بہت سی مسائل مین سکوت
کیا ہے اور کہا ہی کہ ہم کو معلوم نہین **ت** وہ شخص بولا تو مجھے اُسکی نشانیان تبلایے آپنے فرمایا ایک
نشانی یہ ہے کہ لونڈی اپنی بی بی کو جنے گی **ف** یہ ترجمہ ہے اِنْ تَلِدَ الاَمَۃُ رَبَّتَھَا کا جیسے اس روایت
مین ہے اور ایک روایت مین رَبَّتَھَا کے بدلے رَبَّھَا ہے تذکیر کے ساتھہ تو ترجمہ یہ ہوگا کہ جنے گی لونڈی اپنے میان کو
اور ایک روایت مین بَعْلَھَا ہے یعنی جنے گی لونڈی اپنے خاوند کو اس فقرہ کے مطلب مین مختلف اقوال مین بعضون
نے کہا مطلب یہ ہی کہ لونڈیان بہت پکڑی جاوین گی اور اونکی اولاد بہت پہیلیگی اور ظاہر ہی کہ لونڈی بہی شریعت
کی رو سی ایک مال ہی اور باپ کا مال اوس کے بعد بیٹے کا ہوتا ہے اور بیٹا بیٹی اپنی مان کے میان بی بی اور مالک ہونگے
بعضون نے کہا مراد یہ ہی کہ لونڈیان بادشاہون کی مائین ہونگی کیونکہ اُس زمانے کے بادشاہ موافق شریعت کے
نکاح کے پابند نہ ہون گے بلکہ بہت سی نکاح ہی نہ کرینگے لونڈیان اور خواصین رکہینگے پہر اونہی کے لڑکے اور لڑکیان تخت
پر بیٹھکر بادشاہ بنینگی اور اپنی مان کو بہی اپنی رعیت مین شامل کرینگے بعضون نے کہا غرض یہ ہے کہ لوگون کا
حال تباہ ہوگا وہ ام ولد کو بہی بیچنا شروع کر دینگے آخر بکتی بکتی کبہی وہ اپنے بیٹے ہی کے ہاتہہ آنکر بکے گی اور اُسکو
معلوم نہوگا کہ یہ میری مان ہے اور یہ صورت سوا ام ولد کے اور لونڈیون مین بہی ہو سکتی ہے مثلاً ایک لونڈی
کا لڑکا سوا اُسکی مالک کی کسی اور سی ہو نکاح یا شبہ یا زنا سی پہر وہ لونڈی بکتی بکتی اوس لڑکے کے ہاتہہ مین جا پڑے
اور وہ نہ پہچانے اور بعل کے معنی بہی مالک اور سید کی آئی ہین جیسے اَتَدْعُوْنَ بَعْلاً یعنی تم پکارتے ہو مالک کو اور بعضون
نے کہا کہ بعل سے مراد خاوند ہی یعنی خصم وہ کہتے ہین لونڈیون کی خرید اور فروخت اس قدر کثرت سی ہوگی کہ کبہی ایک
شخص اپنی مان سی نکاح کر لیگا اور اُسکو معلوم نہوگا بعضون نے کہا کہ مراد یہ ہی کہ لوگ ماؤن کی عزت اور خدمت چہوڑ دینگے
اور مان سی وہ سلوک کرینگے جو لونڈی سے کرتے ہین خدا اپنی پناہ مین رکہے اس زمانے مین بہی بہت لوگ ایسے
نکلین گے جو مان باپ کا ادب نہین کرتے اور اُنکی اطاعت نہین کرتے بلکہ لونڈی غلامون کیطرح اُنکو گہر کتے ہین

نے کہا کہ اس حدیث سے یہ بات نہین نکلتی کہ ام ولد کی بیع ممنوع یا جائز ہی اور جن لوگون نے استدلال کیا اس امر پر اسحدیث
سے اون سے تعجب ہوتا ہی اسلیے کہ جو چیز قیامت کی نشانی ہو اوسکا حرام یا مذموم ہونا ضرور نہین کیونکہ اونچے اونچے مکان بنانا
دولت بہت کمانا پچاس پچاس عورتین رکھنا حرام نہین حالانکہ وہ بہی قیامت کی نشانیان ہین **ت** دوسری
نشانی یہ ہی کہ تو دیکھیگا ننگون کو جنکے پاؤن مین جوتا نہتا تن کو کپڑا نہتا کنگال بڑے بڑے عمارتین ٹہونکتے زمین مین
ف یعنی دنیا کی حالت مین ایک بڑا انقلاب ہوگا کہ جو لوگ مفلس قلاچ ہوگئے تہے وہ پہر مالدار ہو جاوینگے اور جو
امیر مالدار تہے وہ مفلس محتاج ہو جاوینگے اگرچہ ایسے انقلاب دنیا مین بڑے بڑے غلگون سے کئی بار ہو چکے ہین پر قیامت
کے قریب وہ ساری دنیا مین ہونگے اور اب تک جو ہوئے وہ دنیا کے ایک ایک حصے مین ہوئے ہین دوسری روایت مین ہے
کہ قیامت کے قریب فتنہ وخون بہت ہوگا اور فساد عالمگیر ہو جاویگا بعضون نے کہا کہ مراد ان ننگون کنگالون سے عرب کے لوگ
ہین اور یہ ایک پیشین گوئی تہی اون کے لیے کہ اسلام کو ترقی ہوگی اور عربون کی شوکت بڑہے گی اور وہ محتاجی اور غربت
سے نکلکر مالدار اور امیر بن جاوینگے پہر ایسا ہی ہوا کہ آپ کی وفات کی تہوڑی مدت بعد ایران اور روم اور مصر فتح
ہوئی اور عرب کے لوگ مالامال ہوگئے **ت** راوی نے کہا پہر وہ شخص چلا گیا مین بڑی دیر تک ٹہیرا رہا **ف**
یہ ترجمہ ہے فَلَبِثْتُ مَلِيًّا کا اور بعض نسخون مین فلبثت ملیا ہے یعنی آپ بہت دیر تک چپ رہے اور ابوداؤد اور
ترمذی کی روایت مین ہے تین دن کے بعد حضرت مجھسے ملے لیکن یہ بظاہر مخالف ہے ابوہریرہ کی روایت کے کہ وہ شخص
پیٹھہ موڑ کر چلا آپنے فرمایا اوسکو بلاؤ لوگ دوڑے تو وہان کسیکو نہ پایا اوسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
یہ جبرئیل تہے اور ممکن ہے توفیق اسطور پر کہ حضرت عمر اوسوقت مجلس سے اوٹہکر چلے گئے ہون تو آپنے اور لوگون سے
اوسیوقت کہا ہو اور حضرت عمر سے تین دن کے بعد **ت** بعد اوسکے آپنے مجہہ سے فرمایا اے عمر تو جانتا ہے یہ
پوچہنے والا کون تہا مین نے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا وہ جبرئیل تہے تمکو سکہلانے آئے تہے
دین تمہارا **ف** اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اور اسلام اور احسان سب دین مین داخل ہی اور یہ حدیث علوم
اور معارف کی بہت قسمون پر مشتمل ہے بلکہ وہ اصل ہے اسلام کی جیسے کہ قاضی عیاض نے نقل کیا اور کچھ فائدے اسکی
اوپر مذکور ہوئے ایک فائدہ اسکا یہ بہی ہے کہ جب اہل مجلس کو کسی بات کا علم نہ ہو تو انکو معلوم کرانے کے لیے پوچہنا
درست ہے تاکہ سب واقف ہو جاوین دوسرا یہ ہے کہ عالم کو بہت نرمی کرنا چاہیے پوچہنے والے کو اچہی طرح جواب
دینا چاہیے کہ اوسکو تشفی ہو جاوے **عن** يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ قَالَ لَمَّا تَكَلَّمَ مَعْبَدٌ بِمَا تَكَلَّمَ بِهِ فِي
شَأْنِ الْقَدَرِ اَنْكَرْنَا ذٰلِكَ قَالَ فَحَجَجْتُ اَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيُّ حَجَّةً وَسَاقُوا الْحَدِيْثَ

بمعنی حدیث کهمس وَاِسْنَادِهٖ وَفِيْهِ بَعْضُ زِيَادَةٍ وَّنُقْصَانِ اَحْرُفٍ ترجمہ یحییٰ بن یعمر سے
روایت ہی جب معبد نے تقدیر مین گفتگو کی تو ہم نے اُسکا انکار کیا پھر مین نے اور حمید بن عبد الرحمن حمیری نے ملکر ایک حج
کیا اور بیان کیا حدیث کو اخیر تک اوسیطرح جیسے اوپر گذری اوسی اسناد سے لیکن بعض حرفون مین کمی اور بیشی
ہے عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ وَحُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا لَقِيْنَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَذَكَرْنَا الْقَدَرَ
وَمَا يَقُوْلُوْنَ فِيْهِ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ كَنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ قالا
سَلَّمَ وَفِيْهِ شَيْءٌ مِّنْ زِيَادَةٍ وَّقَدْ نَقَصَ مِنْهُ شَيْئًا ترجمہ یحییٰ بن یعمر وحمید بن عبد الرحمن سے روایت
ہے ہم دونوں ملے عبد اللہ بن عمر سے اور ذکر کیا ہم نے تقدیر کا اور جو لوگ کہتے ہین اس باب مین اور بیان کیا
حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری مگر کچھ زیادہ کیا اور کچھ کم عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ ترجمہ حضرت عمر سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری روایت ہی ایسی کتابه

باب الایمان ما ھو وبیان خصالہ

ہی ہے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَارِزًا لِّلنَّاسِ فَاَتَاهُ
رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِيْمَانُ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَلِقَائِهٖ وَرُسُلِهٖ وَتُؤْمِنَ قال
بِالْبَعْثِ الْاٰخِرِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا
وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّيَ الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا
الْاِحْسَانُ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنَّكَ اِنْ لَّا تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
مَتَى السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلٰكِنْ سَاُحَدِّثُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا اِذَا وَلَدَتِ
الْاَمَةُ رَبَّهَا فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَاِذَا كَانَتِ الْعُرَاةُ الْحُفَاةُ رُءُوْسَ النَّاسِ فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا
وَاِذَا تَطَاوَلَ رِعَاءُ الْبَهْمِ فِي الْبُنْيَانِ فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا فِيْ خَمْسٍ لَّا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ عَزَّ وَ
جَلَّ ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي
الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ
اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ قَالَ ثُمَّ اَدْبَرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُدُّوْا
عَلَيَّ الرَّجُلَ فَاَخَذُوْا لِيَرُدُّوْهُ فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا جِبْرِيْلُ جَاءَ
لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِيْنَهُمْ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن لوگون مین برآمد
تھے اتنے مین ایک شخص آیا اور بولا یا رسول اللہ ایمان کسے کہتے ہین آپنے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو یقین کرے دل سے

اللہ پر اور اس کے فرشتون پر اور اُسکی کتابون پر اور اس سے ملنے پر اور اُسکے پیغمبرون پر اور یقین کرے پچھلی جی اوٹھنے
پر **ف** خدا سے ملنا تو مرنے کے ساتھ ہی ہو جاتا ہے اور پچھلی جی اوٹھنے سے مراد قیامت کا اُٹھنا ہے اور بعضون
نے کہا خدا سے ملنا حساب کتاب کے بعد ہوگا لیکن اس ملنے سے خدا کا دیدار مراد نہین ہے کیونکہ وہ خاص خاص لوگونکو
ہوگا (نووی) **ت** پھر وہ شخص بولا یا رسول اللہ اسلام کیا ہے آپنے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اللہ جل جلالہ کو پوجے اور اُس
کے ساتھ کسی کو شریک نکرے **ف** یعنی خدا کے برابر کسیکو نہ سمجھے نہ قدرت مین نہ علم مین نہ تصرف مین نہ عبادت
مین نہ دعا مین بلکہ پوجے تو خدا ہی کو پوجے مانگے تو خدا سے مانگے سوا خدا کے سب کو عاجز بندہ خیال کرے اگرچہ
بعضے بندون اور غلامون کا پروردگار نے بہت درجہ بلند کیا ہے اور اُنکو بہت کچھ سرافراز فرمایا ہے پر خدا کے سامنے
وہ بندے اور غلام ہی ہین البتہ بندون مین اُنکو امتیاز ہے **ت** اور قائم کرے تو فرض نماز کو اور دیوے تو زکوۃ کو
جسقدر فرض ہے اور روزے رکھے رمضان کے **ف** یہ سب چیزین عبادت مین داخل ہین مگر چونکہ یہ چیزین عبادت
مین اعلی درجے کی تہین اسلیے اُنکو علیحدہ بیان کیا اور بعضون نے کہا کہ عبادت سے مراد معرفت الٰہی ہے اور اقرار ہے
اُسکی وحدانیت کا۔ نماز مین قید لگائی فرض کی اس لیے کہ مسلمان ہونے کے لیے صرف فرض کا ادا کرنا کافی ہے سنن
اور مستحبات کا ادا کرنا لازم نہین اسیطرح نفل صدقات کا دینا لازم نہین اور قائم کرنے سے نماز کے یہ مراد ہے کہ ہمیشہ
پابندی کے ساتھ اسکو پڑھے یا سب شرائط اور ارکان کے ساتھ پورا کرے **ت** پھر وہ شخص بولا یا رسول اللہ
احسان کسے کہتے ہین آپ نے فرمایا تو عبادت کرے اللہ کی جیسے تو اُس کو دیکھ رہا ہے اگر تو اُسکو نہین دیکھتا (یعنی اتنا
استغراق نہو اور یہ درجہ نہو سکے) تو اتنا تو ہو کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے پھر وہ شخص بولا یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی آپنے
فرمایا جس سے پوچھتے ہو قیامت کو وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہین جانتا لیکن مین اوسکی نشانیان تجھسے بیان کرتا
ہون جب لونڈی اپنے مالک کو جنے تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب ننگے بدن ننگے پاؤن پھرنیوالے لوگ سردار بنین
تو یہ قیامت کی نشانی ہے **ف** انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین عرب اور ہند اور روم اور مصر اور ایران
مین ایکطرح کی تہذیب اور شایستگی تھی اور یورپ یعنی فرنگستان کے لوگ بالکل وحشی جاہل گنوار جانورون کیطرح تھے
خصوصًا انگلنڈ کے لوگ اور روس کے لوگ تو انسانیت سے بہت تھوڑا حصہ رکھتے تھے اور جانورون کیطرح جہاڑون اور
پہاڑون مین رہتے تھے اون مین بادشاہت یا ملکداری کا سلیقہ بالکل نہ تھا اب ہمارے زمانے مین چند روز سے انہی وحشی
لوگون نے وہ ترقی کی ہے کہ تمام دنیا کے حاکم اور سردار بن بیٹھے ہین پس شاید یہ بھی قیامت کی نشانی ہو اور یہی مراد
ہو حدیث سے **ت** اور جب بکریان یا بھیڑین چرانے والے بڑی بڑی حویلیان بنا دین تو یہ بھی قیامت کی نشانی

ہے قیامت اون پانچ چیزون مین سے ہی جنکو کوئی نہین جانتا سوا خدا کے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اللہ ہی جانتا ہے قیامت کو اور اوتارتا ہے پانی کو اور جانتا ہے جو کچھ مان کے رحم مین ہے (یعنے نر یا مادہ) اور کوئی نہین جانتا کہ وہ کل کیا کریگا اور کوئی نہین جانتا کہ وہ کس ملک مین مرے گا اللہ ہی جاننے والا اور خبردار ہے راوی نے کہا پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوسکو پھیر لے آؤ لوگ چلے اوس کے لینے کو لیکن وہان کچھ نہ پایا (یعنے اس شخص کا نشان بھی نہ ملا) تب آپ نے فرمایا یہ جبرئیل تھے تمکو دین کی باتین سکھلانے آئے تھے **عن** أبي حيان التيمي بهذا الإسناد مثله غير أن في روايته إذا ولدت الأمة بعلها يعني السراري **ترجمہ** دوسری روایت مین بھی ایسا ہی ہے مگر اتنا فرق ہے کہ جب لونڈی جنے اپنے خاوند کو (یعنے میان کے بدلے بعلہا منقول ہے اور تفسیر اوسکی اوپر لونڈی) **عن** أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سلوني فهابوه أن يسألوه فجاء رجل فجلس عند ركبتيه فقال يا رسول الله ما الإسلام قال لا تشرك بالله شيئا وتقيم الصلوة وتؤتي الزكوة وتصوم رمضان قال صدقت قال يا رسول الله ما الإيمان قال أن تؤمن بالله وملائكته وكتابه ولقائه ورسله وتؤمن بالبعث وتؤمن بالقدر كله قال صدقت قال يا رسول الله ما الإحسان قال أن تخشى الله كأنك تراه فإنك إن لا تكن تراه فإنه يراك قال صدقت قال يا رسول الله متى تقوم الساعة قال ما المسؤول عنها بأعلم من السائل وسأحدثك عن أشراطها إذا رأيت المرأة تلد ربها فذاك من أشراطها وإذا رأيت الحفاة العراة الصم البكم ملوك الأرض فذاك من أشراطها وإذا رأيت رعاء البهم يتطاولون في البنيان فذاك من أشراطها في خمس من الغيب لا يعلمهن إلا الله ثم قرأ الآية إن الله عنده علم الساعة وينزل الغيث ويعلم ما في الأرحام وما تدري نفس ماذا تكسب غدا وما تدري نفس بأي أرض تموت إلى آخر السورة قال ثم قام الرجل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ردوه علي فالتمس فلم يجدوه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هذا جبريل أراد أن تعلموا إذ لم تسألوا **ترجمہ** ابوہریرہ رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پوچھو مجھسے (دین کی باتین جو ضروری ہین البتہ بے ضرورت پوچھنا منع ہے) لوگون نے خوف کیا پوچھنے مین (یعنے اُن پر رعب آپکا چھا گیا) تو ایک شخص آیا اور آپ کے گھٹنون کے پاس بیٹھا اور بولا یا رسول اللہ اسلام کیا ہے آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نکرے

اور نماز قائم کرے اور زکوۃ دیوے اور رمضان کے روزے رکھے وہ بولا سچ کہا آپنے پھر اوسنے کہا یا رسول اللہ ایمان
کیا ہی آپنے فرمایا یقین کرے تو اللہ پر اور اُس کی کتابون پر اور اُس سے ملنے پر اور اُسکی پیغمبرون پر اور یقین کرے
تو جی اوٹھنی پر مرنے کے بعد اور یقین کرے تو پوری تقدیر پر وہ بولا سچ کہا آپنے پھر بولا یا رسول اللہ احسان
کیا ہے آپنے فرمایا اللہ سے ڈرے جیسے تو اُسکو دیکھ رہا ہے اگر تو اُسکو نہین دیکھتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے وہ بولا سچ
کہا آپنے پھر بولا یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی آپنے فرمایا جس سے پوچھتا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہین
جانتا البتہ مین تجھ سے اوس کی نشانیان بیان کرتا ہون جب تو لونڈی کو دیکھے (یا عورت کو) وہ اپنے مالک
اور میان کو جنے تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب تو دیکھے ننگے پاون ننگے بدن بہرون گونگون (یعنی احمق
اور نادانون) کو وہ بادشاہ ہین ملک کے تو یہہ قیامت کی نشانی ہے اور جب تو دیکھے بکریان چرانے والون کو بڑی
بڑی عمارتین بنا رہے ہین تو یہ قیامت کی نشانی قیامت غیب کی پانچ باتون مین سے ہے جنکا علم کسی کو نہین
سوا خدا کے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ اخیر تک یعنی اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم
اور برساتا ہے پانی اور جانتا ہے جو مان کے پیٹ مین ہے اور کوئی نہین جانتا کل کیا کریگا اور کوئی نہین
جانتا کس ملک مین مرے گا پھر وہ شخص کھڑا ہوا (اور چلا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسکو ملاو میرے پاس
لوگون نے ڈھونڈھا تو کہین نہ پایا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبرئیل علیہ السلام تھے انہون
نے چاہا تمکو علم ہوجاوے جب تم نے نہ پوچھا (یعنے تم نے سوال نہ کیا رعب مین آگئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام
آدمی کے بھیس مین بنکر آئے اور ضروری باتین پوچھکر گئے تاکہ تمکو علم حاصل ہوجاوے

باب بَیَانِ الصَّلَوٰتِ الَّتِیْ ھِیَ اَحَدُ اَرْکَانِ الْاِسْلَامِ بیان نمازون کا جو ایک رکن ہے اسلام کا

عَنْ طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَھْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّاْسِ یُسْمَعُ دَوِیُّ صَوْتِہٖ وَلَا یُفْقَہُ مَا یَقُوْلُ حَتّٰی دَنٰی مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا ھُوَ یَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ فَقَالَ ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُھُنَّ فَقَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ وَصِیَامُ شَھْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُہٗ فَقَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ وَذَکَرَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الزَّکٰوۃَ فَقَالَ ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُھَا قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَھُوَ یَقُوْلُ وَاللّٰہِ لَا اَزِیْدُ عَلٰی ھٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْہُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ

نسمع دنا قال

ترجمہ طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس نجد والون مین سے (نجد ایک

ملک ہی عرب میں اجس کے بال پریشان تھے اوسکی آواز کی گنگناہٹ سنی جاتی تہی لیکن سمجہ مین نہ آتا کیا کہتا ہی یہانتک کہ نزدیک آیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تب معلوم ہوا کہ وہ پوچہتا ہی اسلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازین ہین رات اور دن مین وہ بولا اونکے سوا اور کوئی نماز ہی مجہپر آپنے فرمایا نہین مگر یہ کہ تو نفل پڑہنا چاہی ف یعنی سوان پانچ نمازون کے اور کوئی نماز فرض نہین ہی بلکہ سنت ہی یا مستحب وتر کی نماز اور عید کی نماز اور گہن کی نماز یہ سب سنت ہین اور جو کوئی انکو واجب کہتا ہی اوسپر یہ حدیث حجت ہی وہ کہتا ہی کہ شاید اوسوقت تک وتر اور عید کی نماز واجب نہ ہوئی ہوگی مگر یہ صرف احتمال ہی ف اور روزے ہین رمضان کے وہ بولا اسوا رمضان کے روزون کے اور کوئی روزہ مجہپر ہی آپنے فرمایا نہین مگر یہ کہ تو نفل روزہ رکہنا چاہی ف اور قضا کا روزہ رمضان کا روزہ ہی اور ظہار وغیرہ کی کفارہ مین روزہ متعین نہین اور چیزون سی بہی کفارہ ادا ہوسکتا ہی ف پہر آپنے اُس سے زکوۃ کو بیان کیا وہ بولا اسکے اور کوئی زکوۃ بہی مجہپر ہے آپ نے فرمایا نہین مگر یہ کہ تو نفل ثواب کے لیے صدقہ دینا چاہی ف تو صدقہ فطر واجب نہوا اور جو واجب کہتے ہین وہ خیال کرتے ہیں کہ آپ نے قربانی کا کہ واجب نہوا ہو گا ف راوی نے کہا پہر وہ شخص پیٹہ موڑ کر چلا اور کہتا جاتا تہا قسم خدا کی مین نہ اُن سے زیادہ کرونگا نہ ان مین کمی کرونگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مراد پائی اسنے اگر سچا ہے ف یعنی اگر بجا لایا ان سب باتونکو اور کمی نکی اون مین جیسے زبان سے کہتا ہے تو آخرت مین نجات پاویگا اپنی مراد کو پہونچیگا اور جو زیادہ کیا ان سے تو اور بہتر ہے اُسکے لیے اسمقام پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ دین کے ارکان اور اعمال اور بہی ہین پہر اوس شخص نے یہ کیونکر کہا مین ان سے زیادہ نکرونگا جواب اسکا یہ ہے کہ بخاری کی روایت مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو شریعت کی باتین بتلادین اور وہ کہتا جاتا تہا قسم خدا کی جسقدر اللہ نے مجہپر فرض کیا ہے مین اوس مین کمی بیشی نہ کرونگا تو فرض مین اور دین کی باتون مین سب ضروری ارکان اور اعمال آگئے اور نوافل اور سنن کا ادا کرنا نجات کے لیے ضرور نہین گو ہمیشہ کے لیے سنتون کا ترک کرنا بُرا ہے اور ایسے شخص کی گواہی مقبول نہوگی پر وہ گنہگار نہین ہوسکتا اور نجات ضرور پاویگا۔ اور اس حدیث مین حج کا ذکر نہین اور بعضی روایتون مین روزے کا ذکر نہین ہے۔ قاضی عیاض نے کہا کہ یہ راویون کا قصور ہے جیسا کسی کو یاد رہا ویسا اوسنے بیان کیا اور چونکہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے تو ساری اعمال اور ارکان جو سب روایتون کے دیکہنے سے معلوم ہوتی ہین ضرور ٹہرے بعضی روایتون مین ناتا ملانا یعنی عزیزدارون سے سلوک اور محبت کرنا اور مال غنیمت مین سے پانچوان حصہ ادا کرنا بہی اسلام کے ارکان مین سے بیان کیا ہے اور احتمال ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موقع اور محل دیکہہ کر جو ارکان جس قوم کے لیے زیادہ ضروری ہون وہی بیان کیے ہون اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اور ارکان کو جنکی فرضیت اونکو معلوم ہو جاوے خواہ پیشتر سے معلوم تہی بجا نہ لاوین واللہ اعلم عن طلحۃ بن عبید اللہ

(حاشیہ:) کسی کی نجات پورے ارکان سے بھی ہوتی

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ نَحْوَ حَدِيْثِ مَالِكٍ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ وَاَبِيْهِ اِنْ صَدَقَ اَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَاَبِيْهِ اِنْ صَدَقَ **ترجمہ**
طلحہ بن عبید اللہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری اتنا فرق ہے کہ جب اوس شخص نے کہا قسم خدا کی
مین اسمین نہ کمی کرونگا نہ بیشی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نجات پائی اُسنے قسم اس کے باپ کی اگر
سچا ہے یا جنت مین جاویگا قسم اس کے باپ کی اگر سچا ہے **ف** اس حدیث مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم
کہائی اُس کے باپ کی حالانکہ دوسری حدیث مین ہے جو شخص قسم کہانا چاہے تو اللہ کی قسم کہاوے اور ایک حدیث مین
ہے کہ اللہ تعالی منع کرتا ہے تم کو باپ دادون کی قسم کہانے سے جواب اُسکا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
یہ فرمانا بطریق عادت اور تکیہ کلام کے تہا کیونکہ عرب لوگ باتون مین اس قسم کی قسم کہا کرتے ہین نہ بطور حلف
کے جسمین تعظیم کسی کے نام کی مقصود ہوتی ہے اور مشابہ کرنا اسکا اللہ جل جلالہ کے ساتھ یہی جواب صحیح ہے
اور بعضون نے کہا کہ یہ اوس وقت ہوگا جب خدا کے سوا اور کسی کی قسم کہانا منع تہا اور صحیح یہ ہے کہ قسم کہانا اللہ
کے سوا اور کسی کی اس لیے منع ہوئی ہے کہ خدا کے ساتھ کسی اور کو برابر نہ کیا جاوے یعنی جیسی خدا کے نام کی
عظمت اور بڑائی دل مین ہے ویسی کسی اور کی نہو نہ کسی اور کے نام کی قسم کو پورا کرنا ایسا لازم اور ضرور سمجھا
جاوے جیسے خدا کے نام کی قسم کو پہر اگر کسی اور کو ایسا بڑا اور بزرگ سمجھکر جیسے خدا کو سمجھتا ہے اوسکی قسم کہاوے
تو وہ شخص مشرک ہو جاویگا اور جو ایسا نہ سمجھے صرف بطور تکیہ کلام یا عادت کے بطور لغو کسی کی قسم کہاوے تو وہ مشرک
نہین ہے مگر چونکہ مشابہ ہے مشرکون کے افعال کے اسلیے اس سے بہی پرہیز کرنا بہتر ہے اور یہی مقصد ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آپ نے فرمایا جو شخص قسم کہاوے کسی اور کی سوا خدا کے اوسنے شرک کیا **باب**
السُّؤَالِ عَنْ اَرْكَانِ الْاِسْلَامِ اسلام کے ارکان کو پوچھنے کا بیان **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ
نُهِيْنَا اَنْ نَسْاَلَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ فَكَانَ يُعْجِبُنَا اَنْ يَّجِيْءَ
الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ الْعَاقِلُ فَيَسْاَلَهٗ وَنَحْنُ نَسْمَعُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ
فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَتَانَا رَسُوْلُكَ فَزَعَمَ لَنَا اَنَّكَ تَزْعُمُ اَنَّ اللهَ اَرْسَلَكَ قَالَ صَدَقَ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ
السَّمَاءَ قَالَ اللهُ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ الْاَرْضَ قَالَ اللهُ تَعَالٰى قَالَ فَمَنْ نَصَبَ هٰذِهِ الْجِبَالَ اللهُ اَرْسَلَكَ قَالَ نَعَمْ
قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ يَوْمِنَا وَلَيْلَتِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِيْ اَرْسَلَكَ
اللهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا زَكٰوةً فِيْ اَمْوَالِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ

وجعل فيها ما جعل قال الله قال فبالذي خلق السماء وخلق الارض ونصب هذه الجبال

فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي سَنَتِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا حَجَّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا قَالَ صَدَقَ قَالَ ثُمَّ وَلّٰى قَالَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَزِيدُ عَلَيْهِنَّ وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُنَّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَئِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہی ہمکو ممانعت ہوئی تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کچہ پوچہنی کی **ف** اللہ جل جلالہ نے فرمایا یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْیَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ اخیر تک یعنی ای ایمان والو مت پوچہو بہت چیزین اگر تم پر کہلین تو تمکو بری لگین اور اگر پوچہوگے جس وقت قرآن اترتا ہی تو کہولی جاوین گی اللہ نے اون سے درگذر کی ہے اور اللہ بخشتا ہی تحمل والا ویسی باتین پوچہہ چکی مین کچہ لوگ تم سے پہلی پہر پوچہکر ہوے اون سے منکر گئے ہین یعنے آپ سے نہ پوچہو کہ یہ چیز روا ہے یا نہین بس یہ کام کرین یا نہ کرین بلکہ جو فرمایا اوس پر عمل کرو جو نہ فرمایا اوسکو معاف جانو تا دین آسان رہی اور جو ہر بات کا جواب آوے تو دین تنگ ہو جاویگا پہر عمل نکرسکوگے جیسی اگلی لوگ نہ کرسکے پہر کفر کی رسمین تابین کہ پوچہنی کی حاجت نہین جو اللہ نے نہ فرمایا وہ بے اصل ہے اور اسیطرح بیفایدہ باتین پوچہنے کسی نے پوچہا میرا باپ کون تہا یا یہ ہی عورت گہر مین کس طرح ہے اگر پیغمبر ہر بات کا جواب دے تو شاید برا جواب آوے اور پشیمانی حاصل ہو (موضح القرآن) تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن مین امام عالیجاہ مولانا سید محمد صدیق حسن خان بہادر لکہتے ہین کہ اللہ تعالی نے کثرت سوال سے منع کیا اسلیے کہ کبہی بے حاجت سوال کرنے سے ایک امر جو واجب نہ تہا واجب ہو جاتا ہے اور بخاری اور مسلم نے انس سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑہا ایسا کہ کبہی کسی نے ویسا خطبہ نہ سنا تہا ایک شخص بولا میرا باپ کون تہا اوس وقت یہ آیت اتری بخاری نے ابن عباس سے بہی ایسا ہی روایت کیا ہے ایک روایت مین ہے کہ وہ پوچہنیوالا عبد اللہ بن حذافہ تہا اوس نے پوچہا میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہی ابن حبان نے ابو ہریرہ سی روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑہا اور فرمایا کہ اللہ نے تمپر فرض کیا ہے حج کو ایک شخص کہڑا ہوا اور بولا کیا ہر سال یا رسول اللہ آپ چپ ہو رہے اوس نے تین بار یہی پوچہا جب آپ نے فرمایا اگر مین ہان کہتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا پہر تم اوسکو ادا نکرسکتے جو بات مین بیان نکرون تم بہی اوسکو چہوڑ دو یعنے نہ پوچہو اس لیے کہ تم سے پہلے جو لوگ تہے وہ تباہ ہوے انکی بہت پوچہنی کی وجہ سی اور اختلاف کرنے سے اپنے پیغمبرون پر جب مین تمکو کسی بات سے منع

کرون تو اوس سے بچو اور جب کسی بات کا حکم کرون تو اوسکو بجا لاؤ جہانتک تم سے ہوسکے اور یہ آیت اسی باب مین
اتری بخاری اور مسلم نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا کہ لوگ ایک چیز کو پوچھتے جو حلال ہوتی پہر پوچھتے پہر پوچھتے
یہانتک کہ وہ شی حرام ہوجاتی جب حرام ہوجاتی تو اوسکو کرنے لگتے ابن منذر نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑا گناہ اوس مسلمان پر ہے جس نے پوچھا ایک شی کو اور وہ حرام نہ تھی پہر اوسکے پوچھنے
سے حرام ہوئی اور ابن جریر اور ابن منذر اور حاکم نے ابو ثعلبہ خشنی سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا اللہ نے حدین باندہ دین ہین پہر اوسکے آگے مت بڑہو اور فرض تبلادیے ہین اونکو ادا کرو اور
حرام کردیا ہے جن چیزون کو اونکو مت کرو اور جن باتونکو نہین بیان کیا اونکو بہولا نہین بلکہ رحمت ہے واسطے
تمہارے اوپر تو چپ ہو رہو اور اونکی بحث مت کرو انتہی **ف** اگرچہ یہ ممانعت بیفائدہ سوال کرنیسے اور بیکار چیزون کے
پوچھنے سے تہی اور یہ مطلب حضرت کا نہ تہا کہ لوگ ایمان کے باتین یا ضروری کام دین کے نہ پوچھین کیونکہ ان باتون
کے تبلانے کے لیے تو خود حضرت بہیجے گئے تہے پر صحابہ ڈر کے بعضے وقت پوچھنے کی بات کو بہی نہ پوچھتے اور منتظر رہتے کہ
کوئی نیا ناواقف شخص آوے اور وہ پوچھے ہم بہی سن لین اور سمجہ لین **ت** تو ہم کو اچہا معلوم ہوتا کہ
کوئی شخص جنگل کے رہنے والون مین سے آوے مگر سمجہدار ہو آپ سے کچہ پوچھے ہم سنین تو ایک شخص آیا جنگل کے
رہنے والون مین سے (ضمام بن ثعلبہ ۱۲) اور کہنے لگا اے محمد تمہارا ایلچی ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا تم کہتے ہو کہ اللہ نے تمکو بہیجا ہے آپ نے
فرمایا سچ کہا اوس ایلچی نے وہ شخص بولا تو آسمان کس نے پیدا کیا آپ نے فرمایا اللہ نے پہر اوس نے کہا زمین کس نے
پیدا کی آپ نے فرمایا اللہ نے پہر اوس نے کہا پہاڑون کو کس نے کہڑا کیا اور اوسمین جو چیزین ہین وہ کس نے پیدا
کین آپ نے فرمایا اللہ نے تب اوس شخص نے کہا قسم ہے اوس کی جس نے آسمان پیدا کیا اور زمین بنائی اور پہاڑونکو
کہڑا کیا اللہ نے سچ سچ آپ کو بہیجا ہے آپ نے فرمایا ہان **ف** پہلی اس شخص نے خدا کو دریافت کیا پہر رسالت
کی تصدیق کی بعد اوس کے اعمال کو دریافت کیا یہ ترتیب نہایت عمدہ ہے اور یہ ایک کافی قرینہ ہے اس بات کا کہ وہ
پوچھنے والا اگرچہ جنگلی تہا پر عاقل اور سمجہدار تہا ابن الصلاح نے کہا کہ اس حدیث مین دلیل ہے اون لوگون کے لیے
جو مقلدین عوام کا ایمان درست جانتے ہین اسلیے کہ عوام کو بہی یقین حاصل ہوتا ہے اور شک اور تزلزل نہین رہتا
برخلاف معتزلہ کے کہ وہ مقلد کے ایمان کو صحیح نہین سمجہتے اور یہ حدیث حجت ہے اون پر کیونکہ آپ نے اس شخص کے
ایمان کو جائز رکہا اور یہ نہین کہا کہ تجہکو ان باتون پر یقین کرنے کے لیے دلیل اور معجزے کا دیکہنا ضرور ہے
معتزلہ یہ کہتے ہین کہ گو مقلد کا اعتقاد مضبوط ہوتا ہے پر اوسکی مضبوطی پر بہروسا نہین ہوسکتا اس لیے کہ اوس نے بغیر

دلیل ہی ایک آدمی کی بات کو مان لیا ہی پہر اگر کوئی وسوسہ اوسمین شک ڈالدے تو اوسکا اعتقاد پلٹ سکتا ہی اُسکا جواب یہ ہی کہ جبتک اُسکو
شک پیدا نہوا اس وقت تک تو اُسکا ایمان صحیح ہی کیونکہ وہ برابر ہی محقق کے ایمان کے جسنے دلائل مین غور کرکے حاصل کیا ہی اب مقلب
القلوب جل جلالہ اور عز و جل ہے وہ چاہی تو ایمان پہ ثابت رکہی چاہی تو ڈگمگا دیوی بڑے بڑے محقق وسوسون مین پڑکر گمراہ ہوگئی ہین اور مقلد
کامیاب ہوگئی ہین اگرچہ اسمین کچہ شک نہین کہ اعلی درجہ تحقیق کا ہی اور جہانتک تحقیق ممکن ہو تقلید کی راہ چلنا بہتر نہین ہی تقلید مین کچہ
حلاوت اور ذائقہ ہی سوا اس کے کہ وہی سمجہتی ہین جو محقق ہین **ف** پہر وہ شخص بولا آپکے ایلچی نے ہم سے کہا کہ ہمپر پانچ نمازین ہین ہر
دن اور رات مین آپنے فرمایا اوسنے سچ کہا وہ شخص بولا قسم اُسکی جسنے آپکو بہیجا کیا اللہ نے ان نمازونکا آپکو حکم کیا ہی آپنے فرمایا ہان
پہر وہ شخص بولا آپکے ایلچی نے کہا کہ ہمپر زکوۃ ہے ہمارے مالون کی آپ نے فرمایا اوسنے سچ کہا وہ شخص بولا قسم اوس کی جسنے آپ
کو بہیجا کیا اللہ نے آپکو زکوۃ کا حکم کیا ہے آپنے فرمایا ہان پہر وہ شخص بولا آپ کے ایلچی نے کہا کہ ہم پر رمضان کے روزے ہین ہر
سال آپنے فرمایا اوسنے سچ کہا وہ شخص بولا قسم اُسکی جسنے آپکو بہیجا کیا اللہ نے آپکو ان روزون کا حکم کیا ہی آپنے فرمایا ہان پہر وہ شخص بولا آپکے ایلچی نے کہا کہ ہمپر حج ہے بیت اللہ کا
جو کوئی راہ چلنے کی طاقت رکہی (یعنے خرچ راہ اور سواری ہو) وہ ہمارے رستہ مین امن ہو آپ نے فرمایا سچ کہا اوسنے یہ سنکر
وہ شخص پیٹہ موڑکر چلا اور کہنے لگا قسم اوسکی جسنے آپ کو سچا پیغمبر کرکے بہیجا مین نہ ان باتون سے زیادہ کرون گا نہ کم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر سچا ہے یہ تو جنت مین جاوے گا **ف** امام نووی نے کہا اس حدیث سے یہ
بات نکلتی ہے کہ ایک شخص کی خبر معتبر ہے اور اُسپر عمل کرنا چاہیے جب تو آپ نے دین کی باتین بتلانے کے لیے ایک ایلچی
روانہ کیا اور یہ شخص جو آیا تہا اُسکا نام ضمام بن ثعلبہ تہا قاضی عیاض نے کہا ظاہر یہ ہی کہ یہ شخص مسلمان ہوکر آیا تہا مگر اسلام
کی باتون کو اچہی طرح تحقیق کرنے کے لیے حضرت سے دوبارہ پوچہہ لیا حاکم ابو عبد اللہ نے کتاب المعرفۃ مین کہا کہ یہ حدیث دلیل ہے
اس بات کی کہ علو اسناد طلب کرنا جائز ہی کیونکہ اس شخص نے پہلے تمام باتین دین کے ایلچی کے وسطے سے سنی تہین
پہر بیوسطہ نکالکر خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے کو آیا **عن** اَنَسٍ كُنَّا نُهِيْنَا فِي الْقُرْاٰنِ اَنْ نَّسْاَلَ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِهٖ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے ہمکو
قرآن مین منع ہوا تہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات پوچہین پہر بیان کیا حدیث کو اسی طرح **باب** بَيَانِ الْاِيْمَانِ الَّذِيْ
يَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَاَنَّ مَنْ تَمَسَّكَ بِمَا اُمِرَ بِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ باب بیان مین اُس ایمان کے جس سے آدمی جنت مین جاویگا اور بیان
اس بات کا جو کوئی حکم بجالاوے وہ جنت مین جاویگا **عن** اَبِيْ اَيُّوْبَ اَنَّ اَعْرَابِيًّا عَرَضَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ
فِيْ سَفَرٍ فَاَخَذَ بِخِطَامِ نَاقَتِهٖ اَوْ بِزِمَامِهَا ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْ يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِيْ بِمَا يُقَرِّبُنِيْ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَا يُبَاعِدُنِيْ مِنَ النَّارِ
قَالَ فَكَفَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَظَرَ فِيْ اَصْحَابِهٖ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ وُفِّقَ اَوْ لَقَدْ هُدِيَ قَالَ
كَيْفَ قُلْتَ قَالَ فَاَعَادَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ

بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ دَعِ النَّاقَةَ ترجمہ ابو ایوب (خالد بن زید) انصاری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں جا رہے تھے اتنے میں ایک جنگلی شخص آیا اور آپ کی اونٹنی کی رسی یا نکیل پکڑ لے اٹرے انکر اور کہا یا رسول اللہ یا یون کہا یا محمد مجھے بتلاؤ وہ چیز جو نزدیک کرے مجھکو جنت سے اور دور کرے جہنم سے یہ سنکر آپ رک گئے اور دیکھا آپنے اصحاب کیطرف پھر فرمایا اسکو توفیق دی گئی یا ہدایت کی گئی (یعنے خدا نے اسکی مدد کی اور اسباب کو پوچھنے کی اوسکو طاقت دی توفیق کہتے ہین نیک بات کی قدرت دینے کو اور خذلان بری بات کی قدرت دینے کو) آپ نے فرمایا (اوس جنگلی سے) تو نے کیا کہا اوس نے پھر وہی کہا (یعنے مجھکو وہ بات بتلا جو جنت سے نزدیک کرے اور جہنم سے دور) تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کو پوج اور اوسکے ساتھ کسی کو شریک نکر اور ادا کر نماز کو اور دے زکوۃ اور ناتے کو ملا دے (یعنے عزیزون رشتہ دارون کے ساتھ سلوک کر اگر وہ برائی کرین یا ملاقات ترک کرین تو تو نیکی کر اور ان سے ملتا رہ) چھوڑ دے اونٹنی کو (کیونکہ اب تیرا کام ہو گیا **ف** اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر چلتے چلتے بھی کوئی شخص دین کی بات پوچھے تو ٹھہرنا چاہیے اور اسکو بتلانا چاہیے اور دین کی بات بتلانے مین علم ہوتے ساتے سستی کرنا بری بات ہے حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی چپ ہو رہے حق بات سے وہ گونگا شیطان ہے **عَنْ** اَبِيْ اَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ هٰذَا الْحَدِيْثِ **ترجمہ** ابو ایوب سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عَنْ** اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ اَعْمَلُهٗ يُدْنِيْنِيْ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُنِيْ مِنَ النَّارِ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ ذَا رَحِمِكَ فَلَمَّا اَدْبَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ تَمَسَّكَ بِمَا اُمِرَ بِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ اِنْ تَمَسَّكَ بِهٖ **ترجمہ** ابو ایوب سے روایت ہے ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور کہنے لگا مجھکو بتلایئے کوئی ایسا کام جسکو مین کرون وہ نزدیک کر دے مجھکو جنت سے اور دور کر دیوے جہنم سے آپنے فرمایا وہ کام یہ ہے کہ تو پوجے اللہ کو اور شریک نکرے اسکا کسی کو اور قائم کرے نماز کو اور دیوے زکوۃ کو اور ملا دے ناتے کو جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا آپنے فرمایا اگر یہ چلیگا اون باتون پر جنکا حکم کیا گیا یا جنکا حکم کیا تو جنت مین جاویگا **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ اَعْرَابِيًّا جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهٗ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ

بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِيْ
نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا اَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا شَيْئًا اَبَدًا وَّلَا اَنْقُصُ مِنْهُ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت
ہے ایک گنوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مجھکو بتلایئے کوئی ایسا کام جب مین اسکو
کرون تو جنت مین جاؤن آپ نے فرمایا وہ کام یہ ہے کہ پوجے تو اللہ کو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نکرے
اور قائم کرے تو نماز کو اور دیوے تو زکوٰۃ کو جو فرض ہے اور روزے رکھے رمضان کے وہ شخص بولا قسم اسکی جسکے ہاتھ
مین میری جان ہے مین نہ اس سے زیادہ کرونگا نہ اس سے کم جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا آپ نے فرمایا جو خوش ہو اس بات سے
کہ وہ ایک جنتی کو دیکھے تو اسکو دیکھے **ف** شاید اللہ جل جلالہ نے آپ کو آگاہ کر دیا ہوگا کہ یہ شخص ضرور جنت
مین جاویگا کیونکہ یہ ان کامون کو بجا لاویگا اور ہمیشہ کریگا یہان تک کہ اوسکا خاتمہ بالخیر ہوگا **بَابُ**
مَنْ قَامَ عَلَى الْاِيْمَانِ وَالشَّرَائِعِ دَخَلَ الْجَنَّةَ **ترجمہ** باب جو شخص قائم ہو ایمان پر اور شریعتون پر وہ داخل جنت ہوگا
عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النُّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اَرَاَيْتَ اِذَا صَلَّيْتُ الْمَكْتُوْبَةَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ وَاَحْلَلْتُ الْحَلَالَ اَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ **ترجمہ** جابر رض سے روایت ہے نعمان بن قوقل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا
اور عرض کیا یا رسول اللہ اگر مین فرض نماز ادا کرون اور حرام کو حرام سمجھون (اور اس سے باز رہون) اور حلال
کو حلال سمجھون (اگرچہ اوسکو نکرون) تو مین جنت مین جاؤنگا آپ نے فرمایا ہان **عَنْ** جَابِرٍ رض قَالَ
قَالَ النُّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِمِثْلِهٖ وَزَادَ فِيْهِ وَلَمْ اَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ شَيْئًا **ترجمہ** دوسری
روایت بھی ایسی ہی ہے اتنا زیادہ ہے کہ نعمان نے کہا مین اس سے زیادہ کچھ نکرون (یعنے فرض ادا کرون حرام کو
حرام حلال کو حلال سمجھون اس سے زیادہ کچھ نکرون) **عَنْ** جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرَاَيْتَ اِذَا صَلَّيْتُ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ وَصُمْتُ رَمَضَانَ وَاَحْلَلْتُ الْحَلَالَ
وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ وَلَمْ اَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ شَيْئًا اَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَاللّٰهِ لَا اَزِيْدُ عَلٰى ذٰلِكَ
شَيْئًا **ترجمہ** جابر رض سے روایت ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا مین اگر فرض نمازون کو
ادا کرون اور رمضان کے روزے رکھون اور حلال کو حلال سمجھون اور حرام کو حرام اس سے زیادہ کچھ نہ کرون تو
جنت مین جاؤنگا آپ نے فرمایا ہان وہ شخص بولا قسم خدا کی مین اس سے زیادہ کچھ نہ کرونگا **بَابُ** بَيَانِ اَرْكَانِ

نسخہ: ءَاَدْخُلُ

نسخہ: اَاَدْخُلُ

الاسلام و دعائمہ العظام اسلام کے بڑے بڑے ارکان اور ستون کا بیان **عن** ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بنی الاسلام علی خمسۃ علی ان یوحد اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ وصیام رمضان والحج فقال رجل الحج وصیام رمضان قال لا صیام رمضان والحج ھکذا سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **ترجمہ**

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ سے آپ نے فرمایا اسلام بنا کیا گیا ہے پانچ چیزوں پر یعنی پانچ ستونوں پر اسلام کھڑا ہے یہ تشبیہ ہے اسلام کو ایک گھر کی مانند سمجھو یا چھت کی جس میں پانچ کھمبے ہوں کہ اللہ جل جلالہ کی توحید نماز قائم کرنا زکوٰۃ دینا رمضان کے روزے رکھنا حج کرنا ایک شخص بولا حج اور رمضان کے روزے یعنی حج کو پہلے کیا اور روزوں کو بعد ابن عمر نے کہا نہیں رمضان کے روزے اور حج میں نے یوں ہی سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** مگر دوسری روایت خود ابن عمر سے بتقدیم حج مروی ہے پھر انہوں نے اس شخص پر کیسے انکار کیا اسکا جواب علماء نے یوں دیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو دوبار سنا ہوگا ایک بار بتقدیم صوم اور ایکبار بتقدیم حج پھر اوس شخص کے سامنے وہ روایت نقل کی جو بتقدیم صوم تھی جب اوس نے حج کو پہلے کیا تو ابن عمر نے اوس پر انکار کیا کہ تو اس بات کو کیا جانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ہی فرمایا بتقدیم صوم اور اس سے یہ بات نہیں نکلتی کہ انہوں نے دوسری طرح سے یہ روایت نہیں سنی اور احتمال ہے کہ ابن عمر اُس وقت بتقدیم حج کی روایت کو فراموش کر گئے ہوں اسلیے انہوں نے اسکا انکار کیا پھر یاد آئی تو اُسکو روایت کیا حافظ ابن الصلاح نے کہا ابن عمر کی محافظت اس ترتیب پر دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ واو کلام عرب میں ترتیب کے لیے آتی ہے اور یہ مذہب ہے بہت فقہاء شافعیہ اور بعض نحویوں کا لیکن جو لوگ واو سے ترتیب نہیں نکالتے جیسے جمہور کا قول ہے اور وہی مختار ہے وہ کہتے ہیں کہ ابن عمر کا یہ انکار اسلیے نہ تھا کہ واو ترتیب کو مقتضی ہے بلکہ اس لیے کہ رمضان کے روزے سنہ ۲ ہجری میں فرض ہوئے اور حج سنہ ۶ یا سنہ ۹ ہجری میں فرض ہوا تو روزے کو پہلے ذکر کرنا مناسب ہے پھر تقدیم حج کی روایت بالمعنی ہے اور اس میں تصرف ہوا ہے تقدیم اور تاخیر سے نووی نے کہا ابن الصلاح کی یہ تقریر مسلم نہیں کیونکہ دونوں روایتیں صحیح ہیں اور دونوں میں منافاۃ نہیں اور اس قسم کا احتمال روایات میں بے فائدہ قدح پیدا کرتا ہے اور ابو عوانہ اسفرائنی نے کتاب مخرج علی صحیح مسلم میں انکار ابن عمر کا صیام کی تقدیم پر نقل کیا ہے اور یہ برعکس ہے مسلم کی روایت کے لیکن ابن الصلاح نے کہا کہ یہ روایت مسلم کی روایت کا مقابلہ نہیں کر سکتی نووی نے کہا احتمال ہے کہ یہی صحیح ہو اور شاید یہ واقعہ دوبار پیش آیا ہو واللہ اعلم (نووی) **عن** ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بنی الاسلام علی خمس

عَلٰی اَنْ یُّعْبَدَ اللّٰہُ وَیُکْفَرَ بِمَا دُوْنَہٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَحَجِّ الْبَیْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ **ترجمہ** عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کھڑا کیا گیا ہے پانچ ستون پر ایک یہ کہ اللہ ہی کی عبادت کیجاوے اور اُسکی سوا کا (تمام جھوٹے خداؤنکا) انکار کیا جاوے دوسرے نماز پڑھنا تیسری زکوۃ دینا چوتھی بیت اللہ کا حج کرنا پانچوین رمضان کے روزے رکہنا **عن** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَحَجِّ الْبَیْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ **ترجمہ** عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام بنایا گیا ہے پانچ چیزون پر ایک تو گواہی دینا اس بات کی کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور حضرت محمد اُسکے بندے ہین اور اوسکے بہیجے ہوئے دوسرے قائم کرنا نماز کو تیسری زکوۃ دینا چوتھی حج کرنا خانہ کعبہ کا پانچوین رمضان کے روزے رکہنا **عن** طاؤس اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَلَا تَغْزُوْا اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ الْاِسْلَامَ بُنِیَ عَلٰی خَمْسَۃٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَصِیَامِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَیْتِ ۔ **ترجمہ** طاؤس سے روایت ہے عبداللہ بن عمر سے ایک شخص نے کہا تم جہاد کیون نہین کرتے انہون نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے اسلام کے پانچ کھم (ستون) ہین ایک تو گواہی دینا اس بات کی کوئی معبود برحق نہین سوا خدا کے دوسری نماز پڑھنا تیسری زکوۃ دینا چوتھی رمضان کے روزے رکھنا پانچوین خانہ کعبہ کا حج کرنا **ف** اور جہاد اس قسم کا رکن نہین کہ ہر مسلمان کو اسکا کرنا ضرور ہو بلکہ جہاد فرض کفایہ ہے اگر بعضون نے کیا تو سب کیطرف سے ادا ہو جاتا رہا البتہ اگر کوئی نکرے تو سب کے سب گناہ گار ہونگے یہ اُسوقت ہے جب جہاد مین سب مسلمانون کے شریک ہونیکی ضرورت نہو اور جو جماعت جہاد کر رہی ہو وہ دشمن کے مقابلے کے لیے کافی ہو اور جب کافر ہجوم کر آوین اور جہاد کرنے والے مسلمان انکے مقابلے سے عاجز ہون تو اُسوقت سب پر جہاد فرض ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ ابن عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد مین شریک ہو چکے تھے پھر یہ واقعہ اُس وقت کا ہو گا جب وہ بوڑھے ہو گئے یا اور کسی عذر سے اونکو جہاد مین جانیکی طاقت نہ ہوگی یا وہ فتنہ کا وقت ہو گا جب خود مسلمان ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے اسی وقت مین تو گھر بیٹھے رہنا بہت عمدہ ہے **باب** الامر بالایمان باللّٰہ تعالٰی ورسولہ صلی اللّٰہ علیہ

خمسٍ

وَسَلَّمَ وَشَرَائِعِ الدِّيْنِ وَالدُّعَاءِ اِلَيْهِ وَالسُّؤَالِ عَنْهُ وَحِفْظِهٖ وَتَبْلِيْغِهٖ مَنْ لَّمْ يَبْلُغْهُ ترجمہ
باب حکم کرنیکا اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لانے کی لیئے اور دین کے احکام پر لوگون کو بلانا اوس طرف اور پوچھنا اور
یاد رکھنا دین کی باتون کو اور پہونچانا دین کا ان لوگون کو جنکو نہین پہونچا **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا هٰذَا الْحَيَّ
مِنْ رَّبِيْعَةَ وَقَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ وَلَا نَخْلُصُ اِلَيْكَ اِلَّا فِيْ شَهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا
بِاَمْرٍ نَعْمَلُ بِهٖ وَنَدْعُوْ اِلَيْهِ مَنْ وَّرَاءَنَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ وَّاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ الْاِيْمَانِ
بِاللّٰهِ ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ فَقَالَ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ
وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَاَنْ تُؤَدُّوْا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ وَ خمس
الْمُقَيَّرِ وَزَادَ خَلَفٌ فِيْ رِوَايَتِهٖ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَعَقَدَ وَاحِدَةً **ترجمہ** ابن عباس سے
روایت ہے عبد القیس کے وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے **ف** وفد کہتے ہین اون لوگون کو جو ایک
جماعت یا قوم کیطرف سے منتخب ہو کر بھیجے جاوین کسی ضروری کام کے واسطے بادشاہ یا وزیر یا کسی سردار
کیطرف اور عبد القیس ایک شخص کا نام ہے جسکی اولاد کو عبد القیس کہتے ہین اور یہ ایک شاخ ہے ربیعہ کی جو ایک بڑا
قبیلہ تہا عرب مین یہ لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے تہے چودہ سوار تہے جنکا سردار اشج عصری تہا
اور ان لوگون مین تہے مزیدہ بن مالک محاربی اور عبیدہ بن ہمام محاربی اور صحار بن عباس مری اور عمرو بن مرحوم
عصری اور حارث بن شعیب عصری اور حارث بن جندب اور باقی لوگون کا نام معلوم نہین ہوا اور ان لوگون کے
آنیکا یہ سبب تہا کہ منقذ بن حیان ایک شخص تہا جو اکثر مدینہ منورہ مین تجارت کے لیے آیا کرتا جاہلیت کے زمانے مین ایکبار
وہ چادرین اور کہجورین ہجر (ایک بستی کا نام ہے) سے مدینہ مین لیکر آیا اوس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے
سے مدینے کو ہجرت کر چکے تہے منقذ راہ مین بیٹہا تہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادہر سے گذرے منقذ ایکبار
دیکہکر اوٹہہ کہڑا ہوا آپ نے فرمایا منقذ تمہاری قوم کے سب لوگون کا کیا حال ہے پہر آپ نے اوسکی قوم کے بڑون
بڑون مین سے ہر ایک کا نام لیا منقذ یہ معجزہ دیکہہ کر حیران ہوا اور اسیوقت اسلام لایا اور سورہ فاتحہ اور اقرا
سیکہا پہر ہجر کیطرف جانے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے ساتہہ ایک خط روانہ کیا عبد القیس کے لوگون کو وہ
خط منقذ نے عبد القیس کے لوگون کو نہین دیا اور اپنے پاس چہپا رکہا ایکبار منقذ کی جورو جو اشج عصری کی بیٹی
تہی (اشج کا نام منذر بن عائذ تہا لیکن حضرت نے اوسکا نام اشج رکہا کیونکہ اوسکی پیشانی مین ایک چوٹ کا

نشان تھا) اور جس لیے اپنے خاوند کو نماز اور قرآن پڑھتے دیکھکر اپنے باپ منذر سے اسکا ذکر کیا اور یہ کہا کہ میرے
خاوند کا جب سے وہ مدینہ سے لوٹکر آیا ہے عجب حال ہو گیا ہے ہاتھ پاؤن دھوتا ہے پھر اسطرف (یعنی قبلے کیطرف
منہ کرکے کبھی پیٹ جھکاتا ہے (رکوع) کبھی زمین پہ گرتا ہے (سجدہ) جب منذر اُس کے خاوند سے ملا اور دونون
کی باتین ہوئین تو اشج کے دل مین اسلام کا خیال جم گیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط لیکر اپنی قوم پاس
آیا اور پڑھکر سنایا اون سبھون کا دل اسلام کیطرف مائل ہوا اور انہون نے ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کیطرف روانہ کی جس کا سردار اشج کو کیا جب وہ مدینہ سے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا تمہارے
پاس عبد القیس کے لوگ آتے ہین جو پورب والون مین سب سے بہتر ہین اور اُن مین اشج بھی ہے وہ لوگ پھرنے والے نہین
نہ تنگ کرنیوالے **ف** اور کہا یا رسول اللہ ہم ربیعہ کے قبیلے مین سے ہین اور ہمارے اور آپکے بیچ مین مضر
کے کافر روک ہین مضر (بھی ایک قبیلے کا نام ہے اوسکے لوگ کافر تھے اور وہ عبد القیس اور مدینے کے بیچ مین رہتے
تھے عبد القیس کے لوگون کو آنے نہ دیتے تھے) اور ہم نہین آسکتے آپ تک مگر حرام مہینے مین (عرب کے نزدیک چار
مہینے حرام تھے (یعنے ذیقعدہ اور ذیحجہ اور محرم اور رجب) ان مہینون مین وہ لوٹ مار نہ کرتے اور مسافرون کو
نہ ستاتے اسوجہ سے ان مہینون مین مسافر سفر کیا کرتے اور بے کھٹکے راہ چلتے) تو بتلا دیجئے ہمکو کوئی ایسی بات جسپر ہم
عمل کرین اور ہمارے طرف کے لوگون کو بھی اوس طرف بلادین آپنے فرمایا مین تمکو حکم کرتا ہون چار باتون کا اور
منع کرتا ہون چار باتون سے پھر بیان کیا اونکو حکم کرتا ہون کہ گواہی دو اس بات کی کوئی برحق معبود نہین سوا خدا کے
اور حضرت محمد اوسکے بھیجے ہوئے ہین اور قائم کرو نماز کو اور ادا کرو زکوۃ کو اور ادا کرو پانچوان حصہ غنیمت کے مال مین سے
ف دوسری روایت مین پانچ باتین مذکور ہین چار تو یہی اور ایک رمضان کے روزے اور بخاری کی روایت مین بھی
پانچ باتین ہین پس اس مقام پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ آپنے چار باتین فرمائین اور ذکر کیا پانچ کو علما نے اسکا جواب کئی طرح
سے دیا ہے سبسے ظاہر وہ ہی جو ابن بطال نے کہا کہ اصل مقصود چار ہی باتین تھین یعنے توحید اور نماز اور زکوۃ اور
روزہ مگر ایک بات غنیمت کے خمس کی زیادہ بتلائی اسلیے کہ وہ لوگ کفار مضر کے قریب تھے اور انکو جہاد کرنا پڑتا
تھا اور غنیمتین ملتی تھین اور ابن الصلاح نے کہا وَاَنْ تُؤدُّوا کا عطف شہادۃ ان لا الہ الا اللہ پر نہین ہے تاکہ
پانچ باتین ہون بلکہ اربع پر ہے تو مطلب یہ ہوا مین تمکو حکم کرتا ہون چار باتون کا اور ایک اور بات کا **ت**
منع کرتا ہون دُبّا سے (یعنے کدو کے تونبے) اور حنتم سے **ف** حنتم کی تفسیر مین علما کے کئی اقوال ہین صحیح
یہی کہ حنتم کہتے ہین سبز لاکھی گھڑون کو اور یہ تفسیر خود صحیح مسلم مین کتاب الاشربہ مین ابو ہریرہ سے منقول ہے

اور یہی قول ہے عبداللہ بن مغفل اور اکثر اہل لغت کا اور بعضوں نے کہا کہ حنتم ہرایک گھڑے (ٹھلیا) کو کہتے ہیں اور
یہ عبداللہ بن عمر اور سعید بن جبیر اور ابو سلمہ کا قول ہے بعضوں نے کہا کہ حنتم ایک قسم کے گھڑے ہیں جو مصر سے آتی ہیں
وہ اندر سے روغنی ہوتے ہیں اور یہ انس بن مالک اور ابن ابی لیلی سے منقول ہے انہوں نے کہا وہ لال ہوتے ہیں بعضوں
نے کہا کہ حنتم لال رنگ کی گھڑے ہیں اونمیں مصر سے شراب آیا کرتا تھا یہ حضرت عائشہ سے منقول ہے اور ابن ابی لیلی
نے کہا کہ طائف سے اُنمیں شراب آتا تھا اور کچھ لوگ اُنمیں نبیذ بنایا کرتے تھے بعضوں نے کہا کہ حنتم وہ گھڑے ہیں
جو مٹی اور بال اور خون سے بنتی ہے اور یہ عطا سے منقول ہے (نووی) **ت** اور نقیر سے (یعنے جو بین برتن
سے ایک لکڑی کو لیکر اوسکو کھود کر کڑا سا بنا لیتے تھے) اور مُقَیَّر سے **ف** مُقیَّر قار سے نکلا ہے یعنی جس برتن پر
قار چڑھا ہو قار زفت کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا زفت ایک قسم ہے قار کی اور اول قول صحیح ہے کیونکہ ابن عمر سے
بسند صحیح منقول ہے کہ زفت اور مقیر ایک چیز ہے اور قار اور زفت ہندی میں رال کو کہتے ہیں **ت** خلف بن
ہشام نے اپنی روایت میں اتنا زیادہ کیا کہ گواہی دینا اس بات کی کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے اور اشارہ
کیا آپنے اونگلی سے ایک کا **ف** یہ چار ان چاروں قسم کے برتنوں سے ممانعت کی اوس سے غرض یہ ہے کہ ان
برتنوں میں شربت نہ بناؤ یعنی کھجور اور انگور اون میں نہ بھگوؤ اس لیے کہ ان برتنوں میں شراب تیار ہوا
کرتا تھا اور نشہ اون میں جلدی پیدا ہو جاتا ہے اور چمڑے میں شربت بھگونے کی ممانعت نہیں کی کیونکہ
چمڑا لطیف ہے اوسمیں نشہ والی چیز نہیں چھپتی بلکہ اکثر چمڑا تیز شراب سے پھٹ جاتا ہے اور یہ ممانعت بھی اول
اسلام میں تھی پھر بریدہ کی حدیث سے منسوخ ہو گئی اوس میں یہ ہے کہ میں نے تمکو منع کیا تھا شربت بھگونے
سے سوا چمڑے کے اور برتنوں میں لیکن اب بھگو ہر برتن میں اور نہ پیو اوس شراب کو جو نشہ لاوے روایت کیا
اسکو مسلم نے اور یہی قول ہے جمہور علما کا اور خطابی نے کہا کہ صحیح یہی ہے کہ یہ ممانعت منسوخ ہو گئی اور ایک جماعت
علما نے اس ممانعت کو قائم رکھا ہے اور یہی قول ہے مالک اور احمد اور اسحاق کا اور یہی منقول ہے عمر اور ابن عباس
سے (نووی) **عَنْ** اَبِیْ جَمْرَۃَ قَالَ کُنْتُ اُتَرْجِمُ بَیْنَ یَدَیِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَیْنَ النَّاسِ
فَاَتَتْهُ امْرَاَۃٌ تَسْاَلُهٗ عَنْ نَبِیْذِ الْجَرِّ فَقَالَ اِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَیْسِ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنِ الْوَفْدُ اَوْ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوْا رَبِیْعَۃُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ اَوْ بِالْوَفْدِ غَیْرَ خَزَایَا وَلَا
النَّدَامٰی قَالَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا نَاْتِیْکَ مِنْ شُقَّۃٍ بَعِیْدَۃٍ وَّاِنَّ بَیْنَنَا وَبَیْنَکَ هٰذَا الْحَیَّ
مِنْ کُفَّارِ مُضَرَ وَاِنَّا لَا نَسْتَطِیْعُ اَنْ نَّاْتِیَکَ اِلَّا فِیْ شَهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرْ

بِهِ مَنْ وَّرَآءَنَا وَنَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ **قَالَ** فَاَمَرَهُمْ بِاَرْبَعٍ وَّنَهَاهُمْ عَنْ اَرْبَعٍ **قَالَ** اَمَرَهُمْ بِالْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَقَالَ وَهَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَاَنْ تُؤَدُّوْا خُمُسًا مِّنَ الْمَغْنَمِ وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ قَالَ شُعْبَةُ وَرُبَّمَا قَالَ النَّقِيْرِ قَالَ شُعْبَةُ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ وَقَالَ احْفَظُوْهُ وَاَخْبِرُوْا بِهِ مَنْ وَّرَآءَكُمْ وَقَالَ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ رِوَايَتِهِ مَنْ وَّرَآءَكُمْ وَلَيْسَ فِيْ رِوَايَتِهِ الْمُقَيَّرُ **ترجمہ**

ابوجمرہ (نصر بن عمران) سے روایت ہی مین ابن عباس کے سامنے اون کے اور لوگون کے بیچ مین مترجم تہا (یعنی اورون کی بات کو عربی مین ترجمہ کرکے ابن عباس کو سمجہاتا اور انکی بات فارسی مین ترجمہ کرکے لوگون کو سمجہاتا) اتنے مین ایک عورت آئی جو پوچہتی تہی گہڑے کے نبیذ کو **ف** یعنی مٹی کے مٹہور یا بٹلوئی یا گہڑے مین جو کہجور یا انگور کا شربت بنایا جاوے اُسکا پینا کیسا ہے نووی نے کہا اس مین دلیل ہی اس بات کی کہ عورت اجنبی اور غیر مردون سے بات کرسکتی ہے اور انکی آواز سن سکتی ہے اور وہ انکی آواز سن سکتی مین احتیاج کیوقت **ف** ابن عباس نے کہا عبد القیس کے وفد (وفد کے معنی اوپر گذرے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے آپنے پوچہا یہ وفد کون ہین یا یہ کون قوم کے لوگ ہین لوگون نے کہا ربیعہ کے لوگ ہین آپ نے فرمایا مرحبا ہو قوم یا وفد کو **ف** مرحبا ایک کلمہ ہے جسکو عرب کے لوگ ملاقات کیوقت بولتے ہین یعنے جب کوئی ملنے کو آتا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ تم اچہی جگہ آئے وسعت اور کشایش کی جگہہ مین **ف** جو نہ رسوا ہوئے نہ شرمندہ اسلئے کہ خود آکے مسلمان ہونیکو بغیر لڑائی کے اگر لڑائی کے بعد مسلمان ہوتے تو رسوا ہوتے لونڈی غلام بنائے جاتے مال لٹ جاتا تو شرمندہ ہوتے) اون لوگون نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ پاس دور دراز سفر سے آتے ہین اور ہمارے اور آپکے بیچ مین قبیلہ ہی مضر کے کافرون کا تو ہم نہین آسکتے آپ تک مگر حرام مہینہ مین (جب لوٹ مار نہین ہوتی) اسلیے ہمکو حکم کیجیے ایک صاف بات کا جسکو ہم بتلا دین اور لوگون کو بہی اور جاوین اوسکے سبب سے جنت مین آپ نے حکم کیا اُنکو چار باتون کا اور منع کیا اُنکو چار باتون سے حکم کیا انکو اللہ کی توحید پر ایمان لانیکا اور پوچہا اون سے تم جانتے ہو ایمان کیا ہے اُنہون نے کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا ایمان گواہی دینا ہی اس بات کی کہ کوئی لائق نہین عبادت کے سوا اللہ کے اور بیشک حضرت محمد اوسکے بہیجے ہوئے ہین اور قائم کرنا نماز کا اور دینا زکوۃ کا اور روزے رکہنا رمضان کے (یہ چار باتین ہوگئین اب ایک پانچوین بات اور ہی) اور ادا

کرنا یا پانچوین حصہ کا غنیمت کے مال میں سے (یعنی جو کافرون کے لوٹ میں سے مال ہو اوس میں سے پانچوان حصہ خدا اور رسول
کے لیے نکالو) اور منع کیا اونکو کدو کے تونبے اور سبز لاکھی گھڑے اور لکڑی کے برتن سے شعبہ نے کبھی یون کہا اور
نقیر سے اور کبھی کہا مقیر سے (دونون کے معنے اوپر گذرے) اور فرمایا یاد رکھو اسکو اور خبر کرو ان باتون کی ان
لوگون کو جو تمہارے پیچھے ہین اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے من وراءکم کہا بدلے من ورائکم کے (اور مطلب ایک ہی ہے)
اور ان کی روایت مین مقیر کا ذکر نہین ہے **عن** ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بھذا الحدیث نحو حدیث شعبۃ وقال انھاکم عما ینبذ فی الدباء والنقیر والحنتم
والمزفت وزاد ابن معاذ فی حدیثہ عن ابیہ قال وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للاشج اشج
عبد القیس ان فیک خصلتین یحبھما اللہ الحلم والاناۃ **ترجمہ** دوسری روایت بھی ابن عباس
سے اسیطرح ہے اسمین یہہ ہے مین تمکو منع کرتا ہون اوس نبیذ سے جو بھگویا جاوے کدو کے تونبے اور چوبین اور سبز
لاکھی اور روغنی برتن مین اور ابن معاذ نے اپنی روایت مین اپنے باپ سے اتنا زیادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے عبد القیس کے اشج سے (جسکا نام منذر بن حارث بن زیاد تھا یا منذر بن عامر یا منذر بن عبید یا عائذ بن منذر
یا عبد اللہ بن عوف) فرمایا تجھہ مین دو عادتین ایسی ہین جنکو اللہ تعالی پسند کرتا ہے ایک تو عقلمندی دوسری دیر
مین سہج سے جو کچھہ کام کرنا جلدی نہ کرنا **ف** یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلیے فرمایا کہ عبد القیس کے
لوگ مدینہ مین پہونچے تو جھٹ پٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آگئے مگر اشج سامان کے پاس ٹھہرا رہا اور سب
سامان اکٹھا کیا اور اونٹ کو باندھا پھر اچھے کپڑے بدلے بعد اوسکے آپکے پاس آیا آپ نے اسکو نزدیک بلایا
اور اپنی بازو بٹھلایا پھر فرمایا حقیقت مین عقلمندی اور طمینان یہ دونون صفتین ایسی ہین جو تمام خوبیون
کی جڑ ہین بعض آدمی عقلمند ہوتے ہین لیکن جلد باز ہوتے ہین بہت سی غلطیان ہو جاتی ہین پھر شرمندہ
ہوتے ہین عمدہ بات یہ ہے کہ جس کام کو کرنا چاہے پہلے اوسمین خوب غور کرے اور اسکے فائدون اور نقصانون پر
نظر ڈالے پھر جب فائدے زیادہ معلوم ہون اور اسکام کا انجام بھی اچھا ہو تو اوسکو کرے اگر خود ہی یہ کام نہو
سکے تو اور عقلمند دوستون سے مشورہ لیوے حکما نے کہا ہے کہ جو آدمی ہر کام کو خیال آتے ہی کر بیٹھتا ہے
اوس مین اور جانور مین کچھ فرق نہین جانور کی عقل اسیقدر ہے کہ جو خیال آیا اوس طرف دوڑا فکر و تامل اور انجام
بینی کچھ نہین **عن** قتادۃ قال حدثنی من لقی الوفد الذین قدموا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من عبد القیس قال سعید وذکر قتادۃ ابا نضرۃ عن ابی سعید الخدری فی

حَدِيثِهِ هَذَا أَنَّ أُنَاسًا مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا حَيٌّ مِنْ رَبِيعَةَ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ وَلَا نَقْدِرُ عَلَيْكَ إِلَّا فِي أَشْهُرِ لہ
نَبِيَّ اللَّهِ الْحُرُمِ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نَأْمُرُ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا وَنَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ إِذَا نَحْنُ أَخَذْنَا بِهِ فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ اعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا
وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَصُومُوا رَمَضَانَ وَأَعْطُوا الْخُمُسَ مِنَ الْغَنَائِمِ وَأَنْهَاكُمْ
عَنْ أَرْبَعٍ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيرِ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَا عِلْمُكَ بِالنَّقِيرِ قَالَ بَلَى
جِذْعٌ تَنْقُرُونَهُ فَتَقْذِفُونَ فِيهِ مِنَ الْقُطَيْعَاءِ قَالَ سَعِيدٌ أَوْ قَالَ مِنَ التَّمْرِ ثُمَّ تَصُبُّونَ فِيهِ
مِنَ الْمَاءِ حَتَّى إِذَا سَكَنَ غَلَيَانُهُ شَرِبْتُمُوهُ حَتَّى إِنَّ أَحَدَكُمْ أَوْ إِنَّ أَحَدَهُمْ لَيَضْرِبُ ابْنَ
أَخْبَأُ عَمِّهِ بِالسَّيْفِ قَالَ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ أَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ كَذَلِكَ قَالَ وَكُنْتُ أَخْبَؤُهَا حَيَاءً
مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ فَفِيمَ نَشْرَبُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فِي أَسْقِيَةِ الْأَدَمِ
الَّتِي يُلَاثُ عَلَى أَفْوَاهِهَا فَقَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنَّ أَرْضَنَا كَثِيرَةُ الْجِرْذَانِ وَلَا تَبْقَى بِهَا أَسْقِيَةُ
صلی اللہ علیہ وسلم الْأَدَمِ فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى وَإِنْ أَكَلَتْهَا الْجِرْذَانُ وَإِنْ أَكَلَتْهَا الْجِرْذَانُ وَإِنْ أَكَلَتْهَا الْجِرْذَانُ قَالَ وَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ إِنَّ فِيكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللَّهُ الْحِلْمُ وَالْأَنَاةُ ترجمہ قتادہ سے روایت ہے مجھ سے بیان
کی اس شخص نے جو ملا تھا اس وفد سے جو رسول اللہ صلعم پاس آئے تھے عبد القیس کے قبیلہ مین سے (اور قتادہ نے نام نہ لیا اس شخص کا جس سے
یہ حدیث سنی اسکو تدلیس کہتے ہین) سعید نے کہا قتادہ نے ابو نضرہ کا نام لیا انہون نے سنا ابو سعید خدری سے
(تو قتادہ نے اس حدیث کو ابو نضرہ (منذر بن مالک بن قطعہ) سے سنا انہون نے ابو سعید خدری سے (سعد بن
مالک بن سنان) کہ کچھ لوگ عبد القیس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (پاس) آئے اور کہنے لگے ای نبی اللہ کے ہم ایک
شاخ ہین ربیعہ کے اور ہمارے اور آپکے بیچ مین مضر کے کافر ہین اور ہم نہین آسکتے آپ تک مگر حرام مہینون
مین تو حکم کیجیے ہم کو ایسے کام کا جسکو ہم بتلادین اور لوگون کو جو ہمارے پیچھے ہین اور جنت مین جاوین ہم اسکی وجہ
سے جب ہم اوسپر عمل کرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین تمکو حکم کرتا ہون چار باتون کا اور منع کرتا
ہون چار چیزون سے پوجو اللہ کو اور نہ شریک کرو اسکے ساتھ کسیکو اور قائم کرو نماز کو اور دو زکوٰۃ کو اور روزے رکھو
رمضان کے اور ادا کرو پانچوان حصہ غنیمت کے مالون مین سے اور منع کرتا ہون مین تمکو چار چیزون سے کدو کے تونبے
اور سبز لاکھی برتن اور روغنی برتن اور نقیر سے لوگون نے کہا یا رسول اللہ نقیر آپ نہین جانتے آپنے فرمایا کیون

نہین جانتا نقیر ایک لکڑی ہے جسکو تم کہود لیتے ہو پہر اوسمین قطیعا ر (ایک قسم کی چہوٹی کہجور اوسکو شہریز بہی کہتے ہین) بہگوتے ہو سعید نے کہا یا تمر بہگوتے ہو پہر اوس مین پانی ڈالتے ہو جب اسکا جوش تہم جاتاہے تو اُس کو پیتے ہو یہانتک کہ ایک تم مین کا اپنے چچا کے بیٹے کو مارتا ہے تلوار سے (نشہ مین آنکر جب عقل جاتی رہتی ہے تو دوست دشمن کی شناخت نہین رہتی اپنے بہائی کو جسکو سب سے زیادہ چاہتا ہے تلوار سے مارتاہے شراب کی برائیون مین سے یہ ایک بڑی برائی ہے جسکو آپنے بیان کیا) راوی نے کہا ہماری لوگون مین اُسوقت ایک شخص موجود تہا (جسکا نام جہم تہا) اُسکو ایک زخم لگ چکا تہا اُسی نشے کے بدولت لیکن مین اُسکو چہپاتا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم کے مارنے مین نے کہا یا رسول اللہ پہر کس برتن مین ہم شربت پیین آپنے فرمایا پیو چمڑے کے برتنون مین مشکون مین جنکا مونہہ باندہا جاتاہے (ڈوری یا تسمے سے) لوگون نے کہا اے نبی اللہ کے ہماری ملک مین چوہے بہت ہین وہان چمڑے کے برتن نہین رہ سکتے آپ نے فرمایا پیو چمڑے کے برتنون مین اگرچہ چوہے اُنکو کاٹ ڈالین اگرچہ چوہے اُنکو کاٹ ڈالین اگرچہ چوہے اُنکو کاٹ ڈالین (یعنی جس طور سے ہوسکے چمڑے ہی کے برتن مین پیو چوہون سے حفاظت کرو اگر نہ ہوسکے تو خیر پر اور برتن مین پینا درست نہین کیونکہ وہ شراب کے برتن ہین) راوی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد القیس کے اشج سے فرمایا تجہہ مین دو خصلتین ایسی ہین جنکو اللہ تعالی پسند کرتاہے ایک تو عقلمندی دوسری سہولت اور اطمینان جلدی نکرنا **عن** اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ عُلَيَّةَ غَيْرَ اَنَّ فِيْهِ وَتَذِيْفُوْنَ فِيْهِ مِنَ الْقُطَيْعَاءِ وَالتَّمْرِ وَالْمَاءِ وَلَمْ يَقُلْ قَالَ سَعِيْدٌ اَوْ قَالَ مِنَ التَّمْرِ **ترجمہ** دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے مگر اُس مین بجائے تقذفون کے تذیفون یا تدیفون ہے یعنے ملاتے ہو اوس مین قطیعاء اور کہجور اور پانی **عن** اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا اَتَوْا نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ جَعَلَنَا اللّٰهُ فِدَاكَ مَاذَا يَصْلُحُ لَنَا مِنَ الْاَشْرِبَةِ فَقَالَ لَا تَشْرَبُوْا فِي النَّقِيْرِ قَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ جَعَلَنَا اللّٰهُ فِدَاكَ اَوَتَدْرِيْ مَا النَّقِيْرُ قَالَ نَعَمْ الْجِذْعُ يُنْقَرُ وَسَطُهٗ وَلَا فِي الدُّبَّاءِ وَلَا فِي الْحَنْتَمَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْمُوْكَا **ترجمہ** ابوسعید خدری سے روایت ہے عبد القیس کے وفد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے تو کہنے لگے اے نبی اللہ کے اللہ ہمکو آپ پر فدا کرے کون سا شراب ہمکو درست ہے آپ نے فرمایا نقیر مین نہ پیو انہون نے کہا اے نبی اللہ

کے اللہ ہم کو آپ پر فدا کرے کیا آپ جانتی ہین نقیر کو آپنے فرمایا ہان نقیر ایک لکڑی ہے بیچ مین کہود کر گدا کر لیتے
ہین کدو کے تونبی مین نہ پیو سبز لاکہی برتن مین نہ پیو اور پیو مشکون مین (چمڑی کی) جنکا منہ بندہا ہو ڈوری
یا تسمہ سے **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے بہت سی مسائل معلوم ہوئی جو جابجا دیر مذکورہ ہوئی اور مین خیقضار
سے انکو بیان کرتا ہون ایک تو روسا اور شراف کی سفارت روانہ کرنا ضروری اور مہم کامون کے لیے دوسری سوال
سے پہلے عذر ظاہر کرنا تیسرے مہمات اسلام اور ارکان اسلام کا بیان سوا حج کے اور او نہیم آپ جیکو کہ اوس وقت
تک حج فرض نہین ہوا تہا چوتہی عالم کا مدد چاہنا دوسرون کے سمجہانیکے لیے کسی اور شخص سے جیسے ابن عباس کے
مترجم ابو جمرہ تہے پانچوین ترجمہ اور فتوی اور خبر مین ایکشخص کا قول کافی ہونا چہٹی مہمان کے لیے مرحبا کہنا
اوسکی تعریف کرنا اوسکے خوش کرنے کے لیے ساتوین تعریف کرنا منہ پر جب اوس مین فتنے کا خوف نہو اور
مونہہ پر تعریف کرنا یعنے مدح جو منع ہے وہ اسیوقت جب فتنہ کا خوف ہو ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
بہت مقامون مین مدح ثابت ہے آپ نے ابو بکر رض سی فرمایا ازار لٹکانے کی حدیث مین تو اون لوگون مین کسے
نہین ہے جو تکبر سے ایسا کام کرتے ہین اور فرمایا ای ابو بکر مت رو سب لوگون سے زیادہ احسان صحبت اور مال
کیوجہ سی مجہہ پر تیرا ہے اور جو مین کسیکو دوست بناتا (سوا خدا کے) تو ابو بکر کو بناتا اور ایسی ہی بہت سی حدیثین
اور آثار منقول ہین آٹہوین پوچہنے والے پر عتاب نکرنا اگر وہ کہے مجہہ سے کہول کر بیان کرو نوین صرف رمضان
کا لفظ کہنا درست ہونا شہر رمضان کہنا ضرور نہین دسوین عالم سی دوبارہ پوچہنا سمجہنے کے لیے گیارہوین
تاکید کرنا کلام کے زیادہ اثر ڈالنے کے لیے بارہوین یہ کہنا درست ہے کہ خدا مجہے تمپر قربان اور فدا کرے
انتہی مختصرًا

بَابُ الدُّعَاءِ إِلَى الشَّهَادَتَيْنِ وَشَرَائِعِ الْإِسْلَامِ باب بلانے مین لوگون کو طرف
شہادتین کے اور بیان مین اسلام کے ارکان کے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ مُعَاذًا قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّكَ تَأْتِيْ قَوْمًا مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَادْعُهُمْ إِلٰى شَهَادَةِ أَنْ
لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ
عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ
عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ فِيْ فُقَرَائِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَإِيَّاكَ
وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ **ترجمہ** ابن عباس سے
روایت ہے معاذ بن جبل نے کہا مجہکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہیجا (یمن کیطرف حاکم کر کے) تو فرمایا تم ملوگے

کچھ لوگون سی اہل کتاب کے تو بلانا اونکو اس بات کی گواہی کیطرف کوی معبود برحق نہین سوا خدا کے اور مین اللہ
کا بہیجا ہوا ہون (یعنے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پہر اگر وہ اسکو مان لین تو بتلانا اونکو یہ بات کہ اللہ نے اونپر فرض
کی ہین پانچ نمازین ہر دن اور رات مین پہر اگر وہ مان لین اسکو تو بتلا اونکو یہ بات کہ اللہ نے فرض کیا ہے اون پر
زکوۃ کو جو لے جاویگی اونکے مالدارون سے پہر دیجاویگی اونہی کے فقیرون اور محتاجون کو اگر وہ اسکو مان لین تو خبردار
نہ لینا عمدہ مال اون کے (یعنی زکوۃ مین متوسط جانور لینا عمدہ دودہ والا اور پر گوشت فربہ چہانٹ کر نہ لینا) اور
بچنا مظلوم کی بد دعا سی کیونکہ مظلوم کی بد دعا اور اللہ کے درمیان کوئی روک نہین **ف** یعنی وہ فورًا اللہ تک
پہونچ جاتی ہے اور قبول ہوتی ہے نووی نے کہا اس حدیث سی بہت باتین نکلتی ہین قبول کرنا خبر واحد کا اور
واجب ہونا عمل اوسپر اور وتر کا واجب نہ ہونا اس لیے کہ معاذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سی چند روز پہلے
یمن کیطرف بہیجے گئے تہے پہر اگر وتر واجب ہوتا تو آپ اونکو بہی نمازون مین شریک کرتے اور مسنون ہونا دعوت کفار کا
طرف توحید کی جنگ سے پہلے اور حکم نہونا اسلام کا جب تک شہادتین کا زبان سی اقرار نکرے اور یہی مذہب ہے اہل
سنت کا اور واجب ہونا پانچون نمازون کا ہر دن اور رات اور گناہ عظیم ہونا ظلم کا اور امام کو نصیحت کرنا اپنے
عاملون کو اللہ سے ڈرنے کے لیے اور ظلم سے بچنے کے لیے اور حرام ہونا زکوۃ وصول کرنیوالے پر عمدہ مال چہانٹ لینا
اسی طرح صاحب مال پر برا مال دینا اور زکوۃ نہ دینا کافر کو نہ مالدار کو اور استدلال کیا ہے اس حدیث سی خطابی
اور ہمارے اصحاب نے کہ زکوۃ کا نقل جائز نہین یعنے ایک ملک کی زکوۃ دوسرے ملک کے فقیرون کو نہ بہیجی جاوی اور یہ
استدلال قوی نہین کیونکہ فقرائہم سے مراد مسلمانون کے فقیر ہو سکتے ہین اور بعضون نے اس حدیث سی یہ استدلال
کیا ہی کہ کافر فروع شریعت جیسی نماز روزہ زکوۃ کی ساتہہ مخاطب نہین ہین یعنی انکو صرف یہی حکم ہے کہ ایمان لاوین
اور یہی امر کے نہ کرنے پر انکو عذاب ہوگا نماز روزہ وغیرہ اونپر واجب فرض ہے کہ وہ مسلمان ہون اور دلیل اس کی
یہ ہی کہ حضرت نے اس حدیث مین یون فرمایا اگر وہ اسکو مان لین تو انکو یہ بتلا تو معلوم ہوا کہ جب وہ شہادتین ہی
کو نہ مانین تو ارکان اسلام اونپر واجب نہین اور یہ استدلال ضعیف ہی اس لیے کہ حدیث سی مقصود یہ ہی کہ جب وہ
شہادتین کا اقرار کرین تو انکو بتلا دے کہ نماز کا مطالبہ اون سی ہوگا دنیا مین اور دنیا مین تو ارکان اسلام کا مطالبہ
جب ہی ہوگا جب وہ اسلام لاوین اس سے یہ لازم نہین کہ آخرت مین بہی اونکو ارکان اسلام کے ترک پر عذاب نہو
اور قرینہ اسپر یہ ہے کہ حضرت نے ایک ایک بات بہ ترتیب بتلائی پہلے جو بہت ضروری تہی پہر جو اس سے کم اور
خود اسی حدیث مین یہ بات موجود ہے کہ جب وہ نماز کو مان لین تو بتلا اونکو زکوۃ کی فرضیت حالانکہ اس کا

کوئی قائل نہین ہوا کہ پہلی انسان پر نماز فرض ہوتی ہے پھر اوس کے بعد زکوٰۃ فرض ہوتی ہے **عن** ابن عباس
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث معاذا الی الیمن فقال انک ستاتی قوما بمثل حدیث
وکیع **ترجمہ** ابن عباس سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عن** ابن عباس ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم لما بعث معاذا الی الیمن قال انک تقدم علی قوم اہل کتاب فلیکن
اول ما تدعوہم الیہ عبادۃ اللہ فاذا عرفوا اللہ فاخبرہم ان اللہ قد فرض علیہم خمس
صلوات فی یومہم ولیلتہم فاذا فعلوا فاخبرہم ان اللہ عز وجل قد فرض علیہم زکوٰۃ
تؤخذ من اموالہم فترد علی فقرائہم فاذا اطاعوا بہا فخذ منہم وتوق کرائم اموالہم
ترجمہ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ کو یمن بھیجا تو اون سے کہا تم جاؤگے
ایک قوم پاس اہل کتاب ہین تو سب سے پہلے جس طرف تم اون کو بلاؤ وہ اللہ جل جلالہ کی عبادت ہے پھر جب وہ خدا کو پہچان
لیوین **ف** قاضی عیاض نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب یعنی یہود اور نصاری خدا کو نہین پہچانتے
اور یہی قول ہے بڑے بڑے متکلمین کا اگرچہ وہ ظاہر مین خدا کی پرستش کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم نے خدا کو پہچانا
اگرچہ عقل اس بات کو جائز رکھتی ہے کہ جو شخص ایک رسول کو نہ مانے وہ خدا کو پہچان لیوے قاضی عیاض نے کہا جو
شخص خدا کو مشابہ سمجھتا ہے اور مخلوقات کی یا خدا کو جسم جانتا ہے اور اجسام کی طرح یہودیون مین سے یا خدا کو اولاد ہونا جائز
جانتا ہے یا اوسکی بی بی یا بیٹا ثابت کرتا ہے یا حلول اور انتقال اور امتزاج اجسام کی طرح اوسکے لیے جائز سمجھتا ہے
نصاری مین سے یا اوسکی اوصاف ایسی بیان کرتا ہے جو اسکو لائق نہین یا اوس کے لیے شریک یا مخالف برابر والا
ثابت کرتا ہے مجوس اور بت پرستون مین سے ان سب کا معبود درحقیقت خدا نہین ہے اگرچہ وہ اسکا نام خدا کہین
تو درحقیقت انہون نے سچے خدا کو نہین پہچانا اس نکتے کو سمجھ کر یاد رکھنا چاہیے (نووی) **ف** تو انکو بتلا کہ
اللہ نے اون پر پانچ نمازین فرض کی ہین ہر رات اور دن مین جب وہ یہ کرنے لگین تو انکو بتلا کہ اللہ نے انپر زکوٰۃ فرض
کی ہے جو لی جاویگی ونکے مال مین سے پھر دی جاویگی اونہی مین کے فقیرون کو جب وہ یہ بھی مان لین تو زکوٰۃ لے
اون سے اور بچ انکے عمدہ مالون سے **ف** یہ جو فرمایا زکوٰۃ لی جاویگی اون کے مال مین سے اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی
مسلمان زکوٰۃ نہ دیوے تو جبرا اوس کے مال مین سے وصول کیجاوے گی اس مین خلاف نہین ہے مگر اختلاف اسمین
ہے کہ آیا وہ باطنا بینہ وبین اللہ زکوٰۃ سے بری ہوگا یا نہ ہوگا اوس مین ہمارے اصحاب کے دو قول ہین (نووی) **باب**
الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ باب بیان مین اس بات کی کہ لوگون

سے لڑنا چاہیے یہانتک کہ وہ کہیں کوئی معبود سچا نہیں سوا خدا کے اور بیشک حضرت محمد اوسکے رسول ہیں

عن ابی ہریرۃ قال لما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واستخلف ابو بکر الصدیق بعدہ وکفر من کفر من العرب قال عمر بن الخطاب لابی بکر کیف تقاتل الناس وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ فمن قال لا الہ الا اللہ فقد عصم منی مالہ ونفسہ الا بحقہ وحسابہ علی اللہ فقال ابو بکر واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوۃ والزکوۃ فان الزکوۃ حق المال واللہ لو منعونی عقالا کانوا یؤدونہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقاتلتہم علی منعہ فقال عمر بن الخطاب فواللہ ما ہو الا ان رایت اللہ قد شرح صدر ابی بکر للقتال فعرفت انہ الحق **ترجمہ**

ابو ہریرہ سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ابو بکر صدیق رض خلیفہ ہوئے اور عرب کے لوگ جو کافر ہونے تھے کافر ہو گئے **ف** خطابی نے کہا جو لوگ اسلام سے پھر گئے تھے وہ دو طرح کے تھے ایک تو وہ جو بالکل دین اسلام کو چھوڑ کر اپنے کفر کی حالت کیطرف پھر لوٹ گئے تھے اور ابو ہریرہ نے جو کہا کافر ہو گئے عرب کے لوگ جو کافر ہو گئے اوس سے مراد اسی قسم کے لوگ ہیں اور ایسے لوگوں میں بھی دو گروہ تھے ایک گروہ تو مسیلمہ کذاب کا جو اسکو پیغمبر جانتے تھے اور اسود عنسی کا اور اس کے قبول کرنیوالے یمن کے لوگوں میں سے یہ فرقہ تو بالکل ہمارے پیغمبر کی نبوت کا انکار کرتا تھا اور مسیلمہ یا اسود کو پیغمبر سمجھتا تھا ابو بکر صدیق نے ان سے لڑنا شروع کیا یہانتک کہ مسیلمہ یمامہ میں اور اسود عنسی صنعا میں مارا گیا اور اونکی جماعتیں ٹوٹ گئیں اور اکثر ان میں کے مارے گئے دوسرا گروہ وہ تھا جو دین سے پھر گیا تھا اور شرائع اور احکام دین کا منکر ہو کر نماز روزے کو چھوڑ دیا تھا اور پھر اوسی جاہلیت کے طریق پر چلنے لگا تھا اور اسوقت خدا کو سجدہ صرف تین مسجدوں میں ہوتا تھا ایک مکہ کی مسجد دوسری مدینہ کی مسجد تیسری عبد القیس کی مسجد بحرین میں دوسری طرح کے وہ لوگ تھے جنہوں نے نماز اور زکوۃ میں فرق نکالا تو نماز پڑھتے تھے لیکن زکوۃ دینے سے انکار کیا یہ لوگ درحقیقت ایک قسم کے باغی تھے انہی لوگوں کے بارے حضرت عمر کو شبہہ ہوا (السراج الوہاج) **ف** تو حضرت عمر نے ابو بکر سے کہا تم کیونکر لڑو گے ان لوگوں سے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مجھے حکم ہوا لوگوں سے لڑنیکا یہانتک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں پھر جس نے لا الہ الا اللہ کہا اوس نے بچا لیا مجھ سے اپنے مال اور جان کو مگر کسی حق کے بدلے (یعنی کسی قصور کے بدلے جیسے زنا کرے یا خون کرے تو بدلا اوسکا دیا جائیگا) پھر حساب اوسکا اللہ پر ہے (اگر اوسکے دل میں کفر ہو اور ظاہر میں ڈر کے مارے مسلمان

ہوگیا ہو تو قیامت مین اللہ اوس سے سمجھ لیگا پر دنیا مین اس سے کوئی مواخذہ نہوگا **ف** تو حضرت عمر کا اعتراض بنظر ظاہر حدیث کے تھا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے لا آلہ الا اللہ کہا اوس نے بچا لیا اپنے مال اور جان کو اور یہ لوگ لا آلہ الا اللہ کہتے ہین صرف زکوۃ دینے سے انکار کرتے ہین پھر ان سے لڑنا اور انکی مال اور جان لینا کیونکر درست ہوگا **ت** حضرت ابو بکر نے کہا قسم خدا کی مین تو لڑون گا اوس شخص سے جو فرق کرے نماز اور زکوۃ مین اس لیے کہ زکوۃ مال کا حق ہے **ف** مطلب حضرت ابو بکر کا یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال اور جان کی حفاظت معلق کی ہے شرطون پر اور جو حکم معلق ہو دو شرطون پر وہ ایک شرط کے ہونے سے حاصل نہین ہوتا جب دوسری شرط نہو پھر قیاس کیا اوسکا نماز سے بعد اوسکے زکوۃ کو نماز کے مثل قرار دیا اور اس حدیث مین دلیل ہے اس بات کی کہ جو شخص نماز چھوڑ دے اوس سے لڑائی درست ہے باجماع صحابہ جب ابو بکر نے زکوۃ کو جو مختلف فیہ تھی نماز کی مثل قرار دیا جو متفق علیہ تھی تو اس معاملہ مین حضرت عمر رض نے عموم حدیث سے استدلال کیا اور ابو بکر نے قیاس سے اور معلوم ہوا کہ عام کی تخصیص قیاس سے ہوسکتی ہے **ت** قسم خدا کی اگر وہ ایک عقال کو روکین گے جو دیا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مین لڑون گا اون سے اوسکے نہ دینے پر **ف** مسلم مین عقالا مروی ہے اور ایسا ہی بخاری مین اور بعضی روایتون مین عقال کے بدلے عناق ہے عناق کہتے ہین بکری کے بچے کو اور دونون صحیح ہین او محمول ہین اس امر پر کہ ابو بکر نے دو مرتبہ یہ کلام کہا ہوگا ایک بار عقال کہا اور ایکبار عناق تو روایت کیے گئے اون سے دونون لفظ تو عناق سے مراد بکریون کے بچے ہین جنکی مائین مر گئی ہون اور عقال سے مراد ایک سال کی زکوۃ ہے اور بعضون نے کہا کہ عقال وہ رسی ہے جس سے اونٹ کو باندھتے ہین اور نووی نے اسکو صحیح کہا کیونکہ یہ موقع شدت اور مبالغہ کا ہے تو جہانتک عقال کی تحقیر ہو مناسب ہے اور جب ایک سال کی زکوۃ مراد لین تو یہ مطلب حاصل نہین ہوتا (السراج الوہاج) **ت** حضرت عمر نے کہا قسم خدا کی پھر وہ کچھ نہ تھا مگر مین نے یقین کیا کہ اللہ جل جلالہ نے ابو بکر کا سینہ کھولدیا ہے لڑائی کے لیے (یعنی اون کے دل مین یہ بات ڈالدی) تب مین نے جانا کہ یہی حق ہے **ف** نووی نے کہا حضرت عمر نے ابو بکر کی تقلید نہین کی اسواسطے کہ عمر خود مجتہد تھے اور مجتہد کو درست نہین دوسرے مجتہد کی تقلید کرنا اور روافض نے یہ خیال کیا ہے کہ حضرت عمر نے ابو بکر کی تقلید کی اور بنا اسکی اون کے خیال فاسد پر ہے کہ امام کو معصوم ہونا ضرور ہے یہ انکی کھلی ہوئی جہالت ہے (السراج الوہاج) نووی نے کہا بعض رافضیون نے یہ خیال کیا ہے کہ ابو بکر رض نے سب سے پہلے مسلمانون کو قید اور قتل کیا حالانکہ وہ لوگ زکوۃ کے باب مین تاویل کرتے تھے اور کہتے تھے قرآن مین

یہ جو حکم ہے خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً الآیۃ تو یہ خطاب خاص ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس واسطے کہ تطہیر یعنے پاک کرنا گناہوں سے اور تزکیہ اور صلاۃ دوسرے سے نہیں ہو سکتا خطابی نے کہا یہ خیال ایسے لوگوں کا ہے جن کو دین سے ذرا بہرہ نہیں اور اُن کے عمدہ مقاصد افترا اور بہتان اور سلف کی برائی ہیں اور ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ اسلام سے مرتد ہو جانے والے لوگ کئی طرح کے ہیں بعضے تو بالکل دین سے پھر گئے تھے اور مسیلمہ وغیرہ کو پیغمبر جاننے لگے تھے اور بعضوں نے نماز اور زکوۃ اور تمام شرائع کو ترک کر دیا تھا پھر انہی لوگوں کو صحابہ نے کافر سمجھا اور ابوبکر نے اُن سے لڑائی کی اور اُنکی عورتوں اور بچوں کو لونڈی غلام بنایا اور اکثر صحابہ نے اس بات میں ابوبکر کی موافقت کی خود حضرت علی نے بنی حنیفہ کے قیدیوں میں سے ایک عورت کو لونڈی بنایا جس کے پیٹ سے محمد بن الحنفیہ پیدا ہوئے پھر صحابہ کا زمانہ گذرنے سے پہلے اصحاب کا اتفاق ہو گیا کہ مرتد کو قید نہ کرنا چاہیے بلکہ قتل کرنا چاہیے اور وہ لوگ جنہوں نے زکوۃ دینے سے انکار کیا تھا وہ دین پر قائم تھے پر باغی تھے اور اگرچہ اُن میں کے بعض زکوۃ دینے پر راضی ہوئے تھے پر اون کے سرداروں نے اونکو زکوۃ دینے سے روکا جیسے بنی یربوع وہ زکوۃ دینے پر مستعد ہو گئے تھے اور مال زکوۃ جمع کر کے روانہ کرنے والے تھے کہ مالک بن نویرہ نے اُنکو روکا پھر ان لوگوں کو خاص کر کے کافر نہیں کہا اگرچہ یہ بھی ایک قسم کے مرتد تھے کیونکہ مرتد لوگوں کے شریک ہو گئے تھے دین کی بعض باتیں موقوف کرنے میں اسلیے کہ ردہ کا اطلاق ہر گمراہ پر ہوتا ہے اور ہر اوس شخص پر جو پہلے ایک کام کیطرف توجہ رکھتا ہو پھر اوس سے پھر جاوے اور یہ لوگ بھی اطاعت سے پھر گئے تھے اور حق کو روکتے تھے تو یہ قبیح لقب مرتد کا اون کے ساتھ بھی لگ گیا اور دینداری جاتی رہی اور یہ جو انہوں نے استدلال کیا تھا قرآن سے کہ قرآن میں خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ میں خطاب خاص ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو قرآن کے خطاب تین طرح کے ہیں ایک خطاب عام جیسے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ یعنے ایمان والو جب تم کھڑے ہو نماز کے لیے یا ایہا الذین آمنو کتب علیکم الصیام ای ایمان والو فرض ہیں تم پر روزے اور ایک خطاب خاص حضرت کے یعنے جسمیں دوسرا شریک نہیں ہو سکتا وہ جب ہے کہ آیت میں صاف اشارہ ہو کہ یہ حکم پیغمبر کے ساتھ خاص ہے جیسے وَمِنَ اللَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ اور جیسے فرمایا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اور ایک خطاب ہے جو اللہ تعالے اپنے پیغمبر کو مخاطب کیا ہے پر اوس میں پیغمبر اور سب امت کے لوگ برابر ہیں جیسے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ قائم کر نماز کو آفتاب کے ڈھلتے ہی اور جیسے فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ یعنے جب تو قرآن پڑھنے لگے تو پناہ مانگ شیطان مردود سے اور جیسے وَاِذَا کُنْتَ فِیْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوۃَ اور یہ سب خطاب ہم سے

ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص نہین بلکہ سب امت اوس مین شریک ہے اسی طرح یہ خطاب بھی
ہے خذ من اموالہم صدقۃ الآیۃ تو جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کا قائم مقام ہو
وہ اسپر عمل کرسکتا ہے اور اسی کی مثل ہے یہ آیت یا ایہا النبی اذا طلقتم النساء کہ خطاب ہے نبی کیطرف
اور حکم ہے سب مسلمانون کو بلکہ بعض مقامون مین خطاب ہے پیغمبر کیطرف اور مراد اور لوگ ہین جیسے فان کنت
فی شک مما انزلنا الیک اسلیے کہ حضرت کو شک نہ تہی اوس مین جو آپ پر اوترتا تہا رہا تطہیر اور تزکیہ
اور دعا تو یہ ہر ایک امام کرسکتا ہے صاحب صدقہ کے لیے اور جو ثواب جس عمل پر وارد ہوا ہے وہ قائم
ہے آپ کی وفات سے موقوف نہین ہوگیا اور امام اور عامل کو مستحب ہے کہ صدقہ دینے والے کے لیے
دعا کرے اوس کے مال کی ترقی اور برکت کے لیے اور امید ہے کہ اللہ تعالی اوسکی دعا کو قبول کریگا اور
اوسکی سوال کو رد نہ کریگا اگر کوئی یہ کہے کہ جن لوگون نے اوس زمانے مین زکوۃ نہ دینے کے لیے تاویل کی
تہی وہ باغی قرار پائے اب اگر اس زمانے مین بہی کوئی زکوۃ کی فرضیت کا انکار کرے اور اسکو ادا نکرے
تو کیا اوسکا حکم مثل باغیون کے ہوگا تو جواب اسکا یہ ہے کہ نہین اس زمانے مین جو کوئی زکوۃ کی فرضیت کا
انکار کرے وہ بالاجماع کافر ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ وہ لوگ معذور تہے کئی وجہون سے ایک تو یہ کہ زمانہ نبوت
کا اون سے قریب تہا جب احکام منسوخ ہوتے رہتے دوسرے یہ کہ وے لوگ نادان تہے اور نئے مسلمان ہوئے تہے
اسلیے شبہہ مین پڑ گئے اب تو دین اسلام شائع اور مشہور ہو گیا اور دین کی باتین خاص اور عام سب کو معلوم
ہوگئین اب عالم کیا جاہل تک جانتا ہے کہ زکوۃ اسلام کا ایک رکن ہے تو اب کوئی معذور نہ ہوگا اوس کے انکار مین
اسیطرح حکم ہے ہر ایک شخص کا جو انکار کرے امت کی اجماعی کامون مین سے کسی کام کا جو مشہور ہو جیسے پانچون نمازون کا
یا رمضان کے روزون کا یا جنابت سے غسل کرنے کا یا زنا کے حرام ہونیکا یا شراب کے حرام ہونیکا یا محرم عورتون سے نکاح
حرام ہونیکا البتہ اگر کوئی اس زمانے مین بہی نو مسلم ہو اور ارکان اسلام کو اچہی طرح نہ جانتا ہو وہ اگر انکار کرے
نادانستہ تو کافر نہوگا اور اسلام کا اطلاق اوس پر باقی رہیگا اور جو باتین امت کی اجماعی ہین پر خاص و عام مین مشہور
نہین اون کا انکار کفر نہوگا جیسے پہوپہی اور بہتیجی مین جمع کرنا یا خالہ اور بہانجی مین یا قاتل کو میراث نہ دلانا یا دادی
کو چہٹا حصہ دلانا (انتہی باختصار) السراج الوہاج مین ہے کہ ابو بکر صدیق جو دلیل لائے اور عمر نے جو اعتراض کیا اوس
سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکو دوسری روایت کی خبر نہین ہوئی جسکو ابو ہریرۃ نے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا مجہے حکم ہوا لوگون سے لڑنے کا یہانتک کہ وہ گواہی دین اس بات کی کہ کوئی معبود برحق نہین

سوا خدا کے اور یقین لاوین میری اوپر اور اوسپر جو مین لایا جب ایسا کرین گے تو بچا لیا انہون نے اپنی جانون اور
مالون کو مگر حق کے بدلے پہر حساب اونکا اللہ پر ہی اور ابن عمر کی روایت مین ہے گواہی دین اس بات کی کوئی معبود
برحق نہین سوا خدا کے اور محمد اوسکے رسول ہین اور ادا کرین نماز کو اور دیوین زکوٰۃ کو اور انس کی روایت مین ہے
کہ منہ کرین نماز مین ہمارے قبلے کی طرف اور کہاوین ہمارا ذبح کیا ہوا جانور اور ہماری طرح سے نماز پڑہین اسلیے کہ اگر
حضرت عمر کو ان روایتون کی خبر ہوتی تو یہ اعتراض ہی نکرتے اور ابو بکر کو اگر خبر ہوتی تو وہ حدیث سے دلیل لاتے
قیاس کیون کرتے۔ اس حدیث سے بہت سی باتین معلوم ہوئین ایک تو قیاس کا حجت ہونا اور اوسپر عمل کرنا دوسرے
نماز یا زکوٰۃ یا اور فرائض اسلام کو ادا نکرنے والون سے لڑنا تیسری باغیون سے لڑنے کی اجازت چوتھی امام کو اجتہاد
درست ہونا ضرورت کے وقت اور بحث کرنا امام سے نووی نے کہا قاضی عیاض نے کہا کہ لا اله الا الله کہنے پر جان
اور مال محفوظ رہنا عرب کے مشرک اور بت پرستون سے خاص ہے اور اُن کے سوا اور کافر جو توحید کا اقرار کرتے ہین
جیسے اہل کتاب وغیرہ وہ صرف توحید کی وجہ سے بچ نہین سکتے اسلیے دوسری حدیث مین اتنا زیادہ ہی کہ مجھکو رسول مانین
اور نماز پڑہین اور زکوٰۃ دین اور اسکے ساتھہ یہ بھی ضرور ہی کہ جتنے احکام اور مسائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت
ہین اون سب کو مانین پہر نووی نے کہا کہ علما نے اختلاف کیا ہی زندیق کی توبہ قبول کرنے مین یعنی جو بالکل شریعت
اور دین کا منکر ہو (جیسے ہمارے اس حالی زمانے مین ایک فرقہ نکلا ہے جسکو نیچری یعنی طبعی کہتے ہین) تو اس مین
پانچ قول ہین سب مین صحیح اور صواب یہ ہی کہ توبہ اُسکی قبول ہے بسبب احادیث صحیحہ مطلقہ کے اور ایک قول یہ ہے
کہ اوس کی توبہ ہرگز قبول نہین بلکہ اُسکو قتل کرنا چاہیے پہر اگر وہ درحقیقت سچا ہوگا تو آخرت مین اُسکو نجات ہوگی
ایک قول یہ ہے کہ پہلی بار کی توبہ مقبول ہی پہر اگر کفر اختیار کرے تو مقبول نہین ایک قول یہ ہے کہ وہ اگر خود توبہ کرے
تو قبول ہی اور جو تلوار کے ڈر سے کرے تو قبول نہین ایک قول یہ ہے کہ وہ اگر دوسرون کو بھی گمراہی کی طرف بلاتا
ہو تو اوس کی توبہ قبول نہین ورنہ قبول ہے انتہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّیْ
مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَی اللّٰهِ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے
حکم ہوا لوگون سے لڑنے کا یہانتک کہ وہ لا اله الا الله کہین پہر جس نے لا اله الا الله کہا اوس نے بچا لیا مجھسے اپنے
مال اور جان کو مگر کسی حق کے بدلے اور حساب اُسکا اللہ پر ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَیُؤْمِنُوْا بِیْ وَ

بِمَا جِئْتُ بِهٖ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِکَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَ ھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ اِلَّا بِحَقِّھَا وَحِسَابُھُمْ عَلَی اللّٰہِ **ترجمہ** ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہے لوگون سے لڑنیکا یہان تک کہ وہ گواہی دین اس بات کی کوئی معبود برحق نہین سوا خدا کے اور ایمان لاوین مجھپر (کہ مین اللہ کا بھیجا ہوا ہون) اور اُسپر جسکو مین لیکر آیا (یعنی قرآن پر اور شریعت کی تمام احکام پر جسکو مین لایا) جب وہ ایسا کرین تو اُنہون نے بچا لیا اپنی جانون اور مالون کو مگر کسی حق کے بدلے اور حساب انکا اللہ پر ہے **ف** نووی نے کہا اس حدیث مین بیان ہے اوس بات کا جو دوسری روایتون مین اختصار کیا گیا صرف لا الٰہ الا اللہ کہنے سے یعنی اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اوپر کی روایتین جنمین صرف لا الٰہ الا اللہ کہنے کا بیان ہے مختصر اور مجمل مین جان اور مال بچنے کے لیے جیسے لا الٰہ الا اللہ کا اقرار ضرور ہے ویسے ہی محمد رسول اللہ کا بھی بلکہ قرآن اور حدیث اور تمام احکام شریعت کا ماننا جنکا ثبوت تواتر یقین کو پہونچ گیا ہے ضرور ہے اور اسکا بیان تفصیل سے اوپر گذر چکا اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آدمی دین اسلام پر مضبوط عقیدہ رکھے اور شک نکرے تو وہ مومن ہے اور موحد اور یہ ضرور نہین کہ اہل کلام کے دلائل کو دریافت کرے اور خدا کو ان دلیلون سے پہچانے یہی قول ہے محققین اور جمہور سلف کا اور بعض لوگون کے نزدیک ایمان پورے ہونیکے لیے دلائل کا بھی جاننا ضرور ہے اور یہ قول ہے معتزلہ اور بعض اشاعرہ کا اور یہ خطا ہے اس لیے کہ مقصود یقین ہے اور وہ حاصل ہوگیا تقلید سے بھی دوسرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صرف یقین کو کافی سمجھا اور دلائل دریافت کرنیکی شرط نہین کی **عن** جَابِرٍ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَاِذَا قَالُوْا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَ ھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ اِلَّا بِحَقِّھَا وَحِسَابُھُمْ عَلَی اللّٰہِ ثُمَّ قَرَءَ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَکِّرٌ لَسْتَ عَلَیْھِمْ بِمُصَیْطِرٍ **ترجمہ** جابر اور ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنیکا یہانتک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہین پھر جب انہون نے لا الٰہ الا اللہ کہا تو بچا لیا مجھ سے اپنی جانون اور مالون کو مگر حق کے بدلے اور حساب انکا اللہ پر ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَکِّرٌ لَسْتَ عَلَیْھِمْ بِمُصَیْطِرٍ یعنی تو نصیحت کرنیوالا ہے لوگون کو تیرا کچھ زور اونپر نہین (یہ آیت اُسوقت کی ہے جب جہاد فرض نہ ہوا تھا) **عن** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْھَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ فَاِذَا فَعَلُوْا عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَ ھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ اِلَّا بِحَقِّھَا وَحِسَابُھُمْ عَلَی اللّٰہِ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر رضہ سے روایت

ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنے کا یہان تک کہ گواہی دین اس بات کی کہ کوئی معبود
برحق نہین سوا خدا کے اور بیشک محمد اوس کے رسول ہین اور قائم کرین نماز کو اور دیوین زکوة کو پھر جب کرین تو بچا لیا انہون
نے مجھہ سے اپنی جانون اور مالون کو مگر حق کے بدلے اور حساب اون کا اللہ پر ہے **ف** السراج الوہاج مین ہے
کہ امام شوکانی سے سوال ہوا وہ لوگ جو جنگل مین رہتے ہین اور کوئی حکم شرعی بجا نہین لاتے نہ نماز نہ روزہ صرف زبان
سے کلمۂ شہادت پڑھتے ہین وہ کافر ہین یا مسلمان اور آیا مسلمانون کو اون سے جہاد کرنا چاہیے یا نہین تو جواب
دیا انہون نے ارشاد السائل مین کہ جو شخص ارکان اسلام اور فرائض اسلام کو بالکل ترک کرے اور اسکو پاس کچھہ نہو
سوا زبان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کے تو بیشک وہ کافر ہے اور شدید الکفر اوسکا جان او مال حلال ہے
اس لیے کہ صحیح حدیثون سے یہ بات ثابت ہے کہ جان اور مال اوسوقت بچیگی جب ارکان اسلام کو ادا کرے تو ایسے کافرون
کے قریب جو مسلمان رہتے ہون اونپر واجب ہے کہ اون کافرون کو اسلام کے احکام بتلاوین اور انکے بجا لانیکے لیے اون کو
دعوت کرین اور پہلے نرمی اور سہولت سے ثواب کی رغبت دلاکر اور عذاب سے ڈراکر اونکو سمجہاوین اگر وہ مان
لین اور ارکان اسلام ادا کرنے لگین تو خیر اور جو انکار کرین اور نہ مانین تو مسلمانون کو جہاد کرنا چاہیے اون پر
اور جب تک وہ اعمال اسلام بجا نہ لاوین انکا خون اور مال حلال ہے اور ان کا حکم ایسا ہے جیسے جاہلیت کے لوگون
کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کھول کے بیان کر دیا ہے ان باتون کو جو کافرون کے ساتھہ لڑنے سے متعلق
ہین اور آیات قرآنی اور احادیث نبوی اس باب مین بہت ہین ہر شخص کو معلوم ہین بلکہ خاص اسی امر کے لیے
اللہ جل جلالہ نے اپنے رسول کو بھیجا اور کتابین اوتارین اور زیادہ اس کا بیان کرنا بیفائدہ طول ہے حاصل کلام یہ ہے
کہ جب اون لوگون نے اصرار کیا کفر پر تو وہ ملک دار الحرب ہوا یہانتک اور بلاد شتیہ پر جو اسکا حکم دار الحرب مین وہی
احکام اون کے ملک کے ہونگے اور اختلاف کیا ہے مسلمانون نے کہ کافرون کے ملک پر جہاد کرنے کے لیے امام کا ہونا
ضرور ہے یا نہین لیکن حق یہ ہے کہ ضرور نہین اور یہ جہاد واجب ہے ہر ایک شخص پر جو مسلمان ہو اور آیات قرآنی
اور احادیث نبوی مطلق ہین اون مین کوئی قید نہین تمت **عن** ابی مالک عن ابیہ قال سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من قال لا الہ الا اللہ وکفر بما یعبد من دون
اللہ حرم مالہ ودمہ وحسابہ علی اللہ ترجمہ ابو مالک سے روایت ہے اس نے سنا اپنے باپ سے کہ کہا سنا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جس شخص نے لا الہ الا اللہ کہا اور انکار کیا اون چیزونکو جنکو لوگ پوجتے ہین
سوا خدا کے (آدمی ہو یا جن اوتار یا جہاڑ پہاڑ یا بت وغیرہ تو حرام ہو گیا مال اسکا اور خون اسکا اور حساب اسکا اللہ

عن ابی مالک عن ابیه انه سمع النبی صلی الله علیه وسلم یقول من وحد
الله ثم ذکر بمثله ترجمہ ابو مالک سے روایت ہے اونہوں نے سنا اپنے باپ سے انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے آپ نے فرمایا جو ایک بتائے اللہ کو پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گذری **باب** الدلیل
علی صحة اسلام من حضره الموت ما لم یشرع فی النزع وهو الغرغرة ونسخ جواز الاستغفار
للمشرکین والدلیل علی ان من مات علی الشرک فهو من اصحاب الجحیم ولا ینقذه من
ذلک شیء من الوسائل **باب** بیان میں اس بات کے کہ جو شخص مرتے وقت مسلمان ہو تو اسلام اسکا صحیح ہے
جب تک عالم نزع شروع نہو یعنی جان کنی شروع ہو اور مشرکین کے لیے دعا کرنا منع ہے اور جو مرجاویگا شرک پر وہ جہنمی ہے
کوئی وسیلہ اسکو کام نہ آویگا **عن** سعید بن المسیب عن ابیه قال لما حضرت ابا طالب
الوفاة جاءه رسول الله صلی الله علیه وسلم فوجد عنده ابا جهل وعبد الله بن ابی
امیة بن المغیرة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا عم قل لا اله الا الله کلمة اشهد
لک بها عند الله فقال ابو جهل وعبد الله بن ابی امیة یا ابا طالب اترغب عن ملة
عبد المطلب فلم یزل رسول الله صلی الله علیه وسلم یعرضها علیه ویعید له تلک
المقالة حتی قال ابو طالب آخر ما کلمهم هو علی ملة عبد المطلب وابی ان یقول لا
اله الا الله فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اما والله لاستغفرن لک ما لم انه عنک
فانزل الله عز وجل ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من
بعد ما تبین لهم انهم اصحاب الجحیم وانزل الله تعالی فی ابی طالب فقال لرسول الله صلی
الله علیه وسلم انک لا تهدی من احببت ولکن الله یهدی من یشاء وهو اعلم
بالمهتدین ترجمہ سعید بن مسیب جو مشہور تابعین میں سے ہیں ابن مدینی نے کہا میں نے اون سے زیادہ علم میں
کوئی تابعی نہیں پایا فقیہ میں امام ہیں) روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے (مسیب بن حزن بن عمرو بن عائذ بن عمران
بن مخزوم قرشی مخزومی سے جو صحابی ہیں **ف** اس حدیث کو بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کیا حالانکہ مسیب
سے اسکا راوی کوئی نہیں سوائے اون کے بیٹے سعید کے تو رد ہوگیا حاکم کے قول کا کہ بخاری اور مسلم نے کوئی حدیث
ایسی روایت نہیں کی جسکا راوی ایک ہی شخص ہو اور شاید مراد ان کی یہ ہو کہ سوا صحابہ کے اور شخصوں سے روایت
کرنیوالے کم سے کم دو چاہییں (نووی) **ف** انہوں نے کہا جب ابو طالب بن عبد المطلب (رسول اللہ صلی

الله علیہ وسلم کے حقیقی چچا اور پرورش کرنیوالے) مرنے لگے **ف** یعنی بیماری کی شدت ہوئی اور موت کا
یقین ہوگیا یہ نہیں مراد ہے کہ سکرات شروع ہوگئی کیونکہ نزع اور سکرات کے وقت توبہ قبول نہیں فرمایا الله جل جلالہ
نے وَلَیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّئَاتِ حَتّٰی اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْاٰنَ یعنی نہیں ہے توبہ ان لوگوں
کے لیے جو گناہ کرتے ہیں پھر جب موت سامنے آگئی تو کہنے لگے ہم نے اب توبہ کی اور اسکی دلیل یہ ہے کہ ابوطالب سے حضرت
صلی الله علیہ وسلم نے گفتگو کی اور مشرکون سے آپکے خلاف انکو سمجھایا آخر ابوطالب نے مشرکون کا کہنا مانا تو معلوم
ہوا کہ نزع کی حالت نہ تھی قاضی عیاض نے کہا بعضی متکلمین نے یہان یہ سمجھے ہیں کہ نزع کی حالت ابوطالب پر طاری
ہوئی اور یہ صحیح نہیں ہے **ف** تو رسول الله صلی الله علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور وہان ابوجہل
(عمرو بن ہشام) اور عبدالله بن امیہ بن مغیرہ کو بیٹھا دیکھا رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا میرے
تم کہہ لو لا اله الا الله ایک کلمہ میں الله کے پاس اسکا گواہ رہونگا تمہارے لیے (یعنے خدا عزوجل سے قیامت کے
روز عرض کرونگا کہ ابوطالب موحد تھے اور انکو جہنم سے نجات ہونا چاہیے انہون نے آخر وقت میں کلمہ توحید کا
اقرار کیا تھا ابوجہل اور عبدالله بن امیہ نے کہا اے ابوطالب تم اپنے باپ عبدالمطلب کا دین نہیں چاہتے پھر رسول
الله صلی الله علیہ وسلم برابر یہی بات ان سے کہتے رہے (یعنے کلمہ توحید پڑھنے کی) (ادھر ابوجہل اور عبدالله
بن امیہ اپنی بات بکتے رہے) یہانتک کہ ابوطالب نے اخیر بات جو کی وہ یہ تھی میں عبدالمطلب کے دین پر ہون **ف**
تو ابوطالب نے دین اسلام کو قبول نہیں کیا اور اپنی قوم کا پاس کیا اور جہنم اختیار کیا السراج الوہاج میں ہے کہ اس حدیث
میں دلیل ہے اس بات کی کہ عبدالمطلب بھی کفر پر مرے تھے جیسے ابوطالب اور امام ابوحنیفہ نے فقہ اکبر میں صاف لکھا
ہے کہ ابوطالب کفر پر مرے **ف** اور انکار کیا لا اله الا الله کہنے سے تو رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا
قسم خدا کی میں تو تمہارے لیے دعا کرونگا (بخشش کی) جب تک مجھکو منع نہو **ف** نووی نے کہا اس
حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قسم کھانا خود بخود بغیر اسکے کہ دوسرا قسم کھلاوے درست ہے اور اس جگہ قسم سے
تاکید مقصود ہے کہ میں ضرور استغفار کرونگا تمہارے لیے اور یہ ابوطالب کو خوش کرنیکے لیے آپنے فرمایا اور انکی
مکے میں ہجرت سے کچھ ہی پہلے ہوئی ابن فارس نے کہا ابوطالب جب مرے تو رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی عمر شریف
انچاس برس کی تھی آٹھ مہینے گیارہ دن اوپر اور ابوطالب کی وفات کے تین روز بعد ام المومنین خدیجہ کا انتقال
ہوا رسول الله صلی الله علیہ وسلم کو رنج کے بعد دوسرا رنج ہوا اسیوطی اس سال کو عام الحزن کہتے ہیں **ف**
تب الله تعالی نے یہ آیت اتاری مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اخیر تک یعنے نبی کو اور مسلمانون کو درست نہیں

کہ دعا کریں مشرکوں کے لیے اگرچہ وہ ناتے والے ہوں جب معلوم ہو گیا کہ وہ جہنمی ہیں پھر اللہ تعالی نے ابوطالب کی شان میں یہ آیت اتاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ اخیر تک یعنے تم راہ پر نہیں لا سکتے جسکو چاہو لیکن اللہ راہ پر لا سکتا ہے جسکو چاہے **ف** نووی نے کہا مفسرین کا اتفاق ہے اس بات پر کہ یہ آیت ابوطالب کے باب میں اتری ہے زجاج نے بھی اسپر اجماع نقل کیا ہے **ف** اور وہ جانتا ہے ان لوگوں کو جن کی قسمت میں ہدایت ہے **عن** الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ اَنَّ حَدِيْثَ صَالِحٍ انْتَهٰى عِنْدَ قَوْلِهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْاٰيَتَيْنِ وَقَالَ فِي حَدِيْثِهِ وَيَعُوْدَانِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ وَفِي حَدِيْثِ مَعْمَرٍ مَكَانَ هٰذِهِ الْمَقَالَةِ الْكَلِمَةُ فَلَمْ يَبْرَحُوْا **ترجمہ** دوسری روایت بھی اسی طرح ہے مگر چند لفظوں کا فرق ہے پر مطلب ایک ہے **عن** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمِّهِ عِنْدَ الْمَوْتِ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَبٰى فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ الْاٰيَةَ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے مرتے وقت کہا تم لا الہ الا اللہ کہو میں اسکا گواہ ہونگا تمہارے لیے قیامت کے دن انہوں نے انکار کیا تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری انک لا تہدی من احببت اخیر تک **عن** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمِّهِ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ لَوْلَا اَنْ تُعَيِّرَنِيْ قُرَيْشٌ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا حَمَلَهُ عَلٰى ذٰلِكَ الْجَزَعُ لَاَقْرَرْتُ بِهَا عَيْنَكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے فرمایا کہو لا الہ الا اللہ میں اس بات کی گواہی دونگا تمہارے لیے قیامت کے دن انہوں نے کہا اگر قریش میرے اوپر عیب نہ تھوپتے وہ کہیں گے ابوطالب ڈر گیا یا وحشت میں آگیا البتہ میں ٹھنڈی کرتا تمہاری آنکھ یہ کہکر یعنے تمکو خوش کر دیتا اور لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لیتا پر قریش کے لوگوں سے مجھے شرم آتی ہے وہ کہیں گے ابوطالب ایسا دل کا بودا اور کچا تھا کہ مرتے وقت ڈر کے مارے (اپنا دین بدل ڈالا) تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری انک لا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء آخر

باب الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى التَّوْحِيْدِ دَخَلَ الْجَنَّةَ قَطْعًا

باب بیان میں اس بات کے کہ جو کوئی توحید پر مر جاوے یعنے مشرک نہو گا اور خدا کو ایک جانتا ہو گا اور کسی کو اسکا ساتھی شریک نکرتا ہو گا) تو جنت میں جاویگا **ف** ایک نہ ایک روز اگرچہ تھوڑے دنوں عذاب پاوے اپنی

عَيْنَكَ

اور گناہون پر ہمیشہ وہ جہنم مین نہین رہ سکتا نووی نے کہا اہل سنت والے اہل حق کا سلف اور خلف مین یہ
اعتقاد ہی کہ جو شخص توحید پر مرے وہ ہر حال مین جنت مین جاویگا پہر اگر گناہون سے پاک ہو جیسے نابالغ یا مجنون جو بالغ ہوتے ہی
مجنون ہوگیا ہو یا اوسنے توبہ صحیح کی ہو تمام گناہون سے اور پہر توبہ کے بعد کوئی گناہ نکیا ہو یا خدا کیطرف سے اوسکو
توفیق ہوئی ہو گناہون سے بچنے کی وہ تو جنت مین جاویگا اور جہنم مین بالکل نجاویگا اور یہ جو آیت مین ہے کہ تم مین سے کوئی
نہین مگر جہنم پر اوسکا ورود ہوگا تو ورود سے مراد مرور ہے یعنے گذرنا اوسپر ہوا اور یہ گذرنا تو سب کیلیے ہوگا کیونکہ صراط
پل جہنم کی اوپر ہے بچاوے اللہ اسکو جہنم سے اور سب آفتون سے بچاوے اور اگر اوسنے گناہ کبیرہ کیے تہے اور بغیر توبہ
کے مرا ہے تو وہ اللہ کی مرضی پر ہے اگر چاہے اوسکا قصور معاف کر دیوے اور اوسکو جنت مین لیجاوے اور اگر چاہے تو تہوڑے
دنون اسکو قصور کے لائق عذاب دیکر پہر جنت مین لیجاوے پر وہ ہمیشہ جہنم مین نرہیگا جو شخص توحید پر مرے گو کیسے ہی
گناہ کرے ہمیشہ جہنم مین نرہیگا جیسے وہ شخص جو کفر پر مرے ہمیشہ جہنم مین رہیگا اور جنت مین نجاویگا اگرچہ کیسے ہی نیکیان
کرے یہ مختصر بیان ہے عقیدہ اہل حق کا اس مسئلے مین اور کتاب اور سنت اور اجماع امت کے دلیلین ہین اس اعتقاد کی اور
نصوص متواترہ ہین اس باب مین جن سے یقین حاصل ہو سکتا ہے پہر جب یہ قاعدہ ثابت اور مقرر ہوگیا تو اب جتنی
حدیثین وارد ہوئی ہین اگرچہ ظاہر مین کچہہ اس قاعدے کے مخالف ہون پر انکو حمل کرنا چاہیے اسی قاعدہ پر تاکہ نصوص
شرعیہ مین تناقض اور مخالفت نہو اور خدا چاہے تو ہم بعض حدیثون کی تاویل بیان کرینگے جن سے اور حدیثون کی
تاویل بہی معلوم ہوجاویگی اسنے عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ
وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ ترجمہ حضرت عثمان سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جو شخص مر جاوے اور اوسکو یقین ہو اس بات کا کہ کوئی لائق نہین عبادت کے سوا اللہ جل جلالہ کے تو وہ جنت
مین جاویگا ف نووی نے کہا قاضی عیاض نے کہا اختلاف کیا ہے لوگون نے اوس شخص کے باب مین جو شہادتین کا
قائل ہو یعنے توحید اور رسالت کا لیکن گنہگار ہو کر مرے تو مرجیہ ایک گمراہ فرقہ ہے وہ یہ کہتا ہے کہ ایمان کے ساتہہ
کوئی گناہ ضرر نہین کرتا اور خوارج کہتے ہین کہ گناہ ضرر کرتا ہے اور آدمی گناہ کی وجہ سے کافر ہوجاتا ہے اور معتزلہ
کہتے ہین کہ اگر اسکا گناہ کبیرہ ہے تو وہ ہمیشہ جہنم مین رہیگا اور نہ اسکو مومن کہین گے نہ کافر بلکہ فاسق کہینگے اور اشاعرہ
کے نزدیک جو اہل سنت ہین وہ شخص مومن ہے اب اگر اسکا گناہ نہ بخشا جاوے اور اسکو عذاب ہو تو ہمیشہ نہوگا ایک نہ
ایک دن وہ جنت مین جاویگا تو اس حدیث سے رد ہوگیا خوارج اور معتزلہ کا اور مرجیہ جو دلیل لاتے ہین اس حدیث سے اون کا
جواب یہی کہ تمہارا مطلب اس حدیث سے کہان نکلتا ہے اس حدیث مین تو یہ ہے کہ موحد جنت مین جاویگا پہر ہو سکتا

ہے کہ اوسکا گناہ بخش دیا جاوے یا شفاعت سے نجات ہو جہنم سے یا گناہ کے مقدار عذاب پا کر جنت میں جاوے اور یہ تاویل ضرور ہے اس لیے کہ بہت سے آیات اور احادیث سے گناہ گاروں کے لیے عذاب نکلتا ہے پھر نصوص شریعت کو ایک دوسرے کے مطابق کرنا لازم ہے اور یہ جو فرمایا اس حدیث میں کہ اوسکو یقین ہو توحید کا تو رد ہو گیا بعض مرجیہ کا جو کہتے ہیں صرف شہادتین کو زبان سے کہنے والا جنت میں جاویگا گو دل سے اوسپر اعتقاد نہ ہو اور دوسری حدیث میں اسکی اور تاکید مروی ہے یعنے اسکو شک نہ ہو اور یہ موید ہے ہمارے مذہب کے قاضی عیاض نے کہا اس حدیث سے حجت لاتا ہے وہ شخص جو کہتا ہے صرف دل سے شہادتین کو پہچاننا کافی ہے زبان سے کہنا ضرور نہیں مگر اہل سنت کا مذہب ہے کہ دل سے یقین کرنا اور زبان سے اقرار کرنا دونوں ضرور ہیں اور جہنم سے نجات پانے کے لیے صرف ایک کافی نہیں البتہ جب زبان میں کوئی آفت ہو جیسے گویائی نہ رہی یا مہلت نہ ہو زبان سے کہنے سے پہلے مر جاوے تو دل سے یقین کرنا کافی ہے اور اس حدیث میں حجت نہیں اوس شخص کی جس نے خلاف کیا اہل سنت اور جماعت کا اس لیے کہ دوسری حدیث میں صاف وارد ہے جس نے کہا لا اله الا الله اور جس نے گواہی دی لا اله الا الله اور معاذ کی روایت میں ہے جسکی اخیر بات لا اله الا الله ہو گی وہ جنت میں جاویگا اور ایک روایت میں ہے جو الله سے ملیگا اوسکے ساتھہ کسی کو شریک نکیا ہو تو جنت میں جاویگا اور ایک روایت میں ہے کوئی بندہ ایسا نہیں جو گواہی دے اس بات کی سوا الله کے کوئی سچا معبود نہیں اور محمد الله کے رسول ہیں مگر الله حرام کردیگا اسکو جہنم پر اور ایسا ہی ہے عبادہ بن صامت اور عتبان بن مالک کی روایت میں عبادہ کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ اوسکے اعمال چاہے جیسے ہوں اور ابی ہریرہ کی روایت میں ہے کہ وہ ان سے ملے اور اسکو شک نہو شہادتین میں تو جنت میں جاویگا اگرچہ زنا کرے یا چوری کرے ان سب احادیث کو مسلم نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے تو ایک جماعت سلف سے ان میں سعید بن المسیب بھی ہیں یہ منقول ہے کہ یہ حدیثیں اوس وقت کی ہیں جب اتر فرائض اور اوامر اور نواہی نہتھی اور بعضوں نے کہا یہ حدیثیں مجمل ہیں شرح کی محتاج ہیں اور مطلب اونکا یہ ہے کہ شہادتین کا اقرار کرے اور اون کے حقوق اور فرائض سب کو ادا کرے اور یہ قول ہے حسن بصری کا اور بعضوں نے کہا کہ یہ اوس شخص کے لیے ہے جو کفر اور شرک سے شرمندہ ہو کر اسکا اقرار کرے پھر مر جاوے یہ قول بخاری کا ہے اور ان سب تاویلات کی ضرورت اوسیوقت ہے جب حدیث کو ظاہر پر رکھیں لیکن جب اپنے درجہ اور مرتبہ پر لیجاویں تو تاویل مشکل نہیں جیسے محققین علما نے بیان کیا ہے تو پہلے یہ بات سمجھہ لینا چاہیے کہ تمام اہلسنت سلف صالحین اور محدثین اور فقہا اور متکلمین کا یہ مذہب ہے کہ گنہگار الله کی مشیت پر ہیں اور جو شخص ایمان پر مرے اور دل سے یقین رکھتا ہو شہادتین کا وہ جنت میں جاویگا پھر اگر اوس نے گناہوں سے توبہ کر لی ہو یا گناہوں سے پاک ہو وہ تو جنت میں جاویگا اپنے پروردگار کی رحمت اور

حرام کیا جاویگا جہنم پر پھر اگر ان حدیثون کو ہم ایسے شخصون پر محمول کرین مطلب صاف ہوگا اور یہی مراد ہے حسن بصری اور بخاری کی اور اگر وہ شخص گناہون کے ساتھہ آلودہ ہو واجبات کا ترک کیا ہو یا حرام کا ارتکاب تو وہ اللہ کی مشیت پر ہے اور اسکا یقین نہین ہو سکتا کہ وہ جہنم مین بالکل نہ جاویگا اور پہلی ہی بار جنت مین چلا جاویگا لیکن اسکا یقین ہے کہ وہ ایکدن آخر کو ضرور جنت مین جاوے گا اور خدا کو اختیار ہے چاہے اوسکا گناہ معاف کردیوے اور چاہے اسکو چندروز عذاب دیکر پھر جنت مین لیجاوے اور ممکن ہے کہ سب احادیث اپنے معنے پر قائم رہین اور جمع بھی ہوجاوے اس طرح پر کہ جنت مین جانے سے یہ مراد ہو کہ جنت کا استحقاق اوسے ہو گیا بالفعل بعفو یا آئندہ بعد عذاب اور جہنم حرام ہونے سے یہ غرض ہو کہ ہمیشہ کا جہنم اوسپر حرام ہے اور دونون مسئلون مین خوارج اور معتزلہ کا خلاف ہے اور احتمال ہے کہ حدیث من کان آخر کلامہ لا الہ الا اللہ یعنی جسکی اخیر بات لا الہ الا اللہ ہوگی وہ جنت مین جاویگا یہ اوس شخص کے لیے ہے جسکی زبان سے مرتے وقت اخیر مین یہ کلمہ نکلے اور پھر بعد اوسکے دوسری بات نکلے اگرچہ اس سے پہلے گناہ کرچکا ہو پس شاید خاتمہ کلام کی وجہ سے خدا کی رحمت شامل حال ہو اور وہ جہنم سے بالکل نجات پاوے برخلاف اُن گنہگارون کے جنکی آخری بات یہ کلمہ نہو اسیطرح پر جو عبادہ کی حدیث مین ہے کہ وہ جنت کے جس دروازے مین سے چاہے جاوے وہ خاص ہو اوسکے لیے جو شہادتین کے ساتھہ ایمان اور توحید حقیقی کے ساتھہ متصف ہو اور اسکا ثواب اسقدر ہو جاوے کہ اُسکے گناہون سے بڑھ جاوے اور مغفرت اور رحمت کو واجب کرے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا اور یہ نہایت عمدہ ہے لیکن ابن مسیب سے جو تاویل منقول ہے وہ ضعیف اور باطل ہے اس لیے کہ ابوہریرہ ہجرت کے بعد مین اسلام لائے تہے جس سال خیبر فتح ہوا سنہ ۷ ہجری مین اور اسوقت تو تمام احکام شریعت جاری ہو چکے تہے اور سب فرائض مثل نماز اور روزے اور زکوۃ کے فرض ہو چکے تہے اور حج بھی فرض ہو گیا تہا اوسی قول کے موافق جو کہتا ہے کہ حج سنہ ۶ ہجری مین فرض ہوا اور بعضون نے کہا کہ سنہ ۹ ہجری مین فرض ہوا اور شیخ ابن الصلاح نے اسمقام مین ایک اور تاویل بیان کی ہے انہون نے کہا کہ شاید یہ قصور راویون کے حفظ اور قلت ضبط کی وجہ سے ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے آپنے تو پورا پورا بیان دوسری حدیثون مین کیا ہے اور جائز ہے کہ یہ اختصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو بت پرستون کے ساتھہ خطاب کرنے مین کیونکہ توحید انکے لیے دین کے تمام باتون کو لازم کرتی تہی اور جو کافر توحید کا قائل نہ ہو جیسے بت پرست یا پارسی ہو وہ لا الہ الا اللہ کہہ دے اور اسکا وہ حال ہو جو اوپر ہم نے بیان کیا تو حکم کیا جاویگا اوسکے اسلام کا اور ہم وہ نہین کہینگے جو کہا ہے جیسے ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہے اسکے اسلام کا حکم کیا جاویگا پھر اسپر

پر جبر کرینگے اور احکام قبول کرنے کے لیے اس لیے کہ اوسکا حاصل یہ نکلتا ہے کہ اسلام کے پورا کرنے کے لیے اوس پر جبر کرینگے اور اوسکا حکم مثل مرتد کے ہوگا اگر وہ باقی احکام کو بجا نہ لاوے اور نفس الامر مین اور آخرت کے احکام مین وہ مسلمان نہوگا حالانکہ ہم نے جسکو بیان کیا وہ نفس الامر اور آخرت کے احکام مین مسلمان ہین واللہ اعلم (نووی)

عَنْ عُثْمَانَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ سَوَاءً **ترجمہ** حضرت عثمان سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

يقول

بَابٌ مِّنْهُ

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَسِيْرٍ قَالَ فَنَفِدَتْ اَزْوَادُ الْقَوْمِ قَالَ حَتّٰى هَمَّ بِنَحْرِ بَعْضِ حَمَائِلِهِمْ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ جَمَعْتَ مَا بَقِيَ مِنْ اَزْوَادِ الْقَوْمِ فَدَعَوْتَ اللّٰهَ عَلَيْهَا قَالَ فَفَعَلَ قَالَ فَجَاءَ ذُو الْبُرِّ بِبُرِّهٖ وَذُو التَّمْرِ بِتَمْرِهٖ قَالَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَذُو النَّوَاةِ بِنَوَاهُ قُلْتُ وَمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ بِالنَّوَاةِ قَالَ كَانُوْا يَمُصُّوْنَهٗ وَيَشْرَبُوْنَ عَلَيْهِ الْمَاءَ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهَا قَالَ حَتّٰى مَلَاَ الْقَوْمُ اَزْوِدَتَهُمْ قَالَ فَقَالَ عِنْدَ ذٰلِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَلْقَى اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرُ شَاكٍّ فِيْهِمَا اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک سفر مین (جنگ تبوک مین) تو لوگون کے توشے تمام ہو گئے اور آپ نے قصد کیا لوگون کے بعض اونٹ کاٹ ڈالنے کا **ف** حدیث مین حمائلہم ہے حا کے حطی سے یا جمائلہم جیم سے دونون منقول ہین صاحب تحریر اور ابن الصلاح نے دونون کو ذکر کیا ہے لیکن صاحب تحریر نے جمائلہم جیم سے اختیار کیا ہے اور قاضی عیاض نے حمائلہم حا کے حطی سے شیخ ابو عمرو نے کہا دونون صحیح ہین تو جب حا کے حطی سے ہو تو حمائل جمع ہے حمولہ کی یعنے وہ اونٹ جسپر لادا جاوے سامان وغیرہ اور جب جیم سے تو جمع ہے جمالہ کی اور جمالہ جمع ہے جمل کی جمل اونٹ کو کہتے ہین **ت** حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ کاش آپ جمع کیجیے لوگون کے سب توشے کو پھر دعا کیجیے اللہ سے اوسپر (تاکہ برکت ہو اوسمین اور کافی ہو جاوے سب کے لیے) آپ نے ایسا ہی کیا تو جسکے پاس گیہون تھی وہ اپنی گیہون لیکر آیا اور جسکے پاس کھجور تھی وہ کھجور لیکر آیا اور جسکے پاس گھٹلی تھی وہ گھٹلی لیکر آیا **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ مسافرون کو اپنے اپنے توشے ملا دینا اور ساتھ ملکر کھانا درست ہے اگرچہ کوئی زیادہ کھاوے کوئی کم اور ہمارے اصحاب نے کہا یہ سنت ہے) **ت** مین نے کہا گھٹلی کو کیا کرتے تھے انہون نے کہا اوسکو چوستے تھے پھر اوسپر پانی پی لیتے تھے راوی نے کہا آپ نے دعا کی اون سب توشون پر تو لوگون نے اپنے اپنے توشے کے برتنون کو بھر لیا **ف** تو توشے مین آپ کی دعا کی برکت سے ایسی افزایش ہو گئی کہ یا تو

جمائلهم

يمصونها

اشهد

تمام ہونے کے قریب تہا یا سب کے برتن بہر خوب بہر گئے اور اطمینان حاصل ہوا یہ ایک معجزہ تہا آپکے معجزون مین سے **ف** اوسوقت آپنے فرمایا گواہی دیتا ہون مین اس بات کی کوئی برحق معبود نہین سوا خدا کے (وہی سچا خدا ہی اور سب جہوٹے خدا ہین) اور مین اللہ کا بہیجا ہوا ہون جو بندہ اللہ سے ملے اور ان دونون باتون مین اوسکو شک نہو تو وہ جنت مین جاویگا

عن اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَوْعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ شَكَّ الْاَعْمَشُ قَالَ لَمَّا كَانَ یَوْمُ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَذِنْتَ لَنَا فَنَحَرْنَا نَوَاضِحَنَا فَاَكَلْنَا وَادَّهَنَّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ افْعَلُوْا قَالَ فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ فَعَلْتَ قَلَّ الظَّهْرُ وَلٰكِنِ ادْعُهُمْ بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ ثُمَّ ادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ عَلَیْهَا بِالْبَرَكَةِ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یَّجْعَلَ فِیْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ فَدَعَا بِنِطَعٍ فَبَسَطَهُ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ قَالَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ یَجِیْءُ بِكَفِّ ذُرَةٍ قَالَ وَیَجِیْءُ الْاٰخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ قَالَ وَیَجِیْءُ الْاٰخَرُ بِكِسْرَةٍ حَتّٰى اجْتَمَعَ عَلَى النِّطَعِ مِنْ ذٰلِكَ شَیْءٌ یَسِیْرٌ قَالَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ خُذُوْا فِیْ اَوْعِیَتِكُمْ قَالَ فَاَخَذُوْا فِیْ اَوْعِیَتِهِمْ حَتّٰى مَا تَرَكُوْا فِی الْعَسْكَرِ وِعَاءً اِلَّا مَلَئُوْهُ قَالَ قَالَ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا وَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا یَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَیْرَ شَاكٍّ فَیُحْجَبَ عَنِ الْجَنَّةِ

ترجمہ ابو ہریرہ یا ابو سعید سے روایت ہی (یہ شک ہی اعمش کو جو راوی ہے اس حدیث کا) **ف** دارقطنی نے اس حدیث کے اسناد مین طعن کیا کہ اسمین اختلاف ہی اعمش سے کبہی وہ عن ابی صالح عن ابی ہریرہ کہتا ہے اور کبہی عن ابی صالح عن ابی سعید اور کبہی عن ابی صالح عن جابر پر یہ طعن حدیث کی صحت مین کچہ قدح نہین کرتا اس لیے کہ اعمش کو شک صحابی کے نام مین ہے اور صحابہ سب ثقہ ہین نووی نے کہا جب کوئی راوی نام لیکر یون کہے حدیث بیان کی مجہسے فلانے یا فلانے اور وہ دونون ثقہ ہون تو روایت ہوگا خلاف اسلیے کہ غرض یہ ہے کہ روایت ثقہ سے ہو اور وہ حاصل ہے اس قاعدہ کو خطیب بغدادی نے کفایہ مین اور اور لوگون نے بیان کیا ہے اور یہ غیر صحابہ مین ہے تو صحابہ مین بطریق اولی ہوگا اس لیے کہ صحابہ سب عادل ہین پہر راوی کی تعیین نہ کرنے سے مقصود فوت نہین ہوتا **ت** جب غزوہ تبوک کا وقت آیا (تبوک ایک مقام کا نام شام مین) تو لوگون کو سخت بہوک لگی انہون نے کہا یا رسول اللہ کاش آپ ہمکو اجازت دیتے تو ہم اپنے اونٹون کو جنپر پانی لاتے ہین کاٹ ڈالتے **ف** یہ ایک عمدہ طریقہ ہی ادب کی جگہہ پر سوال

کرینگا اور اس سے معلوم ہوا کہ لشکر کے لوگون کو اپنے جانور جو لڑائی مین مدد دیتی ہین کاٹنا درست نہین جبتک امام اجازت نہ دے (السراج الوہاج) **ف** آپ نے فرمایا اچھا کاٹو اتنے مین حضرت عمر آئے اور انہون نے کہا یا رسول اللہ اگر ایسا کیجیے گا تو سواریان کم ہوجاوینگی **ف** اس سے معلوم ہوا کہ امام اور بادشاہ کے حکم مین اعتراض کرنا جائز ہے اور کم درجے والے کو یہ پہونچتا ہے کہ بالادست کو عمدہ مشورہ دیوے جب کوئی مصلحت ہوا اور اوسکے حکم کو منسوخ کرنے کے لیے کہے (نووی) **ف** لیکن سب لوگون کو بلا بھیجیے اور کہیے اپنا اپنا بچا ہوا توشہ لیکر آوین پھر خدا سے دعا کیجیے توشے مین برکت دیوے شاید اللہ اسمین کوئی رستہ نکالدے (یعنے برکت اور بہتری عطا فرماوے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا پھر ایک دسترخوان منگایا اوسکو بچھا دیا اور سب کا بچا ہوا توشہ منگوایا کوئی مٹھی بھر جوار لایا کوئی مٹھی بھر کھجور لایا کوئی ٹکڑا روٹی یہانتک کہ سب ملکر تھوڑا سا دسترخوان پر اکٹھا ہوا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی برکت کے لیے بعد اوسکے فرمایا اپنے اپنے برتنون مین توشہ بھر لو تو سبھون نے اپنے برتن بھر لیے یہانتک کہ لشکر مین کوئی برتن نچھوڑا جسکو نہ بھرا ہو پھر سب نے کھانا شروع کیا اور سیر ہوکر اوس پر بھی کچھ بچ رہا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین گواہی دیتا ہون اس بات کی کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور مین اللہ کا بھیجا ہوا ہون جو شخص ان دونون باتون پر یقین کرکے اللہ سے ملے وہ جنت سے محروم نہوگا

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰہِ وَابْنُ اَمَتِهٖ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَاَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَّاَنَّ النَّارَ حَقٌّ اَدْخَلَهُ اللّٰہُ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ شَاءَ **ترجمہ** عبادہ بن صامت سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہے مین گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے وہ اکیلا ہے اوسکا کوئی شریک نہین اور بیشک حضرت محمد اوسکے بندے ہین اور بھیجے ہوئے ہین اور بیشک حضرت عیسی اللہ کے بندے ہین اور اوسکی لونڈی (مریم) کے بیٹے ہین اور اوسکی بات سے پیدا ہوئے جو اوس نے مریم مین ڈالدی (یعنی حکم کردیا کُن کے ساتھ پھر وہ ہوگئی بن باپ کے) اور رحمت ہین خدا کی یا روح ہین خدا کی (یعنے حضرت عیسی کو روح اللہ کہتے ہین اسلیے کہ اللہ جل جلالہ نے اونکی روح کو پیدا کیا اگرچہ سب روحون کو خدا ہی نے بنایا پر حضرت عیسے کی روح بڑی عزت اور بزرگی والی ہے اسلیے خدا کیطرف نسبت دی گئی جیسے خانہ کعبہ کو بیت اللہ کہتے ہین) اور بیشک جنت حق ہے اور جہنم حق ہے تو لیجاویگا

باب مِنْہ

اوسکو اللہ جنت میں آٹھ دروازہ میں سے جسمیں سے چاہے **ف** نووی نے کہا یہ حدیث ایک بہت عمدہ حدیث
ہے عقائد میں جو جامع ہے تمام ضروری باتوں کو اور اس سے رد ہوتا ہے تمام کفر کی ملتوں کا اختصار کے تہم
بعضے لوگ ہمارے زمانے میں یہ شبہہ کرتے ہیں کہ حضرت عیسی بغیر باپ کے کیونکر پیدا ہوئے حالانکہ فطرت کی قاعدے
سے اور اصول حکمت سے یہ بات محال معلوم ہوتی ہے اونکا جواب یہ ہے کہ تم عالم کو قدیم جانتے ہو یا حادث اگر
حادث مانتے ہو تو ابتدائی آفرینش میں نوع انسان کا ظہور کسی پہلے شخص سے ہوا ہوگا جو نہ باپ رکھتا تہا
نہ ماں پھر جب خدا نے بغیر ماں اور باپ کے ایک شخص کو پیدا کیا تو بغیر باپ کے پیدا کرنا اوس کے نزدیک کیا دشوار
ہے اگر قدیم جانتے ہو تو قدم سے یہ مراد نہیں کہ عالم اسیطرح بوضع خاص قدیم ہے کیونکہ اوضاع اور اطوار
میں ہمیشہ تغیر ہوتا رہتا ہے بلکہ اسی بنا پر کرات کی کرات متفرق و پریشان ہو سکتی ہیں اور انکے اجزا پھر دوبارہ ملکر ایک
نیا کرہ ظاہر کر سکتے ہیں اسیوجہ سے ابی قورس اور دیوجانس اور ایک جماعت فلاسفہ نے جو قدم عالم کے قائل تھے یہ
لکھا ہے کہ اوائل ترکیب میں زمین سے اعلی قسم کے جاندار جیسے انسان اور بہائم خود بخود پیدا ہوتے تھے آخر
زمانہ دراز کے بعد زمین کی قوت گھٹتی گھٹتی اب یہ نوبت پہونچی ہے کہ سوا نباتات اور کم درجے کے حیوانات کے جیسے جوئے
گھونس کیڑے مکوڑے وغیرہ کے عمدہ قسم کے جاندار زمین سے خود بخود پیدا نہیں ہوتے پھر جس خدا نے زمین میں یہ استعداد
رکھی ہے کہ آدمی کس طرح کے جانور اوسمیں سے پیدا کر دیوے اوسکے نزدیک خود انسان میں سے ایک دوسرا انسان
پیدا کر دینا مشکل ہے یا عقل کے خلاف ہے اور تعجب ہے کہ یہی حضرت عیسی کو بن باپ کے نہ ماننے والے لوگ عقل اور فلسفہ کا دم
بھرتے ہیں اور حکیموں اور فیلسوفوں کے لغویات کو بھی تسلیم کر لیتے ہیں اور قرآن و حدیث کی صحیح قریں قیاس تاویل
میں شک کرتے ہیں جو حکیم اور فیلسوف انسان کی ابتدائی خلقت اور عالم کی ابتدائی آفرینش میں اسقدر اختلافات
رکھتے ہیں کہ ایک دوسرے کے خیال کو لغو اور باطل سمجھتا ہے **عن** عمیر بن ہانی فی ہذا الاسناد
مثلہ غیر انہ قال ادخلہ اللہ الجنۃ علی ما کان من عمل ولم یذکر من ای ابواب الجنۃ
الثمانیۃ شاء **ترجمہ** دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے مگر اوسمیں اتنا زیادہ ہے کہ اللہ اسکو جنت میں لے جاویگا
چاہے جیسے اسکے اعمال ہوں (یعنے اگرچہ گناہ اوس نے کیے ہوں یہ مراد وہی گناہ ہے جو کفر تک نہ پہونچا دے) اور یہ
اسمیں نہیں ہے کہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جو چاہے **عن** عبادۃ بن الصامت انہ قال دخلت الصنابحی
علیہ وہو فی الموت فبکیت فقال لی مہلا لم تبکی فواللہ لئن استشہدت لاشہدن
لک ولئن شفعت لاشفعن لک ولئن استطعت لانفعنک

ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ مَا مِنْ حَدِيثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُمْ فِيهِ خَيْرٌ إِلَّا وَقَدْ حَدَّثْتُكُمُوهُ إِلَّا حَدِيثًا وَاحِدًا وَسَوْفَ أُحَدِّثُكُمُوهُ الْيَوْمَ وَقَدْ أُحِيطَ بِنَفْسِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ **ترجمہ** صنابحی سے روایت ہے **ف** صنابحی نسبت ہے صنابح کیطرف جو ایک شاخ ہے قبیلہ مراد کی اور نام انکا ابو عبداللہ عبدالرحمن بن عسیلہ ہے نووی نے کہا یہ تابعی ہین جلیل القدر چلے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لیے پر وفات ہوگئی آپ کی اور یہ راہ مین تھے جحفہ مین آپ کی وفات کے پانچ یا چھہ دن بعد یہ مدینہ مین آئے اور ابوبکر صدیق اور بہت صحابہ سے ملے اور رہے دمشق مین کہین تقریب مین ہے کہ عبدالملک کی خلافت مین انہون نے انتقال کیا نووی نے کہا جسکو حدیث مین اشتغال نہین ہے وہ اس صنابحی کو صنابح بن اعسر خیال کرتا ہے حالانکہ صنابح بن اعسر صحابی ہین **ت** مین عبادہ بن صامت پاس گیا وہ مرنے کے قریب تھے مین رونے لگا انہون نے کہا مہلت دے مجھکو (یعنے بات کرنے دے مجھکو) کیون روتا ہے قسم خدا کی اگر مین گواہ بنایا جاؤن گا تو گواہی دونگا تیرے لیے (ایمان کی) اور اگر میری سفارش کام آویگی تو سفارش کرونگا تیری اور اگر مجھے طاقت ہوگی تو فائدہ دونگا تجھکو پھر کہا قسم خدا کی کوئی حدیث مین نے نہین سنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جسمین تمہاری بھلائی تھی مگر مین نے اسکو بیان کردیا تم سے **ف** قاضی عیاض نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہون نے چھپایا مگر وہ حدیثین جنکے بیان کرنے مین انکو نقصان معلوم ہوا یا فتنہ اس لیے کہ ہر شخص کی عقل اتنی نہین جو ہر حدیث کا مطلب سمجھے اور جنمین کوئی عمل کرنے کی بات نہ ہو اور نہ کوئی حد ہو شریعت کے حدود مین سے اور ایسا بہت صحابہ نے کیا ہے کہ بے ضرورت حدیث کو بیان نہین کیا یا اس حدیث کو جس سے خوف تھا لوگون مین فساد پھیلنے کا اس وجہ سے کہ انکی عقل قاصر تھی اوس کے سمجھنے سے ایسی ہی وہ حدیثین جو منافقون کے بیان مین تھین اور قیامت کی علامات مین اور کسی قوم کی بری اوصاف مین یا انکی مذمت اور لعنت مین (نووی) **ت** البتہ ایک حدیث مین نے بیان نہین کی اب اوسکو آج بیان کردیتا ہون کس لیے کہ میری جان جا چکی ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص گواہی دے (یعنے دل سے یقین کرے اور زبان سے اقرار) کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور بیشک حضرت محمد اللہ کے رسول ہین تو حرام کردیگا اللہ اوسپر جہنم کو (یعنے ہمیشہ رہنے کو جہنم مین یا جہنم کے اوس طبقے کو جسمین کافر ہمیشہ رہنے والے ڈالے جاوینگے) **عن** مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا مُؤْخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ

وسعديك ثم سار ساعة ثم قال يا معاذ بن جبل قلت لبيك يا رسول الله وسعديك ثم سار ساعة ثم قال يا معاذ بن جبل قلت لبيك يا
رسول الله وسعديك قال هل تدري ما حق الله على العباد قال قلت الله ورسوله اعلم قال فان حق الله على
العباد ان يعبدوه ولا يشركوا به شيئا ثم سار ساعة ثم قال يا معاذ بن جبل قلت
لبيك يا رسول الله وسعديك قال هل تدري ما حق العباد على الله اذا فعلوا ذلك
قلت الله ورسوله اعلم قال ان لا يعذبهم متفق عليه **ترجمہ** معاذ بن جبل سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ قال
علیہ وسلم کے ساتھ پیچھے بیٹھا تھا سواری پر پھر سے اور آپکے بیچ میں کچھ نہ تھا مگر لکڑی پچھلی پالان کی آپ نے فرمایا اے معاذ
میں نے عرض کیا حاضر ہوں آپکی خدمت میں اور فرمان بردار ہوں آپکا یا رسول اللہ پھر آپ چلے تھوڑی دیر بعد
اوسکے فرمایا اے معاذ بن جبل میں نے کہا حاضر ہوں اور فرمان بردار ہوں خدمت میں یا رسول اللہ پھر آپ
چلے تھوڑی دیر بعد پھر فرمایا اے معاذ بن جبل میں نے کہا حاضر ہوں اور فرمانبردار ہوں خدمت میں یا رسول اللہ آپ نے
فرمایا تو جانتا ہے اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے میں نے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا اللہ کا
حق بندوں پر یہ ہے کہ اوسیکو پوجیں اور اوسکے ساتھ کسیکو شریک نہ کریں پھر آپ چلے تھوڑی دیر اور فرمایا اے
معاذ بن جبل میں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ اور فرمانبردار ہوں آپکا آپ نے فرمایا تو جانتا ہے بندوں کا حق
اللہ پر کیا ہے **ف** صاحب تحریر نے کہا حق کہتے ہیں ہر موجود کو جو پایا جاوے یا پایا گیا یا پایا جانا آئندہ ضرور ہو اور
اللہ سبحانہ حق ہے موجود ہے ازلی ہے باقی ہے ابدی ہے اور موت اور قیامت اور جنت اور نار حق ہیں کیا
معنے وہ ضرور پائی جاوینگی اور رہونگی اور سچ بات کو بھی حق کہتے ہیں یعنے وہ پائی گئی ہے اور اسکا وجود
ہے اسیطرح حق واجب اور لازم کام کو بھی کہتے ہیں جیسے [illegible] کسیکا کرنا لازم ہے یا کسی
کا قرض جسکا ادا کرنا لازم ہے یا اور کوئی حق مخلوق میں سے تو جب یوں کہیں کہ اللہ کا حق بندے پر تو اوسکے معنے
یہ ہیں جو بندے پر کرنا لازم اور واجب ہوا اور جب یوں کہیں کہ بندوں کا حق اللہ پر تو وہاں حق سے
مراد اوس کا تحقق ہے یعنے وہ ضرور پایا جاوے گا نہیں کہ اللہ پر واجب یا فرض ہے کیونکہ اللہ جل شانہ پر کوئی
کام واجب اور لازم نہیں اور نہ کوئی اوسپر کسیکا کام کو واجب کر سکتا ہے وہ خود بادشاہ ہے مالک ہے صاحب
ہے سارے جہان کا جو چاہے کرے جو چاہے بکرے پر اپنے وعدہ اور قول کا سچا ہے اوسکی بات ٹلنے والی نہیں اوس
نے جیسا فرمایا اوسکے نیک بندے جنت میں ضرور جاوینگے لیکن اگر وہ چاہے تو نیکوں کو بھی دوزخ میں ڈالدے
کسی کی کیا مجال جو اوسکو کچھ بھی کہہ سکے **ف** حدیث سے یہ کام کرتے ہیں کہ اوسکا شریک نہ کریں کسی کو

اوسکے ساتھ شریک نکریں وہ کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ اللہ اون کو عذاب نہ کرے **عن** معاذ بن جبل قال کنت ردف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی حمار یقال له عفیر قال فقال یا معاذ تدری ما حق اللہ علی العباد وما حق العباد علی اللہ قال قلت اللہ ورسولہ اعلم قال فان حق اللہ علی العباد ان یعبدوہ ولا یشرکوا بہ شیئا وحق العباد علی اللہ ان لا یعذب من لا یشرک بہ قال قلت یا رسول اللہ افلا ابشر الناس قال لا تبشرھم فیتکلوا **ترجمہ** معاذ بن جبل سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار تھا گدھے پر جسکا نام عفیر تھا **ف** بضم عین مہملہ اور فتح فا موحدہ یہی صحیح ہے اور یہی ہے معتبر نسخوں میں اور قاضی عیاض نے جو اسکو غین معجمہ سے کہا سہو ہے دمیتری کہا یہ گدھا مقوقس نے تحفہ بھیجا تھا یہ وہ گدھا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کا تھا بعضوں نے کہا وہ مر گیا حجۃ الوداع میں اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ دوسری بار کا ہے اور پہلی حدیث میں جو مذکور ہے وہ اور بار کا اسلیے کہ پہلی حدیث میں پالان کا ذکر ہے اور پالان اونٹ پر ہوتی ہے اور احتمال ہے کہ ایک ہی واقعہ ہو اور پہلی حدیث کا مطلب یہ ہے اور آپکے بیچ میں صرف اتنا فاصلہ تھا جیسے پالان کی لکڑی **ت** آپ نے فرمایا اے معاذ تو جانتا ہے اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے اور بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے میں نے کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اوسکی عبادت کریں اور اسکے ساتھ کسیکو شریک نکریں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جو شخص شرک نکرے اللہ اوسکو عذاب نہ دیوے میں نے کہا یا رسول اللہ میں خوش کر دوں لوگوں کو یہ سنا کر آپ نے فرمایا مت سنا انکو ایسا نہو وہ اسی پر بھروسا کر بیٹھیں **ف** پھر اور نیک کام کرنا اور گناہوں سے بچنا چھوڑ دیں اگرچہ توحید نجات دینے کا فی ہے پر بالکل جہنم سے محفوظ رہنے کے لیے اور جنت میں عالی درجہ پانے کے لیے اعمال صالحہ کرنا اور برے کاموں سے بچنا ضرور ہے **عن** معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا معاذ اتدری ما حق اللہ علی العباد قال اللہ ورسولہ اعلم قال ان یعبد اللہ ولا یشرک بہ شیء قال اتدری ما حقھم علیہ اذا فعلوا ذلک قلت اللہ ورسولہ اعلم قال ان لا یعذبھم **ترجمہ** معاذ بن جبل سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ تو جانتا ہے اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے اونہوں نے کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ پوجا جاوے خدا اور شریک کیا جاوے اوسکے ساتھ کوئی **ف** اور بعضی نسخوں میں شیئا ہے منصوب تو ترجمہ یہ ہوگا پوجے بندہ اللہ کو اور اسکے ساتھ شریک کرے کسی کو **ت**

هل تدری
نسخہ
ان یعبد واللہ

فقال اذا
نسخہ

پھر آپ نے فرمایا تو جانتا ہے بندوں کا حق کیا ہے اللہ پر جب وے ایسا کریں میں نے کہا اللہ اور رسول اسکا خوب جانتا
ہے آپ نے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ اللہ انکو عذاب نکرے (یعنے ہمیشہ کا عذاب جیسے مشرکوں کو ہوگا) **عن** مُعاذٍ قَالَ
دَعَانِی رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَجَبْتُہُ فَقَالَ ھَلْ تَدْرِیْ مَا حَقُّ اللّٰہِ عَلَی النَّاسِ
نَحْوَ حَدِیْثِھِمْ **ترجمہ** معاذ سے روایت ہے مجھکو بلایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نے جواب دیا آپ نے
فرمایا تو جانتا ہے اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے پھر بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری **عن** اَبِیْ
ھُرَیْرَۃَ قَالَ کُنَّا قُعُوْدًا حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَعَنَا اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ فِیْ نَفَرٍ فَقَامَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ بَیْنِ اَظْھُرِنَا فَاَبْطَأَ عَلَیْنَا وَخَشِیْنَا اَنْ یُّقْتَطَعَ دُوْنَنَا وَفَزِعْنَا — وفزعنا
فَقُمْنَا فَکُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَخَرَجْتُ اَبْتَغِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَتَیْتُ حَائِطًا
لِّلْاَنْصَارِ لِبَنِی النَّجَّارِ فَدُرْتُ بِہٖ ھَلْ اَجِدُ لَہٗ بَابًا فَلَمْ اَجِدْ فَاِذَا رَبِیْعٌ یَّدْخُلُ فِیْ جَوْفِ حَائِطٍ مِّنْ
بِئْرٍ خَارِجَۃٍ وَّالرَّبِیْعُ الْجَدْوَلُ فَاحْتَفَزْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
اَبُوْھُرَیْرَۃَ فَقُلْتُ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا شَاْنُکَ قُلْتُ کُنْتَ بَیْنَ اَظْھُرِنَا فَقُمْتَ فَاَبْطَأْتَ
عَلَیْنَا فَخَشِیْنَا اَنْ تُقْتَطَعَ دُوْنَنَا فَفَزِعْنَا فَکُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَاَتَیْتُ ھٰذَا الْحَائِطَ فَاحْتَفَزْتُ
کَمَا یَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ وَھٰؤُلَاءِ النَّاسُ وَرَائِیْ فَقَالَ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ وَاَعْطَانِیْ نَعْلَیْہِ فَقَالَ اذْھَبْ
بِنَعْلَیَّ ھَاتَیْنِ فَمَنْ لَقِیْتَ مِنْ وَّرَاءِ ھٰذَا الْحَائِطِ یَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُسْتَیْقِنًا بِھَا قَلْبُہٗ
فَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ فَکَانَ اَوَّلَ مَنْ لَقِیْتُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَا ھَاتَانِ النَّعْلَانِ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ قُلْتُ
ھَاتَانِ نَعْلَا رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِیْ بِھِمَا مَنْ لَقِیْتُ یَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
مُطْمَئِنًّا بِھَا قَلْبُہٗ بَشَّرْتُہٗ بِالْجَنَّۃِ قَالَ فَضَرَبَ عُمَرُ بِیَدِہٖ بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَخَرَرْتُ لِاسْتِیْ
فَقَالَ ارْجِعْ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ فَرَجَعْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَجْھَشْتُ بُکَاءً وَّرَکِبَنِیْ — مستیقنا
عُمَرُ وَاِذَا ھُوَ عَلٰی اَثَرِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا لَکَ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ قُلْتُ لَقِیْتُ
عُمَرَ فَاَخْبَرْتُہٗ بِالَّذِیْ بَعَثْتَنِیْ بِہٖ فَضَرَبَ بَیْنَ ثَدْیَیَّ ضَرْبَۃً خَرَرْتُ لِاسْتِیْ فَقَالَ ارْجِعْ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا عُمَرُ مَا حَمَلَکَ عَلٰی مَا فَعَلْتَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بِاَبِیْ اَنْتَ
وَاُمِّیْ اَبَعَثْتَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ بِنَعْلَیْکَ مَنْ لَّقِیَ یَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُسْتَیْقِنًا بِھَا قَلْبُہٗ
بَشَّرَہٗ بِالْجَنَّۃِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ فَاِنِّیْ اَخْشٰی اَنْ یَّتَّکِلَ النَّاسُ عَلَیْھَا فَخَلِّھِمْ یَعْمَلُوْنَ قَالَ

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الحدیث **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے ہم بیٹھے تھے گرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ہمارے ساتھ ابوبکر اور عمر بھی تھے اور آدمیوں میں اتنے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھے (اور تشریف لے گئے باہر) پھر دیر لگائی آپنے ہمارے پاس پھر آنے مین تو ہمکو ڈر ہوا کہین دشمن آپکو نہ ستا دین اکیلا پاکر ہم گھبرا گئے اور اوٹھ کھڑے ہوئے سب سے پہلے مین گھبرایا تو مین نکلا آپ کو ڈھونڈھنے کے لیے اور بنی نجار کے باغ پر پہنچا (بنی نجار انصار مین سے ایک قبیلہ تھا) اوس کے چار و طرف پھرا دروازہ کو دیکھتا ہوا کہ دروازہ پاؤن تو اندر جاؤن (کیونکہ گمان ہوا کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے اندر تشریف لے گئے ہون) دروازہ ملا ہی نہین (شاید دروازہ ہی نہ ہوگا اوس باغ مین یا ہوگا پر ابوہریرہ کو گھبراہٹ مین نظر نہ آیا) دیکھا تو ایک نالی باغ کے اندر جاتی ہے باہر کے کنوئین سے **ف** تو جارجہ صفت ہی کنوے کی اور بعضون نے کہا کہ خارجہ ایک شخص کا نام ہے تو ترجمہ یہ ہوگا خارجہ کے کنوے سے یعنی وہ نالی ایک خارجہ کے کنوئین سے آتی تھی **ت** مین گھسا اور مین سمٹ کر جیسے لومڑی گھستی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچا آپنے فرمایا ابوہریرہ مین نے کہا جی ہان یا رسول اللہ آپنے فرمایا کیا حال ہے تیرا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہم لوگون مین تشریف رکھتے تھے پھر آپ تشریف لے گئے اور آپنے دیر لگائی آنے مین تو ہمکو ڈر ہوا کہین دشمن آپکو نہ ستا دین ہم سے جدا دیکھکر ہم گھبرا گئے اور سب سے پہلے مین گھبرا کر اوٹھا اور اس باغ پر آیا (دروازہ نہ ملا) تو اس طرح سمٹ کر گھس آیا جیسے لومڑی اپنے بدن کو سمیٹ کر گھس جاتی ہے اور یہ سب لوگ آتے ہین میرے پیچھے آپنے فرمایا اے ابا ہریرہ اور عنایت کین مجھکو اپنی جوتیان (نشانی کے لیے تاکہ اور لوگ ابوہریرہ کی بات کو سچ جانین) اور فرمایا یہ دونون جوتیان میری لیکر جا اور جو کوئی تجھے ملے اس باغ کے پیچھے اور وہ گواہی دیتا ہو اس بات کی کہ کوئی سچا معبود نہین سوا اللہ کے دل سے یقین رکھتا ہوا اس بات پر تو خوش کر اوسکو یہ سنا کر کہ اوس کے لیے جنت ہے (ابوہریرہ نے کہا مین جوتیان لیکر چلا) تو سب سے پہلے مین ملا عمر سے انہون نے پوچھا یہ جوتیان کیسی ہین اے ابا ہریرہ مین نے کہا یہ جوتیان ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپنے یہ مجھکو دیکر بھیجا ہے کہ مین جس سے ملون اور وہ گواہی دیتا ہو لا الہ الا اللہ کی دل سے یقین کر کے تو خوشخبری دون اوسکو جنت کی یہ سنکر حضرت عمر نے ایک ہاتھ مارا میری چھاتی کے بیچ مین مار امین سرین کے بل گرا **ف** حضرت عمر کا یہ قصد نہ تھا کہ ابوہریرہ کو گرا دین یا ایذا دین بلکہ اونکو باز رکھنا مقصود تھا اس کام سے اور ہاتھ سینہ پر اس لیے مارا کہ اونکو تنبیہ ہو اور وہ کہنے سے باز رہین قاضی عیاض نے کہا کہ حضرت عمر کا یہ فعل اور یہ اعتراض کچھ نہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر

کیونکہ ابوہریرہ کے پیام مین سوا امت کو خوش کرنیکے اور کوئی بری بات نہتھی مگر حضرت عمر نے ایسے پیام کو فاش کردینا خلاف مصلحت کی جانا کیونکہ وہ وقت سعی اور کوشش کا تہا دین مین اور بجالانا تمام احکام الٰہی علی الخصوص جہاد وغیرہ کا ترقی دین کے لیے اوسوقت نہایت ضرور تہا اور اگر یہ خوش خبری سبکو پہونچ جاتی تو احتمال تہا کہ بہت لوگ تن آسانی کرتے اور اسپر بہروسا کرکے سست ہوجاتے اور اسیواسطے حضرت عمر ابوہریرہ کے ساتہہ آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مصلحت بیان کی آپنے اُنکی رای کو ٹہیک سمجہا اور اوسی پر عمل کیا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رعیت کو امام کے حکم پر اعتراض کرنا پہونچتا ہے اور امام کو چاہیے کہ یا تو اوس اعتراض کا معقول جواب دیکر رعیت کو خاموش کرے یا اپنے حکم کو موقوف رکہے (نووی) **ت** پہر کہا لوٹ جا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس اے ابا ہریرہ مین لوٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف اور تیار تہا رونے پر میرے ساتہہ ہی عمر بہی پیچہے آ پہونچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہوا تجہکو اے ابوہریرہ مینے کہا مین عمر سے ملا اور جو پیام آپنے مجہے دیکر بہیجا تہا پہونچایا انہون نے میرے چہاتیون کے بیچ مین مارا ایسا کہ مین سرین کے بل گر پڑا اور کہا کہ لوٹ جا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے کہا تونے ایسا کیون کیا انہون نے عرض کیا یا رسول اللہ قربان ہو آپ پر مان باپ میرے آپنے بہیجا تہا ابوہریرہؓ کو اپنی جوتیان دیکر کہ جو شخص ملے اور وہ گواہی دیتا ہو لا الہ الا اللہ کی دل سے یقین کرکے تو خوش خبری دو اوسکو جنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہان حضرت عمر نے کہا تو ایسا نہ کیجیے صدقہ ہون آپ پر مان باپ میرے کیونکہ مین ڈرتا ہون لوگ اسی پر تکیہ کر بیٹہ رہینگے اونکو عمل کرنے دیجیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچہا اونکو عمل کرنے دے **ف** نووی نے کہا یہ حدیث بہت فائدون پر مشتمل ہے ایک عالم کا بیٹہنا لوگون کو سمجہانے اور دین کی باتین بتانے کے لیے دوسرے غیر کے ملک کے اندر جانا بغیر اوسکی اجازت کے درست ہے جب یقین ہو اس بات کا کہ وہ ناراض نہ ہوگا کیونکہ ابوہریرہ باغ کے اندر چلے گئے اور حضرت نے بہی منع نہین کیا بلکہ جائز ہے دوسرے کے ہتہیار سے فائدہ اوٹہانا اور دوسرے کا کہانا کہا لینا اور اوسکے جانور پر سواری کرنا اور کہانا اپنے گہر لے جانا اور اسکے مثل اور باتین جو اوسکو ناگوار نہ ہون لیکن روپیہ پیسہ لینا درست نہین بالاجماع نووی نے کہا روپیہ پیسہ بہت لینا درست نہین جو ناگوار ہو یہ سب اوس صورت مین ہے کہ یقین ہو اوسکی رضامندی کا اور جو شک ہو تو بغیر اذن کے تصرف درست نہین تیسرے امام کو نشانی دیکر کسی کو بہیجنا چوتہی بعضی دین کی باتین چہپانا بنظر مصلحت یا خوف فساد پانچوین تابع کا اعتراض کرنا متبوع پر اور تابع کی راے قبول کرنا جب درست ٹہیک ہو چہٹی یہ قول درست ہونا فدا ہون آپ پر مان باپ میرے اور بعضے سلف نے

اسکو مکروہ کہا ہے مگر وہ صحیح نہیں عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَدِيْفُهُ عَلَى الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ
قَالَ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ مَا مِنْ
عَبْدٍ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ قَالَ يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُخْبِرُ بِهَا فَيَسْتَبْشِرُوْا قَالَ اِذًا يَّتَّكِلُوْا فَاَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهٖ
تَاَثُّمًا **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے معاذ بن جبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے
سواری پر آپنے فرمایا اے معاذ انہوں نے کہا حاضر ہوں آپکی خدمت میں اور فرمانبردار ہوں آپکا یا رسول اللہ پھر آپنے
فرمایا اے معاذ انہوں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ فرمانبردار ہوں آپکا آپنے فرمایا جو بندہ گواہی دیوے اس بات کی کہ سوا
خدا کے کوئی سچا معبود نہیں اور حضرت محمد اوسکے بندے اور رسول ہیں تو اللہ حرام کرے گا اوسکو جہنم پر معاذ نے کہا
یا رسول اللہ میں اسکی خبر کر دوں لوگوں کو وہ خوش ہو جاویں آپنے فرمایا تب تو بھروسہ کر لیں گے اسپر پھر معاذ نے یہ حدیث
بیان کر دی مرتے وقت گناہ سے بچنے کے لیے **ف** کیونکہ علم کا چھپانا اس طرح کہ وہ ضائع ہو جاوے منع ہے
معاذ جب تک زندہ تھے تو یہ حدیث ضائع نہیں ہو سکتی تھی اور جب مرنے لگے تو ڈر ہوا کہ یہ حدیث بالکل تلف
ہو جاویگی اس لیے انہوں نے بیان کر دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بیان کرنے سے منع کیا تھا وہ بطور تحریم
کے نہ تھا بلکہ بطور مصلحت کے تھا یا ممانعت مشہور کرنے سے تھی نہ خالص لوگوں سے بیان کرنے کی ورنہ آپ معاذ
کو کیوں بتلاتے شیخ ابن الصلاح نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو عام خوشخبری وغیرہ سے منع کیا تھا اس
ڈر سے کہ کہیں جاہل اور بے خبر آدمی اسکو سنکر دہوکا نکہاویں اور تکیہ کر بیٹھیں اور خود آپنے یہ حدیث ان لوگوں کو
بتلائی جنکے دہوکے میں پڑنیکا ڈر نہ تھا اور وہ صاحب علم اور معرفت تھے جیسے معاذ بن جبل تو معاذ بھی اوسی طریق
پر چلے اونہوں نے بھی خاص آدمیوں کو جنکو اس لائق پایا یہ حدیث بتلائی اور ابو ہریرہ کی روایت میں جو یہ منقول ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو عام خوشخبری دینے کے لیے فرمایا تھا تو یہ پہلی رائے تھی جسکے بعد رائے بدل گئی
اور رائے بدل دینا یعنے اجتہاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی درست تھا جیسے اور مجتہدوں کو درست ہے پر آپ کو اور مجتہدوں
پر یہ فضیلت ہے کہ آپ خطا پر قائم نہیں رہتے تھے فی الفور وحی سے اوسکی اصلاح ہو جاتی برخلاف اور مجتہدوں کے
وہ خطا پر قائم رہتے ہیں اور جس شخص نے دین کی باتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اجتہاد جائز نہیں کہا
وہ یہ کہتا ہے کہ شاید ابو ہریرہ کو عام خوشخبری دینے کا حکم پہلے اترا ہو پھر حضرت عمر رض کے سوال کے وقت

دوسرا حکم اوترا ہو جس سے پہلا حکم منسوخ ہو گیا نووی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کی تفصیل ہے جو مشہور ہے لیکن دنیاوی امور مین تو آپ بالاتفاق اجتہاد کرتے تھے اور دین کی باتون مین علماء کا اختلاف ہی اکثر جائز کہتے ہین اجتہاد کو دین کی باتون مین بھی کیونکہ جب دنیا مین اجتہاد اور انکو درست ہو تو آپ کو درست نہونا کیا معنے اور بعضون نے کہا جائز نہین کیونکہ آپ یقین حاصل کر سکتے تھے خدا سے پوچھ کر اور بعضون نے کہا لڑائی کے کامون مین اجتہاد جائز تھا اور باتون مین نہین پھر جن علما نے اجتہاد دین کی باتون مین جائز رکھا ہی انہون نے خلاف کیا ہے کہ آیا اجتہاد آپنے کیا بھی یا نہین اکثر نے کہا کہ کیا ہے اور بعضون نے کہا کہ نہین کیا اور بعضون نے توقف کیا اس مسئلہ مین پھر جن لوگون نے کہا کہ اجتہاد کیا ہے انہون نے اختلاف کیا ہی کہ خطا آپ سے ہو سکتی تھی یا نہین محققین کا یہ قول ہی کہ خطا آپ سے نہین ہو سکتی تھی اور اکثر لوگون کا یہ قول ہے کہ خطا ہو تی تھی پر آپ اس خطا پر قائم نہین رہتے تھے اور یہ مقام اسکی تفصیل کا نہین ہے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيتُ عِتْبَانَ فَقُلْتُ حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكَ قَالَ اَصَابَنِي فِي بَصَرِي بَعْضُ الشَّيْءِ فَبَعَثْتُ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّي اُحِبُّ اَنْ تَاْتِيَنِي تُصَلِّي فِي مَنْزِلِي فَاَتَّخِذَهُ مُصَلًّى قَالَ فَاَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ اَصْحَابِهِ فَدَخَلَ وَهُوَ يُصَلِّي فِي مَنْزِلِي وَاَصْحَابُهُ يَتَحَدَّثُونَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ اَسْنَدُوا عُظْمَ ذٰلِكَ وَكِبْرَهُ اِلَى مَالِكِ بْنِ دُخْشُمٍ قَالُوا وَدُّوا اَنَّهُ دَعَا عَلَيْهِ فَهَلَكَ وَدُّوا اَنَّهُ اَصَابَهُ شَيْءٌ فَقَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ وَقَالَ اَلَيْسَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ قَالُوا اِنَّهُ يَقُولُ ذٰلِكَ وَمَا هُوَ فِي قَلْبِهِ قَالَ لَا يَشْهَدُ اَحَدٌ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ فَيَدْخُلَ النَّارَ اَوْ تَطْعَمَهُ قَالَ اَنَسٌ فَاَعْجَبَنِي هٰذَا الْحَدِيثُ فَقُلْتُ لِابْنِي اكْتُبْهُ فَكَتَبَهُ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے انہون نے کہا مجھسے حدیث بیان کی محمود بن ربیع نے انہون نے سنا عتبان بن مالک سے — **ف** نووی نے کہا اس حدیث کی اسناد مین دو عجیب باتین ہین ایک تو ..... یہ کہ تین صحابی برابر ایک دوسرے سے روایت کرتے ہین وہ انس ہین اور محمود اور عتبان دوسری یہ کہ بڑے نے چھوٹے سے روایت کی انس بڑے ہین محمود سے سن اور علم اور رتبے مین **ت** محمود نے کہا مین مدینہ مین آیا تو عتبان سے ملا اور مین نے کہا ایک حدیث ہی جو مجھے پہنچی تم سے (تو بیان کرو اسکو) عتبان نے کہا میری نگاہ مین فتور ہو گیا (دوسری روایت مین ہے وہ اندھے ہو گئے اور شاید ضعف بصارت سے مراد ہو) مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس کہلا بھیجا مین چاہتا ہون

آپ میرے مکان پر تشریف لاوین اور نماز پڑہین کسی جا پر تو مین اوس جا کو مصلی بنالون (یعنے ہمیشہ وہین نماز پڑہا کرون اور یہ درخواست اسلیے کی کہ انکہہ مین فتور ہوجانے سے مسجد نبوی مین اون کا آنا دشوار تہا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور جسکو خدا نے چاہا اپنے اصحاب مین سے ساتہہ لائے آپ اندر آئے اور نماز پڑہنے لگے اور اصحاب آپکے آپس مین باتین کررہے تہے (منافقون کا ذکر چہڑ گیا تو اون کا حال بیان کرنے لگے اور انکی بری باتین اور بری عادتین ذکر کرتے تہے) پہر اونہون نے سب مین بڑا منافق مالک بن دخشم کو کہا یا مالک بن دخیشم یا مالک بن دخشن یا دخیشن) **ف** صحابہ نے نفاق مین اول درجے کا اس شخص کو قرار دیا حالانکہ یہ بدر مین شریک تہا اور اور لڑائیون مین اور نفاق اسکا ثابت نہین ہوا بلکہ خود حضرت نے اسکو مومن قرار دیا بخاری کی روایت مین ہے وہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے محض خدا کے واسطے **ف** اور چاہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے لیے بددعا کرین وہ مرجاوے یا اوسپر کوئی آفت اوترے (تو معلوم ہوا کہ بدکارون کے تباہ ہونے کی آرزو کرنا برا نہین) اتنے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا کیا وہ (یعنے مالک بن دخشم) گواہی نہین دیتا اس بات کی کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور مین اللہ کا رسول ہون صحابہ نے عرض کیا تو وہ اس بات کو زبان سے کہتا ہے پر دل مین اوسکے یقین نہین آپ نے فرمایا جو کوئی گواہی دیوے لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی پہر وہ جہنم مین نجاویگا یا اوسکو انگارہ نہ کہاویگی۔ انس نے کہا یہ حدیث مجکو بہت اچہی معلوم ہوئی تو مین نے اپنے بیٹے سے کہا اسکو لکہہ لے اوس نے لکہہ لیا **عن** انس حدثنی عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّهُ عَمِيَ فَاَرْسَلَ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَعَالَ فَخُطَّ لِي مَسْجِدًا فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَ قَوْمُهُ وَتَغَيَّبَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ مَالِكُ بْنُ الدُّخَيْشِمِ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ **ترجمہ** انس سے روایت ہے حدیث بیان کی مجہسے عتبان بن مالک نے وہ اندہے ہوگئے تو اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس کہلا بہیجا میرے مکان پر تشریف لائیے اور ایک جگہہ مقرر کردیجیے مسجد کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور آپ کی لوگ آئے پر ایک شخص غائب تہا جسکو مالک بن دخشم کہتے تہے پہر بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے کئی باتین معلوم ہوئین کچہ اوپر گذرین ایک بات یہ ہے کہ آثار صالحین کے ساتہہ تبرک کرنا درست ہے دوسرے یہ کہ علما اور فضلا اور مشائخ کو اپنے مریدون اور شاگردون کے گہر جانا اور اون سے ملنا بہتر ہے تیسرے مفضول کو فاضل سے کچہ درخواست کرنا کسی مصلحت سے درست ہے چوتہی نماز پڑہنے والے کے سامنے باتین کرنا درست

ہے اگر نمازی کو حرج نہ ہو ساتوین جو شخص ملاقات کو جاوے اسکو امامت درست ہے اگر صاحب خانہ رضامند ہو چھٹی حاکم
اور امام سے کسی شخص کا حال بیان کر دینا جب اوسکے ضرر کا خوف ہو درست ہے ساتوین حدیث کا لکھنا درست ہے
کیونکہ انس نے اپنے بیٹے سے کہا لکھ لے اسکو لکھ لینا سنت ہے اور حدیث لکھنے سے ممانعت بھی آئی ہے اور اجازت
بھی ممانعت تو اس کے لیے ہے جو یاد نکرے صرف لکھنے پر بھروسا رکھے حالانکہ اوسکو یاد کرنیکی طاقت ہو اور اجازت
اوس کے لیے ہے جو یاد نرکھ سکے اور بعضون نے کہا ممانعت اسوقت تھی جب حدیث کے ملجانے کا ڈر تھا قرآن کے
ساتھ پھر اجازت ہوئی اور پہلے سلف صحابہ اور تابعین مین اختلاف تھا حدیث کی کتابت مین لیکن بعد
اجماع ہو گیا امت کا کتابت کے درست ہونے پر آٹھوین امام یا عالم کو اپنے لوگ پیارے تھے لیجانا درست ہے ملاقات یاد عوت میں
کے لیے جاوے انتہی باختصار **باب** الدَّلِیْلِ عَلٰی اَنَّ مَنْ رَضِیَ بِاللّٰہِ وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا فَھُوَ مُؤْمِنٌ وَّاِنِ ارْتَکَبَ الْمَعَاصِیَ الْکَبَائِرَ **باب** بیان مین اس بات
کے کہ جو شخص راضی ہو اللہ کی خدائی پر اور اسلام کے دین پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری پر وہ مومن ہے
اگرچہ کبیرہ گناہ کر بیٹھے **عَنِ** الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ذَاقَ طَعْمَ الْاِیْمَانِ مَنْ رَّضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا **ترجمہ** عباس بن عبد المطلب سے روایت ہے انہون نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
آپ فرماتے تھے ایمان کا مزہ چکھا اوس نے جو راضی ہو گیا خدا کی خدائی پر اور اسلام کے دین پر اور محمد صلی
اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری پر **ف** نووی نے نقل کیا صاحب تحریر سے رضی کے معنی قناعت کرنا اور کافی
جاننا اور کچھ نہ چاہنا تو حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سوا اللہ کے اور کسی کو طلب نکرے اور سوا اسلام کے دوسرے کفر کے رستون
پر نہ چلے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے موافق رہے پھر جسمین یہ صفات ہونگے بیشک ایمان کی حلاوت
اوسکے دل مین معلوم ہوگی اور اوسکا مزہ وہ چکھیگا قاضی عیاض نے کہا مزہ چکھنے سے یہ مراد ہے کہ اسکا ایمان صحیح
ہوگا اور اوس کے دلکو اطمینان ہوگا اسواسطے کہ جب وہ راضی ہوا ان چیزون سے تو یہ دلیل ہے اوسکے کمال معرفت
اور نفاذ بصیرت کی اور اسکے ساتھ اسکا دل بھی خوش ہوگا اس لیے کہ جو شخص کسی چیز پر راضی ہوتا ہے تو وہ
اوسپر سہل ہوتی ہے اسیطرح جب مومن کے دل مین ایمان بیٹھ جاتا ہے تو تمام عبادتین اور طاعتین اوسپر
آسان ہو جاتی ہین اور لذت دیتی ہین تحفۃ الاخیار مین ہے خدا کی خدائی پر راضی ہونے کی یہ نشانی ہے کہ اسکی
قضا اور قدر پر راضی رہے رنج اور تکلیف اور مصیبت مین اسکا گلہ شکوہ نکرے اور دین اسلام پر راضی ہونے

کی یہ علامت ہو کہ اسلام کے احکام پر مضبوط ہو جاوے کفر کے رسومات کے گرد نہ بھٹکے اور حضرت کی پیغمبری پر راضی ہونے کی یہ پہچان ہے کہ حضرت کی سنت پر چلے اور بدعت سے عداوت رکھے اور جس کو یہ بات حاصل نہین اوسکو ایمان کے مزے سے خبر نہین انتہے مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑے مرتبے کیطرف اشارہ کیا جو عام مومنون اور مسلمانون کو حاصل نہین پہر دنیا مین انکو ایمان کی حلاوت اور لذت کچھ نہین ہے وہ تمام عبادتین اور طاعتین جو کرتے ہین تو جہنم کے ڈر سے نفس پر زور ڈالکر کرتے ہین اور دین کے احکام بجالانا اون کے نزدیک ایسی ہی دشوار ہین جیسے بہارے بہاری پتہر ڈہونا یا اور کوئی محنت شاقہ کرنا جسکو دل نہ چاہتا ہو پیٹ کی خاطر یا کسی سے ڈر کر انسان کرتا ہے پہر درویش پر جان درویش پہلے ہر مسلمان کو اسی طرح ریاضت اور محنت کرکے نفس کی بری خواہشون کو اور تن آسانی اور آرام طلبی کو توڑنا چاہیے پر ان باتون کا مزہ بہت آگے چلکر کتنے دنون کے بعد حاصل ہوگا جب اسکا نفس تکرار عمل سے یعنی بار بار نیک کام کرنے سے اون کا موں کا عادی ہوجاویگا تو اُسکو ان کامون مین ایک لذت پیدا ہوگی اور ایک مزہ حاصل ہوگا جیسے انسان پہلی کثرت ڈنڈ یا مگدر کرتا ہے تو سپندرہ روز تک کیسی ناگوار گذرتے ہین پہر اون مین ایسا مزہ آنے لگتا ہے کہ انکا چھوڑنا دشوار گذرتا ہے اور بے کثرت کیے چین نہین پڑتا یہ تو جسمانی قویٰ اور حرکات کی لذت ہے جو لت ہونے کے بعد چہٹ نہین سکتی پہر ایمان جو روحانی لذت ہے اوسکا مزہ اور ذائقہ کیسا رہیگا قیاس کرنا چاہیے پر اوسکا بیان کیونکر ہوسکتا ہے اوسکو وہی جانے جس نے اوسکا مزہ چکہا ہو۔ آدمی جب دنیا مین مدت تک بسر کرتا ہے اور دنیا کے انقلابات اور حرکات اور تغیرات مین غور کرتا ہے تو اُسکو ایک خلجان اور اضطراب پیدا ہوتا ہے اور چونکہ وہ اس باب خیر اور رحمت او خوشی کو جمع کرنا چاہتا ہے پر اون اسباب کی تشخیص اور شناخت مین غلطی کرتا ہے تو ہر مرتبہ اوسکی کوشش رائگان اور اوسکی سعی برباد ہونے سے اُسکو وحشت پیدا ہوتی جاتی ہے آخیر مین ایک ایسا تشتت اور اضطراب اوسکے دلکو ہوجاتا ہے کہ معاذ اللہ اکثر دنیادار اسی عارضے مین گرفتار ہین اونکو دم بہر چین نہین اون کی زندگی موت سے بدتر ہے انکو دنیا ہی مین وہ عذاب الیم ہے کہ خدا کی پناہ جب کسی شخص کا یہ حال ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ برائے نام مومن ہے جو کلمات ایمان کو زبان سے توتے کیطرح کہتا ہے پر دل مین اوسکے نور ایمان بالکل نہین اور رضا بالقضا کا مرتبہ اوسکو حاصل نہین جس نے خداوند کریم کو اپنا مالک پروردگار مربی سرپرست ہر طرح کی حاجتین برلانے والا سب طرح کی کام نکالنے والا برے اور اچھے کی خبر لینے والا تمام ضروریات کا بندوبست کرنیوالا تمام ایذاؤن اور تکلیفون سے بچانے والا سمجھا اور

دل سے اوسپر یقین کیا اور سب مقاصد اور مطالب کو اوسکی مرضی پر چھوڑ دیا وہ خدا کی خداوندی سے راضی اور خوش ہوا
اب کیا ممکن ہے کہ دنیا کے تغیرات سے اوسکو رتی برابر رنج یا اضطراب پیدا ہو وہ تو اپنے مالک کے ارادون پر اور
اوسکے کامون پر دل سے خوش ہے اور جو انتظام پروردگار قائم کرتا ہے وہی اسکا عین مطلب و مقصد ہے پھر
اوسکو کیا تکلیف اور رنج کیا خفقان کیا ۔ کارسازِ ما بفکرِ کارِ ما ۔ فکرِ ما در کارِ ما آزارِ ما **باب** بیانِ
عَدَدِ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَاَفْضَلِهَا وَاَدْنَاهَا وَفَضِیْلَةِ الْحَیَاءِ وَکَوْنِهٖ مِنَ الْاِیْمَانِ **باب** بیان
مین ایمان کی شاخون کے اور کون سی شاخ افضل ہے اور کونسی ادنی ہے اور بیان ہے حیا کی فضیلت اور اسکا
داخل ہونا ایمان مین **عن** اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَعْنِیْ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاِیْمَانُ
بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً وَّالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کی ستر پر کئی شاخین ہین اور حیا ایک شاخ ہے ایمان کی **ف** دوسری روایت مین
ساٹھ پر کئی شاخین ہین مگر اوسمین راوی کو شک ہے کہ ستر پر کئی شاخین کہین یا ساٹھ پر کئی شاخین اور بخاری
نے بغیر شک کے ساٹھ پر کئی روایت کین اور ابوداؤد اور ترمذی نے ستر پر کئی بغیر شک کے اور ایک
روایت مین ترمذی کے چونسٹھ دروازے ایمان کے منقول ہین اوسمین اختلاف کیا ہے علما نے کہ صحیح کونسی روایت
ہے قاضی عیاض نے کہا صحیح ساٹھ پر کئی شاخین ہین شیخ ابن الصلاح نے کہا یہ شک سہیل راوی کیطرف سے
واقع ہوا ایسا ہی کہا بیہقی نے اور سہیل سے ستر پر کئی شاخین بغیر شک کے بھی منقول ہین اور راجح کونسی
روایت ہے یہ مختلف فیہ ہے کسی نے کم کی روایت کو ترجیح دی کسی نے زیادہ کی روایت کو حدیث مین بضع کا
جو لفظ آیا ہے تو اوسکے معنون مین بھی علما کا اختلاف ہے کسی نے کہا بضع تین سے دس تک کو کہتے ہین کسی نے
کہا تین سے نو تک کو خلیل نے کہا بضع سات کو کہتے ہین کسی نے کہا دو سے دس تک کو اور بارہ سے بیس تک کو اور
شعبہ سے مراد ایک ٹکڑا ہے تو معنی حدیث کے یہ ہین کہ ایمان ستر پر کئی خصلتون کا نام ہے قاضی عیاض نے کہا
اور یہ بات گذر چکی کہ ایمان لغت مین یقین کرنے کو کہتے ہین اور شرع مین سے دل سے یقین کرنیکو اور زبان سے
اقرار کرنیکو اور شرع کے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اعمال کو کہتے ہین جیسے ایک حدیث مین ہے کہ سب سے
افضل خصلت ایمان کی کلمہ توحید پر یقین کرنا ہے اور سب سے کمتر راہ مین سے ایذا دینے والی چیز ہٹا دینا اور ہم
ہم کہہ چکے ہین کہ کمال ایمان کا اعمال سے ہے اور تمام ایمان کا عبادات سے ہے اور عبادات کا کرنا اور ان
شاخون کا ملانا تصدیق کا تتمہ ہے اور دلیل ہے تصدیق کی اور یہ خصلتین اوسکی ہیئت ہین جو تصدیق رکھتے ہین

تو وہ ایمان سے خارج نہین ہین نہ ایمان شرعی سے نہ لغوی سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بات کو بتلایا کہ افضل ان سب خصلتون مین توحید ہے جو ہر شخص پر واجب ہے اور کوئی شاخ بغیر اس کے قائم نہین ہو سکتی گویا یہ جڑ ہے اور سب سے کمتر خصلت یہ ہے کہ جس چیز سے مسلمانون کو ضرر پہونچنے کا گمان ہو جیسے کانٹا وغیرہ وہ راہ سے ہٹا دینا اور ان دونون کے بیچ مین بہت سی خصلتین ہین جو کوشش کرنے سے معلوم ہو سکتی ہین اور بعضون نے اسمین کوشش کی ہے مگر اوسپر یقین نہین ہو سکتا کہ وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مین تہین اور انکا نہ پہچاننا ایمان مین کچہ نقصان نہین کرتا اسواسطے کہ اصول اور فروع ایمان کے سب معلوم اور محقق ہو چکی ہین البتہ اجمالا یقین کرنا کہ ایمان کے فضائل اسقدر ہین ضرور ہے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا حافظ ابن حبان نے کہا مین نے اس حدیث مین ایک مدت تک غور کیا اور عبادات اور اطاعات کا شمار کیا تو وہ ستر کئی سے بہت زیادہ ہین پہر مین نے حدیثون کیطرف رجوع کیا اور جس عبادتون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان مین شمار کیا ہے اونکو جوڑا تو وہ ستر کئی سے کم ہوتی ہین آخر مین رجوع ہوا اللہ کی کتاب کیطرف اور اوسکو غور سے پڑہا اور جس عبادتون کو اللہ نے ایمان مین داخل کیا ہے اونکو جوڑا تو وہ بہی ستر کئی سے کم ہوتی ہین پہر مین نے قرآن اور حدیث کو ملایا اور جو عبادتین مکرر ملین اونکو نکال ڈالا تو اللہ اور اوسکے رسول کی بیان کی ہوئی عبادتین ملکر ستر کئی ہوئین نہ زیادہ نہ کم جب مین نے یقین کیا کہ مراد آپ کی یہ عبادتین ہین اور ابن حبان نے ان سب عبادتون کو اپنی کتاب شعب الایمان مین بیان کیا ہے اور اس فن مین سب سے عمدہ کتاب منہاج ہے ابو عبداللہ حلیمی کی اور کتاب شعب الایمان ہے امام بیہقی کی اور ابن حبان نے کہا کہ ساٹہہ کئی کی روایت بہی صحیح ہے اس لیے کہ عرب کے لوگ گنتی بیان کرتے ہین اور اوس سے یہ غرض نہین ہوتی کہ اس سے زیادہ کر اور نہین ہین (انتہے کلام النووی ۱۲ سراج الوہاج مین مولانا سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر فرماتے ہین کہ شعب الایمان بیہقی کا خلاصہ امام قزوینی نے کیا ہے پہر مین نے قزوینی کی خلاصہ کا خلاصہ کیا ہے اور اوسکا نام الروض الخصیب رکہا **عَنْ** اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اَوْ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِیْقِ وَالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کی ستر کئی یا ساٹہہ کئی شاخین ہین افضل اون سب مین لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور ادنی اون سب مین راہ مین سے موذی چیز کو ہٹانا ہے اور حیا ایک شاخ ہے ایمان کی **ف** اور ایک روایت مین ہے کہ حیا ایمان مین سے ہے اور دوسری

روایت مین ہے کہ حیا سے نہین ہوتی مگر بھلائی ١. ایک روایت مین ہے کہ حیا بالکل خیر ہے واحدی نے کہا کہ حیا اور
استحیا دونون حیاۃ سے نکلے ہین اور حیا انسان کی قوۃ حیات ہے تو جس شخص کا احساس لطیف ہے اور حیاۃ قوی ہے اُسی کو
حیا ہوتی ہے جنید بغدادی رحمہ نے کہا حیا نعمتون کا دیکھنا اور اپنی قصورون پر نظر کرنا ہے یعنی خدا کے احسانات اور
اپنی تقصیرات پر غور کرنا اس سے ایک حالت پیدا ہوتی ہے جسکو حیا کہتے ہین اخلاق مین فضائل نفس تین رکہے ہین عفت
اور شجاعت اور عدالت پہر حیا عفت کا ایک شعبہ ہے ابو علی بن مسکویہ نے کتاب الطہارۃ مین کہا کہ حیا رک جانا ہے
نفس کا بری باتین کرنے سے اور پرہیز کرنا ہے برائی سے قاضی عیاض نے کہا حیا تو ایک خلقی صفت ہے پہر اسکو
ایمان مین داخل کیا اس لیے کہ کبہی حیا پیدا ہوتی ہے ریاضت اور کسب سے جیسے اور اخلاق حسنہ ریاضت سے حاصل
ہوتے ہین اور کبہی خلقی ہوتی ہے لیکن حیا کا استعمال قانون شرع کے موافق محتاج ہوتا ہے کسب اور نیت اور علم کی
طرف تو وہ ایمان مین ہے اور دوسرے یہ کہ حیا نیک کام کراتی ہے اور گناہون سے باز رکہتی ہے لیکن یہ جو فرمایا حیا
بالکل خیر ہے اور نہین ہوتی اوس سے مگر خیر تو اسمین یہ اشکال ہوتا ہے کہ بعض وقت حیا کی وجہ سے انسان حق بات کہنے
سے رک جاتا ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کرتا ہے اور کبہی حیا کی وجہ سے اوس کے حقوق تلف ہو
جاتی ہین تو خیر محض کیونکر ہوئی اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حیا نہین ہے یہ تو عجز اور ناتوانی ہے اسکو حیا بعضون نے مجازا کہا
ہے لیکن حقیقۃ حیا اوس خلق کا نام ہے جو بری بات سے روکتی ہے اور اچہی بات کیطرف بلاتی ہے اور منع کرتی ہے
کسی حقدار کے حق مین قصور کرنے سے اور جنید کا قول اس پر دلالت کرتا ہے (نووی) **عن** سالم عن
سولہ ابیہ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجلا یعظ اخاہ فی الحیاء فقال الحیاء من الایمان
ترجمہ سالم نے اپنے باپ عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا ایک شخص نصیحت کرتا
تہا اپنے بہائی کو حیا کے باب مین **ف** یعنی منع کرتا تہا حیا سے اور کہتا تہا حیا بری بات ہے **ف** آپ نے
فرمایا جانے دے یعنی مت منع کر حیا سے بخاری ١ حیا ایمان مین داخل ہے دوسری روایت مین ہے مر علی رجل
من الانصار یعظ اخاہ یعنی آپ گذرے ایک انصاری پر جو نصیحت کرتا تہا اپنے بہائی کو **عن** عمران
بن حصین یحدث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال الحیاء لا یاتی الا بخیر فقال
بشیر بن کعب انہ مکتوب فی الحکمۃ ان منہ وقارا ومنہ سکینۃ فقال عمران
احدثک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتحدثنی عن صحفک **ترجمہ** عمران بن حصین
حدیث بیان کرتے تہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیا سے نہین ہوتی مگر بہتری بشیر بن کعب نے کہا

حکمت کی کتابون مین لکھا ہے کہ حیا ہی سے وقار ہوتا ہے اور حیا سے سکینہ ہوتا ہے **ف** وقار کہتے ہین سوچ
سمجھ کر ایک کام کرنیکو اور اسکے خلاف چھچھورا پن ہے کہ جلدی سے جو خیال مین آوے کرنے لگے اور اسکا انجام نہ سوچے
جیسے جانورون کا حال ہے اور سکینہ بھی وہی وقار کو کہتے ہین یعنے سکون نفس اور ثبات حرکات کیوقت اور اسکے خلاف
مین ہے اضطراب اور عجلت **ف** عمران نے کہا مین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تجھسے بیان کرتا
ہون اور تو اپنی کتابون کی باتین بیان کرتا ہے **ف** یعنی حدیث اور قرآن کے سامنے حکیمون کے اقوال
بیان کرنا بیموقع ہے گو حکیم بڑے دانشمند اور عقیل تھے مگر پھر بھی اون سے ہزارون طرح کی غلطیان ہوئین مین
حکیم کا رتبہ پیغمبر سے بہت کم ہے اسی طرح حکمت کا رتبہ نبوت سے بہت کمتر ہے پھر پیغمبر کا قول جب مجاوی تو اب
حکیمون کی بات ڈھونڈھنا بیکار ہے **عن** ابی قتادة قال كنا عند عمران بن حصين في رهط و
فينا بشير بن كعب فحدثنا عمران يومئذ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
الحياء خير كله قال او قال الحياء كله خير فقال بشير بن كعب انا لنجد في بعض الكتب
او الحكمة ان منه سكينة ووقارا لله ومنه ضعف قال فغضب عمران حتى احمرتا
عيناه وقال الا اراني احدثك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وتعارض فيه قال فاعاد
عمران الحديث قال فاعاد بشير فغضب عمران قال فما زلنا نقول انه منا يا ابا نجيد انه لا باس به **ترجمہ**
ابو قتادہ سے روایت ہے ہم عمران بن حصین کے پاس ایک رہط مین تھے ہمارے لوگون مین سے (رہط کہتے ہین دس سے کم مردون
کی جماعت کو) اور ہمارے لوگون مین بشیر بن کعب (بن ابی الحمیری عدوی ابو ایوب بصری) بھی تھے عمران نے ایک
دن حدیث بیان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیا بہتر ہے بالکل یا حیا بالکل خیر ہے بشیر بن کعب نے کہا ہم
نے بعضی کتابون مین یا حکمت مین لکھا ہے کہ حیا کی ایک قسم تو سکینہ اور وقار ہے اللہ تعالی کے لیے اور ایک حیا
ضعف نفس ہے **ف** یعنی بودا پن اور ڈرپوک پنا اور جبن جسکے دل مین طاقت نہین ہوتی خون اسمین کم
ہوتا ہے اوسکو یہ صفت اکثر لاحق ہوتی ہے اوسکو عربی مین عجز اور خور اور مہانت بھی کہتے ہین اس صفت کیوجہ سے
انسان مین ذمارت اور خساست پیدا ہوجاتی ہے وہ اپنے حقوق کو پورا پورا حاصل نہین کرسکتا ڈرتا ہے آخر جو ملجاتا
ہے اُسی پر قناعت کرتا ہے اور دم نہین مارتا بلکہ اپنے حقوق کو حاصل کرنے مین کوشش بھی نہین کرتا اکثر ہندوستان
کے لوگ اس بری صفت مین مبتلا ہین اور یہ ایک اخلاق ذمیمہ مین سے ہے جس سے حکیم ہمیشہ منع کرتے چلے آئے
ہین اور حقیقت یہ حیا نہین ہے جو صفات حمیدہ اور اخلاق فاضلہ مین سے ہے بعضون نے اسپر حیا کا اطلاق

دو ثنا

او الحياء

مغالطہ سے یا مجازاً کیا ہے دیو جالنس حکیم جو یونان مین تہا اوس نے یہی کہا ہے کہ حیا ضعف نفس سے پیدا ہوتی ہے
اور اوسکو ترک کرنا چاہیے مراد اوسکی حیا سے یہی صفت رذیلہ ہے نہ وہ حیا جو انسان کو بری باتون سے روکتی ہے
وہ تو بالاتفاق عمدہ صفت ہے **ت** یہ سنکر عمران کو غصہ آیا اُنکی آنکھین لال ہوگئین اور انہون نے کہا مین
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتا ہون اور تو اوس کے خلاف بیان کرتا ہے **ف** ہر چند حدیث
مین جو مطلب ہے وہ بالکل صحیح ہے کیونکہ مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیا سے وہی صفت ہے جو اخلاق فاضلہ
مین سے ہے جسکا بیان ابہی ہوا اور جو انسان کو قبائح اور معاصی سے روکتی ہے اور وہ بالکل خیر ہے اور سراسر بہتر
ہے اور حکمت کی رو سے جو امر ثابت ہے وہ بہی صحیح ہے اس لیے کہ حکیمون نے اس حیا کو برا نہین کہا ہے بلکہ ضعف نفس
کو جو درحقیقت حیا مین داخل نہین ہے اور دونون قولون مین کسی قسم کا تعارض یا خلاف نہین ہے پر چونکہ بشیر نے
حیا کا اطلاق اس بری صفت پر بہی کیا اور حیا کو تقسیم کیا دو قسمون پر ایک عمدہ اور ایک بری اور حدیث سے
یہ بات نکلتی تہی کہ حیا بالکل خیر ہے تو بظاہر گویا حدیث کے خلاف مین ایک بات کہی اور حکمت کی بات کو حدیث
کے مقابلے مین بیان کیا اسلیے عمران غصے ہوئے سراج الوہاج مین ہے کہ اکثر سلف بلکہ خلف کی صلحا نے
ایسا ہی غصہ اور انکار کیا ہے اوس شخص پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مقابلے مین کسی اور کا
قول بیان کرے اگرچہ وہ کیسے ہی بلند درجے کا شخص ہو اس لیے کہ کسی صحابی یا ولی یا مجتہد کا درجہ اور مرتبہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر نہین ہوسکتا پہر اوسکی بات یہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے خلاف مین محض بے
وقعت اور بے اعتبار ہے اور حاصل یہ ہے کہ سوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جتنے لوگ ہین سب کے اقوال مین
سے کچہ لینے کے قابل ہین اور کچہ چہوڑنیکے قابل بقول خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا کَدُرَ اور مجہے تعجب ہوتا ہے اوس شخص سے
جو ایمان لاوے اللہ پر اور اوسکے رسول پر اور قیامت پر کہ اُسکا دل کیونکر مانتا ہے جب وہ حدیث سن لیوے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہر اور کسی کی امت مین سے بات ماننے یا سننے اور مقدم کرے اوسکی بات کو جناب
رسالت مآب کی بات پر جنکی شان مین یہ آیت اتری وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى **ت** ابو قتادہ
نے کہا عمران نے پہر دوبارہ اسی حدیث کو بیان کیا بشیر نے پہر دوبارہ وہی بات کہی جب تو عمران غصے ہوئے (اور
انہون نے قصد کیا بشیر کو سزا دینے کا) ہم سب کہنے لگے اے ابا نجید (یہ کنیت ہے عمران بن حصین کی) بشیر ہم مین سے
ہے (یعنی مسلمان ہے) اسمین کوئی عیب نہین (یعنی وہ منافق یا بے دین یا بدعتی نہین ہے جیسے تم نے خیال
کیا) **عن** عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ **ترجمہ**

دوسری روایت بھی عمران سے ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری **باب** جامع اوصاف الاسلام یہ باب
جامع ہے اوصاف اسلام کا **عن** سُفْیَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الثَّقَفِیِّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قُلْ لِیْ
فِی الْاِسْلَامِ قَوْلًا لَا اَسْاَلُ عَنْہُ اَحَدًا بَعْدَکَ وَفِیْ حَدِیْثِ اَبِیْ اُسَامَۃَ غَیْرَکَ قَالَ قُلْ
اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ **ترجمہ** سفیان بن عبداللہ ثقفی سے روایت ہے میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے اسلام میں
ایک ایسی بات بتا دیجیے کہ پھر میں اسکو نہ پوچھوں کسی سے آپکے بعد آپ نے فرمایا کہہ ایمان لایا میں اللہ پر پھر جما
رہ اسپر ابو اسامہ کی روایت میں ہے کسی سے آپ کے سوا **ف** قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث جوامع الکلم میں
سے ہے اور یہ مطابق ہے اللہ تعالے کے قول کے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا یعنے جن لوگوں نے کہا
پروردگار ہمارا اللہ ہے پھر جم رہے اسپر یعنی توحید کی اللہ جل جلالہ کی اور ایمان لائے اسپر پھر جمے رہے یعنی
ڈگے نہیں توحید سے اور شرک میں نہ پھنسے اور لازم کر لی اونہوں نے اطاعت اللہ جل جلالہ کی یہانتک کہ مرے
اسی حال پر اور یہی تفسیر ہے اس آیت کی موافق اکثر مفسرین صحابہ کرام و من بعدہم کے اور یہی معنی ہیں اس حدیث
کے تمام ہوا کلام قاضی کا ابن عباس نے کہا اللہ تعالی کے اس قول میں فَاسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پر سارے قرآن میں کوئی آیت اس سے زیادہ دشوار اور سخت نہیں اوتری اور اسی واسطے جب صحابہ نے آپسے
کہا آپ جلدی بوڑھے ہوگئے تو آپ نے فرمایا مجھے سورہ ہود اور اسکی مانند اور سورتوں نے بوڑھا کر دیا اوستاد
ابو القاسم قشیری نے اپنے رسالے میں لکھا ہے استقامت وہ درجہ ہے جس سے سب کام پورے اور کامل ہوتے ہیں
اور اسی صفت سے تمام بھلائیاں حاصل ہوتی ہیں اور انکا انتظام ہوتا ہے اور جس شخص میں استقامت اور استقلال
نہ ہو اوسکی کوشش سب اکارت ہے اور اسکی سعی سے نتیجہ ہے بعضوں نے کہا استقامت ایسی صفت ہے کہ اسکو
بڑے بڑے ہی لوگ کر سکتے ہیں کیونکہ وہ حاصل ہوتی ہے رسومات کی ترک سے اور عادات کے چھوڑنے سے اور خلوص اور
صدق کے ساتھ خدا کے سامنے کھڑے ہونے سے اسیواسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا استقامت کرو اور تم ہرگز
سب نیکیاں نکر سکوگے واسطی نے کہا استقامت وہ صفت ہے جس سے ساری نیکیاں پوری ہوتی ہیں اور اسکے نہونے
سے سب نیکیاں بری ہو جاتی ہیں اور مسلم نے اپنی صحیح میں سفیان بن عبداللہ ثقفی سے صرف یہی حدیث روایت
کی ہے اور ترمذی نے بھی روایت کیا اسحدیث کو اور اتنا زیادہ کیا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ سب سے زیادہ مجھے کس
چیز سے ڈرنا چاہیے آپ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا اس سے (کیونکہ اکثر گناہ زبان ہی سے صادر ہوتے ہیں اور
اکثر فتنے اور بلائیں انسان پر زبان سے آتی ہیں اور شروع تربیت کا حکما میں یہی ہے کہ پہلے انسان اپنی

زبان کو قابو میں کرے اور دیکھتا رہے کہ اوسکی زبان سے جو باتیں نکل رہی ہیں وہ مناسب ہیں یا غیر مناسب اور لازم ہے کہ خلاف مصلحت کوئی بات زبان سے نہ نکالے

باب بَیَانِ تَفَاضُلِ الْاِسْلَامِ وَاَیِّ اُمُوْرِہٖ اَفْضَلُ

اسلام کی فضیلت دوسرے اسلام پر اور بیان اس بات کا کہ کون سے کام اسلام کے فضل میں عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاِسْلَامِ خَیْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَاُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ **ترجمہ** عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون سا اسلام بہتر ہے آپ نے فرمایا یہ کہ تو کھانا کھلاوے (بھوکے کو اور مہمان کو) اور سلام علیک کرے ہر شخص سے خواہ تو اوسکو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو **ف** یعنی کون سا اسلام بہتر ہے یعنی کون سی خصلت اسلام کی بہتر ہے اور سنت اسلام یہی ہے جو اس حدیث میں بیان ہوئی کہ ہر مسلمان کو سلام علیک کرے خواہ اوس سے پہچان ہو یا نہ ہو اور یہ عادت جو بعض لوگوں نے اختیار کی ہے کہ اوسی شخص کو سلام کرتے ہیں جس سے پہچان ہو یا کبھی نہیں عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ یَقُوْلُ اِنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْمُسْلِمِیْنَ خَیْرٌ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ **ترجمہ** عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے تھے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا مسلمان بہتر ہے آپ نے فرمایا وہ مسلمان جسکی زبان اور ہاتھ سے بچے رہیں (یعنے نہ زبان سے کسی کی برائی کرے نہ ہاتھ سے کسی کو ایذا دیوے) عَنْ جَابِرٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ **ترجمہ** جابر سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بچے رہیں عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ **ترجمہ** ابو موسی اشعری سے روایت ہے میں نے کہا یا رسول اللہ کون سا اسلام افضل ہے آپ نے فرمایا جسکی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں عَنْ بُرَیْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْمُسْلِمِیْنَ اَفْضَلُ فَذَکَرَ مِثْلَہٗ **ترجمہ** ابو بردہ برید بن عبداللہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا مسلمان افضل ہے **ف** نووی نے کہا کبھی حضرت نے افضل اس مسلمان کو قرار دیا جو کھانا کھلاوے سلام کرے ہر شخص کو اور کبھی اوسکو جسکی زبان اور ہاتھ سے اور مسلمان بچے رہیں یہ اختلاف بوجہ اختلاف احوال سائلین اور حاضرین کے تھا تو ایک مقام میں سلام اور اطعام

فقال ای المسلمین خیر قال من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ

یعنے کھانا کھلانے کی زیادہ ضرورت معلوم ہوئی آپنے اوسی کو بیان فرمایا اور ایک موقع مین ایذا دہی سے
روکنے کی ضرورت معلوم ہوئی تو اوسی کو بیان کیا اور یہ جو فرمایا مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ سے دوسرے
مسلمان بچے رہین اسکا مطلب یہ ہے کہ کامل مسلمان وہی ہے جسمین یہ صفت ہو اور یہ غرض نہین کہ جس مین یہ صفت
نہ ہو وہ مسلمان ہی نہین ہے اور ان حدیثون مین بہت سی فوائد ہین ایک تو یہ کہ کھانا کھلانا اور سخاوت کرنا اور
مسلمانون کو فائدہ پہونچانا دین کا بہت ضروری کام ہے دوسرے یہ کہ مسلمانون کو ایذا دینے سے بچنا چاہیے خواہ
زبان سے ایذا ہو یا کسی فعل سے کسی کی توہین یا حقارت کرنا چاہیے تیسری ترغیب ہے اسمین مسلمانون کو یک
دلی اور اتفاق کی اور باہم محبت اور دوستی اور الفت رکھنے کی قاضی عیاض نے کہا باہم الفت رکھنا اور
اتفاق کرنا دین کے فرضون مین سے ایک فرض ہے اور بڑا رکن ہے شریعت کا اور اسی سے انتظام ہے اسلام کا
چوتھی حکم ہے سلام کا ہر مسلمان پر خواہ اوس سے پہچان ہو یا نہ ہو اور مراد ہر شخص سے ہر مسلمان ہی تو عام خاص
کیا گیا ہے اور کافر کا سلام کرنا ضرور نہین پانچوین ہدایت ہے اخلاص عمل کیواسطے اللہ تعالی کی چھٹی ارشاد
ہے تواضع اور انکسار کیطرف جو شعار ہے اسلام کا **باب** بیان خصال من اتصف بھن وجد حلاوۃ الایمان
بیان اون خصلتون کا جن سے ایمان کا مزہ ملتا ہے **عن** انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال ثلاث من کن فیہ وجد بھن حلاوۃ الایمان من کان اللہ ورسولہ احب الیہ
مما سواھما وان یحب المرء لا یحبہ الا للہ وان یکرہ ان یعود فی الکفر بعد ان
انقذہ اللہ منہ کما یکرہ ان یقذف فی النار **ترجمہ** انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا تین باتین جسمین ہونگی وہ انکی وجہ سے ایمان کی مٹھاس اور حلاوت پاویگا ایک تو یہ کہ اللہ اور اوس کے
رسول سے دوسرے سب لوگون سے زیادہ محبت رکھے دوسری یہ دوستی رکھے کسی آدمی سے صرف خدا کے واسطے
(یعنی دنیا کی کوئی غرض نہ ہو نہ اوس سے ڈر ہو) تیسری یہ کفر کو پھر اختیار کرنا بعد اس کے کہ خدا نے اوسکو نجات
دی اوس سے اتنا برا جانے جیسے انگار مین پڑنا **ف** نووی نے کہا یہ حدیث بہت بڑی ہے اور ایک اصل ہے اسلام
کی اصول مین سے علمانے کہا ہے حلاوۃ ایمان کے معنی یہ ہین کہ عبادت مین اور تکلیف اوٹھانے مین خدا اور
رسول کی رضامندی کے لیے لذت اور مزہ پیدا ہو اور دنیا کے فوائد اور منافع پر خدا اور رسول کی رضامندی
کو مقدم رکھے اور خدا کی محبت یہ ہے کہ اوسکا حکم مانے اور اوسکی مخالفت کو ترک کرے ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی محبت ہے قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث اوسی مطلب کی ہے جیسے اوپر گذری ایک حدیث کہ ایمان

وجد حلاوۃ الایمان

کا مزہ چکھا اوس نے جو خدا کی خدائی کے ساتھہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کے ساتھہ اور اسلام کے دین کے ساتھہ راضی ہوا اس لیے کہ خدا اور رسول کی محبت اسی طرح خالص خدا کے لیے دوسرے مسلمان سے محبت اسی طرح کفر کو پھر اختیار کرنے کی نفرت نہین ہوگی مگر اُس شخص کو جسکا ایمان اور یقین زور دار ہے اور اوسکی دل کو اطمینان ہے اور اوسکا سینہ کشادہ ہے اور ایمان اوسکے گوشت اور خون مین اثر کر گیا ہے یہی وہ شخص ہے کہ جس نے ایمان کی مٹھاس پائی اور خدا کے لیے کسی سے محبت رکھنا پہل ہے خدا کی محبت کا اور بعضون نے کہا خدا کی محبت یہ ہے کہ اپنے دل کو موافق کر دیوے خدا کی مرضی کے تو جو خدا کو پسند ہو وہی اُسکو پسند ہوا اور جو خدا کو ناپسند ہے وہی اُسکو ناپسند ہو اور اس باب مین متکلمین کی عبارتین مختلف ہین لیکن مطلب ایک ہی ہے اور حاصل یہ ہے کہ محبت ایک میل اور خواہش ہے پھر یہ میل کبھی تو اون چیزون کیطرف ہوتا ہے جو بالطبع انسان کو مرغوب ہین جیسے خوبصورتی خوش آوازی کھانیکا ذائقہ اور کبھی اُن چیزون کیطرف جن کا حسن عقل سے معلوم ہوا ہے جیسے محبت صالحین اور علماء اور اہل فضل کی اور کبھی یہ میل اسوجہ سے ہوتا ہے کہ کسنے اُسپر احسان کیا ہو یا مصیبت سے بچایا ہو اور یہ سب باتین ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مین موجود ہین کیونکہ تمام کمالات ظاہری اور باطنی آپ مین جمع تھے اور تمام فضائل اور محاسن اخلاق آپ مین موجود تھے اور آپکا احسان اور فیض تو اتنا عام ہے کہ سب مسلمانون کی گردن پر ہے اونکو ہمیشہ ہمیشہ کا آرام دلوایا جہنم کے عذاب سے بچایا پھر خداوند کریم کا احسان تو سب سے زیادہ ہے کیونکہ اُسی نے حضرت کو پیدا کیا پیغمبر بنا کر ہمارے پاس بھیجا پس درحقیقت اصل الاصول محبت ہے اللہ جل جلالہ کی اور محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور اہل بیت اور صالحین اور اولیاء اللہ اور ائمہ دین کی راجع ہے اللہ کی محبت کیطرف تو اللہ کی محبت بالذات ہے باقی سب کی بالعرض یعنی خدا کی محبت کے ذیل مین جو کوئی سوا خدا کے کسی اور شی سے بالذات محبت رکھے وہ اہل اللہ کے نزدیک مشرک ہے یُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ یہ صفت ہے مشرکین کی اور مومنون کی یہ صفت ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ (نووی مع زیادہ) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ كَانَ يُحِبُّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ وَمَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ كَانَ أَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَرْجِعَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتین جسمین ہونگی وہ ایمان کا مزہ پاویگا جو شخص دوستی رکھے کسی سے پھر رکھتا ہو دوستی اوس سے مگر خدا کے لیے (خدا کا نیک بندہ سمجھ کر) اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول سے دوستی رکھے دوسرے

اور سب لوگون یا چیزون سے زیادہ اور جو انگار مین ڈالا جانا پسند کرے مگر پہر کفر اختیار کرنا پسند نکرے جب خدا نے
اسکو نجات دی کفر سے **ف** مراد اس سے وہ لوگ ہین جو پہلے کافر یا مشرک تہے پہر خدا نے انکو اسلام سے مشرف فرمایا تو
انکا اسلام انکو جب ہی مزہ دیگا جب وہ کفر کے دین سے اسقدر بیزار ہوون کہ انگار مین گرنا قبول کرین پر کفر قبول نکرین **عن**
اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَجِدُ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ ... قَالَ مَنْ اَنْ یَّرْجِعَ
یَهُوْدِیًّا اَوْ نَصْرَانِیًّا **ترجمہ** دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے مگر اوس مین یہ ہے کہ انگار مین گرنا اوسکو پسند ہو
پر یہودی یا نصرانی ہونا گوارا نہو **باب** وُجُوْبِ مَحَبَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثَرَ مِنَ
الْاَهْلِ وَالْوَلَدِ وَالْوَالِدِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ وَاِطْلَاقِ عَدَمِ الْاِیْمَانِ عَلٰی مَنْ لَّمْ یُحِبَّہٗ هٰذِہِ الْمَحَبَّۃَ
ترجمہ باب اس بات کے بیان مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکہنا بی بی اور اولاد اور ماں باپ
اور سب لوگون سے زیادہ واجب ہے اور جسکو ایسی محبت نہو وہ مومن نہین **عن** اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ وَّفِیْ حَدِیْثِ عَبْدِ الْوَارِثِ الرَّجُلُ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ
اِلَیْہِ مِنْ اَهْلِہٖ وَمَالِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ **ترجمہ** انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کوئی بندہ یا کوئی آدمی مومن نہین ہوتا جب تک اسکو میری محبت گہر والون اور مال اور سب لوگون سے زیادہ نہو
ف خطابی نے کہا مراد وہ محبت نہین ہے جو طبعی ہوتی ہے اور غیر اختیاری بلکہ مقصود محبت اختیاری ہے
تو مطلب یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپکے ارشاد کی تعمیل دنیا کی سب چیزون پر مقدم رکہے
ماں باپ بی بی اولاد دوست آشنا یہ سب اگر ناراض ہو جاوین تو قبول کرے پر خدا اور اسکے رسول کی نافرمانی ہرگز
اختیار نکرے یہی محبت صادقہ ہے جسپر مدار ہے ایمان کا ابن بطال اور قاضی عیاض نے کہا محبت تین قسم کی ہوتی
ہے ایک تو محبت بزرگی کی وجہ سے جیسے بیٹے کو باپ سے ہوتی ہے اور شاگرد کو استاد سے دوسری محبت شفقت اور پیار
کی جیسے باپ کو یا ماں کو اولاد سے ہوتی ہے تیسرے محبت ہم شکل اور ہم خیال ہونیکی جیسے دوست آشناؤن سے ہوتی ہے
تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام محبتون کو اپنی محبت مین جمع کر دیا ہے ابن بطال نے کہا حدیث کا مطلب یہ ہے
کہ جس شخص کا ایمان کامل ہو وہ اس بات کو یقین کرے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق اوسپر زیادہ ہے اسکے باپ
اور بیٹے کے حق سے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے ہمکو جہنم سے نجات ملی ہے اور ہم نے گمراہی سے نکلکر
ہدایت پائی ہے قاضی عیاض نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مین سے یہ بات بہی ہے کہ آپکی سنت کی مدد
کرنا اور آپ کی شریعت پر جو اعتراض کرے اوسکا جواب دینا اور آپ سے ملنے کی آرزو کرنا اگرچہ جان اور مال سے تصدق

ہوجاوے اور جب یہ بات معلوم ہوئی تو ثابت ہوئی یہ بات کہ ایمان کی حقیقت پوری نہیں ہوتی بغیر اس محبت کے
اور ایمان صحیح نہیں ہوتا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر اور منزلت ماں باپ بزرگ محسن سب سے زیادہ دلمیں
نہو اور جس کا یہ اعتقاد نہو وہ مومن نہیں ہے (نووی) **عن** انس بن مالك قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ و
الناس اجمعین **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے مومن
نہیں ہوتا جب تک اوسکو میری محبت اولاد اور ماں باپ اور سب لوگوں سے زیادہ نہو **باب** الدلیل
علی ان من خصال الایمان ان یحب لاخیہ المسلم ما یحب لنفسہ من الخیر ایمان کی خصلت یہ
ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کے لیے بھی وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے یعنے بھلائی **عن** انس بن مالك
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ او قال لجارہ
ما یحب لنفسہ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے
مومن نہیں ہوتا جب تک وہ نہ چاہے اپنے بھائی یا ہمسایہ کے لیے جو چاہتا ہے اپنے لیے **ف** علما نے کہا
مراد یہ ہے کہ مومن کامل نہیں ہوتا اور نہ اصل ایمان تو بغیر اس صفت کے بھی حاصل ہوتا ہے اور مطلب یہ ہے کہ
اپنے بھائی مسلمان کے لیے بھی عبادات اور نیکیاں اور دنیا کی مباح چیزیں جو اپنے لیے چاہتا ہے چاہے
نسائی کی روایت میں ہے بھلائی اور خوبی۔ ابن الصلاح نے کہا بعضوں نے اس صفت حاصل کرنیکو دشوار اور
محال سمجھا ہے حالانکہ یہ بات صحیح نہیں کیونکہ مراد یہ ہے تم میں سے کسی کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے بھائی
مسلمان کے لیے وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے یعنے اوس کے لیے بھی نعمتوں کا حاصل ہونا اچھا جانے اگر خود کا
کوئی نقصان نہو اور یہ امر بہت آسان ہے قلب سلیم پر یعنے جسکا دل صاف ہو البتہ جس کے دلمیں کینہ اور حسد بھرا ہوا
ہو اوس پر بہت دشوار ہے خدا بچاوے ہمکو اور ہمارے بھائیوں کو ایسے خراب دل سے (نووی) حاصل یہ ہے کہ جب کسی
بھائی مسلمان کی بھلائی ہوتی ہو اور اپنا اوسمیں کچھ ضرر نہو تو اوس پر خوش ہونا چاہیے اور ہمیشہ عام خیرخواہی
اور عام ہمدردی میں شریک رہنا چاہیے **عن** انس بن مالك عن النبی صلی اللہ علیہ و
سلم قال والذی نفسی بیدہ لا یؤمن عبد حتی یحب لجارہ او قال لاخیہ ما یحب لنفسہ
ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اوس کی جسکے ہاتھ میں میری جان
ہے کوئی آدمی مومن نہیں ہوتا جبتک کہ اپنے ہمسایہ یا بھائی کے لیے وہی نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے

باب بَیَانِ تَحْرِیْمِ اِیْذَاءِ الْجَارِ ہمسایہ کو ایذا دینا حرام ہے **عن** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ لَا یَاْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں نہ جاویگا وہ شخص جسکا ہمسایہ اوسکے مکر و فساد سے محفوظ نہیں ہے **ف** یعنی اوسکی بدی اور ظلم سے اوسکو امن نہ ہو اور وہ ہمیشہ ڈرتا ہو کہ کہیں مجھکو صدمہ نہ پہونچے اُس کیطرف سے علماء نے کہا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو ہمسایہ کو ستانا درست سمجھے حالانکہ وہ جانتا ہو کہ یہ فعل حرام ہے تو وہ کافر ہے کبھی جنت میں نہ جاویگا یا یہ غرض ہے کہ اُسکو جنت میں جانا جنت کہاتی ہی نصیب نہ ہوگا بلکہ روکا جاوے گا یہانتک کہ عذاب ہو اس گناہ پر یا معاف کیا جاوے اور ضرورت ان تاویلوں کی یہ ہے جو اوپر گزرا کہ اہل حق کا مذہب یہی ہے کہ جو شخص توحید پر مرے اگرچہ کبیرے گناہ کرتا ہو وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیگا بلکہ چند روزہ عذاب دیا جاوے گا۔ یا معاف کیا جاویگا پر جنت میں جاویگا۔ بہرحال ہمسایہ کو رنج دینا اور ناحق اسکو ستانا ایسا حرام ہے کہ بہشت سے محروم رکھتا ہے **باب** الْحَثِّ عَلٰی اِکْرَامِ الْجَارِ وَالضَّیْفِ وَلُزُوْمِ الصَّمْتِ اِلَّا عَنِ الْخَیْرِ وَکَوْنِ ذٰلِکَ کُلِّہٖ مِنَ الْاِیْمَانِ ہمسایہ اور مہمان کی خاطرداری کی ترغیب اور چپ رہنے کی فضیلت اور یہ باتیں ایمان میں داخل ہونا **عن** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ جَارَہٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یقین رکھتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن (قیامت پر) اوسکو چاہیے یا تو اچھی بات کرے یا چپ رہے **ف** سبحان اللہ کیا عمدہ نصیحت ہے نووی نے کہا غرض یہ ہے کہ جب بات کرنیکا ارادہ کرے تو سوچ لیوے کہ جو بات کہنا چاہتا ہے وہ بہتر ہے ثواب کی بات واجب ہو یا مستحب اوسوقت کہے اور اگر معلوم ہو کہ اس بات کا کہنا کچھ ثواب نہیں تو چپ ہو رہے بہر چاہیے وہ بات حرام ہو یا مکروہ ہو یا مباح ہو جس میں نہ ثواب ہو نہ عذاب ہر حال میں خاموشی بہتر ہے تو مباح بات کا بھی نہ کہنا بہتر اور اولی ہے کیونکہ مباح باتیں لیجاتی ہیں انسان کو حرام اور مکروہ کیطرف اور ایسا اتفاق اکثر ہوتا ہے اللہ جل جلالہ نے فرمایا مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ یعنی جو بات انسان مونہہ سے نکالتا ہے اوسکے پاس ایک شخص ہے جو راہ دیکھتا ہے طیار ہے (اوسکے لکھنے کو) اور اختلاف کیا ہے سلف اور خلف نے اس مسئلے میں کہ انسان کے سب قسم کی باتیں اگرچہ مباح ہوں لکھی جاتی ہیں یا صرف وہی باتیں جنمیں عذاب یا ثواب ہو ابن عباس کا یہ

قول ہے کہ صرف وہی باتین لکھی جاتی ہین جنکا بدلہ ملیگا ثواب یا عذاب اس صورت مین آیت کو خاص کرنا پڑیگا اور شرع نے ترغیب وہی ہے اس طرف کہ مباح باتین بہت کرنا اچھا نہین کیونکہ انسان اکثر بہت باتین کرنے سے گو مباح ہون حرام یا مکروہ باتون مین مبتلا ہوجاتا ہے امام شافعی نے اس حدیث کا یہ مطلب کیا ہو کہ انسان کو بات کرنے سے پہلے فکر کرنا چاہیے پھر اگر اوسکو یہ امر متحقق ہو کہ اُس بات سے کچھ نقصان نہین تو اُس بات کو کہے اور اگر یہ امر متحقق ہو کہ اوس سے ضرر ہوگا یا شک ہو ضرر اور عدم ضرر مین تو چپ رہے امام ابن ابی زید مالکی نے کہا تمام آداب اور اخلاق حسنہ چار حدیثون سے نکلتی ہین ایک تو یہی حدیث دوسری وہ حدیث کہ آدمی کا اچھا اسلام یہ ہو کہ چھوڑ دے اُس بات کو جو کام نہ آوے (یعنی بیکار اور لغو سے پرہیز کرے) تیسری حدیث لاتغضب یعنی غصہ مت کر چوتھی وہ حدیث جو اوپر گذری کہ انسان کو چاہیے اپنے بھائی کے لیے وہی چاہے جو اپنے لیے خاص چاہتا ہے اور استاذ ابو القاسم قشیری رحمہ نے فرمایا کہ چپ رہنا موقع پر صفت ہے مردون کی جیسے بولنا موقع پر نہایت عمدہ خصلت ہے اور مین نے سنا ابو علی دقاق سے وہ کہتے تھے جو شخص چپ ہو رہے حق بات سے (یعنی جہان موقع ہو حق بات بیان کرنیکا) وہ گونگا شیطان ہے لیکن اہل مجاہدہ اور ریاضت نے جو سکوت اختیار کیا ہے وہ اس لیے کہ باتین کرنے مین طرح طرح کی آفتین ہین اور اسمین نفس کو حظ ہوتا ہے وہ اپنی تعریف کرتا ہے اور کبھی اپنی فصاحت اور شیرین بیانی لوگون پر ظاہر کرنا چاہتا ہے اور یہ سکوت اور خاموشی ایک بڑا رکن ہے تہذیب اخلاق کا فضیل بن عیاض نے کہا جو شخص بات کو اپنے اعمال مین سے ایک عمل سمجھیگا وہ بے فائدہ بات کم کریگا اور ذوالنون مصری نے کہا سب سے زیادہ اپنے نفس کی حفاظت کرنیوالا وہ شخص ہے جو اپنی زبان کو زیادہ روکے **ت** اور جو شخص ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن پر اوسکو چاہیے کہ خاطر داری کرے اپنے ہمسائے کی اور جو شخص ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن پر اوسکو چاہیے کہ خاطر داری کرے اپنے مہمان کی **ف** قاضی عیاض نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جو شخص شریعت اسلام پر چلنا چاہے اوسکو ہمسائے اور مہمان کے ساتھ سلوک کرنا ضرور ہے اور اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین ہمسائے کے ساتھ سلوک کرنیکا حکم کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ جبرئیل علیہ السلام مجھکو وصیت کرتے تھے ہمسائے کے ساتھ سلوک کرنیکے لیے یہانتک کہ مین سمجھا جبرئیل اوسکو ترکہ بھی دلادینگے اسیطرح مہمانداری کرنا بھی اسلام کا طریقہ ہے اور خصلت ہے پیغمبرون اور صالحون کی اور لیث نے کہا کہ ایک رات مہمانداری کرنا واجب ہے اور دلیل اوکی وہ حدیث ہے کہ ایک رات مہمانی کرنا حق ہے واجب ہے ہر مسلمان پر اور عقبہ کی حدیث کہ جب تم اترو

کسی قوم پر پہر وہ دیوین تمکو کچہ بطور مہمانی کے تو قبول کرلو اوسکو اور جو نہ دیوین تو لو اون سی مہمانی کا حق اور اکثر فقہا اس بات پر ہین کہ مہمانی کرنا اخلاق مین داخل ہے پر واجب نہین اور دلیل اونکی وہ حدیث ہی کہ جائزہ ضیافت کا ایک رات ہی اور جائزہ کہتے ہین عطا اور صلہ اور احسان کو اور یہ اختیاری ہوتے ہین نہ وجوبی اور یہی حضرت نے فرمایا چاہیے کہ احسان کرے اور سلوک کرے اس سے بہی یہ بات نکلتی ہے کہ مہمانی واجب نہین کیونکہ ایسے الفاظ کا استعمال واجب مین نہین ہوتا دوسرے یہ کہ مہمان اور ہمسایہ کو ایک ساتہہ بیان کیا حالانکہ ہمسایہ کے ساتہہ سلوک واجب نہین اور اگلی حدیثون کی یہ تاویل کی ہے کہ وہ اوائل اسلام کی حدیثین ہین جب دلداری اور خاطر داری واجب تہی پہر اختلاف کیا ہے علما نے کہ مہمانداری بستی والون پر اور جنگل والون پر دونون پر واجب ہی یا صرف جنگل مین رہنے والون پر تو شافعی اور محمد بن حکم کا قول یہ ہی کہ دونون پر واجب ہی اور مالک اور سحنون نے کہا کہ صرف جنگل والون پر واجب ہے اس لیے کہ بستی یا شہر مین مسافر ٹھہرنے کی جگہ پا جاتا ہے سرا وغیرہ مین اور کہانے پینے کی چیزین بہی سب بازار مین ملتی ہین اور ایک حدیث بہی آئی ہے کہ ضیافت جنگل کے رہنے والون پر ہے نہ بستی والون پر لیکن یہ حدیث اہل معرفہ کے نزدیک موضوع ہے (نووی) **عن** اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یُؤْذِی جَارَہٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَسْکُتْ **ترجمہ** ابوہریرہ سی روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یقین رکہتا ہو اللہ پر اور پچہلے دن پر وہ نہ ستاوی اپنے ہمسایہ کو اور جو شخص یقین رکہتا ہو اللہ پر اور پچہلے دن پر وہ خاطر داری کرے اپنے مہمان کی اور جو شخص یقین رکہتا ہو اللہ پر اور پچہلے دن پر وہ اچہی بات کہے یا چپ رہے **عن** اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ اَبِی حَصِیْنٍ غَیْرَ اَنَّہٗ قَالَ فَلْیُحْسِنْ اِلٰی جَارِہٖ **ترجمہ** ابوہریرہ سی دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے مگر اسمین یہ ہی کہ احسان کرے اپنے ہمسایہ کے ساتہہ **عن** اَبِی شُرَیْحٍ الْخُزَاعِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُحْسِنْ اِلٰی جَارِہٖ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَسْکُتْ **ترجمہ** ابو شریح خزاعی (خویلد بن عمرو یا عبد الرحمن یا عمرو بن خویلد یا ہانی بن عمرو یا کعب) سی روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایمان رکہتا ہو اللہ پر اور پچہلی دن پر وہ نیکی کرے اپنی ہمسایہ کے ساتہہ اور جو شخص

باب

ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ احسان کرے مہمان کے ساتھ اور جو شخص ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ بھی بات کہے (جس میں بھلائی ہو یا ثواب ہو) یا چپ ہو رہے **باب** بَیَانِ کَوْنِ النَّہْیِ عَنِ الْمُنْکَرِ مِنَ الْاِیْمَانِ وَاَنَّ الْاِیْمَانَ یَزِیْدُ وَیَنْقُصُ بری بات سے منع کرنا ایمان میں داخل ہے اور ایمان گھٹتا بڑھتا ہے **عَنْ** طَارِقِ بْنِ شِہَابٍ قَالَ اَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْخُطْبَۃِ یَوْمَ الْعِیْدِ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ مَرْوَانُ فَقَامَ اِلَیْہِ رَجُلٌ فَقَالَ الصَّلٰوۃُ قَبْلَ الْخُطْبَۃِ فَقَالَ قَدْ تُرِکَ مَا ھُنَالِکَ فَقَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ اَمَّا ھٰذَا فَقَدْ قَضٰی مَا عَلَیْہِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ **ترجمہ** طارق بن شہاب سے روایت ہے سب سے پہلے جس نے شروع کیا خطبہ عید کے دن نماز سے پہلے وہ مروان تھا (بیٹا حکم کا جو پہلا خلیفہ ہے خلفاے بنی امیہ میں سے) **ف** قاضی عیاض نے کہا اختلاف ہے اس باب میں بعضوں نے کہا کہ سب سے پہلے خطبہ نماز سے پہلے حضرت عثمان نے پڑھا ہے اور بعضوں نے کہا حضرت عمرؓ نے اور اسکی وجہ یہ تھی کہ لوگ نماز تمام ہوتے ہی چلدیتے تھے اور خطبے کے تمام ہونیکا انتظار نکرتے اور بعضوں نے کہا اسمیں یہ مصلحت تھی کہ دور رہنے والوں کو بھی نماز ملجاوے اور جو لوگ دیر میں آویں اون کو بھی نماز ملے اور بعضوں نے کہا یہ فعل سب سے پہلے معاویہ رضؓ نے کیا اور بعضوں نے کہا عبداللہ بن زبیر نے کیا (پر یہ سب روایتیں ثابت نہیں ہیں) اور جو ثابت ہوا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے وہ یہ ہے کہ پہلے نماز پڑہی عید کی پھر خطبہ شروع کیا اور یہی قول ہے تمام ملکوں کے فقہا کا اور بعضوں نے اسپر اجماع نقل کیا ہے اور یہ اجماع بعد اختلاف کے ہوا یا یہ کہ التفات نہیں کیا گیا بنی امیہ کے اختلاف کیطرف کیونکہ تمام خلفاے راشدین اور صدر اول کا اتفاق ہوچکا تھا اور اسی روایت میں ابوسعیدؓ نے جو کہا کہ اس شخص نے اپنا حق ادا کر دیا سب لوگوں کے سامنے یہ دلیل ہے اس بات کی کہ لوگوں کے نزدیک سنت ثابت ہوچکی تھی برخلاف اسکے جو مروان نے کیا تھا اور یہی ابوسعید نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جو شخص تم میں سے کوئی کام خلاف شرع دیکھے تو اوسکو میٹی اور خلاف شرع وہی کام ہوگا جو سنت کے خلاف ہوگا اور اوسپر عمل نہوا ہوگا زمانہ سابق میں اور یہ دلیل ہے اس امر کی کہ سوا مروان کے اور کسی خلیفہ نے ایسا نہیں کیا تھا اور عثمان اور عمر اور معاویہ سے جو منقول ہے وہ صحیح نہیں ہے (نووی) **ف** اوسوقت ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا نماز پڑھنا چاہیے خطبے سے پہلے مروان نے کہا یہ بات موقوف کر دی گئی **ف** اس مقام

فقال

پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ابو سعید خدری نے خود کیون نہین منع کیا اس برے کام سے یہانتک کہ ایک دوسرا شخص اوٹھا اور اوسنے کہا اوسکا جواب یہ ہی کہ شاید ابو سعید خطبہ شروع ہوتے وقت نہ ہونگے تو اس شخص نے اعتراض کیا پہر ابو سعید آگئے ہون گے اور احتمال ہے کہ ابو سعید پہلے سے موجود ہون لیکن انہون نے خوف کیا ہو ضرر کا اپنے لیے یا کسی اور کے لیے یا فتنے کا تو ساقط ہو گیا اون سے انکار جو واجب تہا اور اس شخص نے خوف نکیا کسی قوت کی وجہ سے یا خوف کیا ہو صرف اپنے نفس پر اور یہ جائز ہے ایسی صورت مین بلکہ مستحب ہے اور احتمال ہے کہ ابو سعید نے انکار کا قصد کیا ہو اتنے مین اس شخص نے جلدی سے کہدیا پہر ابو سعید نے اوسکی تائید کی اور دوسری روایت مین جسکو بخاری اور مسلم دونون نے نکالا باب صلوۃ العیدین مین یہ ہے کہ ابو سعید نے خود مروان کا ہاتھ کہینچا جب اوسکو منبر پر جاتے دیکھا اور پہر مروان اور ابو سعید ساتھ آئے تہے پہر مروان نے ابو سعید کی بات کو نہ مانا تو احتمال ہے کہ یہ موقع دوبار ہوا ہو

ف ابو سعید نے کہا اس شخص نے تو اپنا حق ادا کر دیا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا جو شخص تم مین سے کسی منکر (یعنے خلاف شرع کام) کو دیکہے تو اسکو مٹا دیوے اپنے ہاتھ سے اگر اتنی طاقت نہ ہو تو زبان سے اگر اتنی بہی طاقت نہ ہو تو دل ہی سے سہی (یعنے دلمین اوسکو برا جانے اور اوس سے بیزار ہو) یہ سب سے کم درجہ ہے ایمان کا اگر یہ بھی نہ ہو اور دلمین بہی خلاف شرع کام سے نفرت نہ آوے تو سمجہنا چاہیے کہ ایمان رخصت ہو گیا اور کفر جم گیا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ نووی نے کہا یہ جو حضرت نے فرمایا ہے اور خلاف شرع کام کو مٹا دے اور بگاڑے ہاتھ یا زبان سے یہ امر وجوب کے لیے ہے باجماع امت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واجب ہونے پر دلیل ہے کتاب اور سنت اور اجماع امت سے اور یہ نصیحت مین داخل ہے جو خود دین ہے اور نہین خلاف کیا اسمین کسینے سوا چند رافضیون کے اور اون کے خلاف کا اعتبار نہین امام الحرمین نے بہی کہا کہ اون کے خلاف کا اس مسئلہ مین اعتبار نکرنا چاہیے اس لیے کہ مسلمانون کا اتفاق ہو چکا تہا اسکے وجوب پر رافضیون کے پیدا ہونے سے پہلے اور وجوب اسکا شرع سے ہے نہ عقل سے اور معتزلہ کے نزدیک عقل سے ہے اور یہ جو فرمایا اللہ تعالی نے لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ یعنی ایمان والو تم اپنے تئین سنبہالو تمہین دوسرے کی گمراہ ہونے سے کچہ نقصان نہوگا جب تم ہدایت پاؤگے یہ ہمارے مذہب کے خلاف نہین کیونکہ آیت کے معنے مذہب صحیح پر یہ ہین کہ جب تم اس کام کو جو تم پر واجب ہے بجا لاؤگے تو دوسرون کی تقصیر سے تمکو ضرر نہوگا جیسے دوسری جگہہ فرمایا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى یعنی ایک کا بوجہہ دوسرا نہ اوٹہاوے گا پہر جب کسینے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر دیا تو اوسپر سے مواخذہ جاتا رہا اب گناہ اوسی پر رہیگا جس نے برا کام کیا۔ یہ بہی جاننا چاہیے کہ اچہی بات کا حکم کرنا اور بری بات سے منع کرنا فرض کفایہ ہے اگر بعضون نے کر دیا تو سب کے

قوم سے یہ فرض ادا ہو گیا ورنہ سب گنہگار ہونگے اور بعض مقاموں مین یہ فرض عین ہوتا ہے کسی خاص شخص پر جیسے
اُس مقام مین کوئی نہ ہو سوا اُس کے یا اوسی کے حکم سے وہ کلام مٹتا ہو یا جیسے کوئی اپنی بی بی یا بچے یا غلام کو کوئی برا کام
کرتے یا فرض کو ترک کرتے دیکھے۔ علمانے کہا ہے کہ اگر کسی شخص کو گمان ہو کہ میرے منع کیے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا جب
بھی منع کرنا چاہیے اس لیے کہ نصیحت سے کچھ نہ کچھ فائدہ مسلمانون کو ضرور ہوگا اور اوپر ہم کہہ چکے کہ اس شخص کا کام حکم
کر دینا ہے اچھے کام کا اور منع کر دینا ہے بُرے کام سے اب چاہے وہ مانے یا نمانے منوانا اس کا فرض نہین ہے جیسے
اللہ جل جلالہ نے فرمایا رسول پر کچھ نہین ہے مگر پہونچا دینا۔ علمانے کہا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مین یہ
شرط نہین ہے کہ حکم کرنے والا یا منع کرنے والا خود تمام شریعت کے احکام پر چلتا ہو اور بری باتون سے بچتا ہو بلکہ اگر وہ
خود تقصیر وار ہو جب بھی امر اور نہی کرنا چاہیے کیونکہ یہ دوسرا فرض ہے پہر ایک مین خلل ہونے سے دوسرے کو بھی
ضائع کرنا ضرور نہین اور یہ کام کچھ حاکمون سے خاص نہین ہے بلکہ ہر ایک مسلمان اسکو کرسکتا ہے امام الحرمین نے کہا
دلیل اسپر اجماع ہے مسلمانون کا اس لیے کہ صدر اول مین اور اوس کے قریب کے زمانے مین ادنے ادنے مسلمان خود
حاکمون کو بُری باتون سے منع کرتے اور اچھے کامون کا حکم کرتے حالانکہ اور مسلمان اُنکو اس کام سے نہ روکتے اور اُسپر جبر
نکرتے پھر اگر حکومت شرط ہوتی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے تو البتہ اور مسلمان اُنکو سمجھا دیتے کہ تمہارا
یہ عہدہ نہین ہے۔ یہ بات ضرور ہے کہ جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے وہ خود اُس مسئلے کو جانتا ہو اگر وہ بات
مشہور واجبات یا محرمات سے ہو جیسے نماز روزہ زنا شرب خمر تو ہر ایک مسلمان کو ان باتون کا علم ہے وہ حکم اور منع کرسکتا
ہے اور جو کوئی دقیق مسئلہ ہو تو عوام کو اُسمین مداخلت نہین پہونچتی اور نہ انکو انکار پہونچتا ہے بلکہ یہ منصب
علمار کا ہے پہر علمار کو بھی اُسی کام کا انکار کرنا یا حکم کرنا چاہیے جو اجماعی ہو اور جو کام اختلافی ہو اُسمین کسی فریق کو دوسرے
فریق سے جھگڑا کرنا درست نہین اسلیے کہ ہر مجتہد مصیب ہے بعضون کے نزدیک اور یہی مختار ہے اور بعضون کے نزدیک
ایک مصیب ہے اور باقی مخطی لیکن مخطی معین نہین ہو سکتا اور جو معین بھی ہو تو اُسپر گناہ نہین بوجہ خطاے اجتہادی کے پر اگر
نصیحت کے طور پر اوسکو نرمی سے سمجھاوے تو وہ بہتر ہے اسلیے کہ علمار کا اتفاق ہے اس بات پر کہ اختلاف سے نکل جانا
چاہیے جہتی المقدور جب کسی سنت مین خلل نہ آوے یا اور کسی دوسرے اختلاف مین نہ پڑجاوے قاضی القضاۃ
ابو الحسن ماوردی بصری شافعی نے اپنی کتاب احکام سلطانیہ مین لکھا ہے کہ علمار کا اختلاف ہے اس مسئلہ مین کہ
اگر بادشاہ کسی کو محتسب بناوے اور وہ مجتہد ہو تو وہ لوگون کو اپنے مذہب کیطرف لا سکتا ہے اختلافی مسائل مین یا
نہین لیکن صحیح یہی ہے کہ محتسب نہین لا سکتا اور ہر شخص کو اختیار ہے کہ فقہا کے اختلافی مسائل مین جس فقیہ کا چاہے

مذہب اختیار کرے) اور ہمیشہ فروعات مین صحابہ اور تابعین اور جو ہین بعدہم کا اختلاف رہا تو نہ محتسب پر کوئی انکار کرے
نہ محتسب دوسرے پر نہ اور کوئی دوسرے پر اصطلاح علما نے کہا ہے کہ مفتی اور قاضی کو نہیں پہونچتا کہ اپنے مخالف پر
اعتراض کرے جب وہ نص یا اجماع یا قیاس جلی کی مخالفت نہ کرے اور جان تو کہ یہ باب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
کا بہت ضائع ہوگیا مدت دراز سے اور اس زمانے مین جو کچھ باقی ہے وہ نہایت کم ہے حالانکہ یہ ایک بڑا باب تھا جس پر
مدار تھا دین کا اور جب برائیان بہت پھیلین گی تو عذاب الٰہی عام ہوگا نیک اور بد پر اور جب لوگ ظالم کو ظلم سے
نہ روکین گے تو خدا تعالیٰ سبکو عذاب مین مبتلا کریگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ
الآیۃ یعنی بچین وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہین اللہ کے حکم سے یہ کہ پہونچیگا انکو ایک فتنہ یا دکھ کا عذاب تو جو شخص آخرت کا
طالب ہو اور اللہ جل جلالہ کی رضامندی حاصل کرنا چاہتا ہو اوسکو چاہیے کہ اس باب کا خیال رکھے یعنے امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر کا اس لیے کہ فائدہ اسکا بڑا ہے خاص کر اوس حالت مین جب وہ موقوف ہو گیا ہے اور اپنی نیت
خالص رکھے اور جس شخص کو حکم کرے یا منع اوس سے خوف نکرے اس خیال سے کہ وہ بڑا آدمی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا البتہ خدا مدد کرے گا اوسکی جس نے خدا کی مدد کی اور فرمایا جو شخص بھروسا کرے اللہ پر اوسکو سیدھی راہ ملی
اور فرمایا جن لوگون نے کوشش کی ہماری راہ مین ہم انکو اپنی راہ بتلاوینگے اور فرمایا لوگ خیال کرتے ہین کہ
وہ چھوڑ دیے جاوینگے اتنی بات پر کہ ہم ایمان لائے اور انکی آزمایش نہ ہوگی اور ان سے پہلے جو لوگ گذر گئے اونکو بھی ہم نے
آزمایا تو البتہ اللہ تعالیٰ جانیگا ان لوگونکو جو سچے ہین اور ان لوگونکو جو جھوٹے ہین اور یہ بات خیال کر لینا چاہیے کہ ہمیشہ ثواب اوتنا ہی زیادہ ملتا ہے
جتنی تکلیف زیادہ ہو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے خوف سے ترک نکرنا چاہیے ویسے ہی دوستی اور محبت کی وجہ سے بھی ترک نہ کرنا چاہیے اور
اپنی سرخروئی اور مرتبہ بڑھانیکے لیے بھی نہین اسلیے کہ دوستی اور محبت سے تو اوسکا حق ہوگیا اور دوست کا حق یہ ہے کہ اوسکو نصیحت کرے
اور آخرت کی بھلائی بتلا دے اور مضر اور مہلک باتون سے بچا دے اور دوست اور خیرخواہ آدمی کا وہی ہے جو اوسکے
آخرت کی بھلائی مین کوشش کرے اگرچہ دنیا مین اوس کی وجہ سے نقصان واقع ہو اور دشمن وہ ہے جو اوسکی آخرت
کو تباہ کرے اگرچہ دنیا کا فائدہ اوس سے حاصل ہو اور شیطان جو ہم لوگون کا دشمن گنا جاتا ہے وہ اسی وجہ سے اور پیغمبر
جو مومنون کے دوست سمجھے جاتے ہین وہ اسی سبب سے کہ وہ کوشش کرتے ہین اونکی آخرت کو درست کرنے مین یا اللہ
تو ہمکو اور ہمارے دوستون کو اور سب مسلمانون کو توفیق دے کہ وہ تیری خوشی حاصل کرنے مین کوشش کرین اور
اپنی رحمت اور عنایت ہم سب پر عام کردے اور جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے اوسکو چاہیے کہ نرمی
کرے تاکہ لوگ جلدی اوسپر عمل کرین امام شافعی رحمہ نے فرمایا جس شخص نے اپنے بھائی کو پوشیدہ نصیحت کی اوس نے

اوسکو درست کیا اور آراستہ کیا اور جسنے کہلم کہلا فضیحت کی اوسنے اپنے بہائی کو رسوا کیا اور اس باب مین ایک
کام وہ ہے جسمین اکثر لوگ سستی کرتے ہین وہ یہ ہے کہ ایک آدمی کو دیکہتے ہین عیبدار چیز بیچتے ہوئے پہر اوسکو منع نہین کرتے
اور خریدار کو آگاہ نہین کرتے اوس عیب سے اور یہ ایک بڑی خطا ہے اور علما نے صاف تصریح کردی ہے کہ جو شخص اس امر کو
جانتا ہے کہ اوس چیز مین یہ عیب ہے اوس پر واجب ہے کہ بیچنے والے کو منع کرے اور خریدار کو اوس عیب سے آگاہ کردے
لیکن طریقہ منع کرنیکا تو وہ خود حضرت نے بتادیا کہ اوسکو یعنی برے کام کو ہاتہہ سے بگاڑے اگر یہ نہو سکے تو زبان سے
اگر یہ نہو سکے تو دل سے دل سے بگاڑنے کا مطلب یہ ہے کہ اوسکو برا جانے اور اگرچہ برا جاننا اوسکا بگاڑنا نہین ہوسکتا مگر
کیا کرنا چاہیے کہ اوسکا اختیار اسیقدر ہے اور یہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ کم درجہ ایمان کا یہ ہے یعنی یہ ایک ادنی ثمرہ ہے ایمان
کا کہ دل سے برے کام کو برا جانے اور اوس سے نفرت کرے قاضی عیاض نے کہا کہ یہ حدیث اصل ہے بری کام کے بگاڑنے
مین تو بگاڑنیوالے پر واجب ہے کہ جس طرح سے ہوسکے بگاڑے قول سے یا فعل سے تو جو حرام کام کے آلات اور اسباب ہون
انکو ہاتہہ سے توڑے اور شراب اور مسکرات کو بہا دیوے یا دوسرے سے کہے وہ بہا دے اور زبردستی سے چہینی ہوئی چیز چہین
کر خود اوسکے مالک کو واپس کر دیوے یا دوسرے کو حکم کرے اور چاہیے کہ بگاڑنے مین نرمی کرے جاہل پر اور اوس ظالم پر جسکے
شر کا خوف ہو مگر یہ جب ہے کہ اوسکو اپنی بات چلنے کا خیال ہو جیسے مستحب ہے یہ بات کہ بگاڑنیوالا خود صالح اور صاحب فضیلت
ہو اور جو شخص انتہا درجے پر گمراہ ہو یا اپنے کام مین اصرار کرتا ہو اوسپر سختی بہی کرے جب یہ بات معلوم ہو کہ اوسکی سختی
سے فائدہ ہوگا اور خوف نہو دوسرے مفسدے کا اگر اوسکو گمان غالب ہو کہ ہاتہہ سے بگاڑنے مین اور کوئی بڑا مفسدہ
پیدا ہوگا جیسے کسیکا خون ہوگا خود بگاڑنیوالے کا یا اور کسی کا تو باز رہے اور صرف زبان سے نصیحت کرے اور ڈراوے
خدا کے عذاب سے اور اگر گمان غالب ہو کہ زبان سے کہنے مین بہی اسی قسم کا شر ہوگا تو صرف دل سے اوسکو برا سمجہکر
چپ ہو رہے اور یہی مقصود ہے حدیث سے اگر خدا نے چاہا اور جو اوسکو کوئی مددگار ملے تو اوس سے مدد لیوے پر ہتہیار نہ
اوٹہاوے اور لڑائی شروع نکرے اور چاہیے کہ اطلاع کرے اوسکی حاکم کو اگر یہ کام سوا حاکم کے اور کوئی کرتا ہو یا
صرف دل سے اوسکو برا سمجہے یہی مسئلہ ہے اور یہی ثواب ہے محققین علما کے نزدیک اور بعضوں نے کہا کہ ہر حال مین زبان سے
کہدیوے پہر اگر قتل کیا جاوے یا ایذا دیا جاوے تو صبر کرے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا امام الحرمین نے کہا رعیت
مین سے ہر شخص کو یہ بات پہونچتی ہے کہ کبیرہ گناہ کرنیوالے کو روکے اوس گناہ سے پر لڑائی شروع نکرے اور ہتہیار نہ
اوٹہاوے اگر وہ نہ مانے تو بادشاہ وقت کو اطلاع کرے پہر اگر بادشاہ بہی ظلم پر مستعد ہو اور شریعت کی مخالفت سے
باز نہ آوے اور سمجہانے سے نہ سمجہے تو سب مسلمان جو صاحب الرای ہون ملکر اوس بادشاہ کو تخت سے اوتار دین اگرچہ

اسمین ہتھیار اوٹھانیکی ضرورت پڑی اور خون ریزی اور لڑائی ہو یہ کلام ہے امام الحرمین کا اور اتارنا بادشاہ کا عجیب
ہے اور محمول ہے اُس صورت پر جب بادشاہ کے اوتارنے سے وہ ہر کسی فساد کا ڈر مفقود ہو اُس سے بھی بڑا ہو اور امر بالمعروف
کرنیوالے کو تجسس اور خانہ تلاشی کا اختیار نہین بلکہ جب وہ کوئی بری بات دیکھے تو اُسکو بگاڑے یہ کلام ہے امام الحرمین کا
اور قاضی القضاۃ ماوردی نے کہا محتسب کو بحث کرنا نہین چاہیے اون گناہون سے جو ظاہر نہ ہون پھر اگر گمان
غالب ہو کہ بعضے لوگ ایسے کامون کو پوشیدہ کیا کرتے ہین تو اسمین دو قسمین ہین ایک قسم تو یہ جسکا تدارک بعد
وقوع کے دشوار ہو جیسے کوئی شخص محتسب کو خبر کرے کہ فلان شخص فلان عورت کے ساتھ تنہائی مین زنا کرنا چاہتا
ہے یا فلان کو قتل کرنا چاہتا ہے تو فوراً محتسب کو تجسس کرنا چاہیے اور اوس واقعے کا بندوبست کرنا چاہیے اسی
طرح اگر محتسب کے سوا اور لوگون کو خبر ہو انکو بھی بندوبست کرنا چاہیے دوسری قسم وہ جو اس سے کم ہے اسمین تجسس اور
کھوج جائز نہین جیسے کسی مکان سے باجے بجانیکی آواز آوے تو باہر سے پکار کر منع کردے اور گھر کے اندر + نہ گھسے اور
ماوردی نے احکام سلطانیہ کے آخر مین ایک عمدہ باب احتساب کے باب مین لکھا ہے جو مشتمل ہے امر بالمعروف اور نہی
عن المنکر کے قاعدون پر اور ہم نے اس مقام مین اوسکے مطالب بیان کردیے اور کلام کو طول دیا اس لیے کہ مفید ہے
اور یہ باب اسلام کا ایک بڑا باب ہے اور اسکی بہت حاجت پڑتی ہے (نووی) **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ
وَعَنْ قَیْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ فِیْ قِصَّةِ مَرْوَانَ وَحَدِیْثِ
اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ شُعْبَةَ وَسُفْیَانَ **ترجمہ** ابو سعید سے
دوسری روایت بھی ایسی ہے **ف** سراج الوہاج مین ہے کہ مسلمانون نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ امر
بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے اور کہا ہے کہ یہ دونون دین کے بڑے ستون ہین اور یہ واجب ہین ہر مسلمان پر
قول الجمیل مین ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ادب یہ ہے کہ نرمی اور ملائمت کے ساتھ ہو اور سختی اور شدت
بادشاہون کو زیبا ہے اللہ تعالی نے فرمایا وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ بحث کرو ان سے اچھی طور سے وضو اور
نماز مین امر بالمعروف کا یہ طریقہ ہے مثلاً کسیکو دیکھے وہ پاؤن اچھی طرح نہین دہوتا تو یہ حدیث سناوے خرابی ہے کونچون
کی جہنم کے عذاب سے یا نماز اچھی طرح نہین پڑھتا تو یہ حدیث سناوے پھر نماز پڑھ کیونکہ تو نے نہین پڑھی اور لباس اور کلام
وغیرہ مین اسیطرح سے اللہ تعالی نے فرمایا وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یعنی تم مین ہونا چاہیے کچھ لوگ جو بلاوین نیکی کیطرف حکم کرین اچھی بات
کا اور منع کرین بری بات سے اور وہی لوگ ہین چھٹکارا پانے والے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ نَبِیٍّ بَعَثَہُ اللّٰہُ فِیْ اُمَّۃٍ قَبْلِیْ اِلَّا کَانَ لَہٗ مِنْ اُمَّتِہٖ حَوَارِیُّوْنَ وَاَصْحَابٌ یَاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِہٖ وَیَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِہٖ ثُمَّ اِنَّہَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِہِمْ خُلُوْفٌ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ وَیَفْعَلُوْنَ مَا لَا یُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ جَاہَدَہُمْ بِیَدِہٖ فَہُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاہَدَہُمْ بِلِسَانِہٖ فَہُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاہَدَہُمْ بِقَلْبِہٖ فَہُوَ مُؤْمِنٌ وَلَیْسَ وَرَآءَ ذٰلِکَ مِنَ الْاِیْمَانِ حَبَّۃُ خَرْدَلٍ قَالَ اَبُوْ رَافِعٍ فَحَدَّثْتُہٗ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ فَاَنْکَرَہٗ عَلَیَّ فَقَدِمَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَنَزَلَ بِقَنَاۃٍ فَاسْتَتْبَعَنِیْ اِلَیْہِ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ یَعُوْدُہٗ فَانْطَلَقْتُ مَعَہٗ فَلَمَّا جَلَسْنَا سَاَلْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ عَنْ ہٰذَا الْحَدِیْثِ فَحَدَّثَنِیْہِ کَمَا حَدَّثْتُہُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ صَالِحٌ وَقَدْ تُحُدِّثَ بِنَحْوِ ذٰلِکَ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ

ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی نبی مجھہ سے آگے اللہ تعالی نے ایسا نہیں بھیجا جسکے حواری نہوں اسکی امت میں سے **ف** حواری کے معنی مخلص اور برگزیدہ لوگ جو ہر ایک قسم کے عیب سے پاک ہوں یا مددگار یا جہاد کرنیوالے یا جو مستحق ہوں خلافت کے پیغمبر کے بعد **ت** اور اصحاب جو اسکے طریقہ پر چلتے ہیں اور اسکے حکم کی پیروی کرتے ہیں پھر ان لوگوں کے بعد ایسے نالائق لوگ پیدا ہوتے ہیں جو زبان سے کہتے ہیں اور کرتے نہیں اور کرتے ہیں ان کاموں کو جنکا حکم نہیں پھر جو کوئی ان نالائقوں سے لڑے ہاتھہ سے وہ مومن ہے اور جو کوئی لڑے زبان سے (انکو برا کہے انکی باتوں کا رد کرے) وہ بھی مومن ہے اور جو کوئی ان سے لڑے دل سے (انکو برا جانے) وہ بھی مومن ہے اور اسکے بعد رائی کے دانہ برابر بھی ایمان نہیں (یعنے اگر دل سے بھی برا نجانے تو اس میں ذرہ برابر بھی ایمان نہیں) ابورافع (جنہوں نے روایت کیا حدیث کو ابن مسعود سے اور نام ان کا اسلم یا ابراہیم یا ہرمز یا ثابت یا یزید تھا مولی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) نے کہا میں نے یہ حدیث عبداللہ بن عمر سے بیان کی انہوں نے نہ مانا اور انکار کیا مجھپر اتفاق سے عبداللہ بن مسعود آئے اور قناۃ (ایک وادی کا نام ہے مدینہ کے وادیوں میں سے) **ف** نووی نے کہا قناۃ بفتح قاف ایسا ہی ذکر کیا اوسکو حمیدی نے کتاب الجمع بین الصحیحین میں اور اکثر نسخوں میں بھی یہی ہے اور مسلم کے اکثر روایت کرنیوالوں نے بفناۃ روایت کیا ہے فا سے اور فنا کہتے ہیں اوس میدان کو جو گھر کے سامنے ہوتا ہے ایسا ہی روایت کیا ابوعوانہ اسفرائنی نے قاضی عیاض نے کہا سمرقندی کی روایت قناۃ قاف سے ٹھیک ہے اور جمہور کی روایت بفنا ہے خطا ہے اور تصحیف **ت** میں اترے تو عبداللہ بن عمر مجھے اپنے ساتھہ لے گئے عبداللہ بن مسعود کی عیادت کو میں اون کے ساتھہ گیا جب ہم بیٹھے تو میں نے عبداللہ بن مسعود سے اس حدیث کو پوچھا انہوں نے اسیطرح بیان کیا جیسے میں نے ابن عمر سے بیان کیا

کیا تھا صالح بن کیسان نے کہا اسی طرح یہ حدیث ابو رافع سے روایت کی گئی ہے **ف** یعنی صالح بن کیسان نے کہا
کہ یہ حدیث ابو رافع سے اونہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور اس میں عبد اللہ بن مسعود
کا ذکر نہیں اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اسیطرح باختصار ابو رافع سے اونہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث
کو نقل کیا ہے ابو علی جیانی نے کہا امام احمد بن حنبل نے کہا یہ حدیث محفوظ نہیں ہے اور یہ کلام ابن مسعود کی کلام
سے نہیں ملتا وہ تو یہ روایت کرتے ہیں کہ صبر کرو ایسے وقت میں یہانتک کہ مجھ سے ملو یہ کلام ہے قاضی عیاض کا اور
شیخ ابو عمرو نے کہا کہ اس حدیث کا انکار کیا ہے امام احمد نے اور اسکی اسناد میں حارث بن فضیل انصاری ہے
ابو عبد اللہ مدنی یحییٰ بن معین نے کہا وہ ثقہ ہے اور روایت کیا اوس سے ایک جماعت ثقات نے اور ہم نے اسکا ذکر ضعفا
کی کتابوں میں نہیں پایا علاوہ اسکے حارث متفرد نہیں ہے اس حدیث کے ساتھ بلکہ متابعت کی ہے اوسکی دوسرے نے جیسے صالح
بن کیسان کی کلام سے معلوم ہوتا ہے دارقطنی نے کتاب العلل میں کہا کہ یہ حدیث اور طریقوں سے بھی مروی ہے انہیں
سے ایک روایت ابو واقد لیثی کی ابن مسعود سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ جو ابن مسعود سے مروی
ہے کہ صبر کرو یہانتک کہ ملو مجھ سے تو یہ اوس موقع پر ہے جہاں قتل اور خونریزی اور فتنوں کا ہو اور اس حدیث میں
جو حکم ہے نالائقوں سے جہاد کرنیکا ہاتھ سے اور زبان سے وہ اوس موقع پر ہے جہاں کسی فتنے کے اوٹھ کھڑے ہونے
کا ڈر نہ ہو علاوہ اسکے اس حدیث میں اگلی امتوں کا بیان ہے اور اس امت کا ذکر نہیں ہے تمام ہوا کلام ابو عمرو کا
اور وہی ظاہر ہے اور امام احمد کا قدح اس حدیث میں بہت عجیب ہے (انتہی ما قال النووی) سراج الوہاج میں ہے
کہ اگرچہ اس حدیث میں اس امت کا ذکر نہیں لیکن حضرت نے اشارہ کیا کہ ایسا ہی آپ کی امت میں بھی ہوگا
اس قول سے [illegible] یعنی جو کوئی اون سے جہاد کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ امت شامل ہو اور اعتبار عموم لفظ کا ہوتا
ہے دوسرے یہ کہ مضمون اس حدیث کا دوسری حدیثوں میں بھی منقول ہے آپ نے فرمایا خیر القرون قرنی اخیر حدیث تک —
نووی نے کہا اس حدیث کی اسناد میں چار تابعی ہیں ایک دوسرے سے روایت کرتا ہے صالح اور حارث اور جعفر اور
عبد الرحمن اور اسکی نظائر کا بیان دیباچے میں گذر چکا ہے اور میں نے ایک رسالہ بنایا ہے اسی قسم کے رباعی اسنادوں
میں اون میں ایسے اسناد بھی ہیں جنمیں چار صحابی ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں اور چار تابعی ایک دوسرے
سے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا كَانَ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا
وَقَدْ كَانَ لَهُ حَوَارِيُّوْنَ يَهْتَدُوْنَ بِهَدْيِهِ وَيَسْتَنُّوْنَ بِسُنَّتِهِ مِثْلَ حَدِيْثِ صَالِحٍ وَلَمْ يَذْكُرْ
قُدُوْمَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَاجْتِمَاعَ ابْنِ عُمَرَ مَعَهُ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

سلم نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہین گذرا جس کے حواری نہون وہ چلتی ہین اوسکی راہ پہ اور عمل کرتے ہین اوسکی سنت پر یہ بہی بیان
کیا روایت کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری مگر اسمین ابن مسعود کے آنیکا اور ابن عمر کے ملنے کا اون سے ذکر نہین ہے

باب تَفَاضُلِ اَهْلِ الْاِيْمَانِ فِيْهِ وَرُجْحَانِ اَهْلِ الْيَمَنِ فِيْهِ ایمانداروں کا ایمان ایکدوسرے سے کم زیادہ
ہونا اور یمن کے لوگون کا ایمان زیادہ ہونا **عَنْ** اَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ
نَحْوَ الْيَمَنِ فَقَالَ اَلَا اِنَّ الْاِيْمَانَ هٰهُنَا وَاِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ عِنْدَ اُصُوْلِ اَذْنَابِ
الْاِبِلِ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ فِيْ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ **ترجمہ** ابومسعود (عقبہ بن عمرو انصاری) سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا اپنے ہاتھہ سے یمن کیطرف (جو ایک ملک ہے جزیرہ عرب مین جنوبی مشرقی
جانب مدینہ سے اوسمین بہت سے شہر اور بستیان ہین صنعا وہان کا مشہور شہر ہے) اور فرمایا کہ خبردار رہو کہ ایمان اودہر
ہے اور کڑا پن اور دلون کی سختی اون لوگون مین ہے جو چلایا کرتے ہین اور اونٹون کی دم کی جڑ کے پاس جدہر سے
شیطان کے دو سینگ نکلتے ہین یعنی قوم ربیعہ اور مضر مین **ف** غیاث اللغات مین ہے کہ یمن ایک ملک ہے مشہور
اقلیم اول اور دوم مین اور یہ ملک مکہ معظمہ سے داہنی طرف واقع ہے اسواسطے اسکو یمن کہتے ہین کیونکہ کعبہ کو عربون نے
ایکشخص قرار دیا ہے جسکا مونہہ پورب کیطرف ہو اور پیٹہ اوسکی پچہان کیطرف اول حضرت نے یمن کیطرف اشارہ کرکے
اُنکی تعریف کی اسواسطے کہ وہان کے لوگ بہت جلد ایمان لائے اور پورب کیطرف اشارہ کیا اور اُنکی مذمت کی یعنی
قوم ربیعہ اور مضر جنکے پاس اونٹ بہت تہے اسواسطے کہ دشمن اسلام کے بہت مخالف ہین شیطان کے دو سینگ سے مراد سورج
ہے اسواسطے کہ جب آفتاب نکلتا ہے تو شیطان اپنے دونون سینگ (یعنی سر کے دونون کونے) اوس پر رکھدیتا ہے
تاکہ کافرون کا سجدہ اوسیکو ہو (تحفۃ الاخیار) نووی نے کہا شیطان کے دونون قرن سے مراد اُسکی سر کے دونون کونے
ہین اور بعضون نے کہا اوسکی دونون جماعتین جنکو وہ بہیجتا ہے لوگون کے گمراہ کرنے کے لیے اور بعضون نے
کہا اوس کے دونون گروہ کافرون مین سے اور مقصود اس سے یہ ہے کہ مشرق یعنی پورب کیطرف شیطان کا تسلط زیادہ ہے
جیسے دوسری حدیث مین ہے کفر کا سر مشرق کیطرف ہے اور حضرت کے زمانے مین یہی حال تہا کیونکہ اُسوقت پورب
کی جانب جو ملک واقع تہے جیسے ہند اور چین اور خود عرب کے ملک مین سے نجد وغیرہ وہان ایمان بالکل نہ تہا اور
نرا کفر ہی کفر تہا اور جسوقت دجال نکلے گا تو وہ بہی مشرق سے نکلے گا اوسوقت بہی کفر کا زور مشرق ہی کیطرف ہوگا
اور بڑے بڑے فتنے اور فساد اسیطرف سے واقع ہوئے اور یہی جانب ہے جاہل وحشی ترکون کا جو انتہا کے جنگی اور فسادی
تہے ہین اور فتنہ ان ترکون کا ہلاکو کے زمانہ مین اور غارت کرنا اونکا بغداد کو اور مٹا دینا خلافت عباسی کو اور قتل

ہوتا لاکہون مسلمانون کا اون کے ہاتہہ سے تاریخ مین مشہور ہے اور یہ ایک ایسا بڑا فتنہ تہا جسکی مثل اسلام مین بہت
کم ہوا ہے پہر فتنہ تیمور لنگ کا اور ان فتنون کی خبر دوسری حدیثون مین بہی حضرت نے دی ہے **عَنْ** اَبِیْ
هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ اَهْلُ الْیَمَنِ هُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَةً اَلْاِیْمَانُ
وَالْفِقْهُ یَمَانٍ وَالْحِکْمَةُ یَمَانِیَةٌ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یمن کے
لوگ آئے (خود مسلمان ہونے کو) وہ لوگ نرم دل ہین ایمان بہی یمن کا ہے اور فقہ بہی یمن کی اور حکمت بہی یمن
کی **ف** نووی نے کہا یہ جو فرمایا ایمان یمن کا ہے اسکو علما نے ظاہر سے پہیر دیا ہے اس لیے کہ ایمان کا شروع
مکے سے ہوا پہر مدینہ سے ابو عبید معرب کے امام نے اس باب مین چند قول بیان کیے ہین ایک تو یہ کہ یمن سے مراد مکہ ہے
کیونکہ تہامہ مین ہے اور تہامہ ملک یمن مین داخل ہے دوسرے یہ کہ یمن سے مراد مکہ اور مدینہ دونون ہین اس لیے کہ یہ
حدیث آپنے تبوک مین فرمائی اور مکہ اور مدینہ تبوک اور یمن کے درمیان ہین تو اشارہ کیا آپنے یمن کیطرف یعنی یمن کے
سمت کیطرف اور مراد آپکی مکہ اور مدینے سے تھی اس لیے آپنے فرمایا ایمان یمن کا ہے کیونکہ اسوقت مکہ اور مدینہ دونون
یمن کے سمت مین تھے اور اس کی نظیر یہ ہے کہ رکن یمانی مکہ مین واقع ہے اور اوسکو یمانی کہتے ہین اسلیے کہ وہ یمن کیجانب
واقع ہے تیسرے یہ کہ یمن سے مراد انصار کے لوگ ہین اسلیے کہ انصار اصل مین یمن کے رہنے والے تہے پہر ایمان نسبت
دیا گیا انصار کیطرف کیونکہ وہ ایمان کے مددگار تہے اور یہ اختیار کیا ہے بہت لوگون نے اور یہی قول اچہا ہے سب مین
شیخ ابو عمرو نے کہا اگر ابو عبید اور جو اوس کے تابع ہو حدیث کی الفاظ کو دیکھتے اور اسمین تامل کرتے اور ظاہر حدیث کو
نہ چہوڑتے اور یہی کہتے کہ مراد یمن کے لوگ ہین اسلیے کہ ایک روایت مین ہے تمہارے پاس یمن کے لوگ آئے اور یہ
خطاب ہے انصار کیطرف تو ضرور یمن والون سے انصار کے سوا اور لوگ مراد ہون گے اسیطرح پر اس روایت مین جو ہے
کہ یمن کے لوگ آئے تو ظاہر ہے کہ اوسوقت انصار نہین آئے تھے دوسرے یہ کہ حضرت نے پہلے انکی عمدہ صفات بیان کیے کہ وہ
نرم دل ہین پہر اوس کے بعد بیان کیا کہ ایمان بہی یمن کا ہے تو یہ اشارہ ہے اون لوگون کیطرف جو یمن سے آئے تہے
نہ مکہ اور مدینہ کیطرف اور حدیث کو ظاہر پر رکہنے سے کوئی مانع نہین ہے اسواسطے کہ جو شخص کسی وصف سے موصوف ہوتا
ہے اور اچہی طرح اوس پیر قائم ہوتا ہے اور اوسکو نسبت دیتے ہین اوس شخص کیطرف اور یمن والون کا ایسا ہی حال
تہا اوس وقت ایمان مین اور ان لوگون کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے تہے یمن والون مین سے اور
آپ کی وفات کے بعد بہی بعض یمن والے ایمان مین ایسے ہی کامل گذرے ہین جیسے اویس قرنی اور ابو مسلم خولانی رضی
اللہ عنہما اور ان کی مانند اور لوگ جن کے قلب سلیم تہے اور ایمان قوی تہا تو ایمان کی نسبت اون کیطرف

اس معنی کر ہے کہ وہ کامل تھے ایمان مین اور اس سے یہ غرض نہین ہے کہ اون کے سوا اور لوگ مومن نہین ہین اس صورت
مین اس حدیث مین اور اس حدیث مین کہ ایمان حجاز مین ہے منافات نہ ہوگی پھر مراد اس حدیث مین یمن والون سے وہی یمن
والے ہین جو اُسوقت مین موجود تھے نہ ہر زمانے کے یمن والے اس لیے کہ لفظ سے یہ نہین نکلتا اور یہی حق ہے اور ہم اللہ
کا شکر کرتے ہین کہ اوس نے ہمکو سیدہی راہ بتلائی انتہی سراج الوہاج مین ہے کہ لفظ سے نہ نکلنا کچھ یمن والون سے خاص
نہین بلکہ یہ حکم ہر حدیث مین چل سکتا ہے جسمین کسی ملک والون کی فضیلت بیان ہوئی ہے لیکن صحیح صحیح روایتین
جو یمن والون کی فضیلت یا اور کسی ملک کی فضیلت مین آئی ہین اون روایتون سے اب تک لوگ اوس ملک والون
کی فضیلت نکالتے ہین اس لیے کہ اصول کی تاثیر فروع مین ضرور ہوتی ہے پھر تجربے سے بھی یہ بات معلوم ہوئی
ہے کہ جیسے ایمان اور حکمت اور فقہ یمن مین رہا ہے ہر زمانے مین ویسا اور کسی ملک مین نہین رہا جیسے اس کیطرف آئندہ
اشارہ ہوگا اور اسی قدر کافی ہے حدیث کے مضمون کی صحت کے لیے اور اللہ خاص کرتا ہے اپنی رحمت سے جسکو چاہتا ہے
تو کوئی وجہ نہین کہ حدیث کو خاص کرین اون لوگون سے جو موجود تھے اوس زمانے مین اور اللہ کی رحمت اس سے زیادہ
وسیع ہے انتہی — یہ جو فرمایا فقہ بھی یمن کے ہے تو فقہ سے مراد یہان دین کی سمجھ اور بوجھ ہے پھر اصطلاح شرع مین اہل اصول
نے فقہ کے معنے یہ قرار دیے کہ وہ علم ہے احکام شرعیہ عملیہ کا اون کے دلائل کے ساتھ پھر فرمایا کہ حکمت بھی یمن کی ہے
حکمت کے باب مین کئی قول ہین لیکن عمدہ قول یہ ہے کہ حکمت عبارت ہے اُس علم سے جو مشتمل ہے اللہ کی معرفت پر اور
اُسکی وجہ سے بصیرت کھل جاتی ہے اور نفس درست ہو جاتا ہے اور حق معلوم ہو جاتا ہے اور عمل کی توفیق ہوتی ہے
اور خواہش نفسانی سے بچاؤ ہوتا ہے اور حکیم وہ ہے جسمین یہ سب باتین موجود ہون ابو بکر بن درید نے کہا جو کلمہ نصیحت
کا ہو یا زجر کا اور جو بات بہتری کیطرف لیجاوے اور برائی سے بچاوے وہ حکمت ہے اور حکم اوسی معنے سے ہے اس حدیث
مین ان من الشعر لحکمۃ یعنے بعضے شعر حکمت ہوتی ہے کذا قال النووی اور سراج الوہاج مین ہے کہ حکمت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو کہتے ہین جو اللہ کے کلام کے بعد ہے اور ایک جماعت سلف نے آیہ یعلمہم الکتاب والحکمۃ
کی تفسیر یون ہی کی ہے اسیطرح اس آیہ کی ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ کی تو صاف حدیث کے معنون
مین یہی ہے کہ حکمت سے حدیث نبوی مراد ہے جیسے حدیث کی کتابین مشتمل ہین اور یہ جو فرمایا کہ بعضے شعر حکمت ہے اسکا
مطلب یہ ہے کہ بعضے شعر حدیث کے موافق ہوتی ہے وہ اچھی ہے اور حدیث کے خلاف ہو وہ قبیح ہے اور وہ جو ابن الصلاح
وغیرہ نے حکمت کے معنے بیان کیے ہین وہ فلاسفہ کی تعریف سے ملتی ہے اور اوسکے قریب ہین اور ایک دلیل اس
بات کی کہ حکمت سے مراد حدیث شریف ہی ہے یہ ہے کہ اُسکو ساتھ وصف کے بیان کیا اور یہ حدیث ایک نشانی ہے نبوت کی نشانیون

مین سے اور اس مین شہادت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے یمن اور اہل یمن پر کہ اون مین ایمان ہے اور حدیث ہے اور فقہ ہے اور یہ اتنی بڑی فضیلت ہے کہ اس سے بڑھکر دوسری فضیلت نہین اور کئی ایک آیتین اور حدیثین اُن کی شان مین اور اُنکے ایمان کی صفت مین وارد ہوئی ہین اُنکو علامہ شوکانی نے اپنی تصانیف مین بیان کیا ہے اور مین نے اُنکو سلسلۃ العسجد وغیرہ مین ذکر کیا ہے اور یمن اور صنعا کا بیان کئی کتابون مین لکھا ہے اون مین سے حظیرۃ القدس ہے اور ریاض المرتاض اور مین نے اہل یمن مین سے چند علما کا حال جو کتاب اور سنت پر چلنے والے تھے کتاب اتحاف النبلاء اور التاج المکلل مین ذکر کیا ہے اور شکر ہے خدا کا اس بات پر جو قرآن اور حدیث اور فقہ کے علم سے ہمکو اہل یمن سے توسل ہے انتہی

باب ابو القاسم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ ترجمہ ابوہریرہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری

باب منہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَاکُمْ اَهْلُ الْیَمَنِ هُمْ اَضْعَفُ قُلُوْبًا وَّاَرَقُّ اَفْئِدَةً اَلْفِقْهُ یَمَانٍ وَالْحِکْمَةُ یَمَانِیَةٌ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئے تمہارے پاس یمن والے اونکے قلب ضعیف ہین اور فواد نرم ہین ف فواد اور قلب دونون ایک ہین بنا بر مشہور کے اور بعضون نے کہا فواد مغائر ہے قلب کے اور عین ہے قلب کے اور بعضون نے کہا فواد باطن قلب ہے اور بعضون نے کہا یہ وہ ہے قلب کا اور قلب ضعیف ہونے سے یہ مراد ہے کہ اوسمین خوف ہے خدا کا اور تواضع ہے اور وہ قابل ہے نصیحت پانیکے اور سالم ہے سختی اور قسوت سے جیسے اور لوگون کے دلمین ہے اور وہ ضعف قلب مراد نہین ہے جو عیب ہے حکیمون کے نزدیک ت فقہ بھی یمنی ہے اور حکمت بھی یمنی ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأْسُ الْکُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُیَلَاءُ فِیْ اَهْلِ الْخَیْلِ وَالْاِبِلِ الْفَدَّادِیْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّکِیْنَةُ فِیْ اَهْلِ الْغَنَمِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چوٹی کفر کی مشرق کیطرف ہے اور بڑائی مارنا اور گھمنڈ کرنا گھوڑے والون اور اونٹ والون مین ہے جو چلاتے ہین ف حدیث مین فدادین کا لفظ ہے اسکے معنون مین اختلاف ہے ابو عمرو شیبانی نے کہا یہ جمع ہے فداد کی بہ تشدید دال اور فداد گائے بیل کو کہتے ہین جن سے کھیتی کیجاتی ہے تو مراد کاشتکار اور زمیندار اور ملکی لوگ ہین لیکن انکار کیا ہے اسکا اورونے اور کہا فدادین فدید سے ہے جسکے معنے ہے چلانا اور شور کرنا اور مراد وہی لوگ ہین جو اونٹون اور گھوڑون اور کھیتون مین چلایا کرتے ہین اور حد درجہ کے بدخلق اور سخت ہوتے ہین ابو عبیدہ نے کہا فدادین سے مراد وہ لوگ ہین جنکے پاس بہت اونٹ ہین دو سو سے لیکر ہزار تک (نووی) تحفۃ الاخیار مین ہے کہ جانورون

کی صحبت کی بھی تاثیر ہوتی ہے سائیس اور شتربان اکثر بدخلق ہوتے ہیں اور بکری چرانے والی بیشتر مسکین ہوتے
ہیں چنانچہ سب پیغمبروں نے بکریوں کو چرایا **ف** اور دوسری روایت میں **ف** وبر کہتے ہیں اونٹ کو یا بالوں کو
اور یہ اونٹ والوں پاس ہوتے ہیں نہ گھوڑے والوں پاس اور شاید مراد وہ لوگ ہوں جن کے پاس گھوڑے ہوں اور اونٹ
دونوں ہوں **ف** اور غریبی اور نرمی بکری والوں میں ہے **عن** ابی هريرة ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال الايمان يمان والكفر قبل المشرق والسكينة في اهل
الغنم والفخر والرياء في الفدادين اهل الخيل والوبر **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان یمن میں ہے اور کفر پورب کی طرف ہے اور غریبی اور اطمینان بکری والوں
میں ہے اور گھمنڈ اور دکھاوا شور کرنیوالوں میں ہے جو گھوڑے اور اونٹ رکھتے ہیں **عن** ابی هريرة
قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الفخر والخيلاء في الفدادين اهل الوبر
والسكينة في اهل الغنم **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بانگ مینڈ
سے آپ نے فرمایا بڑائی کرنا اور گھمنڈ شور کرنیوالوں میں ہے جو اونٹ رکھتے ہیں اور غریبی اور سکینی بکری والوں
میں ہے **عن** الزهري بهذا الاسناد مثله وزاد الايمان يمان والحكمة يمانية **ترجمہ**
زہری سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اتنا زیادہ ہے کہ ایمان بھی یمن کا ہے اور حکمت بھی یمن کی ہے ۔
عن ابی هريرة قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول جاء اهل اليمن هم ارق
افئدة واضعف قلوبا الايمان يمان والحكمة يمانية والسكينة في اهل الغنم والفخر
والخيلاء في الفدادين اهل الوبر قبل مطلع الشمس **ترجمہ** اوپر گذر چکا **عن** ابی هريرة
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتاكم اهل اليمن هم الين قلوبا وارق
افئدة الايمان يمان والحكمة يمانية رأس الكفر من قبل المشرق **عن** الاعمش
بهذا الاسناد ولم يذكر رأس الكفر قبل المشرق **عن** الاعمش بهذا الاسناد مثل حديث
جرير وزاد والفخر والخيلاء في اصحاب الابل والسكينة والوقار في اصحاب الشاء
ترجمہ ان سب حدیثوں کا اوپر گذرا اخیر کی روایت میں یوں ہے کہ گھمنڈ اور بڑائی کرنا اونٹ والوں میں ہے اور
سکینہ اور وقار بکری والوں میں ہے **عن** جابر بن عبد الله يقول قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم غلظ القلوب والجفاء في المشرق والايمان في اهل الحجاز **ترجمہ**

جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دلون کی سختی اور کفر کی اپنی پورب والون مین ہے اور ایمان حجاز والون مین فٹ نہ ہے مشرق کی طرف مضر کے کافر رہتے تھے جو نہایت سخت لوگ تھے اور حضرت کے پاس آنے والے لوگون کو ستاتے تھے اور حجاز عرب کا ایک قطعہ ہے جسمین مکہ اور مدینہ اور طائف وغیرہ ہین کہا السراج الوہاج مین ہے کہ اس حدیث مین مذمت ہے مشرق کی اور تعریف ہے حجاز کی اور یمن حجاز مین داخل ہے اور ہندوستان مشرق مین ہے اور یہ حکایت ہے ایک گذشتہ زمانے کی پھر اللہ تعالی نے اپنا فضل کیا ہندوستان پر اور اوسمین اسلام اور مسلمانون کو پھیلایا اور بہت سے ہند کے لوگ اسلام سے مشرف ہوے اور یہ فضل ہے اللہ کا وہ جسکو چاہے دیتا ہے اور ہندوستان مین بہت بڑے بڑے علما اور فضلا گذرے ہین اور بہت سے محدث جو عمل کرتے تھے کتاب اور سنت پر اور وہ جو بعضے بدبختی ہند کے رہنے والے اس حدیث سے یہ بات نکالتے ہین کہ مشرق سے مراد نجد کے لوگ ہین اور یہ حدیث نجد والون پر صادق آتی ہے اور اسی بنا پر تکفیر کرتے ہین شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی کی جو نجد سے نکلکر حجاز مین آئے تھے اور انہون نے توحید کو پھیلایا تھا اور شرک کو مٹایا تھا تو یہ اونکا تعصب اور عناد ہے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کفر کی چوٹی پورب مین ہے اور نجد کو خاص نہین کیا اور مشرق عام ہے تمام اون ملکون کو شامل ہے جو پورب کی جانب مدینہ منورہ سے واقع ہین ہند ہو یا سند اور شیخ محمد بن عبد الوہاب مسلمان تھے عالم تھے حق بات کی دعوت کرتے تھے نہ کافر تھے نہ اسلام سے خارج تھے پھر وہ اس حدیث سے کیونکر مراد ہونگے حالانکہ بعض احادیث صحیحہ مین نجد والون کی فضیلت موجود ہے ایک شخص کے باب مین آپ نے فرمایا جو نجد کا رہنے والا تھا کہ نجات پائی اوس نے اگر وہ سچا ہے اور حدیث سے مراد وہی شخص ہے جو اس صفت کا ہو یعنی سخت دل اور کافر ہو اور جس مین یہ صفت نہین وہ حدیث مین داخل نہین ہے خواہ مشرقی نجدی یا ہندی ہو یا مغربی اندلسی ہو اور یہی مفہوم ہے حدیث کا انتہی مترجم نے مولانا محمد بشیر الدین صاحب مرحوم قنوجی سے سنا فرماتے تھے کہ مشرق سے مراد بدایون کا قصبہ ہے جو مدینہ منورہ سے پورب کی جانب واقع ہے اور وہان سے قرن شیطان کا نکلا جس نے دنیا مین بدعت کا رواج دیا اور علما موحدین کو کافر اور فاسق قرار دیا اللہ تعالی اوسکے شر سے تمام مسلمانون کو بچاوے آمین یا رب العالمین

باب بیان انہ لا یدخل الجنۃ الا المؤمنون وان محبۃ المؤمنین من الایمان وان افشاء السلام سبب لحصولہا جنت مین وہی جاوینگے جو مومن ہین اور مومنون سے محبت رکھنا ایمان مین داخل ہے اور سلام کا رواج دینا سبب ہے محبت کا **عن** ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تدخلون الجنۃ حتی تؤمنوا ولا تؤمنوا حتی تحابوا اولا

اَدُلُّکُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْہُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بہشت مین نہ جاؤگے جب تک ایمان نہ لاؤگے اور ایمان دار نہ ہوگے جب تک آپسمین
ایک دوسرے سے محبت نرکھوگے اور مین بتلا دون تمکو وہ چیز جب تم اوسکو کرو تو آپس مین محبت ہوجاوے رائج کرو سلام
کو آپسمین **ف** ایمان دار نہ ہوگے یعنی پورے ایماندار نہ ہوگے جب تک محبت نہ رکھوگے ایکدوسرے سے اور سلام
کے رائج کرنے سے یہ معنی ہین کہ ہر ایک مومن کو سلام کرے خواہ اُس سے پہچان ہو یا نہ ہو اور سلام پہلا سبب ہے الفت
کا اور کنجی ہے دوستی پیدا کرنے کی اور سلام کے رائج کرنے مین الفت مسلمانون کی لوگون مین جمتی ہے اور اُنکی علامت
ظاہر ہوتی ہے کیونکہ سلام نشانی ہے مسلمانون کی جو تمیز دیتی ہے اونکو اور قومون سے اور اُسمین ریاضت ہے نفس کے
اور تواضع ہے اور تعظیم ہے دوسرے مسلمانون کی بخاری نے اپنی صحیح مین عمار بن یاسر سے روایت کیا انہون نے
کہا تین باتین ہین جس نے اُنکو حاصل کیا تو ایمان کو حاصل کیا ایک تو انصاف اپنے نفس سے دوسرے سلام کرنا
سبکو تیسری خرچ کرنا تنگی کے وقت اور سوا بخاری کے اور لوگون نے اس قول کو مرفوعًا روایت کیا اور سلام مین
ایک اور فائدہ ہے وہ یہ ہے کہ اُس سے عداوت اور دشمنی دور ہوتی ہے اور آپس کا بغض رفع ہوتا ہے جو مٹانے والا ہے
نیکیون کو مگر سلام خالص خدا کے واسطے کرے نکسی خواہش نفسانی سے اور نہ خاص کرے اپنے دوستون اور احباب کو کذا
ذکرہ النووی تحفۃ الاخیار مین ہے کہ بہشت کا ملنا ایمان پر موقوف ہے اور ایمان محبت پر موقوف تو معلوم ہوا کہ بہشت محبت
پر موقوف ہے پھر حضرت نے محبت حاصل کرنیکا آسان طریقہ بتلایا یعنی السلام علیک کرنا سلام سے اسواسطے محبت حاصل
ہوتی ہے کہ دعا ہی خیر ہے یعنی خدا تمکو ہر بلا سے سلامت رکھے اور معمول ہے کہ آدمی اپنے خیرخواہ دعا مانگنے والیکو اپنا
دوست جانتا ہے تو آپ بھی اُس سے محبت کرتا ہے ہر چند سخاوت اور احسان بھی محبت کا سبب ہے لیکن احسان اور
سخاوت تمام عالم کے مسلمانون سے نہین ہو سکتی اور سلام آسان بات ہے کہ ہر ایک کر سکتا ہے اسواسطے حضرت نے اسی
کو خاص کرکے بتلایا لیکن افسوس عجب اولٹا زمانہ ہو گیا ہے کہ جہالت اور غرور کے سبب سے اب بعضے لوگ سلام علیک کرنے
سے ناخوش ہوتے ہین اور عداوت پر کمر باندھتے ہین محبت اور خیرخواہی کی چیز اون اولٹون کے نزدیک عداوت کا سبب
ہوگئی انتہٰی مترجم کہتا ہے کہ مین نے جن لوگون کو سلام علیک کرنے سے ناراض ہوتے دیکھا ہے وہ لوگ ہین جو انتہا کے
جاہل اور وحشی ہین جنکو یہ بھی نہین معلوم کہ سلام علیک کے معنے کیا ہین اگر اونہی لوگون سے کوئی ہندی زبان مین
کہے خدا آپکو سلامت رکھے جو بعینہ سلام علیک کے معنی ہین تو خوش ہوتے ہین پس ایسے جاہلون کا علاج یہ ہے کہ اون کو
سلام علیک کے معنے بتلا دیے جاوین اور یہ سمجھا دیا جاوے کہ صحابہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دین اور دنیا دونون کے

پادشاہ تھے سلام علیک کہا کرتے تھے اور یہ شعار ہے اسلام کا پھر تمہاری حقیقت کیا ہے جو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ناراض ہوتے ہو اور تمہارا درجہ ہی کیا ہے اور تمکو کون پوچھتا ہے اگر اس کے خیال کو ترک نہ کرو گے تو اسلام سے خارج ہو جاؤ گے اور اس غرور اور جہالت کی بدولت دین اور دنیا دونون تباہ ہون گے **عن** الاعمش بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِيْ مُعٰوِيَةَ وَوَكِيْعٍ **ترجمہ** دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اور مین یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اوس کی جس کے ہاتھ مین میری جان ہے کہ بہشت مین نہ جاؤ گے جب تک ایمان نہ لاؤ گے اخیر تک

باب بَيَانِ اَنَّ الدِّيْنَ النَّصِيْحَةُ دین خیر خواہی کو کہتے مین اور سچائی اور خلوص کو

عن تَمِيْمِ الدَّارِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ **ترجمہ** تمیم داری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین خلوص اور خیر خواہی کا نام ہے ہمنے کہا کس کی خیر خواہی آپ نے فرمایا اللہ کی اور اُس کی کتاب کی اور اوسکے رسول کی اور حاکمون کی مسلمانون کی اور سب مسلمانون کی **ف** نووی نے کہا یہ حدیث عظیم الشان ہے اور اسی پر مدار ہے اسلام کا اور وہ جو بعضون نے کہا ہے کہ یہ ان چار حدیثون مین سے ایک حدیث ہے جو جامع ہین اسلام کی تمام باتون کو تو یہ صحیح نہین بلکہ صرف اسی حدیث پر مدار ہے اسلام کا اور یہ حدیث مسلم کے افراد مین سے ہے اور تمیم داری سے صحیح بخاری مین کوئی روایت نہین اور نہ مسلم مین کوئی اور روایت ہے اوس کے سوا اس روایت کے امام ابو سلیمان خطابی نے کہا نصیحت ایک ایسا جامع لفظ ہے جس کی مثل دوسرا لفظ زبان عرب مین بہت کم ہے اور معنی اس کے یہ ہین کہ اکٹھا کرنا سب بھلائیون کا جس کے لیے نصیحت کی جاوے ایسی ہی فلاح کا لفظ ہے عربی زبان مین جو جامع ہے دنیا اور آخرت سب قسم کی بھلائیونکو بعضون نے کہا نصیحت ماخوذ ہے نَصَحَ الرَّجُلُ ثَوْبَهٗ سے یعنی سیا فلانے نے کپڑا اپنا تو نصیحت کرنیوالے کے فعل کو مشابہت دی سینے سے جیسے سینے سے کپڑا درست ہوتا ہے ایسی ہی نصیحت سے دوسرے کے خلل رفع ہوتے ہین اور وہ درست ہوتا ہے اور بعضون نے کہا وہ ماخوذ ہے نَصَحْتُ الْعَسَلَ سے یعنی صاف کیا مین نے شہد کو موم سے تو مشابہت دی صاف بات کو جس مین کھوٹا پن نہ ہو اوس شہد کے ساتھ جو موم اور چرک سے صاف کیا جاوے لیکن نصیحت کی تفسیر تو خطابی اور اور علما نے اوس باب مین ایک نفیس کلام کہا ہے اور مین سب کو ملا کر مختصر طور پر بیان کرتا ہون اللہ کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اوس پر ایمان لاوے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور اسکی صفات مین بیدینی اختیار نہ کرے جتنی صفات کمال اور جلال کے ہین وہ سب اس

لیئے ثابت کرے اور اسکو پاک سمجھے تمام عیبون اور نقصانات سے اوسکی عبادت کے لیے مستعد رہے اوسکی نافرمانی سے بچتا رہے
اُسکے لیے دوستی رکھے اور اُسی کے لیے دشمنی رکھے جو شخص خدا کا فرمانبردار ہو اوس سے محبت رکھے اور جو شخص خدا کی نافرمانی
کرے اُس سے دشمنی رکھے جو شخص خدا کا انکار کرے اُس سے جہاد کرے اوسکے احسان کا اقرار کرے اوسکا شکر گذار رہے
یعنے خدا کی ١٢
تمام کامون مین سچا اور مخلص رہے لوگون کو بلاوے ان باتون کیطرف اور ترغیب دیوے انکی سب لوگون کو یا جن پیہ
اوسکو قدرت ہو خطابی نے کہا ان صفات سے بندے کو نفع حاصل ہوتا ہے نہ اللہ تعالی کو کیونکہ اللہ بے پرواہ ہے ہر ناصح
کی نصح سے ٢ خدا کی کتاب کے لیے نصیحت یہ ہے کہ یقین کرے اس بات پر کہ وہ اللہ کا کلام ہے اوسنے اوتارا ہے کسی مخلوق
کا کلام اوسکی مثل نہین ہو سکتا اور نہ کوئی مخلوق اُسکی مثل بنا سکتا ہے پھر اوس کی بڑائی دلمین رکھے اوسکی تلاوت
کرے جسطرح تلاوت کا حق ہے اوسکو خوش آوازی سے پڑھے درد اور رقت کے ساتھہ اوسکے حروف اچھی طرح سے ادا کرے
جو لوگ اُسمین تحریف کرنا چاہتے ہین تاویلات سے اون کا رد کرے جو اوسپر اعتراض اور طعنہ کرتے ہین اون کا جواب
دیوے جو مضمون اوسمین ہین اون کی تصدیق کرے اوسکے احکام سے خبردار ہو اوسکے علوم اور مثالونکو سمجھے اُسکی نصیحتون
پر غور کرے اوسکے عجائب اور غرائب مین فکر اور خوض کرے اوسمین جو آیتین محکم ہین اون پر عمل کرے (یعنی حلال
حرام کی آیتین اور احکام کی آیتین) اور جو آیتین متشابہ ہین (یعنی اعتقاد کی آیتین) اونکو تسلیم کرے (یعنی
اُن کے ظاہری معنی پر یقین کرکے اوسکی حقیقت کو خدا کے سپرد کرے اوسمین تاویل یا تحریف یا انکار نکرے)
اوسکے عام اور خاص اور ناسخ اور منسوخ کو پہچانے اوسکے علوم کو پھیلاوے اوس طرف دعوت کرے —
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نصیحت یہ ہے کہ آپ کو خدا کا بھیجا ہوا سمجھے اور اوسپر یقین رکھے اور جتنی باتیں
آپ لیکر آئے ہین اون سب پر ایمان لاوے آپ کے حکم کو مانے آپ نے جس سے منع کیا اوس سے باز رہے آپ کی مدد
کرے گو آپ وفات پا چکے ہین (جیسے زندگی مین آپ کی مدد کرتا اگر آپ دنیا مین تشریف رکھتے ہوتے) جو شخص آپ
کا دشمن ہو اوس سے دشمنی رکھے جو شخص آپ کا دوست ہو اوس سے دوستی رکھے آپ کا درجہ بڑا سمجھے آپ کے حق کی
توقیر کرے آپ کے طریقہ کو زندہ کرے آپ کی سنت کو چلاوے آپ کی دعوت کو پھیلاوے آپ کی شریعت کو مشہور
کرے آپ کی شریعت پر جو کوئی تہمت کرے اوسکی تہمت کو دور کرے آپ کی شریعت کے علم پھیلاوے آپ کی شریعت
کے مضامین مین غور کرے اوس طرف لوگون کو بلاوے اوسکے سیکھنے اور سکھانے مین کوشش اور نرمی کرے اوسکی
عظمت اور بزرگی کرے اوسکے پڑھتے وقت ادب سے رہے لغو باتین نکرے بغیر جانے بوجھے اوسمین گفتگو نکرے جو لوگ
شریعت کا علم رکھتے ہون یعنی قرآن اور حدیث کا اونکی عظمت اور بزرگی کرے آپکے اخلاق و عادات کو اختیار کرے

آپ کی آداب پر چلے آپ کی اہل بیت اور اصحاب سے محبت رکھے جو شخص آپ کی شریعت مین بدعت نکالے اوس سے علاحدہ
رہے (یعنی اوس کا شریک نہ ہو اوسکی مدد نکرے) جو شخص آپ کے آل یا اصحاب سے بغض رکھے اوس سے جدا رہے مسلمان
حاکمون کے لیے نصیحت یہ ہے کہ حق بات مین اونکی مدد کرے اور اونکی اطاعت کرے اور انکو حکم کرے حق بات کا اور
یاد دلاوے اور نصیحت کرے نرمی اور ملائمت سے اور جس بات سے وہ غافل ہون انکو بتادے اور مسلمانون کے کسی حق کی انکو
خبر نہو تو اوس سے جتادے اور ان سے بغاوت اور سرکشی نکرے اور لوگون کا دل اون کی اطاعت کیطرف مائل کرے
خطابی نے کہا یہ بھی اون کے لیے نصیحت ہے کہ اون کے پیچھے نماز پڑھے اون کے ساتھ کافرون سے جہاد کرے
زکوٰۃ انکو ادا کرے تلوار اونپر نہ اٹھاوے جب وہ کچھ ظلم کرین یا بدخلقی کرین اور جھوٹی خوشامد سے انکو مغرور نکرے
اور انکے واسطے دعا کرے نیکی کی اور یہ سب اوس صورت مین ہے کہ مسلمانون کے امامون سے خلفا وغیرہ مراد ہون
جو مسلمانون کے کامون کا انتظام کرتے ہین حکومت والے ہین اور یہی مشہور ہے اور خطابی نے اسیکو نقل کیا
پھر کہا کبھی مراد لی جاتی ہے امامون سے دین کے علما اور اُن کے لیے نصیحت یہ ہے کہ انکی اُن باتون کو مانین
جو قرآن اور حدیث کے مطابق ہون لیکن عام مسلمانون کے لیے نصیحت وہ یہ ہے کہ انکو بتلاوے
وہ بات جسمین اون کے آخرت کا فائدہ ہو اور دنیا کا اور انکو ایذا نہ دلوے اور سکھلادے انکو وہ بات دین کی جو
وہ نہین جانتے اور مدد کرے انکی زبان سے اور ہاتھ سے اور انکے عیبون کو چھپادے اور اُن کے ضرر کو دور کرے
اور انکی منفعت کیلیے کوشش کرے اور انکو حکم کرے نیک بات کا اور منع کرے بری بات سے نرمی اور ملائمت اور
شفقت سے اور اُن مین جو بزرگ بوڑھا ہو اوسکی بزرگی کرے اور جو بچہ چھوٹا ہو اوسپر شفقت کرے اور انکو ہمیشہ
پند کرتا رہے اور اُن سے فریب نکرے نہ اون سے حسد کرے اور اُن کیواسطے وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے اور برا
جانے اون کے لیے جو اپنے لیے برا جانتا ہے اور انکی مال یا عزت کی محافظت کرے اسی طرح جتنی باتین ہم نے
نصیحت کی بیان کین اُن سب کی انکو دعوت دیوے اونکی ہمت کو عبادت کیطرف لگادے اور سلف صالحین
مین بعضے ایسے بزرگ تھے کہ وہ نصیحت کیلیے اپنی دنیا کا نقصان گوارا کرتے یہ خلاصہ ہے اُسکا جو بیان کیا گیا
نصیحت کی تفسیر مین ابن بطال نے کہا اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ نصیحت کو دین اور اسلام کہتے ہین
اور دین کا اطلاق اعمال پر بھی ہوتا ہے جیسے اقوال پر ہوتا ہے اور نصیحت فرض کفایہ ہے اگر بعضے کرینگے تو کافی
ہے باقی لوگون کے اوپر مواخذہ نہ رہیگا اور نصیحت لازم ہے اپنی طاقت کے موافق جب یہ بات معلوم ہو کہ اوسکی
نصیحت قبول کیجاویگی اور اسکی حکم کی اطاعت کیجاویگی اور اُسکی جان پر کوئی آفت نہ آویگی اگر کسی آفت یا

مصیبت کا خوف ہو تو مختار ہے چاہے تو نصیحت چھوڑ دیوے **عن** تمیم الداری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ ترجمہ تمیم داری سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عن** تمیم الداری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ ترجمہ تمیم داری سے تیسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عن** جریر قال بایعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ والنصح لکل مسلم ترجمہ جریر بن عبداللہ بجلی سے روایت ہے میں نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز پڑھنے پر اور زکوۃ دینے پر اور ہر مسلمان کی خیرخواہی پر **ف** خاص کیا نماز اور زکوۃ کو کیونکہ یہ دونوں بڑے رکن ہیں دین کے بعد شہادتین کے اور روزے کو ذکر نہیں کیا اس لیے کہ دوسری روایت میں ہے بیعت کی سننے اور ماں لینے پر اور روزہ اسمیں آ گیا بلکہ دین کے تمام احکام اوسمیں آ گئے **عن** جریر بن عبداللہ یقول بایعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی النصح لکل مسلم ترجمہ جریر بن عبداللہ سے روایت ہے میں نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر مسلمان کی خیرخواہی کے لیے **عن** جریر قال بایعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی السمع والطاعۃ فلقننی فیما استطعت والنصح لکل مسلم ترجمہ جریر سے روایت ہے میں نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن لینے اور مان لینے کی (یعنی جو حکم آپ فرماوینگے اوسکو سنونگا اور بجا لاؤنگا) پھر آپ نے مجھے سکھلا دیا اتنا اور کہہ جہاں تک مجھے قدرت ہو (یہ آپکی کمال شفقت تھی اپنی امت پر کہ شاید کوئی حکم دشوار ہو اور نہ ہو سکے تو بیعت میں خلل آوے اسلیے اتنا اور بڑھا دیا کہ جہانتک مجھسے ہو سکے) اور بیعت کی اس بات پر کہ خیرخواہ رہونگا ہر مسلمان کا **ف** پھر جریر نے اپنی بیعت پر ایسا عمل کیا کہ ایک بار اپنے غلام کو بھیجا گھوڑا خریدنے کو وہ تین سو درہم کو ایک گھوڑا چکا لایا اوسکا مالک بھی ساتھ آیا دام لینے کو جریر نے گھوڑے کے مالک سے کہا تیرا گھوڑا تین سو درہم سے زیادہ کا مال ہے تو چار سو درہم کو بیچ اوسنے کہا میں نے تمکو اختیار دیا جو دام مناسب ہوں دیدو جریر نے کہا وہ چار سو درہم سے بھی زیادہ کا مال ہے پانسو درم کو بیچ اسیطرح سو سو درم بڑھاتے گئے اور مالک راضی تھا مگر یہانتک کہ آٹھ سو درم تک لگائے اور خریدا آٹھ سو درم کو لوگوں نے کہا تم نے یہ کیا کیا جریر نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی ہر مسلمان کی خیرخواہی پر تو گھوڑے کا بیچنے والا بھی مسلمان تھا اور یہ بات خیرخواہی کی نتھی کہ میں اسکا مال کم کو خریدوں اور اوسے نقصان دوں روایت کیا اسکو طبرانی نے **باب** بیان نقصان الایمان بالمعاصی ونفیہ عن المتلبس بالمعصیۃ علی ارادۃ نفی کمالہ ترجمہ ایمان کا گھٹ جانا گناہوں سے اور ایمان جدا

[illegible]

... صحابہ سے بیعت
لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بات پر کہ چوری نہ کرینگے زنا نہ کرینگے اور کوئی گناہ پھر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی تم میں سے پورا کرے اپنی بیعت کو اسکا ثواب اللہ پر ہے اور جس سے کوئی خطا ان
خطاؤں میں سے ہو جاوے پھر اسکو دنیا ہی میں سزا مل جاوے تو یہی اسکا کفارہ ہے اور جو دنیا میں سزا نہ ملے
تو آخرت میں خدا کو اختیار ہے چاہے اسکو معاف کرے چاہے عذاب دیوے تو یہ دونوں حدیثیں موافق ہیں
کے اور اللہ تعالی کے اس قول کے إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ یعنے
اللہ تعالی نہیں بخشیگا شرک کو اور سوا شرک کے اور گناہ بخشیگا جسکے چاہے اور اجماع اہل حق کے اس بات پر
کہ زانی اور چور اور قاتل اور سوا ان کے اصحاب کبائر جو شرک اور کفر میں مبتلا نہ ہوں مومن ہیں مگر ایمان انکا
ناقص ہے اگر توبہ کرینگے تو گناہ معاف ہو جاوے گا اور جو گناہ کرتے کرتے مرینگے تو خدا کے اختیار میں ہے

چاہے انکو بخش دیوے اور جنت مین لیجاوے اور چاہے گناہ کے برابر عذاب دیکر پہر جنت مین لیجاوے تاجابہ کہتے ہین ہمکو اس حدیث کی تاویل یہ اور جو حدیث اسکی مشابہ آئی ہے یہ یہ تاویل ظاہر ہے لغت سے بعید نہین نہ استعمال سے اور جب دو حدیثین ایسی وارد ہوئن کہ بظاہر ان مین اختلاف ہو تو انکی تاویل کرنا ضرور ہے اور جمع کرنا واجب ہے اور بعضے علماء نے اس حدیث کے معنے یون بیان کیے ہین کہ جو شخص زنا کرے اسکو حلال جانکر یا چوری کرے اسکو حلال جانکر تو وہ مومن نہین کیونکہ حلال جاننا شرعی حرام کو باتفاق علماء کفر ہے اور حسن اور ابو جعفر طبری نے کہا مومن نہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ تعریف کے قابل نہین رہتا کہ مومن اللہ کا دوست اوسے کہین اور مستحق ہوتا ہے برے لقب کا جیسے زانی یا چور یا لوٹیرے یا شرابی کا اور ابن عباس سے منقول ہے کہ اوسکے دل سے ایمان کا نور جاتا رہتا ہے اور اس باب مین ایک حدیث مرفوع بہی آئی ہے اور مہلب نے کہا اسکی بصیرت اللہ کی عبادت مین جاتی رہتی ہے اور زہری نے کہا یہ حدیث اور جو حدیثین اسکی مثل آئی ہین اونپر ایمان لانا چاہیے اور جس مطلب پر آئین مین اوسے پر روان کرنا چاہیے اور اسکے معنے مین زیادہ غور نکرنا چاہیے کیونکہ ہمین اوسکے معنے معلوم نہین اور کہا انہون نے چلاؤ ان حدیثون کو اوسیطرح جیسے اگلے لوگون نے چلایا اونکو اور بعضون نے اس حدیث کے معنے مین اور اقوال بیان کیے ہین جو ظاہر نہین ہین بلکہ بعضے غلط ہین اس سبب سے مین نے انکو نقل نہین کیا اور یہ اقوال جو بیان ہوئے سب محتمل ہین اور صحیح وہی معنے ہے جو ہمنے سب سے پہلے بیان کیا ۔ امام بخاری نے اپنی صحیح مین اس حدیث کے معنے یہی بیان کیے ہین کہ وہ مومن کامل نہین ہوتا اور اسمین ایمان کا نور نہین رہتا

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِي وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ يَذْكُرُ مَعَ ذِكْرِ النُّهْبَةِ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَاتَ شَرَفٍ قَالَ وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَاَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِیْ بَكْرٍ هٰذَا اِلَّا ذِكْرَ النُّهْبَةِ بمثلہ ترجمہ یہ روایت ہے ابی ہریرہ سے ایسی ہی جیسے اوپر گذری اس مین یہ نہین کہ لوٹ عمدہ یعنی بہاری ہو اور دوسری روایت مین ابن شہاب کی لوٹ کا بالکل ذکر نہین ہے ۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَذَكَرَ النُّهْبَةَ وَلَمْ يَقُلْ ذَاتَ شَرَفٍ ترجمہ اس روایت مین بہی لوٹ کا ذکر ہے لیکن عمدہ اور بہاری کا لفظ نہین ہے عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذَا بِمِثْلِ حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ غَيْرَ اَنَّ الْعَلَاءَ وَصَفْوَانَ بْنَ سُلَيْمٍ

لَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ وَفِي حَدِيثِ هَمَّامٍ يَرْفَعُ إِلَيْهِ الْمُؤْمِنُونَ
أَعْيُنَهُمْ فِيهَا وَهُوَ حِينَ يَنْتَهِبُهَا مُؤْمِنٌ وَزَادَ وَلَا يَغُلُّ أَحَدُكُمْ حِينَ يَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فَإِيَّاكُمْ إِيَّاكُمْ **ترجمہ** اس روایت مین یہ نہین کہ لوگ اپنی آنکھین اٹھاوین اوس لوٹ کی طرف اور ہمام کی
روایت مین ہے مومن اپنی آنکھین اٹھاوین جسوقت وہ لوٹ رہا ہو اوس لوٹ کیطرف تو وہ مومن نہین ہی اور اتنا
زیادہ ہے کہ نہ چورا دے کوئی تم مین سے غنیمت کے مال مین اور جسوقت چورا وی تو وہ مومن نہین تو بچو تم بچو تم
اس چوری سے **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي
وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ
مُؤْمِنٌ وَالتَّوْبَةُ مَعْرُوضَةٌ بَعْدُ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زنا
کرنیوالا جسوقت زنا کرتا ہے وہ مومن نہین ہوتا اور چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہین ہوتا اور شرابی جب
شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہین ہوتا اور توبہ قبول ہوگی بعد اسکے **ف** نووی نے کہا اجماع کیا علما نے
کہ توبہ قبول ہوتی ہے جب تک جان کنی نہ شروع ہو اور توبہ کے تین رکن ہین ایک تو یہ گناہ سے جدا ہو جاوے
دوسرے اس کے کرنے پر شرمندہ ہو تیسرے قصد کرے کہ پھر کبھی نہ کرونگا پھر اگر توبہ کی ایک گناہ سے اور دوبارہ کیا
اوسکو تو توبہ باطل نہ ہوگی اور جو توبہ کی ایک گناہ سے پھر دوسری قسم کا گناہ کیا تو پہلی توبہ صحیح ہے یہی مذہب ہی
اہل حق کا اور معتزلہ نے دونون مسئلون مین خلاف کیا ہے قاضی عیاض نے کہا کہ بعض علما نے یہ کہا ہی کہ اس
حدیث مین اشارہ ہی تمام گناہون کیطرف اور ڈرایا گیا ہے سب سے تو زنا اشارہ ہی اون تمام گناہون کیطرف جو
خواہش نفسانی سے ہوتے ہین اور چوری بھی اون تمام گناہون کیطرف جو دنیا کے طمع سے ہوتے ہین اور حرام کی حرص سے
اور شراب اون تمام گناہون کیطرف جو خدا کی یاد سے روکتے ہین اور اوسکے حقوق سے غافل کرتے ہین اور لوٹ ان
تمام گناہون کیطرف جسمین اللہ کے بندون پر ظلم ہوتا ہے اور انکی بی عزتی ہوتی ہے اور دنیا اکٹھا کی جاتی
ہے ناجائز طریقون سے **باب** بیان خِصَالِ الْمُنَافِقِ منافق کی خصلتون کا بیان **عَنْ** عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا كانت
وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِنْ نِفَاقٍ حَتَّى يَدَعَهَا إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ
وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ وَإِنْ
كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہی خلة

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible]
چار باتیں ہیں جس کسی میں ہوں [illegible]
جب بولے جھوٹ [illegible] اقرار کرے تو [illegible]
تو بات جھگڑے اور [illegible] (ف) [illegible]
تو خیانت کرے نووی نے کہا یہ حدیث کو علما نے مشکل کہا ہے اس وجہ سے کہ کبھی یہ خصلتیں مسلمان میں
پائی جاتی ہیں جو یقین رکھتا ہے ارکان ایمان پر اور اجماع کیا ہے علما نے اس بات پر کہ جو شخص دل سے
یقین رکھے اور زبان سے اقرار کرے ایمان کے ارکان کا پھر یہ چاروں کام کرے تو وہ کافر نہیں ہے منافق [illegible]
جو ہمیشہ جہنم میں رہیگا کس لیے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں [illegible] میں یہ باتیں
موجود تھیں تو محققین علما نے یہ کہا ہے کہ وہی صحیح اور مختار ہے کہ یہ خصلتیں نفاق کی ہیں اور حدیث کا
مطلب یہ ہے کہ جس شخص میں یہ خصلتیں ہوں وہ مشابہ ہو منافقوں کے ان خصائل میں اور اخلاق میں
نفاق یہی ہے کہ ظاہر باطن کے خلاف ہو اور جس شخص میں یہ خصلتیں ہونگی اوسکا ظاہر باطن کے خلاف
ہوگا اور اسکا نفاق اونہی لوگوں کے حق میں اثر کریگا کہ جس سے وہ وعدہ کریگا یا گفتگو کریگا یا جھگڑیگا
یا امانت لیگا اور اسلام کے حق میں یہ نفاق اثر نہ کریگا کیونکہ اسلام میں اسکا ظاہر باطن کے خلاف
نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ان خصلتوں کا رکھنے والا ایسا منافق ہے جو
کافر ہے جسکی سزا ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے اور یہ فرمایا کہ وہ پورا منافق ہوگا اس سے یہ غرض ہے کہ بہت مشابہ
ہوگا منافق کے ان خصلتوں کے سبب سے بعض علما نے کہا ہے یہ حدیث اوس شخص کے باب میں ہے جس پر یہ خصلتیں غالب
وقوع میں آتی ہوں [illegible] اور یہی مختار ہے حدیث کے
معنے میں اور امام ابو عیسی ترمذی نے علما سے [illegible] نقل کیے ہیں کہ مراد حدیث میں عمل کا نفاق ہے نہ اعتقاد
کا نفاق اور ایک جماعت علما نے کہا ہے کہ مراد اس حدیث سے وہ منافق ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
میں تھے اور انہوں نے جھوٹ بولا اپنے ایمان کا [illegible] اور دین کی امانت میں خیانت کی تھی اور وعدہ کیا تھا
[illegible] خلاف وعدگی کی [illegible] کی پیروی کی [illegible]
[illegible]
[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کہا

[illegible] آية المنافق [illegible] کیا ہی یہ ہو کہ مقصود اس حدیث سے ڈرانا
[illegible] اور حکایت کی خطابی نے
[illegible] آپ نے منافقون نفر یا تے فلاں
[illegible] کہتا ہو واسطے حل
[illegible] ضرورت ہی یہ کہ جس شخص میں
[illegible] ہوئے جو ہدایت تو واسطے اٹھنے وقت
[illegible] ہوگا اس [illegible] کی باتون مین بہی وہ طلبی کرے گا زبان
[illegible] اس لیے کہ اوسکا تو یہ قاعدہ ہو گیا ہی
[illegible] حدیث مین اذا حدث کذب و
[illegible] قاعدہ ہو مومن نہین ہو سکتا تحفۃ الاخیار
[illegible] اسلام کا اقرار کرے حضرت کیوقت مین جو
[illegible] اسلام سے لیکن سست اعتقاد اور فسق و
[illegible] ایمان کے لائق تو یہ تھا کہ آدمی ان بدکامون
سے بچتا [illegible] جس مین کچھ ظاہر ہوا اسے سوا اوسکو منافق فرمایا
اخرجه مسلم عن ابی هريرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال آية المنافق ثلاث
اذا حدث كذب واذا وعد اخلف واذا ائتمن خان ترجمه [illegible] ہی رسول
الله صلی الله علیه وسلم نے [illegible] نشانیان تین ہیں [illegible] جب وعدہ کرے تو خلاف
جب امانت [illegible] عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله علیه و
سلم من علامات المنافق ثلاثة اذا حدث كذب واذا وعد اخلف واذا ائتمن خان [illegible] علاوہ
عن العلاء بن عبد الرحمن بهذا الاسناد وقال آية المنافق ثلث وان صام
وصلی وزعم انه مسلم ترجمه [illegible] ہیں کہ منافق کی نشانیان تین ہین اگرچہ روزہ رکھی اور نماز
[illegible] عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم بمثل حديث
[illegible] العلاء [illegible] وان صام وصلی وزعم انه مسلم [illegible]

گذرا **باب** بیان حال ایمان من قال لاخیہ المسلم یا کافر **ترجمہ** جس نے اپنے بھائی مسلمان کو کافر
کہا اوسکے ایمان کا بیان **عن** ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا اکفر الرجل
اخاہ فقد باء بھا احدھما **ترجمہ** عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب
کسی مرد نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو وہ بات دونوں مین سے کسی پر ضرور پلٹے گی **ف** یعنی اگر وہ کافر ہے حقیقت
مین جسکو کافر کہا تو بجا ہوا اور اگر وہ کافر نہین تو اُسوقت کفر کہنے والے پر پلٹ پڑیگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی
اپنی زبان کو روکی رکھے ہر ایک کو بے دلیل یقینی کافر نہ کہے شاید اسی پر پلٹ پڑے اور خدا کے غضب مین گرفتار
ہو ہان یون کہنا مضایقہ نہین کہ فلان شخص کافرون کے سے کام کرتا ہے اگر اوس کے عمل دین کے خلاف ہون اور
اگر کسیکا کفر بدلیل قطعی ثابت ہوگیا ہو اور ضروریات دین کا وہ انکار کرتا ہو تو اُسکو بشوق سے کافر کہے تاکہ کوئی اُسکی راہ
پر نہ چلے اور شریعت محمدی مین خلل نہ پڑے جیسے کہ اس زمانے مین ملحد فقیر ظاہر ہوئے ہین کہ شریعت محمدی پر ہنستے ہین
بیشک وہ کافر ہین انتہے **مترجم** کہتا ہے ہمارے زمانے مین ایک نیا فرقہ مسلمانون مین پیدا ہوا ہے جن
کو نیچری کہتے ہین وہ گو عقل کے تابع اپنے تئین کہتے ہین پر عقل سلیم سے بہرہ نہین رکھتے وہ تمام ضروریات دین سے
فرشتون کا شیطان کا وحی کا معجزات کا انکار کرتے ہین نماز روزہ کو لغو اور بیکار خیال کرتے ہین وہ بلا شبہ
کافر ہین اور کافر بھی کیسے سخت کہ اگر کوئی مسلمان اون کے کفر مین شبہ کرے تو مین ڈرتا ہون کہین وہ خود بھی
کافر نہ ہو جاوے۔ امام نووی نے فرمایا کہ اس حدیث کو بھی بعض علما نے مشکلات مین خیال کیا ہے اس لیے کہ اُس کے
ظاہری معنے مراد نہین کیونکہ اہل حق کا مذہب ہے کہ مسلمان گناہ کرنے سے جیسے قتل یا زنا کرنے سے کافر نہین ہوتا پس
اسیطرح اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہنے سے بھی کافر ہوگا جب تک دین اسلام کے بطلان کا اعتقاد نکرے اور جب یہ
معلوم ہوا تو حدیث کی تاویل کئی صورتون سے کی گئی ہے ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو اس بات کو درست جانے اس
صورت مین کفر پلٹنے سے یہ مراد ہوگا کہ وہ کہنے والا خود کافر ہو جاویگا کیونکہ مسلمان کو کافر کہنا درست جانتا ہے دوسرے
یہ کہ مراد کفر پلٹنے سے یہ ہو کہ اُس کا گناہ اور عیب کہنے والے پر لوٹ جاویگا تیسرے یہ کہ حدیث محمول ہے اون خوارج پر جو
مسلمانون کی تکفیر کرتے ہین اور اس تاویل کو قاضی عیاض نے امام مالک سے نقل کیا ہے اور یہ ضعیف ہے اس
لیے کہ اہل حق کے نزدیک خوارج بھی اور اہل بدعت کیطرح کافر نہین ہین یہی مذہب صحیح اور مختار ہے چوتھی
تاویل یہ ہے کہ مراد پلٹنے سے یہ ہے کہ انجام اوسکا کفر ہوگا اس لیے کہ گناہ گویا کفر کا قاصد ہے اور جو شخص گناہ بہت
کرے تو ڈر ہے کہ گناہون کی نحوست اوسکو کفر تک لیجاوے اور یہ موید ہے اس تاویل کی وہ روایت جو ابو عوانہ نے

نیچری

نے اپنی کتاب مخرج علی صحیح مسلم مین نکالی کہ پہر اگر وہ شخص جسکو اسنے کافر کہا حقیقت مین کافر ہو تو خیر ورنہ کفر لوٹ آویگا اسپر اور ایک روایت مین ہی جب اپنے بہائی کو کافر کہا تو دونون مین سی ایک پر کفر واجب ہو گیا پانچوین تاویل یہ ہی کہ مراد پلٹنے سی اوسکی تکفیر کا پلٹنا ہے یعنی اوسنے جو ایک مسلمان کو کافر کہا اور وہ کافر نہین تو گویا اسنے خود اپنی تکفیر کی اس لیے کہ کہنے والا بہی مثل اوسکی ایک مسلمان ہی انتہے ما قال النووی **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا امْرِئٍ قَالَ لِأَخِيهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بہائی کو کافر کہکر پکارے تو کفر آجاویگا دونون مین سی ایک پر اگر وہ شخص جسکو اس نے پکارا کافر ہے تو خیر (کفر اوسی پر رہیگا) ورنہ لوٹ آویگا پکارنے والے پر **عَنْ** أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَى لِغَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ إِلَّا كَفَرَ وَمَنِ ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ أَوْ قَالَ عَدُوَّ اللّٰهِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ **ترجمہ** ابو ذر غفاری (جندب بن جنادہ یا بریر) سے روایت ہی انہون نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرمایا جو شخص اپنے تئین بیٹا کہے کسی کا اور جانتا ہو کہ اسکا بیٹا نہین ہی (یعنے اپنے باپ کے سوا کسی اور کو باپ بتلاوے جان بوجہکر) تو وہ کافر ہو گیا **ف** نووی نے کہا اسکی تاویل دو طرح ہے ایک تو یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو اس امر کو حلال اور جائز جانے دوسرے یہ کہ کفر سے مراد کفر شرعی نہین ہے جو قابل ہی اسلام کے بلکہ کفر سے مقصود کفران ہی یعنے ناشکری اور احسان فراموشی اس لیے کہ باپ کا حق اوسنے فراموش کیا اور غیر کو باپ بنایا اور اسکی نظیر دوسری حدیث مین ہی آپنے فرمایا عورتونکو وہ کفر کرتی ہین یعنی ناشکری کرتی ہین خاوند کی انتہے **ف** اور جس شخص نے دعوی کیا اوس چیز کا جو اوسکی نہین ہی وہ ہم مین سی نہین ہے اور بنا لیوے وہ ٹہکانا اپنا جہنم مین **ف** اوسکی نہین ہے یعنی وہ جانتا ہے کہ یہ شی میری نہین ہی خواہ وہ شی کسی کی ہو یا نہ ہو اسپر دعوی کرے کہ میری ہے تو وہ ہم مین سے نہین ہی یعنی ہماری راہ اور طریقے پر نہین ہے کیونکہ اسلام کی شان سی جہوٹا دعوی کرنا بہت بعید ہے جیسی باپ بیٹے سے کہتا ہے تو میرا نہین ہے یعنی میری وضع اور چال پر نہین ہے اور جہنم مین ٹہکانا بنانے سی یہ غرض ہے کہ سزا اس قصور کی جہنم ہے پہر اگر خدا چاہے تو معاف کردیوے اور توبہ سی بہی معاف ہو سکتا ہے (نووی) **ف** اور جو شخص کسیکو کافر کہکر بلاوے یا یہ کہے اے دشمن خدا کے اور وہ (جسکو اس نام سی پکارا) ایسا نہو (یعنے کافر نہو) تو وہ کفر پلٹ آویگا پکارنیوالے پر **باب** بیان

بابُ بیان حالِ ایمانِ من رغب عن ابیہ وھو یعلم

قال ایمان من رغب عن ابیہ وھو یعلم ترجمہ

باپ بناوے جان بوجھکر اوس کے ایمان کا حال عن ابی عثمان

سلم قال لا ترغبوا عن ابائکم فمن رغب عن ابیہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت نفرت کرو اپنے باپون سے

بناوے جو شخص نفرت کرے اپنے باپ سے وہ کافر ہو گیا

ادعی زیاد لقیت ابا بکرۃ فقلت لہ ما ھذا الذی صنعتم

یقول سمع اذنای من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو یقول من ادعی

غیر ابیہ یعلم انہ غیر ابیہ فالجنۃ علیہ حرام فقال ابو بکرۃ وانا سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ ابو عثمان (نہدی عبد الرحمن بن مل) سے روایت ہے جب زیاد کا دعوی کیا گیا بیٹا تھا عبید ثقفی کا اور زیاد مین سے تھا حضرت علی کے پھر معاویہ نے اسکو اپنے باپ ابو سفیان کا نطفہ قرار دیا اور زیاد نے قبول کر لیا اور معاویہ کا بھائی بن بیٹھا **ف** تو مین ابو بکرہ سے ملا (زیاد ان کا ماں کی طرف سے بھائی تھا) اور مین نے کہا یہ تم نے کیا کیا (یعنے تمہارے بھائی نے) مین نے سعد بن ابی وقاص سے سنا وہ کہتے تھے میرے کان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جس نے اسلام مین اپنے باپ کے سوا اور کسی کو باپ بنایا تو جنت اوسپر حرام ہے **ف** اگر وہ اس امر کو درست جانکر ایسا کرے یا اوسکے فعل کی جزا یہی ہے کہ جنت حرام ہوگی اوسپر اوس وقت جب اچھے لوگ جنت مین داخل ہونگے پھر خدا چاہے تو جزا اوسکو دیوے یا معاف کرے (نووی) **ف** ابو بکرہ نے کہا مین نے خود سنا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** ابو بکرہ نے اس گناہ کی وجہ سے زیاد سے ملنا چھوڑ دیا اور قسم کھالی کہ زیاد سے کبھی بات نکرونگا (نووی) سراج الوہاج مین ہے کہ لوگون نے اس باب مین بڑی ڈھیل کی ہے یہانتک کہ بعض لوگ دوسرون کی اولاد بن بیٹھے ہین اور وہ جانتے ہین کہ ہم انکی اولاد مین نہین اور بادشاہون اور امیرون اور نوابون مین حرام کی نسل بہت پھیلی ہے اور باوجود اسکے وہ اپنے تئین نسبت دیتے ہین باپون کیطرف حالانکہ وہ اولاد ہین اپنی ماؤن کی اور باپ کی اولاد نہین ہین اور بعضون نے اپنے تئین سید بنا لیا ہے دنیا کے طمع سے حالانکہ وہ بنی فاطمہ نہین ہین اور وہ جانتے ہین اس بات کو لیکن دنیا کی وجاہت اور عزت کے خیال سے یہ طوفان جوڑتے ہین اور اکثر ایسی ہلاکت اور تباہی مین امیر اور مفلس پڑ جاتے ہین امیر تو اپنی شان بڑھانے کے لیے اور مفلس پیسہ کمانے کے لیے اور یہ نہین ہے مگر شیطان کے تسلط سے جس نے

اُن کے عقلون کو بیٹ دیا ہے اور گمراہ کر دیا ہے خدا نیک اونکی ہدایت کرے **عَنْ** سَعْدٍ وَّاَبِیْ بَکْرَۃَ
کِلَیْهِمَا یَقُوْلُ سَمِعَتْهُ اُذُنَایَ وَوَعَاهُ قَلْبِیْ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰی اِلٰی
غَیْرِ اَبِیْهِ وَهُوَ یَعْلَمُ اَنَّهٗ غَیْرُ اَبِیْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَیْهِ حَرَامٌ **ترجمہ** سعد اور ابوبکرہ دونون سے روایت
ہے ہمنے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کانون نے سنا اور دل نے یاد رکہا آپ فرماتے تھے جو شخص باپ بناوے کسی
اور کو اپنے باپ کے سوا تو جنت اسپر حرام ہے یعنی روکا جاویگا وہ جنت سے **ف** مراد یہ ہے کہ اپنا نسبی باپ یا دوسرے
کو بتاوے یعنی اس کے نطفے سے اپنی تئین کہے اور شفقت کی راہ سے دوسرے کو باپ کہہ سکتا ہے **باب** بیان
قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ کُفْرٌ مسلمان کو گالی دینا برا کہنا گناہ ہے اور
اُس سے لڑنا کفر ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ
الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُهٗ کُفْرٌ قَالَ زُبَیْدٌ فَقُلْتُ لِاَبِیْ وَائِلٍ اَنْتَ سَمِعْتَهٗ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ یَرْوِیْهِ
عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَیْسَ فِیْ حَدِیْثِ شُعْبَةَ قَوْلُ زُبَیْدٍ لِاَبِیْ وَائِلٍ
ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا (یا اوسکا عیب بیان
کرنا) فسق ہے (یعنے گناہ ہے اور ایسا کرنیوالا فاسق ہو جاتا ہے) اور اُس سے لڑنا کفر ہے **ف** نووی نے
کہا مسلمان کو ناحق برا کہنا حرام ہے باجماع امت اور ایسا کا مرتکب فاسق ہے لیکن مسلمان سے لڑنا کفر نہیں ہے
اہل حق کے نزدیک جیسے ہم اوپر کئی جگہہ بیان کر چکے تو حدیث کی تاویل کئی طرح ہے ایک یہ ہے کہ حلال جانکر
لڑے دوسرے یہ کہ کفر سے مراد ناشکری ہے نہ کفر شرعی تیسرے یہ کہ انجام اوسکا کفر ہے چوتھے یہ کہ یہ فعل ہے کافرون کا
السراج الوہاج مین ہے کہ یہ حدیث دلیل ہے روافض کے فسق کی اور جو اُنکی مثل ہین اہل بدعت اور مشرک اور اتقیا
مین سے جو برا کہتے ہین صحابہ اور علماء سلف اور اہل حدیث کو اور دلیل ہے اُن لوگون کے کفر کی جو مسلمانون سے
لڑتے ہین جیسے خوارج اور نواصب اور شیعہ اور مقلدین اپنے اپنے مذہب کی حمایت مین مترجم کہتا ہے اس
حدیث پر مسلمانون کو التفات کرنا چاہیے اور ذری ذری بات پر جو وہ مسلمانون سے لڑائی پر مستعد ہو جاتے
ہین تو دیکھنا چاہیے کہ یہ لڑائی اونکا درجہ کہانتک پہونچاتی ہے ایک امر مستحب یا سنت کے لیے لڑ کر اپنے تئین
کافر بنانا انتہا کا جہل اور غلو ہے خدا بچاوے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
بِمِثْلِهٖ **ترجمہ** دوسری روایت بھی عبد اللہ بن مسعود سے ایسی ہی ہے **عَنْ** جَرِیْرٍ قَالَ قَالَ لِیْ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ کُفَّارًا

حال ایمان من رغب عن ابیہ وھو یعلم ترجمہ جو شخص [illegible]
کو باپ بناوی جان بوجہکر اوسکے ایمان کا حال عن ابی [illegible]
وسلم قال لا ترغبوا عن اباٰئکم فمن رغب عن ابیہ [illegible]
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت نفرت کرو اپنی باپون سے (یعنی [illegible])
بناو جو شخص نفرت کرے اپنی باپ سے وہ کافر ہوگیا (۲) اسکو یعنے [illegible]
ادعی زیاد لقیت ابا بکرۃ فقلت لہ ما ھذا الذی صنعتم انی سمعت [illegible]
یقول سمع اذنای من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو یقول من ادعی ابا فی الاسلام
غیر ابیہ یعلم انہ غیر ابیہ فالجنۃ علیہ حرام فقال ابو بکرۃ وانا سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ترجمہ ابو عثمان (نہدی عبد الرحمن بن مل) سی روایت ہی جب زیاد کا دعوی کیا گیا ف [illegible]
بیٹا تہا عبید ثقفی کا اور یاروں مین سی تہا حضرت علی کے پہر معاویہ نے اسکو اپنی باپ ابو سفیان کا نطفہ قرار دیا
اور زیاد نے قبول کرلیا اور معاویہ کا بہائی بن بیٹہا ف تو مین ابو بکرہ سی ملا (زیاد ان کا مادری بہائی
تہا) اور مین نے کہا یہ تم نے کیا کیا (یعنے تمہاری بہائی نے) مین نے سعد بن ابی وقاص سے سنا وہ کہتی تہے میرے
کان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہی آپ فرماتے تہے جسنے اسلام مین اپنے باپ کے سوا اور کسی کو
باپ بنایا تو جنت اوسپر حرام ہے ف اگر وہ اس امر کو درست جانکر کرے یا اوسکے فعل کی جزا یہ ہے کہ جنت
حرام ہوگی اوسپر اوس وقت جب اچہی لوگ جنت مین داخل ہونگے پہر خدا چاہے تو یہ جزا اوسکو دیوے یا معاف کردیوے
(نووی) ف ابو بکرہ نے کہا مین نے بہی سنا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ف پہر ابو بکرہ نے اس گناہ
کی وجہ سی زیاد سی ملنا چہوڑ دیا اور قسم کہالی کہ زیاد سی کبہی بات نکرونگا (نووی) سراج الوہاج مین ہی کہ لوگون نے
اس باب مین بڑی ڈہیل کی ہے یہانتک کہ بعض لوگ دوسرون کی اولاد مین بن بیٹہی ہین اور وہ جانتے ہین کہ
ہم انکی اولاد مین نہین اور بادشاہون اور امیرون اور نوابون مین حرام کی نسل بہت پہیلی ہے اور باوجود اسکے وہ
اپنی تئین نسبت دیتی ہین باپون کیطرف حالانکہ وہ اولاد ہین اپنی ماؤن کی اور باپ کی اولاد نہین ہین اور بعضون
نے اپنی تئین سید بنا لیا ہی دنیا کے طمع سی حالانکہ وہ بنی فاطمہ نہین ہین اور وہ جانتے ہین اس بات کو لیکن دنیا
کی وجاہت اور عزت کی خیال سی یہ طوفان جوڑتے ہین اور اکثر ایسی ہلاکت اور تباہی مین امیر اور مفلس پڑ جاتی ہین
امیر تو اپنی شان بڑہانے کے لیے اور مفلس پیسہ کمانے کے لیے اور یہ نہین ہے مگر شیطان کے تسلط سی جسنے

اُنہکے عقلون کو میٹ دیا ہے اور گمراہ کردیا ہے خدا نیک راہ کی ہدایت کرے **عَنْ** سَعْدٍ وَ اَبِی بَكْرَةَ
كِلَيْهِمَا يَقُولُ سَمِعَتْهُ اُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنِ ادَّعٰى اِلٰى
غَيْرِ اَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهُ غَيْرُ اَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ **ترجمہ** سعد اور ابو بکرہ دونون سے روایت
ہے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کانون نے سنا اور دل نے یاد رکہا آپ فرماتے تھے جو شخص باپ بناوے کسی
اور کو اپنے باپ کے سوا تو جنت اسپر حرام ہے یعنی روکا جاویگا وہ جنت سے) **ف** مراد یہہ ہے کہ اپنا نسبی باپ دوسرے
کو بتاوے یعنی اس کے نطفے سے اپنے تئین کہے اور شفقت کی راہ سے دوسرے کو باپ کہہ سکتا ہے **باب** بَيَانِ
قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ مسلمان کو گالی دینا برا کہنا گناہ ہے اور
اُس سے لڑنا کفر ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ
الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ قَالَ زُبَيْدٌ فَقُلْتُ لِاَبِي وَائِلٍ اَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ يَرْوِيهِ
عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ قَوْلُ زُبَيْدٍ لِاَبِي وَائِلٍ
ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا (یا اوسکا عیب بیان
کرنا) فسق ہے (یعنے گناہ ہے اور ایسا کرنیوالا فاسق ہوجاتا ہے) اور اُس سے لڑنا کفر ہے **ف** نووی نے
کہا مسلمان کو ناحق برا کہنا حرام ہے باجماع امت اور اسکا مرتکب فاسق ہے لیکن مسلمان سے لڑنا کفر نہین ہے
اہل حق کے نزدیک جیسے ہم اوپر کئی جگہہ بیان کرچکے تو حدیث کی تاویل کئی طرح پر ہے ایک یہہ ہے کہ حلال سمجھکر
لڑے دوسرے یہ کہ کفر سے مراد ناشکری ہے نہ کفر شرعی تیسرے یہ کہ انجام اوسکا کفر ہے چوتھے یہ کہ یہ فعل ہے کافرون کا
السراج الوہاج مین ہے کہ یہ حدیث دلیل ہے روافض کے فسق کی اور جو انکی مثل ہین اہل بدعت اور منکر اور تقلید
مین سے جو برا کہتے ہین صحابہ اور علماء سلف اور اہل حدیث کو اور دلیل ہے اُن لوگون کے کفر کی جو مسلمانون سے
لڑتے ہین جیسے خوارج اور نواصب اور شیعہ اور مقلدین اپنے اپنے مذہب کی حمایت مین **مترجم** کہتا ہے اس
حدیث پر مسلمانون کو التفات کرنا چاہیے اور ذرا ذرا سی بات پر جو وہ مسلمانون سے لڑائی پر مستعد ہو جاتے
ہین تو دیکہنا چاہیے کہ یہ لڑائی اونکا درجہ کہانتک پہونچاتی ہے ایک امر مستحب یا سنت کیلیے لڑ کر اپنے تئین
کافر بنانا انتہا کا جہل اور غلو ہے خدا بچاوے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِمِثْلِهِ **ترجمہ** دوسری روایت بھی عبد اللہ بن مسعود سے ایسی ہی ہے **عَنْ** جَرِيرٍ قَالَ قَالَ لِي
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا

ن بَابُ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ **ترجمہ** جریر بن عبداللہ بجلی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا حجۃ الوداع میں (یعنے آخری حج میں وداع کا حج اسکو اسلیے کہتے ہیں کہ آپنے لوگوں کو رخصت کیا اسی حج میں اور دین کے احکام بتلائے اور دوسرے سال آپ کی وفات ہوئی) چپ کرو لوگوں کو (تاکہ وہ سنیں اس ضروری بات کو) پھر فرمایا میرے بعد (یعنے اس موقف کے بعد یا وفات کے بعد) کافر بن جانا ایک دوسرے کی گردنیں مار کر **ف** یعنے اتفاق سے رہنا اور سب ملکر کافروں سے لڑنا تاکہ اسلام کو ترقی ہو اور جو پھوٹ کرو گے اور آپس ہی میں ایک دوسرے کو مارو گے تو خود کافر ہو جاؤ گے امام نووی نے کہا اس حدیث کی تفسیر میں سات قول ہیں ایک یہ مراد وہ لوگ ہیں جو آپس میں لڑنا درست جانیں ناحق وہ تو بلاشبہ کافر ہیں دوسرے یہ کہ مراد کفر سے ناشکری ہے اسلام کے حق کی تیسرے یہ کہ وہ کفر سے قریب ہو جاویں گے اور یہ فعل انکو کفر تک پہونچا دیگا چوتھے یہ کہ یہ فعل کافروں کا سا ہے پانچویں یہ کہ مراد کفر ہے حقیقۃً اور غرض آپ کی یہ ہے کہ میرے بعد کافر نہو جانا اسلام پر قائم رہنا چھٹے وہ جو حکایت کیا خطابی وغیرہ نے کہ مراد کفار سے سلح پوش ہیں یعنے ہتیار بند ہو کر ایک دوسرے کی گردن نہ مارنا اور کافر سلاح پوش کو بھی کہتے ہیں ساتویں یہ کہ مت کافر کہنا ایک دوسرے کو پھر گردنیں مارو کفر کے بہانے سے اور سب میں ظاہر چوتھی تاویل ہے اور اسکو اختیار کیا ہے قاضی عیاض نے **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ **ترجمہ** عبداللہ بن عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی روایت کیا ہے **عَنْ** عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَيْحَكُمْ أَوْ قَالَ وَيْلَكُمْ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ **ترجمہ** عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حجۃ الوداع میں ویحکم یا ویلکم **ف** قاضی عیاض نے کہا یہ دونوں کلمے عرب کے لوگ تعجب اور درد میں استعمال کرتے ہیں سیبویہ نے کہا ویل اوسکے لیے کہتے ہیں جو تباہی میں پڑ جاوے اور ویح رحم کے لیے اور منقول ہے اون سے کہ ویح زجر ہے اوس شخص کے لیے جو ہلاکت کے قریب ہو اور ان کلموں سے بددعا مقصود نہیں ہے فقط رحم اور تعجب مقصود ہے اور حضرت عمر سے مروی ہے کہ ویح رحمت کا کلمہ ہے اور ہروی نے کہا کہ ویح اوس شخص کے لیے کہتے ہیں جو مصیبت میں پڑ جاوے اور اوس کے سزاوار نہو اور ویل اوس کے لیے جو سزاوار ہو تو ویح سے رحم مقصود ہوتا ہے اور ویل سے نہیں (نووی) **ت** مت ہو جانا میرے بعد کافر گردنیں مارنے لگو ایک دوسرے کی **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ شُعْبَةَ عَنْ وَاقِدٍ **ترجمہ** ابن عمر سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

باب اِطْلَاقِ اسْمِ الْكُفْرِ عَلَى الطَّعْنِ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةِ

نسب مین طعنہ کرنے والے پر اور میت پر چلا کر رونے والے پر کفر کا اطلاق **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اثْنَتَانِ فِی النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ اَلطَّعْنُ فِی النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةُ عَلَی الْمَيِّتِ (ن اثنتان) **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو باتین لوگون مین موجود مین اور وہ کفر ہین ایک طعنہ کرنا نسب مین **ف** یعنی کسی کی ذات پر تہمت لگانا کہ وہ شریف نہین ہین یا اون کا خاندان برا ہے یا لونڈی کے جنے ہین یہ سب کافرون کی تقلید ہے کیونکہ عرب کے کفار زمانہ جاہلیت مین اپنے حسب نسب پر (تقلید) بڑا فخر کیا کرتے تھے اور دوسرون کی نسب پر طعن تشنیع کرتے تھے مسلمانون کو ہرگز یہ بات سزاوار نہین اسلیے کہ سب بنی آدم ہین اور فضیلت اور بزرگی علم اور اعمال صالحہ سے ہے اور قیامت مین بھی ہر شخص کو اسکی عمل کام آوینگے ذات اور نسب کچہ کام نہ آویگا جیسے دوسری حدیث مین صاف مصرح ہے **ت** دوسری چلا کر رونا میت پر اُسکے اوصاف بیان کرکے جسکو نوحہ کہتے ہین) **ف** نووی نے کہا ان دونون کے کفر ہونے سے یہہ مراد ہے کہ وہ کافرون کے فعل ہین اور جاہلیت کی عادات ہین یا یہ مودی ہوتے ہین طرف کفر کی یا مراد کفران نعمت ہے اور ناشکری یا حلال جانکر کرنا ان کامون کو وہ بلاشبہہ کفر ہے اور اس حدیث سے بڑی برائی نکلی نوحہ کی اور نسب مین طعن کرنیکی اور ہر ایک کے باب مین مشہور حدیثین آئی ہین

بَابُ تَسْمِيَةِ الْعَبْدِ الْآبِقِ كَافِرًا غلام اپنے مولی کے پاس سے بھاگ جاوے اوسکو کافر کہنا **عَنْ** مَنْصُوْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيْرٍ اَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ اَيُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ مِنْ مَوَالِيْهِ فَقَدْ كَفَرَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ مَنْصُوْرٌ قَدْ وَاللّٰهِ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ يُرْوٰى (ب رواه عن رسول الله) عَنِّيْ هٰهُنَا بِالْبَصْرَةِ **ترجمہ** منصور بن عبد الرحمن (اشل غدانی بصری ثقہ کہا اوسکو احمد بن حنبل اور یحیی بن معین نے اور ضعیف کیا اوسکو ابو حاتم نے) سنا شعبی سے انہون نے سنا جریر سے وہ کہتے تھے جو غلام اپنے مالکون کے پاس سے بھاگ جاوے وہ کافر ہوگیا (یہان کفر سے مراد ناشکری ہے کیونکہ اس نے اپنے مالک کا حق ادا نکیا) جبتک لوٹ کر نہ آوے اونکے پاس منصور نے کہا قسم خدا کی یہ حدیث تو مرفوعًا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے (پر مین نے یہان موقوفًا بیان کی جریر کا قول) لیکن مجھ برا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث مجھ سے روایت کی جاوے اس جگہہ بصری مین **ف** یہ منصور نے خاص خاص لوگون سے کہدیا اور مرفوعًا روایت کرنا انہون نے اس لیے برا جانا کہ بصرے مین اُس زمانے مین خوارج کا زور تھا جو گناہ کبیرہ کرنیوالے کو کافر کہتے اور ہمیشہ کے جہنم کا مستحق کرتے تو منصور کو ڈر ہوا کہین خوارج اس حدیث سے سند نہ پکڑین اور اوپر ہم خوارج کا مذہب اور

اوسکا بطلان بیان کرچکے ہین (نووی) **عَنْ** جَرِیْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَیُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْہُ الذِّمَّۃُ **ترجمہ** جریر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جو غلام بھاگ جاوے اوس سے ذمہ اتر گیا (یعنی اسلام کی پناہ جاتی رہی یا پہلے جو اوسکی رعایت ہوتی تہی وہ نہ ہوگی اور
مالک کو اختیار رہا جاویگا اوسکی ضرب اور حبس کا) **عَنْ** جَرِیْرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ
اِذَا اَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَہٗ صَلٰوۃٌ **ترجمہ** جریر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب
غلام بھاگ جاوے تو اوسکی نماز قبول نہ ہوگی **ف** امام مازری نے اسکی تاویل کی ہے اور قاضی عیاض
نے انکی پیروی کی ہے وہ یہ ہے کہ حدیث محمول ہے اُس غلام پر جو بھاگنے کو حلال سمجھے وہ تو کافر ہے اوسکی توبہ
قبول نہین اور شیخ ابو عمرو نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ خواہ وہ حلال سمجھے یا نہ سمجھے اوسکی نماز قبول
نہین اور قبول نہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ نماز درست نہ ہو کیونکہ قبول نہ ہونا باعث ہے سقوط ثواب کا اور صحیح
نہ ہونا باعث ہے وجوب قضا کا نووی نے کہا یہ کلام بیشک عمدہ ہے اور ہمارے جمہور علما نے کہا ہے کہ مغصوب
گہر مین نماز صحیح ہے مگر ثواب نہ ہوگا اور فتاوی ابی النصر مین ہمنے دیکہا کہ عراق کے اصحاب کا یہ قول محفوظ ہے
کہ مغصوب گہر مین نماز صحیح ہے اور فرض ذمہ سے ساقط ہو جاویگی پر ثواب نہ ہوگا ابو منصور نے کہا کہ خراسان کے
علما نے اسمین اختلاف کیا بعضون نے کہا نماز ہی صحیح نہ ہوگی انتہے **باب** بَیَانِ کُفْرِ مَنْ قَالَ مُطِرْنَا
بِالنَّوْءِ کافر ہونا اُس شخص کا جو کہے پانی پڑا تارون کی گردش سے **عَنْ** زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُہَنِیِّ
قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃَ الصُّبْحِ بِالْحُدَیْبِیَۃِ فِیْ اِثْرِ سَمَاءٍ کَانَتْ
مِنَ اللَّیْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ فَقَالَ ھَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّکُمْ قَالُوا اللّٰہُ
وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِیْ مُؤْمِنٌ بِیْ وَکَافِرٌ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا
بِفَضْلِ اللّٰہِ وَرَحْمَتِہٖ فَذٰلِکَ مُؤْمِنٌ بِیْ کَافِرٌ بِالْکَوْکَبِ وَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ کَذَا
وَکَذَا فَذٰلِکَ کَافِرٌ بِیْ مُؤْمِنٌ بِالْکَوْکَبِ **ترجمہ** زید بن خالد جہنی سے روایت ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہائی صبح کی ہمارے ساتہہ حدیبیہ مین (جو ایک مقام کا نام ہے قریب مکہ کے
اور رات کو پانی پڑچکا تہا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگون کیطرف مخاطب ہوئے اور فرمایا تم جانتے ہو
تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا اونہون نے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے آپ نے کہا اللہ تعالی
نے فرمایا میرے بندون مین سے بعضون کی صبح ایمان پر ہوئی اور بعضون کی کفر پر تو جس نے کہا پانی

اللہ کی فضل اور رحمت سے وہ ایمان لایا مجہپر اور کافر ہوا تارون سے اور جس نے کہا پانی پڑا تارون کی گردش سے وہ کافر
ہوا میرے ساتھہ اور ایمان لایا تارون پر **ف** نووی نے کہا اختلاف کیا علما نے اوس شخص کے باب مین
جو کہے پانی پڑا تارون کی حرکت سے بعضون نے کہا وہ درحقیقت کافر ہوگیا اور اسلام سے نکل گیا اور یہ اوس
صورت مین ہے جب کہنے والا تارون کو فاعل اور موثر سمجھتا ہو پانی برسانے کے لیے جیسی جاہلیت کے لوگون کا
اعتقاد تہا اور جو شخص ایسا اعتقاد رکہے اوسکے کفر مین کچہ شک نہین اور اسی قول کیطرف جمہور علما گئے
ہین اون مین سے ہین امام شافعی اور یہی ظاہر ہے حدیث سے اور ان لوگون نے کہا ہے اگر کوئی کہے کہ تارون
کی گردش سے پانی پڑا لیکن اوسکا اعتقاد یہ ہو کہ پانی برسانیوالا اللہ ہے اور اوسی کی رحمت سے پانی پڑتا ہے
اور تارہ اگر کچہ ہو تو ایک نشانی ہے پانی پڑنیکی تو وہ کافر نہوگا گو ایسا کہنا مکروہ تنزیہی ہے پر گناہ نہین
ہے مین اور سبب کراہت کا یہ ہے کہ یہ کلمہ متشابہ ہے کافرون کے کلمے کے اور شعار ہے جاہلیت کا اور بعضون
نے کہا کہ کفر سے مراد ناشکری ہے اور مطلب یہ ہے کہ اوس نے ناشکری کی خدا کی لیکن یہ اوسی صورت مین ہے
جب کہنے والا تارے کو فاعل موثر نہ جانتا ہو اور موید ہے اس تاویل کی وہ جو دوسری روایت مین ہے کہ صبح
کی بعضون نے شکر پر اور بعضون نے کفر پر اور ایک روایت مین ہے کہ مین نے کوئی نعمت اپنے بندون کو نہین
دی پر بعضے ان مین کے صبح کو کافر ہوئے اور ایک روایت مین ہے کہ آسمان سے کوئی برکت اللہ نے نہین اوتارے
پر بعضے کافر ہوئے اوسکے ساتھہ تو مراد اس سے کفران نعمت ہی ہے اور نوء کا لفظ جو حدیث مین آیا ہے اس
مین بڑی گفتگو ہے خلاصہ بیان کیا ہے اسکا شیخ ابو عمرو بن الصلاح نے انہون نے کہا نوء تارے کو
نہین کہتے بلکہ نوء کے معنے ڈوبنا یا نکلنا اور اصل یہ ہے کہ اٹھائیس تارے ایسے ہین جنکا نکلنا تمام سال مین معین
اور معروف ہے اور وہی اٹھائیس منازل مین قمر کی یعنے چاند کی ہر تیرہ رات کے بعد ایک تارہ ان مین
سے مغرب کیطرف ڈوب جاتا ہے اور دوسرا مقابل اوسکے اوسیوقت مشرق مین نکلتا ہے تو جاہلیت
کے لوگ یہ اعتقاد رکہتے تہے کہ جب پانی پڑتا تو اوس تارے کیطرف نسبت دیتے جو ڈوب جاتا اور اصمعی نے
کہا کہ اوس تارے کیطرف جو نکلتا مشرق سے ابو عبید نے کہا نوء سے ڈوبنا اسی مقام پر مراد ہے پہر کبھی نوء خود
تارے کو کہتے ہین زجاج نے کہا جو تارے مغرب کیطرف ڈوبین انکو نوء کہتے ہین اور جو مشرق کیطرف نکلین انکو
بارح کہتے ہین انتہے ماقال النووی **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ اَلَمْ تَرَوْا اِلٰی مَاقَالَ رَبُّکُمْ قَالَ مَا اَنْعَمْتُ عَلٰی عِبَادِیْ مِنْ نِّعْمَةٍ اِلَّا اَصْبَحَ فَرِیْقٌ

بالکوکب وبالکوکب

مِنْهُمْ بِهَا كَافِرِيْنَ يَقُوْلُوْنَ الْكَوَاكِبُ وَبِالْكَوَاكِبِ **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نہین دیکھتے جو فرمایا تمہارے رب نے فرمایا اُس نے مین نے کوئی نعمت نہین دی
اپنے بندون کو مگر ایک فرقے نے اُن مین سے صبح کو اوسکا انکار کیا اور کہنے لگے تارے **ف** یعنی تارون کے پہرنے
کو اُس نعمت کی علت قرار دی اب تک دنیا مین ایسے ضعیف الاعتقاد ناسمجہ لوگ موجود ہین جو ہر شخص کی بہلائی
برائی کو اوس کے ستارے کیطرف منسوب کرتے ہین اور قمر اور شمس اور سبعہ سیارہ کی حرکات کو خاص انسان
اور آدمیون کے لیے مفید اور مضر سمجہتے ہین انہین شک نہین کہ اللہ تعالی نے ان بڑے بڑے جسمون کو
بیکار پیدا نہین کیا اور چاند اور سورج کی وجہ سے منجملہ ہزارون فائدون کے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اون سے
نباتات اور حیوانات کی پرورش ہوتی ہے یہ تاثیر سب نباتات اور حیوانات پر بطور عموم ہے جیسے انگار یا
پانی کی تاثیر انگار اور پانی کیطرح آفتاب اور چاند کو بھی سمجہنا چاہیے کچہ آفتاب یا چاند انسان کیطرح عقل نہین
رکہتے نہ جانین کہ بعضون کو نفع پہونچاوین اور بعضون کو نقصان اور جو اجرام علویہ کو طاقت دار اور صاحب
قوت خیال کرتے ہو تو زمین بیچاری نے کیا قصور کیا ہے کہ وہ کسی کو نفع اور ضرر نہین پونچا سکتی حالانکہ
بنا بر ہیات جدیدہ کے زمین اور اور سیارون مین کوئی امتیاز نہین ہے ۔ اصل یہ ہے کہ زمانہ سابق مین
جب الآت اور دوربینین ایسی نہ تہین تو لوگون نے صرف آنکہون سے کام لیا تہا اور جہانتک اونکی آنکہون
نے کام کیا وہ یہ تہا کہ انہون نے سات تارے سیارے نکالے اور باقی ثوابت اور چاند اور سورج کو بہی ایک
ایک سیارہ خیال کیا اسی طرح پانچ سیارے اور یعنی عطارد اور زہرہ اور مشتری اور مریخ اور زحل اور چونکہ یہ اجسام
نہایت بلند اور اونچے اور چمکتے ہوئے نظر آئے اور اُنکی دورات ہمیشہ مختلف منازل مین زمین کے گرد پائی
گئے اس سے عوام کیا بہت سے خواص فلاسفہ اور حکما کو بہی یہ خیال گذرا کہ یہ اجسام عقل اور نفس رکہتے ہین
اونہون نے زمین کے مختلف واقعات اور حادثات کو جنکے اسباب پوشیدہ تہے ان سیارون کیطرف منسوب
کیا پہر یہ خیال بڑہتے بڑہتے یہانتک بڑہا کہ صابئین اور کلدانی اور مصری لوگون نے چاند اور سورج اور اور
سیارون کی پرستش شروع کر دی اور شرک مین گرفتار ہوئے اللہ تعالی نے جب اسلام کی روشنی دنیا مین
پہیلائی اور یہ اعتقاد مٹنا شروع ہوا اور حضرت نے صاف فرمایا کہ منجمین جہوٹے ہین بعد اوس کے جب ہیات کی
زیادہ تحقیقات ہوئی اور بڑے بڑے آلات اور دوربینین ایجاد ہوئین تب سے تو اس اعتقاد کی جڑ اکہڑ گئی کیونکہ
سوا ان سیارون کے اور کئی سیارے نظام شمسی مین معلوم ہوئے جیسے ہرشل اور نپچون اور جونو اور وسٹا اور

یورانس اور آفتاب مرکز عالم ٹھہرا اور زمین بھی ان سیاروں کیطرح ایک سیارہ قرار پائے اور چاند زمین کے تابع قرار پایا پھر سارا کارخانہ جو ہزاروں برس سے منجمین نے قائم کیا تھا اولٹ پلٹ اور چوپٹ ہو گیا اور محال ہی کہ مشتری اور مریخ اور زحل وغیرہ کی تاثیر تو خاص خاص آدمیوں پر ہوتی ہو اور سیرنیا اور پالس اور یورانس وغیرہ کی نہ ہوتی تو حالانکہ وہ بہی اون کیطرح سیارہ زمین پر محال ہی کہ زمین جسپر ہم سب بستے ہیں اور وہ بہی ایک سیارہ ہے اسکی تاثیر ہم پر نہ ہو اور ان سیاروں کی بابت اسقدر تعجب ہے کہ ہمارے اوپر قدرت اور طاقت ہو دور کے ڈہول سہاوے نے زمین بیچاری گہر کی مرغی ہے اوس کی کوئی قدر اور منزلت نہیں اوسکو کہودتے ہیں کوٹتے ہیں مارتے ہیں اوسپر چلتے ہیں پاؤں سے روندتے ہیں پہر دور کے تارے چمکتے اور اونچے دیکھکر مقدس اور پاکیزہ خیال کیے جاتے ہیں حالانکہ ان سیاروں پر اگر جانا ہو سکے تو صاف معلوم ہو جاوے کہ بعضے ان میں سے زمین سے بہی میلے اور کیچڑ اور غار اور پہاڑ دار ہیں خود چاند میں دوربین سے اتنی بڑی بڑی غار معلوم ہوتی ہے کہ ہزارہا صدہا میل کی اونکی گہرائی ہے معاذ اللہ وہ کیسی مہیب اور تاریک ہونگی اور دوسرے چاند کا وہ حسن ہے کہ معشوقوں کے منہ کو اس سے تشبیہ دیتے ہیں یہی حال ہر انسان کا وہ بغیر غور اور فکر کیے ہوئے اور بغیر اپنے فکر کو میزان مقررہ سے جانچے ہوئے ایک خیال کر لیتا ہے اور اسکا پیرو ہو جاتا ہے خیر ستارے تو بڑے بڑے اجسام ہیں اور چمکتے اور روشن ہیں خدا کی مار ان لوگوں کی عقل پر جو پتھروں اور دریاؤں اور پہاڑوں اور درختوں اور جانوروں کو پوجتے ہیں اور انکو اپنا معبود مالک اور متصرف خیال کرتے ہیں بلکہ اپنے ہاتھ سے ایک بیجان پتلا مٹی یا تانبے یا چاندی یا سونے کا بنا کر اوسکو پوجتے ہیں خدا کو اپنی خواہش کے موافق گڑھا کرتے ہیں أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ اور بعضے جو انکی نسبت ذرا عاقل ہیں وہ آدمیوں اور جنوں کو پوجتے ہیں اور آدمی کی سی بے ثبات اور ناپایدار ہستی کو معاذ اللہ خدا بنا دیتے ہیں آدمی کو خدا کا بیٹا یا محبوب خیال کرکے اوسکو مقدس اور لائق عبادت کے جانتے ہیں حالانکہ وہ آدمی جب زندہ تہے تو دنیا کی کسبیات میں اور آدمیوں سے ممتاز نہ تہے کہاتے تہے پیتے تہے ہگتے موتتے وہ تہے جیسے اور آدمی مرے وہ بہی مر گئے یا مر جاوینگے پہر انکو خدائی سے کیا علاقہ وہ تو ہماری طرح خدا کی ایک مخلوق ہیں اور اصل یہ ہے کہ ان لوگوں نے اب تک سچے خدا کو نہیں پہچانا اور اوسکی عظمت اور بڑائی اور تقدس پر غور نہیں کیا ورنہ ایسی ناپاک بات کہتے ہوئے انکو شرم آتی اور وہ سچے مقدس خداوند کی درگاہ میں ایسی بے ادبی نہ کرتے خداوند کریم کی عظمت اوسکی مخلوقات میں غور کرنے سے معلوم ہوتی ہے زمین اوسکی ایک ادنی مخلوق ہے جسکا محیط چوبیس ہزار میل اور قطر قریب آٹھ ہزار میل کے ہے پہر مشتری جو ہمارے نظام

شمسی مین ایک سیارہ ہے وہ ہماری اس زمین سے ہزار حصے بڑا ہے اور اسکا قطر نو لاکہہ میل ہے اسی طرح زحل بہی
قریب چہ سو درجے کے بڑا ہے اوسکا قطر اناسی ہزار میل ہے اسی طرح اور سیارے کچہ زمین سے بڑے کچہ چہوٹے کچہ
زمین کے برابر ہین ہماری زمین کو ایک چاند روشنی کے لیے عنایت ہوا ہے وہ بہی اس قدر بڑا ہے کہ اوسکا قطر
دو ہزار میل سے زیادہ ہے اور مشتری کو چار چاند اور زحل کو سات چاند اور یورینس کو چہ چاند بوجہ اسکے کہ آفتاب
سے بہت دور ہین عنایت ہوئے ہین پہر آفتاب جو ان سب سیارون کا مرکز ہے اوسکی بڑائی اسقدر ہے کہ وہ
اکیلا ہماری زمین سے تیرہ لاکہہ حصے بڑا ہے اور زمین سے نو کروڑ پچیس لاکہہ میل بعد رکہتا ہے اگر آفتاب
کی قدر کو برابر ایک کہڑے کی سمجہو تو زمین کی قدر ایک مٹر کے برابر ہوگی اگر آفتاب کی قریب سے توپ چہوڑی
جاوے تو زمین تک اسکا گولہ اونیس برس مین بہی نہین پہونچیگا اب یہ سب سیارے اس آفتاب کے گرد پہرتے ہین
اور اوس سے گرمی اور روشنی حاصل کرتے ہین زمین کی حرکت اسقدر تیز ہے کہ ایک سو بیس گنا جلد توپ کے گولے
سے پہر رہی ہے اور اٹہاون ہزار میل ایک گہنٹے مین طی کرتی ہے اسی طرح اور تارے بہی اپنی اپنی مدار پر بڑے
سرعت اور تیزی سے گہوم رہے ہین پہر آفتاب ان سب بڑے بڑے جسمون کو لیے ہوئے معلوم نہین کسکے گرد
گہوم رہا ہے اسوا ان سیارون کے خود ہمارے نظام مین بڑے بڑے دمدار تارے ہین جنکی عظمت پر
خیال کرنے سے خدا کا خوف دلمین آجاتا ہے ایک دمدار تارے کی دم دس کروڑ میل سے بہی زیادہ لمبی حساب
کی گئی تہی اور یہ دمدار تارے ایسے تیز رو ہین کہ انکی تیز روی خیال سے باہر ہے یہ آفتاب پاس آتے ہین
اور چکر کہاتے ہین پہر اپنے لمبے رستون مین نہایت جلد چلے جاتے ہین ۱۷۷۰ء مین ایک دمدار
تارہ ایسا زمین کے نزدیک آگیا تہا کہ چاند اور زمین کے بیچ مین ہو گیا تہا اور چاند کو نظر سے چہپا دیا تہا
وہ دمدار جو ۱۸۶۱ء مین نمودار ہوا تہا زمین کے ایسا نزدیک آیا کہ زمین کی قوت جاذبہ نے اوسکی چلنے پر اثر
کیا تہا اگر وہ دمدار ہماری اس زمین سے رگڑ کہا کر ایک صدمہ پہونچاتا تو زمین مع تمام سمندرون اور
پہاڑون کے پانی کی ایک بوند کیطرح یا پتہر کی ایک ٹہیکری کیطرح کسی زبردست اور بڑے تارے پر جا پڑتی لیکن
وہ اپنی تیز روی سے مشتری کے چاندون کے بیچ مین سے ہو کر نکل گیا اگر ان چاندون مین سے کوئی آپ
نہایت تیز رو مین کسیکو اس تیز رو دمدار سے ٹکر لگ جاتی تو ایک یا دونون ٹوٹ جاتے پر خدا کی نظر اپنی سب
مخلوقات پر ہے اور وہ سب کی نگہبانی اور حفاظت کرتا ہے اب یہ سارا ہمارا نظام شمسی مع اپنے سب سیارون
اور دمدار ستارون وغیرہ کے خدا کے اون مصنوعات کے مقابلے مین جو آسمان پر کثرت سے معلوم ہوتی ہین

بیقدر ہو اسلیے کہ یہ جو ستارے صدہا ہزارہا آسمان پر چمکتے نظر آتے ہین ہر ایک ان مین سے بمنزلہ ایک ایک آفتاب
کے ہے اور اسی طور پر ہر ایک کو ان مین سے سیارے عنایت ہوے ہین پس کیا کیا عجیب قدرت خدا کی ہے رات
کو آسمان کی طرف دیکھ کر غور کرو کہ جتنے ستارے دوربین سے نظر آتے ہین وہ آٹھ کروڑ ہین ان مین سے ایک ایک امر
آفتاب کی مانند روشن ہے اور خیال مین یون آتا ہے کہ ایک ایک ان مین سے اس آفتاب کے موافق اپنے اپنے
طور مین سیارون کو رکھتا ہے اور انکو گرمی اور روشنی دیتا ہے اسلیے شہنشاہ بے پرواہ قادر مطلق سچے خداوند
کی قدرت انسان کے فہم اور ادراک اور قیاس کو پریشان کرتی ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر لحظہ ہین اور دم دار ستارے
اور سیارون اور لاکھون کروڑون آفتابون اور سیارون کی حفاظت کرتا ہے اور اپنی بے انتہا قدرت اور
اختیار سے ان بیشمار عالمون کو اپنے مقررہ راہون پر چلاتا ہے اور ایک دوسرے کو لڑنے اور ٹکر کہانے نہین دیتا
پھر ان ثوابت کا اب زمین سے اس قدر دور ہے کہ سمجھ مین نہین آتا کوئی آدمی انکے بعد کا حساب نہین کرسکتا
ستر لاکھ برس مین جتنی دور توپ کا گولہ جاویگا نزدیک ترین ستارہ اس سے بہی زیادہ دور ہے پہر کون جستجو کر
اسکی قدرت کو پاسکتا ہے اور کون خدا کے کمالات کو دریافت کرسکتا ہے اب ایسے خداوند عظیم الشان کی جلال
اور بزرگی کے سامنے انسان کا کیا رتبہ ہے جو اوسکی ایک ادنی مخلوق یعنی زمین کا کیڑا ہے الله وہ کس منہ سے خدائی
کا دعوی کرتا ہے یا جہاڑ یا پہاڑ یا دریا چاند یا سورج یا آدمی یا جن یا قبر والی یا نبی کی پرستش کرتا ہے اور اپنے
ایسے خداوند عظیم الشان کیطرف اپنے دل کو متوجہ نہین کرتا اور اسکو چھوڑ کر اور دن سے مدد چاہتا ہے اور اون
سے اپنی حاجتین مانگتا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم **عن** ابی ہریرۃ عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ما انزل اللہ من السماء من برکۃ الا اصبح فریق من الناس بہا
کافرین ینزل اللہ الغیث فیقولون الکوکب کذا وکذا وفی حدیث المرادی بکوکب ویُنزِلُ
کذا وکذا **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے آسمان سے کوئی برکت
نہین اتاری مگر صبح کو ایک فرقہ اسکا انکار کرنے لگا اللہ پانی برساتا ہے لوگ کہتے ہین فلان فلان تارہ (نکلا
یا ڈوبا اوس کی وجہ سے پانی برسا) یا فلان تارے فلان تارے کے سبب سے **عن** ابن عباس قال
مطر الناس علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصبح رسولِ ا
من الناس شاکر ومنہم کافر قالوا ہذہ رحمۃ اللہ وقال بعضہم لقد صدق نوء کذا
وکذا قال فنزلت ہذہ الآیۃ فلا اقسم بمواقع النجوم حتی بلغ وتجعلون رزقکم انکم تکذبون

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے بارش ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو آپ نے فرمایا صبح کی لوگوں نے بعضوں نے شکر کیا اور بعضوں نے کفر کیا تو جنہوں نے شکر کیا انہوں نے کہا یہ اللہ کی رحمت ہے اور جنہوں نے کفر کیا انہوں نے کہا فلانی نوء فلانی نوء سچ ہوئی پھر یہ آیت اتری فَلَا اُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ اخیر تک ف یعنی میں قسم کھاتا ہوں تارے ڈوبنے کی یا نکلنے کی اور یہ قسم اگر سمجھو تو بڑی قسم ہے اخیر تک یہاں تک کہ فرمایا تم اپنا حصہ بھی لیتے ہو کہ جھٹلاتے ہو شیخ ابو عمرو نے کہا یہ مقصود نہیں کہ یہ سب آیتیں نوء کے باب میں اتریں کیونکہ تفسیر اسکا انکار کرتی ہے بلکہ یہ آیت وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ نوء کے باب میں اتری اور باقی اور باب میں اور ابن عباس سے ایک روایت میں صرف یہی آیت مذکور ہے اور اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ تم اپنا شکر یا اپنے رزق کا شکر یا اپنا حصہ بھی لیتے ہو کہ جھٹلاتے ہو خدا کی رحمت کو اور نسبت کرتے ہو روزی کی تاروں کی طرف

باب

الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ حُبَّ الْاَنْصَارِ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِنَ الْاِيْمَانِ وَعَلَامَاتِهِ وَبُغْضَهُمْ مِنْ عَلَامَاتِ النِّفَاقِ انصار سے اور حضرت علی رض سے محبت رکھنا ایمان میں داخل ہے اور ان سے بغض رکھنا نفاق کی نشانی ہے

عن اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰيَةُ الْمُنَافِقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ وَاٰيَةُ الْمُؤْمِنِ حُبُّ الْاَنْصَارِ ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی نشانی یہ ہے کہ انصار سے دشمنی رکھے اور مومن کی نشانی یہ ہے انصار سے محبت رکھے ف کیونکہ انصار وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں بلوایا پھر ہر طرح سے آپ کی مدد کی گویا اسلام کو جمانے والے اور قائم کرنے والے انصار ہی ہیں تو ان سے محبت رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے **عن** اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ حُبُّ الْاَنْصَارِ اٰيَةُ الْاِيْمَانِ وَبُغْضُهُمْ اٰيَةُ النِّفَاقِ ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اور ان سے دشمنی رکھنا نفاق کی نشانی ہے **عن** عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ فِي الْاَنْصَارِ لَا يُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ مَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ قَالَ شُعْبَةُ قُلْتُ لِعَدِيٍّ سَمِعْتَهُ مِنَ الْبَرَاءِ قَالَ اِيَّايَ حَدَّثَ ترجمہ عدی بن ثابت سے روایت ہے میں نے براء بن عازب سے سنا وہ حدیث بیان کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے انصار کے باب میں کہ انکا دوست مومن ہے اور ان کا دشمن منافق ہے اور جس نے اون سے محبت کی اللہ اس سے محبت کریگا اور جس نے اون سے دشمنی کی اللہ اوس سے دشمنی کریگا شعبہ نے کہا میں نے عدی سے

یعود

پوچھا تم نے یہ حدیث براءؓ سے سنی انہوں نے کہا ہاں براءؓ نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی عن ابی ہریرۃ ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یبغض الانصار رجل یؤمن باللہ والیوم الاخر
ترجمہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار سے کبھی دشمنی نہ رکھیگا وہ شخص جو
ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور قیامت پر عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم لا یبغض الانصار رجل یؤمن باللہ والیوم الاخر ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اسی پر روایت باب منہ
ابو سعیدؓ سے عن زر قال قال علی والذی فلق الحبۃ وبرأ النسمۃ انہ لعھد النبی
الامی صلی اللہ علیہ وسلم الی ان لا یحبنی الا مؤمن ولا یبغضنی الا منافق ترجمہ زر بن
حبیش اسدی کوفی جو ایکسو بیس یا تین یا ستائیس برس کا ہو کر مرا اور اُس نے جاہلیت کا زمانہ دیکھا تھا اُنے
کہا حضرت علیؓ نے فرمایا قسم ہے اوسکی جس نے دانہ چیرا (پھر اوس میں سے گھانس اوگائی) اور جان بنائی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ نہیں محبت رکھیگا مجھ سے مگر مومن اور نہیں دشمنی رکھیگا مجھ سے
مگر منافق ف حضرت علیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور آپکے داماد تھے اور بچپنے ہی
ایمان لائے تھے اور آپ اُن سے بہت محبت رکھتے تھے جب بڑے ہوئے تو بہت مدد کی انہوں نے آپکی اور
لڑائیوں میں بڑی بہادری اور جانبازی کی اور بہت کافروں کو مارا تو اُن کا احسان ہر ایک مسلمان پر ہے
اور ہر ایک مسلمان کو اون سے محبت رکھنا ضرور ہے

باب بیان نقصان الایمان بنقص الطاعات

وبیان اطلاق لفظ الکفر علی غیر الکفر باللہ ککفر النعمۃ والحقوق ایمان کا گھٹنا عبادت کی کمی سے
اور ناشکری اور احسان فراموشی کو کفر کہنا عن عبد اللہ بن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم انہ قال یا معشر النساء تصدقن واکثرن الاستغفار فانی رأیتکن اکثر
اھل النار فقالت امرأۃ منھن جزلۃ وما لنا یا رسول اللہ اکثر اھل النار قال تکثرن
اللعن وتکفرن العشیر ما رأیت من ناقصات عقل ودین اغلب لذی لب منکن
قالت یا رسول اللہ وما نقصان العقل والدین قال اما نقصان العقل فشھادۃ امرأتین
تعدل شھادۃ رجل فھذا نقصان العقل وتمکث اللیالی ما تصلی وتفطر فی رمضان
فھذا نقصان الدین ترجمہ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عورتو
کی جماعت تم صدقہ دو اور استغفار کرو کیونکہ میں نے دیکھا اکثر جہنم میں عورتیں ہیں ایک عقلمند عورت

بولی یا رسول اللہ کیا سبب عورتیں کیون زیادہ ہین جہنم مین آپنے فرمایا وہ لعنت بہت کرتی ہین اور خاوند کی ناشکری کرتی ہین مین نے عقل اور دین مین کم اور عقلمند کو بیعقل کرنے والی تم سے زیادہ کسیکو نہین دیکھا وہ عورت بولی ہمارے عقل اور دین مین کیا کمی ہے آپنے فرمایا عقل کی کمی تو اس سے معلوم ہوتی ہے کہ دو عورتون کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے اور دین کی کمی یہ ہے کہ عورت کئی دن تک (مہینے مین) نماز نہین پڑہتی (حیض کیوجہ سے) اور رمضان مین روزہ نہین رکہتی (حیض کے دنون مین) ف نووی نے کہا اس حدیث سے بہت سی باتین معلوم ہوتی ہین ایک تو ترغیب صدقہ اور نیک کامون کی اور استغفار بہت کرنیکی دوسرے یہ کہ نیکیون سے گناہ مٹ جاتے ہین جیسے قرآن سے ثابت ہے تیسری یہ کہ خاوند کی ناشکری اور احسان فراموشی بڑا گناہ ہے اور جہنم کا وعدہ اوسی گناہ مین ہوتا ہے جو کبیرہ ہو چوتھی یہ کہ لعنت کرنا بھی ایک گناہ ہے مگر کبیرہ نہین کیونکہ آپنے فرمایا وہ لعنت کرتی ہین اور صغیرہ کو بہت کرنا کبیرہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان پر لعنت کرنا اوسکے قتل کرنے کے برابر ہے اور اتفاق کیا ہے علما نے لعنت کے حرام ہونے پر اور لعنت کہتے ہین لغت مین دور کر دینے اور نکال دینے کو اور شرع مین اللہ کی رحمت سے دور کرنے کو تو درست نہین ہے یہ بات کہ دور کرین اللہ کی رحمت سے کسی کو جب تک اوسکا حال اور اوسکی خاتمہ کا حال یقیناً معلوم نہو اسی لیے علما نے کہا ہے کہ کسی شخص خاص پر لعنت کرنا خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر درست نہین ہے جب تک کہ یا قرآن سے یا حدیث سے یا کسی دلیل شرعی سے یہ بات معلوم نہو کہ وہ کفر پر مرا ہے یا کفر پر مریگا جیسے ابوجہل یا ابلیس لیکن لعنت کرنا اوصاف کے ساتھ تو حرام نہین ہے خود حدیث مین لعنت آئی ہے اوس عورت پر جو بال جوڑے یا جوڑوائے گودے یا گودوائے اور سود کھانیوالے پر یا کھلانیوالے پر اور تصویر بنانے والون پر ظالمون پر فاسقون پر کافرون پر جو زمین کی نشانی بدلے اوس پر جو غلام اپنے مالک کے سوا اور کسیکو مالک بناوے جو اپنے باپ کے سوا اور کسی کو باپ بناوے جو اسلام مین بدعت نکالے یا بدعتی کی مدد کرے وغیرہ وغیرہ بہت لوگون پر پانچوین یہ کہ کفر کا اطلاق سوا کفر شرعی کے ناشکری اور احسان فراموشی پر بھی ہوتا ہے چھٹی یہ کہ ایمان مین زیادتی اور کمی ہوتی ہے ساتوین یہ کہ امام اور عالم کو نصیحت کرنا اچھی بات ہے یا کہ اور ان کو ڈرانا گناہون سے اور رغبت دلانا عبادتون کی درست ہے آٹھوین یہ کہ شاگرد کو استاد اور رعیت کو امام سے پوچھنا اور سوال کرنا درست ہے جب اوسکی سمجھ مین کوئی بات نہ آوے نوین یہ کہ صرف رمضان کا لفظ کہنا درست ہے ماہ رمضان یا شہر رمضان کہنا ضرور نہین امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا یہ جو عورتون کی عقل کی کمی اونکی گواہی سے نکالی یہ اشارہ ہے اوس آیت

ف بیان ملعونان

ف اطلاق کفر

کیطرف اگر تفضل اون کا ہوتا اخیر تک یعنی اگر ایک عورت بھول جاوے تو دوسری اسکو یاد دلاوے اس سے معلوم ہوا کہ عورتون
مین ضبط اور حفظ کم ہے اور اختلاف کیا ہی لوگون نے عقل مین بعضون نے کہا عقل علم کو کہتے ہین اور بعضون نے کہا علوم
ضروریہ کو اور بعضون نے کہا عقل ایک قوت ہے جس کی وجہ سے تمیز ہوتی ہے معلومات کی حقائق مین اور عقل کی حقیقت اور
اوسکے اقسام مین بہت اختلاف ہے جو مشہور ہے اور کوئی حاجت اوسکے بیان کرنیکی اس مقام پر نہین ہے پھر اختلاف
کیا ہی لوگون نے عقل کی جگہہ مین متکلمین نے کہا کہ عقل کی جگہ دل ہے اور بعضی علما نے کہا ہے کہ عقل کی جگہہ
دماغ ہے مترجم کہتا ہی کہ حال کے حکیمون نے بہت دلائل سے یہ بات ثابت کی ہی کہ عقل اور تمام قوی مدرکہ کا
ظرف دماغ ہے اور جس شخص کو یہ دلائل دیکھنا ہو وہ حکمت کی کتابون کیطرف رجوع کرے اور عمدہ معنی عقل کا
یہی ہی کہ وہ ایک حالت ہے نفس کی اور واقفات کی جو قوت مدرکہ کو ایک حالت حاصل ہوتی ہے جسکی وجہ سے وہ تمیز کر لیتا ہے
برے اور بھلے صحیح اور فاسد مین پھر امام نووی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورتون کے دین کی کمی
حیض کے دنون مین نماز نہ پڑھنی اور روزہ نہ رکھنے سے بیان کی اسکو بعض لوگون نے مشکل سمجھا ہے حالانکہ مشکل
نہین کیونکہ دین اور اسلام اور ایمان کا ایک ہی معنی ہے اور عبادات کو ایمان اور دین کہتے ہین اور جب یہ
ثابت ہوا تو جسکی عبادات زیادہ ہین اوسکا ایمان اور دین بھی زیادہ ہی اور جس کی عبادات کم ہین اوسکا دین
اور ایمان بھی کم ہے پھر نقصان دین کا کبھی تو اس طرح ہوتا ہے کہ انسان اوسکی وجہ سے گنہگار ہوتا ہے جیسے کوئی
نماز یا روزہ ترک کرے بغیر عذر کے اور کبھی اس طرح ہوتا ہے کہ اوسکی وجہ سے گنہگار نہو جیسے کوئی جہاد یا جمعہ
ترک کرے کسی عذر سے اور کبھی اس طرح ہوتا ہے کہ وہ مکلف ہو اوسکے ساتھ جیسے حائضہ روزہ یا نماز ترک کرے اگر
کوئی کہے کہ حائضہ تو معذور ہی تو چاہیئے کہ حیض کی حالت مین اسکو نماز کا ثواب ہو اگرچہ وہ اوسکو قضا نہین کرتے
جیسے مریض یا مسافر کو نوافل کا جنکو وہ حالت صحت اور اقامت مین ادا کرتے تھے ثواب ہوتا ہے تو جواب اسکا یہ ہی
کہ ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حائضہ کو ثواب نہ ہوگا اور فرق یہ ہی کہ مریض اور مسافر نوافل کو بہ نیت دوام ادا
کرتے تھے اور اون کے لائق ہین برخلاف حائضہ کے اوسکی تو نیت یہی ہے ہی کہ حیض کی حالت مین نماز ترک
کریگی بلکہ نماز کی نیت حیض کی حالت مین حرام ہے تو حائضہ کی نظیر وہ مریض یا مسافر ہے جو بعض وقت نوافل ادا کرتا تھا
اور بعض وقت نہین ایسے مریض یا مسافر کو نوافل کا ثواب نہ ملیگا اپنی مرض یا سفر مین جب وہ اون کو ادا نکرے
انتہی ما قال النووی **عَنْ** اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ مَعْنٰی حَدِیْثِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ **ترجمہ**

ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے جیسے ابن عمر سے **باب** بیان اطلاق اسم الکفر علی
من ترک الصلوٰۃ جو شخص نماز ترک کرے اُسکے کفر کا بیان **عن** ابی ہریرۃ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرء ابن آدم السجدۃ فسجد اعتزل الشیطان یبکی یقول یا ویلہ
وفی روایۃ یا ویلی امر ابن آدم بالسجود فسجد فلہ الجنۃ وامرت بالسجود
فابیت فلی النار وفی روایۃ فعصیت فلی النار **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جب آدمی سجدے کی آیت پڑھتا ہے پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا ایک طرف چلا جاتا ہے اور
کہتا ہے خرابی ہو اوس کی یا خرابی ہو میری آدمی کو سجدے کا حکم ہوا اوس نے سجدہ کیا اب اُسکو جنت ملیگی اور
مجھے سجدے کا حکم ہوا میں نے انکار کیا یا نافرمانی کی پھر میرے لیے جہنم ہے **ف** نووی نے کہا امام مسلم کا مقصود
احادیث کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ بعضے افعال کے ترک سے کفر ہو جاتا ہے یا حقیقۃً یا بُرائی نام اور شیطان کا
کفر سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ماخوذ ہے اس آیت سے واذ قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس ابٰی واستکبر وکان
من الکافرین یعنی یاد کر اوس وقت کو جب ہم نے کہا فرشتوں سے سجدہ کرو آدم کو پھر سجدہ کیا انہوں نے پر ابلیس
نے نہ مانا اور غرور کیا اور وہ تھا کافروں میں سے جمہور علماء نے یہ کہا ہے معنی اسکا یہ ہے کہ اللہ تعالی کے علم میں
وہ کافر تھا اور بعضوں نے کہا کہ کان بمعنی صار ہے یعنی ہو گیا کافروں میں سے جیسے وحال بینہما الموج فکان من
المغرقین **عن** جابر یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان بین الرجل وبین الشرک والکفر ترک الصلوٰۃ **ترجمہ** جابر
سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے آدمی اور شرک اور کفر کے بیچ میں نماز کا ترک ہے **عن** جابر بن
عبد اللہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بین الرجل وبین الشرک والکفر ترک الصلوٰۃ **ترجمہ** وہی
جو اوپر گذرا **ف** نووی نے کہا حدیث کا معنی یہ ہے کہ کفر سے مانع نماز کا ترک نہ کرنا ہے پھر جب نماز کو ترک کیا تو بندے اور شرک وکفر کے بیچ میں
کوئی روک نہ رہی اور شرک و کفر ایک ہے اور کبھی شرک خاص کیا جاتا ہے بُت پرستوں سے تو کفر عام ہوگا شرک سے اور جو شخص نماز کو ترک کرے اُسکی
فرضیت کا انکار کر کے تو کافر ہے باجماع اہل اسلام اور ملت اسلام سے خارج ہے لیکن اُس صورت میں جب وہ نو مسلم ہو اور ابھی اسلام سے واقف
نہ ہو تو کافر نہ ہوگا اور جو شخص نماز کو ترک کرے سستی اور کاہلی سے اُسکو فرض جانکر تو اس کے باب میں علما کا اختلاف ہے امام مالک اور شافعی اور جمہور
سلف اور خلف کا یہ قول ہے کہ وہ کافر نہ ہوگا بلکہ فاسق ہوگا اوس سے توبہ کرائی جاویگی پھر اگر وہ توبہ کرے اور نماز پڑھنے لگے تو خیر ورنہ اُسکو
قتل کریں گے حدًّا جیسے زانی محصن کو سنگسار کرتے ہیں پر تارک صلوٰۃ کو تلوار سے قتل کریں گے اور ایک جماعت
سلف کا یہ قول ہے کہ وہ کافر ہو جاویگا اور یہی منقول ہے حضرت علی سے اور یہی مروی ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے

اور اسیطرف گئے ہین عبد اللہ بن مبارک اور اسحاق بن راہویہ سراج الوہاج مین ہے کہ ظاہر حدیث اس مذہب کی تائید کرتی ہے اور اسی کو ثابت کیا ہے علماء حدیث نے اور علامہ ابن قیم کی ایک جدا کتاب ہے اس باب مین جسمین انہون نے مخالفون کی سب دلیلون کا جواب دیا ہے اور امام شوکانی نے نیل الاوطار مین اسی کو اختیار کیا ہے اور حاصل یہ ہے کہ جو کوئی قصدًا نماز ترک کرے وہ قتل کے لائق ہو گیا اور مسلمانون کے حاکم پر واجب ہے اُس کو قتل کرنا اور اُس سے کہا جاویگا کہ نماز پڑھ پھر اگر اوس نے انکار کیا تو قتل کیا جاویگا فورًا اور کوئی ضرورت نہین کہ مہلت دی جاوے اوسکو تین روز کی بلکہ انکار کرتا ہے اوسکو قتل کرینگے اور مین نے اسکو تفصیل سے بیان کیا ہے ہدایۃ السائل مین انتہے نووی نے کہا ابو حنیفہ اور ایک جماعت اہل کوفہ مین سے یہ قول ہے کہ وہ کافر نہ ہوگا اور نہ قتل کیا جاوے گا بلکہ اوسکو سزا دینگے اور قید کرینگے یہانتک کہ نماز پڑھے اور جو شخص کفر کا قائل ہوا ہے اوسکی دلیل ظاہر حدیث ہے اور جس نے کہا کہ اُسکو قتل نکرینگے اوس کی دلیل وہ حدیث ہے کہ نہین حلال ہے مسلمان کا خون مگر ایک بات سے تین باتون مین سے اور اُنمین نماز کا ترک نہین ہے اور جمہور نے جو کہا وہ کافر نہ ہوگا تو دلیل لاتے ہین اس آیت سے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ یعنے اللہ نہین بخشیگا مشرک کو اور بخشدیگا اوس کے سوا جسکو چاہے اور اس حدیث سے کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت مین جاویگا اور جو شخص جاوے لا الہ الا اللہ پر یقین رکھکر وہ جنت مین جاویگا اور اُسکو قتل کرنا چاہیے اوسکی دلیل یہ آیت ہے فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَخَلُّوْا سَبِیْلَہُمْ یعنے اگر وہ توبہ کرین اور نماز پڑھین اور زکوۃ دین تو اون کو چھوڑ دو یعنے جان بخشی کرو اور یہ حدیث ہے کہ مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنیکا یہانتک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہین اور نماز پڑہین اور زکوۃ دین پھر جب وہ ایسا کرین تو بچا لیا اونہون نے اپنا خون اور مال — اور اس حدیث کی تاویل یہ کی ہے کہ بندہ نماز کی ترک سے مستحق ہوگا اُس سزا کا جو کافر کو ہوتی ہے یعنے قتل کا یا حدیث محمول ہے اُس پر جو نماز کو ترک کرنا درست سمجھے یا اوسکا انجام کفر ہے یا اوسکا فعل کافرون کا سا ہے انتہی

بَابُ

بَیَانُ کَوْنِ الْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ تَعَالٰی اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ ایمان لانا اللہ پر سب کامون سے بڑہکر ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اِیْمَانٌ بِاللّٰہِ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کونسا کام افضل ہے یعنے سب سے بڑہکر آپ نے فرمایا اللہ پر ایمان لانا پھر پوچھا گیا اسکے بعد کیا ہے آپ نے فرمایا جہاد کرنا اللہ کی راہ مین پھر پوچھا گیا اُس کے بعد کیا ہے آپ نے فرمایا حج مبرور ف نووی نے کہا حج مبرور وہ ہے

جسمین کوئی گناہ نہو اور بعضون نے کہا حج قبول ہو جاوے خدا کے ہان جو صادق ہو خالص نیت سے پھر قبول ہونے
کی نشانی یہ ہے کہ حج کے بعد نیک کام زیادہ کرے اور گناہون سے بچتا رہے **عن** ابی ذر قال قلت
یا رسول اللہ ای الاعمال افضل قال الایمان باللہ والجہاد فی سبیلہ قال قلت ای الرقاب
افضل قال انفسہا عند اہلہا واکثرہا ثمنا قال قلت فان لم افعل قال تعین صانعا
او تصنع لاخرق قال قلت یا رسول اللہ ارأیت ان ضعفت عن بعض العمل قال تکف
شرک عن الناس فانہا صدقۃ منک علی نفسک **ترجمہ** ابوذر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے مین نے پوچھا کون سا عمل افضل ہے آپ نے فرمایا ایمان لانا اللہ پر **ف** اس سے معلوم ہوا کہ عمل کا
اطلاق ایمان پر بھی ہوتا ہے اور مراد اس سے وہ ایمان ہے جس کے سبب آدمی مسلمان ہوتا ہے اور وہ دل سے یقین
کرنا ہے اور زبان سے کہنا ہے شہادتین کا تو یقین دل کا ہے اور کہنا زبان کا عمل اور یہان ایمان مین اور
اعمال داخل نہین ہین جیسے نماز روزہ جہاد حج وغیرہ کیونکہ انکو آگے بیان کیا ہے اور اس سے یہ لازم نہین آتا
کہ ان اعمال کو ایمان نہ کہین (سراج الوہاج) **ت** اور جہاد کرنا اوسکی راہ مین مین نے کہا کون سا
بردہ آزاد کرنا افضل ہے آپ نے فرمایا جو بردہ اوس کے مالک کو عمدہ معلوم ہو اور جسکی قیمت بہاری ہو **ف**
سبب یہ کہ ایک ہی بردہ آزاد کرنا چاہے اور جو اوس کے پاس کچھ روپیہ ہون اور اون کے بدلے دو
بردے ادنی سے ملسکتے ہون پر اعلی بردہ ایک ہی آتا ہو تو دو کو لیکر آزاد کرنا افضل ہے ایک عمدہ کے آزاد کرنے
سے اور یہ قربانی کے خلاف ہے قربانی مین ایک موٹی تازی بکری دو دبلی بکریون سے بہتر ہے (سراج الوہاج)
ت مین نے کہا اگر مین نہ کر سکون آپ نے فرمایا تو مدد کر کسی صانع کی سراج الوہاج مین ہے کہ بعضی نسخون
مین بجائے صانع کے صائع ہے یعنے گلانے والا اور بعضی نسخون مین ضائع ہے مگر صحیح صانع ہے صاد مہملہ سے جس
صورت مین صانع ہو صاد مہملہ اور نون سے تو معنے یہ ہونگے کہ مدد کر کسی کاریگر کی جو ہاتھ سے محنت اور مزدوری کرتا
ہو جیسے بڑہی یا لوہار یا درزی وغیرہ کیونکہ یہ کمایان حلال ہین اور مراد وہ پیشہ والا ہے جسکو اوسکی کمائی بسر
نہوتی ہو اور اوس کے بچے بالے بہت ہون جنکی پرورش اوس کی کمائی مین دشوار ہو تو اوسکی مدد کرنا بڑا ثواب
ہے اور جس صورت مین ضائع ہو ضاد معجمہ سے تو وہ ضیاع سے ہے جس کے معنے عیال کے ہین یعنے جو عیالدار ہو اور
مفلس ہو اوسکی مدد کر اور جس صورت مین صائغ ہو صاد مہملہ اور غین معجمہ سے تو معنے نہین بنتی کیونکہ صائغ سونے
چاندی کے گلانے والے کو کہین گے پھر اوسکی خصوصیت کی کوئی وجہ نہین ہے اور امام نووی نے اس مقام پر دو

نسخہ تعین ضائعاً

ہی لفظون کو نقل کیا ہے ایک صانع صاد مہملہ اور نون سی اور دوسرے ضائع ضاد معجمہ اور عین مہملہ سی پہر یہ کہا کہ
صحیح علماء کے نزدیک صانع ہے صاد مہملہ اور نون سی اور قرینہ اسپر یہ ہی کہ مقابلہ کیا اسکا اخرق سی اور اخرق اوس
کہتے ہین جسکو کوئی ہنر اور پیشہ نہ آتا ہو اور ابن طاہر نے مجمع البحار مین بہی صرف دو لفظون کو نقل کیا ہے پہر یہ
کہا ہی کہ بعضون نے صانع صاد مہملہ اور نون سے صحیح کہا ہے اور بعضون نے دونون کو صحیح کہا ہی تو معلوم
نہین کہ سراج الوہاج مین تیسیر القاری سے صایغ صاد مہملہ اور غین معجمہ سے کہان سی نقل کیا ہے اور شاید یہ
سہو ہو واللہ اعلم **ف** یا مزدوری کر او سکے لیے جو بے ہنر ہو (یعنی کوئی کام اور پیشہ نہ جانتا ہو اور روٹی
کا محتاج ہو) مین نے کہا یا رسول اللہ اگر مین خود ناتوان ہون یعنی کام نکرسکون یا کوئی سبب کر سکون آپنے فرمایا تو کسی سی برائی نکرو
یہی تیرا صدقہ ہے اپنے نفس پر **ف** جیسے صدقہ دینے سے دوسرے کو فائدہ حاصل ہوتا ہے ایسطرح برائی نکرنے
سے نفس کو فائدہ حاصل ہوتا ہے دنیا مین آرام ملتا ہی اور آخرت مین ثواب ملیگا **عَنْ** اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ
بابٌ منہ
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِہٖ غَیْرَ اَنَّہٗ قَالَ فَتُعِیْنُ الصَّانِعَ اَوْ تَصْنَعُ لِاَخْرَقَ **ترجمہ**
ابوذر سی دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ
الاعمالِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ الصَّلٰوۃُ لِوَقْتِہَا قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ
قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ الْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَمَا تَرَکْتُ اَسْتَزِیْدُہٗ اِلَّا اِرْعَاءً عَلَیْہِ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سی روایت
ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچہا کون سا کام افضل ہے (یعنی سب سے بڑہکر ہے ثواب مین)
آپ نے فرمایا نماز پڑہنا اپنے وقت پر مین نے کہا پہر کون سا آپنے فرمایا نیکی کرنا ماں باپ سی (یعنی انکو خوش اور
راضی رکہنا اور اون کے ساتہہ احسان کرنا اور اونکے دوستون کے ساتہہ بہی سلوک کرنا) مین نے پہر کون سا
آپنے فرمایا جہاد کرنا اللہ کی راہ مین پہر مین نے زیادہ پوچہنا چہوڑ دیا آپ کی رعایت کرکے (تاکہ آپ
پر بار نگذرے) **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَقْرَبُ اِلَی
الْجَنَّۃِ قَالَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی مَوَاقِیْتِہَا قُلْتُ وَمَاذَا یَا نَبِیَّ اللّٰہِ قَالَ وَبِرُّ الْوَالِدَیْنِ قُلْتُ وَمَاذَا
والجہادُ
یَا نَبِیَّ اللّٰہِ قَالَ الْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سی روایت ہی مین نے کہا ای نبی اللہ کے
کون سا کام زیادہ نزدیک کرتا ہے جنت کے آپ نے فرمایا نماز پڑہنا اپنے وقت پر (یعنے اول وقت)
مین نے کہا اور کیا اے نبی اللہ کے آپنے فرمایا نیکی کرنا ماں باپ سی مین نے کہا اور ای نبی اللہ کے آپنے
فرمایا جہاد کرنا اللہ کی راہ مین **عَنْ** اَبِیْ عَمْرٍو الشَّیْبَانِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ صَاحِبُ ہٰذِہِ الدَّارِ

وَاَشَارَ اِلٰی دَارِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی
الصَّلٰوۃُ عَلٰی وَقْتِھَا قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ ثُمَّ الْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ
اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ بِھِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُّہٗ لَزَادَنِیْ **ترجمہ** ابوعمرو شیبانی سے روایت ہے مجھسے بیان کیا اس گھر
والے نے اور اشارہ کیا عبداللہ بن مسعود کے گھر کیطرف کہا پوچھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کونسا کام
بہت پسند ہے اللہ تعالی کو آپنے فرمایا نماز پڑہنا اپنے وقت پر مین نے کہا پھر کونسا آپ نے فرمایا نیکی کرنا مان باپ
سے مین نے کہا پہر کون سا آپ نے فرمایا جہاد کرنا اللہ کی راہ مین بیان کیا آپنے انہی کامون کو اور جو مین زیادہ
پوچھتا تو آپ اور زیادہ تبلاتے **عن** شُعْبَۃَ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَہٗ وَزَادَ وَاَشَارَ اِلٰی دَارِ عَبْدِ اللّٰہِ
وَمَا سَمَّاہُ لَنَا **ترجمہ** دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اوسمین یہ ہے کہ ابوعمرو شیبانی نے اشارہ کیا عبداللہ
بن مسعود کے گھر کیطرف اور اُن کا نام نہ لیا **عن** عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ قَالَ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ اَوِ الْعَمَلِ الصَّلٰوۃُ لِوَقْتِھَا وَبِرُّ الْوَالِدَیْنِ **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب کامون مین بڑہ کر یا سب سے بڑا کام نماز پڑہنا ہے اپنے وقت پر اور نیکی
کرنا ہے مان باپ سے **ف** نووی نے کہا اس مقام پر ایک اشکال ہے وہ یہ ہے کہ بعضی روایتون مین سب
سے افضل ایمان کو قرار دیا پھر جہاد کو پھر حج کو اور بعض مین ایمان اور جہاد کو اور بعض مین نماز کو پھر ماں باپ سے سلوک
کرنے کو پھر جہاد کو اور بعض مین کھانا کھلانیکو اور ہر ایک کو سلام کرنیکو اور بعض مین اپنی زبان اور ہاتھ سے مسلمانون
کو بچانے کو اور بعض مین قرآن سیکھنے اور سکھانے کو اور اسکی مثل بہت سی صحیح حدیثون مین مذکور ہے تو اختلاف
کیا ہے علماء نے لیکن مگر جمع ہوگا ان اختلافون کا حلیمی نے قفال شاشی کبیر سے نقل کیا کہ دو طرح سے جمع ہو سکتا ہے
ایک تو یہ کہ یہ اختلاف باعتبار اختلاف احوال اور اشخاص کے ہے اور کبھی کہتے ہین یہ بات سب سے بہتر ہے
اور مراد نہین ہوتی کہ ہر طرح یا ہر شخص کے لیے بہتر ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ ابن عباس سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے حج نہین کیا اوس کے لیے حج چالیس جہاد سے بہتر ہے اور جس نے
حج نہین کیا اسکے لیے ایک جہاد چالیس حج سے بہتر ہے دوسرے یہ کہ افضل الاعمال کے پہلے من کا لفظ محذوف
ہو اور ترجمہ یہ ہوگا کہ افضل کامون مین سے ایمان ہے اور جہاد ہے اس صورت مین کوئی اشکال نہین جیسے کہتے ہین
فلانا شخص اونمین کا عاقل ہے یا افضل ہے اور مراد یہ ہوتی ہے کہ ان کے عاقلون یا افضلون مین سے ہے
اور ایسی ہی قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہتر تم مین کا وہ ہے جو بہتر ہو اپنے گھر کے لوگون کے لیے اور

اَوْ اَفْضَل

معلوم ہے یہ بات کہ گھر والون کے لیے بہتر ہونے سے سب لوگون سے بہتر نہین ہوسکتا اور ایسے ہی لوگ کہتے ہین سب سے زیادہ عالم سے نفرت کرنیوالے اوسکی ہمسایے ہوتے ہین حالانکہ ممکن ہے کہ اور کوئی شخص اُسکے ہمسایون سے بھی زیادہ اوسکی پرواہ نرکھتا ہو یہ کلام ہے قفال کا   اس صورت مین یہان سب سے افضل ہوگا اور باقی اعمال برابر ہونگے فضیلت مین پر بعض خاص صورتون مین یا خاص شخصون مین ایک عمل دوسرے سے زیادہ فضیلت رکھیگا اور ثم کا لفظ جو بعضی روایتون مین ہے اُس سے کسی ایک عمل کی دوسرے پر فضیلت بیان مقصود نہین بلکہ محض ترتیب ذکر ہی کے لیے ہے جیسے ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا اور قاضی عیاض نے جمع کے لیے دو وجہین بیان کی ہین ایک تو وہی وجہ جو پہلے مذکور ہوئی انہون نے کہا کہ جواب مین اختلاف بوجہ اختلاف احوال کے ہے تو بتلایا آپ نے ہر ایک قوم کو وہ کام جو بہت ضروری تھا اون کے لیے یا جسکو انہون نے حاصل نہین کیا تھا یا پہچانا نہ تھا دوسرے یہ کہ آپنے مقدم کیا جہاد کو حج پر اسلیے کہ جہاد کی بہت ضرورت تھی اوس زمانے مین بوجہ شروع زمانہ اسلام کے اور صاحب تحریر نے ایک وجہ بیان کی ہے اور دوسری یہ کہ ثم کلام عرب مین ترتیب کو مقتضی نہین اور یہ قول شاذ ہے اہل عربیت اور اصول کے نزدیک پھر صاحب تحریر نے کہا صحیح یہ ہے کہ جہاد کو آپنے مقدم کیا اسلیے کہ مراد آپ کی وہ زمانہ ہے جب جہاد کی بہت ضرورت ہو اور کافرون کا ہجوم ہو جاوے اوس وقت تو جہاد سب پر فرض ہو جاتا ہے اور جہاد مین فائدہ ہے تمام مسلمانون کا اور حج تو دوسرے وقت مین بھی ادا ہوسکتا ہے انتہی ما قال النووی مختصرا

باب بَيَانِ كَوْنِ الشِّرْكِ أَقْبَحَ الذُّنُوبِ وَبَيَانِ أَعْظَمِهَا بَعْدَهُ

شرک سب گناہون سے بڑا گناہ ہے اور پھر اوسکے بعد کون سا گناہ ہے اوس کا بیان

عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ قُلْتُ لَهُ إِنَّ ذَلِكَ لَعَظِيمٌ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ

ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کونسا گناہ اللہ کے نزدیک بڑا ہے آپ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک یا برابر والا کسی اور کو بناوے حالانکہ تجھے اللہ نے پیدا کیا (پھر تو اپنے صاحب پیدا کرنیوالے کو چھوڑ کر دوسرے کو مالک بناوے یہ کتنا بڑا اندھیر ہے اور مالک اس کام سے کیسا ناراض ہوگا) مین نے کہا یہ تو بڑا گناہ ہے اب اسکے بعد کون سا گناہ ہے آپ نے فرمایا تو اپنی اولاد (لڑکا یا لڑکی) کو مار ڈالے اس ڈر سے کہ تیرے ساتھ روٹی کھاویگا

ف یعنے تو مفلس ہو اور تجھے خود اپنی اور اپنی بی بی کے کھانے کی تکلیف ہو پھر تو یہ خیال کرکے کہ

اولاد کو کہان سی کہلاؤن گا انکو مار ڈالے تو یہ بڑا گناہ ہی جو شرک کے بعد ہی پر اور سب گناہون سے بڑہکر ہے کس
لیے کہ یہ گناہ کبیا ہے مجموعہ ہی گناہون کا اول تو ناحق خون کرنا دوسرے خدا کی نسبت بداعتقاد ہونا وہ جسکو پیدا کرتا
ہے اسکا رزق بھی اوتارتا ہے تیسرے حرص کہانے کی چوتہی بخیلی پانچوین بے رحمی چہٹی کمینہ پن اور باچن
اور بہیتی خدا بچاوے ایسی خیالون سے **ف** مین نے کہا پہر کونسا گناہ آپنے فرمایا تو زنا کرے اپنی ہمسا ئی
کی عورت سے **ف** اوسکی بی بی یا لونڈی سے ہرچند زنا کرنا مطلقا کسی عورت کے ساتہہ ہو بڑا گناہ ہی پر ہمسا ئے
کی بی بی کے ساتہہ بڑا اور بہی بڑا گناہ ہے کیونکہ ہمسایہ کو توقع ہوتی ہے کہ اوسکا ہمسایہ اوسکی مدد کرے گا اوس کے
بال بچون کی ضرورت کیوقت حفاظت کرے گا پہر ایسے موقع مین اوسی کی بی بی کے ساتہہ زنا کرنا کتنی بڑی
بیحیائی اور خیانت ہے خدا بچاوے **عن** عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الذَّنْبِ اَکْبَرُ
عِنْدَ اللّٰہِ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰہِ نِدًّا وَّھُوَ خَلَقَکَ قَالَ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَکَ مَخَافَۃَ
اَنْ یَّطْعَمَ مَعَکَ قَالَ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ اَنْ تُزَانِیَ حَلِیْلَۃَ جَارِکَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَصْدِیْقَھَا وَالَّذِیْنَ
لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ
یَّفْعَلْ ذٰلِکَ یَلْقَ اَثَامًا **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہی ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کون سا گناہ
بڑا ہے اللہ کے نزدیک آپ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک کرے کسی کو حالانکہ پیدا کیا تجہے اللہ نے اوس نے کہا پہر
کیا آپ نے فرمایا یہ کہ تو قتل کرے اپنی اولاد کو اس ڈر سے کہ وہ کہاویگی تیرے ساتہہ اوس نے کہا پہر کیا آپ
نے فرمایا یہ کہ تو زنا کرے اپنے ہمسایہ کی عورت سے پہر اللہ تعالی نے قرآن مین اسیکو موافق اوتارا وَالَّذِیْنَ
لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ اخیر تک یعنی اللہ کے خاص بندے وہ ہین جو نہین پکارتے اللہ کے ساتہہ کسی دوسرے
خدا کو اور نہین قتل کرتے اوس جان کو جسکا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا مگر کسی حق کے بدلے اور نہین زنا کرتے
اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اسکی سزا پاویگا **بَابُ** الْکَبَائِرِ وَاَکْبَرُھَا باب بیان مین اون
گناہون کے جو کبیرہ ہین پہر اُن مین بڑے کون کون گناہ ہین اونکا بیان **عن** اَبِیْ بَکْرَۃَ اَنَّہٗ قَالَ کُنَّا
عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ ثَلٰثًا اَلْاِشْرَاکُ
بِاللّٰہِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَشَھَادَۃُ الزُّوْرِ اَوْ قَوْلُ الزُّوْرِ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُتَّکِئًا
فَجَلَسَ فَمَا زَالَ یُکَرِّرُھَا حَتّٰی قُلْنَا لَیْتَہٗ سَکَتَ **ترجمہ** ابوبکرہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تہے آپنے فرمایا کیا نہ بتلاؤن مین
تمکو بڑے کبیرہ گناہ تین بار آپ نے یہ فرمایا **ف** نووی نے کہا علما نے اختلاف کیا ہی کبیرہ گناہ کی تعریف مین ابن عباس

سے مروی ہے جس چیز سے اللہ نے منع کیا ہے اوسکا کرنا کبیرہ ہے اور یہی اختیار کیا ہے اُستاذ ابو اسحٰق نے اور
قاضی عیاض نے یہ مذہب محققین کا لکہا ہے اور دلیل اُن کی یہ ہو کہ ہر ایک مخالفت اللہ جل جلالہ کے نظر کرنے
کبیرہ ہے اور جمہور سلف اور خلف اس طرف گئی ہین کہ گناہ دو قسم کے ہین ایک کبیرہ ایک صغیرہ اور یہ بھی
ابن عباس سے مروی ہے اور کتاب اور سنت اور سلف اور خلف کے اقوال سے اس پر بہت دلیلین ہین امام
غزالی نے بسیط مین لکہا ہے کہ صغیرہ اور کبیرہ مین جو فرق ہے اوسکا انکار کرنا فقہ سے بعید ہے کیونکہ شرع کے
مضامین سے یہ امر ثابت ہی اور اور لوگون نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور بیشک اللہ جل جلالہ کی مخالفت خواہ کیسی
چھوٹی ہو نہایت بُری ہو بہ نسبت اللہ کی جلال اور بزرگی کے پر بعضی مخالفت بعض سے بڑہکر ہے اور اسی وجہ
سے بعضی گناہ ایسے ہین جو معاف ہوجاتے ہین نماز اور روزے اور حج اور عمرے اور وضو وغیرہ عبادات سے جیسے احادیث
صحیحہ مین وارد ہے اور بعض ایسے ہین جو معاف نہین ہوتے پہر اول قسم کے گناہ صغائر ہین اور دوسرے قسم کے
کبائر اب جب یہ ثابت ہوا کہ گناہ دو قسم کے ہین ایک صغائر اور ایک کبائر تو اختلاف کیا علما نے اونکے
ضبط مین بڑا اختلاف ابن عباس رض سے مروی ہے کبیرہ وہ گناہ ہے جسپر اللہ نے جہنم یا غصے یا لعنت یا
عذاب یا اور کوئی لفظ مانند اسکے فرمایا ہے اور حسن بصری سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور بعضون نے کہا
کبیرہ وہ گناہ ہے جسپر اللہ نے آخرت مین جہنم کا وعدہ کیا یا دنیا مین کسی سزا (حد) کا امام غزالی نے بسیط
مین کہا کہ عمدہ تعریف یہ ہو کہ جو گناہ انسان کرتا ہے اوسکو ہلکا سمجھکر اور اُس سے ڈرتا نہین نہ شرمندہ
ہوتا ہے وہ کبیرہ ہی اور جس سی اوسکو ندامت ہوتی اور آیندہ بچنے کا خیال ہوتا ہے وہ کبیرہ نہین ابن الصلاح
نے کہا کبیرہ کہتے ہین بڑے گناہ کو اور اوسکی کئی نشانیان ہین ایک یہ اوس مین حد ہو (جیسے زنا یا چوری یا
شراب خواری یا تہمت زنا یا راہزنی) دوسرے یہ کہ اوسپر وعدہ ہو جہنم کے عذاب کا تیسرے یہ کہ اوسکی کرنے
والے کو فاسق کہا ہو چوتہی یہ کہ اوسپر لعنت کی ہو جیسی لعنت کی ہے اللہ نے اوسپر جو زمین کی نشانے
مٹاوے - امام ابو محمد بن عبد السلام نے کہا جب تو صغیرہ اور کبیرہ کو پہچاننا چاہتا ہے تو اُس گناہ کی برائی مین
غور کر اگر اوس کی بُرائی اون گناہون کی بُرائی سے جنکو حدیث مین کبیرہ کہا ہے برابر یا زیادہ ہو تو وہ
کبیرہ ہو ورنہ وہ صغیرہ ہے تو جس نے خداوند کریم کو برا کہا یا اوسکے رسول کو برا کہا یا توہین کی کسی پیغمبر کی یا جہٹلایا
کسی پیغمبر کو یا کعبے مین نجاست لگائی یا قرآن کو اُٹہاکر بخبر جگہہ مین پہینک دیا تو اوس نے بڑا کبیرہ گناہ کیا
حالانکہ شرع نے ان افعال کو کبیرہ نہین کہا اسی طرح اگر کسی شخص نے ایک پاکدامن عورت کو پکڑا زنا کے

کے نلیے یا کسی مسلمان کو پکڑانے خون کرنے کے لیے تو کچھہ شک نہین کہ اوسکی برائی یتیم کے مال کہا جانے
سے بڑہ گئی اور وہ کبیرہ ہے پس یہ بہی کبیرہ ہوئے اسی طرح اگر کافرون کو مسلمانون کے بال بچے عورتین بتلا دین
اور وہ جانتا ہے کہ کافر انکو ستاوینگے اور عورتون کو بے عزت کرین گے تو اسکی برائی میدان جنگ مین
بہاگنے سے زیادہ ہے پس یہ بہی کبیرہ ہوا اسیطرح اگر کسی آدمی پر ایسا جہوٹ باندہا جس کی وجہ سے جانتا ہے
کہ وہ مارا جاویگا تو یہ ایک کبیرہ ہوا البتہ اگر اوسکی وجہ سے ایک کہجور اُس کی جاتی رہی گی تو وہ کبیرہ نہین ہے
اور شرع نے تصریح کر دی کہ جہوٹی گواہی اور یتیم کا مال کہا جانا دونون کبیرہ گناہ ہین پہر اگر ان دونون
کامون سے بڑا نقصان ہو تو ظاہر ہے کہ وہ کبیرہ ہین اور جو نقصان بہت قلیل ہو جب بھی وہ کبیرہ ہین تاکہ ان
گناہون کی جڑ کٹ جاوے اور لوگ باز آوین جیسے شراب کا ایک قطرہ پینا کبیرہ ہے اگرچہ اُس سے کوئی فتنہ
نہین ہوتا اسی طرح ناحق فیصلہ کرنا بہی کبیرہ ہے کیونکہ جہوٹی گواہی سبب ہے ناحق فیصلہ کی پہر جب جہوٹی
گواہی کبیرہ گناہ ہے تو فیصلہ اور حکم ناحق کرنا ضرور کبیرہ ہوگا اور بعضے علما نے یہ تعریف کی ہے کہ کبیرہ وہ
گناہ ہے جسکی ساتہہ کوئی وعید یا حد یا لعنت مذکور ہو پہر جو گناہ برائی مین ایسے گناہ کے برابر ہو وہ بہی کبیرہ
ہوگا۔ امام ابو الحسن واحدی نے کہا صحیح یہ ہے کہ کبیرہ کی کوئی تعریف نہین بلکہ بعضے گناہون کو شرع نے
کبیرہ کہا اور بعضون کو صغیرہ اور بعض گناہون کا ذکر شرع نے نہین کیا اون مین کبیرہ بہی ہین اور صغیرہ
بہی اور حکمت بیان نکرنیکی یہ ہے کہ آدمی اون سب گناہون سے بچے اس ڈر سے کہ کہین کبیرہ نہ ہون اور یہ
ایسا ہی ہے جیسے شرع نے شب قدر کو اور ساعت جمعہ کو چہپایا اور علما نے کہا ہے کہ صغیرہ گناہ بار بار کرنے سے کبیرہ ہو جاتا
ہے اور حضرت عمر اور ابن عباس سے منقول ہے کہ توبہ اور استغفار کے ساتہہ کوئی گناہ کبیرہ نہین اور اصرار
(یعنی بار بار کرنا) کے ساتہہ کوئی گناہ صغیرہ نہین اسکا مطلب یہی ہے کہ کبیرہ گناہ توبہ اور استغفار سے معاف
ہو جاتا ہے اور صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے ابن عبد السلام نے کہا کہ اصرار کی حد یہ ہے کہ اتنی بار اوس گناہ
کو کرے جس سے اوسکی بے پروائی معلوم ہو اسیطرح جب کئی صغیرہ گناہ ہون کہ وہ سب ملا کر کبیرہ کی برائی کو
پہونچ جاوین ابن الصلاح نے کہا اصرار یہ ہے کہ گناہ کو کرکے اوس سے باز آنیکا قصد نہ کرے بلکہ پہر کرنے کا یا ہمیشہ اوسکو
کرتا رہے مترجم کہتا ہے کہ اصرار کی تعریف یہی صحیح ہے ورنہ بار بار کرنا اصرار نہین گر بار بار توبہ یا ندامت ہو ایک
حدیث مین ہے کہ جس نے استغفار کیا اوس نے اصرار نہین کیا اگرچہ دن مین ستر بار وہی گناہ کرے +
ف شرک کرنا اللہ کے ساتہہ یہ تو ظاہر ہے کہ سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے) دوسرا نافرمانی کرنا مان باپ کی

حدیث مین عقوق کا لفظ ہی جس کے معنے کاٹنا اور نہ ماننا اور عاق اوسکو کہتے ہین جو اپنے باپ کی اطاعت
چھوڑ دے نووی نے کہا جو عقوق شرع مین حرام ہے اوسکی تعریف کم لوگون نے کی ہے شیخ امام ابن
عبد السلام نے کہا مین نے عقوق والدین اور اُن کے حقوق مین کوئی عمدہ قاعدہ نہین پایا اسلیے کہ باتفاق
علما ہر ایک امر اور نہی مین والدین کی اطاعت ضرور اور واجب نہین البتہ جہاد بغیر مان باپ کی اجازت
کے درست نہین کیونکہ ماں باپ پر جہاد بہت گران گذرتا ہے وہ ڈرتے ہین لڑکے کے زخمی ہونے یا مارے
جانے سے اور اس سے اُنکو بہت رنج ہوتا ہے اسی پر ہر ایک سفر کو قیاس کر لینا چاہیے جسمین جان جانیکا یا
اور کسی صدمے کا خوف ہو ابن الصلاح نے کہا جو عقوق حرام ہے وہ یہ ہے کہ کوئی کام ایسا کرے جس سے
والدین کو رنج ہو اور رنج بھی کیسا سخت بشرطیکہ وہ کام اسپر شرع کے رو سے واجب اور فرض نہ ہو اور بعضوں نے
کہا ہے کہ والدین کی اطاعت ہر ایک امر مین واجب ہے بشرطیکہ وہ امر گناہ نہ ہو اور اُن کا خلاف کرنا عقوق
ہے اور مشتبہ کامون مین بھی اون کی اطاعت بعضے علما نے واجب کی ہے اور ہمارے علما نے جو طلب علم یا
تجارت کے لیے سفر جائز کہا ہے بغیر مان باپ کی اجازت کے وہ ہمارے اوس کلام کے خلاف نہین ہے جو ہم نے
بیان کیا - مترجم کہتا ہے کہ والدین کی اطاعت فرض ہے مثل اور فرائض کی مگر خدا کی اطاعت اونکی
اطاعت پر مقدم ہے تو نہ ترک کیا جاوے فرض خدا کا اُن کے کہنے سے اور ترک کیا جاوے مباح اور مسنون
اور مستحب کیونکہ فرض کا کرنا مقدم ہے اور جہاد کو جانا فرض عین نہین ہے اسلیے بے مان باپ کی اجازت
کے جانا حرام ہے اور طلب علم فرض عین ہے اسی طرح کسب معیشت واسطے پرورش اہل وعیال کے تو اُس
مین اجازت انکی ضرور نہین پر جہانتک ہو سکے اگر اون کی خوشی کے ساتھ علم حاصل کرے اور روٹے
کماوے تو بہتر ہے **ت** تیسری جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹ بولنا **ف** نووی نے کہا ہرچند والدین
کی نافرمانی اور جھوٹی گواہی دونون کبیرہ گناہ ہین پر وہ شرک کے برابر نہین ہو سکتی اس صورت مین تاویل
کرنا ہوگی کہ مراد وہ جھوٹا گواہ ہے جو کافر بھی ہو یا مراد وہ شخص ہے جو اس کام کو درست سمجھکر کرے یا
مِن کا لفظ محذوف ہے یعنے یہ چیزین کبیرہ گناہون مین سے ہین اور یہی تیسری تاویل ٹھیک ہے اس لیے کہ
جھوٹی گواہی کو بیان کرنے سے یہ مقصود ہے کہ لوگ اس سے باز رہین اور کفر کی برائی تو ہر ایک شخص کو معلوم
تھی پھر حدیث کے اطلاق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹی گواہی ہر طرح سے کبیرہ گناہ ہے خواہ بڑے حق کے
لیے ہو یا چھوٹے حق کے لیے انتہی **ت** اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے تھے آپ بیٹھ گئے اور بار

بار یہ فرمانے لگے (تاکہ لوگ خوب آگاہ ہو جاویں اور ان کاموں سے باز رہیں) ہمنے اپنے دل میں کہا کاش آپ
چپ ہو رہیں (تاکہ آپ کو زیادہ رنج نہ ہو ان گناہوں کا خیال کر کے کہ لوگ اُنکو کیا کرتے ہیں) **عَنْ**
اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْکَبَائِرِ قَالَ الشِّرْکُ بِاللّٰہِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَ
قَتْلُ النَّفْسِ وَقَوْلُ الزُّوْرِ **ترجمہ** انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبیرہ گناہوں
کے باب میں وہ شرک کرنا ہے اللہ کے ساتھہ اور نافرمانی کرنا ماں باپ کی اور خون کرنا (ناحق) اور
جھوٹ بولنا **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْکَبَائِرَ
اَوْسُئِلَ عَنِ الْکَبَائِرِ فَقَالَ الشِّرْکُ بِاللّٰہِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَقَالَ اَلَا
اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ قَالَ قَوْلُ الزُّوْرِ اَوْشَهَادَةُ الزُّوْرِ قَالَ شُعْبَةُ وَاَکْبَرُ   أَلَا
ظَنِّیْ اَنَّهٗ قَالَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان
کیا کبیرہ گناہوں کا یا آپ سے پوچھا کسی نے کبیرہ گناہوں کو آپ نے فرمایا شرک کرنا اللہ کے ساتھہ اور ناحق خون
کرنا اور نافرمانی ماں باپ کی اور آپ نے فرمایا میں تمکو بتلاؤں سب کبائر میں بڑا کبیرہ وہ جھوٹھہ بولنا
ہے یا جھوٹی گواہی دینا شعبہ نے کہا میرا گمان غالب یہ ہے کہ جھوٹی گواہی کو فرمایا **ف** امام نووی نے
جو فائدہ اوپر نقل ہوا وہ اس مقام سے متعلق ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے جھوٹی گواہی کو شرک
سے کیونکر ملایا اور وجہ اسکی یہ ہے کہ اوس محل پر جھوٹی گواہی سے ڈرانا زیادہ منظور تہا کیونکہ خوف ہوگا
لوگوں کے پڑ جانے کا اس گناہ میں اگرچہ جھوٹی گواہی یا جھوٹ بولنا شرک کے برابر نہیں کیونکہ شرک
سب گناہوں کے بڑا گناہ ہے اور ایک بہید یہ بہی ہے کہ شرک درحقیقت ایک قسم ہے جھوٹ کی یا جھوٹی
گواہی کی کیونکہ شرک جھوٹی گواہی ہے اللہ پر یا جھوٹ ہے جیسے ایک جھوٹ ہوتا ہے بندوں پر ویسے ہی
شرک ایک جھوٹ ہے اللہ پر پہر جس شخص نے جھوٹ بولنا روا رکہا یا جھوٹی گواہی دی وہ شرک کرنے میں
بہی باک نہ کرے گا اور اکثر ایسا معلوم ہوا ہے کہ جھوٹی گواہی وہی لوگ دیتے ہیں جنکے دل میں اللہ کی
عظمت مطلق نہیں ہوتی تب تو اُسکا نام لیکر معاذ اللہ جھوٹ بولتے ہیں اور جھوٹی قسم کہاتے ہیں دو
پیسے کی طمع میں ایمان کہو دیتے ہیں پس ایسے شخص شرک کرنے میں یا شرک کی بات کہنے میں کب رکینگے
اگر انکو ایک ذرا سی بہی طمع دیکہا دے **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْکُ بِاللّٰہِ

وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَاَكْلُ الرِّبٰوا وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ
وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ **ترجمہ** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا بچو تم سات گناہوں سے جو ایمان کو ہلاک کر ڈالتے ہین اصحاب نے کہا یا رسول اللہ وے کون سے گناہ
ہین آپ نے فرمایا خدا کے ساتھ شرک کرنا اور جادو **ف** نووی نے کہا یہ دلیل ہے اوس ہمارے مذہب
کی جو صحیح اور مشہور ہے کہ جادو حرام ہے اور کبیرہ گناہ ہے یعنی جادو کا کرنا اور چلانا اور سیکھنا اور سکھانا
حرام ہے اور ہمارے بعض علماء نے کہا کہ جادو کا سیکھنا حرام نہین ہے بلکہ جائز ہے تاکہ جادوگر کی تحقیقات
ہو اور جادو کو توڑنے کے لیے اور جادوگر کو اولیاء اللہ سے تمیز دینے کے لیے اور ان لوگون کے نزدیک حدیث محمول
ہے جادو کی چلانے پر **ف** اور اس جان کو مارنا جسکا مارنا خدا نے حرام کیا ہے لیکن حق پر مارنا درست
ہے اور بیاج کھانا اور یتیم کا مال کھا جانا اور لڑائی دن کافرون کے سامنے سے بھاگنا اور خاوندوالی ایماندار
پاکدامن عورتون کو جو بدکاری سے واقف نہین عیب لگانا **ف** یعنی اونپر تہمت کرنا زنا کی نووی نے
کہا اس روایت مین سات گناہ مذکور ہین اور ایک روایت مین تین اور ایک روایت مین چار اس لیے کہ یہ
بڑے سخت گناہ ہین اور اکثر واقع ہوتے ہین خاصکر جاہلیت کے زمانے مین یہ گناہ بہت واقع ہوتے تھے
اور اسکے بعد کی حدیث مین ایک اور گناہ مذکور ہے اپنی ماں باپ کو گالی دینا اور ایک حدیث مین چغل خوری اور
پیشاب سے پاکی نہ کرنا مذکور ہے اور مسلم کے سوا اور کتابون مین جھوٹی قسم کھانا اور بیت اللہ کی حرمت توڑنا
بھی آیا ہے اور علماء نے کہا ہے کہ کبیرہ گناہ ان مین منحصر نہین ہین بلکہ اور بہت گناہ کبیرہ ہین ابن عباس سے
منقول ہے ان سے کسی نے پوچھا کبیرہ گناہ سات ہین انہون نے کہا سات سے ستر تک ہین بلکہ سات سو تک اور
اوپر تحقیق کبیرہ کی گذر چکی **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ
قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ الرَّجُلُ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهُ فَيَسُبُّ اُمَّهُ **ترجمہ** عبداللہ بن عمرو بن عاص
سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبیرہ گناہون مین سے ہے گالی دینا اپنے ماں باپ کو
لوگون نے کہا یا رسول اللہ کیا کوئی گالی دیتا ہے اپنی ماں باپ کو آپ نے فرمایا ہاں دیتا ہے کوئی گالی دیتا ہے
دوسرے کے باپ کو پھر وہ گالی دیتا ہے اسکے باپ کو اور یہ گالی دیتا ہے اوسکی ماں کو وہ گالی دیتا ہے اسکی
ماں کو **ف** تو جس نے پہلے گالی دی وہی سبب ہوا اپنے ماں باپ کو گالی کھلانیکا تو گویا اوس نے

باب منہ

خود گالی دی اپنی ماں باپ کو انسان کی حرمت اور عزت خود اوس کے ہاتھ میں ہے کسی کو گالی دینا پھر آپ گالی کہانا کتنی بڑی حماقت ہے نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص سبب ہو کسی کام کا تو وہ کام اُسکی طرف منسوب ہو سکتا ہے اور بد کام کا جو ذریعہ ہو وہ بھی بد ہے تو شیرہ انگور کا بیچنا اس شخص کے ہاتھ جو اوسکی شراب بناتا ہے یا ہتیار بیچنا اوس شخص کے ہاتھ جو ڈاکہ مارتا ہے ناجائز ہوگا **باب**

تحریم الکبر وبیانہ کبر (یعنے غرور اور خود پسندی) کی حرمت اور اُسکا بیان **عن** عبد اللہ بن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من کبر فقال رجل ان الرجل یحب ان یکون ثوبہ حسنا ونعلہ حسنۃ قال ان اللہ جمیل یحب الجمال الکبر بطر الحق وغمط الناس **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں نہ جاویگا وہ شخص جس کے دل میں رتی برابر بھی غرور اور گھمنڈ ہوگا ایک شخص بولا ہر ایک آدمی چاہتا ہے اُسکا کپڑا اچھا ہو اوسکا جوتا اچھا ہو (اور ان سے تو کیا یہ بھی غرور اور گھمنڈ ہے) آپ نے فرمایا اللہ جمیل ہے دوست رکھتا ہے جمال کو **ف** یعنی اللہ جل جلالہ سب سے زیادہ پاکیزہ اور خوش اور خوبصورت ہے تو وہ پسند کرتا ہے خوبصورتی اور پاکیزگی اور ستھرائی کو عمدہ کپڑے عمدہ جوتی جسقدر حلال ہیں وہ پہننا اور زینت کرنا اور خوشبو لگانا یہ امر شرع کے رو سے حلال بلکہ بہتر ہیں اور یہ چیزیں کبر اور غرور میں داخل نہیں اگر کسی آدمی کو شوق ہو لباس کا وہ دوسروں سے بہتر کپڑا پہننا چاہتا ہے یا جوتا پہننا تو یہ برا نہیں بلکہ بہتر اور عمدہ ہے کیونکہ صفائی اور ستھرائی اور پاکیزگی اور حسن و جمال یہ سب صفات ہیں اللہ جل جلالہ کے اور انسان کو بالطبع یہ امر مرغوب ہیں پس انکا حاصل کرنا یا ان کا شوق رکھنا کسی طرح برا نہیں ہو سکتا اور ان کا شوق کبر اور غرور نہیں ہو سکتا بلکہ کبر کے وہ معنی ہیں جو آگے بیان ہونگے نووی نے کہا یہ جو آپ نے فرمایا اللہ جمیل ہے پسند کرتا ہے جمال کو تو علما نے اسکے معنوں میں اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا اسکا معنی یہ ہے کہ اللہ کی ہر ایک صفت جمیل ہے اور ہر ایک کام جمیل ہے یعنی عمدہ اور بہتر ہے اور اسکے تمام نام بہتر ہیں اور تمام صفات جمال اور کمال اُسمیں موجود ہیں ابو القاسم قشیری نے کہا جمیل کے معنے جلیل یعنے بزرگ اور خطابی سے نقل کیا کہ جمیل کے معنے نورانی اور روشن یعنی وہ مالک ہے رونق اور تازگی کا اور بعضوں نے کہا اوسکے افعال جمیل ہیں کہ وہ نظر کرتا ہے اپنے بندوں پر رحمت کے ساتھ اور تکلیف دیتا ہے تھوڑی آسان کاموں کی اور ثواب دیتا ہے بہت اور جمیل ایسا اسم ہے جو صحیح حدیث میں خدا کے

ف قال

لیے آیا ہے پر یہ حدیث خبر واحد ہے اور اسماء حسنی کی حدیث مین بہی یہ اسم موجود ہے لیکن اسکی اسناد مین
گفتگو ہے اور مختار یہی ہے کہ اسہ کو جمیل بول سکتے ہین اور بعض علما نے اوس سے منع کیا ہے امام الحرمین نے کہا کہ
اسہ جل جلالہ کے جو اسماء اور صفات شرع مین وارد ہوئے ہین ہم اون کا اطلاق کرینگے اور جن سے شرع نے منع
کیا ہے اون کے اطلاق سے باز رہین گے اور جو اسما اور صفات شرع مین نہین آئے اون کی جواز اور عدم جواز
کسی کا ہم حکم نہ کرینگے اس لیے کہ شرع کے احکام نص سے معلوم ہوتے ہین اور اگر ہم جواز یا عدم جواز کا حکم کر دینگے
تو ہم نے ایک حکم کیا بغیر شرع کے پہر اطلاق کے جائز ہونیکے لیے یہ ضرور نہین کہ وہ دلیل قطعی ہو (یعنی
آیت یا حدیث متواتر) بلکہ وہ دلیل کافی ہے جو موجب ہوتی ہے عمل کو اگرچہ علم کا موجب نہ ہو (یعنے خبر واحد
کافی ہے) البتہ قیاس کو اسمین دخل نہین ہو سکتا تمام ہوا کلام امام الحرمین کا اور اُن کا درجہ اور رتبہ ہر

اصل اشیا مین اباحت ہے

ایک علم مین خصوصًا اس فن مین یعنے علم کلام مین تو انتہا درجے کا ہے اور یہ جو اونہون نے کہا کہ ہم جواز اور
عدم جواز کسیکا حکم نہ کرین گے جب تک دلیل شرعی نہ ہو تو بنا اوسکی اوس مذہب پر ہے جو مختار ہے اور صحیح
ہے محققین کے نزدیک کہ اصل اشیا مین یہ ہے کہ کوئی حکم نکیا جاوے جب تک شرع وارد نہ ہو نہ حلت نہ حرمت
نہ اباحت کا کیونکہ اہل سنت کے نزدیک حاکم شرع ہے اور ہمارے بعض علما نے کہا کہ اصل اشیا مین اباحت
ہے اور بعضون نے کہا کہ اصل حرمت ہے اور بعضون نے کہا کہ اصل توقف ہے اور مختار وہی ہے جو پہلے مذکور ہوا

اسہ جل جلالہ کے اسما اور صفات مین توقف ہے

اور اہل سنت نے اختلاف کیا ہے کہ اسہ تعالی پر اون اسما اور صفات کا جو شرع مین وارد نہین ہوئے
اطلاق کیا جاوے یا نہ کیا جاوے بشرطیکہ وہ اسما اور صفات جمال اور جلال اور کمال اور مدح کے ہون
تو بعضون نے اُن کا اطلاق جائز کہا ہے اور بعضون نے منع کیا ہے جب تک کوئی دلیل قطعی جیسے آیت
یا حدیث متواتر یا اجماع نہو اور خبر واحد سے جو اسم یا صفت ثابت ہو اوسکے اطلاق مین اختلاف ہے
قاضی نے کہا صحیح یہ ہے کہ اوسکا اطلاق جائز ہے انتہی ما قال النووی سراج الوہاج مین ہے
کہ اسہ جل جلالہ کے اسما اور صفات مین توقف صحیح ہے یعنے جو اسما اور صفات شرع مین وارد ہوئے
ہین اونہی کا اطلاق کرنا چاہیے اور اپنی طرف سے نئے نام اور صفات تراشنا بہتر نہین گو اون کے
معنے عمدہ ہون امام بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات اس باب مین نہایت عمدہ اور جامع کتاب ہے

ف غرور اور گہمنڈ یہ ہے کہ انسان حق کو ناحق کرے (یعنی اپنی بات کے پچ سے یا نفسانیت سے
ایک بات واجبی ہو اور صحیح ہو اوسکو رد کرے اور نہ مانے) اور لوگون کو حقیر سمجہے **ف** اور اپنے

تئین عالی اور بلند اور معزز خیال کرے یعنی نفس پروری کرے یہ صفت ایسی بری ہے کہ انسان کو بہت
ذلیل کرتی ہے اور لوگ اُس سے ناراض ہو جاتے ہین اور اُس سے دشمنی ہو جاتے ہین اس کم بخت صفت کی
وجہ سے کچھ صرف یہی عذاب نہین کہ جنت سے محروم ہوگا بلکہ دنیا مین بھی بڑی تکلیف اور مصیبت ہوگی جو
شخص گھمنڈ کرتا ہے اور خود دوسری لوگ اوسکو نگاہ مین رکھتے ہین اور کسی ہم قوم ہو او سکو ایسا ذلیل کرتے ہین
کہ اُسکا سارا غرور ناک کی راہ نکل جاتا ہے حدیث مین غمط الناس طا مہملہ سے مروی ہے جسکے معنے لوگون
کو حقیر جاننا اور صحیح مسلم کے سب نسخون مین یہ لفظ یون ہی ہے اور ابو داود نے بھی اسکو اسی طرح
نقل کیا ہے لیکن ترمذی نے غمص صاد مہملہ سے نقل کیا ہے اور معنے اسکا بھی یہی ہے **عن**
عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ
حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ وَّلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْ كِبْرٍ مِّنْ
ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم مین نہ جاویگا (یعنی ہمیشہ
کے لیے) وہ شخص جسکے دل مین رائی کے دانے برابر ایمان ہو اور جنت مین نہ جاوے گا وہ شخص جسکے
دل مین رائی کے دانے برابر گھمنڈ اور غرور ہو **ف** نووی نے کہا اسکی تاویل مین علما کا اختلاف
ہے خطابی نے دو وجہین بیان کی ہین ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو ایمان لانے مین اتنا ذرا سا
بھی غرور کرے اور ایمان نہ لاوے وہ تو جنت مین ہرگز نہ جاویگا جب اسی حالت پر مرے دوسرے یہ
کہ جب لوگ جنت مین جاوینگے تو اُن کے دلون مین رائی کے دانے برابر بھی غرور نہ ہوگا اسلیے
کہ اللہ نے فرمایا ہمنے نکال لیا جنتیون کے دلون مین سے جو کچھ کھٹک تھی اون مین اور یہ دونون تاویلین
بعید ہین اسلیے کہ حدیث وارد ہوئی ہے کبر کی ممانعت مین لوگون کو اس بری بات سے بچانے کے لیے
اور اون دونون تاویلون کی وجہ سے وہ مطلب فوت ہو جاتا ہے تو ظاہر وہ ہے جو قاضی عیاض اور اور
محققین نے اختیار کیا ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ وہ جنت مین نہ جاویگا جب تک اُسکو اس کبر کا بدلہ نہ ملے یا اگر
اوسکو بدلہ ملے تو یہی بدلہ ہے کہ وہ جنت مین نہ جاوے اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ پرہیزگارون کے ساتھ
پہلی بار مین جنت نہ جاویگا **عن** عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ
الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت مین نہ جاویگا وہ شخص جسکے دل مین رتی برابر غرور ہو **باب**

الدليل على ان من مات لا يشرك بالله شيئا دخل الجنة وان مات مشركا دخل النار

جو شخص شرک سے پاک ہو اور مرے تو وہ جنت میں جاوے گا اور جو شرک کی حالت میں مرے وہ جہنم میں جاوے گا۔

عن عبد الله قال وكيع قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال ابن نمير سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من مات يشرك بالله شيئا دخل النار وقلت زون و قلت
انا ومن مات لا يشرك بالله شيئا دخل الجنة ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور ایک روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص مر جاوے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہو تو وہ جہنم میں جاویگا عبد اللہ بن مسعود نے کہا میں کہتا ہوں جو شخص مر جاوے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں جاوے گا **ف** ایسا ہی ہے صحیح مسلم کے اکثر نسخوں میں اور صحیح بخاری میں اور قاضی عیاض نے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے اور بعض نسخوں میں اس کے برعکس ہے یعنے پہلے جملہ کو ابن مسعود کا کلام نقل کیا ہے اور دوسرے جملے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حمیدی نے کتاب الجمع بین الصحیحین میں ایسا ہی نقل کیا ہے اور ابو عوانہ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ دونوں جملے مرفوعاً جابر سے ثابت ہیں پھر ابن مسعود نے جو ایک جملہ حضرت کیطرف نسبت کیا اور ایک اپنی طرف تو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ انہوں نے حضرت سے ایک ہی جملہ سنا ہوگا اور دوسرا جملہ قرآن یا حدیث سے انہوں نے خود نکالا مگر اسمیں یہ خرابی ہوتی ہے کہ ابن مسعود نے خود دوسری روایت میں دونوں جملوں کو حضرت سے نقل کیا تو شاید ابن مسعود کو اس روایت کے وقت ایک جملہ یاد رہا ہوگا اور دوسرا یاد نہ ہوگا اس لیے انہوں نے اپنی طرف نسبت دیا واللہ اعلم۔

عن جابر قال اتى النبي صلى الله عليه وسلم رجل فقال يا رسول الله ما الموجبتان
فقال من مات لا يشرك بالله شيئا دخل الجنة ومن مات يشرك بالله شيئا دخل فقال
النار ترجمہ جابر سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ وہ دو باتیں کون سی ہیں جو واجب کرتی ہیں جنت کو اور جہنم کو آپ نے فرمایا جو شخص مرجاوے اور وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں جاویگا اور جو شخص مر جاوے اور وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہو تو وہ جہنم میں جاویگا **ف** نووی نے کہا اس پر اجماع ہے مسلمانوں کا لیکن مشرک کا جہنم میں جانا وہ عموماً ہے وہ جہنم میں جاویگا اور ہمیشہ اُسمیں رہے گا اور یہودی اور نصرانی اور بت پرست اور سب قسم کے کافروں کا یہی حکم ہے اُن میں کوئی فرق نہیں یعنی

وہ سب ہمیشہ ہمیشہ جہنم مین رہین گے اسیطرح جو کافر ہو عناد سے یا بغیر عناد کے یا جو مخالف ہو ملت اسلام کے یا جو اسلام کیطرف منسوب ہو یعنی مسلمان کہلاوے پہر حکم کیا جاوے اوسکے کفر کا کسی امر کے انکار سے اور جو بشرک ہو سو موحد ہو اوسکا جنت مین جانا ہی یقینی ہے پہر اگر اوس سے کبیرہ گناہ پر اصرار نہین ہوا وہ تو پہلے ہی دفعہ مین جنت مین جاویگا اور جو کبیرہ پر اصرار رہا ہے تو وہ خدا کی مشیت پر ہی جاہے اوسے معاف کرے اور سیدہا جنت مین لیجاوے اور یا ہے چند روز عذاب کرکے پہر جنت مین لے جاوے لیکن وہ ہمیشہ جہنم مین نرہے گا **عن** جابر بن عبد اللہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من لقی اللہ لا یشرک بہ شیئا دخل الجنۃ ومن لقیہ یشرک بہ شیئا دخل النار **ترجمہ** جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے جو شخص اللہ سے ملے اوس کے ساتہہ کسی کو شریک نکرتا ہو وہ جنت مین جاویگا اور جو اُس سے ملے اور کسی کو اُس کے ساتہہ شریک کرتا ہو وہ جہنم مین جاوے گا **عن** ابی ذر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اتانی جبریل علیہ السلام فبشرنی انہ من مات من امتک لا یشرک باللہ شیئا دخل الجنۃ قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق **ترجمہ** ابوذر غفاری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھکو خوشخبری دی کہ جو شخص تمہاری امت مین سے مریگا اور وہ اللہ کے ساتہہ شرک نکرتا ہوگا تو جنت مین جاویگا مین نے کہا اگر وہ زنا کرے یا چوری کرے اُنہون نے کہا اگرچہ وہ زنا کرے یا چوری کرے **ف** نووی نے کہا یہ حدیث دلیل ہے اہل سنت کے مذہب کے کہ کبیرہ گناہ کرنیوالا ہمیشہ جہنم مین نہین رہیگا بلکہ جہنم مین یا تو بالکل نجاویگا یا جاویگا تو چند روز کے بعد وہان سے نکلکر پہر جنت مین جاویگا اور اوپر اسکا بیان بفصل گذر چکا ہے انتہی زنا اور چوری کو اس لیے خاص کیا کہ یہ دونون بڑے کبیرہ گناہ ہین اور زنا حق اللہ ہے اور چوری حق العباد تو معلوم ہوا کہ جو شخص موحد ہو اور اُس گناہ مین مبتلا ہو جو حق العباد ہو تب بہی وہ ہمیشہ جہنم مین نہین رہیگا بلکہ کبہی نکبہی وہان سے نکلکر آخر کو جنت مین ضرور جاویگا **عن** ابی ذر قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو نائم علیہ ثوب ابیض ثم اتیتہ فاذا ھو نائم ثم اتیتہ وقد استیقظ فجلست الیہ فقال ما من عبد قال لا الہ الا اللہ ثم مات علی ذلک الا دخل الجنۃ قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق قلتہ وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق ثلاثا ثم قال فی الرابعۃ علی رغم انف ابی ذر قال فخرج ابو ذر وھو یقول وان رغم انف ابی ذر **ترجمہ** ابوذر سے روایت ہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا آپ سو رہے تہے ایک سفید کپڑا اوڑہے ہوئے پہر مین آیا تو آپ سو رہے تہے پہر مین آیا

تو آپ جاگتے تھے مین بیٹھا آپ کے پاس آپنے فرمایا جو بندہ لا اله الا الله کہے پہر مر جاوے اسی اعتقاد پر (یعنے
الله کی توحید پر) تو وہ جنت مین جاویگا مینے کہا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے آپنے فرمایا اگرچہ وہ زنا
اور چوری کرے مینے کہا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے آپنے فرمایا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے تین بار
ایسا ہی فرمایا چوتھی بار مین آپنے فرمایا اگرچہ ابوذر کی ناک مین خاک لگے **ف** یعنے ابوذر کی ذلت
ہو اس لیے کہ یہ امر اون کی راے اور مرضی کے خلاف تہا وہ گناہ سے بڑی نفرت کرتے تہے اور
گنہگارون کو الله کی رحمت سے دور سمجہتے تہے اور یہ امر اون کی بار بار پوچہنے سے معلوم ہوا کہ زنا اور چوری
کرنے پر بھی وہ جنت مین نہ جاویگا گویا اون کو بڑا تعجب ہوا کہ اتنے بڑے بڑے گناہ کرنے پر بہی اوسکو
جنت ملے گی **ت** پہر نکلے ابوذر اور وہ کہتے تہے اگرچہ ابوذر کی ناک مین خاک لگے **ف** یعنی
یہ لفظ حضرت نے فرمایا تہا اوسیکو کہتے جاتے تہے اور یہ انتہا محبت تہی ابوذر کی رسول الله صلی الله علیہ
سلم کے ساتھ **باب** تَحْرِیْمِ قَتْلِ الْکَافِرِ بَعْدَ قَوْلِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ جب کافر لا اله الا الله کہے پہر قتل
اوسکا حرام ہے **عن** الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ اَنَّهٗ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ اِنْ لَقِیْتُ أخبره
رَجُلًا مِنَ الْکُفَّارِ فَقَاتَلَنِیْ فَضَرَبَ اِحْدٰی یَدَیَّ بِالسَّیْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَ مِنِّیْ بِشَجَرَةٍ
فَقَالَ اَسْلَمْتُ لِلّٰهِ اَفَاَقْتُلُهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَعْدَ اَنْ قَالَهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ قَالَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ قَدْ قَطَعَ یَدِیْ ثُمَّ قَالَ ذٰلِکَ بَعْدَ اَنْ قَطَعَهَا
اَفَاَقْتُلُهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ فَاِنْ قَتَلْتَهٗ فَاِنَّهٗ بِمَنْزِلَتِکَ ن قال قال
قَبْلَ اَنْ تَقْتُلَهٗ وَاِنَّکَ بِمَنْزِلَتِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّقُوْلَ کَلِمَتَهُ الَّتِیْ قَالَ **ترجمہ** مقداد بن اسود سے روایت
ہے انہونے کہا یا رسول الله اگر مین ایک کافر سے بہڑون وہ مجہسے لڑے اور میرا ایک ہاتھ تلوار سے کاٹ ڈالے
پہر مجہسے بچکر ایک درخت کی آڑ لیوے اور کہنے لگے مین تابع ہو گیا الله کا کیا مین اوسکو قتل کرون جب وہ
یہ کہہ چکے آپنے فرمایا مت قتل کر اوسکو مینے کہا یا رسول الله اوسنے میرا ہاتھ کاٹ ڈالا پہر ایسا کہنے لگا
کیا مین اوسکو قتل کرون آپنے فرمایا مت قتل کر اوسکو (اگرچہ تجہکو اوس سے صدمہ پہونچا اور زخم لگا)
اگر تو اوسکو قتل کرے گا تو اوسکا حال تیرا سا ہوگا قتل سے پہلے اور تیرا حال اوسکا سا ہوگا جبتک اوسنے
یہ کلمہ نہین کہا تہا **ف** ظاہر حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر تو اوسکو قتل کریگا تو وہ تیری مثل ہو جاویگا
یعنی وہ مسلمان ہوگا اور تو اوسکی مثل ہو جاویگا یعنی جیسے وہ تہا اسلام لانے سے پہلے یعنی

کافر ہو جاویگا اسمین یہ اشکال ہے کہ مسلمان جہاد کرنے والا اس گناہ سے کافر نہین ہو سکتا خصوصًا اُس صورت مین جب اوسکو احتمال ہو کہ یہ دل سے مسلمان نہین ہوا ہے بلکہ جان بچانے کے لیے بہانہ کرتا ہے اور اُس نے مسلمان کو زخمی بھی کیا ہو نووی نے کہا اُس حدیث کے مطلب مین علما نے اختلاف کیا ہے سب سے عمدہ معنی یہ ہین جو امام شافعی اور ابن قصار سے منقول ہے کہ جب اوس نے لآ اله الا الله کہا اور اسلام قبول کیا تو وہ تیری مثل ہو گیا یعنے جان کی حرمت اور حفاظت مین جیسے تو تھا اوس کے قتل سے پہلے اور تو نے جب اُسکو قتل کیا تو تو اوس کی مثل ہو گیا یعنے تیری جان کی حرمت نہ رہی اور تیرا خون حلال ہو گیا جیسے اسکا حال تھا اسلام لانے سے پہلے قاضی عیاض نے کہا اسکا معنی یہ ہے کہ تو اسکی مثل ہو گیا حق کی مخالفت مین اور گناہ کے ارتکاب مین اگرچہ تیری مخالفت اور گناہ اور اوسکی مخالفت اور گناہ مین فرق ہے اُسکا گناہ تو کفر تک پہونچا تھا اور تیرا گناہ فسق تک پہونچیگا - پھر علما نے اختلاف کیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان جہاد مین ایسا کرے یعنے کسی کافر کو لآ اله الا الله کہنے کے بعد مار ڈالے تو اسکا کیا حکم ہے بعضوں نے کہا اوسپر کچھ نہین نہ قصاص ہے نہ دیت نہ کفارہ کیونکہ آگے کی حدیث مین آویگا کہ اسامہ نے یہ فعل کیا تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اون کو قتل کیا نہ دیت لی اون سے نہ کفارہ اونپر واجب کیا اور بعضون کے نزدیک کفارہ واجب ہے لیکن قصاص ساقط ہے بوجہ شبہ کے کیونکہ اُسکو کافر سمجھکر مارا اور یہ خیال کیا کہ وہ کلمہ توحید کہنے سے مسلمان نہین ہو سکتا ایسی حالت مین اور دیت کو واجب کہتے ہین امام شافعی کے دو قول ہین پھر یہ لوگ اسامہ کی حدیث کا جواب دیتے ہین کہ کفارہ فوراً واجب نہین اور دیت بھی اسواسطے نہ لی گئی کہ اسامہ مفلس ہونگے عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا الْأَوْزَاعِيُّ وَابْنُ جُرَيْجٍ فِي حَدِيثِهِمَا قَالَ أَسْلَمْتُ لِلَّهِ كَمَا قَالَ اللَّيْثُ وَأَمَّا مَعْمَرٌ فَفِي حَدِيثِهِ فَلَمَّا أَهْوَيْتُ لِأَقْتُلَهُ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس مین یہ ہو کہ وہ کہے اسلام لایا مین اللہ کے لیے اور معمر کی روایت مین ہو کہ جب مین جھکون اوسکے قتل کے لیے تو وہ کہے لآ اله الا الله عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْأَسْوَدِ الْكِنْدِيِّ وَكَانَ حَلِيفًا لِبَنِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ ترجمہ مقداد بن عمرو بن اسود کندی سے روایت ہے وہ حلیف تھے بنی زہرہ کے (یعنی ان کے امان مین آئے تھے اور اُن سے عہد کر چکے تھے) اور بدر

کی لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کیا سمجھتے ہیں اگر میں بھڑوں
ایک کافر سے پھر بیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری **عن** اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَّهٰذَا حَدِيْثُ
ابْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَرِيَّةٍ فَصَبَّحْنَا الْحُرُقَاتِ
مِنْ جُهَيْنَةَ فَاَدْرَكْتُ رَجُلًا فَقَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَطَعَنْتُهٗ فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ ذٰلِكَ
فَذَكَرْتُهٗ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَالَ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَقَتَلْتَهٗ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِّنَ السِّلَاحِ قَالَ اَفَلَا
شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهٖ حَتّٰى تَعْلَمَ اَقَالَهَا اَمْ لَا فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنِّيْ اَسْلَمْتُ
يَوْمَئِذٍ قَالَ فَقَالَ سَعْدٌ وَّاَنَا وَاللّٰهِ لَا اَقْتُلُ مُسْلِمًا حَتّٰى يَقْتُلَهٗ ذُو الْبُطَيْنِ يَعْنِيْ اُسَامَةَ
قَالَ قَالَ رَجُلٌ اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ فَقَالَ
سَعْدٌ قَدْ قَاتَلْنَا حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّاَنْتَ وَاَصْحَابُكَ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تُقَاتِلُوْا حَتّٰى تَكُوْنَ
فِتْنَةٌ **ترجمہ** اسامہ بن زید سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو ایک سریہ میں بھیجا (سریہ
کہتے ہیں لشکر کے ایک ٹکڑے کو جسمیں چار سو آدمی تک ہوتے ہیں) ہم صبح کو اوسے حرقات سے جو جہینہ میں
سے ہے (حرقات بضم حا و فتح را ایک قبیلہ ہے) پھر میں نے ایک شخص کو پایا اوس نے لا الہ الا اللہ کہا
میں نے برچھہ سے اوسکو مار دیا بعد اوس کے میرے دل میں وہم ہوا (کہ لا الہ الا اللہ کہنے پر مارنا درست نہ تھا)
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا کیا اوس نے لا الہ الا اللہ کہا تھا اور تو نے
اُسے مار ڈالا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اوس نے ہتیار سے ڈر کر کہا تھا آپ نے فرمایا کیا تو نے اُسکا
دل چیر کر دیکھا تھا تا تجھے معلوم ہوتا کہ اُس کے دل نے یہ کلمہ کہا تھا یا نہیں (مطلب یہ ہے کہ دل کا حال تجھے
کہاں سے معلوم ہوا) پھر آپ بار بار یہی فرماتے یہانتک کہ میں نے آرزو کی کاش میں اسیدن مُسلمان
ہوا ہوتا (تو اسلام لانیکے بعد ایسے گناہ میں مبتلا نہوتا کیونکہ اسلام لانے سے کفر کے اگلے گناہ معاف
ہو جاتے ہیں) سعد بن ابی وقاص نے کہا قسم خدا کی میں کسی مسلمان کو نہ ماروں گا جب تک اُسے ذو البطین
یعنے اسامہ نہ مارے (بطین تصغیر ہے بطن کی اور بطن کہتے ہیں پیٹ کو اسامہ کو ذو البطین اس لیے
کہتے ہیں کہ اون کا پیٹ بڑا تھا) ایک شخص بولا اللہ تعالی فرماتا ہے لڑو اُن سے جبتک کہ فساد نہ رہے
اور دین سب اللہ کے لیے ہو جاوے سعد نے کہا ہم تو لڑے (کافروں سے) اس لیے کہ فساد نہ ہو اور

تو اور تیرے ساتھی اس لیے لڑتے ہین کہ فساد ہو **ف** اللہ تعالی نے فرمایا سورۂ انفال میں وَقَاتِلُوا هُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَّيَكُونَ الدِّيْنُ كُلُّهُ لِلّٰهِ لڑو کافرون سے یہانتک کہ فساد نہ رہے یعنے اونکا زور ٹوٹ جاوے اور وہ ایمان مین خلل نڈال سکین) اور ہو جاوے دین اللہ کا اُس شخص کا مطلب اس آیت کے پڑہنے سے یہ تھا کہ مسلمان بہی اگر فساد کرین تو اون سے لڑنا جائز ہے سعد نے اوسکو الزام دیا کہ یہ تو اور فساد بڑہانا ہے آپس میں لڑنا اور ہماری لڑائیان فساد مٹنے کے لیے تہین **عن** اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ قَالَ وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِّنْهُمْ فَلَمَّا غَشِيْنَاهُ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَكَفَّ عَنْهُ الْأَنْصَارِيُّ وَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتّٰى قَتَلْتُهُ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي يَا أُسَامَةُ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا قَالَ فَقَالَ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ

ترجمہ اسامہ بن زید سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حرقہ کیطرف بہیجا جو ایک قبیلہ ہے جہینہ مین سے پہر ہم صبح کو وہان پہونچے اور اون کو شکست دیکر مین نے اور ایک انصاری آدمی نے ملکر ایک شخص کو پکڑا جب اوسکو گہیرا تو وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگا انصاری تو یہ سنکر اُس سے ہٹ گیا اور مین نے برچہے سے اوسے مارا یہانتک کہ وہ مرگیا جب ہم لوٹ کر آئے تو یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی (اور پہلی روایت مین ہے کہ اسامہ نے خود ذکر کیا تو شاید آپکو پہلے خبر پہونچ گئی ہوگی پہر اسامہ نے بہی ذکر کیا ہوگا اوسوقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اسامہ تونے اسکو مارڈالا لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد مین نے کہا یا رسول اللہ اوس نے اپنے تئین بچانے کے لیے کہا آپ نے فرمایا تونے اوسکو مارڈالا لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد پہر آپ بار بار یہی فرماتے رہے یہانتک کہ میرے آرزو کی کاش مین مسلمان نہوا ہوتا اوس دن سے پہلے (تو یہ گناہ مجہپر نہوتا) **عن** صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ أَنَّهُ حَدَّثَ أَنَّ جُنْدَبَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيَّ بَعَثَ إِلٰى عَسْعَسِ بْنِ سَلَامَةَ زَمَنَ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ اجْمَعْ لِي نَفَرًا مِّنْ إِخْوَانِكَ حَتّٰى أُحَدِّثَهُمْ فَبَعَثَ رَسُوْلًا إِلَيْهِمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوا جَاءَ جُنْدَبٌ وَعَلَيْهِ بُرْنُسٌ أَصْفَرُ فَقَالَ تَحَدَّثُوا بِمَا كُنْتُمْ تَحَدَّثُوْنَ بِهِ حَتّٰى

دار الحديث فلما دار الحديث إليه حسر البرنس عن رأسه فقال إني أتيتكم ولا أريد أن أخبركم عن نبيكم إن رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث بعثا من المسلمين إلى قوم من المشركين وإنهم التقوا فكان رجل من المشركين إذا شاء أن يقصد إلى رجل من المسلمين قصد له فقتله وإن رجلا من المسلمين قصد غفلته قال وكنا نحدث أنه أسامة بن زيد فلما رفع عليه السيف قال لا إله إلا الله فقتله فجاء البشير إلى النبي صلى الله عليه وسلم فسأله وأخبره حتى أخبره خبر الرجل كيف صنع فدعاه فسأله فقال لم قتلته قال يا رسول الله أوجع في المسلمين وقتل فلانا وفلانا وسمى له نفرا وإني حملت عليه فلما رأى السيف قال لا إله إلا الله قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أقتلته قال نعم قال فكيف تصنع بلا إله إلا الله إذا جاءت يوم القيمة قال يا رسول الله استغفر لي قال فكيف تصنع بلا إله إلا الله إذا جاءت يوم القيمة قال فجعل لا يزيده على أن يقول كيف تصنع بلا إله إلا الله إذا جاءت يوم القيمة **ترجمہ** صفوان بن محرز سے روایت ہی کہ جندب بن عبد اللہ بجلی نے عسعس بن سلامہ کو کہلا بھیجا جب عبد اللہ بن زبیر کا فتنہ ہوا کہ تم اکٹھا کرو میرے لیے اپنے چند بھائیون کو تا مین اون سے باتین کرون عسعس نے لوگون کو کہلا بھیجا وے اکٹھے ہوئے تو جندب آئے ایک زرد برنس اوڑھے تھے (صراح مین ہے برنس وہ ٹوپی جسکو لوگ شروع زمانہ اسلام مین پہنتے تھے اور نووی نے کہا برنس وہ کپڑا ہے جسکا سر اوسی مین لگا ہوا ہو کرتہ یا جبہ جوہری نے کہا برنس ایک لمبی ٹوپی تھی جسکو لوگ ابتدائے اسلام مین پہنتے تھے) انہون نے کہا تم باتین کرو جو کرتے تھے یہانتک کہ جندب کی باری آئی جب جندب کی باری آئی (یعنی اُن کو بات کرنا ضرور پڑا) تو انہون نے برنس کو اپنے سر سے ہٹا دیا اور کہا مین تمہارے پاس آیا اس ارادے سے کہ بیان کرون تم سے حدیث تمہارے پیغمبر کی **ف** حدیث مین یون ہی ولا أريد أن أخبركم عن نبيكم جسکا لفظی ترجمہ یہ ہوتا ہے کہ میرا ارادہ تہا تم سے حدیث بیان کرنے کا تمہارے پیغمبر کی اور یہ بنتا نہین نووی نے کہا تمام نسخون مین یہ عبارت اسی طرح ہے اور مین نے بھی جہانتک نسخے میرے پاس موجود تھے اون مین یہی پایا نسخہ مطبوعہ مصر اور مطبوعہ دہلی اور مطبوعہ کلکتہ سب مین ایسا ہی ہے پر نسخہ مطبوعہ کلکتہ کے حاشیہ مین یہ لکھا ہے کہ بعض نسخون مین الا کا لفظ اوپر لکھا ہوا ہے یعنی یون ہے لا أريد إلا أن

لی
ن
فقال

اُخْبِرُکُمْ عَنْ نَبِیِّکُمْ اوس صورت مین تو مطلب صاف ہے یعنے میرا ارادہ کچھ تہا سوا اسکے کہ حدیث بیان
کرون تم سے تمہارے پیغمبر کی اور نووی کی کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نسخے مین الا کا لفظ نہین
ہے تو شاید مراد اون کی وہ نسخے ہین جو اونکو دمشق مین دستیاب ہوئے - نووی نے کہا یہان پر یہ
اشکال ہوتا ہے کہ جندب نے خود عسعس سے کہلا بہیجا کہ تم لوگون کو جمع کرو - مین اُن سے حدیث بیان
کرون گا پہر جب آئے تو خود کیسے کہنے لگے کہ میرا ارادہ حدیث بیان کرنیکا نہ تہا اور اس کا رفع دو طرح
سے ہو سکتا ہے ایک تو یہ کہ لا کا لفظ زائد ہو اس صورت مین ترجمہ وہ ہوگا جو اوپر مذکور ہوا یعنے مین
تمہارے پاس آیا اس ارادے سے کہ بیان کرون تم سے حدیث تمہارے پیغمبر کی اور مطلب صاف ہوجاوے
گا جیسے قرآن مین لا کا لفظ لِئَلَّا یَعْلَمَ اَہْلُ الْکِتَابِ - اور مَا مَنَعَکَ اَنْ لَّا تَسْجُدَ مین زائد ہے دوسرے یہ کہ لا
کا لفظ زائد نہ ہو اور مطلب یہ ہو کہ مین تمہارے پاس آیا اور میرا ارادہ حدیث بیان کرنیکا نہ تہا بلکہ اپنی
طرف سے باتین کرنیکا پر مین اب اپنے ارادے سے زیادہ حدیث بہی بیان کرتا ہون اور کہتا ہون کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بہیجا اخیر تک خیر جاری مین ہے کہ شاید لا سے پہلے ہمزہ
استفہام محذوف ہو یعنے مین تمہارے پاس آیا اور یہ ہو سکتا ہے کہ میرا ارادہ حدیث بیان
کرنیکا نہ ہو (یعنے میرا ارادہ ہے) واللہ اعلم **ف** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون
کا ایک لشکر مشرکون کی ایک قوم پر بہیجا اور وہ دونون ملے (یعنے آمنا سامنا ہوا میدان جنگ مین)
تو مشرکون مین ایک شخص تہا وہ جس مسلمان پر چاہتا اوسپر حملہ کرتا اور مار لیتا آخر ایک مسلمان نے
اوسکی غفلت کو تاکا اور لوگ ان نے ہم سے کہا کہ وہ مسلمان اسامہ بن زید تہے پہر جب اونہون نے تلوار
اوسپر سیدہی کی تو اوس نے کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ لیکن انہون نے مار ڈالا اوسکو بعد اوس کے قاصد خوشخبری
لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا آپنے اُس سے حال پوچہا اوس نے سب حال بیان کیا یہانتک
کہ اس شخص کا بہی حال کہا یعنی اسامہ بن زید کا) آپ نے انکو بلایا اور پوچہا تم نے کیون اسکو مارا اسامہ
نے کہا یا رسول اللہ اوس نے بہت تکلیف دی مسلمانون کو تو مارا فلانے اور فلانے کو اور نام لیا کئی آدمیون
کا پہر مین اُسپر غالب ہوا جب اوس نے تلوار کو دیکہا تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تم نے اوسکو قتل کیا اونہون نے کہا ہان آپ نے فرمایا تم کیا جواب دوگے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کا
جب وہ آویگا قیامت کے دن انہون نے کہا یا رسول اللہ دعا کیجیے میرے لیے بخشش کی آپنے فرمایا تم

کیا جواب دو گے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا جب وہ آوے کا قیامت کے دن پھر آپ نے
اس سے زیادہ کچھ نہ کہا اور یہی کہتے رہے کہ تم کیا جواب دو گے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا جب
وہ آوے گا قیامت کے روز **باب** قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا جو شخص مسلمانوں پر ہتیار اٹھا وے
وہ مسلمان نہیں ہے **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَنَّہٗ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا **ترجمہ** عبداللہ بن عمر سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتیار
اوٹھاوے وہ ہم میں سے نہیں ہے **ف** نووی نے کہا جو شخص مسلمانوں
پر ہتیار اوٹھاوے ناحق بغیر کسی قسم کے تاویل کے لیکن اس فعل کو حلال نہ
جانے وہ تو گنہگار ہے اور کافر نہ ہوگا اور جو حلال جانے وہ کافر ہے اور یہ
حدیث محمول ہے حلال جاننے والے پر یا مراد یہ ہے کہ وہ ہمارے عمدہ طریقے
پر نہیں ہے انتہے **عَنْ** سَلَمَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَ
سَلَّمَ قَالَ مَنْ سَلَّ عَلَیْنَا السَّیْفَ فَلَیْسَ مِنَّا **ترجمہ** سلمہ بن الاکوع سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر تلوار کھینچے
وہ ہم میں سے نہیں ہے **عَنْ** اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا **ترجمہ** ابوموسٰی سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتیار اٹھاوے
وہ ہم میں سے نہیں ہے **باب** قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ مَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا **ترجمہ** جو شخص مسلمانوں کو فریب دیوے
وہ مسلمان نہیں ہے **عَنْ** اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا وَمَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ
مِنَّا **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتیار اُٹھاوے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو شخص

ہم کو دہوکا دیوے وہ ہم مین سے نہین ہے **عن** اَبِی ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی صُبْرَۃِ طَعَامٍ فَاَدْخَلَ یَدَہٗ فِیْھَا فَنَالَتْ اَصَابِعُہٗ بَلَلًا فَقَالَ مَا ھٰذَا یَا صَاحِبَ الطَّعَامِ فَقَالَ اَصَابَتْہُ السَّمَآءُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَفَلَا جَعَلْتَہٗ فَوْقَ الطَّعَامِ کَیْ یَرَاہُ النَّاسُ مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنِّیْ **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا ایک ڈہیر اناج کا راہ مین آپ نے اپنا ہاتھ اُس کے اندر ڈالا تو انگلیون پر تری آگئی آپ نے پوچھا اسے اناج کے مالک یہ کیا ہے وہ بولا پانی پڑ گیا تھا اوس پر یا رسول اللہ آپ نے فرمایا پہر تو نے اوس بہیگی ہوئی اناج کو اوپر کیون نہ رکھا کہ لوگ دیکھ لیتے جو شخص فریب کرے دہوکا دیوے وہ مجھہ سے کچہ علاقہ نہین رکھتا

باب تَحْرِیْمِ ضَرْبِ الْخُدُوْدِ اَوْ شَقِّ الْجُیُوْبِ وَالدُّعَاءِ بِدَعْوَی الْجَاھِلِیَّۃِ گال پیٹنا اور گریبان پہاڑنا اور جاہلیۃ کی سی باتین کرنا حرام ہے **عن** عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ اَوْ شَقَّ الْجُیُوْبَ اَوْ دَعَا بِدَعْوَی الْجَاھِلِیَّۃِ ھٰذَا حَدِیْثُ یَحْیٰی وَاَمَّا ابْنُ نُمَیْرٍ وَّاَبُوْبَکْرٍ فَقَالَا وَشَقَّ وَدَعَا بِغَیْرِ اَلِفٍ **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم مین سے نہین ہے وہ شخص جو گالون کو پیٹے یا گریبانون کو پہاڑے یا جاہلیت (کفر) کے زمانے مین کی باتین کرے اور دوسری روایت مین اَوْ کے بدلے وَ ہے **ف** یعنی یون ہے جو شخص گالون کو پیٹے اور گریبانون کو پہاڑے اور جاہلیت کی سی باتین کرے (یعنی مصیبت کے وقت ہماری شریعت مین یہ سب کام حرام ہین اِنَّا لِلّٰہِ

غش

اھل

وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہنا چاہیئے اور صبر کرنا اگر آنسو بے اختیار نکل آویں تو مضایقہ نہین جاہلیت کی سے باتین یہ ہین کہ خدا کی ناشکری کرے پکارے چلاوے نوحہ کرے واویلا کرے زبان سے اور کوئی بے صبری یا بے ادبی کی بات نکالے عَنْ الْاَعْمَشِ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ وَشَقَّ وَدَعَا ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ وَجِعَ اَبُوْ مُوْسٰی وَجَعًا فَغُشِیَ عَلَیْہِ وَرَاْسُہٗ فِیْ حِجْرِ امْرَاَۃٍ مِّنْ اَھْلِہٖ فَصَاحَتِ امْرَاَۃٌ مِّنْ اَھْلِہٖ فَلَمْ یَسْتَطِعْ اَنْ یَّرُدَّ عَلَیْھَا شَیْئًا فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ اَنَا بَرِیْءٌ مِّمَّا بَرِیَ مِنْہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَرِیْءٌ مِّنَ الصَّالِقَۃِ وَالْحَالِقَۃِ وَالشَّاقَّۃِ ترجمہ ابو بردہ بن ابی موسی سے روایت ہے ابو موسی اشعری بیمار ہوئے اونکو غش آگیا اون کا سر ایک عورت کی گود مین تہا اون کے گہروالون مین سے تو ایک عورت چلائی اون کے گہر والون مین سے ابو موسی کو طاقت نہوئی اوسکو منع کرنے کی جب ہوش آیا تو کہا مین بیزار ہون اوس سے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیزار ہین آپ بیزار ہوئے ہین چلانیوالی سے (یعنی جو عورت مصیبت مین چلا کر رووی) اور بال منڈانے والی سے (یعنے جو عورت غمی مین بال منڈاوے) اور کپڑا پہاڑنیوالی سے ف نووی نے کہا ظاہر اور مشہور معنے یہی ہے اور قاضی عیاض نے ابن اعرابی سے نقل کیا کہ صالقہ منہ پیٹنے والی کو کہتے ہین عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ وَاَبِیْ بُرْدَۃَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَا اُغْمِیَ عَلٰی اَبِیْ مُوْسٰی فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُہٗ اُمُّ عَبْدِ اللّٰہِ تَصِیْحُ بِرَنَّۃٍ قَالَا ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَلَمْ تَعْلَمِیْ وَکَانَ یُحَدِّثُھَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا بَرِیْءٌ مِّمَّنْ حَلَقَ وَسَلَقَ وَخَرَقَ ترجمہ عبد الرحمن بن یزید اور ابی بردہ سے روایت ہے ابو موسی اشعری بیہوش ہوگئے تو انکی عورت ام عبد اللہ آئی چلا رہی تہی رو رو کر پہر انکو ہوش ہوا تو کہا کیا تو نہین جانتی اور حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین بیزار ہون اوس شخص سے جو بال منڈاوے اور چلا کر رووے اور کپڑے پہاڑے (مصیبت مین کیونکہ یہ کافرون کی رسمین ہین) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ غَیْرَ اَنَّ فِیْ حَدِیْثِ عِیَاضٍ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ لَیْسَ مِنَّا وَلَمْ یَقُلْ بَرِیْءٌ ترجمہ ابو موسی سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اوسمین یون ہی

صکو

ہم مین سی نہین ہے وہ شخص جو یہ کام کرے **باب** بَیَانِ غِلَظِ تَحْرِیْمِ النَّمِیْمَۃِ چغلخوری سخت
حرام ہے **عن** حُذَیْفَۃَ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ رَجُلًا یَنُمُّ الْحَدِیْثَ فَقَالَ حُذَیْفَۃُ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ نَمَّامٌ **ترجمہ** حذیفہ کو خبر پہنچی
کہ فلان شخص بات لگا دیتا ہے (یعنی چغلی کہاتا ہے) انہون نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا آپ فرماتے تہے چغل خور جنت مین نہ جاویگا **ف** نووی نے کہا چغلی کہتے ہین لوگون کی بات
دوسرون کو پہونچانا لڑانے اور فساد کرانے کے لیے امام غزالی نے احیاء العلوم مین کہا اکثر چغلی اُسکو
کہتے ہین کہ ایک کی بات دوسرے سے لگا دینا یعنے اُس شخص سے کہنا کہ فلانا تجہے ایسا کہتا تہا اور حالانکہ
چغلی کچہ یہی امر نہین بلکہ ہر بری بات کا بیان کرنا چغلی ہے خواہ اُس سے اُس بات کہنے والے کو رنج ہو یا
جسکے لیے کہی جاوے اوسکو رنج ہو یا اور کسی تیسرے کو رنج ہو اور یہ بیان خواہ زبان سے ہو یا اشارے
اور کنایے سے سب چغلی مین داخل ہے تو حقیقت چغلی کی راز کا کہولنا ہے اور پردہ فاش کرنا جو کسیکو
ناگوار ہو پہر اگر کسی شخص کو دیکہا اپنا روپیہ گاڑتے ہوئے اور ذکر کیا اسکا دوسرون سے تو چغلی کی پہر
امام غزالی نے کہا اب جس شخص کے پاس کوئی چغلی کہا وے اوسکو چہہ باتین ضرور ہین ایک تو یہ کہ اس
کی بات سچ نہ جانے کیونکہ چغل خور فاسق ہے دوسرے یہ کہ اس کام سے اسکو منع کرے اور برا کہے اُسکو
تیسرے یہ کہ اس شخص کو برا جانے کیونکہ وہ اللہ تعالی کے نزدیک برا ہے (یعنی چغلی کہا نیوالا) چوتہی یہ کہ
اپنے بہائی پر جسکی چغلی اوس نے کہائی ہے بدگمانی نکرے پانچوین یہ کہ اُس بات کا زیادہ تجسس نکرے
اور اُسکو دریافت نکرے چہٹی یہ کہ خود چغل خور نہ بنے یعنی اوس بات کو کسی اور سے نقل نکرے ورنہ خود
اوسی گناہ مین پڑیگا جس سے چغل خور کو منع کرتا تہا انتہی۔ امام نووی نے کہا یہ سب اس صورت مین
ہے جب اوس بات مین کوئی مصلحت شرعی نہ ہو لیکن اگر اوس کے فاش کرنے مین کوئی مصلحت ہو تو
منع نہین مثلا کوئی کسیکو قتل یا عزت ریزی کا ارادہ رکہتا ہو تو اوسکو مطلع کر دیوے یا امام یا حاکم سے
کسی شخص کے فساد یا ظلم کو بیان کرے جس مین اور لوگون کا فائدہ ہو تو یہ حرام نہین ہے بلکہ بعضی صورت
مین واجب ہے یا مستحب کہی **مترجم** کہتا ہے اُس بات کو دیکہنا چاہیے اگر اُسکے فاش کرنے مین یا امام
یا حاکم سے کہنے مین عام کی بہلائی اور منفعت ہو تو بیشک کہنا چاہیے اور جو کسیکا فائدہ نہین صرف
اوس شخص کا ضرر ہے تو اُسکا کہنا ضرور نہین ہے پہر نووی نے کہا یہ جو فرمایا چغل خور جنت مین نہ جاویگا

تو دوسرے میں پہونچا دو تاکہ ان میں فساد ہو یہ ایک قسم کا فساد ہے حضرت نے چغلی کو حرام کہا اور حرام ہے کہ
چغل خور اور ان جیسوں کے ساتھ جنت میں نہ جاویگا ۔ عن همام بن الحارث قال كان
رجل ينقل الحديث إلى الأمير فكنا جلوسا في المسجد فقال القوم هذا ممن ينقل الحديث
إلى الأمير قال فجاء حتى جلس إلينا فقال حذيفة سمعت رسول الله صلى الله
عليه وسلم يقول لا يدخل الجنة قتات ۔ ترجمہ ہمام بن حارث سے روایت ہے
ایک شخص لوگوں کی باتیں حاکم سے بیان کیا کرتا تھا ہم مسجد میں بیٹھے تھے لوگوں نے کہا یہ شخص حاکم
تک باتیں پہنچاتا ہے وہ آیا اور ہمارے پاس بیٹھ گیا حذیفہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا آپ فرماتے تھے جنت میں نہ جاویگا چغل خور ۔ عن همام بن الحارث قال كنا جلوسا
مع حذيفة في المسجد فجاء رجل حتى جلس إلينا فقيل لحذيفة إن هذا يرفع
إلى السلطان أشياء فقال حذيفة إرادة أن يسمعه سمعت رسول الله صلى الله
عليه وسلم يقول لا يدخل الجنة قتات ۔ ترجمہ ہمام بن حارث سے روایت ہے ہم
حذیفہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور ہمارے پاس آ بیٹھا لوگوں نے حذیفہ سے
کہا یہ بادشاہ تک باتیں لگاتا ہے حذیفہ نے اسکو سنانے کی نیت سے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جنت میں نہ جاویگا چغل خور ۔ باب بيان غلظ تحريم إسبال الإزار
والمن بالعطية وتنفيق السلعة بالحلف وبيان الثلاثة الذين لا يكلمهم الله يوم القيامة
ولا ينظر إليهم ولا يزكيهم ولهم عذاب أليم ۔ تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکانے کی اور احسان کر کے جتا
نے کی اور مال کو جھوٹی قسم کھا کر بیچنے کی سخت حرمت کا بیان اور ان تین آدمیوں کا بیان جن سے اللہ تعالیٰ
قیامت کے دن بات نہ کریگا نہ ان کی طرف دیکھیگا نہ ان کو پاک کریگا اور ان کو دکھ کا عذاب ہوگا ۔ عن أبي
ذر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيامة ولا
ينظر إليهم ولا يزكيهم ولهم عذاب أليم قال فقرأها رسول الله صلى الله ش فقال
عليه وسلم ثلاث مرار فقال أبو ذر خابوا وخسروا من هم يا رسول الله قال المسبل ش مرار
والمنان والمنفق سلعته بالحلف الكاذب ۔ ترجمہ ابوذر سے روایت ہے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ بات نہ کریگا قیامت کے دن نہ ان کی طرف دیکھیگا

(رحمت کی نگاہ سے) نہ انکو پاک کریگا گناہون سے اور انکو دکھہ کا عذاب ہوگا آپ نے تین بار یہ فرمایا
تو ابوذر نے کہا برباد ہوگئے وہ لوگ اور نقصان مین پڑے وہ کون ہین یا رسول اللہ آپ نے فرمایا ایک تو
لٹکانے والا **ف** یعنی تہ بند یا پاجامے کو پاؤنے کو ٹخنون سے نیچے غرور اور تکبر کیراہ سے جیسی دوسری
حدیث مین صاف آیا کہ اللہ تعالی نہ دیکھیگا اوس شخص کیطرف جو کپڑا اپنا لٹکا وے غرور سے اور یہ غرور
کی قید خاص کرتی ہے ازار لٹکانے والے کے عموم کو اور اس سے یہ بات نکلی ہے کہ وعید اسی
کے لیے ہے جو غرور سے لٹکا وے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی ہے حضرت ابوبکر
کو کپڑا لٹکانے کی کیونکہ ان کا یہ فعل غرور کی راہ سے نہ تھا امام محمد بن جریر طبری نے کہا دوسری حدیث
مین حضرت نے صرف ازار لٹکانیوالے کو بیان کیا اس لیے کہ اکثر لباس اسوقت کا ازار ہی تھا
اور قمیص کا بھی یہی حکم ہے اور یہ ایک حدیث مین صاف آگیا ہے جسکو ابو داؤد اور نسائی اور ابن
ماجہ نے بسند حسن سالم سے روایت کیا اونہون نے اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
لٹکانا ازار مین ہے اور قمیص مین اور عمامے مین اور جو کوئی ان مین سے کسیکو لٹکا وے غرور سے تو قیامت
کے روز اللہ تعالی اوس کیطرف نہ دیکھیگا (نووی) **ف** دوسری احسان کرکے اسکو جتا نیوالا
ف یعنے اوچھا مثل مشہور ہے خدا اوچھے کا احسان نہ کرا دے جب کسی شخص سے کسی قسم کا سلوک
کرے یا احسان تو تہذیب یہ ہے کہ اوس کا ذکر نہ کرے کسی جلسے مین اپنا احسان اوسپر نہ جتا دے ورنہ
نیکی برباد گناہ لازم ہوگا۔ **ف** تیسری جہوٹی قسم کہا کر اپنے مال کی نکاسی کرنے والا **ف** جیسے
بے ایمان تاجرون کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے مال کی خواہ مخواہ تعریف کرتے ہین اگر خریدار کو اوس کی
قیمت مین یا خریدنے مین تردد ہو تو قسم کہا بیٹھتے ہین اور خریدار دھوکے مین آکر خرید لیتا ہے **عن**
اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَۃٌ لَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَلْمَنَّانُ
الَّذِیْ لَا یُعْطِیْ شَیْئًا اِلَّا مَنَّہٗ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَہٗ بِالْحَلِفِ الْفَاجِرِ وَالْمُسْبِلُ اِزَارَہٗ ۔
ترجمہ ابوذر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیون سے اللہ تعالی بات
نہ کریگا قیامت کے روز ایک تو احسان جتا نیوالا جو دیکر احسان جتا دے دوسرا اپنا مال چلانے والا
جہوٹی قسم کہا کر تیسرے ازار لٹکانیوالا **عن** سُلَیْمَانَ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ ثَلَاثَۃٌ لَا
یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ وَلَا یُزَکِّیْھِمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ **ترجمہ** اس روایت

یعنی تین آدمیون سو اللہ بات نکرے گا نہ اون کیطرف دیکھیگا نہ اُنکو پاک کریگا اور اُنکو دکھہ کا عذاب ہے
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا یُکَلِّمُهُمُ
اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ قَالَ اَبُوْ مُعَاوِیَةَ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ شَیْخٌ
زَانٍ وَمَلِكٌ کَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُسْتَکْبِرٌ **ترجمہ** ابو ہریرہ سو روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا تین آدمیون سو خدا بات نکرے گا قیامت کو روز نہ اُنکو پاک کرے گا نہ اونکی طرف دیکھے
گا اور اُنکو دکھہ کا عذاب ہی ایک تو بوڑہا زنا کرنیوالا دوسرا بادشاہ جھوٹا تیسرے محتاج مغرور **ف**
بوڑہی حرام کاری اور جہوٹہ اور غرور سب کسی سے برا ہے لیکن ان تینون شخصون کے حقمین نہایت
بے موقع ہے کہ باوجود بوڑہاپے کے جب شہوت کم ہو جاتی ہے زنا اور حرام کاری
کرنا سراسر شقاوت ہی اور باوجود بادشاہی اور حکومت کے جب کسی کا خوف اور ڈر نہین ہوتا جہوٹہ
بولنا بالکل بدبختی ہے اور باوجود کنگالی اور محتاجی کے گھمنڈ کرنا اور فرعون بے سامان بننا نہایت نامناسب
ہے۔ قاضی عیاض نے کہا وجہ اُنکی تخصیص کی یہ ہے کہ ان لوگون کو ان گناہون کی کوئی ضرورت اور
احتیاج نہین اگرچہ گناہ کرنے مین کوئی معذور نہین پر ان لوگون کو تو بالکل کسیطرح کا عذر نہین ہو سکتا
تو اب گناہ کرنا گویا عمدًا خدا کی نافرمانی کرنا ہے اور ضد اور ہٹ دہرمی ہے اور ذلیل سمجھنا ہے خدا کے
ثلاث احکام کو عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا یُکَلِّمُهُمُ
اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ رَجُلٌ عَلٰی فَضْلِ
مَاءٍ بِالْفَلَاةِ یَمْنَعُهُ مِنَ ابْنِ السَّبِیْلِ وَرَجُلٌ بَایَعَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ لَهٗ
بِاللّٰهِ لَاَخَذَهَا بِکَذَا وَکَذَا فَصَدَّقَهٗ وَهُوَ عَلٰی غَیْرِ ذٰلِكَ وَرَجُلٌ بَایَعَ اِمَامًا لَا یُبَایِعُهٗ
اِلَّا لِدُنْیَا فَاِنْ اَعْطَاهُ مِنْهَا وَفٰی وَاِنْ لَمْ یُعْطِهٖ مِنْهَا لَمْ یَفِ **ترجمہ** ابو ہریرہ سی روایت ہی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہین جنسی خدا قیامت مین نہ بولے گا نہ اونکو دیکھیگا نہ اُنکو گناہ سی
پاک کرے گا اور اُنکے لیے بڑے درد کا عذاب ہی ایک تو وہ جو جنگل مین حاجت سی زیادہ پانی رکہتا ہو پہر مسافر
کو اُس پانی سے روکے **ف** اور اور کہین پانی نہو کہ مسافر کے کام آوے نووی نے کہا اس فعل
کی حرمت نہایت سخت ہی اور بہت برا کام ہے اس لیے کہ جانورونکو اس پانی سے نہ روکنا چاہیے جو
ضرورت سی زیادہ ہو پہر آدمیون کو روکنا کیونکر درست ہوگا البتہ اگر کافر مسافر حربی یا مرتد ہو تو اوسکو

یا پانی دینا واجب نہیں (انتہی) ف دوسرا وہ شخص کہ جس نے کسی کے ہاتھ کوئی مال بیچا عصر کے بعد اور خدا کی قسم کھائی کہ میں نے اسکو مول لیا ہے اسکو اور خریدار نے سچ کہا اور اس کی بات کو حالانکہ اسنے کہ اسکو نہیں لیا تھا (یعنی جھوٹی قسم کھائی اور عصر کے بعد کی تخصیص اسوجہ سے ہے کہ وہ مشہور کیا وقت ہے فرشتوں کے جمع ہونیکا یا وہ اصل وقت ہے خرید اور فروخت کا) تیسرا وہ جس نے بیعت کی امام سے دنیا کے طمع سے پھر اگر امام نے اسکو کچھ دیا دنیا کا مال تو اس نے اپنی بیعت پوری کی اور جو نہ دیا تو پوری نہ کی (تو اس شخص نے گویا دھوکا دیا مسلمانوں کو بیعت کر کے کہ وہ اسکے بھروسہ پر ہو اور یہ دنیا کے لئے تھا عہد کی پروا نہیں) عن الاعمش بهذا الاسناد مثله غير انه قال حلف بعد العصر فذهب ساوم رجلا بسلعة ترجمہ دوسری روایت اعمش سے ایسی ہی ہے اور اس میں یہ ہے کہ قسم کھائی ایک مال پر عن ابي هريرة قال اراه مرفوعا قال ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيامة ولا ينظر اليهم ولهم عذاب اليم رجل حلف على يمين بعد صلاة العصر على مال مسلم فاقتطعه وباقي حديثه نحو حديث الاعمش ترجمہ یہ روایت بھی اسی مضمون کی ہے اس میں یہ ہے کہ قسم کھائی عصر کی نماز کے بعد ایک مسلمان کے مال پر پھر مار لیا اسکو (یعنی جھوٹی قسم کھا کر) باب غلظ تحريم قتل الانسان نفسه وان من قتل نفسه بشيء عذب به في النار وانه لا يدخل الجنة الا نفس مسلمة خودکشی کی سخت حرمت اور خودکشی کرنے والے کا عذاب جہنم میں اور جنت میں مسلمان ہی جائیگا عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قتل نفسه بحديدة فحديدته في يده يتوجأ بها في بطنه في نار جهنم خالدا مخلدا فيها ابدا ومن شرب سما فقتل نفسه فهو يتحساه في نار جهنم خالدا مخلدا فيها ابدا ومن تردى من جبل فقتل نفسه فهو يتردى في نار جهنم خالدا مخلدا فيها ابدا ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے تئیں آپ لوہے کے ہتھیار سے مار ڈالے تو وہ ہتھیار اسکے ہاتھ میں ہوگا بھونکتا رہیگا اسکو اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ رہیگا اسمیں اور جو شخص زہر پیکر اپنی جان لیوے تو وہ زہر پیتا رہیگا اسکو جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ اسمیں رہیگا اور جو شخص پہاڑ سے گر کر اپنے تئیں مار ڈالے تو وہ ہمیشہ گرا کرے گا جہنم کی آگ میں سدا اسکا یہی حال ہوگا (اگر اونچے مقام سے نیچے گریگا) ف نووی نے کہا اس مقام پر کئی قول ہیں ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو خودکشی کو حلال جان کر کرے اسکا علم ہو کر تو وہ

کافر ہے ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیگا اور جو شخص کہ حلال نہ سمجھے تو مراد ہمیشہ سے بہت مدت تک رہنا ہے تیسرے یہ کہ اوسکی قتل
کا بدلہ یہی ہوتا کہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے پر خدا نے احسان کیا اور کرم کیا کہ جسکا خاتمہ اسلام پر ہوگا وہ ہمیشہ
جہنم میں نہ رہیگا عن ثابت بن الضحاک انہ بایع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تحت الشجرۃ وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من حلف علی یمین بملۃ
غیر الاسلام کاذبا فھو کما قال ومن قتل نفسہ بشیء عذب بہ یوم القیامۃ
ولیس علی رجل نذر فی شیء لا یملکہ ترجمہ ثابت بن ضحاک سے روایت ہے انہوں نے
بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شجرہ رضوان کے تلے اور آپ نے فرمایا جو شخص قسم کہاوے کسی بات
پر اسلام کے سوا اور دین کی یعنی یوں کہے اگر میں ایسا کام کروں تو نصرانی ہوں یا یہودی ہوں یا
ہندو ہوں اور جہوٹی قسم ہو تو وہ ویسا ہی ہو گیا جیسا اوس نے کہا ف یعنی کافر ہو گیا یہ زجر اور تغلیظ
کے طور پر ہے نووی نے کہا اگر اوس کے دل میں اسلام کے سوا اور دین کی عظمت ہو وہ تو بلا شبہ کافر
ہے اور جو اور دین کی عظمت نہیں بلکہ اسلام اوس کے دل میں راسخ ہے تو وہ کافر نہ ہوگا اس صورت
میں کفر سے مراد ناشکری ہے کیونکہ اسلام کا مقتضی یہ تہا کہ ایسے بد قسم کہا تا ہا ت اور جس نے
قتل کیا اپنے تئیں کسی چیز سے تو وہ اوسی چیز سے عذاب دیا جاویگا قیامت کے دن اور کسی آدمی پر وہ نذر پوری
کرنا واجب نہیں جو اوس کے اختیار میں نہیں یا اوس کے ملک میں نہیں (جیسے نذر کرے اور کسی کا
بردہ آزاد کرنے کی) عن ثابت بن الضحاک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
لیس علی رجل نذر فیما لا یملک ولعن المؤمن کقتلہ ومن قتل نفسہ بشیء
فی الدنیا عذب بہ یوم القیامۃ ومن ادعی دعوی کاذبۃ لیتکثر بہا لم یزدہ
اللہ الا قلۃ ومن حلف علی یمین صبر فاجرۃ ترجمہ ثابت بن ضحاک سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی آدمی پر وہ نذر پوری کرنا واجب نہیں جو اوس کے ملک میں نہیں اور
مسلمان پر لعنت کرنا ایسا ہے جیسے اوس کو قتل کرنا ف نووی نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
مسلمان پر لعنت کرنا بڑا سخت گناہ ہے امام غزالی نے کہا کسی مسلمان پر یا کسی جانور پر لعنت کرنا درست
نہیں اسیطرح اوس مسلمان پر جو فاسق ہو اسی طرح کسی معین کافر پر خواہ وہ زندہ ہو یا مرگیا ہو مگر اوس کافر پر
جسکا کفر پر مرنا نص سے ثابت ہو لعنت کرنا درست ہے جیسے ابولہب اور ابوجہل وغیرہ اور لعنت کرنا کافروں

احمد

کے گروہ پر درست ہے جیسے لعنت اسکی کافرون پر یا یہودیون پر یا نصاری پر اور ظاہر حدیث یہ ہے کہ لعنت
اور قتل دونون درست مین برابر ہین اگرچہ قتل بہت سخت ہے یہی اختیار کیا ہے مازری نے **ف**
اور جو شخص اپنی جان لیوے دنیا مین کسی چیز سے تو وہ اوسی سے عذاب دیا جاویگا قیامت کے دن اور جو شخص
جھوٹا دعوی کرے اپنا مال بڑہانے کے لیے تو خدا اوسکا مال اور کم کر دیگا اور جو شخص قسم کہاے حاکم کے حکم پر جھوٹی
ف اوسکا مال بہی اللہ تعالی کم کر دیگا نووی نے کہا یہان پر عبارت محذوف ہے اور وہ معطوف ہے پہلے جملے
کے مبتدا پر اور یہ مطلب دوسری روایت مین پورا آیا ہے جو شخص جھوٹی قسم کہاوے حاکم کے حکم سے کسی مسلمان کا مال
دبا لینے کو تو وہ اللہ سے ملیگا اور وہ اوس پر غصے ہوگا **عن** ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى مِلَّةِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَهُوَ
كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عَذَّبَهُ اللّٰهُ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ وَهٰذَا حَدِيْثُ سُفْيَانَ
وَأَمَّا شُعْبَةُ فَحَدِيْثُهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى
الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ ذَبَحَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ ذُبِحَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ **ترجمہ** ثابت
بن ضحاک انصاری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کہاوے کسی اور دین کی سوا اسلام
کے جہوٹہ قصدا تو وہ ویسا ہی ہوگیا اور جو شخص قتل کرے اپنے تئین کسی چیز سے تو خدا عذاب کریگا اوسکو اوسی
چیز سے جہنم کی آگ مین یہ روایت ہے سفیان کی اور شعبہ کی روایت مین ہے جو شخص قسم کہاوے کسی دین
کی سوا اسلام کے جہوٹہ تو وہ ویسا ہی ہوگیا جیسا اوس نے کہا اور جو شخص ذبح کرے اپنے تئین کسی چیز
سے تو وہ اوسی چیز سے ذبح کیا جاوے گا قیامت کے دن **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا فَقَالَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ يُدْعَى بِالْإِسْلَامِ هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ
فَلَمَّا حَضَرْنَا الْقِتَالَ قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالًا شَدِيْدًا فَأَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ فَقِيْلَ الرَّجُلُ الَّذِي قُلْتَ یا رسول الله
لَهُ آنِفًا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَاتَلَ الْيَوْمَ قِتَالًا شَدِيْدًا وَقَدْ مَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِلَى النَّارِ فَكَادَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ أَنْ يَرْتَابَ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلَى ذٰلِكَ إِذْ قِيْلَ فَإِنَّهُ لَمْ يَمُتْ وبینا
وَلٰكِنَّ بِهِ جِرَاحًا شَدِيْدًا فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يَصْبِرْ عَلَى الْجِرَاحِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ
فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ فَقَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنِّي عَبْدُ اللّٰهِ وَ
رَسُوْلُهُ ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا فَنَادَى فِي النَّاسِ إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ إِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ هٰذَا

الذین بالرجل الفاجر۔ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جنگ
حنین میں (قاضی عیاض نے کہا صحیح خیبر ہے بجائے حنین کے) آپ نے فرمایا ایک شخص کو جو دعوی کرتا تھا
اسلام کا (یعنے اپنے تئین مسلمان کہتا تھا) یہ جہنم والوں میں سے ہے جب لڑائی کا وقت آیا تو یہ شخص خوب
لڑا اور زخمی ہوا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ نے جس شخص کو جہنمی فرمایا تھا وہ تو آج خوب لڑا اور مرگیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم میں گیا بعض مسلمانوں کو اس میں شک ہونے کو تھا (کیونکہ ظاہر حال
سے اوسکا جنتی ہونا پایا جاتا تھا) اتنے میں خبر آئی کہ وہ مرا نہیں زندہ ہے لیکن بہت سخت زخمی ہے
جب رات ہوئی تو وہ زخموں کی تکلیف پر صبر نہ کرسکا اور اس نے اپنے تئین آپ مار لیا جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا اللہ اکبر میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ میں
اللہ کا بندہ اور اسکا بھیجا ہوا ہوں (اسلیے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بات آپکو بتلادی تھی وہ سچ نکلی) پھر آپ نے
حکم کیا بلال کو انہوں نے منادی کردی لوگوں میں کہ جنت میں نہ جاویگا کوئی شخص مگر وہی جو مسلمان ہو اور
اللہ مدد کرے گا اس دین کی برے آدمی سے ف یہ شخص منافق تھا ظاہر میں مسلمان دل میں کافر اگرچہ
اوس نے اسلام کے لیے بہت کوشش کی لڑا اور زخمی ہوا پھر ایمان نہ ہونے سے کوئی کوشش اوسکی کام نہ آئی
معلوم ہوا کہ بغیر ایمان کے انسان کتنی ہی نیک باتیں کرے مسلمانوں کی مدد کرے اسلام کو فائدہ پہنچاوے
پر نجات نہیں ہو سکتی عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْتَقَى هُوَ وَالْمُشْرِكُونَ فَاقْتَتَلُوا فَلَمَّا مَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَسْكَرِهِ
وَمَالَ الْآخَرُونَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ وَفِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَا يَدَعُ
لَهُمْ شَاذَّةً وَلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ فَقَالُوا مَا أَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ
أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأَ فُلَانٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ
فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَنَا صَاحِبُهُ أَبَدًا قَالَ فَخَرَجَ مَعَهُ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ وَإِذَا
أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ قَالَ فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ سَيْفَهُ نصل
بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ الرَّجُلُ
الَّذِي ذَكَرْتَ آنِفًا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذَلِكَ فَقُلْتُ أَنَا لَكُمْ بِهِ فَخَرَجْتُ

فطلبه حتى جرح جرحا شديدا فاستعجل الموت فوضع نصل سيفه بالارض و
ذبابه بين ثدييه ثم تحامل على سيفه فقتل نفسه فخرج الرجل الى رسول الله صلى الله عليه و
سلم ... عند ذلك ان الرجل ليعمل عمل اهل الجنة فيما يبدو للناس وهو من اهل النار
وان الرجل ليعمل عمل اهل النار فيما يبدو للناس وهو من اهل الجنة ترجمہ سہل بن
سعد ساعدی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کے
آپ اپنی لشکر کیطرف جہکے اور وہ لوگ [illegible] ایک شخص تہا اوسکا
نام قزمان تہا اور وہ منافق تہا [illegible] اسکا [illegible] سو مار ڈالتا
یعنی جسکو فرصت سے پہرتا اسکو قتل [illegible] ایسا کوئی نہ آیا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] اوسکے ساتہہ رہونگا
(اور اسکی خبر رکہونگا [illegible] سے اسکا دوکام کیا
تہا) پہر وہ شخص اسکے ساتہہ نکلا [illegible] اسکے ساتہہ ٹہرجاتا
آخر وہ شخص (یعنی قزمان) [illegible] جلدی مرنا چاہا اور تلوار
کا قبضہ زمین پر رکہا اور نوک اوسکی [illegible] اور اپنے تئین مار ڈالا
تب وہ شخص (جو اوسکے ساتہہ گیا تہا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہا مین گواہی دیتا ہون ا
بات کی کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہین آپنے فرمایا کیا ہوا وہ شخص بولا آپ [illegible] جس شخص کو جہنمی فرمایا تہا
اور لوگون نے اوسپر تعجب کیا تہا تو مین نے کہا [illegible] اسکی خبر رکہونگا پہر مین اسکی
تلاش مین نکلا وہ سخت زخمی ہوا اور جلدی مرنے [illegible] قبضہ زمین پر رکہا اور نوک اسکی اپنی
دونون چہاتیون کے بیچ مین [illegible] اپنے تئین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے یہ سنکر فرمایا [illegible] جنتیون کے کام کرتا ہے [illegible] اور وہ جہنمی ہوتا ہے اور
جہنمیون کے سے کام کرتا ہے لوگون کے نزدیک اور وہ جنتی ہوتا ہے **ف** تو انسان کو چاہیئے کہ اپنے
اعمال پر غرہ نکرے اور [illegible] سے ڈرتا رہے اور حسن خاتمہ کے لیے دعا کرتا رہے اسیطرح
گنہگار کو نا امید نہ ہونا چاہیئے اوسکی رحمت سے شاید خدا اوسکا خاتمہ بخیر کر دیوے **عن** الحسن
يقول ان رجلا ممن كان قبلكم خرجت به قرحة فلما اذته انتزع سهما

مِنْ كِنَانَتِهِ فَنَكَأَهَا فَلَمْ يَرْقَأِ الدَّمُ حَتَّى مَاتَ قَالَ رَبُّكُمْ قَدْ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ ثُمَّ مَدَّ يَدَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ إِي وَاللَّهِ لَقَدْ حَدَّثَنِي بِهَذَا جُنْدَبٌ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ **ترجمہ** حسن سے روایت ہے وہ کہتے تھے اگلے لوگون مین ایک شخص کے پہوڑا نکلا اوسکو جب بہت تکلیف ہوئی تو اپنے ترکش مین سے ایک تیر نکالا اور پہوڑے کو چیر دیا اوس سے پہر خون بند نہ ہوا یہانتک کہ وہ مر گیا تب اللہ تعالی نے فرمایا مین نے حرام کیا اوس پر جنت کو پہر اپنا ہاتھ حسن نے مسجد کیطرف بڑہایا اور کہا قسم خدا کی یہ حدیث مجہہ سے جندب نے بیان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسجد مین **ف** قاضی عیاض نے کہا شاید یہ شخص خودکشی کو حلال جانتا ہوگا یا مراد یہ ہو کہ اوس پر جنت حرام ہے اوس وقت جب اچہے اور نیک لوگ جاوینگے یا اوس کے حساب مین طول ہوگا یا وہ رکا رہے گا اعراف مین نووی نے کہا احتمال ہے کہ اوس وقت کی شرع مین کبیرہ گناہ کرنیوالا کافر ہوجاتا ہوا اور یہ حدیث محمول ہے اسپر کہ اوس نے جان مارنے کے لیے یا بغیر کسی مصلحت کے ایسی حرکت کی اسلیے کہ دوا اور علاج کے لیے پہوڑا چیرنا درست ہے جب گمان غالب ہو فائدے کا **عَنِ** الْحَسَنِ يَقُولُ حَدَّثَنَا جُنْدُبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيُّ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ فَمَا نَسِينَا وَمَا نَخْشَى أَنْ يَكُونَ كَذَبَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ بِرَجُلٍ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ خُرَاجٌ فَذَكَرَ نَحْوَهُ **ترجمہ** حسن سے روایت ہے ہم سے جندب بن عبد اللہ بجلی نے اس مسجد مین حدیث بیان کی پہر ہم اسکو نہین بہولے اور نہ ہمکو ڈر ہے کہ جندب نے جھوٹ باندہا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر انہون نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے پہلے ایک شخص کے پہوڑا نکلا پہر بیان کیا قصہ اوسیطرح جیسے اوپر گزرا

باب غِلَظِ تَحْرِيمِ الْغُلُولِ وَأَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ مال غنیمت مین چوری کرنا سخت حرام ہے اور جنت مین نجاوینگے مگر وہی جو ایماندار ہین

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ أَقْبَلَ نَفَرٌ مِنْ صَحَابَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا فُلَانٌ شَهِيدٌ وَفُلَانٌ شَهِيدٌ حَتَّى مَرُّوا عَلَى رَجُلٍ فَقَالُوا فُلَانٌ شَهِيدٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا إِنِّي رَأَيْتُهُ فِي النَّارِ فِي بُرْدَةٍ غَلَّهَا أَوْ عَبَاءَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اذْهَبْ فَنَادِ فِي النَّاسِ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ قَالَ فَخَرَجْتُ فَنَادَيْتُ أَلَا إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ

الجنة الا المؤمنون **ترجمہ** حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے جب خیبر کا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی صحابہ آئے اور کہنے لگے فلانا شہید ہے اور فلانا شہید ہے یہانتک کہ گذرے ایک شخص پر تو کہا یہ شہید ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں میں نے اسکو جہنم میں دیکھا ایک چادر یا عبا کی چوری میں (یعنے چوری کی وجہ سے) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خطاب کے بیٹے اوٹھ اور پکار دے لوگوں میں کہ جنت میں وہی جائینگے جو ایماندار ہیں (اور چور نجاوین گے) حضرت عمر نے کہا میں نکلا اور میں نے پکار دیا لوگوں میں خبردار ہو جاؤ جنت میں وہی جاوینگے جو ایماندار ہیں

عن ابی ہریرۃ قال خرجنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی خیبر ففتح اللہ علینا فلم نغنم ذہبا ولا ورقا غنمنا المتاع والطعام والثیاب ثم انطلقنا الی الوادی ومع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد لہ وہبہ لہ رجل من جذام یدعی رفاعۃ بن زید من بنی الضبیب فلما نزلنا الوادی قام عبد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحل رحلہ فرمی بسہم فکان فیہ حتفہ فقلنا ہنیئا لہ الشہادۃ یا رسول اللہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلا والذی نفس محمد بیدہ ان الشملۃ لتلتہب علیہ نارا اخذہا من الغنائم یوم خیبر لم تصبہا المقاسم قال ففزع الناس فجاء رجل بشراک او شراکین فقال یا رسول اللہ اصبت ہذا یوم خیبر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شراک من نار او شراکان من نار

ترجمہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ نکلے خیبر کیطرف پھر اللہ نے فتح دی ہمکو تو نہیں لوٹا ہم نے چاندی اور سونا (یعنی چاندی اور سونا ہاتھہ نہیں آیا) بلکہ لوٹا ہم نے اسباب اور اناج اور کپڑے پھر ہم چلے وادی کیطرف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ آپکا ایک غلام تھا (جسکا نام مدعم تھا) جو بخشا تھا آپ کو ایک شخص نے جذام میں سے جسکا نام رفاعہ بن زید تھا بنی ضبیب میں سے جب ہم وادی میں اترے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام کھڑا ہوا آپکا کجاوہ کھول رہا تھا اتنے میں ایک (غیبی) تیر اسکو لگا جسمیں اوسکی موت تھی ہم لوگوں نے کہا مبارک ہو وہ شہید ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں قسم اوس شخص کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے وہ شملہ اوس پر انگار کیطرح سلگ رہا ہے جو اوس نے مال غنیمت میں سے خیبر

سکے دن لے لیا تھا اور اُسوقت تک غنیمت تقسیم نہیں ہوئی تھی یہ سنکر لوگ ڈر گئے اور ایک شخص ایک تسمہ یا دو تسمے لیکر آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مین نے خیبر کے دن انکو پایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تسمہ یا تسمے انگارے ہین (یعنی اگر تو انکو داخل نکرتا تو یہ تسمہ انگار ہو کر قیامت کے دن تجھپر لپٹتا یا تجھے عذاب ہوتا ان تسمون کیوجہ سے) **ف** نووی نے کہا ان دونون حدیثون سے یہ احکام نکلتے ہین ایک تو غلول یعنے چوری کا حرام ہونا مال غنیمت مین دوسرے کوئی فرق نہ ہونا قلیل اور کثیر مین یہانتک کہ ایک تسمہ کی چوری بھی اتنی ہی حرام ہے تیسرے یہ کہ جسنے غلول کیا اوسکو شہید نہ کہین گے چوتھی یہ کہ جو کفر پر مرے وہ جنت مین نہ جاویگا اور اسپر اجماع ہے مسلمانون کا پانچوین یہ کہ بغیر ضرورت کے قسم کھانا درست ہے کیونکہ حضرت نے خود قسم کھائی چھٹی یہ کہ جس نے کچھ چوری کی غنیمت کے مال مین تو اوسکو وہ چیز پھیر دینا اور داخل کر دینا واجب ہے اور جب وہ پھیر دے تو اسکو لے لین اور اُسکا مال نہ جلاوین خواہ وہ پھیرے یا نہ پھیرے کیونکہ حضرت نے شملے کے چور کا اور تسمے کے چور کا مال نہ جلایا اور جو یہ واجب ہوتا تو آپ ایسا کرتے اور وہ جو حدیث منقول ہے کہ جو شخص غنیمت کے مال مین چوری کرے اوسکا اسباب جلا دو اور اوسکو مار دو یا اُسکی گردن مارو تو ضعیف ہے اوسکے ضعف کو ابن عبد البر نے بیان کیا ہے طحاوی نے کہا اگر وہ حدیث صحیح بھی ہو تو منسوخ ہوگی اور یہ اوسوقت کا حکم ہے جب مالی سزا جائز تھی (یعنے اب شریعت مین مال کی سزا دینا جیسے جرمانہ ضبطی جائداد وغیرہ نہیں رہی)

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ قَاتِلَ نَفْسِهِ لَا يَكْفُرُ

جو شخص خودکشی کرے وہ کافر نہوگا

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ الطُّفَيْلَ بْنَ عَمْرٍو الدَّوْسِيَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ لَكَ فِي حِصْنٍ حَصِينٍ وَمَنْعَةٍ قَالَ حِصْنٌ كَانَ لِدَوْسٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَبَى ذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلَّذِي ذَخَرَ اللّٰهُ لِلْأَنْصَارِ فَلَمَّا هَاجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ هَاجَرَ إِلَيْهِ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَهَاجَرَ مَعَهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ فَمَرِضَ فَجَزِعَ فَأَخَذَ مَشَاقِصَ لَهُ فَقَطَعَ بِهَا بَرَاجِمَهُ فَشَخَبَتْ يَدَاهُ حَتَّى مَاتَ فَرَآهُ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فِي مَنَامِهِ فَرَآهُ وَهَيْئَتُهُ حَسَنَةٌ وَرَآهُ مُغَطِّيًا يَدَيْهِ فَقَالَ لَهُ مَا صَنَعَ بِكَ رَبُّكَ فَقَالَ غَفَرَ لِي بِهِجْرَتِي إِلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِي أَرَاكَ مُغَطِّيًا يَدَيْكَ قَالَ قِيلَ لِي لَنْ نُصْلِحَ مِنْكَ مَا أَفْسَدْتَ فَقَصَّهَا الطُّفَيْلُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اللّٰھُمَّ وَلِیَدَیْہِ فَاغْفِرْ ترجمہ جابر سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو دوسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ ایک مضبوط قلعہ اور لشکر چاہتے ہیں (اوس قلعے کے لیے جو دوس
کا تھا جاہلیت کے زمانے میں) آپ نے قبول نہ کیا اوس وجہ سے کہ اللہ تعالی نے انصار کے حصے میں یہ بات لکھ
دی تھی (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس رہیں اور ان کی حمایت اور حفاظت میں) تو جب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کیطرف ہجرت کی تو طفیل بن عمرو نے بھی ہجرت کی اور انکے ساتھ انکی قوم کے ایک شخص نے بھی ہجرت
کی پھر مدینہ کی ہوا انکو ناموافق ہوئی (اور انکے پیٹ میں عارضہ پیدا ہوا) وہ شخص جو طفیل کے ساتھ آیا تھا بیمار
ہوا اور تکلیف کے مارے اوس نے چوڑی کا نسیان لیکر اپنی انگلیوں کے جوڑ کاٹ ڈالے اور خون بہا شروع
ہوا دونوں ہاتھ سے یہانتک کہ وہ مر گیا پھر طفیل بن عمرو نے اوسکو خواب میں دیکھا اور اوسکی شکل اچھی تھی
لیکن اپنے دونوں ہاتھوں کو چھپائے ہوئے تھا طفیل نے پوچھا کہ تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا اوس نے
کہا بخشدیا مجھکو اس لیے کہ میں نے ہجرت کی تھی اوسکے پیغمبر کیطرف طفیل نے کہا کیا وجہ ہے میں دیکھتا ہوں
تو دونوں ہاتھ اپنے چھپائے ہوئے ہے وہ شخص بولا کہ مجھے حکم ہوا ہم اسکو نہیں سنوارینگے جسکو تو نے
خود بگاڑا پھر یہ خواب طفیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا یا اللہ اوس کے دونوں
ہاتھوں کو بھی بخشدے یعنی جیسے تو نے اوسکے سارے بدن پر کرم کیا اوس کے دونوں ہاتھوں کو بھی درست کردے
ف نووی نے کہا اس حدیث میں دلیل ہے اوس بڑے قاعدے کی جو اہل سنت نے قرار دیا ہے کہ جو شخص
اپنے تئیں مار ڈالے یا اور کوئی گناہ کرے پھر بغیر توبہ کے مرجاوے تو وہ کافر نہیں ہے اور نہ یہ ضرور ہے
کہ وہ جہنم میں جاوے بلکہ وہ خدا کی مشیت پر ہے اور اوپر یہ قاعدہ بیان ہو چکا ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے
کہ گنہگاروں کو عذاب ہوگا اور گناہوں سے نقصان پہونچتا ہے اور رد ہے مرجئہ کا جو کہتے ہیں ایمان کے
ساتھ گناہوں سے ضرر نہوگا تحفۃ الاحیا میں ہے کہ اس حدیث سے بڑی فضیلت ہجرت کی ثابت ہوئی
اوس شخص کو اپنے مارنیکی نیت نہوگی کہ حرام موت ہوئی اضطراب سے یہ حرکت ہوئی ہوگی یا شاید ہلاکی کی
نیت ہو مگر ہجرت کی برکت اور حضرت کی دعا سے اوس کی مغفرت ہو گئی **باب** فِی الرِّیْحِ الَّتِیْ
تَکُوْنُ قُرْبَ الْقِیَامَۃِ تَقْبِضُ مَنْ فِیْ قَلْبِہٖ شَیْءٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ اوس ہوا کا بیان جو قیامت کے قریب
چلے گی اور لے جاویگی ہر ایک شخص کو جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہوگا **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ رِیْحًا مِّنَ الْیَمَنِ اَلْیَنَ مِنَ الْحَرِیْرِ

فَلَا تَدَعُ اَحَدًا فِیْ قَلْبِہٖ قَالَ اَبُوْ عَلْقَمَۃَ مِثْقَالُ حَبَّۃٍ وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِیْزِ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ مِّنْ اِیْمَانٍ اِلَّا قَبَضَتْہُ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ خدا بہیجیگا ایک ہوا یمن کے ملک سے جو ریشم سے بہی زیادہ ملائم ہوگی پہر یہ ہوا نہ چہوڑیگی اس شخص کو جس کے دل مین دانے برابر یا رتی برابر بہی ایمان ہوگا یعنے مار ڈالیگی اسکو **ف** تو کوئی ایماندار دنیا مین باقی نرہیگا اور شریر قیامت ہوگی نووی نے کہا اس مضمون کی حدیثین اور بہی آئی ہین جیسے قیامت قائم نہوگی مگر اسوقت جب کوئی اللہ اللہ کہنیوالا بہی نرہیگا یا قیامت قائم نہوگی مگر بدترین خلق پر اور یہہ سب حدیثین اپنے ظاہر پر محمول ہین اور وہ جو دوسری حدیث مین آیا ہے کہ ایک گروہ میرے امت کا حق پر قائم رہیگا قیامت کے دن تک اس کے مخالف نہین کیونکہ مراد اوس سے یہ ہے کہ وہ گروہ قائم رہیگا یہانتک کہ یہ ہوا اوسکو تمام کریگی پہر قیامت قائم ہوگی اور یہہ جو فرمایا جس کے دل مین دانے برابر یا رتی برابر بہی ایمان ہوگا تو اس سے وہ مذہب ثابت ہوا جو صحیح ہے کہ ایمان گہٹتا بڑہتا ہے اور ریشم سے زیادہ ملائم ہونے سے یہ غرض ہے کہ وہ ہوا نرم اور لطیف ہوگی اور ایک دوسری حدیث مین یون ہے کہ وہ ہوا شام کیطرف سے چلیگی اسکا جواب یہ ہے کہ شاید اوسوقت دو ہوائین چلین ایک یمن کیطرف سے اور دوسری شام کیطرف سے یا ایک ہی ہوا شروع ہو یمن سے پہر پہیل جاوے شام تک واللہ اعلم

بَابُ الْحَثِّ عَلَی الْمُبَادَرَۃِ بِالْاَعْمَالِ قَبْلَ تَظَاھُرِ الْفِتَنِ

فتنے اور فساد پہیلنے سے پہلے نیک اعمال کو جلد بجا لانے کی ترغیب

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا کَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ یُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَّ یُمْسِیْ کَافِرًا اَوْ یُمْسِیْ مُؤْمِنًا وَّ یُصْبِحُ کَافِرًا یَبِیْعُ دِیْنَہٗ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْیَا

ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلدی جلدی نیک کام کرلو ان فتنون سے پہلے جو اندہیری رات کے حصون کیطرح ہونگی صبح کو آدمی ایماندار ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو ایماندار اور صبح کو کافر ہوگا اور اپنے دین کو بیچ ڈالے گا دنیا کے مال کے بدلے **ف** یعنے دنیا کی طمع اوسوقت ایسی غالب ہوگی کہ ایمان کی محبت دل مین نرہیگی ذرا سے دنیاوی فائدے کے لیے انسان ایمان کو چہوڑ دیگا اور کفر اختیار کرے گا یہ بات ہمارے زمانے مین بہت پہیل گئی ہے کہ ایمان کی قدر اور منزلت بالکل نرہی اور جسکو دیکہو دنیا کا طلب گار ہے بہت لوگون کو دیکہا جو پہلے مسلمان دیندار تہے پہر دنیا کے طمع سے بے ایمان ہوگئے اور کفر اختیار کیا کوئی نصرانی بنگیا کوئی دہری خدا محفوظ رکہے نووی نے کہا اس حدیث

که اوس زمانے مین ایسے پی در پے فتنے ہونگے که ایمان بچانا مشکل ہوگا ایک ہی دن مین ایسا انقلاب ہوگا
کہ صبح کو آدمی مومن ہو تو شام کو کافر ہوگا تحفۃ الاخیار مین ہے که اس حدیث مین ان فسادون کی خبر ہی جو
یزید اور سلطنت مروانیہ کے زمانے مین واقع ہوئی اس حدیث مین ارشاد ہے کہ فرصت کو آدمی غنیمت
جانے اور پریشانی سے پہلے جو نیک عمل ہوسکین سو کر لیوے **باب** مُخَافَۃِ الْمُؤْمِنِ اَنْ یُّحْبِطَ
عَمَلُہٗ مومن کو اپنے اعمال مٹ جانے سے ڈرنا چاہیے **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّہٗ لَمَّا نَزَلَتْ انّه قال
ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَۃِ
جَلَسَ ثَابِتٌ فِیْ بَیْتِہٖ وَقَالَ اَنَا مِنْ اَھْلِ النَّارِ وَاحْتَبَسَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فَسَاَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَقَالَ یَا اَبَا عَمْرٍو مَا شَاْنُ ثَابِتٍ اَشْتَکٰی
فَقَالَ سَعْدٌ اِنَّہٗ لَجَارِیْ وَمَا عَلِمْتُ لَہٗ بِشَکْوٰی قَالَ فَاَتَاہُ سَعْدٌ فَذَکَرَ لَہٗ قَوْلَ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ثَابِتٌ اُنْزِلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنِّیْ وانا
مِنْ اَرْفَعِکُمْ صَوْتًا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَنَا مِنْ اَھْلِ النَّارِ فَذَکَرَ
ذٰلِکَ سَعْدٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَلْ ھُوَ
مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے جب یہ آیت اتری یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا
اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ اخیر تک **ف** یعنی اے ایمان والو اونچی نہ کرو اپنی آوازین نبی کی آواز سے
اوپر اور نہ بولو اس سے زور سے جیسے بولتے ہو ایک دوسرے سے کہین اکارت نہو جاوین تمہارے عمل اور
تم کو خبر نہو۔ تو ڈرایا مومنون کو بے ادبی سے حضرت کی صحبت مین ایسا نہو کہ بے ادبی تمام نیک عملون کو
مٹا دے **ت** تو ثابت بن قیس بن شماس اپنے گھر مین بیٹھ رہے اور کہنے لگے مین جہنمی ہون کیونکہ ان
کی آواز بہت بلند تھی اور وہ خطیب تھے انصار کے اس لیے وہ ڈر گئے اور نہ آئے رسول اللہ علیہ وسلم پاس
آپنے سعد بن معاذ سے پوچھا کہ ای ابا عمرو ثابت کا کیا حال ہے کچھ بیمار ہو گیا ہے سعد نے کہا وہ میرا ہمسایہ ہے
مین نہین جانتا کہ وہ بیمار ہے پہر سعد ثابت کے پاس آئے اور ان سے یہ بیان کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا تہا ثابت نے کہا یہ آیت اتری اور تم جانتے ہو کہ تم سب مین میری آواز اونچی ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر تو مین جہنمی ہون پہر سعد نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا نہین
وہ جنتی ہے **ف** کیونکہ آواز بلند ہونا کچھ برا نہین بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند آواز

سے باتین کرنا اور چلانا منع ہے نووی نے کہا اس حدیث سے ثابت بن قیس کی بڑی فضیلت معلوم ہوئی کیونکہ
اون کا جنتی ہونا ثابت ہوا اور اس سے یہ بات بھی نکلی کہ امام یا سردار کو اپنے لوگون کا حال پوچھنا چاہیے جو غائب
ہو جاوین **عن** انس بن مالک قال کان ثابت بن قیس بن شماس خطیب الانصار فلما
نزلت ہذہ الآیۃ بنحو حدیث حماد ولیس فی حدیثہ ذکر سعد بن معاذ **ترجمہ**
دوسری روایت مین یون ہی کہ ثابت بن قیس بن شماس انصار کے خطیب تھے پھر جب یہ آیت اوتری اخیر تک
اور اسمین سعد بن معاذ کا ذکر نہین ہے **عن** انس بن مالک قال لما نزلت یا ایہا الذین آمنوا
لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولم یذکر سعد بن معاذ فی الحدیث **ترجمہ** وہی
جو اوپر گزرا **عن** انس قال لما نزلت ہذہ الآیۃ واقتص الحدیث ولم یذکر
سعد بن معاذ وزاد فکنا نراہ یمشی بین اظہرنا رجل من اہل الجنۃ
ترجمہ اس روایت مین بھی سعد بن معاذ کا ذکر نہین اتنا زیادہ ہے کہ انس نے کہا ثابت ہم لوگون کے بیچ
مین چلتے تھے ہم اونکو دیکھتے تھے ایک شخص جنتی ہم مین جا رہا ہے **باب** ہل یؤاخذ باعمال
الجاہلیۃ جب کوئی مسلمان ہو جاوے تو کفر کے وقت کے اعمال کا مواخذہ نہوگا **عن** عبد اللہ
قال قال اناس لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ انؤاخذ بما عملنا فی
الجاہلیۃ قال اما من احسن منکم فی الاسلام فلا یؤاخذ بہا ومن اساء اخذ
بعملہ فی الجاہلیۃ والاسلام **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کچھ لوگون نے کہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے یا رسول اللہ کیا ہم سے پوچھ ہوگی اون کامون کی جو ہم نے جاہلیت کے زمانے مین
کیے ہین آپ نے فرمایا تم مین سے جو اچھی طرح اسلام لایا (یعنے سچا مسلمان ہوا دل سے) اوس سے تو پوچھ نہوگی
جاہلیت کے کامون کی اور جو برا ہے (یعنے صرف ظاہر مین مسلمان ہوا اور دل مین اوسکے کفر رہا) اوس
سے پوچھ ہوگی جاہلیت اور اسلام دونون وقت کے کامون کی **ف** کیونکہ وہ کفر پر قائم رہا اور در
حقیقت مسلمان ہی نہین ہوا بلکہ منافق رہا نووی نے کہا دوسری حدیث صحیح مین ہے کہ اسلام گرا دیتا
ہے پہلے کے گناہون کو یعنی کفر کے زمانے کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہین اسلام لانے سے اور
اسپر اجماع ہے مسلمانون کا **عن** عبد اللہ قال قلنا یا رسول اللہ انؤاخذ بما عملنا
فی الجاہلیۃ قال من احسن فی الاسلام لم یؤاخذ بما عمل فی الجاہلیۃ ومن اساء

انس — ن — آیۃ — وزاد رجلا

فِی الْاِسْلَامِ اُخِذَ بِالْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم سے مواخذہ ہوگا اون کاموں کا جو جاہلیت کے وقت میں کیے ہیں آپ نے فرمایا جس نے نیکی کی اسلام میں اوس سے جاہلیت کے کاموں کا مواخذہ نہوگا اور جس نے برائی کی اسلام میں اوس سے مواخذہ ہوگا اگلے (یعنی کفر) اور پچھلے (یعنی اسلام) دونوں وقت کے کاموں کا **عَنِ** الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ **ترجمہ** دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **باب** کَوْنِ الْاِسْلَامِ یَهْدِمُ مَا قَبْلَهٗ وَکَذَا الْحَجُّ وَالْهِجْرَةُ اسلام سے اور حج سے اور ہجرت سے اگلے گناہوں کا معاف ہوجانا **عَنْ** ابْنِ شَمَاسَةَ الْمَهْرِیِّ قَالَ حَضَرْنَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَهُوَ فِیْ سِیَاقَةِ الْمَوْتِ یَبْکِیْ طَوِیْلًا وَحَوَّلَ وَجْهَهٗ اِلَی الْجِدَارِ فَجَعَلَ ابْنُهٗ یَقُوْلُ لَهٗ مَا یُبْکِیْکَ یَا اَبَتَاهُ اَمَا بَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِکَذَا اَمَا بَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِکَذَا قَالَ فَاَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اِنَّ اَفْضَلَ مَا نُعِدُّ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اِنِّیْ قَدْ کُنْتُ عَلٰی اَطْبَاقٍ ثَلَاثٍ لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ وَمَا اَحَدٌ اَشَدَّ بُغْضًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنِّیْ وَلَا اَحَبَّ اِلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ قَدِ اسْتَمْکَنْتُ مِنْهُ فَقَتَلْتُهٗ فَلَوْ مُتُّ عَلٰی تِلْكَ الْحَالِ لَکُنْتُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا جَعَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْاِسْلَامَ فِیْ قَلْبِیْ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ ابْسُطْ یَمِیْنَكَ فَلْاُبَایِعْكَ فَبَسَطَ یَمِیْنَهٗ قَالَ فَقَبَضْتُ یَدِیْ قَالَ مَا لَكَ یَا عَمْرُو قَالَ قُلْتُ اَرَدْتُّ اَنْ اَشْتَرِطَ قَالَ تَشْتَرِطُ مَاذَا قُلْتُ اَنْ یُّغْفَرَ لِیْ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْاِسْلَامَ یَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهٗ وَاَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهَا وَاَنَّ الْحَجَّ یَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهٗ وَمَا کَانَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَا اَجَلَّ فِیْ عَیْنِیْ مِنْهُ وَمَا کُنْتُ اُطِیْقُ اَنْ اَمْلَاَ عَیْنِیَّ مِنْهُ اِجْلَالًا لَّهٗ وَلَوْ سُئِلْتُ اَنْ اَصِفَهٗ مَا اَطَقْتُ لِاَنِّیْ لَمْ اَکُنْ اَمْلَاُ عَیْنِیَّ مِنْهُ وَلَوْ مُتُّ عَلٰی تِلْكَ الْحَالِ لَرَجَوْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ وَلِیْنَا اَشْیَاءَ مَا اَدْرِیْ مَا حَالِیْ فِیْهَا فَاِذَا اَنَا مُتُّ فَلَا تَصْحَبْنِیْ نَائِحَةٌ وَلَا نَارٌ فَاِذَا دَفَنْتُمُوْنِیْ فَسُنُّوْا عَلَیَّ التُّرَابَ سَنًّا ثُمَّ اَقِیْمُوْا حَوْلَ قَبْرِیْ قَدْرَ مَا تُنْحَرُ جَزُوْرٌ وَیُقْسَمُ لَحْمُهَا حَتّٰی اَسْتَاْنِسَ بِکُمْ وَاَنْظُرَ مَاذَا اُرَاجِعُ بِهٖ رُسُلَ رَبِّیْ **ترجمہ** ابن شماسہ (عبدالرحمن بن شماسہ بن ذیب) مہری سے روایت ہے ہم عمرو بن عاص پاس گئے اور

فقتلتہ فرسنہ
مِن اَن
بما ذا
عَلِمتَ یا عمرو
سنًّا
فسنوا

وہ مرنے کے قریب تھے تو روئے بہت دیر تک اور منہ پھیر لیا اپنا دیوار کی طرف انکے بیٹے کہنے لگے ابا آپکو کیا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خوشخبری نہیں دی تب انہوں نے اپنا منہ سامنے کیا اور کہا کہ سب باتوں (یہ خوشخبری نہیں دی)
میں افضل ہم سمجھتے ہیں اس بات کی گواہی دینے کو کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے اور محمد اسکے
بھیجے ہوئے ہیں اور میرے اوپر تین حال گذرے ہیں ایک حال یہ تھا جو تو نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے زیادہ میں کسی کو برا نہیں جانتا تھا اور مجھے آرزو تھی کہ کسیطرح میں قابو پاؤں اور
انکو قتل کروں (معاذ اللہ) پھر اگر میں مرجاتا اس حال میں تو جہنمی ہوتا دوسرا حال یہ تھا کہ اللہ تعالی
نے اسلام کی محبت میرے دل میں ڈالی اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا میں نے کہا اپنا داہنا
ہاتھ بڑھائیے تاکہ میں بیعت کروں آپ سے آپ نے ہاتھ بڑھایا میں نے اوسوقت اپنا ہاتھ کھینچ لیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہوا تجھکو اے عمرو میں نے کہا میں شرط کرنا چاہتا ہوں
آپ نے فرمایا کیا شرط میں نے کہا یہ شرط کہ میرے گناہ معاف ہوں (جو اب تک کیے ہیں) آپ نے فرمایا
اے عمرو تو نہیں جانتا کہ اسلام گرا دیتا ہے پہلے کے گناہوں کو اسیطرح ہجرت گرا دیتی ہے پہلے کے گناہوں
کو اسیطرح حج گرا دیتا ہے پہلے کے گناہوں کو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مجھکو کسی کی محبت
نہ تھی اور نہ میری نگاہ میں آپ سے زیادہ کسی کی شان تھی اور میں آنکھ بھر کر آپ کو نہ دیکھ سکتا تھا
آپ کے جلال کی وجہ سے اور اگر کوئی مجھسے آپ کی صورت کو پوچھے تو میں بیان نہیں کرسکتا کیونکہ میں
آنکھ بھر کر آپ کو دیکھ نہیں سکتا تھا اور اگر میں مرجاتا اس حال میں تو امید تھی کہ جنتی ہوتا بعد اوسکے
(یہ تیسرا حال ہے) چند اور چیزوں میں ہم کو پھنسنا پڑا میں نہیں جانتا میرا حال کیا ہوگا انکی وجہ سے تو جب میں مرجاؤں
میرے جنازے کے ساتھ کوئی رونے چلانے والی نہ ہو اور نہ آگ ہو اور جب مجھے دفن کرنا تو مٹی ڈال دینا
مجھپر اچھی طرح اور میری قبر کے گرد کھڑے رہنا اتنی دیر تک جتنی دیر میں اونٹ کاٹا جاتا ہے اور اسکا
گوشت بانٹا جاتا ہے تاکہ میرا دل بہلے تم سے (اور میں تنہائی سے گھبرا نہ جاؤں) اور دیکھ لوں پروردگار
کے وکیلوں کو میں کیا جواب دیتا ہوں **ف** یعنی منکر نکیر کو۔ نووی نے کہا اس حدیث سے کئی باتیں
معلوم ہوئیں ایک تو یہ جو مرنے کے قریب ہو اوسکو تسلی اور تشفی دینا چاہیے اور امید اور عفو اور خوشی
کی آیتیں اور حدیثیں سنانا چاہیے جیسے عمرو کے بیٹے نے کیا اور یہ مستحب ہے بالاتفاق دوسرے یہ کہ صحابہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کس قدر عزت اور حرمت کرتے تھے تیسرے یہ کہ جنازے کے ساتھ رونے

والی اور انگار لیجانا منع ہے اور علما نے اسکو مکروہ کہا ہے لیکن نوحہ کرنا وہ تو حرام ہی اور انگار لیجانا مکروہ ہی بوجہ دوسری حدیث کے اور سبب کراہت کا یہ ہی کہ وہ عادت ہی جاہلیت کے زمانے کی اور ابن حبیب مالکی نے کہا کہ انگارے کہنے مین شگون بد ہے مردے کیلیے چوتھی یہ کہ مٹی ڈالنا قبر پر مستحب ہے پانچوین یہ کہ قبر پر بیٹھنا نہین چاہیے جیسے بعضی ملکون مین دستور ہے چھٹی یہ کہ قبر مین مردے کا امتحان ہوتا ہے اور فرشتے اوس سے سوال کرتے ہین اور یہی مذہب ہی اہل حق کا ساتوین یہ کہ دفن کے بعد تھوڑی دیر تک قبر پر ٹھہرنا چاہیے اور یہ مستحب ہے آٹھوین یہ کہ مردہ اپنی قبر پر حاضر ہونیوالون کی آواز سنتا ہے نوین یہ کہ مشترک گوشت کا بانٹ لینا درست ہی اسیطرح ترمیوون کا جیسے انگور وغیرہ اور اسمین ہمارے اصحاب کا اختلاف ہے جو مشہور ہے انتہی مترجم

عن ابن عباس ان ناسا من اهل الشرك قتلوا فاكثروا وزنوا فاكثروا فاتوا محمدا صلى الله عليه وسلم فقالوا ان الذي تقول وتدعو اليه لحسن لو تخبرنا ان لما عملنا كفارة فنزل والذين لا يدعون مع الله الها آخر ولا يقتلون النفس التي حرم الله الا بالحق ولا يزنون ومن يفعل ذلك يلق اثاما ونزل يا عبادي الذين اسرفوا على انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله الآية

ناسا
كانوا
ونزلت

ترجمہ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے مشرکون مین چند لوگون نے (شرک کی حالت مین) بہت خون کیے تھے اور بہت زنا کی تھی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئے اور عرض کیا آپ جو فرماتے ہین اور جس راہ کیطرف بلاتے ہین وہ خوب ہی اور جو آپ ہمکو بتلا دین ہمارے گناہون کا کفارہ تو ہم اسلام لاوین تب یہ آیت اوتری والذین لا یدعون مع اللہ الہا آخر اخیر تک یعنی جو لوگ خدا کے ساتھ اور دوسرے خدا کو نہین پکارتے اور جس جان کا مارنا خدا نے حرام کیا ہے اوسکو نہین مارتے مگر کسی حق کے بدلے اور زنا نہین کرتے اور جو کوئی ان کامون کو (یعنی خون اور زنا اور شرک) کرے تو وہ بدلہ پاوے گا اور اوسکو دونا عذاب ہوگا قیامت کے دن اور ہمیشہ رہے گا عذاب مین ذلت سے مگر جو کوئی ایمان لایا اور اوس نے توبہ کی اور نیک کام کیے تو اونکی برائیان بدل کر نیکیان ہوجاوین گی اور اللہ تعالے مہربان ہے بخشنے والا اور خدا نے ان لوگون کو بتلا دیا کہ تم مسلمان ہو تو تمہارے اگلے سب گناہ شرک کے زمانے کے معاف ہوجاوینگے) اور یہ آیت اتری یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم اخیر تک یعنی اے بندو میرے جنہون نے گناہ کیے ہین مت ناامید ہو اللہ کی رحمت سے

باب بیان حکم عمل الکافر اذا اسلم بعدہ کافر اگر کفر کی حالت مین

نیک کام کرے پھر مسلمان ہو جاوے **عن** حکیم بن حزام انہ اخبرہ انہ قال لرسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ارأیت امورا کنت اتحنث بہا فی الجاہلیۃ ہل لی فیہا من
شیء فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلمت علی ما اسلفت من خیر والتحنث
التعبد **ترجمہ** حکیم بن حزام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کیا آپ سمجھتے ہین جاہلیت کے زمانہ
مین جو مین نے عبادت کے کام کیے (یعنی نیک سمجھ کر گناہ سے نکلنے کے لیے) انکا کچھ ثواب مجکو ملے گا (یعنی
کفر کے زمانے کے نیک کام بیکار نہ جاوینگے) آپنے فرمایا تو اسلام لایا اگلے اون سب نیکیون پر جو کر
چکا ہے **ف** یعنی جب تو مسلمان ہو گیا تو تیرے کفر کے زمانے کی نیکیان بہی بیکار نہ جاوینگی بلکہ اون سب
کا ثواب ملیگا البتہ اگر تو مسلمان نہ ہوتا اور کفر ہی پر مرجاتا تو تیری سب نیکیان ہبا ہوجاتین یہی مطلب ظاہر
حدیث سے نکلتا ہے اور یہی قول ہے ابن بطال اور محققین کا کہ کافر اگر مسلمان ہوجاوے تو اسکو وہ نیک کام
جو کفر کے زمانے مین کیے ہین لغو نہونگے اور خدا اونپر ثواب دیگا بدلیل اس حدیث کے کہ جسکو دارقطنی نے ابوسعید
خدری کی بہی روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کافر مسلمان ہوجاوے پہر اسکا اسلام اچہا
ہو اللہ تعالی اوسکی ہر ایک نیکی کو لکہے گا جو کر چکا ہے اور ہر برائی کو مٹا دیگا جو کر چکا ہے اور اسلام کے بعد جو
نیکی کریگا تو ایک کے بدلے دس کا سات سو تک ثواب ملیگا اور برائی کے بدلے ایک ہی برائی لکہی جاویگی
مگر جب خدا اوسکو بہی معاف کردے تو ایک بہی نہ لکہی جاویگی۔ امام ابو عبداللہ مازری نے کہا ظاہر حدیث خلاف
ہے اوس قاعدے کے جو مقرر ہوچکا ہے کہ کافر کا تقرب صحیح نہین پہر اوسکو نیکی پر ثواب بہی نہ ہوگا اور ایمان
لانا اوسکا اطاعت ہی نہ بتقرب اسلیے کہ تقرب کی شرط ہے کہ جس سے تقرب کرتا ہے اوسکو پہچانے اور وہ کفر
کی حالت مین خدا کو برابر پہچانتا نہ تہا اس صورت مین حدیث کی تاویل کرنا ضرور ہے یعنی مطلب یہ ہو کہ کفر کے زمانے مین جو تو نیکیان کرتا تہا اونکی وجہ
سے تیری طبیعت نیک ہو گئی اور بہتر کام کرنے کی عادت پیدا ہوئی پہر تو اس عادت اور طبیعت سے اسلام مین بہی فائدہ اوٹہاویگا کیونکہ وہ لے
جاویگی تجہکو نیک کامون کیطرف یا یہ مطلب ہے کہ اون نیکیون کی وجہ سے تو مستحق ہوا تعریف کا جو اسلام
کی حالت مین بہی باقی ہے یا یہ مطلب ہے کہ اسلام کی حالت مین تجہکو نیکیون کا ثواب اورون سے زیادہ ملیگا
کیونکہ تو پہلے بہی نیک کام کرچکا ہے اور جب کافر کو نیک اعمال کے سبب سے عذاب مین تخفیف ہوگی تو ثواب کا
زیادہ ہونا بعید نہین تمام ہوا کلام مازری کا قاضی عیاض نے کہا بعضون نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہو کہ اگلی
نیکیون ہی کی برکت سے خدا نے تجہے اسلام کی ہدایت کی اور نیکیان اوائل مین دلیل ہین حسن خاتمت اور

عبادت کی انجام مین انتہے لیکن صحیح وہی ہے جو ابن بطال وغیرہ نے کہا کہ حدیث محمول ہو ظاہر پر یا ابن بطال نے کہا اللہ کو اختیار ہے کہ اپنے بندون پر جتنی چاہے اور جسطرح چاہے عنایت کرے اور کسیکو اوس مین اعتراض کی مجال نہین اور فقہا نے جو کہا ہے کہ کافر کی عبادت صحیح نہین اور اگر وہ اسلام لاوے تو اوس عبادت کا ثواب نہوگا اوسکا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے احکام کے رو سے اوس کی عبادت صحیح نہین اور آخرت کا ثواب اللہ کی اختیار مین ہے اب اگر کوئی یون کہنے لگے کہ آخرت مین بھی اوسپر ثواب نہوگا تو اوسکا قول رد کیا جاویگا اس صحیح حدیث سے اور کفار کے بعض افعال کا تو دنیا مین بھی اعتبار ہوتا ہے خود فقہا نے کہا ہے کہ اگر حالت کفر مین کوئی کفارہ جیسے ظہار وغیرہ کا کفارہ واجب ہو پھر وہ اوسکو ادا کردے کفر کی حالت مین تو کافی ہو جاویگا اور اسلام لانے کے بعد دوبارہ کفارہ دینا لازم نہوگا اور اختلاف کیا ہے شافعیہ نے کہ اگر حالت کفر مین جنب ہوا پھر غسل کر لیا کفر ہی کی حالت مین بعد اوس کے مسلمان ہوا تو دوبارہ غسل کرنا ضرور ہے یا نہین اور ہمارے بعض اصحاب نے اس مین مبالغہ کیا ہو اور کہا ہے کہ کافر کی ہر ایک طہارت صحیح ہے غسل ہو یا وضو ہو یا تیمم ہو اور اسلام لانے کے بعد اوسی طہارت سے نماز پڑھنا درست ہو انتہے ما قال النووی مترجم کہتا ہے کہ اسلام لانا ایک ایسی بڑی نعمت ہو خدا کی جسکے مقابلے مین اور کوئی نعمت نہین تو جہان تک اس نعمت کی وجہ سے فائدہ حاصل ہون بعید نہین اور کافر کے نیک اعمال جو ضائع ہو جاتے ہین تو وہ اسی سبب سے کہ اوسکی موت کفر پر ہوتی ہے اور اعتبار خاتمہ کا ہے پھر جب خاتمہ نیک ہوا اور انسان کفر کو چھوڑ کر مسلمان ہوگیا تو اللہ تعالی اوسکی محنت کو ضائع نکرے گا اور اوس کے نیک کامون پر ضرور اوسے ثواب دیگا دوسرے یہ کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفر کی نیکیون کو اسلام لانیکے بعد لغو کر دیتے تو لوگون کو رنج ہوتا اور اسلام کیطرف رغبت گھٹ جاتی حالانکہ اصلی مقصود آپکا یہ تھا کہ لوگون کو اسلام کا شوق پیدا ہو اسیوجہ سے آپنے فرمایا کہ اسلام لانے سے کفر کے گناہ تو سب مٹ گئے اور نیکیاں باقی ہین وہ ہرگز تلف نہونگی سبحان اللہ خداوند کریم کی عنایت اور محبت اپنے بندون کے ساتھ کیسی ہی اللہ تعالی ہر ایک بندے کو ایمان کی ہدایت دیوے اور ہمارا اور سب مسلمانون کا خاتمہ بخیر کرے عن حکیم بن حزام اخبرہ انہ قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای رسول اللہ ارایت امورا کنت اتحنث بہا فی الجاہلیۃ من صدقۃ او عتاقۃ او صلۃ رحم افیہا اجر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلمت علی ما اسلفت من خیر **ترجمہ** حکیم بن حزام سے روایت ہے انہون نے کہا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے یا رسول اللہ آپ کیا سمجھتے ہین جو نیک کام مین نے جاہلیت کے زمانے مین کیے ہین جیسے صدقہ یا بردے کا آزاد کرنا یا ناتا ملانا اون کا ثواب مجھکو ہوگا آپ نے فرمایا تو اسلام لایا اوسی نیکی پر جو پہلے کرچکا ہے (یعنی وہ نیکی قائم ہے اب اسپر اسلام زیادہ ہوا) **عن** حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَشْيَاءَ كُنْتُ أَفْعَلُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ هِشَامٌ يَعْنِي كُنْتُ أَتَبَرَّرُ بِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلَى مَا أَسْلَفْتَ لَكَ مِنَ الْخَيْرِ قُلْتُ فَوَاللَّهِ لَا أَدَعُ شَيْئًا صَنَعْتُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا فَعَلْتُ فِي الْإِسْلَامِ مِثْلَهُ **ترجمہ** حکیم بن حزام نے کہا یا رسول اللہ کئی کام ہین جنکو مین جاہلیت کے زمانے مین کیا کرتا تھا ہشام نے کہا (یعنی نیک کام) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام لایا تو اُن نیکیون پر جو تو نے کین مین نے کہا یا رسول اللہ تو قسم خدا کی پھر جتنے (نیک) کام مین اوتنا ہی اسلام کی حالت مین بجا لاؤن گا (تاکہ جاہلیت کا زمانہ اسلام سے بڑھ کر نہ رہے نیکیون کی کثرت مین) **عن** عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ أَعْتَقَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَحَمَلَ عَلَى مِائَةِ بَعِيرٍ ثُمَّ أَعْتَقَ فِي الْإِسْلَامِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَحَمَلَ عَلَى مِائَةِ بَعِيرٍ ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ **ترجمہ** عروہ بن الزبیر سے روایت ہے حکیم بن حزام نے جاہلیت کے زمانے مین سو بردے آزاد کیے تھے اور سو اونٹ سواری کے لیے خدا کی راہ مین دیے تھے پھر انہون نے اسلام کی حالت مین بھی سو بردے آزاد کیے اور سو اونٹ خدا کی راہ مین سواری کے لیے دیے بعد اوسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے پھر بیان کیا حدیث کو اوسیطرح جیسے اوپر گزری

ف نووی نے کہا حکیم بن حزام مشہور صحابی ہین وہ کعبے کے اندر پیدا ہوئے یہ فضیلت اور کسی کو نہین ملی اور ایک عجیب بات یہ ہے کہ وہ ساٹھ برس تک جاہلیت کی حالت مین جیے پھر ساٹھ برس تک اسلام کی حالت مین زندہ رہے اور وہ مسلمان ہوئے جس سال مکہ فتح ہوا اور مرے مدینہ مین سنہ ۵۴ھ مین تو اسلام کی حالت مین ساٹھ برس جینے سے یہ غرض ہے کہ اسلام کے زمانے مین ساٹھ برس جیے

باب صِدْقِ الْإِيمَانِ وَإِخْلَاصِهِ ایمان کی سچائی اور خلوص کا بیان

عن عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتِ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا أَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ هُوَ كَمَا تَظُنُّونَ إِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ

(حاشیہ: يَا رَسُولَ اللَّهِ — جو کہ جاہلیت کے زمانے مین کیے ہین ان مین سے کوئی نہ چھوڑونگا ان سب کو — نسخہ: حَدِيثِهِمَا — إِخْلَاصِهِ — نسخہ: فَقَالُوا)

لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے جب یہ آیت اتری اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اخیر تک یعنی جو لوگ ایمان لائے پھر انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم نہیں کیا (یعنی گناہ میں نہیں پھنسے) انکو امن ہے اور وہی ہیں راہ پانیوالے تو بہت گراں گزری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم میں سے کون ایسا ہے جو ظلم نہیں کرتا اپنے نفس پر (یعنی گناہ نہیں کرتا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آیت کا یہ مطلب نہیں جیسا تم خیال کرتے ہو بلکہ ظلم سے مراد وہ ہے جو حضرت لقمان ع نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے میرے مت شرک کر اللہ کے ساتھ بیشک شرک بڑا ظلم ہے **ف** تو ظلم سے مراد شرک ہے اس صورت میں آیت کا یہ مطلب ہوگا کہ جو لوگ ایمان لائے پھر انہوں نے شرک نہیں کیے تو انکو امن ہے اگرچہ وہ اور گناہوں میں جو شرک سے کم ہیں پھنس گئے ہوں بخاری کی روایت میں یون ہے کہ جب یہ آیت اتری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے اپنے نفس پر ظلم نہ کیا ہو تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری کہ شرک بڑا ظلم ہے تو صحابہ نے ظلم سے مراد ہر ایک گناہ کو سمجھا تھا اسوجہ سے وہ آیت ان پر بھاری ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دیا کہ مراد ظلم سے مطلق نہیں ہے بلکہ خاص ایک ظلم جو سب سے بڑا ہے یعنی شرک جیسے لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا کہ شرک بڑا ظلم ہے خطابی نے کہا صحابہ پر یہ آیت اسوجہ سے گراں گذری کہ ظلم کے ظاہری معنی یہی ہیں کہ لوگوں کے حق دبا لینا اور گناہوں میں مبتلا ہونا انہوں نے خیال کیا کہ یہی ظاہری معنے مراد ہیں اور اصلی معنی ظلم کا یہ ہے کہ ایک چیز کو اسکی جگہ سے چھوڑ کر دوسری جگہ میں رکھنا پھر جس شخص نے اللہ کے سوا اور کسی کی پرستش کی تو وہ بڑھ گیا ظلم میں سب ظالموں سے اور حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ سوا شرک کے اور گناہ کرنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا اور لقمان ایک شخص حکیم گزرے ہیں اور اختلاف کیا علماء نے کہ وہ نبی تھے یا نہیں امام ابو اسحاق ثعلبی نے کہا وہ بالاتفاق حکیم تھے لیکن عکرمہ نے کہا کہ وہ نبی بھی تھے اور کسی نے انکو نبی نہیں کہا اور لقمان کے بیٹے کا نام جسکو انہوں نے نصیحت کی تھی انعم تھا اور بعضوں نے کہا مشکم واللہ اعلم (نووی)

عَنْ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ اَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَ ابْنُ اِدْرِيْسَ حَدَّثَنِيْهِ اَوَّلًا اَبِيْ عَنْ اَبَانَ بْنِ تَغْلِبَ عَنِ الْاَعْمَشِ ثُمَّ سَمِعْتُهُ مِنْهُ **ترجمہ** اعمش سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

باب بَيَانِ تَجَاوُزِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَنْ حَدِيْثِ النَّفْسِ وَالْخَوَاطِرِ بِالْقَلْبِ اِذَا لَمْ تَسْتَقِرَّ وَبَيَانِ اَنَّهُ تَعَالٰى لَمْ يُكَلِّفْ اِلَّا مَا يُطَاقُ وَبَيَانِ حُكْمِ الْهَمِّ بِالْحَسَنَةِ وَبِالسَّيِّئَةِ دل میں جو وسوسے آتے ہیں جب تک وہ جم

نجاوین اونپر مواخذہ نہوگا اور اللہ تعالی نے اوتنی ہی تکلیف دی ہے جتنی طاقت ہو اور نیکی اور گناہ کا
قصد کرنا کیا حکم رکھتا ہے **عَنْ** اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا اُنْزِلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ
بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ قَالَ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ
عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ
بَرَكُوْا عَلَى الرُّكَبِ فَقَالُوْا اَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ كُلِّفْنَا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا نُطِيْقُ الصَّلٰوةَ وَالصِّيَامَ وَالْجِهَادَ
وَالصَّدَقَةَ وَقَدْ اُنْزِلَتْ عَلَيْكَ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَا نُطِيْقُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَقُوْلُوْا كَمَا قَالَ اَهْلُ الْكِتَابَيْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا بَلْ قُوْلُوْا
سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ
الْمَصِيْرُ فَلَمَّا اقْتَرَاَهَا الْقَوْمُ ذَلَّتْ بِهَا اَلْسِنَتُهُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ اِثْرِهَا اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ عَزَّ وَجَلَّ
اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ
اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ فَلَمَّا فَعَلُوْا ذٰلِكَ
نَسَخَهَا اللّٰهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ
رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا قَالَ نَعَمْ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ
عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا قَالَ نَعَمْ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ قَالَ نَعَمْ وَاعْفُ عَنَّا
وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ قَالَ نَعَمْ **ترجمہ**
ابو ہریرہ سے روایت ہو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اوتری لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي
الْاَرْضِ اخیر تک یعنی اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ ہے آسمانون اور زمین مین اور اگر تم کھولو اپنے دل کی بات
کو یا چھپاؤ اوسکو اللہ تعالی حساب کریگا تمسے پھر بخش دیگا جسکو چاہیگا اور عذاب کریگا جسکو چاہیگا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے
تو گران گذری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر **ف** امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا یہ آیت ان
پر گران گذری کیونکہ وہ سمجھے ہم سے مواخذہ ہوگا ان وسوسون پر جو خود بخود دلمین گذرتے ہین اور ہم کو
اونکے دور کرنیکی طاقت نہین پھر یہ تکلیف مالایطاق ٹھہری اور وہ جائز ہے عقلاً لیکن اختلاف ہے کہ آیا
شریعت مین اوسکا حکم ہوا یا نہین **ت** اور وہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس پھر بیٹھ گئے

گہٹنون پر اور کہنے لگے یا رسول اللہ ہمکو حکم ہوا اون کامون کے کرنیکا جنکی طاقت ہے جیسے نماز روزہ جہاد صدقہ
اب آپ پر یہ آیت اوتری اور اسپر عمل کرنے کی ہم مین طاقت نہین (یعنی اپنے دلپر ہمارا زور نہین چلتا
کہ برے شیطانی وسوسے بالکل نہ آنے پاوین) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو ایسا کہو جیسے
پہلے دونون کتاب والون (یہود اور نصاری) نے کہا جب اللہ کا حکم سنا) سنا سمجہے اور نافرمانی کی (یعنے ہم نے
تیرا حکم سنا پر ہم اوسپر عمل نہین کرینگے) بلکہ یون کہو سنا ہم نے اور مان لیا بخشدے ہمکو اے ہمارے مالک
تیری ہی طرف ہمکو جانا ہے یہ سنکر صحابہ نے کہا سنا ہم نے اور مان لیا بخشدے ہمکو مالک ہمارے تیری ہی
طرف ہمکو جانا ہے جب لوگون نے یہ کہا اور اپنی زبانون سے نکالا اوسکے بعد ہی یہ آیت اوتری آمن الرسول
بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون اخیر تک یعنی ایمان لایا رسول اوسپر جو اوترا اوسکی طرف اوسکے مالک کے پاس سے اور
ایمان لائے مومن بہی سب ایمان لائے اللہ پر اور اوسکے فرشتون پر اور اوسکی کتابون پر اور اوسکے
رسولون پر ہم ایسا نہین کرتے کہ ایک رسول کو مانین اور ایک کو نہ مانین (جیسے یہود اور نصاری نے کیا)
اور کہا اونہون نے ہم نے سنا اور مان لیا بخشدے ہمکو اے ہمارے مالک تیری ہی پاس ہمکو جانا ہے جب
انہون نے ایسا کیا تو اللہ تعالے نے (اپنے فضل اور کرم سے) اوس آیت کو یعنی وان تبدوا ما فی انفسکم کو
منسوخ کردیا اور یہ آیت اتاری اللہ کسی کو تکلیف نہین دیتا مگر اوسکی طاقت کے موافق ہر کسی کو اوسی کے
نیکیان کام آوینگی اور اوسپر اوسکی برائیون کا بوجہ ہوگا اے مالک ہمارے مت پکڑ ہمکو اگر ہم بہول جاوین یا چوک جاوین
مالک نے فرمایا اچہا) اے مالک ہمارے مت لاد ہمپر ایسا بوجہ جیسے لادا تہا تو نے اگلون پر (یہود وغیرہ پر اون
ہوسکا انہون نے نافرمانی کی) مالک نے فرمایا اچہا اے مالک ہمارے مت لاد ہمپر وہ بوجہ جسکو اوٹہانیکی ہمکو طاقت
نہین مالک نے فرمایا اچہا۔ اور معاف کردے ہماری خطائین اور بخشدے ہمکو اور رحم کر ہمپر تو ہمارا مالک ہے مدد کر
ہماری اون لوگون پر جو کافر ہین۔ پروردگار نے فرمایا اچہا ف یعنی خداوند کریم نے اپنے فضل سے
اپنے عاجز بندون کی سب دعائین قبول کین اور سخت سخت احکام جو اون سے نہ ہوسکتے اسلام مین سے اوٹہا دیے اور
دین کو آسان کردیا اور وہ حکم بہی اوٹہا دیا جو پہلے دیا تہا کہ دل کے خیال پر بہی مواخذہ ہوگا اب اگر کسی کے دل
مین گناہ کا خیال آوے تو جب تک اوس گناہ کو کرے نہین وہ لکہا نہ جاویگا امام نووی نے کہا وان تبدوا
ما فی انفسکم الآیۃ کے منسوخ ہونے مین یہ اعتراض ہے کہ نسخ وہان ہوتا ہے جب دوسرے حکم اور پہلے حکم مین جمع
نہ ہوسکے اور یہان جمع ممکن ہے اسطرح سے کہ پہلی آیت عام ہو ہر ایک قسم کو وسوسون اور خیالون کو جو اختیاری ہین

ہون یا نہ ہون اور دوسری آیت سے وہ آیت خاص ہو گئی ان خیالون سے جو اختیار مین ہین مگر جس صورت مین
صحابہ نے پہلی آیت سے وہی خیال سمجھے ہین جو اختیار مین نہین اس صورت مین البتہ دوسری آیت اوسکی ناسخ ہے
قاضی عیاض نے کہا نسخ سے کوئی امر مانع نہین جب راوی نے خود نسخ کو نقل کیا ہے بعضون نے کہا نسخ سے یہان
مراد اون کے شبہ کا دور کرنا ہے جو انکو ہوا تھا پہلی آیت سے اور گران گذری تھی وہ اون پر اب دوسری آیت
سے انکو اطمینان ہو گیا کہ مواخذہ طاقت سے زیادہ نہ ہوگا امام واحدی نے کہا آیت کے منسوخ ہونے مین اختلاف
ہے اور محققین کا قول یہ ہے کہ وہ محکم ہے منسوخ نہین ہے (نووی مختصرا) **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ قَالَ
دَخَلَ قُلُوبَهُمْ مِنْهَا شَيْءٌ لَمْ يَدْخُلْ قُلُوبَهُمْ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ قُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَسَلَّمْنَا قَالَ فَأَلْقَى اللّٰهُ تَعَالَى الْإِيمَانَ فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ لَا
يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا
أَوْ أَخْطَأْنَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا
قَالَ قَدْ فَعَلْتُ وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ **ترجمہ** عبداللہ
بن عباس سے روایت ہے جب یہ آیت اتری وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ تو لوگون کے دلون مین
وہ بات سما گئی جو کسی چیز سے نہ سمائی تھی (یعنی بہت ڈر پیدا ہوا) تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہو ہمنے سنا اور مان لیا اور اطاعت کی پھر اللہ نے ایمان انکے دلون مین ڈالدیا اور اتارا اس آیت کو لَا يُكَلِّفُ
اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا اخیر تک یعنی اللہ تکلیف نہین دیتا کسیکو مگر اوسکی طاقت کے موافق جو وہ کرے گا اپنے لیے
نیک کام اوسکا ثواب اوسیکو ہے اور جو گناہ کرے گا اوسکا وبال بھی اوسی پر ہوگا اے مالک ہمارے مت پکڑ ہم کو بھول
چوک مین (مالک نے فرمایا مین ایسا ہی کرون گا) اے مالک ہمارے مت رکھ ہم پر بوجھ جیسے تو نے رکھا تھا اگلون
پر (مالک نے فرمایا ایسا ہی مین کرون گا) اور بخشدے ہم کو اور رحم کر ہم پر تو ہمارا مالک ہے (مالک نے فرمایا
مین نے ایسا ہی کیا) **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ
اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي مَا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ يَتَكَلَّمُوا أَوْ يَعْمَلُوا بِهِ **ترجمہ**
ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے درگذر کی میری امت سے اون خیالون
پر (گناہ کے) جو دل مین آوین جب تک انکو زبان سے نہ نکالین یا اون پر عمل نہ کرین **ف** سراج الوہاج

فِي قُلُوبِهِمْ

مین ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک قسم کا بُرا خیال اور ارادہ جو دل مین پیدا ہو وہ معاف ہے کیونکہ ما
کا حرف حدیث مین عام ہے ہر ایک خیال ارادے کو برابر ہے کہ وہ خیال اور ارادہ دل مین جمگیا ہو یا نہ جما ہو اور تھوڑی
دیر تک رہا یا بہت مدت تک ہر طرح سے وہ معاف کیا گیا ہے اس امت کے لیے اور یہ شرف خاص کیا اللہ نے اس امت
سے برخلاف اور اگلی امتون کے کہ اون سے دل کے خیال پر بھی مواخذہ ہوتا تو جس قسم کا خیال ہو اور وہ دل ہی
مین ہے وہ معاف ہے اور اس خیال کیوجہ سے نہ انسان مرتد ہوگا نہ گنہگار رہوگا نہ کوئی عبادت اوس کیوجہ سے
باطل ہوگی نہ کوئی طلاق یا عتاق اوس سے پڑے گا نہ اور کسی قسم کا کوئی معاملہ نافذ ہوگا اور دلالت کرتی ہین
اسپر وہ حدیثین جو اس باب مین آئین ہین اور اُنکے الفاظ بہت ہین اب جو بعضے علما سے منقول ہے کہ خیال
دو طرح کے ہین ایک تو وہ جو دل مین آیا اور چلا گیا اوسپر مواخذہ نہین اور یہی خیال اس حدیث سے مقصود ہے اور
ایک وہ خیال جو دل مین جمگیا اور مضبوط ہوگیا اور عقیدہ کے طور پر ہوگیا اوسپر مواخذہ ہوگا اور وہ معفو
نہین اس حدیث سے تو اس فرق کی کوئی دلیل نہین نہ ایسی تاویل کی ضرورت ہے کیونکہ حدیث عام ہے شامل
ہے دونون قسم کے خیالون کو اور اگرچہ خیال دل مین جم جاوے پر آخر وہ خیال ہے رہیگا خارج مین اس
کا وجود اعمال کیطرح نہ ہوگا پھر اوسکا مواخذہ کس وجہ سے ہوگا تو اس تاویل اور تکلف کی کوئی وجہ نہین اور
کلام نبوی کے خاص کرنے کی کوئی علت نہین اور کوئی ضرورت نہین کہ اللہ یہ وہ بات جوڑین جو اوس نے
نہین فرمائی اور بندون پر گناہ لازم کرین اور اُنپر مواخذہ رکھین اور اُس امر سے جو شریعت کی رو سے معاف
ہے اور بعضے فرق کرنے والون نے یہ کہا کہ جو خیال دل مین جم جاوے اوسپر تو عمل کیا گیا اب وہ عمل نہ کیے فائدہ ۱۰
گئے مین کیونکر داخل ہوگا جو مقصود ہے اس حدیث سے اور یہ قول عقل سے بہت بعید ہے کیونکہ عمل اور تکلم تو
خیال نفسی کے مقابل ہین اور یہ دونون حد مین عفو کی اور کوئی عرب کا رہنے والا یہ مطلب اس حدیث سے نہ
سمجھے گا جو ان لوگون نے سمجھا اور اس سے معلوم ہوگیا کہ جن لوگون نے یہ فرق کیا ہے اونکا قول باطل ہے
اور اُنکے پاس کوئی دلیل نہین بلکہ جرأت کرتے ہے جس کی کوئی ضرورت نہین اور جب پیغمبر رسول نے ہم سے
بیان کر دیا کہ اللہ جل جلالہ کسی خیال پر مواخذہ نکرے گا جب تک اوسپر عمل نہ کرے تو قصد اور عزم اور اعتقاد
اور نیت اگر فرض کیا جاوے کہ خیال سے زیادہ ہین جب بھی اونپر مواخذہ نہ ہوگا کیونکہ یہ چیزین عمل نہین ہین
اور مواخذہ عمل ہی سے ہوتا ہے اسمین کوئی اہل لسان یا اہل شرع مین سے خلاف نکریگا اور ان حدیثون سے
یہ بات ثابت ہے کہ مواخذہ نہین ہوتا مگر عمل سے اور بڑی دلیل وہ ہے جو ابن عباس کی حدیث مین ہے کہ اگر یہ

قصد کرے ایک برائی کا پھر اوسکو نکرے تو اللہ اوسکے لیے ایک نیکی لکھیگا اور ابو ہریرہ کی روایت ہو کہ اگر برائی
کو نکرے تو اوسکے لیے ایک نیکی لکھو کیونکہ اوس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر برائی کا قصد کرے اور اوسپر عمل کرے تو
ایک نیکی کا ثواب پائیگا اور یہہ امر معلوم ہو کہ جس نے قصد کیا برائی کا یا عزم کیا یا نیت کی یا ارادہ کیا تو اوسنے اوس
برائی پر عمل نہین کیا پھر اوسکو ایک نیکی کا ثواب ملیگا چہ جائیکہ برائی کا مواخذہ ہو اس صورت مین جن لوگون
نے ارادہ اور عزم اور نیت وغیرہ مین فرق کیا ہے اوسکے کوئی فائدہ نہین اور بعضی اہل کلام نے یہ کہا ہو کہ
عزم پر مواخذہ اور عتاب ہوگا مثلاً کوئی عزم کرے کسی پیغمبر کی توہین کا یا کسی کتاب آسمانی کی تحقیر کا تو
وہ عزم کرتے ہی کافر ہوجاویگا اگرچہ کوئی فعل نکرے اور کوئی بات زبان سے نہ نکالے اور یہ گمان اُنکا
غلط ہو اسپر کوئی دلیل عقلی یا نقلی نہین کیونکہ وہ غایت جو مواخذہ کے لیے قرار دی گئی ہے عمل یا تکلم
ہے اور ایسا عزم کرنے والے نے نہ عمل کیا نہ تکلم تو یہ کہنا کہ اس سے مواخذہ ہوگا بلا دلیل ہے بلکہ مخالف
ہے دلیل صریح اور واضح کے اور ان لوگون نے جو ایسا کہا تو انکو ایک شبہہ ہوا وہ یہ کہ اس شخص نے عزم
کیا اوس امر کا جو جائز نہین اور یہ سبب ہے مواخذہ کا حالانکہ یہی انکی غلطی ہے اسلیے کہ اوس نے بیشک عزم کیا
اوسکا جو جائز نہین لیکن جو جائز نہین وہ وہ کام ہے جسکا اوس نے عزم کیا تھا نہ خود یہ عزم جو ایک شیطانی
وسوسہ ہو اس لیے کہ وہ شریعت کی رو سے معاف ہو جب تک اوسپر عمل یا تکلم نہو اور صرف عزم نہ عمل ہے نہ
تکلم باتفاق اہل لغت اور اہل شرع اور یہی معنی سمجھے ہین سلف صالحین اس حدیث کے اور رحم کرے اللہ امام
شافعی پر کیونکہ انہون نے اپنی کتاب مین جسکا نام ام ہے لکھا ہے کہ جس خیال کو زبان بیان نکرے وہ دل
کا وسوسہ ہو جو معاف کیا گیا ہے آدمیون سے اور جس نے تاویل کی ہے اس مین وہ صواب پر نہین جیسے
احادیث مین تاویل کرنے والا صواب پر نہین تو اس سب تقریر سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس امت کو وہ حرج
معاف ہو جو اگلی امتون پر تھا یعنے دل کے عزم پر اون سے مواخذہ ہوتا تھا اور دل کے خیالون پر خواہ
وہ جم گئی ہون یا نہ جمی ہون اور مدت تک رہین یا تھوڑی دیر رہین یہ سب قسم کے خیالات ہمکو معاف
کیے گئے اور اگلون پر اون کی وجہ سے عذاب ہوگا اور اس مسئلہ مین ہماری تقریر طویل ہوگئی اور پوری
بحث اوسکی کتاب دلیل الطالب علی ارجح المطالب مین ہے اور ویسی کسی دوسری کی کتابون مین تجھکو نہ
ملے گی انتہے نووی نے کہا امام مازری نے کہا قاضی ابوبکر بن الطیب کا مذہب یہ ہو کہ جو شخص کسی گناہ
کا ارادہ دل سے کرے اور اپنے نفس کو اوس پر مضبوط اور مستعد کرے تو گنہگار رہوگا اور یہ حدیث اور اس

قسم کی دوسری حدیثین محمول ہین اون ہی خیالون پر جو دل مین گذرتے ہین اور چلے جاوین اور جمی نہین اسکو
ہم کہتے ہین اور ہم اور عزم مین فرق ہے اور حدیث مین ہم کا لفظ وارد ہے یہ مذہب ہی قاضی ابو بکر کا اور
مخالف ہین اس کے اکثر فقہا اور محدثین اور انکی دلیل ظاہر حدیث ہی قاضی عیاض نے کہا اکثر سلف اور
اہل علم فقہا اور محدثین قاضی ابو بکر کے مذہب کیطرف گئے ہین کیونکہ دوسری حدیثون سے معلوم ہوتا ہے
کہ اعمال قلب پر مواخذہ ہوگا لیکن انہون نے کہا ہے کہ یہ مواخذہ اوس برائی پر نہ ہوگا جسکا قصد کیا تہا کیونکہ
وہ برائی تو اوسنے کی ہی نہین بلکہ خود اس عزم پر ہوگا اس لیے کہ عزم خود ایک برائی ہے پہر اگر وہ اس برائی
کو کرتا تو دوسرا گناہ اور لکہا جاتا اب اگر برائی کو چہوڑ دیا تو ایک نیکی لکہی جاویگی جیسے حدیث مین وارد
ہے کیونکہ اوسنے چہوڑ دیا اللہ کے ڈر سے اور مجاہدہ کیا نفس امارہ سے اور یہ نیکی ہے لیکن وہ ہم جو معاف
ہے اور جسمین برائی نہین لکہی جاتی ہے وہ وہ وسوسہ ہے جو بے اختیار دلمین گذرتا ہے نہ اوسکا عزم ہوتا
ہے نہ نفس مین وہ جمتا ہے اور بعض متکلمین نے اسمین اختلاف کیا ہے کہ اگر اس نے برائی کو چہوڑ دیا لوگون
سے شرم کرکے نہ خدا کے خوف سے تو اوسکو نیکی کا ثواب نہین ملیگا کیونکہ اوسنے برائی کو چہوڑا حیا سے نہ خوف خدا
سے اور یہ ضعیف ہے اسکی کوئی دلیل نہین تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا امام نووی نے کہا کہ قاضی عیاض کا
کلام بہت اچہا ہے کیونکہ شرع کے اور نصوص دلالت کرتے ہین اسپر کہ جو عزم دل مین جم جاوے اوسپر
مواخذہ ہوگا اللہ تعالی فرماتا ہے جو لوگ چاہتے ہین برائی پہیلنا مسلمانون مین انکو دکہ کی مار ہے اور فرماتا
ہے بچو تم گمان سے کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتا ہے اور اس باب مین بہت سی آیات ہین اور نصوص شرعیہ
اور اجماع علما سے یہ امر مسلم ہے کہ حسد کرنا اور مسلمانون کو حقیر جاننا اور انکی برائی کا خواہان ہونا حرام ہے
حالانکہ یہ سب قلب کے اعمال ہین **مترجم** کہتا ہے مولانا ابو الطیب کی تحقیق بہت عمدہ ہے اور موافق ہے
ظاہر حدیث کے اور ایک جماعت سلف کی اوسی طرف گئی ہے اور امام نووی اور اکثر متاخرین نے اسکا
خلاف کیا ہے بدلیل دوسری آیات اور احادیث کے اور مین پناہ مانگتا ہون اللہ کی غلط اور باطل خیال سے اور
دعا کرتا ہون کہ اللہ عزوجل توفیق دیوے اس مسئلہ مین صواب بیان کرنے کی میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ خیال
دو قسم کے ہین ایک تو خیال اوس برائی کا جسکا کہنا زبان سے یا کرنا ہاتھ یا پاؤن سے شرع مین منع ہے جیسے
غیبت چوری۔ یا زنا۔ یا شراب حرام گناہون کا اگر کوئی قصد کرے پہر خواہ وہ قصد دل مین جم جاوے
یا نہ جمے ہر طرح اوس سے مواخذہ نہ ہوگا جب تک وہ گناہ نکرے اور جو نکرے گا اللہ کے ڈر سے اوس سے بازرہیگا

تو اوسکو لیے ایک نیکی لکھی جاوے گی اور یہی منطوق ہے ابوہریرہ کی حدیث کا جو آگے آتی ہے اور ایک وہ
خیال جو خود شرع مین ایک گناہ قائم کیا گیا ہے جیسے شرک کا اعتقاد حسد بغض مسلمانون کی بدخواہی کبر
نخوت حرص طمع اس قسم کے خیال جب دل مین جم جاوین اور عقیدہ کیطرح ہو جاوین تو وہ گناہ ہین
اون پر مواخذہ ہوگا البتہ اگر دل مین گذرین اور گذر کر چلے جاوین تو خداوند کریم سے امید ہے کہ وہ مواخذہ
نکرے گا اور اگر یہ خیال گناہ نہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اون سے پناہ نہ مانگتے اور نفس کے پاک
کرنے کی دعا نفرماتے اور ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ اگر اس قسم کے خیال گناہ نہون اور انپر مواخذہ نہ
ہو تو شرک کا اعتقاد رکھنے والا یا صفات اللہ کا انکار کرنے والا یا منافق جسنے زبان سے کوئی بات نہین
نکالی مواخذہ دار نہوگا اگرچہ اسکا خاتمہ بھی شرک اور کفر اور نفاق پر ہو حالانکہ اسکا کوئی مسلمان قائل
نہین ہوا اور تیسرا یہ ہے کہ ایک تو وسوسہ ہے جو دل مین گذرے اور چلا جاوے یہ ایسا ہے جیسے بہتے
پانی پر نجاست پڑی اور بہ گئی اس سے پانی کی صفت نہین بدلی اور وہ پاک کا پاک اور صاف کا صاف
ہے اور ایک اعتقاد ہے کہ ایک خیال دل مین آوے اور مضبوط ہو جاوے اور جم جاوے خواہ انسان اس
کو منہ سے نکالے یا نہ نکالے پھر یہ خیال نفس کی صفت ہو جاتا ہے اور اعمال قلبیہ مین گنا جاتا ہے اوسکی
مثال ایسی ہے جیسے ٹھہرے پانی مین نجاست گرے اور اوسکو ناپاک بدبودار کردے اور یہ خیال درحقیقت جوارح
کے اور اعمال کیطرح خارج مین موجود ہے کیونکہ وہ صفت ہے نفس کی اور نفس خارج مین موجود ہے اور آخر
قلب بھی زبان کیطرح ایک عضو ہے پھر زبان سے نکلی ہوئی بات تو خارج مین موجود ہو اور قلب کی صفت
موجود نہو یہ کیسے ہو سکتا ہے پس حدیث مین جو لم تعمل کا لفظ وارد ہے اس سے یہ خیال نکل گیا کیونکہ
یہ عمل قلب ہے اب اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس صورت مین چوری یا زنا کا بھی خیال اگر جم جاوے تو وہ بھی
نفس کی صفت ہو جاوے گا پھر چاہیے کہ اوسپر بھی مواخذہ ہو حالانکہ اوپر تم کہہ چکے کہ ان گناہون کے
خیال پر مواخذہ نہین تو ہم یہ جواب دینگے کہ بیشک اگر یہ خیال نفس مین جم جاوے تو نفس کی ایک صفت
ہوگا پر شرع نے زنا اور چوری کا مفہوم یہ خیال نہین رکھا بلکہ جوارح سے جو افعال کیے جاتے ہین انکو
زنا اور چوری کہا برخلاف بداعتقادی اور بدبینی اور غرور اور نفاق اور حسد اور بخل کے کہ انکا مفہوم نفس
کی صفات کو قائم کیا اور جب زنا اور چوری کا مفہوم عمل جارح ہوا اس صورت مین اس عمل کا انتساب نفس
کیطرف نہوگا کیونکہ ایک عمل دو عاملون کے ساتھ قائم نہین ہو سکتا نہ ایک عرض دو موضوع (محل) مین

جا سکتی ہے پس ان گناہوں میں مالم تعمل سے انکا عمل مراد ہوگا یعنے عمل جارحہ اور جب تک وہ گناہ جوارح
سے نہ کریگا اون کے خیال پہ خواہ وہ کسی طرح کا ہو مواخذہ نہوگا اب اگر فرض کیا جاوے کہ ایک شخص اسلام
لانے کے بعد گونگا ہوگیا اور اوس نے اپنا دل اسلام کے عقیدون سے پھیر کر کفر کے عقیدون پہ جما دیا لیکن
کوئی عمل کفر کا نکیا اور زبان تو کام ہی کی نرہی کہ اوس سے کفر کا کلمہ نکالتا تو کیا اوس سے مواخذہ نہ ہوگا اور
اوسکو کفر کے اعتقاد پہ عذاب نہوگا حالانکہ ظاہر حدیث سے جو معنے نکلتے ہین اوس کے بموجب چاہیے مواخذہ
نہو مگر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حدیث ہی اسبات پر ناطق ہے کہ اوس سے مواخذہ ہوگا کیونکہ
اوسکا کلام نکرنا خوف خدا کی وجہ سے نہین بلکہ اسوجہ سے کہ زبان اوسکی گونگی ہوگئی اور جو وہ بولتا ہوتا تو کفر
کی بات زبان سے نکالتا اللہ تعالی بچاوے ہمکو ہر ایک قسم کے باطل وسوسون اور خیالون سے اور پاک کردے
ہمارے نفس کو برے اعتقاد اور بری صفات سے آمین یا رب العلمین **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِیْ عَمَّا حَدَّثَتْ بِہٖ اَنْفُسُھَا مَا لَمْ
تَعْمَلْ بِہٖ اَوْ تَکَلَّمْ بِہٖ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ
نے بخشدیا میری امت کو دل کی باتون کو جب تک اونپر عمل نکرے یا زبان سے نہ نکالے **عَنْ** قَتَادَۃَ بِھٰذَا
الْاِسْنَادِ مِثْلَہٗ **ترجمہ** قتادہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا ھَمَّ عَبْدِیْ بِسَیِّئَۃٍ فَلَا تَکْتُبُوْھَا عَلَیْہِ فَاِنْ
عَمِلَھَا فَاکْتُبُوْھَا سَیِّئَۃً وَاِذَا ھَمَّ بِحَسَنَۃٍ فَلَمْ یَعْمَلْھَا فَاکْتُبُوْھَا حَسَنَۃً فَاِنْ عَمِلَھَا
فَاکْتُبُوْھَا عَشْرًا **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے
فرمایا جب میرا بندہ برائی کا قصد کرے (دل مین) تو مت لکھو اوسکو پھر اگر وہ برائی کرے تو ایک برائی لکھ لو
اور جو نیکی کا قصد کرے لیکن کرے نہین تو ایک نیکی اوس کے لیے لکھ لو اور اگر کرے تو دس نیکیان لکھو
عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنْ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا ھَمَّ
عَبْدِیْ بِحَسَنَۃٍ وَلَمْ یَعْمَلْھَا کَتَبْتُھَا لَہٗ حَسَنَۃً فَاِنْ عَمِلَھَا کَتَبْتُھَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰی
سَبْعِمِائَۃِ ضِعْفٍ وَاِذَا ھَمَّ بِسَیِّئَۃٍ وَلَمْ یَعْمَلْھَا لَمْ اَکْتُبْھَا عَلَیْہِ فَاِنْ عَمِلَھَا کَتَبْتُھَا سَیِّئَۃً
وَّاحِدَۃً **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے فرمایا جب میرا
بندہ قصد کرتا ہے نیکی کرنیکا پھر کرتا نہین اوسکو تو مین اوس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہون اور جو کرتا ہے اوسپر

نیکی کی تو ایک کے بدلے دس نیکیون سے سات سو نیکیون تک لکھتا ہون اور جب قصد کرتا ہے برائی کا لیکن کرتا
نہین اوسکو تو وہ برائی مین نہین لکھتا اگر کرتا ہے تو ایک برائی لکھتا ہون **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ
عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ اَحَادِیْثَ مِنْهَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا تَحَدَّثَ عَبْدِیْ بِاَنْ یَّعْمَلَ حَسَنَةً فَاَنَا اَکْتُبُهَا لَهٗ حَسَنَةً مَّا لَمْ
یَعْمَلْ فَاِذَا عَمِلَهَا فَاَنَا اَکْتُبُهَا لَهٗ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَاِذَا تَحَدَّثَ بِاَنْ یَّعْمَلَ سَیِّئَةً فَاَنَا
اَغْفِرُهَا مَا لَمْ یَعْمَلْهَا فَاِذَا عَمِلَهَا فَاَنَا اَکْتُبُهَا لَهٗ بِمِثْلِهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَةُ رَبِّ ذَاكَ عَبْدُكَ یُرِیْدُ اَنْ یَّعْمَلَ سَیِّئَةً وَّهُوَ اَبْصَرُ بِهٖ فَقَالَ
ارْقُبُوْهُ فَاِنْ عَمِلَهَا فَاکْتُبُوْهَا لَهٗ بِمِثْلِهَا وَاِنْ تَرَکَهَا فَاکْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً اِنَّمَا تَرَکَهَا
مِنْ جَرَّایَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَحْسَنَ اَحَدُکُمْ اِسْلَامَهٗ فَکُلُّ
حَسَنَةٍ یَّعْمَلُهَا تُکْتَبُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰی سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَّکُلُّ سَیِّئَةٍ یَّعْمَلُهَا تُکْتَبُ
بِمِثْلِهَا حَتّٰی یَلْقَی اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ **ترجمہ** ابو ہریرہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی حدیثین
بیان کین اون مین سے ایک یہہ ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ جل جلالہ نے فرمایا جب میرا بندہ
دل مین نیت کرتا ہے نیک کام کرنیکا تو مین اوسکے لیے ایک نیکی لکھہ لیتا ہون جب تک وہ اوسے نیکی کی نہین
پہر اگر کیا اوسکو تو مین اوس کے لیے دس نیکیان (ایک کے بدلے) لکھتا ہون اور جب دل مین نیت کرتا
ہے برائی کرنے کی تو مین اوسکو بخشدیتا ہون جب تک وہ برائی نکرے جب کرے تو ایک ہی برائی لکھتا
ہون اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتے کہتے ہین اے پروردگار یہہ تیرا بندہ ہے برائی کرنا چاہتا
ہے (حالانکہ پروردگار اون سے زیادہ دیکھہ رہا ہے اپنے بندیکو) اللہ تعالی فرماتا ہے دیکھتے رہو اوسکو اگر وہ
برائی کرے تو ایک برائی ویسی ہی لکھہ لو اور اگر نہ کرے (اور باز آوے اوس ارادے سے) تو اوس کے لیے ایک
نیکی لکھو کیونکہ اوسنے چھوڑدیا برائی کو میرے ڈرسے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم مین کسی کا
اسلام بہتر ہوتا ہے (یعنی خالص اور سچا نفاق سے خالی) پہر وہ جو نیکی کرتا ہے اوسکے لیے ایک کے بدلے دس نیکیاں
سات سو تک لکھی جاتی ہین اور جو برائی کرتا ہے تو ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے یہانتک کہ ملجاتا ہے اللہ
جل جلالہ سے **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ
فَلَمْ یَعْمَلْهَا کُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةً وَّمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَعَمِلَهَا کُتِبَتْ لَهٗ اِلٰی سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ

تعالیٰ
بعد
دن جرّائی
بن
بمثلہا
تعالی

وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ وَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قصد کرے نیکی کا اور نہ کرے اُسکو تو اوس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور جو شخص قصد کرے نیکی کا اور کرے اسکو تو اوس کے لیے دس سے سات سو نیکیون تک لکھی جاتی ہین اور جو شخص قصد کرے برائی کا پھر نہ کرے اوسکو تو وہ نہین لکھی جاتی اور جو کرے تو لکھی جاتی ہے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنْ رَّبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّاٰتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً فَاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عِنْدَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ اِلٰى اَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ وَاِنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً وَّاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً فَاِنْ **ترجمہ** عبداللہ بن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کی ہے اپنے پروردگار سے فرمایا بتحقیق اللہ نے لکھ لیا نیکیون اور برائیون کو پھر بیان کیا اسکو جو کوئی قصد کرے نیکی کا پھر کرے نہین اوسکو تو اللہ اوسکے لیے پوری ایک نیکی لکھیگا اگر قصد کرے نیکی کا اور کرے اوسکو تو اُسکے لیے دس نیکیون تک اور زیادہ لکھی جاوینگی اور اگر قصد کرے برائی کا پھر اوسکو نکرے تو اللہ اوس کے لیے ایک پوری نیکی لکھے گا اور جو کرے تو اللہ اُس کے لیے ایک ہی برائی لکھے گا **ف** اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نیکی کے دوچند ہونے کی کوئی انتہا نہین سات سو تک اور اس سے زیادہ بھی دوچند ہوتی ہے اور یہی مذہب صحیح اور مختار ہے اور ماوردی نے بعض علما سے نقل کیا ہے کہ یہ دوچند ہونا سات سو سے زیادہ نہین ہوتا اس حدیث سے اس قول کی غلطی ثابت ہوئی (نووی) **عَنْ** الْجَعْدِ اَبِيْ عُثْمَانَ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ عَبْدِ الْوَارِثِ وَزَادَ وَمَحَاهَا اللّٰهُ وَلَا يَهْلِكُ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا هَالِكٌ **ترجمہ** دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری اتنا زیادہ ہے کہ اگر اُس برائی کو کرے تو ایک برائی لکھی جاوے گی یا اوسکو بھی اللہ تعالیٰ میٹ دیگا اور کوئی تباہ نہوگا خدا کے پاس مگر جس کی قسمت مین تباہی ہے

باب بَيَانِ الْوَسْوَسَةِ فِي الْاِيْمَانِ وَمَا يَقُوْلُهٗ مَنْ وَّجَدَهَا وسوسے کا بیان اور جب وسوسہ آوے تو کیا کہے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلُوْهُ اِنَّا نَجِدُ فِيْ اَنْفُسِنَا مَا يَتَعَاظَمُ

فَاِنْ

ے سات سو

احدنا ان يتكلم به قال وقد وجدتموه قالوا نعم قال ذاك صريح الايمان ترجمہ
ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ لوگ صحابہ میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے اور آپ سے پوچھا کہ ہمارے
دلوں میں وہ وہ خیال گذرتے ہیں جنکا بیان کرنا ہم میں سے ایک کو بڑا گناہ معلوم ہوتا ہے (یعنی اُس خیال
کو کہہ نہیں سکتے کیونکہ معاذ اللہ وہ خیال کفر یا فسق کا خیال ہے جسکا منہ سے نکالنا مشکل معلوم ہوتا ہے) آپ
نے فرمایا تمکو ایسے وسوسے ہوتے ہیں لوگوں نے کہا ہاں آپنے فرمایا یہ تو عین ایمان ہے **ف** یعنی جب
تم اوس وسوسے کو برا جانتے ہو اور ایسا برا کہ زبان سے اُسکا نکالنا پسند نہیں کرتے تو معلوم ہوا کہ تمہارا ایمان
کامل ہے اور شیطان کا زور تمپر نہیں چلتا ورنہ اُس وسوسے کو دل میں جما دیتا اور رفتہ رفتہ زبان سے بھی بکو
نکالنے لگتے اور شیطان وسوسہ اوسی کے دل میں ڈالتا ہے جسکو گمراہ کرنے سے ناامید ہوجاتا ہے اور کافر
کے دل میں وسوسے ڈالنے کی کیا ضرورت ہے وہ تو اوسکے قابو میں ہے جسطرح چاہتا ہے اُس سے کھیلتا ہے
تو مطلب حدیث کا یہ ہے کہ وسوسے کا سبب ایمان ہے یا وسوسہ نشانی ہے خالص ایمان کی اور اسی قول کو
اختیار کیا ہے قاضی عیاض نے (نووی) **عن** ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم بهذا
الحديث **ترجمہ** ابوہریرہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عن** عبد الله قال سئل النبي
صلى الله عليه وسلم عن الوسوسة فقال تلك محض الايمان **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا وسوسے کو آپنے فرمایا یہ تو نرا ایمان ہے **عن** ابي
هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يزال الناس يتساءلون حتى يقال
هذا خلق الله الخلق فمن خلق الله فمن وجد من ذلك شيئا فليقل امنت بالله **ترجمہ**
ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ لوگ پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ کہے گا
کوئی اللہ نے تو سب کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا پھر جو کوئی اس قسم کا شبہ دل میں پاوے تو کہے ایمان لایا
میں اللہ پر **ف** اور دوسری روایت میں ہے پناہ مانگے اللہ سے اور باز رہے مطلب یہ ہے کہ اِس
وسواس اور شبہ کو دل سے نکالڈالے اور اُسکا خیال چھوڑ دے اللہ سے دعا کرے اُسکے دور ہونے کے
لیے امام مازری نے کہا ظاہر حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ ایسے وسوسوں کو دور کردیوے اون کیطرف
خیال چھوڑکر اور اللہ سے پناہ مانگ کر اور یہ ضرور نہیں کہ اُس وسوسے کو غور اور فکر اور دلیلوں سے باطل کرے
اصل یہ ہے کہ خیالات دو قسم کے ہیں ایک تو وہ جو دل میں جمے نہیں یوں ہی یکایک آگئے اون کا علاج

تو یہی ہے جو حدیث مین مذکور ہوا اور ایسے ہی خیال کو وسوسے کہتے ہین اور ایک وہ جو دل مین جم جاوے اور
تو دفع نہین ہوتے بغیر غور اور فکر اور نظر اور استدلال کے (نووی) مترجم کہتا ہے کہ جو علاج حدیث
مین مذکور ہوا وہی دونون قسم کے وسوسون کا علاج ہے اور اگر نظر اور استدلال مین پڑین تو اور زیادہ
وسوسے پیدا ہو جاتے ہین جنکا دور کرنا اخیر مین محال ہو جاتا ہے اور اس کلام کی وہ شخص تصدیق کریگا جسنے
فلسفہ الٰہی اور حکمت اور کلام کو بخوبی اچھی طرح پڑھا ہو اور اسکے دقائق اور حقائق مین ایک مدت تک
نظر اور فکر اور غور وخوض کیا ہو جیسے مین نے اپنی عمر سے ایک حصہ کو اسمین صرف کیا اور بعد اسکے معلوم ہوا
کہ جسقدر نظر اور استدلال کو وسعت دو اسیقدر حیرانی اور پریشانی زیادہ ہوتی جاتی ہے اور کوئی دلیل
کسی دعوی پر نقض یا معارضہ سے خالی نہین ہوتی الا ماشاء اللہ اسیواسطے بڑے بڑے متکلمین کے اماموں نے (اقوال متکلمین)
جیسے امام غزالی اور امام آمدی اور ابن رشد اور امام فخر الدین رازی وغیرہم نے اپنی آخر عمر مین رجوع کیا طرف کتاب
وسنت کی اور اعراض کیا اُن وساوس اور خیالات عقلی سے جنمین شیطان نے پہنسا دیا تہا پہر بچا دیا خدا
نے جسکو چاہا اپنے بندون مین سے اور اللہ قادر ہے ہر شی پر اور اوسی کی پناہ مانگتا ہون شیطان کے
شر سے امام فخر الدین رازی نے کہا کہ انتہا عقل کے دوڑنے کی یہ ہے کہ اخیر مین عقل رک جاتی ہے اور اوسکو
حیرت ہو جاتی ہے اور بہت لوگون نے اس مین کوشش کی وہ آخر گمراہ ہو گئے اب اسی شبہہ کو دیکہو جو حدیث
مین مذکور ہوا کہ اللہ نے سب کو پیدا کیا پہر اللہ کو معاذ اللہ کس نے پیدا کیا یہ کتنا بڑا اشتباہ شیطان کا ہے
جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی واجب ہے یا ممکن اگر ممکن ہے تو اوسکے واسطے بہی ایک خالق ضرور ہوا اور جو
واجب ہے تو اوسکے وجوب کو ثابت کرنا چاہیے پہر جب اوسکا وجوب ثابت ہوا تو اوسکی توحید کو ثابت کرنا
چاہیے اب حکما اور متکلمین کو جو جو دقتین خدا کے وجوب اور وحدت کو ثابت کرنے مین پیش آئین ہین
حکمت اور کلام کی کتابون کو دیکہنے سے معلوم ہو سکتی ہین اور جب انکو دیکہو اور اون مین خوب غور کرو
تو یہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ کوئی بات دل مین نہین جمتی اور چارطرف سے شبہات اور شکوک گہیر لیتے (تحقیق)
ہین تقریر مذکورہ بالا سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کریم کے وجوب اور وجود اور وحدت کو اون فطری دلائل
سے ثابت کرین جو خدا نے اپنی عنایت سے ہر آدمی کے دلمین رکہدی ہین اور اون بے بنیاد دلائل کو جو متکلمین
اور حکما نے قائم کئے ہین ایک قلم چہوڑ دین حکما اور متکلمین کے دلائل ایسے ہین جیسے مصنوعی پہول
کہ انمین خوشبو کا پتا تک نہین بعوض اوس تفریح اور بے انتہا خوشی کے جو پہول سونگہنے

سے حاصل ہوتی ہے اس صنوعی بہول سے ایک طرح کی تشویش اور حیرت پیدا ہوتی ہے بہت فطری دلائل
خدا کے پہچاننے کے ہین جنمین ذرا سی غور کرنے کے بعد خدا کا یقین ہو جاتا ہے اور اس کے تمام صفات
کا ثبوت بہی اچھی طرح سے حاصل ہوتا ہے اور ان دلائل محذوشہ عقلیہ کی احتیاج نہین رہتی جنکو
فلاسفہ اور متکلمین نے قائم کیا ہے اور ہم نے ان دلائل مین سے کچھ دلیلون کا بیان اوپر کیا ہے اور جو خدا
چاہے تو ہم اس باب مین ایک جداگانہ مفصل رسالہ لکہین گے بڑی عمدہ دلیل خدا کے پہچاننے کی یہ ہے
کہ کسی کارخانے یا باغ یا مکان کا عمدہ کیا خراب انتظام بہی بدون ایک منتظم کے نہین ہوتا پہر اتنی
بڑی دنیا کا انتظام جسمین ہزارون عالم مثل ہماری زمین کے ہین اور ان سب کی حرکات اور سکنات
اور پیداوار اور لیل ونہار کا بدون ایک حاکم زبردست منتظم کے جو کسی کا محتاج نہ ہو کیونکر ہو سکتا ہے اور جو
شخص یہ سمجہتا ہے کہ یہ انتظام خود بخود ہو رہا ہے وہ اپنی عقل اور بصیرت سے کام نہین لیتا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا
فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ **عَنْ** هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
يَاْتِي الشَّيْطَانُ اَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ السَّمَآءَ مَنْ خَلَقَ الْاَرْضَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ
ذَكَرَ بِمِثْلِهٖ وَزَادَ وَرُسُلِهٖ **ترجمہ** ہشام بن عروہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا شیطان تم مین سے ایک کے پاس آتا ہے پہر کہتا ہے کس نے آسمان پیدا کیا کس نے زمین پیدا کی تو وہ
کہتا ہے اللہ نے پیدا کیا پہر شیطان کہتا ہے اللہ کو کس نے پیدا کیا جب ایسا شبہ تم مین سے کسیکو ہو تو کہے مین
ایمان لایا اللہ پر اور اوس کے رسولون پر **ف** اس کہنے سے شیطان مایوس ہو کر چلا جاویگا کیونکہ اوسکے
بہکانے سے کچہ نقصان نہین ہوا اگر یہ شبہ دل مین آوے تو اسکا ایک علاج اور ہے وہ یہ ہے کہ اوس مردود
شیطان سے کہے کہ خدا تو سبکا پیدا کرنیوالا ہے اور خدا اوسی کو کہتے ہین جسکا پیدا کرنے والا اور کوئی نہ
ہو پہر تیرا یہ پوچہنا کہ خدا کو کس نے پیدا کیا بڑی نادانی اور حماقت ہے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِي الشَّيْطَانُ اَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ كَذَا وَكَذَا
حَتّٰى يَقُوْلَ لَهٗ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَاِذَا بَلَغَ ذٰلِكَ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ
ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان تم مین سے ایک کے پاس آتا ہے
پہر کہتا ہے کس نے یہ پیدا کیا کس نے یہ پیدا کیا یہانتک کہ یون کہتا ہے کہ اچہا تیرے خدا کو کس نے پیدا کیا جب
تم مین سے کسی کو ایسا شبہ ہو تو پناہ مانگے اللہ کی شیطان سے اور باز رہے ایسے خیال سے **ف**

یعنی یہ خیال چھوڑ دے اور کسی کام مین مصروف ہو جاوے اور سمجھ لے کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہے اور وہ گمراہ کرنا چاہتا ہے (نووی) **عن** ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاتی العبد الشیطان فیقول من خلق کذا وکذا بمثل حدیث ابن اخی ابن شہاب **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان بندے کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے یہ کس نے پیدا کیا یہ کس نے پیدا کیا پھر بیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری **عن** ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یزال الناس یسألونکم عن العلم حتی یقولوا ہذا اللہ خلقنا فمن خلق اللہ قال وہو آخذ بید رجل فقال صدق اللہ ورسولہ قد سألنی اثنان وہذا الثالث او قال سألنی واحد وہذا الثانی **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ تم سے علم کی باتین پوچھتے رہین گے یہان تک کہ یہ کہین گے اللہ نے تو ہم کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا راوی نے کہا ابوہریرہ اس حدیث کو بیان کرتے وقت ایک کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے انھون نے کہا سچ کہا اللہ اور اوس کے رسول نے مجھ سے دو آدمی یہی پوچھ چکے ہین اور یہ تیسرا ہے یا یون کہا ایک آدمی پوچھ چکا ہے اور یہ دوسرا ہے **عن** محمد قال قال ابو ہریرۃ لا یزال الناس بمثل حدیث عبد الوارث غیر انہ لم یذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الاسناد ولکن قد قال فی اخر الحدیث صدق اللہ ورسولہ **ترجمہ** محمد سے یہ حدیث موقوفاً ابوہریرہ پر مروی ہے اوسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اسناد مین نہین ہے لیکن اخیر حدیث مین یون ہے کہ سچ کہا اللہ اور اوس کے رسول نے **عن** ابی ہریرۃ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزالون یسألونک یا ابا ہریرۃ حتی یقولوا ہذا اللہ فمن خلق اللہ قال فبینا انا فی المسجد اذ جاءنی ناس من الاعراب فقالوا یا ابا ہریرۃ ہذا اللہ فمن خلق اللہ قال فاخذ حصی بکفہ فرماہم بہ ثم قال قوموا قوموا صدق خلیلی صلی اللہ علیہ وسلم **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا اے ابا ہریرہ لوگ تجھ سے پوچھتے رہین گے (دین کی باتین) یہانتک کہ یون کہین گے بھلا اللہ تو یہ ہے اب اللہ کو کس نے پیدا کیا ایک بار ہم مسجد مین بیٹھے تھے اتنے مین کچھ لوگ گنوار آئے اور کہنے لگے اے ابوہریرہ بھلا اللہ تو یہ ہے اب اللہ کو کس نے پیدا کیا یہ سنکر ابوہریرہ نے ایک مٹھی بھر کنکریان اٹھائین اور مارین اور کہا اٹھو اٹھو سچ کہا تھا میرے دوست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

یقولون

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَسْئَلَنَّکُمُ النَّاسُ عَنْ
کُلِّ شَیْءٍ حَتّٰی یَقُوْلُوْا اَللّٰہُ خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَمَنْ خَلَقَہٗ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہو رسول اللہ یقولون
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے لوگ ہر ایک بات پوچھین گے یہان تک کہ یون کہین گے اللہ نے تو ہر چیز کو پیدا
کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ
اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ اُمَّتَکَ لَا یَزَالُوْنَ یَقُوْلُوْنَ مَا کَذَا مَا کَذَا حَتّٰی یَقُوْلُوْا هٰذَا اللّٰہُ خَلَقَ
الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰہَ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہو انہون نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے اللہ تعالی نے فرمایا تیری امت کے لوگ ہمیشہ یہ کیا ہے وہ کیا ہے آخر یہ کہین گے اللہ نے تو خلق کو پیدا
کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا **عَنْ** اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ غَیْرَ
اَنَّ اِسْحَاقَ لَمْ یَذْکُرْ قَالَ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ اُمَّتَکَ **ترجمہ** انس سے روایت ہو اسی طرح جیسے
اوپر گزری مگر اسمین یہ نہین ہے کہ اللہ نے فرمایا تیری امت کے لوگ اخیر تک **بَابُ** وَعِیْدِ مَنِ
اقْتَطَعَ حَقَّ مُسْلِمٍ بِیَمِیْنٍ فَاجِرَةٍ بِالنَّارِ جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مار لیوے اوسکی سزا جہنم
ہے **عَنْ** عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ
مُسْلِمٍ بِیَمِیْنِہٖ فَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰہُ لَہُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَیْہِ الْجَنَّةَ فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ وَاِنْ کَانَ شَیْئًا
یَسِیْرًا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَاِنْ قَضِیْبًا مِّنْ اَرَاکٍ **ترجمہ** ابو امامہ (ایاس بن ثعلبہ انصاری حارثی قضیب
یا ثعلبہ بن سہل یا عبداللہ بن ثعلبہ یا ثعلبہ بن عبداللہ) سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کا حق
(مال ہو یا غیر مال جیسے مردے کی کھال گوبر وغیرہ یا اور قسم کے حقوق جیسے حق شفعہ حق شرب حد قذف باری عورت
کے پاس رہنے کی) مار لیوے قسم کھا کر تو اللہ نے اوس کے لیے جہنم واجب کر دیا جہنم کو اور حرام کر دیا اوسپر جنت کو ایک
شخص بولا یا رسول اللہ اگرچہ وہ چیز ذری سی ہو آپ نے فرمایا اگرچہ ایک ٹہنی ہو پیلو کی **ف** مسلمان
کی حق تلفی کتنا بڑا گناہ ہے اور دوسرے جھوٹی قسم کھا کر معاذ اللہ اسکی سزا یہی ہے کہ جنت سے محروم ہووے اور جہنم میں
جاوے اب چاہیے یہ حق ذرا سا ہو یا بہت ہر حال مین یہی سزا ہے کیونکہ اوس نے اسلام کے حق کو نہ پہچانا اللہ خدا کے
نام کی عظمت بھی نکی ۔ نووی نے کہا کہ اس حدیث مین اوسی دو طرح سے تاویل کرنا چاہیے جو اوپر گزرین ایک تو
یہ کہ یہ حدیث محمول ہے اوس شخص پر جو اس کام کو حلال جانکر کرے پھر مر جاوے اسی اعتقاد پر وہ تو کافر ہے ہمیشہ
ہمیشہ جہنم مین رہے گا دوسرے یہ کہ جہنم واجب ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ مستحق ہے جہنم کے پر خدا اوسکو معاف کر سکتا ہے

اور جنت حرام ہونے سے یہ غرض ہے کہ اول دفعہ میں جب اور جنتی جنت میں جاوینگے تو اسکو جانا نہ ملیگا اور یہ جو قید لگائی کہ مسلمان کا حق مار لیوے تو اس سے یہ غرض نہیں کہ کافر ذمی کا حق مار لینا حرام نہیں بلکہ یہ مطلب ہے کہ ایسے سخت وعید اوسی کے حق میں ہے جو مسلمان کا حق مارے اور کافر ذمی کا حق مارنا بھی حرام ہے لیکن یہ ضرور نہیں کہ اوسمین اتنا سخت عذاب ہو یہ تفسیر اوس شخص کے مذہب پر ہے جو مفہوم مخالف کا قائل ہو لیکن جو مفہوم مخالف کا قائل نہیں اوسکو تاویل کی احتیاج نہیں ہے اور قاضی عیاض نے کہا مسلمان کی قید اس واسطے لگائی کہ اکثر معاملے مسلمانوں کے مسلمانوں سے ہی ہوا کرتے ہیں نہ اس لیے کہ کافر کا حق مارنا درست ہے بلکہ کافر اور مسلمان دونوں کے حق کا ایک حکم ہے پھر یہ عذاب اوس شخص کے لیے ہے جو مسلمان کا حق مارے اور توبہ سے پہلے مرجاوے لیکن جو توبہ کرے اور شرمندہ ہو اپنے کیے ہوئے پر اور وہ حق جو اوس نے مار لیا تھا پھیر دیوے تو اس سے گناہ ساقط ہوجاویگا اور اس حدیث سے تائید ہوتی ہے مالک اور شافعی اور جمہور علماء کے مذہب کی کہ حاکم کا حکم مباح نہیں کرتا اوس حق کو جو اوسکا نہیں ہے مگر ابو حنیفہ کے نزدیک مباح کردیتا ہے (نووی)

عن أبي أمامة الحارثي أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم بمثله

ترجمہ ابو امامہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **ف** نووی نے کہا جن لوگوں نے صحابہ کے حال میں کتابیں لکھی ہیں وہ اکثر کہتے ہیں کہ ابو امامہ حارثی یعنے جو اس حدیث کا راوی ہے وفات پائی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد سے لوٹے پھر آپ نے انپر نماز پڑھی اس صورت میں مسلم کی روایت منقطع ہوگی کیونکہ عبد اللہ بن کعب تابعی ہے اور وہ کیونکر سن سکتا ہے اوس شخص سے جس نے وفات پائی سنہ ۳ ہجری میں لیکن یہ نقل ابو امامہ کی وفات کی صحیح نہیں کیونکہ عبد اللہ بن کعب سے بصحت منقول ہے کہ حدیث بیان کی مجھسے ابو امامہ نے جیسے خود مسلم نے دوسری روایت میں کیا ہے پھر جب تصریح ہو عبد اللہ بن کعب کے سماع کی ابو امامہ سے اور اس سے باطل ہوا وہ جو کہا گیا کہ ابو امامہ نے وفات پائی سنہ ۳ میں اور اگر یہ تاریخ وفات صحیح ہوتی تو مسلم اس سند کو نقل نہ کرتے امام ابن الاثیر نے اپنی کتاب معرفۃ الصحابہ میں انکار کیا ہے اس تاریخ وفات کا انتہی

عن عبد الله عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من حلف على يمين صبر يقتطع بها مال امرئ مسلم هو فيها فاجر لقي الله عز وجل وهو عليه غضبان قال فدخل الأشعث بن قيس فقال ما يحدثكم أبو عبد الرحمن قالوا كذا وكذا قال صدق أبو عبد الرحمن في نزلت كانت بيني وبين رجل أرض باليمن فخاصمته إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال

هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ فَقُلْتُ لَا قَالَ فَيَمِينُهُ قُلْتُ إِذَنْ يَحْلِفُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَنَزَلَتْ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا إِلَى آخِرِ الْآيَةِ **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کھاوے حاکم کے حکم سے ایک مسلمان کا مال مارنے کے لیے اور وہ جھوٹا ہو تو ملے گا اللہ سے اور وہ اوس پر غصے ہوگا **ف** نووی نے کہا علما نے کہا غصے سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالی اوسکو اپنی رحمت سے دور کرنا چاہے گا اور اسکو عذاب کرے گا اور اُسکے کام کو برا جانیگا **مترجم** کہتا ہے کہ یہ تاویل ہے ایک صفت الٰہی یعنی غضب کی علما سلف نے صفات اللہ میں تاویل نہیں کی جاری کیا اون کو ظاہر پر اور باز رہے انکی کیفیت بیان کرنے سے اور یہی راہ سلامتی اور احتیاط کی ہے اور تاویل میں بہت خطرہ ہے نووی نے اس مقام پر متاخرین متکلمین کی پیروی کی ہے **ف** جب عبداللہ بن مسعود نے یہ حدیث بیان کی تو اشعث بن قیس آئے اور کہا ابو عبدالرحمن (کنیت ہے ابن مسعود کی) کیا حدیث بیان کرتے ہیں تم سے لوگوں نے کہا ایسی ایسی حدیث اشعث نے کہا سچ کہتے ہیں یہ میرے باب میں اوتری میرے اور ایک شخص کی شرکت میں کچھ زمین تھی یمن میں تنازعہ ہوا مجھ سے اور اُس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آپ نے مجھ سے فرمایا کیا تیرے پاس گواہ ہیں میں نے عرض کیا نہیں آپنے فرمایا اچھا تو پھر اوس سے قسم لے لی میں نے کہا وہ تو قسم کھا لیگا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجبور ہو کر قسم کھانے کسی مسلمان کا مال مارنے کے لیے اور وہ جھوٹا ہو تو اللہ سے ملیگا اور وہ غصے ہوگا اوس پر پھر یہ آیت اوتری إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا اخیر تک یعنی جو لوگ اللہ کا عہد اور قسمیں بیچ کر ذرا سا مال خریدتے ہیں اونکو آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور خدا اون سے بات نہ کریگا اور انکو پاک نہ کریگا اور اُن کی طرف نہ دیکھے گا اور انکو دکھ کا عذاب ہوگا **عَنْ** عَبْدِ اللَّهِ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُومَةٌ فِي بِئْرٍ فَاخْتَصَمْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِينُهُ **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود نے کہا جو شخص قسم کھاوے ایک مال مارنے کے لیے اور وہ جھوٹا ہو اوس میں تو اللہ جل جلالہ سے ملیگا غصے کی حالت میں (یعنے خدا اُس پر غصے ہوگا) پھر بیان کیا اوسیطرح جیسے اوپر گذرا اس میں یہ ہے کہ میرے اور ایک شخص کے بیچ میں تکرار تھے ایک کنوی میں ہم دونوں نے جھگڑا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پاس آپنے فرمایا تیرے واسطے تیرے دو گواہ ہین یا اوس کی قسم ہے **عن** ابن مسعود قال سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من حلف على مال امرئ مسلم بغير حقه لقي الله وهو عليه ق
غضبان قال عبد الله ثم قرأ علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم مصداقه من كتاب
الله عز وجل ان الذين يشترون بعهد الله وايمانهم ثمنا قليلا الى آخر الآية ترجمه عبد الله
بن مسعود سے روایت ہے مین نے سنا رسول الله صلى الله عليه وسلم سے آپ فرماتے ہے جو شخص قسم کہاوے کسی مسلمان
کے مال پر ناحق تو ملیگا الله سے اور وہ اوس پر غصے ہوگا عبد الله نے کہا پہر رسول الله صلى الله عليه وسلم نے اسکی تصدیق
مین یہ آیت پڑہی ان الذين يشترون بعهد الله وايمانهم ثمنا قليلا اخیر تک **عن** وائل بن حجر قال
جاء رجل من حضرموت ورجل من كندة الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال الحضرمي ارض
يا رسول الله ان هذا قد غلبني على ارض لي كانت لابي فقال الكندي هي ارضي في
يدي ازرعها ليس له فيها حق فقال النبي صلى الله عليه وسلم للحضرمي الك بينة قال
لا قال فلك يمينه قال يا رسول الله ان الرجل فاجر لا يبالي على ما حلف عليه وليس يتورع
من شيء فقال ليس لك منه الا ذلك فانطلق ليحلف فقال رسول الله صلى الله عليه و
سلم لما ادبر اما لئن حلف على ماله ليأكله ظلما ليلقين الله عز وجل وهو عنه معرض ترجمه
وائل بن حجر سے روایت ہے ایک شخص حضرموت (ایک ملک کا نام ہے عرب مین) کا اور ایک شخص کندہ کا رسول
الله صلى الله عليه وسلم پاس آیا حضرموت والے نے کہا یا رسول الله اس شخص نے میری ایک زمین دبالی ہے
جو میرے باپ کی تہی کندہ والے نے کہا وہ میری زمین ہے میرے قبضے مین ہے مین اوسمین کہیتی کرتا ہون اسکا
کچہ حق نہین اوسمین تب رسول الله صلى الله عليه وسلم نے حضرموت والے سے کہا تیرے پاس گواہ ہین وہ بولا نہین
آپ نے فرمایا تو پہر اوس سے قسم لے وہ بولا یا رسول الله وہ تو فاجر ہے قسم کہانے مین اسکو باک نہین اور وہ
پرہیز نہین کرتا کسی بات سے آپنے فرمایا بس تیرا اور کچہ بس اوس پر نہین چلتا سوا قسم کے پہر وہ چلا قسم کہانیکو
رسول الله صلى الله عليه وسلم نے فرمایا جب اوس نے پیٹھ موڑی دیکہو اگر اوس نے قسم کہائی دوسرے کا مال اڑا لینے
کو ناحق تو وہ خدا سے ملیگا اور خدا اوس کی طرف سے منہ پہیر لیگا **عن** وائل بن حجر قال كنت
عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فاتاه رجلان يختصمان في ارض فقال احدهما ان
هذا انتزى على ارضي يا رسول الله في الجاهلية وهو امرؤ القيس بن عابس الكندي

وَخَصْمُہٗ رَبِيْعَةُ بْنُ عَيْدَانَ قَالَ لَيْسَ لِيْ بَيِّنَةٌ قَالَ يَمِيْنُہٗ قَالَ اِذًا يَذْهَبُ بِهَا قَالَ لَيْسَ لَكَ اِلَّا ذَاكَ قَالَ فَلَمَّا قَامَ لِيَحْلِفَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَطَعَ اَرْضًا ظَالِمًا لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ قَالَ اِسْحٰقُ فِيْ رِوَايَتِهٖ رَبِيْعَةُ بْنُ عَيْدَانَ قَالَ بَيِّنَتُكَ

ترجمہ وائل بن حجر سے روایت ہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تہا اتنے مین دو شخص آئے لڑتے ہوئے ایک زمین کے لیے ایک بولا اس نے میری زمین چہین لی ہے جاہلیت کے زمانے مین اور وہ امرء القیس بن عابس کندی تہا اور اسکا حریف ربیعہ بن عبدان تہا آپ نے فرمایا تیرے پاس گواہ ہین وہ بولا نہین آپ نے فرمایا تو پہر اوس کی قسم ہے وہ بولا یا رسول اللہ جب تو وہ میرا مال اوڑا لیگا (قسم کہا کر) آپ نے فرمایا بس یہی ہوسکتا ہے تیرے لیے جب وہ اوٹہا قسم کہانیکو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کی زمین ظلم سے مار لیوے تو خدا اوس پر غصے ہوگا جب وہ اس سے ملیگا اسحاق کی روایت مین ربیعہ بن عبدان ہے **ف** یا مثناۃ سے اور زہیر کی روایت مین با موحدہ سے قاضی عیاض نے کہا صحیح اسحاق کی روایت ہے یعنی عیدان یائے مثناۃ سے اور یہی قول ہے دارقطنی اور عبد الغنی بن سعید اور ابو نصر بن ماکولا کا اور ابن یونس نے تاریخ مین ایسا ہی لکہا ہے لیکن ایک جماعت حفاظ نے اون مین سے ہین حافظ ابو القاسم بن عساکر دمشقی اوسکو عِبدّان بکسر با موحدہ اور عین اور تشدید دال روایت کیا ہے۔ نووی نے کہا ان حدیثون سے کئی مسائل معلوم ہوئے ایک تو یہ کہ قابض زیادہ حقدار ہے بہ نسبت غیر قابض کے دوسرے یہ کہ جب مدعی علیہ منکر اور مدعی پاس گواہ نہون تو مدعی علیہ پر قسم ہے تیسری یہ کہ گواہ مقدم ہین قسم پر اور جسکے پاس گواہ ہون چیز اوسکو دلا دی جاوےگی بغیر قسم کے چوتھی یہ کہ مدعی علیہ اگر فاسق ہو تب بہی اوس کی قسم مقبول ہے اور مطالبہ اوس سے ساقط ہو جاویگا پانچوین یہ اگر مدعی یا مدعی علیہ ایک دوسرے کو خصومت کے وقت ظالم یا فاجر کہین تو مواخذہ نہوگا چہٹی یہ کہ اگر وارث کسی چیز کا دعوی کرے اپنے مورث کی طرف سے اور حاکم کو یہ بات معلوم ہو کہ اسکا مورث مرگیا ہے اور سوا مدعی کے اور کوئی اسکا وارث نہین ہے تو اوسکو فیصلہ کرنا درست ہے اور اس بات پر کہ مدعی اوسکا وارث ہے اور مورث مرگیا ہے گواہ لینا ضرور نہین اور جو حاکم کو یہ امر معلوم نہ ہو تو پہلے وراثت کے ثبوت پر گواہ لینا چاہیے پہر دعوی کے ثبوت پر انتہے مختصرا

بَابُ الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ مَنْ قَصَدَ اَخْذَ مَالِ غَيْرِهٖ بِغَيْرِ حَقٍّ كَانَ الْقَاصِدُ مُهْدَرَ الدَّمِ فِيْ حَقِّهٖ وَاِنْ قُتِلَ كَانَ فِي النَّارِ وَاَنَّ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ جو شخص پرایا

مال ناحق چھینا چاہے تو اوس کا خون لغو ہے اور جو مارا جاوے تو جہنم مین جاویگا اور مالم الا اگر اپنے مال بچانے
مین مارا جاوے وہ شہید ہو **عن** ابی ھریرۃ قال جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فقال یا رسول اللہ ارایت ان جاء رجل یرید اخذ مالی قال فلا تعطہ مالک قال
ارایت ان قاتلنی قال قاتلہ قال ارایت ان قتلنی قال فانت شہید قال ارایت ان قتلتہ
قال ھو فی النار **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا
یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہین اگر کوئی شخص آوے میرا مال (ناحق) لینے کو آپ نے فرمایا مت دے اپنا
مال اوسکو پھر اوس نے کہا اگر وہ لڑے مجھ سے آپ نے فرمایا تو بھی اس سے لڑ پھر اوس نے کہا اگر وہ مجھکو مار ڈالے
آپ نے فرمایا تو شہید ہے پھر اوس نے کہا اگر مین اوسکو مار ڈالون آپ نے فرمایا وہ جہنم مین جاویگا **ف**
یعنے وہ مستحق ہوا جہنم کا کیونکہ وہ ظالم تہا پھر یا اوسکو بدلا ملیگا اس ظلم کا اور جہنم مین جاویگا یا اللہ تعالے
معاف کردیگا اور جو اس فعل کو حلال جانتا ہوگا تو وہ کافر ہے وہ تو بیشک جہنم ہی مین جاویگا اور یہ جو آپ نے
فرمایا اگر تو مارا جاوے تو تو شہید ہے یعنی تجھکو ثواب شہیدون کا ملیگا اگرچہ دنیا کے احکام مین شہید نہ ہوگا
کیونکہ شہید تین قسم کے ہین **ایک** تو وہ جو کافرون کے ساتہ جہاد مین مارا جاوے کسی سبب سے تو شہید
ہے دنیا اور آخرت دونون کے احکام کے رو سے یعنے دنیا مین یہ حکم ہے کہ اوسکو غسل نہ دینگے نہ اوس پر نماز پڑہینگے
اور آخرت مین اوسکو درجہ شہیدون کا ملیگا **دوسری** وہ جو آخرت کے ثواب کی رو سے شہید ہے
پر دنیا کے احکام مین شہید نہین جیسے طاعون سے مرنے والا یا پیٹ کی بیماری سے یا مکان گر کر یا جو اپنے
مال کے بچانے مین مارا جاوے جن پر شہید کا لفظ احادیث مین وارد ہوا ہے تو ایسے شہید کو غسل
دینگے اور اوس پر نماز پڑہین گے اور آخرت مین اوسکو ثواب شہیدون کا ملیگا پر یہ ضرور نہین کہ پہلی
قسم کے شہیدون کے برابر ملے **تیسری** وہ جو دنیا کے احکام کے رو سے شہید ہو پر اوسکو آخرت مین
شہادت کا ثواب یا پورا ثواب نہ ملیگا جیسے وہ شہید جو غنیمت کے مال مین خیانت کرے اور مثل اوس کے
جنکو کہا کہ وہ شہید نہین ہین پہر چونکہ اس قسم کا شہید کافرون کے جنگ مین مارا گیا اوسکا حکم دنیا
مین شہیدون کا سا ہوگا نہ اوسکو غسل دینگے نہ اوس پر نماز پڑہین گے پر آخرت مین اوسکو پورا ثواب
نہ ملیگا۔ شہید کو شہید اس لیے کہتے ہین کہ وہ زندہ ہے اور اوسکی روح جنت مین حاضر ہے برخلاف
اور اموات کی وہ قیامت کے دن جنت مین جاوین گے یہ قول نضر بن شمیل کا ہے اور ابن الانباری نے

کہا اس لیے کہ شہید کے لیے اللہ تعالی اور فرشتون نے شہادت یعنی گواہی دی ہے جنت کی اور بعضون
نے کہا اس لیے کہ شہید جان نکلنے وقت اپنے درجے اور مرتبے کو دیکھ لیتا ہے اور بعضون نے کہا اس
لیے کہ فرشتے حاضر ہوتے ہین اوسکی روح لیجانے کو اور بعضون نے کہا اس لیے کہ اوسکی ایمان اور
حسن خاتمہ پر لوگ گواہ ہین ظاہر کے روسے اور بعضون نے کہا اس لیے کہ اوسکا خون اور زخم اوسپر
گواہ ہے کیونکہ وہ اوٹھے گا قیامت کے دن اور اوسکا زخم تازہ ہوگا خون بہتا ہوگا اور ازہری وغیرہ نے
ایک اور قول نقل کیا کہ اوسکو شہید اس لیے کہتے ہین کہ وہ گواہ ہوگا قیامت کے دن اور امتون پر پر اس
صورت مین اوسکی تخصیص کی کوئی وجہ نہین کیونکہ ہمارے پیغمبر کی ساری امت گواہ ہوگی اور متعدد
پر انتہے ما قال النووی رح **عَنْ** ثَابِتٍ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ لَمَّا كَانَ بَيْنَ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَبَيْنَ عَنْبَسَةَ بْنِ اَبِي سُفْيَانَ مَا كَانَ تَيَسَّرُوْا لِلْقِتَالِ فَرَكِبَ خَالِدُ بْنُ
ف ووعظه
الْعَاصِ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَوَعَظَهٗ خَالِدٌ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ **ترجمہ** ثابت سے روایت
ہے جو مولے تھے عمرو بن عبد الرحمن کے جب عبد اللہ بن عمرو اور عنبسہ بن ابی سفیان مین فساد ہوا
تو دونون مستعد ہوے لڑنے کو خالد بن العاص یہ سنکر سوار ہوے اور عبد اللہ بن عمرو پاس گئے اور انکو
سمجھایا عبد اللہ بن عمرو نے کہا تجھے معلوم نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مارا جاوے
اپنا مال بچانے کے لیے وہ شہید ہے **ف** یعنی کوئی ظالم ظلم سے اسکا مال ناحق چھینا چاہے پھر وہ لڑے
اوس سے اور مارا جاوے تو وہ شہید ہے اور اگر اوس ظالم کو مار ڈالے تو وہ جہنم مین جاویگا جیسے اگلی
روایت مین گزرا نووی نے کہا ان حدیثون سے اس شخص کا قتل کرنا درست ہوتا ہے جو ناحق مال چھینا
چاہے اب چاہے یہ مال تھوڑا ہو یا بہت کیونکہ حدیث عام ہے اور بعضے مالکیہ نے یہ کہا ہے کہ تھوڑے
مال کے چھیننے مین جیسے کپڑا یا کھانا قتل درست نہین پر یہ مذہب کچھ نہین کیونکہ حدیث کے خلاف ہے
اور ٹھیک وہی ہے جو حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے جمہور علما نے اور اپنے
مال کو بچانے کے لیے لڑنا جائز ہے واجب نہین اگر چاہے تو نہ لڑے اور مال لٹنا گوارا کر لیوے لیکن اپنی
جورو کی عزت بچانا واجب ہے اور اس کے لیے لڑنا ضرور ہے اور اپنی جان بچانے کے لیے لڑنا اور دوسرے
ف في النار
کو مار ڈالنا اسمین اختلاف ہے **باب** اسْتِحْقَاقِ الْوَالِي الْغَاشِّ لِرَعِيَّتِهِ النَّارَ **ترجمہ** جو حاکم اپنی رعیت

کے حقوق مین خیانت کرے اوسکے لیے جہنم ہے **عن** الحسن قال عاد عبید اللّٰه بن زیاد معقل
بن یسار المزنی فی مرضه الذی مات فیه فقال معقل انی محدثک حدیثا سمعته
من رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لو علمت ان لی حیاة ما حدثتک انی سمعت رسول اللّٰه
صلی اللّٰه علیه وسلم یقول ما من عبد مسلم یسترعیه اللّٰه رعیة یموت یوم یموت وهو
غاش لرعیته الا حرم اللّٰه علیه الجنة **ترجمہ** حسن سے روایت ہے عبید اللہ بن زیاد معقل بن
یسار کے پوچھنے کو آیا جس بیماری مین وہ مرگئے تو معقل نے کہا مین ایک حدیث تجھ سے بیان کرتا ہون
جو مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور اگر مین جانتا کہ ابہی زندہ رہون گا تو تجھ سے بیان نکرتا
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کوئی بندہ ایسا نہین جسکو اللہ تعالی ایک رعیت دیوے
پھر وہ مرے اور جسدن وہ مرے وہ خیانت کرتا ہو اپنی رعیت کے حقوق مین مگر خدا حرام کر دیگا اوسپر جنت کو
ف یہ حدیث معقل نے عبید اللہ زیاد سے مرتے وقت بیان کی کیونکہ اون کو معلوم تہا کہ عبید اللہ بن
زیاد کو یہ حدیث فائدہ ندیگی پھر اونہون نے خیال کیا کہ حدیث کا چھپانا بہتر نہین اور نیک بات کو تبلا دینا
ضرور ہے اگرچہ وہ مانے یا نہ مانے یا اس وجہ سے انہون نے اپنی زندگی مین بیان نکی کہ ایسا نہو اس حدیث
سے ایک مفسدہ پہیلے لوگ عبید اللہ بن زیاد کو برا جانکر اوسکی اطاعت سے پہر جاوین یا عبید اللہ بن زیاد
معقل کو ایذا پہونچاوے کیونکہ وہ مردود ظالم اور جابر تہا اور اُسنے اہل بیت نبوی کی حرمت نہین کی تو اور
کسی کو اوس سے کیا توقع تھی ۔ رعیت کے حقوق مین خیانت کرنے یہ مراد ہے کہ حاکم پر اپنی رعیت کے دین اور دنیا
دونون کی صلاح ضرور ہے پہر اگر اوس نے لوگون کا دین خراب کیا اور حدود شرعیہ کو ترک کیا یا اون کی جان
اور مال پر ناحق زیادتی کی یا اور کسی قسم کی ناانصافی کی یا اونکی حق تلفی کی تو اوس نے اپنی فرض منصبی مین
خیانت کی اب وہ جہنمی ہوا اگر اس کام کو حلال جانتا تہا ہمیشہ کے لیے جنت سے محروم ہوا ورنہ اول دہلہ مین جب
اور جنتی جنت مین جاوینگے یہ جانے سے محروم رہیگا (نووی) **عن** الحسن قال دخل عبید اللّٰه
بن زیاد علی معقل بن یسار وهو وجع فسأله فقال انی محدثک حدیثا لم اکن حدثتکه
ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال لا یسترعی اللّٰه عبدا رعیة یموت
حین یموت وهو غاش لها الا حرم اللّٰه علیه الجنة قال الا کنت حدثتنی هذا قبل الیوم بهذا
ما حدثتک او لم اکن لاحدثک **ترجمہ** حسن سے روایت ہے عبید اللہ بن زیاد معقل بن یسار یوم

پاس گیا اور وہ بیمار تھے اونکو پوچھا معقل نے کہا مین تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہون جو مین نے بیان نہین کی تھی تجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کسی بندے کو رعیت نہین دیتا پھر وہ مرتے وقت انکے حقوق مین خیانت کرتا ہوا مرتا ہے مگر اللہ حرام کردیتا ہے اوسپر جنت کو ابن زیاد نے کہا کیا تمنے یہ حدیث مجھہ سے بیان نہین کی اس سے پہلے معقل نے کہا مین نے بیان نہین کی تجھسے یا مین کاہیکو بہلا تجھہ سے بیان کرتا (اور اپنی جان پر مصیبت لیتا اب تو مرتا ہون اب مجھے تیرا ڈر نہین سو اسطے بیان کردے **عَنْ** هِشَامٍ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ كُنَّا عِنْدَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ نَعُوْدُهُ فَجَاءَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ اِنِّيْ سَاُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِهِمَا **ترجمہ** ہشام سے روایت ہے حسن نے کہا ہم معقل بن یسار کے پاس تھے انکی بیمار پرسی کے لیے اتنے مین عبید اللہ بن زیاد آیا معقل نے اس سے کہا مین تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہون جو مین نے سنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر بیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری **عَنْ** اَبِي الْمَلِيْحِ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِيْ مَرَضِهٖ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ اِنِّيْ مُحَدِّثُكَ بِحَدِيْثٍ لَوْلَا اَنِّيْ فِي الْمَوْتِ لَمْ اُحَدِّثْكَ بِهٖ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ اَمِيْرٍ يَلِيْ اَمْرَ الْمُسْلِمِيْنَ ثُمَّ لَا يَجْهَدُ لَهُمْ وَيَنْصَحُ اِلَّا لَمْ يَدْخُلْ مَعَهُمُ الْجَنَّةَ **ترجمہ** ابو الملیح (عامر یا زید بن اسامہ ہذلی بصری) سے روایت ہے عبید اللہ بن زیاد نے بیمار پرسی کی معقل کی اونکی بیماری مین تو معقل نے کہا مین تجھسے ایک حدیث بیان کرتا ہون مرنے والا نہوتا تو تجھسے بیان نکرتا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو حاکم ہو مسلمانون کا پھر انکی بہلائی مین کوشش نکرے اور خالص نیت سے انکی بہتری نہ چاہے تو وہ ان کے ساتھ جنت مین نہ جاویگا (بلکہ پیچھے رہ جاویگا اور اپنی نا انصافی کا عذاب بھگتیگا

بَابُ رَفْعِ الْاَمَانَةِ وَالْاِيْمَانِ مِنْ بَعْضِ الْقُلُوْبِ وَعَرْضِ الْفِتَنِ عَلَى الْقُلُوْبِ

بعضے دلون سے امانت اوٹھ جانیکا بیان اور فتنون کا آنا دلون پر

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَيْنِ قَدْ رَاَيْتُ اَحَدَهُمَا وَاَنْتَظِرُ الْاٰخَرَ حَدَّثَنَا اَنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ فَعَلِمُوْا مِنَ الْقُرْاٰنِ وَعَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِ الْاَمَانَةِ قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهٖ فَيَظَلُّ اَثَرُهَا مِثْلَ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهٖ فَيَظَلُّ اَثَرُهَا

مِثْلَ اَثَرِ الْمَجْلِ کَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهٗ عَلٰی رِجْلِکَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَّلَیْسَ فِیْهِ شَیْءٌ ثُمَّ اَخَذَ حَصَاةً فَدَحْرَجَهٗ عَلٰی رِجْلِهٖ فَیُصْبِحُ النَّاسُ یَتَبَایَعُوْنَ لَا یَکَادُ اَحَدٌ یُؤَدِّی الْاَمَانَةَ حَتّٰی یُقَالَ اِنَّ فِیْ بَنِیْ فُلَانٍ رَجُلًا اَمِیْنًا حَتّٰی یُقَالَ لِلرَّجُلِ مَا اَجْلَدَهٗ مَا اَظْرَفَهٗ مَا اَعْقَلَهٗ وَمَا فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِیْمَانٍ وَّلَقَدْ اَتٰی عَلَیَّ زَمَانٌ وَّمَا اُبَالِیْ اَیَّکُمْ بَایَعْتُ لَئِنْ کَانَ مُسْلِمًا لَیَرُدَّنَّهٗ عَلَیَّ دِیْنُهٗ وَلَئِنْ کَانَ نَصْرَانِیًّا اَوْ یَهُوْدِیًّا لَیَرُدَّنَّهٗ عَلَیَّ سَاعِیْهِ وَاَمَّا الْیَوْمَ فَمَا کُنْتُ لِاُبَایِعَ مِنْکُمْ اِلَّا فُلَانًا وَّفُلَانًا **ترجمہ** حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے (امانت کے باب میں) دو حدیثیں بیان کیں ایک تو میں نے دیکھ لی اور دوسری کا انتظار کر رہا ہوں حدیث بیان کی ہم سے (یہ پہلی حدیث ہے) کہ امانت لوگوں کے دلوں کی جڑ پر اوتری پھر انہوں نے حاصل کیا قرآن کو اور حاصل کیا حدیث **ف** نووی نے کہا ظاہر یہ ہے کہ امانت سے تکلیف مراد ہے جو اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو دی اور وہ اقرار جو اون سے لیا امام ابو الحسن واحدی نے اس آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ کی تفسیر میں کہا ابن عباس نے کہا امانت اللہ تعالی کے وہ فرائض ہیں جو اوس نے فرض کیے اپنے بندوں پر اور حسن نے کہا امانت سے مراد دین ہے اور دین سب امانت ہے اور ابو العالیہ نے کہا امانت سے اوامر اور نواہی مراد ہیں اور مقاتل نے کہا امانت سے عبادات مراد ہیں واحدی نے کہا اکثر مفسرین کا یہی قول ہے تو امانت اون کے نزدیک عبادات اور فرائض ہیں جنکے ادا کرنے سے ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے سے عذاب ہوتا ہے اور صاحب تحریر نے کہا کہ حدیث ... ت سے مراد وہی ہے جو اس آیت میں ہے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ اور وہ عین ایمان ہے تو جب ایمان انسان کے دل میں خوب جما ہوگا اوسیوقت وہ تکالیف کو پورا کریگا اور اون کے ادا کرنے میں کوشش کریگا انتہی مترجم کہتا ہے کہ امانت اور ایمان کا ما حصل ایک ہی اور شرع میں ایمان اور امانت لازم ملزوم ہیں جسکے دل میں ایمان ہے اوسکے دل میں امانت بھی ہے اور جسکے دل میں ایمان نہیں امانت بھی نہیں اور مراد امانت سے یہ ہے کہ دل میں ایک طرح کی پاکیزگی اور صفائی اور سچائی ہو اور انصاف و راستی کوٹ کوٹ کر بھری گئی ہو جو دل زمانہ جاہلیت میں ایسے تھے انہوں ہی نے اسلام کو سمجھ کر قبول کیا اور شرک و کفر کو چھوڑا پھر قرآن اور حدیث کے حاصل کرنے سے اون پر اور زیادہ نور چڑھ گیا آئینہ صاف تھا اوسپر اور صیقل ہوئی اور جن دلوں میں امانت نہ تھی مکر اور خیانت سے اونکا خمیر ہوا تھا اور پر سے شرک اور کفر کی تاریکی چھائی ہوئی تھی جیسے ابوجہل

کا دل ایسے دلون کو قرآن اور حدیث سے کچہ فائدہ نہوا وہ ہرگز مسلمان نہ ہوئے بلکہ اپنی شیطنت اور مکر اور خیانت کی وجہ سے اور زیادہ کفر مین مضبوط ہوگئے یہانتک کہ اللہ تعالی نے اُنکو ہلاک کیا اوسکے سوا اور کچہ اُنکا علاج نہتہا **ت** پہر حدیث بیان کی آپ نے ہم سے (یہ دوسری حدیث ہے) کہ یہ امانت اوٹہ جاویگی تو فرمایا ایک شخص تہوڑی دیر سوویگا پہر اوس کے دل سے امانت اٹہالی جاویگی **ف** سونے یا تو یہی ظاہری معنی مراد ہین یا سونے سے یہ مقصود ہے کہ تہوڑی دیر خدا کی یاد سے غافل ہوگا اور بری صحبت مین بیٹہے گا بے ایمانون کے ساتہہ یا تہوڑی دیر تک دنیا کے کام کاج بیچ کہوچ مین مصروف ہوگا — **ت** اور اسکا نشان ایک پہیکے رنگ کیطرح رہ جاوے گا **ف** یعنی نور اوڑ جاویگا اور تاریکی رہ جاوے گی جیسے ایک عمدہ رنگ کو دہو ڈالو تو سیاہ سا دہبہ رہ جاتا ہے حدیث مین وکت کا لفظ ہے جسکے معنے ہلکا داغ اور بعضون نے کہا پہیکی سیاہی اور بعضون نے کہا وہ رنگ جو پہلے رنگ کے خلاف ہو **ت** پہر ایک نیند لیگا تو امانت دل سے اوٹہہ جاوے گی اور اوسکا نشان ایک چہالے کیطرح رہ جاویگا جیسے تو ایک انگارہ اپنے پاؤن پر لڑکہاوے پہر دہال پہول کر ایک چہالہ (آبلہ) نکل آوے اوسکے اندر کچہ نہین پہر آپ نے ایک کنکری لیکر اپنے پاؤن پر لڑکہائے **ف** نووی نے صاحب تحریر سے نقل کیا اسکا مطلب یہ ہے کہ امانت ذرا ذرا دل سے اُٹہنا شروع ہوگی جب پہلا حصہ اوسکا اُٹہہ جاویگا تو اوسکا نور جاتا رہیگا اور ایک سیاہ دہبہ رہ جاویگا پہیکے رنگ کا گویا پہلے رنگ کے خلاف یہ رنگ پیدا ہوگا پہر جب ذرا ایک حصہ اوٹہیگا تو چہالے کیطرح نشان ہوجاویگا اور یہ ایک مضبوط داغ ہے جو مدت مین جاتا ہے اور اس مین سیاہی اول سے زیادہ ہوگی تو امانت کے نور جانیکو اور بے ایمانی کی تاریکی چہانے کو مشابہت دی ایک انگارہ پاؤن پر چلانے سے کہ آگ کا نور تو جہٹ چلا جاتا ہے اور ایک سیاہی کا داغ کہال پر چہوڑ جاتا ہے اور کنکری چلا کر آپ نے اس تشبیہ کو اور واضح کردیا تا لوگ بخوبی سمجہ جاوین حاصل یہ ہے کہ ایمان کا نور آہستہ آہستہ دل سے اوٹہتا جاوے گا اور کفر کی تاریکی چہاتی جاوے گی پہلے ایک ہلکا سا دہبہ ہوگا پہر اور زیادہ پہر اور یہانتک کہ بالکل دل کالا ہوجاویگا اور ایمان کے بدل کفر چہا جاوے گا خدا کی پناہ **ت** اور فرمایا لوگ بیچ کہوچ کرینگے اور اُن مین سے کوئی ایسا نہوگا جو امانت کو ادا کرے۔ یہانتک کہ لوگ کہینگے کہ فلانی قوم مین ایک شخص امانتدار ہے **ف** یعنی اس زمانے مین جیسے ہر شخص امانتدار ہے کوئی کسی کا حق نہین مارتا ہر ایک کو دوسرے پر بہروسا ہے یہ بات بالکل جاتی رہے گی اور امانت کا نام و نشان مٹ جاوے گا

سے اوٹہہ جاوے گا مگر کہین کہین ہزارون لاکہون مین ایک آدہ شخص ایماندار خدا ترس رہ جاویگا جو امانت دار ہوگا لوگ اسکو مشہور کرینگے کہ ایک وہ شخص امانت دار ہے ایسا زمانہ اب موجود ہے کہ کوئی کسیپر بہروسا نہین کرتا جسکو روپیہ دو وہ ہضم کرجاتا ہے امانت کا ادا کرنا توکیا **ت** اور یہانتک کہ لوگ ایک شخص کو کہین گے وہ کیسا ہوشیار اور خوش مزاج اور عقلمند ہے (یعنی اس کی تعریف کرینگے) اور اُسکے دل مین رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہ ہوگا **ف** یعنی چونکہ ساری دنیا مین بے ایمانی پہیل جاویگی تو ایمان کی قدر اور منزلت بہی دل سی نکل جاوے گی تعریف بہی کرینگے تو بے ایمانون کی ہین نے اپنی آنکہون سے یہ حال حیدرآباد مین دیکہا ہے وہ لوگ جو مومن مسلمان کہلاتے ہین ذرے ذرے فائدے کے وسطے بیدین بے ایمان لوگون کی تعریف کرتے ہین اونکی خوشامد کرتے ہین اور جو شخص دین کی تائید کرے اُسکو ان بے ایمانون کے خوش کرنے کے لیے برا کہتے ہین لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ عجب تو خدا کی مار ایسے نام کے مسلمانون پر پڑی ہے کہ وہ علاوہ کافرکی حکومت مین رہنے کے اُسکی نگاہ مین ایسے ذلیل و خوار ہوگئے ہین کہ سوا باورچی گری خدمتگاری خانساماں گی اور کوئی کام اون سی نہین لیا جاتا اور ایک زمانے ہین مسلمان تمام قومون کے سرتاج تہے انکا رعب اور دہاک ایسا تہا کہ کافر اُن کے نام سے لرزتے تہے ہر ایک مسلمان خدا کے احکام پر اپنی جان نثار کرنے کو فخر جانتا تہا - ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا - **ت** پہر حذیفہ نے کہا میرے اوپر ایک زمانہ گذر چکا ہے جب مین بے کہٹکے ہر ایک سی معاملہ کرتا (یعنے لین دین) اس لیے کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اسکا دین اُسکو بے ایمانی سے باز رکہتا اور جو نصرانی یا یہودی ہوتا تو حاکم اوسکو بے ایمانی سی باز رکہتا **ف** چونکہ امانت اور ایمانداری کا زمانہ تھا اس لیے مسلمان تو سب امانت دار تہے اون سی بیخوف و خطر معاملہ اور لین دین کرنا پیسہ مار لینے کا تو ڈر رہتا ہی نہین اور یہودی یا نصرانی بہی بے ایمانی نکرتے ڈر کے مارے اور جو کرتے تو ایماندار حاکم موجود تہے جو انکو سزا دیتے اور بے ایمانی سے باز رکہتے اور میرا پیسہ مجہکو دلا دیتے وہ ہرگز نہ دبتا **ت** لیکن آج کے دن تو مین تم لوگون سی کبہی معاملہ نکرون گا البتہ فلان اور فلان شخص سے کرون گا **ف** چند لوگون کا نام لیا جو ایماندار ہون گے باقی لوگون کا بہروسا نہین اور جب لوگ بے ایمان ہوئے تو حاکم بہی ویسے ہی ہوتے ہین وہ رشوت خوار اور ظالم ہونیکے علاوہ حق کو ناحق کرتے ہین اور غریب رعایا کو ستاتے اور انکا حق تلف کرنے مین سو جہ سی حاکم سے بہی امید نہین رہتی کہ وہ بے ایمان کو سزا دیگا اور حق نہ ڈوبنے دیگا - قاضی عیاض

لئے کہا بعضوں نے سنا بیعت سے جو حذیفہ کے قول میں ہے خلافت کی بیعت مراد لی اور یہ غلط ہے کیونکہ یہود
اور نصرانی سے خلافت کی بیعت نہیں ہو سکتی تو سنا بیعت سے وہی بیچ کھوچ اور معاملہ اور لین دین مراد ہے
عن الاعمش بهذا الحديث مثله **ترجمہ** اعمش سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عن**
حذيفة قال كنا عند عمر فقال ايكم سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يذكر
الفتن فقال قوم نحن سمعناه فقال لعلكم تعنون فتنة الرجل في اهله وجاره
قالوا اجل قال تلك تكفرها الصلوة والصيام والصدقة ولكن ايكم سمع النبي
صلى الله عليه وسلم يذكر الفتن التي تموج موج البحر قال حذيفة فاسكت القوم فقلت
انا قال انت لله ابوك قال حذيفة سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول تعرض
الفتن على القلوب كالحصير عودا عودا فاي قلب اشربها نكت فيه نكتة سوداء واي
ن: عوذا عوذا
قلب انكرها نكت فيه نكتة بيضاء حتى تصير على قلبين على ابيض مثل الصفا
ن: عودا عودا
فلا تضره فتنة ما دامت السموات والارض والآخر اسود مربادا كالكوز مجخيا لا يعرف
ن: مربئدا
معروفا ولا ينكر منكرا الا ما اشرب من هواه قال حذيفة وحدثته ان بينك
وبينها بابا مغلقا يوشك ان يكسر قال عمر اكسرا لا ابا لك فلو انه فتح لعله كان
يعاد قلت لا بل يكسر وحدثته ان ذلك الباب رجل يقتل او يموت حديثا ليس
بالاغاليط قال ابو خالد فقلت لسعد يا ابا مالك ما اسود مربادا قال شدة البياض
ن: مربئدا
في سواد قال قلت فما الكوز مجخيا قال منكوسا **ترجمہ** حذیفہ سے روایت ہے ہم امیر المومنین
عمر رض کے پاس بیٹھے تھے انہوں نے کہا تم میں سے کس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتنوں کا ذکر کرتے
ہوئے سنا ہے **ف** فتنہ کے اصل معنی آزمائش اور امتحان کے ہیں پھر عرف میں اسکو کہنے لگے جس سے ایک
قسم کی برائی پیدا ہو ابو زید نے کہا یوں کہتے ہیں وہ شخص فتنہ میں پڑ گیا جب اسکا حال بدل جاوے اور
اچھے سے برا ہو جاوے اور فتنہ اہل اور مال میں یہ ہے کہ انکی محبت بہت غالب ہو جاوے اور خدا کے
احکام کو فراموش کرے انکو بجا نہ لاوے جیسے اللہ تعالی نے فرمایا تمہارے مال اور اولاد فتنہ ہیں یا اولاد
کا فتنہ یہ ہے کہ انکی تعلیم اور تربیت نہ کرے اور وہ آوارہ ہو جاویں ایسا ہی فتنہ ہمسایہ کا یہ ہے کہ اسکی
حق ادا نہ کرے تو یہ سب فتنے ایک قسم کے گناہ ہیں جسکا کفارہ نیکیوں سے ہو جاتا ہے فرمایا اللہ تعالی نے

نیکیان سمیٹ دیتی ہین برائیون کو **ت** بعض لوگون نے کہا ہان ہم نے سنا ہی حضرت عمر نے کہا شاید
تم فتنون سی وہ فتنی سمجھتے ہو جو آدمی کو اوسکی گہر بار اور مال اور ہمسائی مین ہوتے ہین انہون نے کہا ہان
حضرت عمر نے کہا ان فتنون کا کفارہ تو نماز اور روزی اور زکوۃ سے ہوجاتا ہے لیکن تم مین سے کسنے
سنا ہی اون فتنون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی جو دریا کی موجون کیطرح امنڈ کر آوین گے **ف**
حضرت عمر کی مراد فتنون سی وہ فسادات تہی جو آیندہ آپ کی امت مین ظاہر ہونگی اون مین آپس مین
مسلمانون کے کُشت وخون ہوگا یا گمراہی پہیلے گی **ت** حذیفہ نے کہا یہ سنکر سب لوگ چپ
ہو رہے مین نے کہا مین نے سنا ہے حضرت عمر نے کہا تو نے سنا ہے تیرا باپ بہت اچہا تہا **ف**
جس کے نطفے سے تجہ سا لڑکا پیدا ہوا حدیث مین للہ ابوک ہی اور یہ ایک کلمہ ہی مدح کا عرب لوگون کی
عادت ہی جب کسی کی تعریف کرتے ہین تو اسکو کہتے ہین کیونکہ باپ کی نسبت کرنا خدا کیطرف اس
کی بزرگی بیان کرنا ہے جیسی کہتے ہین بیت اللہ اور ناقۃ اللہ صاحب تحریر نے کہا جب لڑکے کی کوئی
اچھی بات دیکھتے ہین تو یہ کلمہ کہتے ہین یعنے تیرا باپ بڑا عمدہ تہا جس نے ایسا لڑکا پایا (نووی)
ت حذیفہ نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی آپ فرماتے تہی فتنی دلون
پر ایسے آوینگے ایک کے بعد ایک جیسی بورے کی تیلیان ایک کے بعد ایک ہوتی ہین **ف** حدیث میں
کا لفظ عُوْدًا عُوْدًا ہے اسکو تین طرح پڑہا ہے ایک عُوْدًا عُوْدًا بضم عین دال مہملہ سے دوسری عَوْدًا
عَوْدًا بفتح عین دال مہملہ سی تیسری عَوْذًا عَوْذًا بفتح عین ذال معجمہ سے صاحب تحریر نے صرف اول
وجہ کو بیان کیا ہے اور قاضی عیاض نے تینون وجہون کو ذکر کیا ہے لیکن اول وجہ کو اختیار کیا ہے
کہا کہ ہمارے شیخ ابو الحسین بن سراج نے دوسری وجہ کو اختیار کیا ہے اب تینون وجہون کا ترجمہ الگ
الگ مذکور ہوتا ہے پہلی وجہ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دلون مین ایک کے بعد ایک آتے جاوین گے
جیسے بوریے کی تیلیان (یعنی کاڑیان) ایک کے بعد ایک لگائی جاتی ہین یعنی بوریا بننے والا
جیسے ہر ایک تیلی لیتا ہے اوسکو بُنکر پہر دوسری تیلی بنتا ہے اسیطرح یہ فتنی بہی ہونگے کہ پہلا ایک
دلمین جمے گا پہر دوسرا قاضی عیاض نے کہا کہ میرے نزدیک حدیث کا مطلب یہی ہے اور سیاق اور
تشبیہ اسپر دلالت کرتی ہے۔ دوسری وجہ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دلون کے ایک جانب مین آنکر چپک
جاوینگے جیسے بوریا پاسونیوالے کے پہلو سی چپک جاتا ہی اور عَوْذًا عَوْذًا کے یہ معنی ہونگے کہ بار بار ہی فتنے آوینگے

تیسری وجہ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دلون پر آدینگے اور چپکین گے بوریے کیطرح خدا کی پناہ خدا کی پناہ
اون فتنون سے ہمیں خدا ہمکو بچاوے اُن فتنون سے (نووی) پہر جس دل مین وہ فتنہ رچ جاویگا (یعنی سما جاوے
گا اور بیٹھ جاویگا) تو اسمین ایک کالا داغ پیدا ہوگا اور جو دل اُسکو نہ مانیگا (اور قرآن اور حدیث پر قائم رہیگا)
اوسمین ایک سفید نورانی دہبہ ہوگا یہانتک کہ اسی طرح کالے اور سفید دہبے ہوتے ہوتے دو قسم کے دل ہو جاوین
گے ایک تو خالص سفید دل چکنے پتہر کیطرح (جس مین کوئی چیز رنگ نہین سکتی یہ تشبیہ ہے اوس دل کی صاف چکنے پتہر
سے یعنی جیسے اس قسم کا پتہر صاف داغون سے پاک ہوتا ہے ویسا ہی یہ دل ہی ان فتنون کی آلایش سے
پاک اور صاف ہوگا) دوسرے کالا سفیدی مائل (یعنے بہورا) اوندہے کوزے کیطرح جو نہ کسی اچھی بات کو اچھا
سمجھیگا نہ برے کو برا اپنی خواہش کی تابع ہوگا **ف** حدیث مین مربادًا کا لفظ ہے اور بعضون نے اس کو
مربدًا پڑہا ہے راوی نے خود اسکی تفسیر آگے بیان کی ہے اور کہا ہے کہ اسود مربادًا سے یہ مراد ہے کہ سفیدی
کا غالب ہونا سیاہی مین قاضی عیاض نے کہا ہمارے بعض مشائخ کہتے تہے کہ اسمین غلطی ہوئی ہے یعنی شدة
البیاض فی سواد مین اور بجاے شدت کے شبہ کا لفظ صحیح ہے یعنی سیاہی مائل سفیدی کے کیونکہ جو سیاہی
مین سفیدی غالب ہو اوسکو ربدہ نہین کہتے بلکہ بلق کہتے ہین اگر بدن مین ہو اور آنکھ مین ہو تو حور کہتے
ہین اور ربدہ تو وہ ذری سی سفیدی ہے جو سیاہی مین ملی ہوئی ہے جیسے اکثر شتر مرغ کا رنگ ہوتا ہے اسی
اوسکو ربدا کہتے ہین ابو عبید نے ابو عمرو سے نقل کیا کہ ربدہ وہ رنگ ہے جو سیاہی اور خاکی کے بیچ مین ہوتا ہے
ابن درید نے کہا ربدہ تیرہ رنگ کو کہتے ہین اور بعضون نے کہا کہ جس سیاہی مین تیرگی ملجاوے اور مجخیا
کے معنی اوندہا اوسکی تفسیر بہی آگے آتی ہے قاضی عیاض نے کہا مجہسے ابن سراج نے کہا کالکوز مجخیا یہ اوسکی سیاہی
کی تشبیہ نہین ہے بلکہ ایک دوسرے وصف کا بیان ہے اوسکے اوصاف مین سے یعنے وہ دل اوندہا ہوگیا ہے جیسے
کوزہ اوندہا جاتا ہے پہر اوسمین پانی نہین رہ سکتا اسیطرح اُس دل مین کوئی بہتری اور بہلائی اور حکمت
کی بات نہ رہیگی اور اُسکا بیان کیا یہ کہکر نہ وہ بہلی بات کو بہلی سمجھے گا نہ بری کو بری قاضی عیاض نے کہا جو دل
بہلی بات کو نہ جمنے دے اوسکو مشابہت دی اوندہے کوزے کی جسمین پانی نہین ٹہرتا صاحب تحریر نے
کہا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے یا گناہون کا مرتکب ہوتا ہے تو ہر ایک
گناہ کے کرنے سے اوسکی دل مین تاریکی آتی جاتی ہے پہر وہ فتنے مین پڑجاتا ہے اور اسلام کا نور بالکل اوسکی
دلمین رخصت ہو جاتا ہے اور دل مثل اوندہے کوزے کی اولٹ جاتا ہے یعنے جیسے کوزے کو اوندہا دو تو اوس

مین جو کچھ ہوتا ہے نکل جاتا ہے پہر کچھ نہین سماتا اسی طرح اوس کے دل سے سارا اسلام کا نور نکل جاتا ہے اور پہر بالکل نہین آتا (نووی) **ف** حذیفہ نے کہا پہر مین نے حضرت عمرؓ سے حدیث بیان کی کہ تمہارے اور اُس فتنے کے بیچ مین ایک دروازہ ہے جو بند ہے مگر نزدیک ہے کہ وہ ٹوٹ جاوے حضرت عمر نے کہا کیا ٹوٹ جاوے گا تیرا باپ نہین اگر کہل جاتا تو شاید پہر بند ہو جاتا مین نے کہا نہین ٹوٹ جاویگا **ف** تو اب فتنون کا روکنا ممکن نہ ہوگا اور وہ امنڈ امنڈ کر موجون کیطرح آنے لگین گے یہ جو حضرت عمر نے حذیفہ سے کہا تیرا باپ نہین یہ ایک کلمہ ہے جو عرب کی زبان مین کسی کام پر مستعد کرنیکو کہتے مین یعنی تجھے کوئی بچانیوالا نہین اگر خیر تیرا باپ زندہ ہوتا تو وہ مصیبت مین تیرا شریک ہوتا اور تجھے اتنی تکلیف نہ اوٹھانا پڑتی پر اب تو تو اکیلا ہے پہر کوشش کر اور مستعدی کر اپنے بچانے مین (نووی) **ف** اور مینے اون سے حدیث بیان کی کہ یہ دروازہ ایک شخص ہے جو مارا جاویگا یا مرجاویگا پہر یہ حدیث کوئی غلط (دل سے بنائی ہوئی بات) نتہی — **ف** یعنی یہ دروازہ جو ابہی بند ہے اور فتنون کو روکے ہوئے ہے ایک شخص کی ذات ہے جس کے سبب سے تمام فساد رکے ہوئے ہین پہر جب وہ مارا جاوے گا یا مرجاوے گا تو گویا دروازہ ٹوٹ گیا اور فتنون کی رو اب دہر اودہر فتنون کی موجین امنڈ امنڈ کر آوین گی اور سب لوگ تلاطم مین پڑ جاوینگے دوسری روایت مین ہے کہ وہ ذات حضرت عمر کی ہے اور شاید حذیفہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یون ہی سنا ہو شک کے طور پر کہ وہ مارے جاوینگے یا مرجاوین گے یا حذیفہ یہ جانتے ہون گے کہ حضرت عمر مارے جاوین گے لیکن انہون نے اُسکا صاف بیان کرنا اون کے روبرو بُرا سمجہا دوسری روایت مین ہے کہ عمر خود بہی اس دروازے کو جانتے تہے جیسے یہ بات جانتے تہے کہ آج کی رات کل کے دن سے پہلے ہے اور یہ جو حذیفہ نے کہا یہ حدیث غلط نتھی یعنی دل کی تراشی ہوئی نتھی نہ اہل کتاب کی کتابون سے نکالی گئی تہی بلکہ خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے پہر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہا ویسا ہی ہوا اور حضرت عمر جو فتنون کی روک تہے شہید ہوگئے اور اُن کے بعد سے برابر فتنون کا دروازہ کہل گیا حضرت عمر کی شہادت حضرت عثمان کی شہادت جنگ جمل جنگ صفین قتل خوارج حضرت علی کی شہادت حضرت امام حسن کی شہادت واقعہ ہائلہ کربلا امام حسین علیہ السلام کی شہادت اہل بیت نبوی کی بیحرمتی مختار بن عبید ثقفی کی جنگ مصعب کی جنگ مختار سے عبد اللہ بن زبیر کا قتل مکہ معظمہ مین اہل مدینہ کی بربادی یزید پلید کے ہاتہ سے اسیطرح سے ہزارون خرابیان اور فتنے جو اب تک اہل اسلام کے آپس مین واقع ہوئے سبحان اللہ حضرت عمر کی فضیلت اور بزرگی کے لیے عقلمند آدمی کے نزدیک ایک یہی حدیث کافی ہے

دوسری حدیثون کی حاجت نہین جسکی ذات مقدس آفتون اور بلاؤن کی روک اسلام کی پشت پناہ کا فرون نزدیک مسلمانون مین اتفاق تہے اُس ذات کو بعضی بدذات مُنہ کیس منہ سے برا کہتے ہین اور خدا اور اس کے رسول سے نہین شرماتے **ف** ابو خالد نے کہا مین نے سعد بن طارق سے پوچھا (جو اس حدیث کے راوی ہین) اسود مرباد سے کیا مراد ہے انہون نے کہا سفیدی کی شدت سیاہی مین مین نے کہا الکوز مجخیا سے کیا مراد ہے انہون نے کہا کوزہ اوندہا ہوا **عَنْ** رِبْعِيٍّ قَالَ لَمَّا قَدِمَ حُذَيْفَةُ مِنْ عِنْدِ عُمَرَ جَلَسَ فَحَدَّثَنَا فَقَالَ إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَمْسِ لَمَّا جَلَسْتُ إِلَيْهِ سَأَلَ أَصْحَابَهُ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتَنِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي خَالِدٍ وَلَمْ يَذْكُرْ تَفْسِيرَ أَبِي مَالِكٍ لِقَوْلِهِ مُرْبَادًّا مُجَخِّيًا **ترجمہ** ربعی بن حراش سے روایت ہے جب حذیفہ حضرت عمر کے پاس سے آئے تو بیٹھے ہم سے حدیثین بیان کرتے تھے انہون نے کہا کل امیر المؤمنین نے جب مین انکے پاس بیٹھا آپ نے لوگون سے پوچھا تم مین کسی کو یاد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فتنون کے باب مین پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے گذرے اس مین مرباد اور مجخیا کی تفسیر نہین ہے (جیسے اوپر کی روایت مین ہے **عَنْ** رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ مَنْ يُحَدِّثُنَا أَوْ قَالَ أَيُّكُمْ يُحَدِّثُنَا وَفِيهِمْ حُذَيْفَةُ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قَالَ حُذَيْفَةُ أَنَا وَسَاقَ الْحَدِيثَ كَنَحْوِ حَدِيثِ أَبِي مَالِكٍ عَنْ رِبْعِيٍّ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ قَالَ حُذَيْفَةُ حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ وَقَالَ يَعْنِي أَنَّهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** ربعی بن حراش سے روایت ہے انہون نے سنا حذیفہ سے کہ حضرت عمر نے کہا تم مین سے کون ہم سے حدیث بیان کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتنون مین وہان حذیفہ بھی تھے انہون نے کہا مین بیان کرتا ہون پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گذری اس روایت مین یہ ہے کہ حذیفہ نے کہا مین نے ان سے ایک حدیث بیان کی جو غلط نتھی (یعنے سنی سنائی ادہر ادہر کی بات نتھی) بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی

بَاب بَيَانِ أَنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا وَأَنَّهُ يَأْرِزُ بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ اسلام شروع ہوا غربت کے ساتھ اور پھر غریب ہو جاویگا اور سمٹ آویگا دونون مسجدون کے بیچ مین **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ غَرِيبًا فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے اسلام شروع ہوا غربت سے (مدینہ مین) اور پھر ایسا ہی لوٹ آویگا جیسا

ن یحدثنا

ن مربادا

شروع ہوا تہا (مدینے کو) تو خوشی ہو غریبون کے لیے **ف** اسلام شروع ہوا مدینے سے یعنی
پہلے اون لوگون سے شروع ہوا جو مدینہ منورہ مین مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے آئے تہے اور وہ غریب مسافر تہے اپنے
وطن چہوڑ کر آئے تہے اور پہر ایسا ہی ہو جاویگا یعنی اخیر زمانے مین اسلام سمٹتے سمٹتے پہر مدینہ مین آجاویگا
اور ساری دنیا مین کفر کا زور ہوگا جو مسلمان ہون گے وہ کافرون کے ڈر سے مدینہ مین بہاگ کر آجاوین گے
قاضی عیاض نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ پہلے اسلام شروع ہوا تہا چند معدود لوگون سے پہر آخر زمانے
مین بہی اسیطرح گہٹ کر تہوڑے لوگون مین رہ جاویگا اب یہ جو فرمایا طوبی ہو غربا کے لیے تو طوبی کے معنی
خوشی اور سرور اور بعضون نے طوبی سے جنت کو مراد لیا ہے بعضون نے اس درخت کو جو جنت مین ہے اور
یہ سب معنی بن سکتے ہین (نووی) **عن** ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال
إن الإسلام بدأ غريبا وسيعود غريبا كما بدأ وهو يأرز بين المسجدين كما تأرز
الحية في جحرها **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام شروع
ہوا غربت مین اور پہر غریب ہو جاویگا جیسے شروع مین تہا اور وہ سمٹ کر دونون مسجدون (مکے اور مدینے)
کے بیچ مین آجاویگا جیسے سانپ سمٹ کر اپنے سوراخ مین (بلمین) چلا جاتا ہے **ف** قاضی عیاض نے
کہا اسکا مطلب یہ ہے کہ ایمان اول اور آخر دونون زمانون مین اسی حال پہ ہوگا کیونکہ اول زمانے مین جو سچا
ایمان دار تہا وہ مدینے مین چلا آیا یا تو ہجرت کرکے اسکو وطن بنانیکو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
کو اور آپ سے علم حاصل کرنیکو ایسا ہی خلفا کے زمانے مین رہا اور ایسا ہی اوس کے بعد جو عالم اپنے وقت
کے پیشوا اور امام گزرے ہین وہ حدیث حاصل کرنیکے لیے مدینہ مین آئے اور ہمارے زمانے تک بہی لوگ ہمیشہ
جاتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کے لیے اور وہان کے اور مشاہد اور آثار سے برکت
حاصل کرنے کے لیے تو مدینہ مین نہ آویگا مگر وہی جو مومن ہوگا انتہے سراج الوہاج مین ہے کہ شاید یہ واقعہ
قیامت کے قریب ہوگا اور اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلام اخیر زمانے تک رہیگا اور وہ غریب ہو
جاویگا اور حرمین مین سمٹ کر آجاویگا اور یہ وقت ابہی تک نہین آیا باوجود اسکے اسلام غریب ہوگیا ہے اور کیسی غربت
دوسری روایت مین ہے عمرو بن عوف سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین سمٹ کر حجاز مین آجاویگا
جیسے سانپ اپنی بل مین سما جاتا ہے اور دین حجاز سے اس طرح بندہ جاویگا جیسے بکری پہاڑ کی چوٹی سے
اور دین شروع ہوا ہے غربت سے اور پہر ایسا ہی ہو جاویگا جیسے شروع ہوا تہا تو خوشی ہو غربا کے لیے اور غربا

وہ ہین جو سدہار دین گے میری سنت کو جب لوگ بگاڑ دینگے اوسکو روایت کیا اوسکو ترمذی نے مرقاۃ مین ہے
کہ حجاز عرب کی اوس ٹکڑے کا نام ہے جس مین مکہ اور مدینہ ہو اور اس کے گرد کی بستیان اور یہ بات تو بعضون نے
کہا کہ پائی جاتی ہے اس زمانے مین اسلیے کہ تمام دنیا کے شہر پہر گئے ہین بیدینی سے اور اسوقت مین دین سمٹ
گیا ہے حجاز کیطرف اور حجاز سی اوس مبارک ٹکڑے کیطرف جسکو یمن کہتے ہین کیونکہ یمن سے ایک جماعت
پیدا ہوئی اہل حدیث کی جنہون نے سدہارا اُن سنتون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنکو لوگون نے
بگاڑ دیا تہا اور اب تک بعضی لوگ اُن ہی کے یمن مین باقی ہین یا تو ہمکو اون ہین سی کر اور ہمارا حشر اون کے
ساتہہ کر مترجم کہتا ہے کہ مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سی یہ معلوم ہوتی ہے کہ اخیر زمانے
مین اسلام کا تنزل شروع ہوگا اور جابجا کافر مسلمانون کے اوپر غالب ہوتے جاوینگے یہانتک کہ تمام ممالک
اور بلاد کافرون کی حکومت مین آجاوینگے اور سب جگہ کافرون کا زور ہوجاویگا اور آخر پہیرو ہی شہر یعنی مکہ اور
مدینہ جہان سی اسلام شروع ہوا تہا مسلمانون کے پناہ کی جگہہ ہوگی اور یہ امر کچہ ظاہر ہوچکا ہے اور کچہ باقی
ہے سب سے پہلے جو ملک مسلمانون کے قبضے سے گیا وہ اندلس کا ملک تہا جہان کی مسجدین اور مدرسے مسلمانون
کے بنوائی ہوئے اب تک یادگار ہین اور ایک مسجد قرطبہ مین اتنی بڑی ہے کہ ویسی مسجد دنیا مین اور کہین
نہین ہے افسوس ہے کہ نصاری نے غالب آکر اوس مسجد کو گرجا کر دیا ہے اور گذشتہ پچاس سال سی تو اسقدر جلد
جلد مسلمانون کا تنزل ہو رہا ہے اور اُنکی حکومتین برباد ہوتی جاتی ہین کہ اگر ایسا ہی زمانہ آئندہ رہیگا تو
بہت قریب زمانہ مین مسلمانون کی حکومت صرف مکہ معظمہ اور مدینہ مین رہ جاویگی وہ ملک جہان صدہا برس سے
مسلمان بستے اور رہتے تہے اور کافرون کا نام و نشان تک نہ تہا اب وہان پر کافر بادشاہ ہین اور مسلمان
ذلیل اور خوار پہلے ہندوستان کی بڑی وسیع اور زرخیز ولایت مسلمانون کے قبضے سے نکلکر نصاری کے
قبضے مین آئی پہر ابہی چند ہی روز گذری کہ کاشغر کو چین کے بت پرستون نے چہین لیا اور بخارا اور خیوا
اور وسط ایشیا کے ملک کو روس کے نصاری نے دبا لیا اور بلقان اور ابوسینیا اور سرویا اور جبل اسود جو
روم کے سلطان کے زیر نگین تہے وہ خودمختار ہوگئے اسیطرح یونان کا حاکم نصرانی بادشاہ خودمختار
ہوگیا اب اسوقت مین جب مین اس حدیث کی تفسیر لکہہ رہا ہون مرو اور ترکمانون کا ملک روس کے نصاری نے
دبا لیا ہے اور اسکی نظر افغانستان پر بہی ہے اور ادہر ہندوستان کے نصاری افغانستان کا
دعوی کر رہے ہین اور دولت مصر کو سلطان روم کے اختیار سے نکالکر وہان اپنا اقتدار جما رہے ہین اور

جزیرہ عرب کے کئی بنادر مثل عدن اور سواکن وغیرہ کے انکے قبضے مین گئے ہین اب جو دو سلطنتین نام کو باقی ہین یعنے روم اور ایران کی وہ بھی نصاری سے خائف اور لرزان ہین اور انہی کی مرضی کے موافق انتظام کرتے ہین حدود شرعیہ کا نام و نشان نہین فسق و فجور کا علی الاعلان بازار گرم ہے اب وہ زمانہ بہت قریب معلوم ہوتا ہے جب نام کے لیے بھی مسلمانون کی سلطنت اور حکومت نہ ہوگی اور وہ سب نصاری کی رعایا بن کر رہینگے اور جو سچے مسلمان ہونگے وہ ان کی حکومت سے بہاگ کر مکہ اور مدینہ مین دم لینگے اوسوقت اس حدیث کا پورے طور سے ظہور ہو جاویگا اگر کوئی کہے کہ مکہ اور مدینہ مین تو اسوقت خود بدعات کا زور ہے اور قرآن و حدیث کی نشر سے وہان کے شیاطین ہین جو مانع ہوتے ہین پہر اسلام کے سمٹنے سے مکہ اور مدینہ کیطرف کیا مراد ہوگا تو اوسکا جواب یہ ہے کہ ان شیاطین کا زور مکہ اور مدینہ مین فے الحال ہے جبکہ سچے اور پکے مسلمان ساری دنیا مین پہیلے ہوئے ہین پہر جب یہ سب سچے مسلمان کافرون سے ڈر کر مکہ اور مدینہ مین جا کر جمین گے تو ان شیاطین کی اچہی طرح خبر لینگے اور اسوقت مین بڑی آزادی کے ساتھ کتاب اور سنت کی پیروی حرمین مین ہوگی اور بدعات کی سرکوبی بخوبی ہو جاویگی جو کوئی زندہ رہیگا وہ اسکو دیکھیگا انشاء اللہ تعالی **عن** اَبِیْ هُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیَاْرِزُ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ کَمَا تَاْرِزُ الْحَیَّۃُ اِلٰی جُحْرِھَا **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان سمٹ کر مدینے مین اسطرح سے آجاویگا جیسے سانپ سمٹ کر اپنی بل مین سما جاتا ہے

باب ذِھَابِ الْاِیْمَانِ اٰخِرَ الزَّمَانِ اخیر زمانے مین ایمان کا مٹ جانا

عن اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی لَا یُقَالَ فِی الْاَرْضِ اللّٰہُ اللّٰہُ **ترجمہ** انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت نہوگی جب تک زمین مین اللہ اللہ کہا جاتا ہے **ف** پہر جب کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ رہیگا اوسوقت قیامت قائم ہوگی نووی نے کہا مراد یہ ہے کہ قیامت اوسی وقت ہوگی جب لوگ بدترین رہ جاوینگے جیسے دوسری روایت مین ہے اور یمن کیطرف سے ایک ہوا آویگی قیامت کے قریب تو سب مومن مر جاوینگے اوس ہوا سے۔ یہ بات کہ زمین مین کوئی اللہ کا نام لینے والا نہو پہلے مجھکو قیاس سے بعید معلوم ہوتی تھی پر اس زمانے مین اوسکی تصدیق ہوگئی اور حدیث پہ کامل یقین ہو گیا ہمارے زمانے مین اللہ کے منکر بہت پہیلتے جاتے ہین اور کوئی اللہ کا نام لیوے تو اوس پر ہنستے ہین پہر قیامت کے قریب کمبخت اسی قسم کے منکر یعنے دہری اور نیچری رہ جاوینگے اور اللہ کو ماننے والے سب اوٹھ جاوینگے

عَنْ انسٍ قالَ قالَ رسولُ اللهِ صلّی اللهُ علیہِ وسلّمَ لا تقومُ السّاعةُ علی احدٍ یقولُ
اللهُ اللهُ ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم ہوگی اوس شخص
پر جو اللہ اللہ کہتا ہوگا (بلکہ جب وہ مرلیگا اوسوقت قیامت ہوگی **باب** جوازِ الاستسرارِ بالایمانِ
للخائفِ جو شخص ڈرتا ہو اپنی عزت یا جان جانے سے تو وہ اپنے ایمان کو چھپا سکتا ہے عَنْ حذیفةَ
قالَ کنّا معَ رسولِ اللهِ صلّی اللهُ علیہِ وسلّمَ فقالَ احصُوا لی کم یلفظُ الاسلامَ قالَ فقلنا
یا رسولَ اللهِ أتخافُ علینا ونحنُ ما بینَ السّتِّمائةِ الی السّبعِمائةِ فقالَ انّکم لا تدرونَ لعلّکم قالَ
ان تُبتلَوا قالَ فابتُلینا حتّی جعلَ الرّجلُ منّا لا یصلّی الّا سرًّا ترجمہ حذیفہ سے روایت ہے ہم رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ تھے آپ نے فرمایا گنو کتنے آدمی اسلام کے قائل ہین پھر ہمنے کہا یا رسول اللہ کیا
آپ ڈرتے ہین ہمپر (کوئی آفت آنے سے دشمنون کی وجہ سے) اور ہم چھہ سو آدمیون سے لیکر سات سو تک ہین
ف یعنی ہماری تعداد اس قدر ہے پھر ہم کو دشمنون سے کیا خوف ہے آپ کیون ڈرتے ہین بخاری کی
روایت ہین ایک ہزار پانسو ہین اور ایک روایت مین پانسو ہین اور اس اختلاف کو یون رفع کیا
ہے کہ عورتین بچے سب ملاکر ایک ہزار پانسو ہون گے اور مرد چھہ سو سات سو ہونگے اور لڑنے کے قابل
پانسو ہون گے سبحان اللہ صحابہ کرام کے دل ایسے مضبوط تھے کہ صرف چھہ سو سات سو آدمیون
پر انکو دشمنون کا ڈر نہ تھا اور ایک یہ زمانہ ہے کہ صرف ہندوستان ہین سات کروڑ مسلمان ہین اور سارے
دنیا ہین تو بیس کروڑ سے کم نہ ہونگے پھر بھی اپنے دشمنون سے ایسا ڈرتے ہین جسکی انتہا نہین ت آپ
نے فرمایا تم نہین جانتے شاید بلا مین پڑجاو حذیفہ نے کہا پھر ایسا ہی ہوا ہم بلا مین پڑگئے یہانتک کہ بعضے ہم مین
سے نماز بھی چھپکے سے پڑھتے ف یہ اون فتنون مین ہوا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے
بعد ظاہر ہوئے اور مسلمان آپس مین لڑنے لگے پھر ایسی مصیبت آئی کہ نماز پڑھنا دشوار ہوگیا ایک ایک نگر
مین تنہا آخر گھر ہی مین پڑھنے لگے اور مسجد ہین جماعت موقوف ہوگئی ہمارے زمانے مین بھی مسلمان ایک دوسرے
کے ایسے دشمن ہوگئے ہین کہ ایک جماعت کی مسجد ہین دوسری جماعت والا نماز نہین پڑھ سکتا حالانکہ نماز ایسی
عبادت ہے کہ یہود اور نصاری بھی اوس سے منع نہین کرتے اور مینے ایک یہودی سے پوچھا کہ ہم تمہارے گرجا مین
نماز پڑھین اوس نے کہا شوق سے پڑھو کیونکہ گرجا خدا کا گھر ہے کسی کے ملک نہین پھر جو چاہے ہمین خدا کو یاد
کرے اور اوسکی بندگی کرے افسوس ہے کہ یہودیون کا تو یہ خیال ہو اور مسلمانون کی یہ کیفیت کہ اگر ایک مسئلہ

مین کوئی ان سے خلاف کرے تو پھر اسکو اپنی مسجد مین آنے نہین دیتے لاحول ولا قوۃ الا باللہ تعالی فرماتا ہے اور اس سے
زیادہ ظالم کون ہی جو اللہ کی مسجدون مین اللہ کی یاد سے کسی کو روکے تمام اہل قبلہ کو لازم ہے کہ کسی شخص کو خواہ
وہ کتنا ہی مخالف ہو مسجد مین آنے سے اور وہین نماز پڑھنے سے منع نکرین یہانتک کہ شیعہ اور خارجی اور
معتزلے کو بھی منع کرنا اور نماز سے روکنا نادرست ہی **باب** تألف قلب من یخاف علی ایمانہ
لضعفہ والنہی عن القطع بالایمان من غیر دلیل قاطع جو شخص ضعیف الایمان ہو اسکا دل ملانا
اور جب تک ایمان کا یقین نہو کسی شخص کو مومن نہ کہنا **عن** سعد بن ابی وقاص قال قسم رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسما فقلت یا رسول اللہ اعط فلانا فانہ مومن فقال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم او مسلم اقولہا ثلاثا ویرددہا علی ثلاثا او مسلم ثم قال انی لاعطی
الرجل وغیرہ احب الی منہ مخافۃ ان یکبہ اللہ عز وجل فی النار **ترجمہ** سعد بن
ابی وقاص سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مال بانٹا تو مین نے عرض کیا یا رسول اللہ فلانے
کو دیجیے وہ مومن ہے آپ نے فرمایا یا مسلمان ہے **ف** یعنی تو اسکو یقینا مومن کیسے کہتا ہے شاید مسلم ہو
تو یون کہہ وہ مومن ہے یا مسلم ہے تو اس حدیث سے ایمان کا انکار نہین نکلتا بلکہ منع کیا آپ نے اوسکو
یقینا مومن کہنے سے اسوجہ سے کہ اسکا ایمان دلیل یقینی سے ثابت نہوا ہوگا دوسرے یہ کہ ایمان ایک فعل
قلبی ہے اوسکا حال اللہ ہی خوب جانتا ہے برخلاف اسلام کے کہ وہ ظاہری زبان سے اقرار کرنے سے اور صاحب
تحریر نے کہا کہ اس مین اشارہ ہے اوس شخص کے مومن نہونے کا حالانکہ اس مین اشارہ ہی اس کے مومن ہونے
کا کیونکہ آگے آپ نے فرمایا کہ بعضی شخص کو مین زیادہ چاہتا ہون پر دیتا اورون کو ہون ایسا نہو وہ جہنم مین اوندھا
گرایا جاوے اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایمان اور اسلام مین فرق ہے اور اس مسئلہ مین بڑا
اختلاف ہی اور کچھ بیان اسکا اوپر گذر چکا اور اس مین اشارہ ہی اس مذہب کیطرف جو حق ہے کہ فقط زبان
سے اقرار کر لینا کافی نہین جب تک دل سے یقین نہو اور کرامیہ اور بعضے مرجیہ یہ کہتے ہین کہ صرف زبان
سے اقرار کر لینا کافی ہے حالانکہ یہ صاف غلطی ہے اور خلاف ہی مسلمانون کے اجماع کے اور خلاف ہی اون آیات
اور احادیث کے جن سے منافقون کا کفر ثابت ہوتا ہے حالانکہ منافقون کا یہی حال تھا کہ وہ دل سے یقین نہ
رکھتے تھے پر زبان سے اقرار کرتے تھے (نووی) **ت** مین نے تین بار یہی کہا کہ وہ مومن ہی آپ نے
ہر بار یہی فرمایا مسلمان ہے پھر آپ نے فرمایا مین ایک شخص کو دیتا ہون حالانکہ دوسرا کو اس سے زیادہ چاہتا ہون

اس ڈر سے کہ کہین خدا اوسکو اوندہے منہ جہنم مین نہ گرا دے **ف** یعنی بعض آدمی ضعیف الایمان ہوتا ہے اور مین اوسکو دنیا کا مال دیتا ہون تو اسوجہ سے نہین دیتا کہ مین اوسکو زیادہ چاہتا ہون چاہتا تو مین دوسرے کو ہون جسکا ایمان قوی ہے پر ضعیف الایمان کو اوسکا ایمان بچانے کے لیے دیتا ہون ایسا نہو کہ وہ دنیا کا مال نہ ملنے سے خفا ہو جاوے اور اسلام سے پہر جاوے پہر جہنم مین اوندہے منہ گرے اور جسکا ایمان قوی ہے اوسکو اتنی ضرورت مال دینے کی نہین کیونکہ وہ ایمان سے پہرنے والا نہین نووی نے کہا اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حاکم سے سفارش کرنا درست ہے جائز کام مین اور بار بار وہی بات کہنا بہی جائز ہے اور مفضول فاضل کو وہ بات بتا سکتا ہے جس مین کوئی مصلحت ہو اور فاضل کو ضرور نہین کہ ہر مشورہ قبول کرے بلکہ اوسمین غور اور فکر کرے اگر مصلحت کے خلاف ہو تو اوسکو رد کر سکتا ہے اور کسی کو یقینا مومن کہنا نہین چاہیے جب تک دلیل یقینی نہو اور امام اپنی راے کے موافق مال کو صرف کر سکتا ہے ضروری کام مین پہر جو اوس کے بعد ضروری ہو اسی طرح اور کسی کے جنت مین جانیکا یقین نہین مگر جنکے لیے نص آگیا جیسے عشرہ مبشرہ وغیرہم اور یہ اسپر اجماع ہے اہل سنت کا **عن** سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَى رَهْطًا وَسَعْدٌ جَالِسٌ فِيهِمْ قَالَ فَتَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُعْطِهِ وَهُوَ أَعْجَبُهُمْ إِلَيَّ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مُسْلِمًا قَالَ فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مُسْلِمًا إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ أَنْ يُكَبَّ فِي النَّارِ عَلَى وَجْهِهِ

ترجمہ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگون کو مال دیا اور مین وہان بیٹہا تہا تو آپنے بعضون کو نہین دیا حالانکہ وہ میرے نزدیک اون سب مین بہتر تہے مین نے کہا یا رسول اللہ آپ نے فلانیکو کیون نہین دیا مین تو قسم خدا کی اوسکو مومن جانتا ہون آپنے فرمایا یا مسلم پہر تہوڑی دیر تک مین چپکا ہو رہا بعد اوس کے وہی خیال نے زور کیا اور مین نے کہا یا رسول اللہ آپنے فلانے کو کیون نہین دیا قسم خدا کی مین اوسکو مومن جانتا ہون آپ نے فرمایا تہوڑی دیر چپ ہو رہا بعد اوس کے وہی خیال نے زور کیا اور مین نے کہا یا رسول اللہ آپنے فلانے کو کیون نہین دیا قسم خدا کی مین تو اسکو مومن جانتا ہون آپنے فرمایا یا مسلم مین دیتا ہون ایک شخص کو اور مجہے دوسرے سے زیادہ محبت ہوتی ہے اس ڈر سے کہ کہین اوندہے منہ جہنم مین نہ گرے

فَقَالَ فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مُسْلِمًا

م سعد

خشیۃ

صو یا مسلم پہر

عَنْ سَعْدٍ اَنَّهٗ قَالَ اَعْطٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَھْطًا وَّ اَنَا جَالِسٌ فِیْھِمْ بِمِثْلِ حَدِیْثِ ابْنِ اَخِی ابْنِ شِھَابٍ عَنْ عَمِّہٖ وَزَادَ فَقُمْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَارَرْتُہٗ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَالَکَ عَنْ فُلَانٍ **ترجمہ** سعد سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو دیا اور میں بیٹھا تھا پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گذری اتنا زیادہ ہے آخر میں اٹھا اور میں نے چپکے سے کہا یا رسول اللہ آپ نے فلانے کو کیوں چھوڑ دیا۔ **عَنْ** مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ یُحَدِّثُ ھٰذَا الْحَدِیْثَ فَقَالَ فِیْ حَدِیْثِہٖ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِہٖ بَیْنَ عُنُقِیْ وَکَتِفِیْ ثُمَّ قَالَ اَقِتَالًا اَیْ سَعْدُ اِنِّیْ لَاُعْطِی الرَّجُلَ **ترجمہ** محمد بن سعد سے یہی حدیث روایت کی گئی ہے اسمیں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میری گردن اور مونڈھے کے بیچ میں مارا اور فرمایا کیا لڑتا ہے اے سعد میں دیتا ہوں ایک آدمی کو آخر تک

بَابٌ زِیَادَۃِ طَمَانِیْنَۃِ الْقَلْبِ بِتَظَاھُرِ الْاَدِلَّۃِ جب دلیلیں خوب پہنچ جاویں تو دل کو زیادہ اطمینان حاصل ہوتا ہے **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّکِّ مِنْ اِبْرَاھِیْمَ اِذْ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِی الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ قَالَ وَیَرْحَمُ اللّٰہُ لُوْطًا لَقَدْ کَانَ یَاْوِیْ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِی السِّجْنِ طُوْلَ لُبْثِ یُوْسُفَ لَاَجَبْتُ الدَّاعِیَ **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمکو شک کیوں نہ ہو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شک ہوا اونہوں نے کہا اے پروردگار مجھکو دکھلادے تو کس طرح جلاوے گا مردوں کو پروردگار نے فرمایا کیا تجھے یقین نہیں اس بات کا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کیوں نہیں مجھکو یقین ہے پر میں چاہتا ہوں کہ میرے دل کو اور زیادہ اطمینان ہو جاوے

ف نووی نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے اس عبارت کے مطلب میں کہ ہمکو شک کیوں نہ ہو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہوئی کئی اقوال پر سب سے بہتر اور صحیح وہ ہے جو امام ابو ابراہیم مزنی اور ایک جماعت علماء نے بیان کیا ہے یعنی مطلب اسکا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شک ہونا محال تھا اور جو انکو شک ہوتی باوجود پیغمبر ہونے کے تو اور پیغمبروں کو بھی شک ہوتی حالانکہ تم جانتے ہو کہ مجھ کو شک نہیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی شک تھی اور یہ آپ نے اسواسطے فرمایا کہ جب یہ آیت اوتری وَاِذْ قَالَ اِبْرَاھِیْمُ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِی الْمَوْتٰی الآیۃ تو بعضے لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر غلط گمان کیا اور یہ کہا کہ انکو شک ہوئی مردوں

کے جی اوٹھنے مین اور ہمارے پیغمبر کو شک نہین ہوی تب آپنے اون کا گمان غلط کرنے کے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پیغمبر تہے اور پیغمبر ہی کیسے خلیل اللہ پہر اگر انکو شک ہوتی تو مجہکو بہی ضرور شک ہوتی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آپ نے اپنے اوپر مقدم کیا بطریق تواضع اور ادب کے اور شاید اسوقت تک آپکو معلوم نہوا ہوگا کہ آپ سب پیغمبرون سے درجے مین زیادہ ہین پہر اختلاف کیا ہے علما نے کہ جب حضرت ابراہیم کو شک نہ تہی تو اونہون نے خدا سے درخواست کیون کی کہ مجہکو دکہلا دے تو کیونکر جلا دیگا مردون کو بیان کیا ہے کئی وجہون کو لیکن ظاہر یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مردون کے جی اوٹھنے پر یقین تہا پر انہون نے چاہا کہ اور زیادہ دل کو اطمینان ہوجاوے اور یہ اس طرح ہے کہ پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دلائل سے علم حاصل ہوچکا تہا کہ اللہ تعالی مردون کو جلا دیگا لیکن انہون نے اپنی آنکہہ سے اس امر کو نہ دیکہا تہا اسواسطے انہون نے چاہا کہ علم استدلالی سے بڑہکر یقین حاصل ہو اور وہ مشاہدہ سے ہوتا ہے کیونکہ علم استدلالی مین شکوک باقی رہتے ہین پہر مشاہدہ سے وہ سب شکوک مٹ جاتے ہین یہ مذہب ہے امام ابو منصور ازہری کا دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا درجہ خدا کے پاس آزمانا چاہا کہ خدا انکی درخواست قبول کرتا ہے یا نہین اور اس صورت مین اولم تؤمن کے یہ معنے ہونگے کیا تجہکو یقین نہین اسبات کا کہ تو میرا دوست ہے اور تیرا مرتبہ اور درجہ میرے نزدیک بڑا ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے یقین کو بڑہانا چاہا اگرچہ پہلے ہی انکو یقین تہا اور شک بالکل نہ تہی پر وہ علم الیقین تہا انہون نے چاہا کہ اس سے بڑہکر عین الیقین کا درجہ حاصل ہو چوتہی وجہ یہ ہے کہ جب انہون نے مشرکون پر دلیل قائم کی کہ میرا پروردگار جلاتا اور مارتا ہے تو خدا سے چاہا کہ اس امر کو دکہلا دے تا انکی دلیل صاف ثابت ہوجاوے اور بعضون نے اور وجہین بیان کی ہین پر وہ ظاہر نہین ہین امام ابو الحسن واحدی نے کہا اختلاف کیا ہے لوگون نے کہ حضرت ابراہیم ع نے یہ سوال کیون کیا تو اکثر لوگون نے کہا ہے کہ انہون نے ایک مردار جانور دریا کے کنارے دیکہا جسمین سے درندے اور پرندے اور دریا کے جانور کہا رہے تہے انکو یہ خیال آیا کہ اس جانور کے ٹکڑے کیونکر اکٹہا ہونگے اور ان کے دلکو شوق ہوا کہ مردے کا جی اوٹہنا دیکہین انکو شک نہ تہی لیکن اونہون نے یہ بات چاہی کہ اوسکو دیکہہ لین جیسے مومنین چاہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جنت کو دیکہین اور خدا کے دیدار کی طالب ہین حالانکہ انکو یقین ہے ان سب کا اور شک نہین ہے اون مین انتہے

ف اللہ رحم کرے اللہ تعالے حضرت لوط علیہ السلام پر وہ پناہ چاہتے تہے مضبوط سخت کی **ف** جب

فرشتے اللہ کا عذاب لیکر حضرت لوط علیہ السلام پاس آئے تو خوب صورت لڑکون کی بھیس مین آئے تھے حضرت لوط نے انکو مہمان سمجھکر اونکی مہمانی کرنا چاہے پر اونکی قوم کے لوگ جو لواطت اور لونڈی بازی مین مبتلا تھے جمع ہوکر آئے اور ان مہمانون کو ستانا چاہا حضرت لوط نے کوئی دقیقہ ان مہمانون کی خاطرداری اور دلجوئی مین نہ چھوڑا اور اپنی قوم کے لوگون سے کہا خدا سے ڈرو اور مجھکو رسوا مت کرو مہمانون کے روبرو اگر تمکو ایسی ہی خواہش ہے تو میری بیٹیان حاضر ہین اسپر بھی اونہون نے نہ مانا تب حضرت لوط نے فرمایا کاش مجھے زور ہوتا تو تمکو روکتا یا پناہ لیتا کسی مضبوط سخت کی یعنی میرے کنبے والے ہوتے تو ان کی پناہ لیتا اور جو اونہون نے اپنی قوت کا اور اپنے کنبے والون کی پناہ کا ذکر کیا تو اسوجہ سے نہ تھا کہ وہ خدا سے غافل تھے بلکہ اونہون نے اپنے مہمانون کے دل کو خوش کرنا چاہا کہ میرا بس جہانتک چلتا مین تم کو بچاتا اور شاید اسوقت رنج مین اللہ تعالی کی پناہ لینا بھول گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا اونپر رحم کرے **ف** اور اگر مین قیدخانے مین اتنے دنون رہتا جتنے دن حضرت یوسف علیہ السلام رہے تو مین تو فوراً بلانے والے کے ساتھ چلا جاتا **ف** جب زلیخا کی تہمت سے حضرت یوسف علیہ السلام قید ہوئے تو مدت تک یعنی کئی برس تک قیدخانے مین رہے آخر عزیز مصر کیطرف سے ایک بلانے والا آیا کہ چلکر اسکی خواب کی تعبیر بیان کرین پر حضرت یوسف نے نہ مانا اور فرمایا جب تک عورتون کے مکر کی دریافت نہوگی اور میری صفائی بالکل نہ ہو جاویگی اوسوقت تک مین نہ آؤنگا تو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت یوسف کی فضیلت بیان کی اون مین کسقدر صبر اور استقلال تھا کہ ایسا دوسرے مین ہونا مشکل ہے ورنہ انسان جب مصیبت مین گرفتار ہوتا ہے تو جسطرح ہو سکے اوس سے چھوٹنے مین جلدی کرتا ہے ۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَفِيْ حَدِيْثِ مَالِكٍ وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ قَالَ ثُمَّ قَرَءَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ حَتّٰى جَازَهَا **ترجمہ** دوسری روایت بھی ابوہریرہ سے ایسی ہی ہے اس مین یہ ہے کہ پڑھا آپنے اس آیت کو یہانتک کہ پورا کیا اوسکو۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ كَرِوَايَةِ مَالِكٍ بِاِسْنَادِهٖ وَقَالَ ثُمَّ قَرَءَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ حَتّٰى اَنْجَزَهَا **ترجمہ** وہی جو اوپر گذرا

باب وُجُوْبِ الْاِيْمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جَمِيْعِ النَّاسِ وَنَسْخِ الْمِلَلِ بِمِلَّتِهٖ ہمارے پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کا یقین کرنا اور تمام شریعتون الملل
کو آپ کی شریعت سے منسوخ سمجھنا واجب ہے **عَنْ** اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا قَدْ اُعْطِيَ مِنَ الْاٰيَاتِ مَا مِثْلُهُ اٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَ اِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ اُوْتِيْتُ وَحْيًا اَوْحَى اللّٰهُ اِلَيَّ عَزَّ وَجَلَّ وَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ترجمہ

ابو ہریرہ سی روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک پیغمبر کو ہی معجزے ملی ہین جو اوسکے پہلی دوسرے پیغمبر کو مل چکے تھے پہر ایمان لائی اوسپر آدمی لیکن مجھکو جو معجزہ ملا وہ قرآن ہے جو اللہ نے مجھکو بہیجا ہے (ایسا معجزہ کسی پیغمبر کو نہین ملا) اسلیے مین امید کرتا ہون کہ میری پیروی کرنیوالے اور پیغمبرون کی پیروی کرنیوالون سی زیادہ ہونگے قیامت کے دن ف یعنی میرا معجزہ قرآن ایسا کہلا معجزہ ہے جو پہلے کسی پیغمبر کو نہین ملا اسلیے میری تابع زیادہ ہون گے یا قرآن ایسا معجزہ ہے جسمین سحر وغیرہ کا شبہ نہین ہو سکتا برخلاف اور معجزون کے کہ انمین سحر وغیرہ کا شبہ ہو سکتا تہا اسلیے میری پیروی کرنے والے زیادہ ہونگے یا اور پیغمبرون کے معجزے گذر گئے جب ہی انکا زمانہ گذر گیا اور میرا معجزہ جو قرآن ہے قیامت تک باقی ہی اور وہ معجزہ اسواسطے ہے کہ قرآن کے طرز بیان اور اسکی فصاحت اور بلاغت اور غیب کے حالات نے سب آدمیونکو عاجز کر دیا کہ کوئی اسکی مثل ایک سورہ بہی بنا سکے اگرچہ وہ سب جمع ہون تب ہی نہین ہو سکتا اور آج تیرہ سو برس گذری ہزارون قرآن کے مخالفین ہوئے پر کسی سے یہ نہو سکا کہ اس کے مقابلہ کی ایک سورت بناتا ہمارے زمانے مین بعض بیوقوف عقل کے دشمن ہندی بہائی ایسے نکلے ہین جو قرآن کی عربیت کو فصیح نہین جانتے اور اسپر اعتراض کرتے ہین کوئی ان سے پوچہے کہ تمنے عربی زبان مین کیا لیاقت پیدا کی ہے اور صرف و نحو بہی جانتے ہو یا نہین تو جواب ملتا ہی کہ نہین سبحان اللہ منہ کی کو ہی نہ کام ہوا بڑے بڑے عرب کے اہل زبان تو قرآن کو سنکر حیران ہوگئے اور ایمان لائے اور آجتک اسکی فصاحت اور بلاغت اور طرز بیان بےمثل ہونیکا اقرار کرتے ہین پر یہ کل کے لونڈے یا ہندی لوبرے کہوسٹ جنکو کوئی مسلمان کی حکومت مین ٹکے کو نہ پوچہے مسلمانون کے مصلح بن کر بیٹھے ہین اور یہ اصلاح کرتے ہین کہ حدیث اور قرآن کو مٹاتے ہین لا حول ولا قوۃ — پہر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین فرمایا کہ مجھکو امید ہی کہ میری پیروی کرنے والے زیادہ ہونگے قیامت کے دن یہ بہی آپ کا ایک معجزہ ہی کیونکہ آپ کی وفات کے بعد اللہ تعالی نے اسلام کو ایسی رونق بخشی کہ مغرب سی مشرق تک پہیل گیا اور بڑی بڑی ولایتین مسلمانون نے فتح کین اور جیسی امید آپ کو تہی ویسی ہی اللہ تعالی نے کر دکہایا خدا کا شکر ہے اوسکی نعمتون پر جو بے انتہا ہین — ای خدا جیسے تو نے پہلے اسلام کو ترقی بخشی تہی اور مخالفین کو زیر کیا تہا ویسی ہی اس زمانہ مین بہی اسلام کی مدد کر اور اپنے سچے دین اور سچے پیغمبر کی طفیل سے مسلمانون

کے دلون کو مضبوط کرتا وی پہر تیرے دین کی ترقی ہین مصروف ہون اور دنیا ہین نیکنامی اور عزت اور آخرت ہین ثواب اور جنت حاصل کرین آمین یارب العلمین **عن** اَبِی هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَا یَسْمَعُ بِیْ اَحَدٌ مِّنْ ھٰذِہِ الْاُمَّةِ یَھُوْدِیٌّ وَّلَا نَصْرَانِیٌّ ثُمَّ یَمُوْتُ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِالَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِہٖ اِلَّا کَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اسکی جس کے ہاتھ ہین محمد کی جان ہے اس زمانے کا آخیر وقت اوسکے بعد قیامت تک) کوئی یہودی یا نصرانی (یا اور کوئی دین والا) میرا حال سنے پہر ایمان نلاوے اوسپر جسکو مین دیکے بہیجا گیا ہون (یعنی قرآن پر) تو جہنم ہین جاویگا **ف** نووی نے کہا اسحدیث سے ثابت ہوا کہ اگلی شریعتین سب منسوخ ہوگئین ہمارے پیغمبر کی شریعت سے اور یہ بات نکلی کہ جسکو اسلام کی دعوت نہ پہونچی وہ معذور ہے کیونکہ یہ قاعدہ اصول ہین ثابت ہوچکا ہے کہ شریعت آنے سے پیشتر کوئی حکم انسان پر نہین ہوتا انتہی - اگرچہ اس زمانہ ہین مسلمان ہر ایک ملک اور ولایت ہین پہیل گئے ہین پر وہ سب کے سب اپنی دنیا کے کامون ہین مصروف ہین اور دین کو انہون نے بالائے طاق رکھ دیا ہے الا ماشاءاللہ دین کی دعوت کافرون کو توکجا وہ عام مسلمانون کو بھی دین کے احکام نہین بتلاتے یہانتک کہ اکثر مسلمان شریعت کے احکام سے بالکل ناواقف ہوگئے ہین اور صرف نام کے لیے مسلمان کہے جاتے ہین یہ دعوت دین کی ایسی ضروری چیز ہے کہ ہر ایک پیغمبر نے اپنی ساری عمر اسمین صرف کی ہے اور اسکا فائدہ بیحد اور بے شمار ہے جب حضرت عیسی علیہ السلام خدا تعالے کے پاس تشریف لے گئے تو اُن کے حوارین نے دین کی دعوت پہیلانا شروع کی اور باوجودیکہ اُن کے مخالف زور آور اور دنیا کے حاکم تہے پر آخر اس دعوت نے رفتہ رفتہ ایسا اثر کیا کہ مخالفین کی قوت ٹوٹ گئی اور ہزارون لاکھون ان ہین سے عیسوی ہوگئے اور آخر عیسویون کی قوت یہانتک بڑہی کہ ساری دنیا ہین اُن کا دین پہیل گیا چنانچہ ہمارے زمانے تک اوس دعوت کا اثر باقی ہے اور اب تک عیسوی عالم دعوت کو نہین چہوڑتے اور رات دن تحریر اور تقریر سے عیسوی مذہب کو تائید اور مدد دیتے ہین اور جس طرح لوگون کو سنتے ہین کہ وہ دین عیسوی سے ناواقف ہین وہان فوراً جیسے ہوسکتا ہے پہونچتے ہین اسکام ہین جان جاوے جاہے عزت سب قبول ہے وہ اپنا دین پہیلانیکے لیے سب گوارا کرلیتے ہین بڑا افسوس ہے کہ مسلمان اس سے بالکل غافل ہین اور انکے ملا اور مولوی اور درویش سوائے آرام سے روٹیان کہانیکے دین کا کوئی کام نہین کرتے نہ سفر کرتے ہین نہ اور طرح

کی اقوام کی زبانوں سے کچھ ہیں نہ اور زبانوں میں اسلام کی کتابون کا اور قرآن کا ترجمہ پہیلاتے ہیں ہماری
بڑے رنج کی بات ہے کہ نصارے نے اپنی و انجیل کتب سے قرآن کا ترجمہ انگریزی اور فرانسیسی اور جرمنی زبانون
مین کیا ہے مسلمانون کو یہ توفیق نہیں کہ وہ قرآن کا اور دین کی کتابون کا ترجمہ غیر زبانون مین خصوصاً
کافرون کی زبانون مین کرکے اوس کے ہزارون لاکھون نسخے کافرون مین پہیلادین تاکہ وہ سچے دین شریعت سے
واقف ہون نصاری نے اپنا دین ایسا خراب کر لیا ہے کہ عاقل آدمی اگر ذرا بھی اپنے عقل سے کام لیوے تو اسکو
یہ دین لغو معلوم ہوتا ہے تین خدا کا ایک خدا اور ایک کے تین ایسی لغو ایسی بات ہے جو کسی کے ذہن مین نہیں
آتی پھر یہ کہنا کہ عیسی خدا کے بیٹے ہیں باوجودیکہ عیسی کہاتے تہے اور پیتے تہے اور سکتے تہے اور سوتے تہے اوس سے
بھی زیادہ خلاف قیاس اور بعید از عقل ہے تو بھی وہ دعوت کی زور سے کم عقلون اور بیوقوفون مین بہی
پہیلا جاتا ہے اور اسلام کا دین ایسا صاف اور ستہرا اور بے لوث ہے جسمین یہ ہے کہ ایک سچا خدا برحق کہ جس نے
سب کو اور آسمان اور زمین اور سب مخلوقات کو پیدا کیا اسی کی پرستش ہے اور اس دین مین کوئی بات
عقل سلیم کے خلاف نہین جیسے اور دینون مین پائی جاتی ہے پہر یقین ہے کہ اگر مسلمان نصاری
کی نسبت اپنی پیارے دین کے پہیلانے مین عشر عشیر بہی کوشش کرین تو اسکا اثر نصاری کی کوشش سے
کہین زیادہ ہوگا اور چونکہ اس زمانے مین لوگون کا رجحان عقل کیطرف زیادہ ہے پس اسمین کوئی شک نہین
کہ وہ سب دینون مین اسلام کو ترجیح دینگے اور شرک و کفر کو چہوڑ کر خدای برحق کی توحید کے قائل ہونگے جو سب
سے اعلی رکن اسلام کا ہے اب یہ دعوت مختلف طور پر ہوسکتی ہے کچھ لوگ قرآن اور حدیث کا ترجمہ کافرون
کی زبانون مین کرین کچھ اسلام کی حقیت کو دلائل عقلی اور مذہب کو نہایت صاف طور سے لکہکر ہر ایک
قوم کے کافرون مین پہیلادین کچھ کافرون کی زبان سیکہکر اون کے ملک مین جاکر زبانی پند و نصیحت
اور دعوت کرین و لہذا سنیے الشعبی قال رأیت رجلا من اہل خراسان سأل الشعبی فقال
یا ابا عمرو ان من قبلنا من اہل خراسان یقولون فی الرجل اذا اعتق امته ثم تزوجها فہو کالراکب
بدنته فقال الشعبی حدثنی ابو بردة بن ابی موسی عن ابیه ان رسول الله صلی الله علیه
وسلم قال ثلاثة یؤتون اجرہم مرتین رجل من اہل الکتاب آمن بنبیه وادرک النبی
صلی الله علیه وسلم فآمن به واتبعه وصدقه فله اجران وعبد مملوک ادی حق الله
علیه وحق سیده فله اجران ورجل کانت له امة فغذاها فاحسن غذاءها ثم ادبها

فَاَحْسَنَ اَدَبَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ اَجْرَانِ ثُمَّ قَالَ الشَّعْبِيُّ لِلْخُرَاسَانِيِّ خُذْ هٰذَا الْحَدِيْثَ بِغَيْرِ شَيْءٍ فَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِيْمَا دُوْنَ هٰذَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ **ترجمہ** ایک شخص جو خراسان کا رہنے والا تھا شعبی سے پوچھا کہ ہمارے ملک کے لوگ کہتے ہین جو شخص اپنی لونڈی کو آزاد کرے پھر اس سے نکاح کرلیوے تو اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی ہدی کے جانور پر سواری کرے شعبی نے کہا مجھسے بیان کیا ابو بردہ بن ابی موسی نے انہون نے ابو موسی اشعری اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیون کو دوہرا ثواب ملیگا ایک تو اس شخص کو جو اہل کتاب مین سے ہو (یعنے یہودی یا نصرانی) ایمان لایا ہو اپنے پیغمبر پر پھر زمانہ پاوے اور مجھپر بھی ایمان لاوے اور میری پیروی کرے اور مجھکو سچا جانے تو اوسکو دوہرا ثواب ہے اور ایک اس غلام کو جو اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے میان کا بھی اوسکو دوہرا ثواب ہے اور ایک اوس شخص کو جسکے پاس ایک لونڈی ہو پھر اچھی طرح اوسکو کھلاوے اور پلاوے بعد اوسکے اچھی طرح تعلیم اور تربیت کرے پھر اوسکو آزاد کرے اور اس سے نکاح کرلیوے تو اسکو بھی دوہرا ثواب ہے پھر شعبی نے خراسانی سے کہا تو یہ حدیث لے بے محنت نہین تو ایک شخص اس سے ہلکی حدیث کیلیے مدینے تک سفر کرتا **ف** شعبی نے اسواسطے کہا کہ خراسانی کو حدیث کی قدر ہو اور وہ اوسکو یاد رکھے سبحان اللہ اگلے لوگون نے دین کیواسطے کیسی بے انتہا کوششین کین ہین کہ ایک ایک حدیث سننے کیواسطے منزلون کا سفر کیا اور تکلیفین اٹھائین اللہ انکو جزاے خیر دیوے تمام مسلمانون کیطرف سے اس لیے کہ انکا احسان سب کا اوپر ہے نووی نے کہا اس حدیث سے بڑی فضیلت نکلی اوس اہل کتاب کی جو مسلمان ہو جاوے اور اس غلام کی جو خدا کے اور میان کے دونون کے حقوق ادا کرے اور اس شخص کی جو اپنی لونڈی کو آزاد کرکے اوس سے نکاح کرلیوے **عَنْ** صَالِحِ بْنِ صَالِحٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ **ترجمہ** دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

بَابُ بَيَانِ نُزُوْلِ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ حَاكِمًا بِشَرِيْعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حضرت عیسی علیہ السلام کے اترنے کا بیان اور شریعت محمدی کے موافق چلنے کا **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَّنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضَ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهُ اَحَدٌ **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے البتہ قریب ہے جب اوترین گے تمھین

وَاِكْرَامِ اللّٰهِ هٰذِهِ الْاُمَّةَ زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا وَبَيَانِ الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ هٰذِهِ الْمِلَّةَ لَا تُنْسَخُ وَاَنَّهُ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْهَا ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

مریم کے بیٹے تم لوگون مین اور حکم کرینگے موافق اس شریعت کے اور انصاف کرین گے اور توڑ ڈالینگے ترسول کو (جو نصاری نے بنا رکھی ہے اور اسکی پرستش کرتے ہین) اور مار ڈالینگے سور کو اور موقوف کر دین گے جزیے کو اور بہت دینگے مال کو یہانتک کہ کوئی نہ لیگا **ف** نووی نے کہا حضرت عیسی علیہ السلام توڑ ڈالین گے ترسول کو اس سے یہ نکلتا ہے کہ منکرات اور لہو ولعب اور باطل کے آلات جیسے باجے اور بانسری وغیرہ توڑ ڈالنا چاہیے اور سور کا مارنا بھی اسی قسم مین سے ہے اور اس مین دلیل ہے اوس مذہب کی جو مختار ہے کہ سور کو ہم جہان پاوین اگرچہ دار الکفر مین ہو اور ہم قادر ہون اوس کے قتل پر تو قتل کرین ہم اسکو اور یہ قول شاذ ہے کہ اوسکو چھوڑ دین اور یہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسی موقوف کر دین گے جزیے کو یہی صحیح معنے ہین حدیث کا یعنی اوس زمانے مین کافرون کو حکم ہوگا یا مسلمان ہون یا قتل کیے جاوین جزیہ لینا موقوف کیا جاویگا ایسا ہی کہا ہے امام ابو سلیمان خطابی نے اور قاضی عیاض نے نقل کیا بعض علماء سے کہ حضرت عیسی جزیہ مقرر کرینگے سب کافرون پر اور اسی وجہ سے مال کی زیادتی ہوگی پر یہ صحیح نہین ہے اور ٹھیک معنی وہی ہے جو خطابی نے کہا اور یہی مذہب ہے گروہ جمہور علما کا مگر اس صورت مین یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ حکم تو خلاف شریعت محمدی ہے اور حدیث مین یہ آیا ہے کہ حضرت عیسی موافق شریعت محمدی کے حکم کرینگے اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حکم شریعت محمدی کے خلاف نہین ہے اس لیے کہ جزیہ لینے کا حکم اوسی وقت تک ہے جب تک حضرت عیسی علیہ السلام نہ اترین اور جب یہ امر حدیث مین مصرح ہے تو یہ حکم ہماری شریعت محمدی کا ہوا نہ عیسی علیہ السلام کا اور یہ جو فرمایا بہت دینگے مال کو تو مطلب یہ ہے کہ عدل و انصاف کی وجہ سے برکت بہت ہوگی اور مال بڑھ جاویگا یا زمین اپنے خزانے نکال دیگی جیسے دوسری حدیث مین آیا ہے یا لوگون کی رغبت مال کی طرف کم ہوگی بوجہ قرب قیامت کے جیسے مال بہت پڑا رہیگا اور اللہ خوب جانتا ہے اصل حال کو **عَنِ** الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عُيَيْنَةَ اِمَامًا مُقْسِطًا وَحَكَمًا عَدْلًا وَفِيْ رِوَايَةِ يُوْنُسَ حَكَمًا عَادِلًا وَلَمْ يَذْكُرْ اِمَامًا مُقْسِطًا وَفِيْ حَدِيْثِ صَالِحٍ حَكَمًا مُقْسِطًا كَمَا قَالَ اللَّيْثُ وَفِيْ حَدِيْثِهٖ مِنَ الزِّيَادَةِ وَحَتّٰى تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ الْاٰيَةَ **ترجمہ** زہری سے دوسری روایتین بھی ایسی ہی ہین ابن عیینہ کی روایت مین ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام امام ہونگے انصاف کرنیوالے اور حاکم ہونگے عدل کرنے والے اور یونس کی روایت مین ہے کہ حاکم ہون گے عدل کرنیوالے اور اسمین یہ نہین ہے کہ امام ہونگے انصاف کرنے

والے جیسے لیث کی روایت میں ہے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اترینگے یہاں تک کہ ایک سجدہ اس زمانے میں ساری دنیا سے بہتر ہوگا ف یعنے لوگوں کی رغبت اس زمانے میں عبادت کی طرف زیادہ ہوگی بوجہ قرب قیامت کے اور مال سے نفرت ہوگی تو ایک سجدہ انکے نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا اور قاضی عیاض نے کہا ایک سجدے کا ثواب اس زمانے میں ساری دنیا کا مال تصدق کرنے سے زیادہ ہوگا کیونکہ مال کی اس وقت احتیاج نہ ہوگی بسبب کثرت کے اور سجدے سے مراد یہی ظاہری معنی ہے سجدہ کا یا نماز مقصود ہے ف پھر ابوہریرہ کہتے تھے اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھو کوئی ایسا نہیں اہل کتاب میں جو ایمان نہ لاوے عیسیٰ پر ان کے مرنے سے پہلے ف یعنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اتریں گے تو اس زمانہ میں جو اہل کتاب ہونگے وہ ایمان لاوینگے ان پر اور یقین کرینگے اپنی غلطی کا اور نصاریٰ سمجھینگے کہ وہ اللہ کے بندے تھے اور اس کی لونڈی کے بیٹے ہیں اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوہریرہ کا مذہب یہ تھا [illegible] قبل موتہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ کی طرف پھرتی ہے اور یہی قول ہے [illegible] اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ وہ ضمیر اہل کتاب کی طرف پھرتی ہے [illegible] کوئی اہل کتاب ایسا نہیں [illegible] پہلے عیسیٰ پر ایمان نہ لاوے یعنے جان نکلتے وقت [illegible] [illegible] حالت میں قبول [illegible] [illegible] اور کسی قسم کا کوئی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہوگا اور دوسری حدیث سے موافق ایک کتابی بھی نہ رہیگا [illegible] اسکی قرأت قبل موتہم کی ہے اور بعضوں نے یہ کہا کہ ضمیر پیغمبر کی طرف پھرتی ہے اس صورت میں کتابی کی طرف اور معنی آیت کا یہ ہوگا کہ ہر ایک کتابی ایمان لاویگا اپنے پیغمبر پر اپنے مرنے سے پہلے واللہ اعلم

([illegible]) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهِ لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيرَ وَلَيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ وَلَتُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعَى عَلَيْهَا وَلَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ وَلَيَدْعُوَنَّ إِلَى الْمَالِ

فلا يقبله احد ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم خدا کی مریم کے بیٹے اوتریں
گے آسمان سے اور وہ حاکم ہونگے عدل کرینگے توڑ ڈالیں گے صلیب کو اور مار ڈالیں گے سور کو اور موقوف
کردینگے جزیے کو اور چھوڑ دینگے جوان اونٹ کو پھر کوئی محنت نہ کرے گا اوس پر ف یعنی کوئی اس کی پرواہ
نکریگا نہ اوسکی خدمت کریگا اسوجہ سے کہ دنیا کے مال بہت بڑھ جاوینگے لوگون کو حاجت نہ ہوگی اور دوسرے قیامت
قریب ہوگی لوگ جلدی جلدی اپنی عقبیٰ کی فکر میں لگے ہونگے قاضی عیاض نے اور صاحب مطالع نے کہا لا یسعیٰ علیہا
کے معنے یہہ ہیں کہ اوسکی زکوٰۃ نہ مانگیں گے اسوجہ سے کہ زکوٰۃ لینے والا کوئی نہ ہوگا اور یہہ تاویل باطل ہے کئی وجوہ سے
اور ٹھیک وہی ہے جو پہلے بیان ہو گیا (نووی) ف اور لوگون کے دلون میں سے کپٹ اور دشمنی
اور جلن جاتی رہےگی اور بلاوینگے وہ لوگون کو مال دینے کے لیے لیکن کوئی قبول نہ کرے گا اسوجہ سے کہ حاجت
نہوگی اور مال کثرت سے ہر ایک کے پاس ہوگا عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیسے ہوگے تم جب مریم کا بیٹا اترے گا تم لوگون میں اور تمہارا امام
تم میں سے ہوگا عن ابی ہریرۃ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف انتم
اذا نزل ابن مریم فیکم فامکم ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب مریم کے بیٹے اتریں گے تم میں اور امامت کرینگے تمہاری عن ابی ہریرۃ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم فامکم منکم
فقلت لابن ابی ذئب ان الاوزاعی حدثنا عن الزہری عن نافع عن ابی ہریرۃ وامامکم
منکم قال ابن ابی ذئب تدری ما امکم منکم قلت تخبرنی قال فامکم بکتاب
ربکم تبارک وتعالیٰ وسنۃ نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب مریم کے بیٹے اتریں گے تم لوگون میں پھر امامت کرینگے
تمہاری تم ہی میں سے ولید بن مسلم نے کہا میں نے ابن ابی ذئب سے کہا مجھ سے اوزاعی نے حدیث بیان کی زہری
سے اونہون نے نافع سے اونہون نے ابوہریرہ سے اس میں یہ ہے کہ امام تمہارا تم ہی میں سے ہوگا ابن ابی ذئب نے
کہا تو جانتا ہے اسکا مطلب کیا ہے امامت کرینگے تمہاری تم ہی میں سے کہا بتلاؤ اونہون نے کہا امامت کرینگے
حضرت عیسیٰ تمہاری تمہارے رب کی کتاب سے اور تمہارے پیغمبر کی سنت سے ف یعنی تابع ہونگے

شریعت محمدی کے اور پیروی کرینگے قرآن اور حدیث کی تو حضرت عیسی علیہ السلام اگرچہ پیغمبر ہین پر اون کی
پیغمبری کا زمانہ ہمارے پیغمبر کے ظہور سے ختم ہوگیا اب جو دوبارہ دنیا مین آوینگے تو ہمارے پیغمبر کی امت مین شریک ہو کر
قرآن اور حدیث کے موافق عمل کرینگے — اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام خود مجتہد مطلق
ہونگے اور قرآن اور حدیث سے احکام نکالینگے اور کسی مجتہد کے تابع نہونگے اور یہ بات بعید از عقل ہے کہ
پیغمبر کہ ایک مجتہد کا مقلد ہو اور باطل ہے وہ خیال حنفیہ کا کہ عیسی علیہ السلام امام ابو حنیفہ کے مذہب پر چلینگے
بلکہ ایسے خیال مین توہین حضرت عیسی علیہ السلام کی نکلتی ہے اور جن حنفیہ نے ایسا خیال کیا ہے اون کو علما
محققین نے رد کیا ہے اور خود حنفی مذہب کے علما نے اسکو باطل قرار دیا ہے اسیطرح یہ قول کہ امام مہدی
علیہ السلام ابو حنیفہ کے مقلد ہونگے یا حضرت خضر علیہ السلام ابو حنیفہ کے شاگرد تھے یہ سب خرافات ہین جنکی
ایک دلیل بھی کتاب و سنت یا عقل سلیم سے نہین اور تعجب ہے اون علما پر جنہون نے بے سمجھے بوجھے ایسی
باتون کو اپنی کتابون مین نقل کیا ہے معاذ اللہ ان باتون پر اعتقاد ہو جاتا ہے بلکہ اصل یہ ہے کہ حضرت
مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسی علیہ السلام دونون قرآن اور حدیث کی پیروی کے تابع ہونگے اور اہل حدیث
کے مددگار اور حامی ہونگے اور مجتہدین کے خلاف باتون کو باطل اور بیکار کرینگے اور جو متعصب مقلد اور انکا اتباع کرنیوالے
ہونگے وہ ذلیل اور خوار ہونگے اور اکثر تلوار سے قتل کیے جاوینگے اور سب اسلام ایک ہی راہ پر ہوجاوینگے اور جو کوئی
زندہ رہیگا ان شاء اللہ تعالی ہماری اس کلام کی تصدیق کریگا اور ہمارا سلام ان دونون حضرت کی خدمت
مین پہنچا دیگا اور ہماری طرف سے [illegible] آئندہ مین [illegible] اور ہمارا
بھروسا تو بالکل پروردگار پر ہے جو ہمارا مالک ہے زندگی اور موت کے بعد اور ہمکو اسکی غلامی اور بندگی کا فخر
ہے دنیا اور آخرت مین [illegible] یا اللہ ہمکو اپنی غلامی مین قبول فرما اور ہمارا دل اپنی یاد
مین لگا دے اور ہمکو فنا کر دے اپنے عشق اور محبت مین آمین یا رب العالمین عَنْ جَابِرِ بْنِ
عَبْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَزَالُ طَائِفَۃٌ مِّنْ اُمَّتِیْ یُقَاتِلُوْنَ
عَلَی الْحَقِّ ظَاھِرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ قَالَ فَیَنْزِلُ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ فَیَقُوْلُ اَمِیْرُھُمْ تَعَالَ صَلِّ
لَنَا فَیَقُوْلُ لَا اِنَّ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ اُمَرَاءُ تَکْرِمَۃَ اللّٰہِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ ترجمہ جابر بن عبد اللہ
سے روایت ہے مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے ہمیشہ ایک گروہ میری امت کا
لڑتا رہیگا (کافرون اور مخالفون سے) حق پر قیامت تک وہ غالب ہوگا پھر عیسی بن مریم علیہ السلام اترینگے

اور اس گروہ کا امام کہے گا آگے نماز پڑہایئے (حضرت عیسی کو کہیگا) وہ کہینگے نہین تم ہین سے ایک دوسرے پر حاکم ہین یہ وہ بزرگی ہے جو اللہ تعالی عنایت فرماوے گا اس امت کو **ف** کہ اتنے بڑے پیغمبر روح اللہ مسلمانون کے امام کی امامت قبول فرماوینگے اور اُن کے پیچھے نماز پڑہینگے سبحان اللہ حضرت عیسی علیہ السلام ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرینگے ہمارے پیغمبر نے بھی ایک بار عبد الرحمن بن عوف کے پیچھے نماز پڑہی ہے دوسرے یہ کہ اس زمانے مین مسلمانون کے امام مہدی علیہ السلام ہونگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بڑے فضیلت اور بزرگی والے ہونگے (رضی ہو اللہ ان سے) **باب**

بَیَانِ الزَّمَنِ الَّذِیْ لَا یُقْبَلُ فِیْهِ الْاِیْمَانُ اوس زمانہ کا بیان جب ایمان مقبول نہوگا **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا اٰمَنَ النَّاسُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ فَیَوْمَئِذٍ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہوگی جب تک آفتاب پچہم سے نہ نکلے پہر جب آفتاب پچہم سے نکلیگا اسوقت سب آدمی ایمان لاوینگے (خدا پر اتنی بڑی نشانی دیکہکر) لیکن اس دن کا ایمان فائدہ نہ دیگا اوس شخص کو جو پہلے ایمان نہین لایا یا اوس نے ایمان کے ساتھہ نیکی نہین کی **ف** اس لیے کہ خدا تو اس ایمان کو منظور کرتا ہے جو غیب پر ہو اور جب سب نشان کہل گئین اور قیامت آگئی اسوقت تو کافر اور مومن سب ہی کو خدا پر یقین ہو جاوے گا ۔ قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے اہلحدیث اور فقہا اور متکلمین اہلسنت کے نزدیک مگر باطنیہ نے (باطنیہ ایک فرقہ ہے صوفیون مین سے جو ساری آیتون اور حدیثون کو ظاہری معنے سے پہیر کر ایک دوسرا ہی مطلب نکالتا ہے اور مخالف ہے صحابہ اور تابعین اور ائمہ دین کی روش کے اور یہ فرقہ چہوٹا بچہ ہے نیچری اور فلسفی اور دہری ملحدون کا) اس مین تاویل کی ہے انتہی مترجم کہتا ہے کہ مین نے اہل باطل کی تاویلات پر ایک مدت تک غور کیا اور ان کے عقل اور اسباب کو دیکہا تو اکثر تاویلات اس قسم کی پائین کہ وہ تاویل کرنیوالون کے لیے مفید نہوئین بلکہ جو قبائح انہون نے اپنی سوء فہم سے ظاہری معنی مین خیال کیے تہے اوس سے وہ چند زیادہ مفاسد تاویلی معنی مین پیدا ہو گئے باوجود اسکے وہ لوگ اپنے تاویل ہی پر اڑے رہے اور یہ ایک وسوسہ ہے شیطان کا خدا اس سے پناہ مین رکہے اسی قسم کی ہے تاویل استوا کے ساتھہ استیلا کے اور تاویل نزول کی ساتھہ

نزول رحمت کرا اور تاویل سمع اور بصر وغیرہ صفات اللہ کی اور بعضی تاویلات ایسی دیکھین کہ اون مین تاویل کی علت موافق عقیدہ صاحب تاویل کے معلوم نہین ہوئی اب اوسکا تاویل کرنا دو وجہ سے خالی نہین یا وہ تاویل در حقیقت اوس عقیدے پر نہین جسکو ظاہر کرتا ہے بلکہ وہ عقیدہ اسنے تئین ذلیل اور رسوا ہونیکے لیے یا آفت سے بچنے کے لیے اوسنے صرف زبان سے اپنی طرف منسوب کیا ہے یا وہ بدہ دو انستہ حماقت اور سفاہت مین مبتلا ہے کہ تاویل ضرور نہ ہونے کیصورت مین بھی تاویل کرتا ہے۔ اس حدیث مین جو یہ آیا ہے کہ قیامت قایم نہ ہوگی جب تک آفتاب پچھم سے نہ نکلے تو اہلسنت نے اسکو اپنے ظاہری معنے پر محمول کیا ہے کیونکہ آفتاب کا پچھم سے نکلنا نہ محال ہی نہ خلاف عقل ہے نہ خداوند کریم کی قدرت کاملہ سے کچھ بعید ہی اس لیے کہ جسنے زمین کو مغرب سے مشرق کیطرف متحرک رکھا ہو وہ دنیا کو ختم کرتے وقت اگر اوسکو مشرق سے مغرب کیطرف متحرک کردیوے تو کیا مشکل ہے اب باطنیہ نے جو حدیث مین تاویل کی تو دو حال سے خالی نہین یا یہ تو وہ باطنیہ ہین جو در حقیقت دہری اور طبعی اور نیچری ہین اور خداوند کریم کے انکار کرنیوالے اس صورت مین انکو تاویل کی ضرورت ہی ہے جو معاذ اللہ اس قسم کا بد اعتقاد ہو کہ خداوند کریم یا اوسکی صفات کاملہ جیسے علم اور قدرت وغیرہ کا منکر ہو تو اوسکو ضرورت ہی کیا ہے کہ پہلے حدیث اور قرآن کو تسلیم کرے اور بعد اوسکی تاویل کے درپے ہو اوس کے نزدیک تو دین اور ملت کوئی چیز ہے نہین اور اسنے جو خیر کاٹ دی معاذ اللہ خدائی اور پیغمبری کی پھر ایسے لوگون سے جب آیات یا احادیث مین تاویلات مسموع ہوتی ہین تو اور زیادہ انکی حماقت اور نادانی کا ثبوت ہوتا ہے اسی قبیل سے ہی وہ جو بعض باطنیہ اہل الحاد نے ہمارے زمانے مین جنت اور دوزخ اور حشر و نشر وغیرہ مین تاویل کی ہے اور فرشتون اور شیاطین مین اور جنون کا انکار کیا ہے یا یہ وہ باطنیہ ہین جو خداوند کریم اور اوسکی صفات کاملہ اور اصول دین کے قائل اور معترف ہین پھر ایسے لوگون کو کون سی ضرورت آن پڑی ہے جو حدیث مین تاویل کرین اور یہ امر یعنے آفتاب کا پچھم سے نکلنا ایسا ہی ہے جیسے آفتاب کا پورب سے نکلنا پھر جیسے آفتاب کو پورب سے نکلنے مین کسی قسم کا استبعاد نہین اسی طرح سے پچھم سے نکلنے مین بھی کوئی استبعاد نہین اور پورب اور پچھم اور شمال اور جنوب یہ چارون جہتین اعتباری ہین اور ہر ایک ملک اور قطعہ زمین کے لحاظ سے ان مین تبدیل اور تغیر ہوتا رہتا ہے غرض متعین نہ مشرق ہے نہ مغرب بلکہ آفتاب چھ مہینے تک افق کے قریب اوسکی اوپر رہتا ہے اور چھ مہینے تک اوس کے نیچے علاوہ اسکے طلوع اور غروب آفتاب کو اگر موافق قواعد فلسفہ قدیم کے دیکھین تو زمین کے ایک فرسنگ سے حرکت غیر معمولی

سے جو فنائے عالم کے وقت قیاس سے بعید نہین نقطہ مشرق مغرب و نقطہ مغرب مشرق ہو سکتا ہے اور اگر موافق فلسفہ جدید کے دیکھین تو زمین کی حرکت ذاتی جو اپنے محور پر ہے اور حرکت مداری جو گرد آفتاب کے ہے دونون معلول ہین جذب اور کشش آفتاب اور ثقل ذاتی زمین کی ہے جب فنائے عالم کے قریب ہے انتظام شمسی کے تمام نسبتون اور حالتون مین تغیر پیدا ہو تو بدلنا نقطہ مشرق اور مغرب کا کیا بعید ہے دوسرے یہ کہ اگر نظام شمسی اپنی حالت پہ باقی رہے تب بھی حرکت ذاتی زمین کی دونون طرف سے جائز الوقوع ہے جیسے ایک گولی کو ادہر سے ادہر پہرا دین یا ادہر سے ادہر وہ ہر حالت مین اپنی محور پہ پہرے گی اور یہ کچھ بعید از عقل نہین **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ **ترجمہ** ابو ہریرہ سے دوسری روایتین بھی ایسی ہی ہین **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ اِذَا خَرَجْنَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَکُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ کَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَالدَّجَّالُ وَدَابَّةُ الْاَرْضِ **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتین جب ظاہر ۵ نہ لایا یا نیک کام نہین کیا ایک تو نکلنا آفتاب کا جدہر سے ڈوبتا ہے دوسرے دجال کا نکلنا تیسرے دابۃ الارض کا نکلنا **ف** یعنی زمین مین سے ایک جانور پیدا ہوگا جو مومنون اور کافرون مین تمیز کردے گا **عَنْ** اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمًا اَتَدْرُوْنَ اَیْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ الشَّمْسُ قَالُوا اللّٰہُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اِنَّ هٰذِهِ تَجْرِیْ حَتّٰی تَنْتَهِیَ اِلٰی مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ سَاجِدَةً فَلَا تَزَالُ کَذٰلِكَ حَتّٰی یُقَالَ لَهَا ارْتَفِعِیْ ارْجِعِیْ مِنْ حَیْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا ثُمَّ تَجْرِیْ حَتّٰی تَنْتَهِیَ اِلٰی مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ سَاجِدَةً فَلَا تَزَالُ کَذٰلِكَ حَتّٰی یُقَالَ لَهَا ارْتَفِعِیْ ارْجِعِیْ مِنْ حَیْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا ثُمَّ تَجْرِیْ لَا یَسْتَنْکِرُ النَّاسُ مِنْهَا شَیْئًا حَتّٰی تَنْتَهِیَ اِلٰی مُسْتَقَرِّهَا ذَاكَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَیُقَالُ لَهَا ارْتَفِعِیْ اَصْبِحِیْ طَالِعَةً مِنْ مَغْرِبِكِ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَغْرِبِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَدْرُوْنَ مَتٰی ذَاکُمْ ذَاكَ حِیْنَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَکُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ کَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا **ترجمہ** ابو ذر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے ایکدن فرمایا تم جانتے ہو کہ یہ سورج کہان جاتا ہے **ف** ظاہر حدیث سے تائید ہوتی ہے فلسفہ قدیم کے خیال کو کہ زمین ساکن ہے اور آفتاب حرکت کرتا ہے مگر درحقیقت ایسا نہین کیونکہ مراد یہان آفتاب کے جانے سے روزمرہ کا طلوع اور غروب نہین ہے

۵ ہوجاوین تو اسوقت کسی کو ایمان لانیسی فائدہ ہنوگا اسکو جو پہلے سی ایمان

زمین کی حرکت سے پیدا ہوتا ہے۔ بلکہ مقصود وہ حرکت ہے آفتاب کی جو اوس کے منازل مین ہے جیسے کلبی سے منقول ہے اور قتادہ اور مقاتل نے کہا کہ آفتاب چلا جارہا ہے ایک میعاد معین تک واحدی نے کہا پھر اسکا ٹھہرنا اوسی وقت ہوگا جب دنیا ختم ہوگی پر اس صورت مین حدیث کا مطلب ذہن نشین نہین ہوتا کیونکہ حدیث سے روز تحت العرش جانا اور سجدہ کرنا ثابت ہوتا ہے نووی نے کہا ایک جماعت مفسرین ظاہر حدیث کیطرف گئی ہے واحدی نے کہا اس صورت مین ہر روز جب آفتاب ڈوبتا ہے تو تحت العرش ٹھہرتا ہے یہانتک کہ وہ طلوع کرے گا مغرب سے مگر اس مین یہ اشکال ہے کہ آفتاب کا غروب تو ہر ساعت اور ہر لحظہ جاری ہے اس لئے کہ زمین کی شکل کرہ ہے اور اسکے اطراف و جوانب کے رہنے والون کے لحاظ سے ہر ایک کے افق مختلف مین پھر غروب ہوتا ہے ایک قوم پہ اور طلوع ہوتا ہے دوسری قوم پہ اور ایک جگہ غروب ہوتا ہے اور دوسری جگہ نہین ہوتا اور اگر افق سے افق حقیقی مراد ہو جسکی وجہ سے زمین کے برابر دو حصے ہو جاتے ہین ایک فوقانی اور ایک تحتانی تو یہ اشکال رفع ہو جاوے گا واللہ اعلم بمراد رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔ اونہون نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا یہ چلا جاتا ہے یہانتک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر عرش کے تلے آتا ہے وہان سجدہ مین گرتا ہے (اس سجدہ کا مفہوم اللہ ہی جانتا ہے) پھر اسی حال مین رہتا ہے یہانتک کہ اسکو حکم ہوتا ہے اونچا ہوجا اور جا جہان سے آیا ہے وہ لوٹ آتا ہے اور اپنے نکلنے کی جگہ سے نکلتا ہے پھر چلتا رہتا ہے یہانتک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر عرش کے تلے آتا ہے اور سجدہ کرتا ہے پھر اسی حال مین رہتا ہے یہانتک کہ اوس سے کہا جاتا ہے اونچا ہوجا اور لوٹ جا جہان سے آیا ہے وہ نکلتا ہے اپنے نکلنے کی جگہ سے پھر چلتا ہے اسی طرح ایک بار اسی طرح چلیگا اور لوگون کو کوئی فرق اوس کی چال مین معلوم نہ ہوگا یہانتک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر آوے گا عرش کے تلے اسوقت اوس سے کہا جاوے گا اونچا ہوجا اور نکل پچھم کی طرف سے جدہر تو ڈوبتا ہے وہ نکلیگا پچھم کیطرف سے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو یہ کب ہوگا (یعنے آفتاب کا پچھم سے نکلنا) یہ اسوقت ہوگا جب کسیکو ایمان لانا فائدہ نہ دیگا جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا اوس نے نیک کام نہ کیے ہون اپنے ایمان مین عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمًا اَتَدْرُوْنَ اَیْنَ تَذْھَبُ ھٰذِہِ الشَّمْسُ بِمِثْلِ مَعْنٰی حَدِیْثِ ابْنِ عُلَیَّۃَ ترجمہ ابوذر سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گزری عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ ھَلْ تَدْرِیْ اَیْنَ

تذهب هذه الشمس قال قلت الله ورسوله اعلم قال فانها تذهب فتستاذن في السجود فيؤذن لها وكانها قد قيل لها ارجعي من حيث جئت قال فتطلع من مغربها قال ثم قرأ في قراءة عبد الله وذلك مستقر لها **ترجمہ** ابوذر سے روایت ہے میں مسجد میں گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے جب آفتاب ڈوب گیا تو آپ نے فرمایا اے ابوذر تو جانتا ہے یہ آفتاب کہاں جاتا ہے میں نے کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا وہ جاتا ہے اور اجازت مانگتا ہے سجدہ کی پھر اوسکو اجازت ملتی ہے ایکبار اس سے کہا جاویگا لوٹ جا جہاں سے آیا ہے تو وہ نکل آوے گا پچھم کیطرف سے پھر عبد اللہ کی قرات کے موافق یوں پڑھا وذلک مستقر لہا یعنے مقام ٹھہرنیکا ہے آفتاب کے **عن** ابی ذر قال سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن قول الله جل وعلا والشمس تجري لمستقر لها قال مستقرها تحت العرش **ترجمہ** ابوذر سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اس آیت کو آفتاب چلا جارہا ہے اپنے ٹھہرنے کی جگہہ پر جانے کے لیے آپ نے فرمایا اوس کے ٹھہرنے کی جگہہ عرش کے تلے ہے **ف** یہ آفتاب کا چلا جانا ایک فضا میں جو بعید وسیع ہے اور جسکی مقدار کو سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا فلسفہ جدیدہ کے موافق ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ آفتاب جو ہمارے نظام کا مرکز ہے مع اپنے سب سیاروں کے ایک حرکت تدریجی کر رہا ہے ایک نقطہ کیطرف جسکی بعد کو سوا اللہ تعالی کے کوئی نہیں جانتا اور جب یہ حرکت ختم ہوگی تو ضرور ایک انقلاب عظیم اس نظام شمسی میں واقع ہوگا اور شاید وہی انقلاب لسان شرع میں قیامت سے تعبیر کیا گیا ہو واللہ اعلم

باب بدء الوحي الى رسول الله صلى الله عليه وسلم اب اس بات کا بیان شروع ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی (اللہ کا پیام اوترنا) **عن** عائشة انها قالت كان اول ما بدئ به رسول الله صلى الله عليه وسلم من الوحي الرؤيا الصادقة في النوم فكان لا يرى رؤيا الا جاءت مثل فلق الصبح ثم حبب اليه الخلاء فكان يخلو بغار حراء يتحنث فيه وهو التعبد الليالي اولات العدد قبل ان يرجع الى اهله ويتزود لذلك ثم يرجع الى خديجة فيتزود لمثلها حتى فجئه الحق وهو في غار حراء فجاءه الملك فقال اقرأ قال ما انا بقارئ قال فاخذني فغطني حتى بلغ مني الجهد ثم ارسلني فقال اقرأ فقلت ما انا بقارئ قال فاخذني فغطني الثانية حتى بلغ مني الجهد ثم ارسلني فقال اقرأ باسم ربك الذي

فقلت ما انا بقارئ فاخذني فغطني الثالثة حتى بلغ مني الجهد ثم ارسلني فقال

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ
فَرَجَعَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَرْجُفُ بَوَادِرُهٗ حَتّٰی دَخَلَ عَلٰی خَدِیْجَةَ فَقَالَ زَمِّلُوْنِیْ
زَمِّلُوْنِیْ فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰی ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ ثُمَّ قَالَ لِخَدِیْجَةَ اَیْ خَدِیْجَةُ مَا لِیْ وَاَخْبَرَهَا
الْخَبَرَ قَالَ لَقَدْ خَشِیْتُ عَلٰی نَفْسِیْ قَالَتْ لَهٗ خَدِیْجَةُ كَلَّا اَبْشِرْ فَوَاللّٰهِ لَا یُخْزِیْكَ اللّٰهُ اَبَدًا
وَاللّٰهِ اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِیْثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِی الضَّیْفَ
وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهٖ خَدِیْجَةُ حَتّٰی اَتَتْ بِهٖ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ اَسَدِ بْنِ
عَبْدِ الْعُزّٰی وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِیْجَةَ اَخِیْ اَبِیْهَا وَكَانَ امْرَءًا تَنَصَّرَ فِی الْجَاهِلِیَّةِ وَكَانَ یَكْتُبُ الْكِتَابَ
الْعَرَبِیَّ وَیَكْتُبُ مِنَ الْاِنْجِیْلِ بِالْعَرَبِیَّةِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَّكْتُبَ وَكَانَ شَیْخًا كَبِیْرًا قَدْ عَمِیَ فَقَالَتْ لَهٗ
خَدِیْجَةُ اَیْ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ اَخِیْكَ قَالَ وَرَقَةُ بْنُ نَوْفَلٍ یَا ابْنَ اَخِیْ مَاذَا تَرٰی فَاَخْبَرَهٗ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَا رَاٰی فَقَالَ لَهٗ وَرَقَةُ هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِیْ اُنْزِلَ
عَلٰی مُوْسٰی یَا لَیْتَنِیْ فِیْهَا جَذَعًا یَا لَیْتَنِیْ اَكُوْنُ حَیًّا حِیْنَ یُخْرِجُكَ قَوْمُكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوَمُخْرِجِیَّ هُمْ قَالَ وَرَقَةُ نَعَمْ لَمْ یَاْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمَا جِئْتَ بِهٖ اِلَّا عُوْدِیَ بمثل ما
وَاِنْ یُّدْرِكْنِیْ یَوْمُكَ اَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ۔ ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے اونہوں نے کہا پہلے

پہل جو وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شروع ہوئی وہ یہ تھی کہ آپ کا خواب سچا ہونے لگا تو آپ جب کوئی خواب دیکھتے تو صبح کی روشنی کی طرح نمودار ہوتا **ف** یعنی اس کی تعبیر ہوتی صاف اور کھلی کھلی کسی قسم کا شبہ اس میں نہ ہوتا علما نے کہا ہے کہ یہ حالت چھ مہینے تک رہی نبوت سے پہلے اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ پاس تشریف لائے اور بھید اس میں یہ ہوتا کہ اگر دفعتاً پہلے ہی سے حضرت جبرئیل آپ پاس آجاتے تو شاید آپ گھبرا جاتے اور بشریت کی وجہ سے ایک ہی بار نبوت کا بار اوٹھا نہ سکتا ۔ یہ حدیث صحابہ کی مراسیل سے ہے کیونکہ حضرت عائشہ کی عمر اتنی نہ تھی کہ انہوں نے خود یہ قصہ دیکھا ہو بلکہ ضرور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی سے سنا ہوگا اور مرسل صحابی کی باتفاق علما حجت ہے اور نہیں خلاف کیا اس میں کسی نے سوا ابو اسحاق اسفرائنی کے **ف** پھر آپ کو تنہائی کا شوق ہوا **ف** یعنی خلوت اور عزلت کا اور یہ امر ہے جو مدار ہے انسانی ترقیات کا اور وظیفہ ہے ہر ایک ولی اور نبی اور سالک اور حکیم اور فیلسوف کا کوئی شخص دنیا مین اعلیٰ درجہ کا نہین گزرا جس نے خلوت اور عزلت کو اختیار نہ کیا ہو اور ایک مدت تک تنہا رہ کر فکر اور

مراقبہ نہ کیا ہو اور حکمت اسکی یہ ہے کہ تنہائی مین فکر خوب ہوتا ہے کیونکہ دل خالی ہوتا ہے مشاغل سے تو
اسکو موقع ملتا ہے ایک مطلب کیطرف بخوبی متوجہ ہونیکا اور ہر ایک مبتدی کو حالت استغراق پیدا کرنیکے
لیے اول تنہائی ضرور ہے پھر جب قوت حاصل ہو جاتی ہے اور اسکا ملکہ ہو جاتا ہے تو تنہائی کی ضرورت
نہین رہتی وہ لوگون مین بیٹھکر بھی ایک ہی مطلب کیطرف اپنے دلکو پوری طرح لگا سکتا ہے اسیلیے بعد از
نبوت کے ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو تنہائی کی ضرورت نہ تھی **ف** آپ حرا کی غار مین اکیلے تشریف
رکھتے **ف** حرا بکسر حاے حطی ایک پہاڑ ہے مکے سے تین میل پر جو شخص مکہ سے منا کو جاوے تو بائین
ہاتھ پڑتا ہے اب وہان ایک قبہ بنا ہوا ہے اور اس پہاڑ کو جبل نور کہتے ہین **ف** وہان عبادت کیا
کرتے کئی کئی راتون تک اور گھر مین نہ آتے اپنا توشہ ساتھ لیجاتے پھر حضرت ام المومنین خدیجہ پاس لوٹ
کر آتے وہ اور توشہ اتنا ہی تیار کر دیتین یہانتک کہ ایک ہی ایکا آپ پر وحی اوتری (اور آپ کو وحی کی
توقع نہ تھی) آپ اسی حرا کی غار مین تھے کہ فرشتہ آپ پاس آیا اور اس نے کہا پڑھو آپ نے فرمایا مین پڑھا ہوا
نہین آپ نے فرمایا اس فرشتہ نے مجھے پکڑکر دبوچا اتنا کہ وہ تھک گیا یا مین تھک گیا **ف** یعنی خوب
ہی دبوچا زور سے اور ظاہر یہی ہے کہ حضرت تھک گئے ہونگے کیونکہ فرشتون کو خداوند تعالی نے بہت طاقت
دی ہے اور وہ تھکتے نہین علما نے اختلاف کیا ہے کہ یہ فرشتہ کون تھا اکثر یہ کہتے ہین کہ حضرت
جبرئیل علیہ السلام تھے کیونکہ وحی کا کام انہی کو ہے اور بعضون نے کہا اسرافیل تھے اور یہ جو حضرت نے
فرمایا مین پڑھا ہوا نہین اس سے یہ غرض ہے کہ مین نے کوئی کتاب نہین پڑھی یا مین اچھی طرح پڑھ نہین سکتا
کیونکہ امی ہونا دوسرے کے پڑھانے سے پڑھنے کا مانع نہین اور بعضون نے کہا کہ اس فرشتے نے ایک صحیفہ حریر
کا آپکے ہاتھ مین دیا تھا جب آپ نے فرمایا **ف** پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھ مین نے کہا مین پڑھا ہوا نہین
اوس نے پھر مجھے پکڑا اور دبوچا یہانتک کہ تھک گیا پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھ مین نے کہا مین پڑھا نہین اس
نے پھر مجھکو پکڑا اور دبوچا یہانتک کہ تھک گیا **ف** اس دبوچنے سے یہ مقصود تھا کہ نور ملکی آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے تمام جسم شریف مین سرایت کرے اور آپکا دل خوب متوجہ ہو اور اسی وجہ سے بار بار یہ امر
کیا **ف** پھر چھوڑ دیا اور کہا اقرا باسم ربک الذی خلق اخیر تک یعنی پڑھ اپنے مالک کا نام لیکر جس نے تجھکو
پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹکی سے پڑھ اور تیرا مالک بڑی عزت والا ہے جس نے سکھلایا قلم سے سکھلایا
آدمی کو وہ جو نہین جانتا تھا **ف** اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ سب سے پہلے جو سورت قرآن کی

اوتری وہی سورت ہے اور یہی صحیح ہے اور اتفاق ہے اسپر جمہور سلف اور خلف کا اور بعضون نے کہا
کہ سب سے پہلے سورہ مدثر اوتری ہے پر وہ قول صحیح نہین ہے اور بعضون نے اس حدیث سے یہ دلیل کی ہے
کہ بسم اللہ سورت کا جز نہین کیونکہ یہان بسم اللہ کو ذکر نہین کیا اوسکا جواب یہ ہے کہ شاید بسم اللہ بعد
کو اوتری ہو جیسے باقی سورت بعد کو اوتری (نووی) **ف** یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹے
اور آپکے مونڈھے اور گردن کے بیچ کا گوشت پھڑک رہا تھا (ڈر اور خوف سے چونکہ یہ وحی کا پہلا مرتبہ
تھا اور آپ کو عادت نہ تھی اسواسطے ہیبت چھا گئی) یہانتک کہ پہونچے حضرت خدیجہ کے پاس اور آپنے
فرمایا مجھے ڈھانپ دو ڈھانپ دو (کپڑون سے) انہون نے ڈھانپ دیا یہانتک کہ آپ کا ڈر جاتا رہا اس
وقت آپنے بی بی خدیجہ سے فرمایا اے خدیجہ مجھے کیا ہو گیا اور سب حال بیان کیا اور کہا مجھکو اپنی جان
کا ڈر ہے **ف** قاضی عیاض نے کہا یہ فرمانا آپ کا اسوجہ سے تھا کہ آپ کو شک تھی اللہ کے پیغام
مین بلکہ آپ ڈرے کہ شاید اتنا بڑا بوجھ آپ سے اوٹھ نہ سکے اور جان نکل جاوے کیونکہ وحی کی سختی
سے بہت مشقت ہوتی ہے یا یہ خیال اسوقت تک ہو جبتک خواب مین نبوت کی بشارتین ہوئین
اور فرشتے کی آواز آپ نے سنی پر اوس سے ملاقات نہین کی تو آپ کو خوف ہوا شیطان کا پر جب
فرشتے سے ملاقات ہو گئی اوسوقت تو کسی طرح کا شک نہین رہ سکتا اور نہ شیطان کے غلبہ کا ڈر رہ سکتا
تھا نووی نے کہا دوسری تاویل ضعیف ہے کیونکہ حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپنے یہ
فرشتے کی ملاقات کے بعد فرمایا **ف** خدیجہ نے کہا ہرگز نہین آپ خوش ہوجیئے قسم اللہ کی اللہ
تعالی آپکو کبھی رسوا نہ کرے گا یا کبھی رنجیدہ نہ کرے گا آپ تو اللہ کی قسم ناتے کو جوڑتے ہین سچ
بولتے ہین بوجھ اوٹھاتے ہین (یعنی عیال اور اطفال و یتیم اور مسکین کے ساتھ سلوک کرتے ہین انکا
بار اوٹھاتے ہین) اور نادار کے لیے کمائی کرتے ہو اور خاطرداری کرتے ہو مہمان کی اور سچی آفتون مین
(جیسے کوئی قرضدار ہو گیا یا مفلس ہو گیا یا اور کوئی تباہی آئی) مدد کرتے ہو لوگون کی **ف** سچی
آفتین کہین اسلیے کہ جو آفتین ناحق کی وجہ سے آوین جیسے کوئی فضول خرچی سے مفلس ہو جاوے یا ظلم
کرے اور بلا مین پھنس جاوے تو اوسکی مدد کرنا ضرور نہین سبحان اللہ بی بی ہو تو ایسی جیسی حضرت
خدیجہ کبری رضی اللہ عنہا تھین جو اپنے خاوند کو مصیبت کیوقت مین تسلی اور تشفی دیوے اور ہر ایک
معاملہ مین صلاح نیک دیوے حضرت خدیجہ کی عقلمندی اور دانائی اور لیاقت اور استعداد کے ثبوت

کے لیے صرف یہی ایک حدیث کافی ہے مطلب اونکی گفتگو کا یہ ہے کہ آپکے اخلاق اور عادات اور خصائل تو نہایت عمدہ ہیں لیکن آپکے خدا بھی آپسے خوش ہے اور خلق خدا بھی راضی ہے پھر آپ پر آفت آنا عقل کے خلاف ہے مطلب یہ ہے کہ ہماری شریعت میں اور نیز انکی شریعتوں میں جب غور اور خوض کرو تو معلوم ہوتا ہے کہ گناہ دو قسم کے ہیں ایک قسم تو وہ جو خلق سے تعلق نہیں رکھتی صرف خدا سے تعلق رکھتے ہیں جیسے شرک کرنا کفر کا اعتقاد رکھنا دوسرے وہ جو خلق سے تعلق رکھتے ہیں جنکی وجہ سے خدا کی مخلوق کو تکلیف ہوتی ہے رنج پہونچتا ہے تقریبا اکثر گناہ بلکہ ساری اسی قسم کے ہیں جیسے زنا اور چوری اور ظلم اور سود خواری غیبت اور حسد اور نفاق بخیلی وغیرہ پھر جو شخص دونوں قسم کے گناہوں سے پرہیز کرتا ہو اور بعض اسکے وہ نیکیاں کرتا ہو جن سے خدا خوش ہوتا ہے اور خدا کی مخلوق بھی خوش ہوتی ہو وہ کاہیکو مصیبت میں پڑیگا اوسکو تو روز بروز خوشی بڑہتی جاوے گی اور وہ ہمیشہ اپنے نیک اعمال کے اثر سے اور انکے تصدق سے چین اور امن بار ہیگا تو درحقیقت ہر ایک گناہ ایک رنج ہے جو انسان کی زندگی کو خراب کردیتا ہے اور عیش کو برباد کردیتا ہے اسی وجہ سے تمام شریعتوں نے بالاتفاق گناہ سے منع کیا ہے مثلا جو شخص بخیلی کریگا اور اپنی بیوی بچوں ناتے والوں دوستوں کے حق اچھی طرح ادا نکرے گا تو سب اوسکے دشمن ہوجاوینگے اور جہانتک ہوسکیگا اوسکے جان اور مال کو نقصان پہونچاوینگے جو شخص حسد کریگا وہ اپنے ہاتھ سے اپنے تئیں نقصان پہونچاویگا جو ظلم کریگا لوگ اوسکے دشمن ہوکر اوس سے بدلا لینگے اسی طرح سارے گناہوں کا حال ہے کہ انجام اون کا اندوہ اور رنج ہے پھر جو شخص گناہ کو لذت سمجھکر کر بیٹھتا ہے وہ انجام میں اور بار بار اسمیں مبتلا ہوتا اگر وہ خوب فکر کرتا تو اوسکو یہ بات معلوم ہوجاتی ہے کہ یہ گھڑی بھر کی لذت اوس بے انتہا تکلیف کے سامنے جو آگے آنیوالی ہے کچھ حقیقت نہیں رکھتی زنا کے وقت جو ایک آدھ لحظہ لذت ہوتی ہے اوسکی کیا بساط ہے معاذ اللہ ان آفتوں کے سامنے جو زنا کرنیوالے کو آگے چلکر پیش آتی ہیں کوئی شریف آدمی اوسکے آنیکا اپنے گھر میں روادار نہیں ہوتا کوئی اوسکے ہمسایہ رہنے کو پسند نہیں کرتا جس زنا کی اوس عورت کا اگر شوہر ہے تو وہ اسکے خون کا پیاسا ہوجاتا ہے اور جب تب پاتا ہے اوسکو قتل کرتا ہے اور جو شوہر نہیں تو اسکے اور عزیز و اقارب ناتے رشتے والے دشمن ہوتے ہیں اسکے مارنے کی فکر میں رہتے ہیں اور اگر فرض کریں کہ وہ عورت خود زانیہ ہو اور اسکے ناتے رشتے والے بھی نہ ہوں یا ہوں پر برا نہ مانیں تب بھی یہ نقصان ہے کہ اس شخص کو زنا کی عادت پڑ جاتی ہے پھر ہر ایک عورت سے اس فعل کے کرنے پر مستعد ہوتا

ہے اور نقصان پاتا ہے دوسرے اسکی بی بی اور بی بی کے عزیز و اقارب اوسکے دشمن بنجاتے ہین اور اکثر ایسے
بدکردار خاوند اپنی بی بی کے ہاتہون جان دیتے ہین اور اگر یہ بہی نہ ہو تو زانیہ عورتون کے ساتہہ برا کام کرنے
سے انسان کو طرح طرح کی بیماریان جیسے آتشک سوزاک جذام وغیرہ امراض خبیثہ لاحق ہوتے ہین جنکا اثر
کئی پشت تک اولاد مین بہی چلا جاتا ہے اور جسکو یہ بیماریان لاحق ہوتی ہین اوسکی تو زندگی سے موت بہتر
معلوم ہوتی ہے معاذ اللہ ایک آن کے مزے جو حلال طور سے بہی ممکن ہے ساری عمر کے لیے ایسی سخت تکلیف
اوٹہانا عاقل کا کام نہین آپ اس سے کوئی یہ نہ سمجہے کہ گناہ سے بچنے کا فائدہ صرف دنیا کی زندگی ہی مین ہے
نہین بلکہ آخرت کے فائدے اس کے سوا ہین اور جو بیان اوپر ہم نے کیا اوس سے یہ غرض ہے کہ بعض لوگ جو
کو پوری سمجہہ نہین وہ خیال کرتے ہین کہ گناہون سے بچنا دنیا مین کوئی مفید نہین بلکہ اوسمین صرف آخرت
ہی کا فائدہ ہے حالانکہ یہ خیال نری حماقت اور سفاہت کا خیال ہو شریعت اور مذہب پر چلنا اور بری
باتون سے بچنا اور نیک کامون کو کرنا دنیا اور آخرت دونون کو درست کرتا ہے اور جیسے مذہب اور شریعت
پر چلنے سے انسان آخرت کے عذابون سے بچیگا ویسے ہی دنیا کی آفتون اور رنجون سے بہی محفوظ رہیگا
اگر کوئی یہ کہے کہ دنیا مین اچہے آدمیون پر بڑی بڑی مصیبتین اور تکلیفین ہوئین ہین اور بہت سے بد
کارون نے ساری عمر چین اڑایا ہے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ یہ چین اور مصیبت ظاہر بینون کی نظر مین
ہے درحقیقت بدکارون کو کوئی چین نہین اور نیکون کو کوئی رنج نہین نیک شخص پر کیسی ہی آفت آوے مگر
اوسکا دل اپنی بے قصوری اور پاکی کا تصور کرکے خوش ہے اور انجام اوس آفت کا راحت ہو اور بدکار کا دل ہر
وقت قلق مین ہے کیسے ہی عیش کے سامان اسکو میسر ہون مگر اوسکے دل مین اطمینان اور سکون نہین گناہ
کی فکر اور خدا کا خوف لگا ہوا ہے تو یہ سامان سب ہیچ ہے هٰذَا مَا اَلْهَمَنِیْ رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ **ف**
پھر خدیجہ آپ کو ورقہ بن نوفل پاس لے گئین اور وہ خدیجہ کے چچا زاد بہائی تہے کیونکہ ورقہ نوفل کے بیٹے تہے
اور نوفل اسد کے اور خدیجہ خویلد کی بیٹی تہین اور خویلد اسد کے بیٹے تہے تو ورقہ اور خدیجہ کے باپ بہائی بہائی
تہے اور جاہلیت کے زمانے مین وہ نصرانی ہو گئے تہے اور عربی لکہنا جانتے تہے تو انجیل کو عربی مین لکہتے تہے
جتنا اللہ کو منظور تہا **ف** صحیح بخاری مین ہے کہ عبرانی لکہنا جانتے تہے اور انجیل کو عبرانی مین لکہتے تہے
نووی نے کہا دونون صحیح ہین اور حاصل یہ ہے کہ وہ نصاری کے دین سے خوب واقف تہے اور انجیل کو خوب سمجہتے
تہے کبہی اوسکو عبرانی مین لکہتے تہے کبہی عربی مین **ف** اور بہت بوڑہے تہے اونکی بینائی جاتی رہی تہی

(ڈرہانپنے کی وجہ سی) خدیجہ نے اونسے کہا اے چچا (وہ چاچا کے بیٹے تھے پر بزرگی کے لیے انکو چچا کہا اور ایک روایت مین
چچا کے بیٹے ہین) اپنے بھتیجے کی سنو ورقہ نے کہا اے بھتیجے میرے تم کیا دیکھتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ
کیفیت دیکھی تھی سب بیان کی ورقہ نے کہا یہ تو وہ ناموس ہے جو حضرت موسی علیہ السلام پر اوترا تھا **ف**
ناموس سے مراد جبریل علیہ السلام ہین اور اصل معنی ناموس کے بھلی بات چھپانیوالا جیسے جاسوس بری بات چھپانیوالا
جبرئیل کو ناموس اسلیے کہتے ہین کہ وہ اللہ تعالی کے راز کو یعنے وحی کو بندون تک پہونچاتے ہین **ف**
کاش مین اس زمانے مین جوان ہوتا کاش مین زندہ رہتا اوس وقت تک جب تمہاری قوم تمکو نکالدیگی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ مجھے نکالدین گے ورقہ نے کہا ہان جب کوئی شخص دنیا مین وہ لیکر آیا جسکو
تم لائے ہو (یعنے شریعت اور دین) تو لوگ اس کے دشمن ہوگئے اور جو مین اوس دن کو پاؤن گا تو اچھی طرح
تمہاری مدد کرون گا **ف** پر افسوس ورقہ کی زندگی نے وفا نہ کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکون
نے مکے سے نکالدیا جیسے ورقہ نے کہا تھا **عن** عائشة انها قالت اول ما بدئ به رسول الله صلى
الله عليه وسلم من الوحي وساق الحديث بمثل حديث يونس غير انه قال فوالله لا يحزنك
الله ابدا وقال فقالت خديجة اي ابن عم اسمع من ابن اخيك **ترجمہ** ام المومنین عائشہ سے — قالت
دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اسمین اتنا فرق ہے کہ خدیجہ نے کہا قسم اللہ کی اللہ تمکو کبھی رنجیدہ نہ
کریگا (اور اگلی روایت مین یون تھا رسوا نہ کریگا) اور خدیجہ نے ورقہ سے کہا اے چچا کے بیٹے سن اپنے بھتیجے کی
بات (اور اگلی روایت مین یون تھا اے چچا سن اپنے بھتیجے کی بات **عن** عروة بن الزبير يقول
عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم فرجع الى خديجة يرجف فؤاده واقتص الحديث بمثل — بوادره
حديث يونس ومعمر ولم يذكر اول حديثهما من قوله اول ما بدئ به رسول الله صلى الله
عليه وسلم من الوحي الرؤيا الصادقة وتابع يونس على قوله فوالله لا يخزيك الله ابدا وذكر
قول خديجة اي ابن عم اسمع من ابن اخيك **ترجمہ** اس روایت مین یون ہے کہ آپ لوٹے
خدیجہ کیطرف اور آپکا دل کانپ رہا تھا اور اس مین یہ ذکر نہین کہ سب سے پہلے جو وحی آپ پر شروع ہوئی
وہ سچا خواب تھا اور پہلی روایت کی طرح اس مین یہ ہے کہ قسم کی اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا اور خدیجہ
نے ورقہ سے کہا کہ اے چچا کی بیٹے سن اپنے بھتیجے کی **عن** جابر بن عبد الله الانصاري وكان من
اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يحدث قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ قَالَ فِي حَدِيثِهِ فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ
رَأْسِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ جَالِسًا عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجُئِثْتُ مِنْهُ فَرَقًا فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَدَثَّرُونِي فَأَنْزَلَ
اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ وَهِيَ
الْأَوْثَانُ قَالَ ثُمَّ تَتَابَعَ الْوَحْيُ ترجمہ جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے اور وہ صحابہ میں سے تھے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ ذکر کرتے تھے وحی موقوف ہو جانے کا ایک
بار میں جا رہا تھا میں نے آسمان سے آواز سنی تو میں نے سر اٹھایا دیکھا تو وہی فرشتہ جو حرا میں میرے پاس آیا
تھا ایک کرسی پر بیٹھا ہے آسمان اور زمین کے بیچ میں یہ دیکھکر میں گھبرا گیا ڈر کے مارے اور لوٹ کر گھر میں
آیا میں نے کہا مجھ کو کپڑا اوڑھا دو کپڑا اڑھا دو انہوں نے کپڑا اوڑھا دیا تب اللہ تعالی نے یہ سورت اوتاری
یا ایہا المدثر اخیر تک یعنی اے کپڑا اوڑھنے والے اوٹھ اور ڈرا لوگوں کو اور اپنے مالک کی بڑائی کر اور اپنے
کپڑوں کو پاک کر اور پلیدی کو چھوڑ دے پلیدی سے مراد بت ہیں پھر وحی برابر آنے لگی ف سب سے پہلے
آپ پر وہ آیتیں اتریں جو اوپر کی حدیث میں بیان ہوئیں یعنی اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ
اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ بعد اسکے ایک مدت تک جسکی تعیین میں اختلاف ہے وحی
موقوف رہی پھر یہ آیتیں اوتریں سورہ مدثر کے شروع کی بعد اسکی وحی کا تار بندھ گیا اور برابر آنے لگی نووی
نے کہا ہے جو بعض لوگ کہتے ہیں سب سے پہلے سورہ مدثر اتری صحیح نہیں بلکہ باطل ہے اسی طرح جو لوگ کہتے
ہیں سب سے پہلے سورہ فاتحہ اتری عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ يَقُولُ ثُمَّ فَتَرَ الْوَحْيُ عَنِّي فَتْرَةً فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ غَيْرَ
أَنَّهُ قَالَ فَجُثِثْتُ مِنْهُ فَرَقًا حَتَّى هَوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ قَالَ وَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ وَالرُّجْزُ الْأَوْثَانُ
قَالَ ثُمَّ حَمِيَ الْوَحْيُ بَعْدُ وَتَتَابَعَ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اس میں یہ ہے کہ میں ڈر کے مارے سہم گیا یہاں تک
کہ زمین پر گر پڑا اور ابوسلمہ نے کہا کہ پلیدی سے مراد بت ہیں پھر وحی برابر آنے لگی اور تار لگ گیا۔
عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ يُونُسَ وَقَالَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَا أَيُّهَا عَزَّ وَجَلَّ
الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ إِلَى وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ قَبْلَ أَنْ تُفْرَضَ الصَّلَاةُ وَهِيَ الْأَوْثَانُ
قَالَ فَجُثِثْتُ مِنْهُ كَمَا قَالَ عُقَيْلٌ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اس میں اتنا زیادہ ہے کہ اسوقت نماز فرض

نہین ہوئی تہی عن یحیی یقول سألت ای القرآن انزل قبل قال یا ایها المدثر ص ابا سلمة
فقلت او اقرأ فقال سألت جابر بن عبد الله ای القرآن انزل قبل قال یا ایها المدثر ن فقال
فقلت او اقرأ قال جابر احدثکم ما حدثنا رسول الله صلی الله علیه وسلم قال
جاورت بحراء شهرا فلما قضیت جواری نزلت فاستبطنت بطن الوادی فنودیت
فنظرت امامی وخلفی وعن یمینی وعن شمالی فلم ار احدا ثم نودیت فنظرت فلم ار
احدا ثم نودیت فرفعت راسی فاذا هو علی العرش فی الهواء یعنی جبریل فاخذتنی
رجفة شدیدة فاتیت خدیجة فقلت دثرونی فدثرونی فصبوا علی ماء فانزل الله
تعالی یا ایها المدثر قم فانذر وربک فکبر وثیابک فطهر **ترجمہ** یحیی سے روایت ہے مین نے ابو سلمہ
سے پوچہا سب سے پہلے قرآن مین سے کیا اوترا انہون نے کہا یا ایہا المدثر مین نے کہا یا اقرأ انہون نے کہا مین
نے جابر بن عبد اللہ سے پوچہا قرآن مین سے پہلے کیا اوترا انہون نے کہا یا ایہا المدثر مین نے کہا یا اقرأ جابر نے
کہا مین تم سے وہ حدیث بیان کرتا ہون جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کی تہی آپنے فرمایا
مین حرا مین ایک مہینے تک رہا جب میری مدت مہینے کی پوری ہو گئی تو مین اوترا اور وادی کے اندر چلا
کسی نے مجہے آواز دی مین نے سامنے اور پیچہے اور داہنے اور بائین دیکہا کوئی نظر نہ آیا پہر کسی نے مجہے آواز
دی مین نے دیکہا کسی کو نہ پایا پہر کسی نے مجہے آواز دی تو مین نے سر اوپر اوٹہایا دیکہا تو وہ ہوا مین ایک تخت
پر مین یعنی جبرئیل علیہ السلام مجہے یہ دیکہکر لرزہ چڑہ آیا سخت (ہیبت کی مارے) تب مین خدیجہ پاس
آیا اور مین نے کہا مجہے کپڑا اوڑہا دو کپڑا اوڑہا دو انہون نے کپڑا اوڑہایا اور پانی میرے اوپر ڈالا (ہیبت
دور کرنے کے لیے) تب اللہ تعالی نے یہ آیتین اوتارین یا ایہا المدثر قم فانذر وربک فکبر وثیابک فطہر
(انکا ترجمہ اوپر گزرا) **عن** یحیی بن ابی کثیر بهذا الاسناد وقال فاذا هو جالس علی عرش
بین السماء والارض **ترجمہ** یحیی بن ابی کثیر سے اسی اسناد سے روایت ہے ترجمہ وہی جو اوپر گزرا اسمین
یہ ہے کہ وہ ایک تخت پر تہے زمین اور آسمان کے بیچ مین **باب** الاسراء برسول الله صلی الله علیه
وسلم الی السموات وفرض الصلوات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانون پر تشریف لیجانا (یعنی معراج)
اور نمازون کا فرض ہونا **ف** نووی نے کہا یہ بہت بڑا باب ہے اور مین اسباب مین مختصر مطالب
انہی اپنے موقع پر بیان کرونگا اور قاضی عیاض نے معراج کے بارے مین چند فقرے بہت عمدہ لکہے ہین انہون

نے کہا لوگون نے اختلاف کیا ہے کہ یہ معراج کسی حالت مین تہا تو بعضون نے کہا کہ یہ سب خواب تہا اور جو حق
ہے اور اکثر سلف اور متاخرین نے اوسکو اختیار کیا ہے فقہا اور محدثین اور متکلمین مین سے وہ یہ ہو کہ معراج
بیداری کی حالت مین تہا اور آپ اپنے جسم کے ساتھہ تشریف لے گئے تہے اور حدیثین اس امر پر دلالت کرتی ہین
اور ظاہر سے عدول کرنے کے لیے کوئی وجہ نہین اور نہ یہ محال ہو تاکہ تاویل کی احتیاج ہو اور شریک نے معراج
کی روایت مین کئی جگہہ وہم کیا ہے جنپر انکار کیا ہے علمانے اور امام مسلم نے اسپر تنبیہ کی ہو اور کہا کہ شریک
نے اس روایت مین تقدیم اور تاخیر اور کمی اور بیشی کی ہو ایک ان مین سے یہ ہو کہ وہ معراج کو نبوت سے پہلے
نقل کرتا ہے حالانکہ یہ غلط ہے معراج کم سے کم نبوت کے پندرہ مہینے کے بعد واقع ہوا اور حربی نے کہا
معراج ستائیسوین شب کو ربیع الثانی مین ہجرت سے ایک سال پہلے ہوا اور زہری نے کہا معراج نبوت
کے پانچ برس بعد ہوا اور ابن اسحاق نے کہا معراج اوسوقت ہوا جب اسلام مکہ مین پہیل گیا تہا اور عرب
کے قبیلون مین اور ان سب قولون مین زہری اور ابن اسحاق کا قول زیادہ ٹہیک ہو اس لیے کہ سب نے
باتفاق کہا ہے کہ حضرت خدیجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ نماز پڑہی نماز فرض ہونے کے
بعد اور اسبات مین اختلاف نہین کہ حضرت خدیجہ ہجرت سے تین سال پہلے گذر گئین اور بعضون نے
کہا پانچ سال پہلے دوسرے یہ کہ علمانے اتفاق کیا ہے اس امر پر کہ نماز معراج کی رات کو فرض ہوئی پہر
معراج نبوت سے پہلے کیونکر ہوسکتا ہے اور یہ جو شریک کی روایت مین ہو آپ سوتے تہے اور دوسری
روایت مین ہو کہ مین سوتا اور جاگتے کے بیچ مین تہا خانہ کعبہ پاس تو اس سے یہ بات ثابت نہین ہوتی کہ
معراج خواب مین تہا کیونکہ یہ حالت اوسوقت کی ہے جب آپ پاس فرشتہ آیا اور حدیث مین اسکا
کہان ذکر ہے کہ سارا قصہ خواب مین گزرا تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا نووی نے کہا شریک کے سوا اور
کی حدیثکو اور حافظون اور عالمون نے روایت کیا ہو جیسے ابن شہاب اور ثابت بنانی اور قتادہ نے انس
سے اور انہون نے شریک کی باتین بیان نہین کین اور شریک اہل حدیث کے نزدیک حافظ نہین ہے مترجم
کہتا ہو کہ جن لوگون نے معراج کا حالت بیداری مین جسم کے ساتھہ انکار کیا ہے اونکا انکار دو وجہ سے ہے
ایک تو یہ کہ اسقدر تیز حرکت قیاس مین نہین آتی کہ لاکہون کروڑون برس کا فاصلہ ایک جسم تہوڑے زمانے
مین طے کرے اور پہر اسکی اجزا مین اتصال قائم رہے دوسری یہ کہ آسمان مثل پیاز کے چہلکون کے ایک
بہت دوسرے پرت سے ملے ہوئے ہین اور وہ پہٹنے اور جڑنے کے قابل نہین ہین دوسرا شبہ تو صرف طبیعیو

کی تقلید سی پیدا ہوگیا تہا کیونکہ اوسنے نو آسمان ٹہوس و سخت ایک پر ایک چڑہے ہوئے نکالے اور یہی نکالا ہوا انتظام مسلمانون نے عربی زبان مین نقل کیا اور وہی مسلمانون مین شائع ہوا حالانکہ خود حکماء نے اس انتظام کو باطل کر دیا اور آسمانون کا جسم ایسا سخت کہ جسمین کوئی چیز پہر نہ سکے غلط ہوا اور ثابت ہوا ہے کہ ہزارہا تارے اور اجسام ان آسمانون مین جو فضا کیطرح معلوم ہوتا ہے پہرا کرتے ہین اور اگر یہ مان لیا جاوے کہ آسمان ٹہوس اور سخت اجسام ہین تو یہ کہانسے معلوم ہوا کہ اون مین دروازے اور سیڑہی نہین ہین اور جو یہ بہی فرض کیا جاوے تو یہ کہان سے ثابت ہوا کہ وہ پہٹنے اور جڑنے کے لائق نہین ہین جو دلیل اگلے حکماء نے آسمانون کے نہ پہٹنے پر قائم کی ہے وہ کئی جگہہ سے مخدوش ہے اور اسکے مقدمات ممنوع ہین اب رہا پہلا امر تو اوسکا جواب یہ ہے کہ صرف قیاس مین نہ آنے سے کوئی امر محال نہین ہوسکتا خود زمین کی حرکت کو دیکہو اٹہارہ ہزار میل ایک گہنٹہ مین طے کرتی ہے یعنی توپ کے گولے سے سوا ایک سو بیس گنا جلد جا رہی ہے پہر نہ زمین کے اجزا مین تفرق ہوتا ہے اور نہ ہمکو کسی قسم کی پریشانی اوسکی تیز حرکت سے حاصل ہوتی ہے اور جن لوگون کے نزدیک آفتاب متحرک ہے اور زمین ساکن ہے تو آفتاب زمین سے دس کروڑ میل کے فاصلہ پر ہونے سے اوسکا مدار ساٹہہ کروڑ میل کا ہوا اور ساٹہہ کو ہم چوبیس پر تقسیم کرو تو ہر ایک ساعت مین اڑہائی کروڑ میل آفتاب کی حرکت ہوئی حالانکہ اسقدر تیز حرکت سے بہی نہ آفتاب کا جرم پہٹتا ہے نہ اوسکے اجزا مین تفرق ہوتا ہے اس سے بہی زیادہ تیز حرکت کو دیکہو روشنی جو آفتاب سے ہم تک آپہونچتی ہے اوسکی حرکت ایک دقیقہ یعنی منٹ مین ایک کروڑ چہیالیس لاکہ میل ہے اگر کوئی کہے کہ روشنی ایک عرض ہے جو دوسرے جسم سے قائم ہے اور کلام جواہر کی حرکات مین ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ خیال ہی غلط ہے کہ روشنی عرض ہے بلکہ روشنی ایک جسم ہے جو چہوٹے چہوٹے اجزا سے مرکب ہے اور وہ اجزا نہایت تیزی کے ساتہہ روشن جسم سے سب طرف پہنچ جاتے ہین پہر جب حرکت کی تیزی کی کوئی انتہا نہ نکلی اور نہ جسم کی سختی کی اس صورت مین خداوند کریم قادر مطلق کی قدرت کاملہ سے کچہہ بعید نہین ہے کہ وہ ایک جسم کو جتنی چاہے ایسے تیز روی عنایت فرماوے گو ہمارے قیاس اور عادت سے بعید ہو جیسے ابوجہل نے اپنے قیاس سے معراج کو بعید سمجہہ کر اوسکا انکار کیا اور حضرت صدیق رض نے عقل سلیم سے کام لیا اور معراج کی تصدیق کی وَذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ عن اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُتِیْتُ بِالْبُرَاقِ وَھُوَ دَابَّۃٌ اَبْیَضُ طَوِیْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ یَضَعُ حَافِرَہٗ عِنْدَ

منتهى طرفه قال فركبته حتى أتيت بيت المقدس قال فربطته بالحلقة التي يربط بها
الأنبياء قال ثم دخلت المسجد فصليت فيه ركعتين ثم خرجت فجاءني جبريل عليه
السلام بإناء من خمر وإناء من لبن فاخترت اللبن فقال جبريل اخترت الفطرة قال ثم
عرج بنا إلى السماء فاستفتح جبريل عليه السلام فقيل من أنت قال جبريل قيل ومن معك
قال محمد صلى الله عليه وسلم قيل وقد بعث إليه قال قد بعث إليه قال ففتح لنا فإذا
أنا بآدم صلى الله عليه وسلم فرحب بي ودعا لي بخير ثم عرج بنا إلى السماء الثانية فاستفتح
جبريل عليه السلام فقيل من أنت قال جبريل قيل ومن معك قال محمد صلى الله عليه
وسلم قيل وقد بعث إليه قال قد بعث إليه ففتح لنا فإذا أنا بابني الخالة عيسى بن مريم ويحيى بن زكريا
صلوات الله عليهما فرحبا ودعوا لي بخير ثم عرج بنا إلى السماء الثالثة فاستفتح جبريل
عليه السلام فقيل من أنت قال جبريل قيل ومن معك قال محمد صلى الله عليه وسلم قيل
وقد بعث إليه قال قد بعث إليه ففتح لنا فإذا أنا بيوسف صلى الله عليه وسلم وإذا هو قد
أعطي شطر الحسن قال فرحب بي ودعا لي بخير ثم عرج بنا إلى السماء الرابعة فاستفتح جبريل عليه
السلام قيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال محمد صلى الله عليه وسلم قال وقد
بعث إليه قال قد بعث إليه ففتح لنا فإذا أنا بإدريس عليه السلام فرحب بي ودعا لي بخير قال
الله عز وجل ورفعناه مكانا عليا ثم عرج بنا إلى السماء الخامسة فاستفتح جبريل عليه السلام
قيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال محمد صلى الله عليه وسلم قيل وقد بعث إليه
قال قد بعث إليه ففتح لنا فإذا أنا بهارون عليه السلام فرحب بي ودعا لي بخير ثم عرج بنا إلى
السماء السادسة فاستفتح جبريل عليه السلام قيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال
محمد صلى الله عليه وسلم قيل وقد بعث إليه قال قد بعث إليه ففتح لنا فإذا أنا بموسى عليه
السلام فرحب بي ودعا لي بخير ثم عرج بنا إلى السماء السابعة فاستفتح جبريل عليه السلام فقيل
من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال محمد صلى الله عليه وسلم قيل وقد بعث إليه
قال قد بعث إليه ففتح لنا فإذا أنا بإبراهيم عليه السلام مسندا ظهره إلى البيت المعمور وإذا
هو يدخله كل يوم سبعون ألف ملك لا يعودون إليه ثم ذهب بي إلى السدرة المنتهى وإذا

وَاِذَا وَرَقُهَا كَاٰذَانِ الْفِيَلَةِ وَاِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ قَالَ فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ
فَمَا اَحَدٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا فَاَوْحٰى اِلَيَّ مَا اَوْحٰى فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً
فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَنَزَلْتُ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً
فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْاَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا يُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ فَاِنِّيْ قَدْ بَلَوْتُ بَنِيْ
اِسْرَآئِيْلَ وَخَبَرْتُهُمْ قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَبِّيْ فَقُلْتُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَلٰى اُمَّتِيْ فَحَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى
فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا يُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْاَلْهُ التَّخْفِيْفَ قَالَ فَلَمْ اَزَلْ
اَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَبَيْنَ مُوْسٰى حَتّٰى قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ
لِكُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرٌ فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ صَلٰوةً وَّمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةً فَاِنْ
عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرًا وَّمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ شَيْئًا فَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ
سَيِّئَةً وَّاحِدَةً قَالَ فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْاَلْهُ
التَّخْفِيْفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ رَجَعْتُ اِلٰى رَبِّيْ حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے براق لایا گیا **ف** براق بضم با اس جانور کا نام ہے جسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات کو سوار ہوئے تھے زبیدی اور جماعت نحویوں نے کہا کہ براق وہ جانور ہے جسپر تمام پیغمبروں نے سواری کی ہے اور پیغمبروں کا سواری کرنا اسپر دلیل چاہتا ہے ابن درید نے کہا براق برق سے نکلا ہے برق کہتے ہیں بجلی کو اس جانور کا نام براق ہوا اسلیے کہ اس کی چال بجلی کیطرح تیز تھی اور بعضوں نے کہا اسلیے کہ وہ بجلی کیطرح صاف اور شفاف اور چمکدار تھا اور بعضوں نے کہا اسلیے کہ وہ سفید تھا قاضی عیاض نے کہا احتمال ہے کہ اس جانور میں دو رنگ ہوں کیونکہ ابرق اوس بکری کو کہتے ہیں جسکی سفیدی میں سیاہ دھاریاں ہوں اور حدیث میں خود موجود ہے کہ وہ جانور سفید رنگ تھا تو براق بھی سفید میں داخل ہے (نووی) **ف** اور وہ ایک جانور ہے سفید رنگ کا لمبا گدھے سے اونچا اور خچر سے چھوٹا اپنے سم وہاں رکھتا ہے جہاں تک اوسکی نگاہ پہونچتی ہے (تو ایک لمحہ میں آسمان تک جا سکتا ہے) میں اوسپر سوار ہوا اور بیت المقدس تک آیا **ف** مقدس یا مقدّس دو لغت ہیں اور مشہور معنی اس کے یہ ہیں پاکی کا گھر کیونکہ وہاں انسان گناہوں سے پاک ہوتا ہے یا وہ مکان خود پاک ہے بتوں کی نجاست سے **ف** وہاں اس جانور کو حلقہ سے باندھ دیا جس سے اور پیغمبر اپنے جانوروں کو باندھا کرتے تھے (یہ حلقہ مسجد

کے دروازے پر ہے اور باندہ دینے سے یہ معلوم ہوا کہ انسان کو اپنی چیزون کی احتیاط اور حفاظت ضرور ہے اور یہ توکل کے خلاف نہین (پھر مین مسجد کے اندر گیا اور دو رکعتین نماز کی پڑہین بعد اوسکے باہر نکلا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام دو برتن لیکر آئے ایک مین شراب تہا اور ایک مین دودہ مین نے دودہ پسند کیا حضرت جبرئیل نے کہا تم نے فطرت کو اختیار کیا ف نووی نے کہا اس روایت مین اختصار ہے اور مراد یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے آپکو اختیار دیا کہ ان دونون برتنون مین سے جسکو چاہین اختیار کرین آپ نے دودہ پسند کیا جیسے دوسری روایتون مین الہام ہونیکا صاف موجود ہے کہ آپکو الہام ہوا دودہ کے اختیار کرنیکا اور فطرت سے مراد اسلام اور استقامت ہے اور مطلب یہ ہے کہ تمنے اسلام کی علامت کو اور اسپر استقامت کو اختیار کیا اور دودہ اسلام کی علامت اسوجہ سے ہوا کہ دودہ پاکیزہ خوشگوار اور پاک ہے اور شراب تو سب ناپاکیون کی جڑ ہے اور جدال اور قتال دونون اسمین پیدا کرتی ہے والله اعلم مترجم کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ فطرت سے مراد یہان لغوی معنی فطرت کا ہو یعنے پیدایش اور آفرینش اور مقصود یہ ہو کہ دودہ فطری غذا ہے انسان کی جب آدمی پیدا ہوتا ہے تو اوسکی پرورش بغیر دودہ کے مشکل ہے اور دودہ وہ غذا ہے جو نہایت مقوی سریع الہضم جلد اثر کرنیوالی اور جسم کو پرورش کرنے والا ہے اور اسمین غذائیت اور مائیت دونون موجود ہین اور وہ فطری ہے یعنی پیدایشی ہے خداوند کریم نے اسکو بنایا انسان کی صنعت کو اسمین دخل نہین برخلاف شراب کے کہ نہ اسمین غذائیت ہے جو انسان کے جسم کی پرورش کے لیے کافی ہو نہ وہ فطری ہے بلکہ انسان کی ترکیب اور صنعت سے تیار ہوتا ہے اور جسقدر منفعت اسمین سے حاصل ہوتی ہے اوس سے زیادہ ضرر اور نقصان پیدا ہوتا ہے ف پھر جبرئیل ہمارے ساتھ آسمان پر چڑہے اور جب ہم آسمان پر پہنچے تو فرشتون سے کہا دروازہ کہولنے کے لیے انہون نے پوچھا کون ہے جبرئیل نے کہا جبرئیل ہے انہون نے کہا تمہارے ساتھ دوسرا کون ہے جبرئیل نے کہا محمد صلی الله علیہ وسلم ہین فرشتون نے پوچھا کیا وہ بلائے گئے تھے جبرئیل نے کہا ہان بلائے گئے تہے ف نووی نے کہا یہان سے کئی باتین معلوم ہوئین ایک یہ کہ جب مکان والا اندر سے پوچھے کون ہے تو اوسکے جواب مین اپنا نام بیان کرے نہ یہ کہ مین ہون کیونکہ اسکی ممانعت آئی ہے اور مین کہنا بے فائدہ ہے دوسرے یہ کہ آسمان مین دروازے ہین تیسرے یہ کہ دروازون پر محافظ اور چوکیدار ہین ف پھر دروازہ کہولا گیا ہمارے لیے اور ہمنے آدم علیہ السلام کو دیکھا اونہون نے مرحبا کہا اور ہمارے لیے دعا کی بہتری کی ف مرحبا وہ لفظ ہے جسکو عرب کے لوگ مہمان کے آنیکے وقت بولتے ہین یعنے تم اچھے فراخ اور کشادہ جگہ مین آئے اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی شخص ملاقات کو آوے اوسکی خاطرداری

کرنا اور کشادہ پیشانی سے ملنا اور اسکی تعریف کرنا بشرطیکہ وہ مغرور نہ ہو درست ہی اور یہ طریقہ ہے انبیا کا **لت**
پھر جبرئیل ہمارے ساتھ چڑھے دوسرے آسمان پر اور دروازہ کھلوایا فرشتون نے پوچھا کون ہی اونہون نے کہا جبرئیل
فرشتون نے پوچھا تمہارے ساتھ دوسرا کون شخص ہے اونہون نے کہا محمد صلعم ہین فرشتون نے کہا کیا انکو
حکم ہوا تھا بلانیکا جبرئیل نے کہا ہان انکو حکم ہوا ہے پھر دروازہ کھلا تو مین نے دونون خالہ زاد بھائیونکو
دیکھا یعنے حضرت عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو ان دونون نے مرحبا کہا اور میرے لیے بہتری
کی دعا کی پھر جبرئیل ہمارے ساتھ تیسرے آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلوایا فرشتون نے کہا کون ہی جبرئیل
نے کہا جبرئیل فرشتون نے کہا تمہارے ساتھ دوسرا کون ہے جبرئیل نے کہا محمد صلعم ہین فرشتون نے کہا کیا انکو
پیغام کیا گیا تھا بلانے کے لیے جبرئیل نے کہا ہان انکو پیغام کیا گیا تھا پھر دروازہ کھلا تو مین نے حضرت یوسف
علیہ السلام کو دیکھا اللہ تعالیٰ نے حسن (خوبصورتی) کا آدھا حصہ انکو دیا تھا اونہون نے مرحبا کہا مجھکو اور نیک دعا
کی پھر جبرئیل ہمکو لیکر چوتھے آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلوایا فرشتون نے پوچھا کون ہے کہا جبرئیل پوچھا
تمہارے ساتھ دوسرا کون ہے کہا محمد ہین فرشتون نے کہا کیا انکو بلا لیے گئے ہین جبرئیل نے کہا ہان بلائے
گئے ہین پھر دروازہ کھلا تو مین نے ادریس علیہ السلام کو دیکھا اونہون نے مرحبا کہا اور اچھی دعا دی مجھکو
اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہم نے اوٹھا لیا ادریس کو اونچی جگہہ پر (تو اونچی جگہہ سے یہی چوتھا آسمان مراد ہے)
پھر جبرئیل ہمارے ساتھ پانچوین آسمان پر چڑھے انہون نے دروازہ کھلوایا فرشتون نے پوچھا کون کہا
جبرئیل پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے کہا محمد ہین فرشتون نے کہا کیا وہ بلائے گئے ہین جبرئیل نے
کہا ہان بلائے گئے ہین پھر دروازہ کھلا تو مین نے حضرت ہارون علیہ السلام کو دیکھا اونہون نے مرحبا کہا اور مجھے
نیک دعا دی پھر جبرئیل ہمارے ساتھ چھٹے آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلایا فرشتون نے پوچھا کون ہی
کہا جبرئیل پوچھا اور کون ہی تمہارے ساتھ اونہون نے کہا محمد ہین فرشتون نے کہا کیا خدا نے انکو پیام
بھیجا آنے کے لیے جبرئیل نے کہا ہان بھیجا پھر دروازہ کھلا تو مین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا
اونہون نے کہا مرحبا اور اچھی دعا دی مجھکو پھر جبرئیل ہمارے ساتھ ساتوین آسمان پر چڑھے اور دروازہ
کھلوایا فرشتون نے پوچھا کون ہی کہا جبرئیل پوچھا تمہارے ساتھ اور کون ہی کہا محمد ہین فرشتون نے
پوچھا کیا انکو بلوائے گئے ہین اونہون نے کہا ہان بلوائے گئے ہین پھر دروازہ کھلا تو مین نے حضرت ابراہیم
علیہ السلام کو دیکھا وہ تکیہ لگائے ہوئے تھے اپنی پیٹھ کا بیت المعمور کیطرف اس سے یہ معلوم ہوا کہ قبلہ کیطرف پیٹھ کرنا

ٹیکنا درست ہے) اور اسمین ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہین جو پہر کبہی نہین آتے **ف** بیت المعمور ایک
گھر ہے کعبہ کیطرح آسمانون کے اوپر اوسکو معمور اس لیے کہتے ہین کہ وہ ہمیشہ آباد رہتا ہے ہر روز ستر ہزار فرشتے
وہان عبادت کیلیے آتے ہین جو پہر کبہی نہین آتے اس سے معلوم کرنا چاہیے کہ فرشتے کتنے بیحساب ہین
ف پہر جبرئیل مجہکو سدرۃ المنتہی پاس لے گئے **ف** سدرۃ المنتہی ایک درخت ہے بیر کا ساتوین آسمان کے
کے اوپر وہ حد ہے فرشتون کے جانے کی یا حد ہے ان کے علم کی اوس سے آگے کا علم سوا خدا کے کسیکو نہین ہے
ابن عباس نے کہا اسکا نام سدرۃ المنتہی اسلیے ہوا کہ ملائکہ کا علم وہان تک ختم ہو گیا اور اس سے آگے کوئی
نہین بڑہا سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور عبد اللہ بن مسعود سے منقول ہے کہ اوسکو منتہی اسلیے کہتے ہین
کہ جو اوپر سے اوترتا ہے وہ وہان آکر ٹہر جاتا ہے اور جو نیچے سے چڑہتا ہے وہ بہی وہان رک جاتا ہے یعنی خدا
کا حکم **ف** اوسکے پتے اتنے اتنے بڑے تہے جیسے ہاتہی کے کان اور اوسکے بیر جیسے قلے (ایک بڑا گہڑا
جس مین دو مشک یا زیادہ پانی آتا ہے) پہر جب اوس درخت کو اللہ کے حکم نے ڈہانکا تو اسکا حال ایسا ہو
گیا کہ کوئی مخلوق اوسکی خوبصورتی بیان نہین کر سکتا **ف** یعنی جب اللہ جل جلالہ کی خاص تجلی اس درخت
پر ہوئی تو اس کا رنگ روپ ہی بدل گیا اور حسن وجمال اسکا بے نظیر ہو گیا جسکی تعریف بیان نہین ہو سکتی پہر کوئی
مخلوق کی کیا مجال جو اپنے خالق ذوالجلال کی تعریف کر سکے **ف** پہر اللہ جل جلالہ نے ڈالا میرے دل
مین جو کچہ ڈالا اور پچاس نمازین ہر رات اور دن مین مجہپر فرض کین جب مین وہان سے اوترا اور حضرت موسی
علیہ السلام تک پہنچا تو اونہون نے پوچہا تمہارے پروردگار نے کیا فرض کیا تمہاری امت پر مین نے کہا پچاس
نمازین فرض کین انہون نے کہا پہر لوٹ جاؤ اپنے پروردگار کے پاس **ف** اس حدیث سے صاف
ثابت ہوتا ہے عقیدہ سلف امت کا کہ خدا تعالی اپنے عرش پر آسمانون کے اوپر ہے ورنہ لوٹ جانے کے
کیا معنے ہونگے **ف** اور تخفیف چاہو کیونکہ تمہاری امت کو اتنی طاقت نہوگی اور مین نے بنی
اسرائیل کو آزمایا ہے اور انکا امتحان لیا ہے مین لوٹ گیا اپنے پروردگار کے پاس **ف** نووی
نے اس مقام پر یہ تاویل کی ہے کہ مین لوٹ گیا اوس مقام پر جہان مین نے خداوند کریم سے باتین کی تہین
اور یہی صحیح کیا دوبارہ اور نقل کیا اسکو صاحب سراج الوہاج نے اور یہی تاویل کیا حالانکہ
یہ تاویل مردود ہے اور نووی نے متاخرین متکلمین کی تقلید کرکے یہ تاویل کی جو خدا کو جہت سے پاک اور
مکان سے منزہ خیال کرتے ہین اور علماء حدیث اور سلف صالحین کے نزدیک خدا کی جہت اور مکان ثابت ہے

آدمی کی ضرورت نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اوپر لیجانے کی ... الا مکان عرش ہے اور وہ بہت فوق ہے ہر چیز سے پس مطلب
حدیث کا صاف ہے کہ میں چلا ... ہم ... کے پاس ... گیا اور جن لوگوں نے یہ خیال کیا ہے کہ معاذ اللہ خدا
کی ذات ہر جگہ ہے اور عرش ... کوئی خصوصیت نہیں ہے اون کے طریقہ پر معراج کی کوئی فضیلت
نہیں ہو سکتی ہے اور ... کی کوئی خصوصیت معلوم ہوتی ہے کہ رات کیوقت ساتوں آسمانوں
کا سفر ... اور ... کے نزدیک ... ذات ہر جگہ موجود ہے پھر ساتوں آسمانوں
کے اوپر ... کا اعتقاد ... جہم بن صفوان سے پہیلا جس نے جس نے
... گمراہ کیا ... نجات دی اللہ جل جلالہ نے اس
شیطان ... اور ... راہ اختیار کی اللہ تعالی
... کے ساتھ کرے آمین یا رب العالمین ت
اور ... پانچ نمازیں گھٹا دیں ف اس حدیث
سے ... صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ جل جلالہ سے بلا واسطہ کلام کیا
اور ... خدا بات نہیں کرتا نہ اوسکی بات
... صفات اللہ تعالی کا بات کرنا
... حضرت موسی علیہ السلام پاس آیا اور کہا کہ پانچ
نمازیں اللہ تعالی نے ... تمہاری امت کو اتنی طاقت نہو گی تم پھر جاؤ اپنے رب
کے پاس ... آپ نے فرمایا میں اسیطرح پھرا اپنے پروردگار اور حضرت موسی کے بیچ میں پھرا
کیا ... کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا اے محمد وہ پانچ نمازیں ہیں ہر دن اور ہر رات میں اور ہر ایک نماز
میں دس کا ثواب ... پچاس نمازیں ہوئیں سبحان اللہ مالک کی کیسی عنایت اپنے غلاموں پر
ہے کہ پڑہیں پانچ نمازیں اور ثواب ملے پچاس کا اور جو کوئی شخص نیت کرے نیک کام کرنے کی پھر اوسکو نکرے
تو اسکو ایک نیکی کا ثواب ملیگا اور جو کرے تو دس نیکیاں ملینگی اور جو شخص نیت کرے برائی کی پھر اوسکو نکرے
تو کچھ نہ لکھا جاویگا اور اگر کر بیٹھے تو ایک ہی برائی لکھی جاویگی - آپ نے فرمایا پھر میں اترا اور حضرت موسے
علیہ السلام پاس آیا انہوں نے کہا پھر جاؤ اپنے پروردگار پاس تخفیف چاہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا میں اپنے پروردگار پاس پھر پھر کر گیا یہانتک کہ میں شرما گیا اوس سے ف

بار بار عرض کرنے سے اور تخفیف چاہنے سے اب مجھکو شرم آگئی اب نہین جاسکتا گو آپ کو یہ خیال ہوا کہ میری امت ان پانچ نمازون کو بھی ہر روز ادا نکر سکیگی پر جو منظور الٰہی تھا وہ ہوا — یہ جو بار بار تخفیف ہوئی تو علما نے اختلاف کیا ہے اس مین کہ آیا پہلے پچاس نمازون کا جو حکم ہوا تھا وہ وجوبی تھا یا غیر وجوبی خطابی نے کہا کہ وہ حکم غیر وجوبی تھا ورنہ تخفیف کیسی ہوتی اور صحیح یہ ہے کہ وہ حکم وجوبی تھا کیونکہ اگر غیر وجوبی ہوتا تو تخفیف چاہنے کی ضرورت نہ پڑتی اب یہ تخفیف نسخ ہے قبل عمل کے اور وہ جائز ہے **عن** انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتیت فانطلقوا بی الی زمزم فشرح عن صدری ثم غسل بماء زمزم ثم انزلت **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس فرشتے آئے اور مجھے لے گئے زمزم کے پاس پھر چیرا گیا سینہ میرا اور دھویا گیا زمزم کے پانی سے پھر چھوڑدیا گیا مین اپنی جگہ پر **ف** یعنی اسی جگہہ جہان سوے گئے تھے یہ معنی اوس صورت مین ہے جب حدیث مین انزلت بضم تا صیغہ واحد متکلم مجہول ہو اور جو بسکون تا ہو صیغہ واحد مونث مجہول تو اس صورت مین اوسکا مفعول مالم یسم فاعلہ محذوف ہوگا اور وہ مذکور ہے برقانی کی روایت مین اس طرح ثم انزلت علی طست من ذہب مملوۃ حکمۃ یعنے پھر اوتارا گیا مجھپر ایک طشت سونیکا جس مین حکمت بھری ہوئی تھی **عن** انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتاہ جبرئیل وھو یلعب مع الغلمان فاخذہ فصرعہ فشق عن قلبہ فاستخرج القلب فاستخرج منہ علقۃ فقال ھذا حظ الشیطان منک ثم غسلہ فی طست من ذھب بماء زمزم ثم لامہ ثم اعادہ فی مکانہ وجاء الغلمان یسعون الی امہ یعنی ظئرہ فقالوا ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم قد قتل فاستقبلوہ وھو منتقع اللون قال انس وقد کنت اری اثر ذلک المخیط فی صدرہ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ لڑکون کے ساتھہ کھیل رہے تھے اونھون نے آپ کو پکڑا اور پچھاڑا اور دلکو چیر کر نکالا پھر اس مین سے ایک پھٹکی جدا کرڈالے اور کہا کہ اتنا حصہ شیطان کا تھا تم مین پھر اسکو دھویا سونیکے طشت مین زمزم کے پانی سے (اس سے یہ نہین نکلتا کہ ہمکو سونیکے برتن کا استعمال درست ہے کیونکہ یہ فرشتون کا فعل تھا اور ممکن ہے کہ انکی شریعت ہمارے شریعت کے مغایر ہو دوسرے یہ کہ اوس وقت تک سونیکا استعمال حرام نہین ہوا تھا) پھر جوڑا اوسکو اور اپنی جگہہ مین رکھا اور لڑکے دوڑتے ہوئے آپکی مان پاس آئے یعنے انحضرت کی انا پاس اور کہا کہ محمد مارڈالے گئے یہ سنکر لوگ دوڑے دیکھا تو آپ

صحیح اور سالم ہیں اور) آپ کا رنگ بدل گیا ہے (ڈر اور خوف سے) انس نے کہا ہیں اس سلائی کا (جو حضرت جبرئیل
علیہ السلام نے کی تھی) آپ کے سینہ پر نشان دیکھتا تھا **عَنْ** شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ قَالَ سَمِعْتُ
أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُنَا عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ أَنَّهُ جَاءَهُ
ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ نَحْوَ حَدِيثِ
ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ وَقَدَّمَ فِيهِ شَيْئًا وَأَخَّرَ وَزَادَ وَنَقَصَ **ترجمہ** شریک بن عبد اللہ سے روایت ہے میں نے سنا
انس بن مالک سے وہ بیان کرتے تھے اس رات کا جس میں معراج ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کی مسجد
سے آپ پاس تین فرشتے آئے وحی آنے سے پہلے اور آپ مسجد میں سو رہے تھے پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح
جیسے ثابت نے روایت کیا انس سے لیکن آگے بیان کیا بعضی باتوں کو اور پیچھے بیان کیا بعضی باتوں کو
اور زیادہ کیا اور کم کیا **عَنْ** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ سَقْفُ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَفَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ مِنْ مَاءِ
زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَأَفْرَغَهَا فِي صَدْرِي ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ
بِيَدِي فَعَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا جِئْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا
افْتَحْ قَالَ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا جِبْرِيلُ قِيلَ هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِيَ مُحَمَّدٌ قَالَ فَأُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ — قال
نَعَمْ فَافْتَحْ فَفَتَحَ قَالَ فَلَمَّا عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَإِذَا رَجُلٌ عَنْ يَمِينِهِ أَسْوِدَةٌ وَعَنْ يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ قَالَ
فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى قَالَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ الصَّالِحِ
قَالَ قُلْتُ يَا جِبْرِيلُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا آدَمُ وَهَذِهِ الْأَسْوِدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيهِ — [illegible] صلی اللہ علیہ
فَأَهْلُ الْيَمِينِ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْأَسْوِدَةُ الَّتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ وَإِذَا — عِنْدَ
نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى قَالَ ثُمَّ عَرَجَ بِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ لِخَازِنِهَا افْتَحْ قَالَ فَقَالَ لَهُ
خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ خَازِنُ السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَفَتَحَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمَاوَاتِ — فَقَالَ
آدَمَ وَإِدْرِيسَ وَعِيسَى وَمُوسَى وَإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ
أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّهُ قَدْ وَجَدَ آدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ قَالَ فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيلُ وَ — آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
رَسُولُ اللَّهِ بِإِدْرِيسَ قَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قَالَ ثُمَّ مَرَّ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا
إِدْرِيسُ قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا مُوسَى قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ

باب ابراهیم علیه السلام

بعیسی فقال مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح قلت من هذا قال هذا عیسی ابن مریم ثم مررت بابراهیم فقال مرحبا بالنبی الصالح
والابن الصالح قال قلت من هذا قال هذا ابراهیم علیه السلام قال ابن شهاب واخبرنی ابن
حزم ان ابن عباس وابا حبة الانصاری کانا یقولان قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم عرج
بی حتی ظهرت لمستوی اسمع فیه صریف الاقلام قال ابن حزم وانس بن مالک قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم ففرض الله علی امتی خمسین صلوة قال فرجعت بذلک حتی امر بموسی فقال
ما فرض ربک علی امتک قال قلت فرض علیهم خمسین صلوة قال لی موسی فراجع ربک فان
امتک لا تطیق ذلک قال فراجعت ربی فوضع شطرها قال فرجعت الی موسی علیه السلام
فاخبرته قال راجع ربک فان امتک لا تطیق ذلک قال فراجعت ربی فقال هی خمس وهی
خمسون لا یبدل القول لدی قال فرجعت الی موسی فقال راجع ربک فقلت قد استحییت من

ارجع الی ربک

ربی قال ثم انطلق بی جبریل حتی نأتی سدرة المنتهی فغشیها الوان لا ادری ما هی قال ثم ادخلت
الجنة فاذا فیها جنابذ اللؤلؤ واذا ترابها المسک ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے کہا ابوذر غفاری
حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھولی گئی چھت میرے مکان کی اور میں مکہ میں تھا
اور جبرئیل علیہ السلام اترے اور انہوں نے میرا سینہ چیرا پھر اسکو دھویا زمزم کے پانی سے پھر ایک سونے کا طشت لائے
کا جس میں حکمت اور ایمان بھرا ہوا تھا اور اسکو ڈال دیا میرے سینہ میں ف یہ سینہ چیرنا اور دل
کو دھونا اور صاف کرنا گو خلاف قیاس ہے مگر محال نہیں ہے خداوند کریم کی قدرت سے یہ امر بالکل بعید معلوم
نہیں ہوتا بلکہ زمانہ حال میں خود انسان نے جو ایسی ایسی ترقی کی ہے کہ اگلے زمانہ میں لوگ اسکو خلاف
قیاس سمجھتے اور طشت میں ایمان اور حکمت بھرنے کے یہ معنی ہیں کہ اس طشت میں کوئی ایسی چیز بھری
تھی جسکے دل میں ڈالنے سے دل روشن ہو گیا اور بھر گیا ایمان اور حکمت سے یہ تاویل [illegible] کی ہے
اور میرے نزدیک اس تاویل کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ طشت بھی جنت کا تھا اور جنت کے طشت میں ایمان اور
حکمت کا بھر جانا بعید نہیں اسلیے کہ جنت عالم آخرت میں سے ہے اور عالم آخرت کے احکام اس جہان کے سے نہیں وہاں بہت
سی چیزیں جنکو ہم یہاں جسمانی اور موجود بالذات خیال نہیں کر سکتے جسمانی اور موجود بالذات ہونگی جیسے
نیک اعمال کا تولا جانا موت کا ذبح کیا جانا قرآن کی سورتوں کا شفاعت کرنا واللہ اعلم ف بعد اسکے
ملا دیا سینے کو اور میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان پر چڑھے مجھے ساتھ لیکر جب دنیا کے آسمان پر پہونچے تو جبرئیل علیہ السلام

نے وہان کے کلید بردار سے کہا کہول اوسنے پوچہا کون ہے جبرئیل نے کہا جبرئیل پوچہا اور بہی کوئی تیرے ساتہ ہے
جبرئیل نے کہا ہان محمد ہین پوچہا کیا وہ بلائے گئے کہا ہان تب اوسنے دروازہ کہولا جب ہم آسمان کے اوپر
گئے تو ایک شخص کو دیکہا جسکی داہنی طرف بہی جہنڈ تہی (روحون کے) اور بائین طرف بہی جہنڈ تہے
جب وہ اپنی داہنی طرف دیکہتے تو ہنستے اور جب بائین طرف دیکہتے تو روتے اوسنے مجہے دیکہکر کہا مرحبا ای نیکبخت
نبی اور نیک بیٹے مین نے جبرئیل سے پوچہا یہ کون ہے انہون نے کہا یہ آدم علیہ السلام ہین اور یہ جو لوگون کے
جہنڈ ان کے داہنے اور بائین ہین یہ انکی اولاد ہے تو داہنی طرف وہ لوگ ہین جو جنت مین جاوینگے
اور بائین طرف وہ لوگ ہین جو جہنم مین جاوینگے اسلیے وہ جب داہنی طرف دیکہتے ہین تو خوشی سے
مارے ہنس دیتے ہین اور جب بائین طرف دیکہتے ہین تو رنج کے مارے رو دیتے ہین **ف** قاضی عیاض
نے کہا اس مقام پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ کافرون کی روحین تو سجین مین رہتین ہین جو ساتوین زمین مین ہے
یا اس کے نیچے یا قید مین رہتی ہین اور مومنون کی روحین جنت مین آرام پاتی ہین پہر یہ روحین آدم
علیہ السلام کے پاس کیونکر جمع تہین اور اسکا جواب یہ ہے کہ شاید حضرت آدم علیہ السلام کے پاس انکے روحون
پیش ہونیکا ایک وقت معین ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتفاق سے اوسیوقت وہان پہونچے تو ان روحون
کو دیکہا اور یہہ بہی احتمال ہے کہ کافر روحون کا جہنم مین اور مومن ارواح کا جنت مین رہنا ہمیشہ نہ ہو بلکہ خاص
ایک وقت مین ہوتا ہو جیسے قرآن مین ہے کہ صبح اور شام جہنم کے سامنے وہ کیے جاوینگے اور حدیث مین ہے
مومن کے سامنے اسکا ٹہکانا جنت مین پیش کیا جاویگا اور اس سے کہا جاویگا کہ تیرا یہ ٹہکانا ہے یہانتک کہ
اللہ تعالی پہونچاوے تجہکو اس جگہہ اور یہہ بہی احتمال ہے کہ جنت حضرت آدم علیہ السلام کی داہنی طرف ہو
اور جہنم بائین طرف واللہ تعالی اعلم **ف** پہر آپنے فرمایا جبرئیل علیہ السلام مجہکو لیکر چڑہے یہانتک کہ
دوسرے آسمان پر پہونچے اور اسکے چوکیدار سے کہا دروازہ کہول اوسنے بہی ایسا ہی کہا جیسے پہلے آسمان کے
چوکیدار نے کہا تہا پہر دروازہ کہولا انس بن مالک نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانون پر حضرت آدم
اور ادریس اور عیسی اور موسی اور ابراہیم علیہم السلام سے ملاقات کی اور یہ بیان نہین کیا کہ ان مین سے ہر ایک
کون سے آسمان پر ملا پر اتنا کہا کہ آدم سے پہلے آسمان پر ملاقات ہوئی اور ابراہیم سے چہٹے آسمان پر جہان
جب جبرئیل اور آپ حضرت ادریس کے پاس سے گذرے تو انہون نے کہا مرحبا ای نبی صالح اور بہائی صالح آپ
نے پوچہا یہ کون ہین جبرئیل نے کہا یہ ادریس علیہ السلام ہین پہر مین حضرت عیسی علیہ السلام پر سے گذرا انہون

نے کہا مرحبا ای نبی صالح اور بہائی صالح مین نے پوچہا یہ کون ہین انہون نے کہا یہ ہود علیہ السلام ہین
پہر مین حضرت عیسی پر سے گذرا انہون نے کہا مرحبا ای نبی صالح اور بہائی صالح مین نے پوچہا یہ کون ہین انہون
نے کہا یہ عیسی ہین مریم کے بیٹے پہر مین حضرت ابراہیم پر سے گزرا انہون نے کہا مرحبا ای نبی صالح اور بیٹے صالح
مین نے پوچہا یہ کون ہین انہون نے کہا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہین **ف** نووی نے کہا اس روایت
مین جو ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات چہٹے آسمان پر مذکور ہے یہ مخالف ہی اس روایت کے جو پہلے گزری جسمین
ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات ساتوین آسمان پر مذکور ہے تو اگر معراج دوبار ہوا ہو اس صورت
مین کوئی اشکال نہین اسلیے کہ ایک بار چہٹے آسمان پر ملے ہون اور دوسری بار ساتوین آسمان پر اور
جو ایک ہی بار ہوا ہو تو شاید ابراہیم علیہ السلام چہٹے آسمان پر ملکر پہر ساتوین پر بہی آپ کے ساتہہ چلے گئے
ہون واللہ اعلم **ف** ابن شہاب نے کہا مجہہ سے ابن حزم نے بیان کیا کہ ابن عباس اور ابو حبہ انصاری
(عامر یا مالک یا ثابت) دونون کہتے تہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہر مین چڑہایا گیا ایک ہموار
بلند مقام پر وہان مین سنتا تہا قلمون کی آواز **ف** جو فرشتون کے لکہنے سے نکلتی تہی اور یہ لکہنا
فرشتون کا یا تو اللہ کے احکام اور وحی کو تہا یا وہ لوح محفوظ سے نقل کرتے تہے قاضی عیاض نے کہا یہ
دلیل ہے اہلسنت کے مذہب کی کہ وحی اور مقادیر سب اللہ تعالی کی کتاب لوح محفوظ مین لکہے ہین اور لکہی جاتی ہین قلمون
سے۔ اور وہی جانتا ہے اسکی کیفیت کو جو آیات اور احادیث صحیحہ مین وارد ہی وہ اپنے ظاہر پر محمول ہی
پر اوسکی کیفیت اور صورت اور جنس کو خدا ہی خوب جانتا ہے یا وہ شخص جانتا ہے جسکو خدا بتلاوے اپنے
فرشتون اور پیغمبرون مین سے اور جو لوگ اس قسم کی آیتون یا حدیثون کی تاویل کرتے ہین اور ظاہر سے انکو
پہیرتے ہین وہ ضعیف النظر ہین اور ضعیف الایمان اسلیے کہ جب شریعت مقدسہ مین یہ امور وارد ہین اور
عقلا محال نہین ہین تو ان مین تاویل کی کیا ضرورت ہی اور اللہ تعالی کرتا ہے جو چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے
جیسے چاہتا ہی اور یہ لکہنا ایک حکمت الہی ہے جس سے وہ غیب کی باتین اپنے بندون کو بتانا چاہتا ہے
ورنہ وہ خود بے پرواہ ہی کتابون سے اور اسکو یاد رکہنے کے لیے لکہنے کی ضرورت نہین۔ قاضی نے کہا ہمارے
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا اس مقام تک جانا اور ساری پیغمبرون کے مقامون سے آگے بڑہ جانا دلیل ہی ہماری
پیغمبر کی فضیلت کی اور پیغمبرون پر اور بزار نے ایک روایت حضرت علی سے معراج مین کی ہے اوسمین یہ ہے
کہ جبرئیل علیہ السلام آپ کے ساتہہ چلے یہانتک کہ پردے کے پاس پہونچے وہان سے ایک فرشتہ نکلا جبرئیل نے کہا

قسم اوسکی جسنے تجھے سچا پیغمبر کرکے بھیجا مین جب سے پیدا ہوا مین نے اس فرشتے کو نہین دیکھا حالانکہ مین سب
مخلوقات مین خدا سے زیادہ نزدیک ہون اور دوسری روایت مین ہے کہ پھر جبریل مجھسے جدا ہو گئے اور سے آوازین
سب موقوف ہوگئین تمام ہوا کلام قاضی کا **ف** ابن حزم نے کہا اور انس بن مالک نے کہا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اللہ تعالی نے میری امت پر پچاس نمازین فرض کین مین لوٹ کر آیا جب موسی
پاس پہونچا تو اونہون نے پوچھا اللہ نے کیا فرض کیا تمہاری امت پر مین نے کہا پچاس نمازین اون پر
فرض کین موسی نے کہا تم پھر لوٹ جاؤ اپنے رب کے پاس کیونکہ تمہاری امت مین اسقدر طاقت نہین مین
لوٹ کر گیا اپنے پروردگار کے پاس اوس نے ایک حصہ معاف کر دیا **ف** حدیث مین شطر کا لفظ
وارد ہی جسکے معنی نصف کے ہین یعنی پچیس نمازین معاف کر دین اس صورت مین یہ مخالف نہ ہوگا پہلی
روایت کی جس مین پانچ پانچ نمازون کا معاف ہونا مذکور ہے کیونکہ شطر کے معاف ہونے سے یہ غرض نہین
کہ ایک ہی بار مین شطر معاف ہو گیا بلکہ کئی بار مین معاف ہوا اور قاضی عیاض نے کہا کہ شطر سے ایک حصہ مراد
ہے یعنی پانچ نمازین اور نصف مراد نہین ہی اور یہ بھی ہو سکتا ہی پر اسکی ضرورت نہین کیونکہ یہ حدیث
مختصر ہے اسمین کئی بار لوٹنے کو بیان نہین کیا واللہ اعلم **ف** پھر مین لوٹ کر حضرت موسی پاس آیا
اور ان سے بیان کیا اونہون نے کہا لوٹ جاؤ اپنے پروردگار کے پاس کیونکہ تمہاری امت کو اتنی طاقت
نہین مین پھر لوٹا اپنے رب کے پاس اوس نے فرمایا پانچ نمازین ہین اور وہ پچاس کے برابر ہین میری
بات نہین بدلتی آپ نے فرمایا مین پھر لوٹ کر آیا موسی علیہ السلام پاس انہون نے کہا پھر جاؤ اپنے
پروردگار کے پاس مین نے کہا مجھے شرم آئی اپنے پروردگار سے (بار بار عرض کرنے سے) پھر جبریل
مجھکو لیکر چلے سدرۃ المنتہی پاس اوس پر ایسے رنگ چڑھ گئے جنکو مین نہین سمجھتا وہ کیا تھے پھر مجھے
جنت مین لے گئے وہان موتیون کے گنبد تھے اور مٹی اوس کی مشک تھی **عن** انس بن مالک
لعله قال عن مالك بن صعصعة رجل من قومه قال قال النبي صلى الله عليه وسلم بينا
انا عند البيت بين النائم واليقظان اذ سمعت قائلا يقول احد الثلاثة بين الرجلين
فاتيت فانطلق بي فاتيت بطست من ذهب فيها من ماء زمزم فشرح صدري الى كذا
وكذا قال قتادة فقلت للذي معي ما يعني قال الى اسفل بطنه فاستخرج قلبي فغسل بماء
زمزم ثم اعيد مكانه ثم حشي ايمانا وحكمة ثم اتيت بدابة ابيض يقال له البراق فوق

الحمار ودون البغل يقع خطوه عند اقصى طرفه فحملت عليه ثم انطلقنا حتى اتينا السماء
الدنيا فاستفتح جبرئيل عليه السلام فقيل من هذا قال جبرئيل قيل ومن معك قال محمد
صلى الله عليه وسلم قيل وقد بعث اليه قال نعم قال ففتح لنا وقال مرحبا ولنعم المجيء جاء
قال فاتينا على آدم عليه السلام وساق الحديث بقصته وذكر انه لقي في السماء الثانية
يوسف — عيسى ويحيى عليهما السلام وفي الثالثة يوسف وفي الرابعة ادريس وفي الخامسة
انتهيت — هارون قال ثم انطلقنا حتى انتهينا الى السماء السادسة فاتيت على موسى فسلمت
عليه فقال مرحبا بالاخ الصالح والنبي الصالح فلما جاوزته بكى فنودي ما يبكيك قال يا
انتهيت — رب هذا غلام بعثته بعدي يدخل من امته الجنة اكثر مما يدخل من امتي قال
ثم انطلقنا حتى انتهينا الى السماء السابعة فاتيت على ابراهيم وقال في الحديث و
حدث نبي الله صلى الله عليه وسلم انه رأى اربعة انهار يخرج من اصلها نهران
ظاهران ونهران باطنان فقلت يا جبرئيل ما هذه الانهار قال اما النهران الباطنان فنهران
في الجنة واما الظاهران فالنيل والفرات ثم رفع لي البيت المعمور فقلت يا جبرئيل ما هذا
قال هذا البيت المعمور يدخله كل يوم سبعون الف ملك اذا خرجوا منه لم يعودوا فيه
اليه فقيل لي — آخر ما عليهم ثم اتيت باناءين احدهما خمر والآخر لبن فعرضا علي فاخترت اللبن فقيل
اصبت اصاب الله بك امتك على الفطرة ثم فرضت علي كل يوم خمسون صلوة
ثم ذكر قصتها الى آخر الحديث **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے انہوں نے شاید سنا
مالک بن صعصعہ سے جو ایک شخص تھے انکی قوم میں سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں خانہ کعبہ پاس
تھا اور میری حالت خواب اور بیداری کے بیچ میں تھی اتنے میں میں نے سنا ایک شخص کو جو کہتا تھا کہ تیسرا
ان تینوں میں یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم پھر میرے پاس آئے اور مجھکو لے گئے پھر میرے پاس ایک طشت لایا گیا سونے
کا اسمیں پانی تھا زمزم کا اور میرا سینہ چیرا گیا یہانتک اور یہانتک قتادہ نے کہا جو راوی ہے اس حدیث
کا میں نے اپنے ساتھی سے پوچھا اس سے کیا مراد ہے انہوں نے کہا یعنی چیر گیا پیٹ کے نیچے تک اور دل
نکالا گیا اس میں سے پھر دھویا گیا زمزم کے پانی سے پھر رکھا گیا اپنی جگہہ پھر بھر دیا گیا ایمان اور حکمت سے پھر
ایک جانور کو لائے جسکا رنگ سفید تھا اسکو براق کہتے تھے گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا وہ اپنا قدم وہاں

رکھتا تھا جہان تک اوسکی نگاہ پہونچتی تھی مجھکو اوسپر سوار کیا پھر ہم چلے یہان تک کہ پہلے آسمان پر آئے جبرئیل نے دروازہ کھلوایا فرشتون نے پوچھا کون ہے کہا جبرئیل کہا تمہارے ساتھ کون ہے کہا محمد کہا اونہون نے کیا بلوائے گئے ہین وہ جبرئیل نے کہا ہان پھر دروازہ کھلا اور فرشتون نے کہا مرحبا مبارک ہو آپکا تشریف لانا پھر ہم آئے آدم علیہ السلام پاس اور بیان کیا حدیث کا پورا قصہ اور ذکر کیا کہ آپ نے دوسرے آسمان پر ملاقات کی عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام سے اور تیسرے آسمان پر یوسف علیہ السلام سے اور چوتھے آسمان پر ادریس علیہ السلام سے اور پانچوین آسمان پر ہارون علیہ السلام سے پھر کہا کہ ہم چلے یہان تک کہ چھٹے آسمان پر پہونچے وہان حضرت موسیٰ سے ملے اونکو مین نے سلام کیا اونہون نے کہا مرحبا نیک بھائی اور نیک نبی جب مین آگے بڑھا تو وہ رونے لگے آواز آئی اے موسیٰ کیون روتے ہو اونہون نے کہا اے پروردگار اس لڑکے کو تو نے میرے بعد پیغمبر کیا اور اسکی امت مین سے جنت مین زیادہ لوگ جاوینگے میری امت سے (تو حضرت موسیٰ کو رنج ہوا اپنی قوم پر حالانکہ اونکی تعداد بہت تھی پر جنتی اون مین کم تھے ہمارے پیغمبر کی امت سے) پھر آپ نے فرمایا ہم چلے یہان تک کہ ساتوین آسمان پر پہونچے وہان مین نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور بیان کیا اس حدیث مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین نے چار نہرین دیکھین جو سدرۃ المنتہی کی جڑ سے نکلتی تھین دو نہرین تو کھلین تھین اور دو نہرین ڈھپنی تھین مین نے کہا اے جبرئیل یہ نہرین کیسی ہین اونہون نے کہا ڈھپی ہوئی دو نہرین تو جنت مین گئی ہین اور کھلی ہوئین نیل اور فرات ہین **ف** نیل ایک دریا ہے ملک افریقہ مین جسکا طول تین ہزار میل کے قریب ہے اور قاہرہ پایۂ تخت مصر اسی دریا کے کنارے واقع ہے ملک مصر کی شادابی اور سرسبزی اسی دریا سے ہے جب یہ دریا ابلتا ہے اور پانی اسکا چڑھتا ہے تو تمام ملک سیراب ہو جاتا ہے اور فرات وہ دریا ہے جو عراق عرب مین واقع ہے شہر کوفہ جو اب بالکل اوجاڑ ہے اسی دریا کے کنارے واقع تھا اور واقعہ کربلا بھی دریا کے کنارے واقع ہوا تھا پانی اسکا نہایت شیرین اور صاف اور ہاضم ہے ۔ قاضی عیاض نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ زمین مین ہے کیونکہ نیل اور فرات اسکی جڑ سے نکلی ہین نووی نے کہا یہ کچھ ضرور نہین اسلیے کہ احتمال ہے کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ سے پہلے یہ دونون دریا نکلے ہون پھر چلے گئے ہون جہانتک اللہ نے چاہا اور زمین پر نمودار ہوے ہون اور یہ امر نہ خلاف شرع ہے نہ خلاف عقل ہے اور ظاہر حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے تو اسی کیطرف جانا چاہیے **ف** پھر اٹھایا گیا میرے لیے بیت معمور مین نے کہا اے جبرئیل یہ کیا ہے اونہون نے کہا یہ بیت المعمور ہے اسمین ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہین جو پھر کبھی اسمین نہین آتے سب ہی اون کا

اخیر آنا ہی پہر میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں شراب تہا اور ایک میں دودہ دونوں میرے سامنے کیے گئے
میں نے دودہ کو پسند کیا آواز آئی ٹہیک کیا تم نے خدا نے تمہیں ٹہیک رستی پر لگایا اور تمہاری امت بہی
تمہاری رستی پر چلیگی پہر میرے اوپر پچاس نمازیں فرض ہوئیں روز پہر بیان کیا سارا قصہ اخیر تک **عن**
مالک بن صعصعۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فذکر نحوہ وزاد فیہ فاتیت
بطست من ذہب ممتلئ حکمۃ وایمانا فشق من النحر الی مراق البطن فغسل بماء زمزم
ثم ملئ حکمۃ وایمانا **ترجمہ** مالک بن صعصعہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
وہی حدیث جو اوپر گذری اتنا زیادہ ہے کہ میرے پاس ایک طشت لایا گیا سونیکا جو بہرا ہوا تہا حکمت اور
ایمان سے پہر چیرا گیا سینے سے لیکر پیٹ کے نیچے تک اور دہویا گیا زمزم کے پانی سے اور بہر گیا حکمت اور ایمان سے
عن قتادۃ قال سمعت ابا العالیۃ یقول حدثنی ابن عم نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم
یعنی ابن عباس قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین اسری بہ فقال موسی آدم
طوال کانہ من رجال شنوءۃ وقال عیسی علیہ السلام جعد مربوع وذکر مالکا
خازن جہنم وذکر الدجال **ترجمہ** قتادہ سے روایت ہے میں نے ابوعالیہ سے سنا وہ کہتے تہے مجہسے
حدیث بیان کی تمہارے پیغمبر کے چچازاد بہائی نے یعنی عبد اللہ بن عباس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ذکر کیا معراج کا تو فرمایا موسی علیہ السلام ایک لنبے آدمی تہے گویا شنوءہ (ایک قبیلہ ہے عرب میں) کے آدمی اور
عیسی علیہ السلام گہونگر بال والے میانہ قد اور بیان کیا مالک کا جو داروغہ ہے جہنم کا اور ذکر کیا دجال کا **عن**
قتادۃ عن ابی العالیۃ قال حدثنا ابن عم نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم ابن عباس قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مررت لیلۃ اسری بی علی موسی بن عمران رجل
آدم طوال جعد کانہ من رجال شنوءۃ ورأیت عیسی بن مریم مربوع الخلق الی الحمرۃ
والبیاض سبط الرأس واری مالکا خازن النار والدجال فی آیات اراہن اللہ ایاہ فلا تکن
فی مریۃ من لقائہ قال کان قتادۃ یفسرہا ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد لقی موسی
علیہ السلام **ترجمہ** قتادہ سے روایت ہے اوس نے سنا ابوالعالیہ سے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے
تمہارے نبی کے چچا کے بیٹے نے ابن عباس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجہے معراج ہوا
میں موسی بن عمران پر گذرا وہ ایک لنبے آدمی تہے گہونگر بال والے جیسے شنوءہ کے آدمی ہوتے ہیں اور میں نے دیکہا

عیسیٰ بن مریم کو وہ میانہ قد تھے اور رنگ ان کا سرخ اور سفید تھا اور بال ان کے سبط چھٹے ہوئے تھے **ف** سبط کے معنی سیدھے اور صاف جسمین خمیدگی نہ ہو اور اوپر کی روایت مین ہے کہ ان کے بال گھونگر تھے تو جواب اسکا یہ ہے کہ گھونگر دو قسم کے ہین ایک تو سخت گھونگر جیسے حبشیون کے بال ہوتے ہین اوسکو عربی مین قطط بولتے ہین اور ایک ہلکی گھونگر جو سیدھے اور صاف ہوتے ہین اور صرف کنارون سے ذرا خمیدہ ایسے بالون کو سبط کہہ سکتے ہین اور بعضون نے کہا کہ پہلی حدیث مین جعد کے لفظ سے گھونگر بال مراد نہین ہین بلکہ جعد جعودت جسم سے مشتق ہے یعنے بدن کا گٹھا اور سخت اور ٹھوس ہونا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کی صفت مین ایک روایت مین جعد کا لفظ آیا ہے حالانکہ دوسری روایت مین ہے کہ ان کے بال سیدھے صاف تھے **ف** اور دکھلائے گئے آپکو مالک جہنم کے داروغہ اور دجال ان نشانیون مین جو اللہ نے دکھلائین تو مت شک کر آپ کی ملاقات مین موسیٰ علیہ السلام سے **ف** یہ استشہاد ہے آیۂ کریمہ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَائِهِ سے جسکی تفسیر قتادہ نے یہی کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ سے ملے ہین اور یہی اختیار کیا ہے ایک جماعت نے جیسے مجاہد اور کلبی اور سدی وغیرہ نے تو آیت کے معنی انکے مذہب پر یہ ہون گے کہ شک مت کر تو اپنی ملاقات مین موسیٰ علیہ السلام سے اور جمہور علماء کے نزدیک آیۃ کے یہ معنی ہین کہ مت شک کر موسیٰ کو کتاب ملنے مین اور یہی مذہب ہے ابن عباس اور مقاتل اور زجاج کا - یہ آیت سورہ الم تنزیل السجدہ پارہ (۲۱) مین ہے اور شروع اس آیت کا یہ ہے وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ اخیر تک **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِوَادِي الْأَزْرَقِ فَقَالَ أَيُّ وَادٍ هٰذَا فَقَالُوا هٰذَا وَادِي الْأَزْرَقِ قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ هَابِطًا مِنَ الثَّنِيَّةِ وَلَهُ جُؤَارٌ إِلَى اللّٰهِ بِالتَّلْبِيَةِ ثُمَّ أَتَى عَلَى ثَنِيَّةِ هَرْشَى فَقَالَ أَيُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهِ قَالُوا ثَنِيَّةُ هَرْشَى قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يُونُسَ بْنِ مَتَّى عَلَى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ جَعْدَةٍ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ خِطَامُ نَاقَتِهِ خُلْبَةٌ وَهُوَ يُلَبِّي قَالَ ابْنُ حَنْبَلٍ فِي حَدِيثِهِ قَالَ هُشَيْمٌ يَعْنِي لِيفًا **ترجمہ** عبداللہ بن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی ازرق پر گذرے تو پوچھا یہ کون سی وادی ہے لوگون نے کہا وادی ازرق آپنے فرمایا گویا مین موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہون وہ اُتر رہے ہین چوٹی سے اور آواز سے لبیک پکار رہے ہین پھر آپ ہرشا کی چوٹی (ٹیکری) پر آئے (وہ ایک پہاڑ ہے شام اور مدینے کی راہ پر جحفہ کے قریب) آپنے پوچھا یہ کونسی ٹیکری ہے لوگون نے کہا یہ ہرشا کی ٹیکری ہے آپنے فرمایا گویا مین دیکھ رہا ہون یونس

بن متی علیہ السلام کو وہ ایک سرخ اونٹنی گٹھی ہوئی پر سوار ہین اور ایک جبہ پہنے ہین بالون کا اونکی اونٹنی خلبہ کی نکیل
کی ہے اور وہ لبیک کہتے ہین ہشیم نے کہا خلبہ سے مراد لیف ہے (یعنے کھجور کے درخت کی چھال) **ف**
قاضی عیاض نے کہا اکثر رواتیون سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پیغمبرون کو معراج
کی رات دیکھا اور یہ امر تصریح کے ساتھ ابو العالیہ کی روایت مین ابن عباس سے موجود ہے اور ابن مسیب
کی روایت مین ابو ہریرہ سے مگر اوسمین لبیک کہنے کا ذکر نہین ہے اب اگر کوئی کہے کہ یہ پیغمبر تو مر گئے اور
وہ آخرت مین گئے اب لبیک کیسے کہتے ہین اور حج کیسے کرتے ہین وہ تو عمل کرنیکا مقام نہین تو ہمارے مشائخ اور
ہم نے اوس کے کئی جواب نکالے ہین ایک تو یہ کہ پیغمبر شہیدون کی مثل ہین بلکہ اون سے بھی افضل ہین
اور شہید زندہ ہین اپنے پروردگار کے پاس تو کیا بعید ہے کہ وہ حج کرین یا نماز پڑہین جیسے دوسری
حدیث مین وارد ہے اور جہانتک ان سے ہوسکے خدا سے اور نزدیکی حاصل کرین اور گو وہ مر گئے پر ابھی تک
دنیا ہی مین ہین جو عمل کا مقام ہے البتہ جب قیامت ہو جاویگی اور دنیا کی میعاد ختم ہو جاویگی اوسوقت بھی
ختم ہو جاویگا دوسرے یہ کہ آخرت کا عمل ذکر اور دعا ہے فرمایا اللہ تعالے نے دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا
سَلٰمٌ تیسرے یہ کہ شاید یہ خواب ہو کسی اور رات مین سوا معراج کی رات کے جیسے ابن عمر کی روایت مین ہے مین سو
رہا تھا کہ مینے اپنے تئین دیکھا کعبہ کا طواف کرتے ہوئے اور بیان کیا قصہ عیسی علیہ السلام کا چوتھی یہ کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پیغمبرون کی زندگی کا حال دکھلایا گیا بطور تمثیل کے کہ انکا حج کیسا تھا اور لبیک کیونکر
تھی اسلیے کہ خود آپ نے فرمایا کہ گویا مین دیکھ رہا ہون موسے علیہ السلام اور گویا مین دیکھ رہا ہون عیسی
علیہ السلام کو اور گویا مین دیکھ رہا ہون یونس علیہ السلام کو پانچوین یہ کہ آپنے بیان کیا اس بات کو جو وحی
کی گئی آپ کیطرف ان پیغمبرون کی کیفیت احوال سے اگرچہ آپ نے اپنی آنکھ سے انکو نہ دیکھا ہو تمام ہوا
کلام قاضی عیاض کا (نووی) **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ فَقَالَ اَيُّ وَادٍ هٰذَا فَقَالُوْا وَادِي الْاَزْرَقِ قَالَ فَقَالَ كَاَنِّيْ صلی اللہ علیہ وسلم
اَنْظُرُ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَذَكَرَ مِنْ لَوْنِهٖ وَشَعْرِهٖ شَيْئًا لَمْ يَحْفَظْهُ دَاوُدُ وَاضِعًا اِصْبَعَيْهِ
فِيْ اُذُنَيْهِ لَهٗ جُؤَارٌ اِلَى اللّٰهِ بِالتَّلْبِيَةِ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِيْ قَالَ ثُمَّ سِرْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى ثَنِيَّةٍ
فَقَالَ اَيُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهٖ قَالُوْا هَرْشٰى اَوْ لِفْتٌ فَقَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى يُوْنُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى
نَاقَةٍ حَمْرَاءَ عَلَيْهِ جُبَّةُ صُوْفٍ خِطَامُ نَاقَتِهٖ لِيْفٌ خُلْبَةٌ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِيْ مُلَبِّيًا **ترجمہ**

عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے مکہ اور مدینہ کے بیچمین ایک وادی پر گذرے آپنے پوچھا یہ کون سی وادی ہے لوگون نے کہا وادی ازرق آپنے فرمایا گویا مین دیکھہ رہا ہون موسے علیہ السلام کو پھر بیان کیا ان کا رنگ اور بالون کا حال جو یاد نرہا داؤد بن ابی ہند کو (جو راوی ہین اس حدیث کا) اور انگلیان اپنے کانون مین رکھے ہین اور خدا کو پکار رہے ہین آواز سے لبیک کہکر اس وادی مین سے جارہے ہین عبد اللہ نے کہا پھر ہم چلے یہان تک کہ ایک ٹیکری پر آئے آپنے فرمایا یہ کون سا ٹیکرہ ہے لوگون نے کہا ہرشا کا یا لفت کا آپ نے فرمایا گویا مین دیکھہ رہا ہون یونس علیہ السلام کو ایک سرخ اونٹنی پر ایک جبہ صوف کا پہنے ہوے اور انکی اونٹنی کی نکیل کھجور کے چھال کی ہے اس وادی مین لبیک کہتے ہوئے جارہے ہین **عن** مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَذَكَرُوا الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنَّهُ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ اَسْمَعْهُ قَالَ ذَالِكَ وَلٰكِنَّهُ قَالَ اَمَّا اِبْرَاهِيْمُ فَانْظُرُوْا اِلٰى صَاحِبِكُمْ وَاَمَّا مُوْسٰى فَرَجُلٌ اٰدَمُ جَعْدٌ عَلٰى جَمَلٍ اَحْمَرَ مَخْطُوْمٍ بِخُلْبَةٍ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ اِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِيْ يُلَبِّيْ **ترجمہ** مجاہد سے روایت ہے ہم عبد اللہ بن عباس کے پاس بیٹھے تھے لوگون نے ذکر کیا دجال کا اور کہا کہ اس کے دونون آنکھون کے بیچ مین کافر کا لفظ لکھا ہوگا ابن عباس نے کہا یہ تو مین نے نہین سنا لیکن آپنے فرمایا ابراہیم تو ایسے ہین جیسے تم اپنے صاحب کو دیکھتے ہو (یعنے میری مشابہ ہین صورت مین) اور موسی ایک شخص ہین گندم رنگ گھونگر بال والے یا گٹھے ہوئے بدن کے سرخ اونٹ پر سوار ہین جسکی نکیل کھجور کی چھال کی ہے گویا مین انکو دیکھہ رہا ہون جب اوترتے ہین وادی مین تو لبیک کہتے ہین **عن** جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُرِضَ عَلَيَّ الْاَنْبِيَاءُ فَاِذَا مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ ضَرْبٌ مِّنَ الرِّجَالِ كَاَنَّهُ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ وَرَاَيْتُ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَيْتُ بِهٖ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَرَاَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَيْتُ بِهٖ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِيْ نَفْسَهٗ وَرَاَيْتُ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَيْتُ بِهٖ شَبَهًا دِحْيَةُ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ دِحْيَةُ بْنُ خَلِيْفَةَ **ترجمہ** جابر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے لائے گئے پیغمبر تو موسی علیہ السلام تو بیچ بیچ کے آدمی تھے (یعنے نہ بہت موٹے نہ بہت دبلے گول بدن کے تھے) یا ہلکے بدن کے کم گوشت جیسے شنوءہ (ایک قبیلہ ہے) کے لوگ ہوتے ہین اور مین نے دیکھا عیسی بن مریم علیہ السلام کو مین سب سے زیادہ انکے

مشابہ عروہ بن مسعود کو پاتا ہون اور مین نے دیکھا ابراہیم علیہ السلام کو سب سے زیادہ ان کے مشابہ تمہارے
صاحب ہین (آپ نے اپنے تئین فرمایا) اور مین نے دیکھا جبریل علیہ السلام کو (آدمی کی صورت مین)
سب سے زیادہ مشابہ ان کے دحیہ ہین اور ابن رمحہ کی روایت مین ہے دحیہ بن خلیفہ **عَن** اَبِی ھُرَیرَۃَ
قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ حِینَ اُسرِیَ بِی لَقِیتُ مُوسٰی عَلَیہِ السَّلَامُ فَنَعَتَہُ النَّبِیُّ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا رَجُلٌ حَسِبتُہُ قَالَ مُضطَرِبٌ رَجِلُ الرَّاْسِ کَاَنَّہُ مِن رِّجَالِ شَنُوءَۃَ قَالَ وَ
لَقِیتُ عِیسٰی عَلَیہِ السَّلَامُ فَنَعَتَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاِذَا رَبعَۃٌ اَحمَرُ کَاَنَّمَا خَرَجَ
مِن دِیمَاسٍ یَعنِی الحَمَّامَ قَالَ وَرَاَیتُ اِبرٰھِیمَ عَلَیہِ السَّلَامُ وَاَنَا اَشبَہُ وَلَدِہٖ بِہٖ قَالَ فَاُتِیتُ
بِاِنَاءَینِ فِی اَحَدِھِمَا لَبَنٌ وَفِی الاٰخَرِ خَمرٌ فَقِیلَ لِی خُذ اَیَّھُمَا شِئتَ فَاَخَذتُ اللَّبَنَ فَشَرِبتُہٗ
فَقَالَ ھُدِیتَ الفِطرَۃَ اَو اَصَبتَ الفِطرَۃَ اَمَا اِنَّکَ لَو اَخَذتَ الخَمرَ غَوَت اُمَّتُکَ **ترجمہ**
ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آپکو معراج ہوا کہ مین موسی علیہ السلام سے ملا پہر آپ
نے اونکی صورت بیان کی مین خیال کرتا ہون آپ نے یون فرمایا (یہ شک ہے راوی کو) وہ لمبے چہریرے تہے
سیدہے بال والے جیسے شنوءہ کے لوگ ہوتے ہین اور فرمایا کہ مین عیسی علیہ السلام سے ملا پہر آپ نے
انکی صورت بیان کی وہ میانہ قامت تہے سرخ رنگ جیسے ابہی کوئی حمام سے نکلا (یعنے ایسے تر و تازہ اور خوش رنگ
تہے) اور آپ نے فرمایا مین ابراہیم علیہ السلام سے ملا تو مین انکی اولاد مین سب سے زیادہ ان سے مشابہ ہون
ف ایک روایت مین موسی علیہ السلام کی نسبت ضرب کا لفظ آیا ہے یعنے پرگوشت اور دوسری
روایت مین مضطرب کا یعنے کم گوشت تو دونون مین تعارض ہوا قاضی عیاض نے کہا کہ مضطرب کی روایت
مین راوی کو شک ہے تو صحیح وہی ضرب کی روایت ہے اور نووی نے کہا تعارض نہین اسلیے کہ ضرب کے معنی لغت مین
ہلکے کم گوشت کے بہی آئے ہین ایسا ہی ابن سکیت اور صاحب مجمل اور زبیدی اور جوہری نے کہا ہے اور
عیسی علیہ السلام کی نسبت اس روایت مین ہے کہ انکا رنگ سرخ تہا اور ابن عمر کی روایت مین ہے کہ وہ
گندم رنگ تہے اور بخاری نے ابن عمر سے نقل کیا کہ انہون نے سرخ رنگ کا انکار کیا بلکہ قسم کہائی کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسی کو سرخ رنگ نہین فرمایا اور یہ راوی کا شبہ ہے تو شاید احمر کے لفظ سے
حضرت آدم مراد ہو اور گندمی صرف نہ ہو بلکہ گندمی اور سرخ کے بیچ مین ہو اور یہ جو حدیث مین ہے جیسے
حمام سے ابہی کوئی نکلا تو یہ دیماس کے لفظ کا ترجمہ ہے اور دیماس دمس سے مشتق ہے جس کے معنی خاک

مین چهپایا اور یهان یا حمام مراد هے یا غار اور ته خانه اور مطلب یه هے که ان کا رنگ روپ ایسا تها جیسے ابهی کسی چیز کو اندر سے نکالین جسپر دهوپ نه پڑی هو اور گرد و غبار نه لگا هو **ف** آپ نے فرمایا پهر میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک مین دوده تها اور ایک مین شراب اور مجهه سے کها گیا جسکو چاهو پسند کر لو مین نے دوده کا برتن لے لیا اور دوده پیا اوس نے کها (یعنے اوس فرشتے نے جو یه دونون برتن لیکر آیا تها) تمکو راه ملی فطرت کی یا تم پهونچ گئے فطرت کو (اوسکی تفسیر اوپر گزر چکی) اور جو تم شراب کو اختیار کرتے تو تمهاری امت گمراه هو جاتی هے **ف** یعنی ساری امت جیسے یهود اور نصاری سب کے سب گمراه هو گئی اب نصاری کا یه حال هے که اون مین بهت فرقے هین پر جو فرقه سب مین اچها خیال کیا جاتا هے یعنی پروٹسٹینٹ وه بهی حماقت مین گرفتار هے اور دین کی پهلی اصل یعنی توحید هی کو نهین سمجها مسلمانون مین اگرچه بهت گمراه فرقے هین اور هزارون لاکهون اونمین نصاری کیطرح سچی توحید پر قائم نهین شرک مین گرفتار هین پر ایک فرقه انکا توحید اور اتباع سنت مین نهایت مضبوط هے اور وه همیشه قائم هے حق پر اگرچه دین کے دشمن اوس فرقه کے بهی دشمن هین پر خدا انکا مددگار هے **عن** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرَانِیْ لَیْلَةً عِنْدَ الْکَعْبَةِ فَرَاَیْتُ رَجُلًا آدَمَ کَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ لَهُ لِمَّةٌ کَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا فَهِیَ تَقْطُرُ مَاءً مُتَّکِئًا عَلٰی رَجُلَیْنِ اَوْ عَلٰی عَوَاتِقِ رَجُلَیْنِ یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِیْلَ هٰذَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ ثُمَّ اِذَا اَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ اَعْوَرِ الْعَیْنِ الْیُمْنٰی کَاَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِیَةٌ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِیْلَ هٰذَا الْمَسِیْحُ الدَّجَّالُ **ترجمه** عبد الله بن عمر سے روایت هے رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا مجهکو ایک رات دکهلائی دیا که مین کعبے کے پاس هون مین نے ایک آدمی دیکها گیهون رنگ جیسے که تو نے بهت اچهے گیهون رنگ کے آدمی دیکهے هون اوس کے کندهون تک بال هین جیسے تو نے بهت اچهے کندهون تک کے بال دیکهے هون اور بالون مین کنگهی کی هے اون مین سے پانی ٹپک رها هے (یعنے اون مین تری اور تازگی ایسی هے جیسے ان بالون مین هوتی هے جو پانی بهرے هون یا درحقیقت اون مین سے پانی ٹپکتا هے) اور تکیه دیے هے دو آدمیون پر یا دو آدمیون کے کندهون پر اور طواف کر رها هے کعبے کا مین نے پوچها یه کون هے لوگون نے کها یه مسیح هین بیٹے مریم کے علیهما السلام **ف** قاضی عیاض نے کها اگر یه قصه بیداری کا هے تو بهی کوئی اشکال نهین اسلیے که حضرت عیسی علیه السلام زنده اور سلامت هین پهر طواف کرنے مین کیا استبعاد هے اور اگر یه خواب کا قصه هے جیسے ابن

ابن عمر کی دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے تو اس مین دہی تاویلات ہین جو اوپر گذرین اور ظاہر یہی ہے کہ یہ
خواب کا قصہ ہے اس لیے کہ اس مین دجال کا طواف کرنا بھی مذکور ہے حالانکہ حدیث صحیح مین وارد ہے کہ دجال مکہ
اور مدینہ مین نہین جاویگا اور مالک کی روایت مین ہے دجال کے طواف کا ذکر نہین اور شاید کہ حرمت مکہ اور مدینہ
کی دجال پر اوس زمانے کی ساتھ خاص ہو جب وہ فساد کرے گا اور مسیح حضرت عیسی کو بھی کہتے ہین اور دجال کو
بھی لیکن حضرت عیسی کو مسیح کہنے کی وجہ مین علماء کا اختلاف ہے واحدی نے کہا ابو عبید اور لیث نے کہا کہ مسیح
کی اصل عبرانی زبان مین مشیحا ہے پھر عربون نے اسکو بدل کر مسیح کر لیا جیسے موسی کی اصل اسکی عبرانی زبان مین موشی
یا میشا ہے اس صورت مین یہ لفظ مشتق نہ ہوگا لیکن جمہور علماء کے نزدیک مشتق ہے ابن عباس سے منقول ہے
کہ انکو مسیح اس لیے کہتے تھے کہ جب وہ کسی بیمار پر مسح کرتے یعنی ہاتھ پھیرتے تو وہ تندرست ہو جاتا اور ابراہیم
اور ابن اعرابی نے کہا مسیح کہتے ہین صدیق کو اور بعضون نے کہا اسلیے کہ انکے تلوے دونون پانون کے صاف اور
برابر تھے بیچ مین گہرانہ تہا اور بعضون نے کہا اسلیے کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ سے تیل لگے ہوے پیدا ہوئے تھے اور بعضون
نے کہا اسلیے کہ برکت انپر پھیری گئی تہی جب وہ پیدا ہوئے اور بعضون نے کہا اسلیے کہ اللہ نے انپر ہاتھ پھیرا تہا
یعنی خوب صورت پیدا کیا تہا اور اسکے سوا اور وجہین بہی بیان کی ہین - اور دجال کو اسلیے مسیح کہتے ہین کہ اس کی
انکھین مٹی گئی ہین یا اسلیے کہ وہ کانا ہے اور کانے کو مسیح کہتے ہین یا اسلیے کہ وہ ساری زمین پر پھریگا اپنے نکلنے کے
وقت مین (نووی) **ف** پھر مین نے ایک شخص دیکھا گھونگر بال والا بہت گھونگر داہنی آنکھہ کا کانا اور اسکی
کانی آنکھہ جیسے پھولا انگور مین نے پوچھا یہ کون ہے لوگون نے کہا یہ دجال ہے (خدا اسکی شر سے ہر مسلمان کو بچا دے)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ
الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَيْسَ بِأَعْوَرَ أَلَا إِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ عَيْنِ
الْيُمْنٰى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِئَةٌ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَانِيَ اللَّيْلَةَ طافیۃ
فِي الْمَنَامِ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ كَأَحْسَنِ مَا تَرٰى مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَّتُهُ بَيْنَ
مَنْكِبَيْهِ رَجِلُ الشَّعْرِ يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ بَيْنَهُمَا يَطُوْفُ
بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَرَأَيْتُ وَرَاءَهُ رَجُلًا جَعْدًا قَطَطًا أَعْوَرَ عَيْنِ رأیت
الْيُمْنٰى كَأَشْبَهِ مَنْ رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ بِابْنِ قَطَنٍ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ
بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا هٰذَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکدن لوگون کے بیچ مین مسیح دجال کا ذکر کیا تو فرمایا کہ اللہ جل جلالہ کانا نہین ہے **ف** معاذ اللہ اوسکی تو آنکھین صحیح ہین اور سالم ہین اور ہر طرح کے عیب اور نقص سے اور وہ پاک ہے ہر طرح کے خلل اور نقصان سے **ف** اور مسیح دجال کانا ہے داہنی آنکھ کا اوسکی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور ابس یہی ایک کہلی نشانی ہے اس بات کی کہ وہ مردود جہوٹا ہے خدائی کے دعوی مین اور آپنے فرمایا ایک رات خواب مین مین نے کعبے کے پاس دیکھا ایک شخص گیہون رنگ جیسے بہت اچہا کوئی گیہون رنگ کا آدمی اوسکے پٹے مونڈہون تک تہے اور بالون مین کنگہی کی ہوئی تہی سر مین سے پانی ٹپک رہا تہا اور اپنے دونون ہاتہ آدمیون کے مونڈہون پر رکہے ہوئے طواف کر رہا تہا خانہ کعبہ کا مین نے پوچہا یہ شخص کون ہے لوگون نے کہا یہ مسیح ابن مریم ہین علیہما السلام اور ان کے پیچہے مین نے ایک شخص دیکہا جو سخت گہونگر بال والا داہنی آنکھ کا کانا تہا مین نے جو لوگ دیکہے ہین اون سب مین ابن قطن اوس سے زیادہ مشابہ ہے وہ بہی اپنے دونون ہاتہ دو آدمیون کے مونڈہون پر رکہے ہوئے طواف کر رہا تہا مین نے پوچہا یہ کون ہے لوگون نے کہا کہ یہ مسیح دجال ہے **عن** ابن عمر

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَیْتُ عِنْدَ الْکَعْبَۃِ رَجُلًا اٰدَمَ سَبْطَ الرَّاْسِ وَاضِعًا یَدَیْہِ عَلٰی رَجُلَیْنِ یَسْکُبُ رَاْسُہٗ اَوْ یَقْطُرُ رَاْسُہٗ فَسَاَلْتُ مَنْ ھٰذَا فَقَالُوْا عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اَوِ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَا یَدْرِیْ اَیَّ ذٰلِکَ قَالَ قَالَ وَرَاَیْتُ وَرَائَہٗ رَجُلًا اَحْمَرَ جَعْدَ الرَّاْسِ اَعْوَرَ الْعَیْنِ الْیُمْنٰی اَشْبَہُ مَنْ رَاَیْتُ بِہٖ ابْنُ قَطَنٍ فَسَاَلْتُ مَنْ ھٰذَا فَقَالُوا الْمَسِیْحُ الدَّجَّالُ **ترجمہ**

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین نے کعبے کے پاس ایک شخص کو دیکہا جو گندم رنگ تہا اوسکے بال لٹکے ہوئے تہے دونون ہاتہ دو آدمیون کے مونڈہون پر رکہے تہا اور اسکے سر مین سے پانی بہ رہا تہا مین نے پوچہا یہ کون ہے لوگون نے کہا عیسی ابن مریم کے بیٹے یا یون کہا مسیح ابن مریم کے بیٹے معلوم نہین کون سا لفظ کہا پہر انکے پیچہے مین نے اور ایک شخص دیکہا سرخ رنگ گہونگر بال والا داہنی آنکہ کا کانا سب سے زیادہ مشابہ اوس سے قطن کا بیٹا ہے مین نے پوچہا یہ کون ہے انہون نے کہا یہ مسیح دجال ہے **عن**

جابر بن عبد اللہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا کَذَّبَتْنِیْ قُرَیْشٌ قُمْتُ فِی الْحِجْرِ فَجَلَّی اللّٰہُ لِیْ بَیْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُھُمْ عَنْ اٰیَاتِہٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْہِ **ترجمہ** جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قریش کے لوگون نے مجہے جہٹلایا تو مین حطیم مین کہڑا ہوا اور اللہ تعالی نے میرے سامنے کر دیا بیت المقدس کو مین نے اوسکی نشانیان قریش کو بتلانی شروع کین اور مین دیکہہ رہا تہا

اوسکو (یعنے بیت المقدس کو) **عن** عبد الله بن عمر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول بينما انا نائم رأيتني اطوف بالكعبة فاذا رجل آدم سبط الشعر بين رجلين ينطف بينا
رأسه ماء او يهراق رأسه ماء قلت من هذا قالوا هذا ابن مريم ثم ذهبت التفت فاذا رجل فقلت
احمر جسيم جعد الرأس اعور العين كأن عينه عنبة طافية قلت من هذا قالوا الدجال
اقرب الناس به شبها ابن قطن **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے آپ فرماتے تھے میں سو رہا تھا اتنے میں میں نے اپنے تئیں دیکھا طواف کر رہا ہوں خانہ کعبہ کا اور ایک شخص کو
دیکھا جو گندم رنگ تھا اسکے بال چھٹے ہوئے تھے سر سے پانی ٹپک رہا تھا یا بہ رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے لوگوں نے
کہا یہ مریم کے بیٹے ہیں پھر میں چلا اور طرف دیکھنے لگا تو ایک شخص کو دیکھا سرخ رنگ موٹا داہنی آنکھ کانا گویا
اوسکی آنکھ پھولا انگور ہے میں نے کہا یہ کون ہے انہوں نے کہا یہ دجال ہے سب لوگوں میں اوس سے زیادہ مشابہ
ابن قطن ہے **عن** ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لقد رأيتني في الحجر
وقريش تسألني عن مسراي فسألتني عن اشياء من بيت المقدس لم اثبتها فكربت كربة كربا
ما كربت مثله قط قال فرفعه الله لي انظر اليه ما يسألوني عن شيء الا انبأتهم به وقد رأيتني
في جماعة من الانبياء فاذا موسى عليه السلام قائم يصلي فاذا رجل ضرب جعد كأنه من رجال
شنوءة واذا عيسى بن مريم عليه السلام قائم يصلي اقرب الناس به شبها عروة بن مسعود
الثقفي واذا ابراهيم عليه السلام قائم يصلي اشبه الناس به صاحبكم يعنی نفسه فحانت نفسه صلى الله عليه وسلم
الصلوة فاممتهم فلما فرغت من الصلوة قال لي قائل يا محمد هذا مالك صاحب النار فسلم
عليه فالتفت اليه فبدأني بالسلام **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں
نے اپنے تئیں دیکھا حطیم میں اور قریش مجھ سے میرے سیر کا حال پوچھ رہے تھے (یعنے معراج کا) تو انہوں
نے بیت المقدس کی کئی چیزیں پوچھیں جنکو میں بیان نہ کر سکا مجھے بڑا رنج ہوا ایسا رنج کبھی نہیں ہوا
تھا پھر اللہ تعالی نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے کر دیا میں اسکو دیکھنے لگا اب جو بات وہ پوچھتے تھے میں
بتا دیتا تھا اور میں نے اپنے تئیں پیغمبروں کی جماعت میں پایا دیکھا تو موسی علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے
ہیں وہ ایک شخص ہیں میانہ تن و توش کے اور گٹھے ہوئے جسم کے جیسے شنوءہ کے لوگ ہوتے ہیں اور دیکھا عیسی
بن مریم علیہ السلام کو وہ بھی کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں سب سے زیادہ مشابہ اونکے میں عروہ بن مسعود ثقفی کو

پاتا ہون اور دیکھا تو حضرت ابرہیم علیہ السلام کہڑے ہوئے نماز پڑہ رہے ہین سب سے زیادہ مشابہ اون کے تمہارے صاحب ہین آپ نے اپنے تئین فرمایا پہر نماز کا وقت آیا تو مین نے امامت کی (اور سب پیغمبرون نے میرے پیچھے نماز پڑہی) جب مین نماز سے فارغ ہوا تو ایک بولنے والا بولا اے محمد یہ مالک ہے جہنم کا داروغہ اس کو سلام کرو مین نے اوس کیطرف دیکھا تو اس نے خود پہلے سلام کیا **ف** قاضی عیاض نے کہا ان پیغمبرون کی نماز مین جو گفتگو تہی اوسکو اوپر ہم بیان کر چکے ہین اور کبہی نماز سے ذکر اور دعا مراد ہوتی ہے یا اور کوئی آخرت کا عمل اب اگر کوئی کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسی کو قبر مین نماز پڑہتے دیکھا اور پہر بیت المقدس مین انکے ساتہہ نماز پڑہی پہر آسمان پر اون سے ملے یہ کیسے ہو سکتا ہے تو اسکا جواب یہ ہے قبر مین جو آپ نے دیکھا یہ تو معراج سے پہلے تہا اور بیت المقدس مین انکے ساتہہ نماز پڑہی معراج کی رات مین پہر حضرت موسی آپ سے پہلے آسمان پر چلے گئے یا یہ نماز آسمانون سے لوٹنے کے بعد پڑہی ہو واللہ اعلم **عن** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا أُسْرِيَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتُهِيَ بِهِ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى وَهِيَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ إِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُعْرَجُ بِهِ مِنَ الْأَرْضِ فَيُقْبَضُ مِنْهَا وَإِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُهْبَطُ بِهِ مِنْ فَوْقِهَا فَيُقْبَضُ مِنْهَا قَالَ إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى قَالَ فَرَاشٌ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ فَأُعْطِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا أُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَأُعْطِيَ خَوَاتِيْمَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَمْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ مِنْ أُمَّتِهِ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتُ **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا تو آپ سدرۃ المنتہی تک پہونچے اور وہ چہٹے آسمان مین ہے **ف** نووی نے کہا سب نسخون مین یون ہی ہے کہ سدرۃ المنتہی چہٹے آسمان مین ہے لیکن اوپر گذرا انس کی روایت مین کہ سدرۃ المنتہی ساتوین آسمان کے اوپر ہے قاضی عیاض نے کہا یہی صحیح ہے اور اکثر کا قول یہی ہے اور ممکن ہے جمع کرنا اندونون روایتون مین اس طرح کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ چہٹے آسمان مین ہو اور ڈالیان اوسکی ساتوین آسمان کے اوپر پہونچی ہون کہ وہ نہایت بڑا درخت ہے اور خلیل نے کہا سدرۃ المنتہی ایک درخت ہے ساتوین آسمان مین جو سایہ کیے ہے آسمانون پر اور جنت پر **ت** زمین سے جو چڑہتا ہے وہ یہین آنکر ٹہر جاتا ہے پہر لیا جاتا ہے اور جو اوپر سے اوترتا ہے وہ بہی یہین ٹہر جاتا ہے پہر لیا جاتا ہے فرمایا اللہ تعالی نے جب سدرۃ المنتہی کو ڈہانپ لیتی تہین وہ چیزین جو ڈہانپتی تہین عبداللہ نے کہا یعنی پتنگے سونے کے پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہان تین چیزین دی گئین ایک تو پانچ نمازین دوسرے سورہ بقر کی اخیر آیتین تیسرے اللہ نے بخشدیا آپکی امت مین اوس

شخص کو شرک نکرے اللہ کے ساتھہ باقی تمام تباہ کرنیوالے گناہون کو **ف** یعنے اور بڑے بڑے
کبیرہ گناہون کو اور مطلب یہ ہی کہ جو شخص اس امت مین سی مرے اور وہ شرک مین گرفتار نہو تو وہ ہمیشہ جہنم
مین نہ رہیگا بلکہ کبھی نہ کبھی ضرور بخشا جاویگا اور یہ مراد نہین ہے کہ اسکو عذاب بالکل نہ ہوگا کیونکہ اور نصوص شرعیہ
اور اجماع امت سی یہ امر ثابت ہوچکا ہے کہ بعض موحدین کو جو گنہگار ہونگے عذاب کیا جاویگا اور احتمال ہے
کہ یہان بعضی خاص لوگ مراد ہون جنکے سب گناہ بخشدیے جاوینگے اور انکو بالکل عذاب نہ ہوگا۔ یا اللہ تو اپنی
عنایت اور کرم سے ہمکو ان لوگون مین کردے اور ہمارے گناہون کو بخشدے اور جیسا تونے ابتک ہمکو شرک
سے بچایا ہے ویسا ہی خاتمہ بھی ہمارا توحید پر کر اور مت مبتلا کر ہمکو شرک مین بیشک تو سب اختیار رکھتا
ہے **باب** معنی قول اللہ عزوجل ولقد راٰہ نزلة اخرى وھل راى النبي صلى الله عليه
وسلم ربه ليلة الاسراء **ترجمہ** اس باب مین یہ بیان ہی کہ ولقد راٰہ نزلة اخرى سی کیا مراد ہی اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حقتعالی جلشانہ کو معراج کی رات مین دیکھا تھا یا نہین **ف** قاضی عیاض نے
کہا سلف اور خلف نی اختلاف کیا ہے اس امر مین کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی جلشانہ
کو معراج کی رات مین دیکھا تھا یا نہین تو حضرت عائشہ نے انکار کیا ہے دیکھنے کا جیسے خود اس کتاب
مین انسے روایت ہی اور ایسا ہی منقول ہی ابو ہریرہ اور ایک جماعت صحابہ سے اور یہی مشہور ہی ابن مسعود
سے اور اسیطرف گئی ہے ایک جماعت محدثین کی اور متکلمین کی اور ابن عباس سے یون روایت ہی کہ
آپنے اللہ تعالی کو اپنی آنکھہ سے دیکھا اور ایسا ہی منقول ہی ابو ذر اور کعب سے اور حسن بصری اس بات کی قسم کہاتے
تھے اور ایسا ہی مروی ہی ابن مسعود اور ابو ہریرہ اور امام احمد بن حنبل سے اور اصحاب مقالات نے امام ابو
الحسن اشعری اور انکے اصحاب سے نقل کیا ہے کہ آپ نے اللہ تعالی کو دیکھا اور ہمارے بعضے مشایخ نے اس مسئلہ مین
توقف کیا ہے اور کہا ہی کہ دیکھنے پر کوئی صاف دلیل نہین لیکن دیکھنا جائز ہے کیونکہ اللہ تعالی کا دیدار دنیا
مین ممکن ہے اور حضرت موسی کا درخواست کرنا دیدار کے لیے یہی دلیل ہے امکان کی اسلیے کہ نبی اس امر کی
درخواست کیسے کریگا جو اللہ تعالی کی نسبت محال ہو اور اختلاف کیا ہی علماء نے کہ حضرت موسی علیہ السلام
نے حقتعالی کو دیکھا یا نہین اور قاضی ابو بکر نے کہا کہ حضرت موسی اور ہمارے پیغمبر علیہما السلام دونون نے
حق تعالی کو دیکھا ہی اسیطرح علماء نے اختلاف کیا ہے اس مسئلہ مین کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
نے حق تعالے سے کلام کیا ہے معراج کی رات کو بلا واسطہ یا نہین اور اشعری اور ایک جماعت متکلمین

کے نزدیک کلام کیا ہے اور بعضون نے اس قول کی نسبت دی جعفر بن محمد اور ابن مسعود اور ابن عباس کیطرف
اسی طرح علمار نے اختلاف کیا ہے اس آیت کے معنون مین ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی یعنے پہر نزدیک ہوا اور اوتر آیا
اور بعضون سے کہا یہ نزدیک ہو جبریل علیہ السلام سے ہے یا سدرة المنتہی سے اور ابن عباس اور حسن اور محمد
بن کعب اور جعفر بن محمد وغیرہم سے منقول ہو کہ یہ نزدیک ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خدای عزوجل سے
ہے اس صورت مین نزدیک ہونے کی تاویل کرنا پڑے گی اور مراد قرب سے یہ ہوگی کہ خدا کی بزرگی آپ پر ظاہر
ہوئی اور انوار معرفت کہل گئے اور غیب کے اسرار معلوم ہوگئے اور قاب قوسین او ادنیٰ کی بہی تاویل
کرنا ہوگی اور ایسی ہی تاویل کیجاوے گی اوس حدیث مین کہ جو شخص ایک بالشت مجہسے نزدیک ہوتا ہے
مین ایک ہاتہ اس سے نزدیک ہو جاتا ہون تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا اور لیکن صاحب تحریر نے تو یہی اختیار کیا
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدای عزوجل کو دیکہا اور کہا کہ اس امر پر بہت سی دلیلین ہین پر ہم اونہی
حجت لاتے ہین جو قوی ہین ایک حدیث ہے ابن عباس کی انہون نے کہا کیا تم تعجب کرتے ہو اس بات سے
کہ خلت ابراہیم کو ملی ہو اور کلام موسی کو اور دیدار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور عکرمہ سے روایت ہے ابن عباس سے
سوال ہوا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکہا ہے انہون نے کہا ہان اور شعبہ سے باسناد منقول ہے
اونہون نے قتادہ سے اونہون نے انس سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکہا اور حسن قسم کہاتے
تہے اس بات پر کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکہا ہے اور اصل اس باب مین حدیث ہے ابن عباس کی
اور ابن عباس عالم ہین اس امت کے اور مشکل مسائل مین لوگ ان کیطرف رجوع کرتے تہے ابن عمر نے اس
مسئلے مین انہی کیطرف رجوع کیا اور اون سے پوچہا بہیجا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکہا ہے اونہون
نے کہا ہان دیکہا ہے اور حدیث حضرت عائشہ کی ضرر نہین کرتی کیونکہ حضرت عائشہ نے یون نہین کہا کہ
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تہے مین نے نہین دیکہا اپنے پروردگار کو بلکہ اونہون نے
اپنی راے بیان کی ان آیتون پر خیال کرکے وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ
رَسُولًا اور لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ اور صحابی جب کوئی بات کہے اور دوسرے صحابہ اسکے مخالف ہون تو اسکا قول حجت
نہین ہے اور جب صحیح ہوگئین روایتین ابن عباس سے دیدار کے اثبات مین تو ضرور ہے ثابت کرنا اسکا اسلیے
کہ یہ امر عقل سے معلوم نہین ہوسکتا بلکہ ضرور ہے سننا شارع سے اور یہ کوئی نہ سمجہے کہ ابن عباس نے بہی اپنی رای سے یا اجتہاد
سے دیدار کا ثبوت کیا معمر بن راشد نے کہا جب اختلاف بیان کیا گیا حضرت عائشہ اور ابن عباس کا روءیت الٰہی مین

کہا ہے نزدیک حضرت عائشہ ابن عباس سے علم مین زیادہ نہین ہین اور ابن عباس ثابت کرتے ہین ایک امر کو جسکو
دوسرون نے نفی کی اور ثابت کرنیوالا مقدم ہے نفی کرنیوالے پر تمام ہوا کلام صاحب تحریر کا اور حاصل یہ ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک ترجیح اسی کو ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دیکھا اپنی آنکھون سے معراج کی رات کو اور دلیل اسکی یہی حدیثین ہین ابن عباس وغیرہ کی اور یہ ثابت ہے کہ ابن عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنکر یہ کہا ہوگا اسمین کوئی شک نہین پھر حضرت عائشہ نے جو اسکی نفی کی تو وہ کسی حدیث سے نہین کی اور اگر انکے پاس کوئی حدیث ہوتی
تو وہ بیان کرتین بلکہ انہون نے استنباط کیا آیات سے اور ان کا مطلب آگے ہم بیان کرینگے یہ جو حضرت عائشہ
دلیل لائین اس آیت سے لا تدرکہ الابصار اسکا جواب تو ظاہر ہے کیونکہ ادراک کہتے ہین احاطہ کو اور اللہ تعالی
کا احاطہ کوئی نہین کرسکتا اور جب نص سے احاطہ کی نفی نکلی تو اس سے رویت کی نفی نہین نکلتی جو بغیر احاطہ
کے ہو اور لوگون نے بھی جواب دیے ہین اس آیت کے مگر ان کے بیان کرنے کی ضرورت نہین یہ جواب مختصر
اور عمدہ ہے جو ہم نے بیان کیا اور دوسری دلیل انکی اس آیت سے وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من
وراء حجاب اسکا جواب کئی طرح سے ہے ایک تو یہ کہ رویت کے وقت کلام کا ہونا ضرور نہین تو جائز ہے رویت
بغیر کلام کے دوسرے یہ کہ اس عام مین سے ہمارے پیغمبر خاص کیے گئے ہین تیسرے یہ کہ وحی سے مراد کلام
ہے بغیر واسطہ کے اگرچہ جمہور یون کہتے ہین کہ وحی سے اسجگہ الہام یا خواب مراد ہے اور حجاب کے یہ معنی ہین کہ خدا
تعالی صاف کھلم کھلا بات نہین کرتا بلکہ وہ خدا کا کلام سنتے ہین اور اسکو دیکھتے نہین حجاب سے یہ غرض
نہین کہ خدا کو کوئی پردہ ہے جو جدا کرتا ہے ایک مقام کو دوسرے مقام سے انتہی ما قال النووی مختصرا مولانا
ابو الطیب نے سراج الوہاج مین کہا ہے کہ مجھے جو اس مقام مین معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ اس مسئلے مین خاموشی بہتر
ہے اور غور و خوض کرنا اچھا نہین اسلیے کہ قرآن کی آیتین محتمل ہین اور جب احتمال ہو تو استدلال نہین
ہوسکتا اور جسنے رویت کو ثابت کیا ہے وہ قرآن سے ثابت کرتا ہے حالانکہ قرآن کا حال یہ ہے کہ وہ مجمل ہے اور
ابن عباس کوئی مرفوع حدیث اس باب مین نہین لائے بلکہ انہون نے استدلال کیا آیات سے تو یہ بھی ان کا
اجتہاد ہوا اور اجتہاد کسی کا حجت نہین جب تک اوسپر دلیل نہ ہو اور حضرت عائشہ بھی دلیل لائین اجتہاد سے
اور ان کا استدلال زیادہ واضح ہے اور ایک روایت مین صراحتا یہ امر ثابت ہے مسروق
سے کہ حضرت عائشہ نے کہا مین نے سب سے پہلے اس آیت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا
آپ نے فرمایا مراد اوس سے جبرئیل ہین اور اس سے صاف معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس آیت کی تفسیر کی ساتھ جبرئیل علیہ السلام کے تو اب اس سے پھیرنے کے لیے کوئی دلیل چاہیے

اس لیے ٹھیک یہی ہے کہ توقف کیا جاوے جبتک دلیل قائم نہ ہو اور مین یہ نہین کہتا کہ دیدار الٰہی جائز نہین بلکہ کلام اسمین ہے کہ آیا دیدار ہوا یا نہین اور حدیث موقوف اس باب مین حجت نہین ہوسکتی جب اوس کے خلاف دوسری حدیث موقوف ہو اور یہہ مسئلہ عقل اور اجتہاد سے معلوم نہین ہوسکتا بلکہ سماع چاہیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہان پر کوئی سماع مرفوع نہین ہے انتہی مختصراً **عَن** الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَأَلْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ عَنْ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ **ترجمہ** سلیمان شیبانی سے روایت ہے مین نے زر بن حبیش سے پوچھا اس آیت کو فکان قاب قوسین او ادنےٰ یعنے پھر رہ گیا فرق دو کمان کا یا اس سے بھی نزدیک اونہون نے کہا مجھ سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا اُن کے چھہ سو بازو تھے **ف** یعنے اُن کی اصلی صورت پر دیکھا ورنہ اور شکلون سے تو ان کو اکثر آپ دیکھا کرتے تھے عبداللہ بن مسعود بھی جو اس حدیث کے راوی ہین بڑے عالم ہین اس امت کے اور معارض ہے انکا قول عبداللہ بن عباس کے قول کے نووی نے کہا عبداللہ بن مسعود کا یہی مذہب ہے کہ مراد اس آیت سے جبرئیل ہین لیکن اکثر مفسرین اسطرف گئے ہین کہ مراد دیکھنے سے دیکھنا حق سبحانہ وتعالیٰ کا ہے پہلے لوگون نے اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا آپنے پروردگار کو اپنے دل کی آنکھ سے دیکھا اور بعضون نے کہا ظاہر کی دونون آنکھون سے دیکھا امام ابوالحسن واحدی نے کہا یہ بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار الٰہی کا معراج کی رات مین ابن عباس اور ابوذر اور ابراہیم تیمی نے کہا کہ آپنے خدا تعالیٰ کو اپنے دل سے دیکھا اور یہ دیکھنا درحقیقت صحیح دیکھنا تھا اسطرح کہ اللہ تعالیٰ نے ایک آنکھ آپکے دل مین پیدا کر دی یا دیکھنے کی قوت دل مین ڈالدی اور آپنے دیکھہ لیا جیسے آنکھہ سے دیکھتے ہین اور ایک جماعت مفسرین کی اس طرف گئی ہے کہ آپ نے انہی ظاہر کی آنکھون سے خدا تعالیٰ کو دیکھا اور یہی قول ہے انس اور عکرمہ اور حسن اور ربیع کا (نووی) **عَن** عَبْدِ اللهِ قَالَ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى قَالَ رَأَى جِبْرِيلَ لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود نے کہا یہ جو حق تعالےٰ نے فرمایا ما کذب الفؤاد ما رای یعنے جھوٹھہ نہ دیکھا دل نے جو دیکھا مراد اس سے جبرئیل علیہ السلام کا دیکھنا ہے آپ نے دیکھا ان کو اون کے چھہ سو (۶۰۰) پنکھہ تھے

عن عبد اللہ قال لقد رای من ایات ربہ الکبری قال رای جبریل علیہ السلام فی صورتہ لہ ستمائۃ جناح ترجمہ عبد اللہ بن مسعود نے کہا یہ جو حق تعالی نے فرمایا لقد رای من ایات ربہ الکبری بیشک دیکھیں اپنے رب کی بڑی نشانیاں مراد اس سے یہ ہے کہ آپ نے دیکھا جبریل علیہ السلام کو انکی اصلی صورت میں چھ سو بازو تھے ان کے عن ابی ھریرۃ رضہ ولقد راہ نزلۃ اخری قال رای جبریل علیہ السلام ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں ولقد راہ نزلۃ اخری یعنے دیکھا انکو دوسرے اوتار میں کہ دیکھا آپ نے جبریل علیہ السلام کو ف نووی نے کہا یہ جو عبد اللہ بن مسعود اور ابو ہریرہ نے کہا ایسا ہی منقول ہے بہت سلف سے اور یہی روایت ہے ابن عباس اور ابن زید اور محمد بن کعب اور مقاتل بن حیان سے اور ضحاک نے کہا کہ مراد سدرۃ المنتہی کا دیکھنا ہے اور بعضوں نے کہا کہ رفرف سبز کا اور واحدی نے کہا کہ اکثر علما نے یوں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل کو اون کی اصلی صورت میں دیکھا اور یہی مراد ہے آیت سے عن ابن عباس قال راہ بقلبہ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کو دیکھا اپنے دل سے عن ابن عباس قال ما کذب الفؤاد ما رای ولقد راہ نزلۃ اخری قال راہ بفؤادہ مرتین ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے ما کذب الفؤاد ما رای ولقد راہ نزلۃ اخرے کی تفسیر میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کو اپنے دل سے دوبارہ دیکھا ف تو ابن عباس کا یہی قول ہے کہ مراد ان آیتوں میں دیدار الہی ہے اور اوپر اسکی تفصیل گذر چکی عن مسروق قال کنت متکئا عند عائشۃ فقالت یا ابا عائشۃ ثلث من تکلم بواحدۃ منھن فقد اعظم علی اللہ الفریۃ قلت ما ھن قالت من زعم ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم رای ربہ فقد اعظم علی اللہ الفریۃ قال وکنت متکئا فجلست فقلت یا ام المؤمنین انظرینی ولا تعجلینی الم یقل اللہ عز وجل ولقد راہ بالافق المبین ولقد راہ نزلۃ اخری فقالت انا اول ھذہ الامۃ سال عن ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انما ھو جبریل علیہ السلام لم ارہ علی صورتہ التی خلق علیھا غیر ھاتین المرتین رایتہ منھبطا من السماء سادا عظم خلقہ ما بین السماء الی الارض

فقالت اولم تسمع ان اللہ عز وجل یقول لا تدرکہ الابصار وھو یدرک
الابصار وھو اللطیف الخبیر اولم تسمع ان اللہ یقول وما کان لبشر ان یکلمہ
اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا الی قولہ انہ علی حکیم
قالت ومن زعم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتم شیئا من کتاب اللہ
فقد اعظم علی اللہ الفریۃ واللہ یقول یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من
ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ قالت ومن زعم انہ یخبر بما یکون
فی غد فقد اعظم علی اللہ الفریۃ واللہ یقول قل لا یعلم من فی السموات
والارض الغیب الا اللہ **ترجمہ** مسروق سے روایت ہے میں تکیہ لگائے ہوئے تھا حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا کے پاس انہوں نے کہا اے ابو عائشہ (یہ کنیت ہے مسروق) کی تین باتیں ہیں
جو کوئی اون کا قائل ہو اُس نے بڑا جھوٹ باندھا خدا پر میں نے کہا وہ تین باتیں کون سی ہیں
انہوں نے کہا (ایک یہ ہے) جو کوئی سمجھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا
اوس نے بڑا جھوٹ باندھا مسروق نے کہا میں تکیہ لگائے تھا یہ سنکر میں بیٹھ گیا اور میں
نے کہا اے ام المومنین ذرا مجھے بات کرنے دو اور جلدی مت کرو کیا اللہ تعالے نے نہیں
فرمایا ولقد راٰہ بالافق المبین ولقد راٰہ نزلۃ اخری حضرت عائشہ نے کہا اس امت میں سب
سے پہلے میں نے ان آیتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا۔ (ان
آیتوں میں) حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں میں نے ان کو انکی اصلی صورت پر نہیں دیکھا سوا دو
بار کے جنکا ذکر ان آیتوں میں ہے میں نے دیکھا انکو وہ اتر رہے تھے آسمان سے اور ان کے
تن و توش کی بڑائی نے آسمان سے زمین تک روک دیا تھا پھر حضرت عائشہ نے کہا کیا تو نے
نہیں سنا اللہ تعالی فرماتا ہے لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر کیا تو نے
نہیں سنا اللہ تعالے فرماتا ہے ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا
علی حکیم تک **ف** پہلی آیت سورۂ انعام میں ہے (۱۳) رکوع میں ترجمہ اسکا یہ ہے اسکو
نہیں پا سکتیں آنکھیں اور وہ پا سکتا ہے آنکھوں کو اور وہ بھید جانتا ہے خبردار ہے ۔ اور دوسری
آیت شوری (۵) رکوع میں ہے ترجمہ پوری آیت کا یہ ہے اور کسی آدمی کی حد نہیں کہ

اوس سے باتین کرے اللہ مگر اشارہ سے یا پردے کے پیچھے سے یا بھیجے کوئی پیغام لانیوالا پھر پہونچادے وہ اس کے حکم سے جو چاہے وہ سب سے اوپر ہے حکمتوں والا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یون کہنا درست ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور مطرف بن عبد اللہ نے ایسا کہنا مکروہ جانا ہے اور کہا ہے یون کہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور مت کہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پر مطرف کا یہ قول مخالف ہے صحابہ اور تابعین کے عمل کے اور صحیح اور مختار یہی ہے کہ دونون طرح کہنا درست ہے اور یہی قول ہے ائمہ سلف اور خلف کا اور خود قرآن مین موجود ہے وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَھُوَ یَھْدِی السَّبِیْلَ اور صحیح مسلم مین ابوذر سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا اور جس نے اسکا انکار کیا اوسکے پاس کوئی دلیل نہین ہے (نووی) **ف** دوسری یہ ہے جو کوئی خیال کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب مین سے کچھ چھپالیا تو اس نے بڑا جھوٹ باندھا خدا پر اللہ فرمایا ہے یٰۤاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ یعنے اے پیغام پہونچانے والے پہونچادے جو اترا تجھپر تیرے رب کے پاس سے اور جو تو ایسا نہ کرے تو تو نے پیغام نہین پہونچایا (تیسرے یہ ہے) جو کوئی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل ہونیوالی بات جانتے تھے یعنی آیندہ کا حال) تو اس نے بڑا جھوٹ باندھا اللہ پر اللہ خود فرماتا ہے کہدو اے محمد آسمانون اور زمین مین کوئی غیب کی بات نہین جانتا سوا خدا کے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیب کا علم خدا ہی سے خاص ہے اور سوا خدا کے کسی اور کو غیب کا علم نہین پیغمبر ہو یا فرشتہ یا ولی یا صالح یا سلطان یا عارف اور خود اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مین ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی بیان کی وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ یعنے اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو مین بڑی بھلائی حاصل کرلیتا اور مجھے دکھ نہ پہونچتا مین تو ایک ڈرانیوالا ہون اور خوشخبری دینے والا ہون اور جب اللہ اور رسول کے بیان سے معلوم ہوگیا کہ غیب کا علم سوا خدا کے کسی کو نہین اب دوسرے کے بیان کی کیا حاجت ہے اللہ تعالیٰ ہدایت کرے اون بدعتیون کو جو غیب کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اور اولیاء اور مشایخ کے لیے ثابت کرتے ہین اور اسپر کوئی دلیل نہین بلکہ دلیل اوس کے خلاف موجود ہے خدا جانے اون کی عقلون پر کیا مار پڑی ہے اور شیطان اون کو

کہان اونکا گر تا ہے خدا تعالی ہمکو اور ہمارے طریقہ کے لوگون کو ایسے خیالون سے بچاوے ۔ سراج
الوہاج **عن** داود بہذا الاسناد نحو حدیث ابن علیۃ و زاد قالت و لو
کان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کاتما شیئا مما انزل علیہ لکتم ہذہ الایۃ و اذ
تقول للذی انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ امسک علیک زوجک و اتق
اللہ و تخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ و تخشی الناس و اللہ احق ان تخشاہ **ترجمہ**
داود نے اسی حدیث کو روایت کیا جیسے اوپر گذری اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
نے کہا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھپانے والے ہوتے تو چھپاتے اس آیت کو و اذ تقول
للذی انعم اللہ علیہ اخیر تک **ف** یہ آیت سورہ احزاب کے پانچوین رکوع مین ہے ترجمہ اسکا
یہ ہے اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو جسپر اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا رہنے دے
اپنے پاس اپنی جورو اور ڈر اللہ سے اور تو چھپاتا تہا اپنے دلمین ایک چیز جو اللہ اسکو کہولاچاہتا
ہے اور ڈرتا تہا لوگون سے اور چاہیے اللہ سے زیادہ ڈرنا پہر جب زید تمام کر چکا اوس عورت
سے اپنی غرض ہمنے وہ تیرے نکاح مین دی اسلیے کہ مسلمانون پر حرج نہو اپنے لے پالکون
کی جورون سے نکاح کرنے مین جب وہ تمام کرین اون سے اپنی غرض اور ہے اللہ کا حکم
کرنا ۔ مراد اس شخص سے زید بن حارثہ ہے جو لے پالک تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
انکی بی بی زینب تہین جو آپ کی پہوپہی کی بیٹی تہین جب زید سے انکی نہ بنی تو پہلے آپ نے
زید کو نصیحت کی پر دل مین آپ کے یہ خیال تہا کہ اگر زید انکو چہوڑ دے گا تو مین ان سے نکاح
کر لون گا آپنے یہ خیال اپنے دل مین رکہا اسلیے کہ کافر اور منافق بدگوئی کرین کہ محمد اپنے بہو سے
نکاح کرنے کے فکر مین ہین اللہ تعالے نے اس ارادے کو ظاہر کر دیا اور نکاح زینب کا آپ سے
کر دیا اور کافرون کی طعن و تشنیع کو لغو کر دیا اور فرمایا کہ لے پالک در اصل بیٹا نہین ہے
جو اوسکی جورو باپ ہونے والے پر حرام ہو ۔ اس آیت مین چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی
نے نصیحت کی اور الزام دیا کہ تو لوگون سے ڈرتا ہے حالانکہ اللہ سے زیادہ ڈرنا چاہیے
اور آپکے دل کی بات جسکو آپ چہپانا چاہتے تہے فاش کر دیا پس اگر آپ کوئی آیت
معاذ اللہ چہپاتے تو اسکو چہپاتے **عن** مسروق قال سالت عائشۃ ہل

رَاَیٰ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَبَّہٗ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰہِ لَقَدْ قَفَّ شَعْرِیْ لِمَا قُلْتَ وَسَاقَ الْحَدِیْثَ بِقِصَّتِہٖ وَحَدِیْثُ دَاؤدَ اَتَمُّ وَاَطْوَلُ **ترجمہ** مسروق سے روایت ہے مین نے ام المؤمنین عائشہ سے پوچھا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے اونہون نے کہا سبحان اللہ میری رؤین کھڑے ہوگئے (اس بات کے سننے سے) اور بیان کیا حدیث کو اوسی طرح لیکن روایت داؤد کی (جو اوپر گزری) بڑی اور پوری ہے **عَنْ** مَسْرُوْقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَۃَ فَاَیْنَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی قَالَتْ اِنَّمَا ذَاکَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ یَاْتِیْہِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) فِیْ صُوْرَۃِ الرِّجَالِ وَاِنَّہٗ اَتَاہُ فِیْ ھٰذِہِ الْمَرَّۃِ فِیْ صُوْرَتِہِ الَّتِیْ ھِیَ صُوْرَتُہٗ فَسَدَّ اُفُقَ السَّمَاءِ **ترجمہ** مسروق سے روایت ہے مین نے حضرت عائشہ سے کہا (تم تو کہتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو نہین دیکھا پھر اللہ تعالی کا یہ قول کیسے ہے ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی اونہون نے کہا اس آیت سے تو جبرئیل مراد مین وہ ہمیشہ آپ کے پاس مردون کی صورت مین آتے تھے اور اس مرتبہ خاص اپنی اصلی صورت مین آئے تو سارا کنارہ آسمان کا بھر گیا تھا **ف** اس صورت مین آیت کے معنے یہ ہونگے کہ پھر نزدیک ہوا جبرئیل اور قریب آگیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور رہ گیا فاصلہ دو کمانون کا یا اس سے بھی نزدیک اور بعضون نے قوس سے ذراع مراد لیا ہے تو معنے یہ ہوگا رہ گیا فاصلہ دو ہاتھ کا یا اس سے بھی کم یعنے آپ مین اور جبرئیل مین اتنا قرب ہوگیا بعد اوسکے اللہ نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو وحی کی **عَنْ** اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ رَاَیْتَ رَبَّکَ قَالَ نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاہُ (فقال) **ترجمہ** ابوذر سے روایت ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا آپ نے فرمایا وہ تو نور ہے مین اوسکو کیسے دیکھتا **ف** نووی نے کہا یعنے حجاب اوسکا نور ہے اور معنے یہ ہے کہ نور کی وجہ سے مین اسکو دیکھ نہ سکا کیونکہ جب نور بہت ہوتا ہے تو آنکھ چکا چوندھ ہو جاتی ہے اور کچھ دکھلائی نہین دیتا عرفا کے نزدیک اس حدیث کے یہ معنے ہین کہ اللہ تعالی جل شانہ نور ہے اور ظہور ہے یعنے اسی کی وجہ سے سب کی ہستی اور نمایش ہے جیسے قرآن مین ہے اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اگر یہ نور نہ

ہو تو نری نیستی نیستی ہو اور کسی چیز کا وجود نہ ہو پھر جیسے نور کیوجہ سے اور چیزین دکہلائے دیتی ہین اسیطرح اللہ جلشانہ کی اور مخلوقات کو ہم دیکھتے ہین پر اسکا دیکھنا دشوار ہے اس لیے کہ ہم مادے اور جسم کی کسافات سے بھری ہوئی ہین البتہ اللہ تعالے جب اپنے کسی بندون کو ان علائق جسمانی سے صاف کرکے اون کو نورانی کرے گا اوس وقت اپنا نور اون کو دکھا دے گا واللہ اعلم **عن** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ شَقِیْقٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَوْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَسَاَلْتُہٗ فَقَالَ عَنْ اَیِّ شَیْءٍ کُنْتَ تَسْاَلُہٗ قَالَ کُنْتُ اَسْاَلُہٗ ھَلْ رَاَیْتَ رَبَّکَ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ قَدْ سَالْتُہٗ فَقَالَ رَاَیْتُ نُوْرًا **ترجمہ** عبد اللہ بن شقیق سے روایت ہو سالت

مین نے ابوذر سے کہا اگر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو آپ سے کچھ پوچھتا ابوذر نے کہا تو کیا پوچھتا عبد اللہ نے کہا مین یہ پوچھتا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا یا نہین ابوذر نے کہا مین نے یہ پوچھا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا مین نے ایک نور دیکھا **ف** یعنے صرف ایک نور مجھے دکہلائی دیا اور کچھ مین نے نہین دیکھا قاضی عیاض نے کہا یہ بات محال ہے کہ اللہ کی ذات نور ہو کیونکہ نور ایک جسم ہے اور اللہ سبحانہ و تعالی پاک ہی جسمیت سے یہی مذہب ہی تمام اماموں کا اور یہ جو اللہ نے فرمایا اللہ نور ہے آسمانون اور زمین کا اور حدیث مین نور کا اطلاق ذات الٰہی پر کیا ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ نور کا خالق ہے اور صاحب ہے نور کا یا ہادی ہے تمام آسمان اور زمین کے لوگون کا یا نورانی کرنے والا ہے مومنون کے دلون کا **مترجم** کہتا ہے قاضی عیاض کی یہ تقریر مسلم نہین اور نہ سلف کی یہ چال ہے بلکہ اللہ تعالی حقیقۃً نور ہے اور نور کا لفظ متعدد نصوص مین اوسپر وارد ہے پھر اوسمین تاویل کرنے کی ضرورت نہین اب رہا جسم کا اطلاق تو وہ خدا پر نہ کیا جاوے گا کس لیے کہ شریعت مین یہ لفظ خدا کے واسطے نہین آیا اسی طرح پر جسم سے تنزیہ اس کی بھی کوئی اصل نہین **عن** اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ کَلِمَاتٍ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنَامُ وَلَا یَنْبَغِیْ لَہٗ اَنْ یَّنَامَ یَخْفِضُ الْقِسْطَ وَیَرْفَعُہٗ یُرْفَعُ اِلَیْہِ عَمَلُ اللَّیْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّھَارِ وَعَمَلُ النَّھَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّیْلِ حِجَابُہُ النُّوْرُ وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ النَّارُ لَوْ کَشَفَہٗ لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْھِہٖ مَا انْتَھٰی اِلَیْہِ بَصَرُہٗ مِنْ خَلْقِہٖ وَفِیْ رِوَایَۃٍ کَشَفَہٗ

اَبِی بَکْرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ وَلَمْ یَقُلْ حَدَّثَنَا ترجمہ ابوموسی سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو کھڑے ہوکر پانچ باتین سنائین آپ نے فرمایا اللہ جل جلالہ نہین سوتا اور سونا اوس کے لائق نہین (کیونکہ سونا الآت اور اعضائے بدن کی تھکاوٹ سی ہوتا ہے اور خدا تعالے پاک ہی تھکن سی دوسری یہ کہ سونا غفلت ہی اور دہ مثل موت کے ہے اور حقتعالی پاک ہے اس سے) جھکاتا ہے ترازو کو اور اونچا کرتا ہے اوسکو **ف** بندون کے اعمال اور ارزاق کے تولنے مین نووی نے کہا یہ تمثیل ہے خدا کی تقدیر کے ترازو سے تولنے کے ساتھہ سراج الوہاج مین ہے کہ یہ تمثیل نہین ہے بلکہ حقیقۃ خدا تعالی ایسا ہی کرتا ہے اور یہی ہے مذہب سلف کا اس قسم کی آیات اور احادیث مین اور تمثیل کے لائق پچھلے لوگ ہوئے ہین جنکی بات کا کچھ اعتبار نہین **ت** اوٹھایا جاتا ہے اوسکیطرف رات کا عمل دن کے عمل سے پہلے اور دن کا عمل رات کے عمل سے پہلے **ف** یعنی رات مین جو اوسکے بندے نیک کام کرتے ہین وہ دوسرا دن گذرنے سی پہلے فرشتے اوسکے پاس لیجاتے ہین اسیطرح دن مین جو کام کرتے ہین وہ رات گذرنے سے پہلے شام ہے کو خدا کے پاس لے جاتے ہین - اس حدیث سی صاف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ خدا تعالے بہت فوق مین ہے اور یہی مذہب ہے اہل سلف کا رضی اللہ عنہم **ت** اوسکا پردہ نور ہے **ف** نووی نے کہا پردہ لغت مین آڑ اور اوٹ کو کہتے ہین اور یہ شان ہے اون اجسام کی جو محدود ہین اور خدا تعالے پاک ہی جسمیت اور تحدید سے اس صورت مین پردے سی مراد روکنے والا ہے اوسکو دیدار سے یعنی نور اوس کے دیکھنے کا مانع ہے کس لیے کہ نور سے آنکھہ کا چوندہ ہوجاتی ہے سراج الوہاج مین ہے کہ اس تاویل کی ضرورت نہین بلکہ سلف کا یہ قول ہے کہ جو کچھ شریعت مین آیا ہے اوس کو چلانا اوسی طرح جیسے آیا اور اوسکی کیفیت بیان نہ کرنا نہ اوس مین تاویل اور تعطیل اور تمثیل اور تشبیہ کرنا **مترجم** کہتا ہے کہ متاخرین جیسے نووی اور سیوطی اور ابن حجر عسقلانی اور ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق دہلوی نے پچھلے متکلمین کی تقلید کرکے اس قسم کی آیات اور احادیث مین اکثر ایسی تاویلات کی ہین جو سلف کے طریقے کے خلاف ہین اسی حدیث مین دیکھیے حجاب کی جو تاویل کی ہے وہ اس بنا پر کہ حجاب شان ہے اجسام کی حالانکہ ابھی تک یہ امر ہے شریعت سی ثابت نہین ہوا کہ خدا تعالے جسمیت سے پاک ہے پھر اور آثار اور لوازم جسمیت کا کیا ذکر ہے **ف** ابوبکر کی روایت مین ہے کہ پردہ اوسکا

اگر پہر گروہ کہول دیوے اوس پردے کو البتہ اوس منہ کی شعاعین جلادین مخلوق کو جہانتک اوسکی نگاہ پہونچتی ہے **ف** اوسکی نگاہ تو تمام مخلوق تک پہونچتی ہے پہر اگر وہ اپنا حجاب اٹھالے تو اوس کے روے مبارک کے تجلے کے سامنے کچھ نہ ٹہرے اور سب جلکر خاک ہوجاوین نووی نے اس مقام پر پچہلے متکلمین کی تقلید سے وجہ کی تاویل ذات سے کی ہے اور یہ غلط ہے حقتعالی کے لیے وجہ اور ید اور عین اور قدم وغیرہ حقیقۃً ثابت ہین آیات اور احادیث سے اور سلف نے ان مین کسی قسم کی تاویل نہین کی نہ تحریف بلکہ تاویل طریقہ ہے جہمیہ مبتدعہ اور معتزلہ کا خذلہم اللہ تعالی اور بعض علماے اہل سنت خدا اونپر رحم کرے اس گمراہی مین پہنس گئے وہ بہی لگے تاویل کرنے اور سلف کے طریقہ کو بہول گئے اللہ تعالی اون کی خطا معاف کرے **عَنْ** الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ مِنْ خَلْقِهِ وَقَالَ حِجَابُهُ النُّوْرُ **ترجمہ** اعمش سے اسی طرح دوسری روایت ہے مگر اسمین پانچ باتون کے بدلے چار باتین ہین اور مخلوق کا ذکر نہین اور کہا کہ حجاب اسکا نور ہے **عَنْ** اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَرْبَعٍ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِيْ لَهُ اَنْ يَّنَامَ يَرْفَعُ الْقِسْطَ وَيَخْفِضُهُ وَيُرْفَعُ اِلَيْهِ عَمَلُ النَّهَارِ بِاللَّيْلِ وَعَمَلُ اللَّيْلِ بِالنَّهَارِ **ترجمہ** ابوموسی رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم مین کہڑے ہوکر چار باتین بیان کین یہ کہ اللہ تعالی نہین سوتا اور نہ اوس کے لائق ہے سونا اوٹہاتا ہے ترازو کو اور جہکاتا ہے۔ اوٹہایا جاتا ہے اوسکی طرف دن کا عمل رات کو اور رات کا عمل دنکو

بَابُ اِثْبَاتِ رُؤْيَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْاٰخِرَةِ لِرَبِّهِمْ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اللہ تعالی کا دیدار مومنون کو آخرت مین ہوگا اسکا ثبوت **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ اَنْ يَّنْظُرُوْا اِلٰى رَبِّهِمْ اِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِيَاءِ عَلٰى وَجْهِهِ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ **ترجمہ** عبداللہ بن قیس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو جنتین چاندی کی ہونگی اوسکے برتن اور سب چیزین چاندی کی ہون گی اور دو جنتین سونے کی ہون گی اوس کے برتن اور سب چیزین سونیکی ہون گی اور لوگون کو اپنے پروردگار

بِاَرْبَعٍ فَقَالَ

بَتَامُّ

الْكِبْرِ

کے دیکھنے مین کوئی آڑ نہ ہوگی جنت العدن مین سوا ایک بزرگی کی چادر کے جو خدا کے مونہہ پر ہوگی
ف پھر جب خدا تعالی اوس چادر کو اپنے مونہہ سے اوٹھا دے گا تو سب مومن اوسکی روی مبارک
کو دیکھین گے اور اس دیدار سے ایسی خوشی حاصل ہوگی جسکی حد نہین نہ اسکا بیان ہو سکتا ہے
نووی نے کہا تمام اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ خدا تعالی کا دیکھنا ممکن ہے محال نہین ہے
اور انہون نے اتفاق کیا ہے اس پر کہ آخرت مین مومنین اوسکو دیکھین گے اور کافر اس نعمت
سے محروم رہین گے اور معتزلہ اور خوارج اور بعض مرجیہ نے یہ گمان کیا ہے کہ خدا کو اس کے
مخلوق مین سے کوئی نہ دیکھے گا بلکہ خدا کا دیکھنا محال ہے عقلاً اور یہ ایک خطائے صریح اور جہل
قبیح ہے کتاب اور سنت اور اجماع صحابہ اور سلف امت سے یہ امر ثابت ہو کہ آخرت مین مومنون
کو خدا کا دیدار حاصل ہوگا اور اس حدیث کو قریب بیس صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت کیا ہے اور قرآن کی آیتین اس باب مین مشہور ہین اور بدعتیون نے جو اوپر اعتراض
کیے ہین وہ بھی اہلسنت کی کلام کی کتابون مین ان کے جواب سمیت مذکور ہین اور ہمکو
ان کے بیان کرنے کی ضرورت یہان معلوم نہین ہوتی لیکن دنیا مین اللہ تعالی کا دیکھنا
تو ہم بیان کر چکے کہ وہ ممکن ہے پر جمہور سلف اور خلف کا یہ قول ہے کہ یہ دنیا مین واقع نہوگا اور
امام ابو القاسم قشیری نے ابو بکر بن فورک سے نقل کیا ہے کہ اس مسئلہ مین امام ابو الحسن اشعری کے
دو قول ہین ایک تو یہ کہ دنیا مین خدا کا دیدار واقع ہوا دوسرے یہ کہ اوسکا وقوع نہین ہوا پھر اہل
حق کا مذہب یہ ہے کہ رویت الٰہی (خدا کا دیدار) ایک قوت ہے جسکو اللہ تعالے اپنی مخلوق مین
مین پیدا کر دیگا اور اوس کے لیے اتصال اور مقابلہ وغیرہ ضرور نہین اور ہمارے دیکھنے مین
یہ باتین اتفاقی پائی جاتی ہین نہ یہ کہ دیکھنے کی شرط ہین اور متکلمین نے اوس کے کھلے دلائل خوب
بیان کیے ہین اور اللہ تعالے کے دیدار سے یہ لازم نہین آتا کہ خدا تعالے ایک جہت مین ہو بلکہ
مومنین اوسکو دیکھین گے بغیر جہت کے جیسے اوسکو جانتے ہین بے جہت انتہی مولانا ابو الطیب سلمہ
اللہ تعالے نے سراج الوہاج مین لکھا ہے کہ بدعتیون نے جو کچھ شبہے خدا کی رویت مین کیے ہین
ان کے سب کے جوابات دونون امامون کی تصانیف مین موجود ہین (یعنے امام حافظ شیخ الاسلام
ابن تیمیہ اور امام حافظ شیخ الاسلام ابن قیم قدس سرہما کی تصانیف مین) اور ہم نے بھی

اون کیا اپنی بعض کتابون مین بیان کیا ہے لیکن اللہ تعالی کا دیدار دنیا مین تو وہ ممکن ہے پر واقع نہین ہوا یعنے بیداری مین البتہ خواب مین واقع ہوا ہے جیسے ہم نے ریاض المرتاض اور تقصار مین ایک جماعت علمار اور ائمہ سے نقل کیا ہے یا اللہ تو ہمکو بھی مشرف کر اپنے دیدار سے اور یہ جو نووی نے کہا کہ خدا کا دیدار بغیر جہت کے ہوگا جیسے اسکا علم بے جہت کے ہے یہ متکلمین کا طریق ہے اور اہل حق کا یہ مسلک نہین ان کے نزدیک تو اس قسم کے نصوص کو ظاہر معنے پر کہنا چاہیے بغیر تاویل اور تعطیل کے اور حدیث صحیح مین یہ امر موجود ہے کہ خدا کہان ہے آپنے پوچھا یہ لونڈی سے اور ایک حدیث مین ہے کہ آپ نے اشارہ کیا انگلی سے آسمان کیطرف اسی طرح اس باب مین بہت آیات اور احادیث ہین جن سے خدا کا علو اور فوقیت علی العرش اور آسمان مین ہونا پایا جاتا ہے پھر یہ قول نووی کا ان سے کیا مناسبت رکھتا ہے اللہ تعالی رحم کرے اوس آدمی پر جو انصاف کرے اور تاویل اور تکلف کو دور پھینکے متقدم کہتا ہے کہ خدا تعالے کو بے جہت خیال کرنا یہ جہمیہ اور مبتدعہ اور معتزلہ کا طفیل ہے ورنہ سلف علمار اور اہل حدیث سب خدا کو جہت فوق مین سمجھتے رہے اور حنابلہ رحمہم اللہ کا یہی قول ہے پھر جب خدا تعالے ایک جہت مین ہوا تو اوسکی رویت بھی ایک جہت مین ہوسکتی ہے اور متکلمین نے جو ایک رویت بلا جہۃ بلا مکان نکالی ہے یہ درحقیقت نفی رویت ہے اور ان کے عقیدے اور منکرین رویت کے عقیدے مین غور کرنے سے کچھ فرق نہین نکلتا کیونکہ منکرین رویت نے اوسی رویت کی نفی کی ہے جو ظاہر متعارف ہے یعنے ایک چیز کا ایک چیز کے سامنے ہونا ایک مکان مین ہونا رائی اور مرئی مین ایکطرح کی نسبت مقابلہ ہونا مرئی کا ایک جہت مین ہونا رائی سے نہ اس رویت کی جسکو متکلمین نے اختراع کیا ہے اور ان متکلمین نے بہت سے مسائل مین اسی قسم کی تاویلات کی ہین جو درحقیقت انکار مین نصوص کے خدا اون لوگون کی خطا معاف کرے اور ہم نے ان مین سے مسئلہ استوار کو بہت تفصیل سے اپنی کتاب انتہاء الاستوا مین بیان کیا ہے **عَنْ** صُهَيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى تُرِيْدُوْنَ شَيْئًا اَزِيْدُكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ اَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوْهَنَا اَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّيْنَا مِنَ النَّارِ قَالَ فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ فَمَا اُعْطُوْا شَيْئًا اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ اِلٰى رَبِّهِمْ عَزَّ وَجَلَّ

عَزَّوَجَلَّ

الْمُنَجِّمَ

ترجمہ صہیب سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنتی جنت مین جا چکین گے اوسوقت
اللہ تعالی فرماوے گا تم اور کچہ زیادہ چاہتے ہو وہ کہین گے تو نے مونہہ ہمارے سفید کیے ہمکو جنت
دی جہنم سے بچایا (اب اور کیا چاہیے) پہر پردہ اوٹہہ جاویگا اوس وقت جنتیون کو کوئی چیز اس سے
بہلی معلوم نہ ہوگی یعنے اپنے پروردگا کیطرف دیکہنے سے **عَنْ** حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ بِهٰذَا
الْاِسْنَادِ وَزَادَ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ **ترجمہ** حماد بن
سلمہ سے اسی اسناد سے یہی حدیث مروی ہے اتنا زیادہ ہے کہ پہر آپ نے یہ آیت پڑہی لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى
وَزِيَادَةٌ یعنے نیکون کیواسطے نیکی ہے اور زیادہ زیادہ سے مراد دیدار الٰہی ہے جو سب نعمتون سے
بڑہ کر لذت دیگا **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ نَاسًا قَالُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هَلْ تُضَارُّوْنَ
فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُوْنَهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذٰلِكَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ الشَّمْسَ فليتبعه
وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ الْقَمَرَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوَاغِيْتَ الطَّوَاغِيْتَ
وَتَبْقٰى هٰذِهِ الْاُمَّةُ فِيْهَا مُنَافِقُوْهَا فَيَاْتِيْهِمُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ صُوْرَةٍ
غَيْرِ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ يَعْرِفُوْنَ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ هٰذَا
مَكَانُنَا حَتّٰى يَاْتِيَنَا رَبُّنَا فَاِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَاْتِيْهِمُ اللّٰهُ فِيْ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ
يَعْرِفُوْنَ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ رَبُّنَا فَيَتَّبِعُوْنَهُ وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ
ظَهْرَانَيْ جَهَنَّمَ فَاَكُوْنُ اَنَا وَاُمَّتِيْ اَوَّلَ مَنْ يُجِيْزُ وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ اِلَّا الرُّسُلُ [illegible]
وَدَعْوَى الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِيْ جَهَنَّمَ كَلَالِيْبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ
هَلْ رَاَيْتُمُ السَّعْدَانَ قَالُوْا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ
غَيْرَ اَنَّهُ لَا يَعْلَمُ مَا قَدْرُ عِظَمِهَا اِلَّا اللّٰهُ تَخْطَفُ النَّاسَ بِاَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمُ الْمُؤْمِنُ
بَقِيَ بِعَمَلِهِ وَمِنْهُمُ الْمُجَازٰى حَتّٰى يُنَجّٰى حَتّٰى اِذَا فَرَغَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الموبق بعمله
الْعِبَادِ وَاَرَادَ اَنْ يُخْرِجَ بِرَحْمَتِهِ مَنْ اَرَادَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ اَمَرَ الْمَلٰٓئِكَةَ اَنْ يُخْرِجُوْا الموبق يعني بعمله

من النار من كان لا يشرك بالله شيئا ممن اراد الله عز وجل ان يرحمه ممن
يقول لا اله الا الله فيعرفونهم في النار يعرفونهم باثر السجود تاكل النار من ابن
آدم الا اثر السجود حرم الله على النار ان تاكل اثر السجود فيخرجون من النار
قد امتحشوا فيصب عليهم ماء الحيوة فينبتون منه كما تنبت الحبة في حميل
السيل ثم يفرغ الله من القضاء بين العباد ويبقى رجل مقبل بوجهه على النار وهو
آخر اهل الجنة دخولا الجنة فيقول اى رب اصرف وجهي عن النار فانه قد
قشبني ريحها واحرقني ذكاؤها فيدعو الله ما شاء الله ان يدعوه ثم يقول
الله تبارك وتعالى هل عسيت ان فعلت ذلك بك ان تسال غيره فيقول لا اسالك تعالى
غيره ويعطي ربه عز وجل من عهود ومواثيق ما شاء الله فيصرف الله وجهه عن
النار فاذا اقبل على الجنة ورآها سكت ما شاء الله ان يسكت ثم يقول اى رب
قدمني الى باب الجنة فيقول الله له اليس قد اعطيت عهودك ومواثيقك لا تسالني
غير الذي اعطيتك ويلك يا ابن آدم ما اغدرك فيقول اى رب يدعو الله
حتى يقول له فهل عسيت ان اعطيتك ذلك ان تسال غيره فيقول لا وعزتك
فيعطي ربه ما شاء الله من عهود ومواثيق فيقدمه الى باب الجنة فاذا قام على
باب الجنة انفهقت له الجنة فرأى ما فيها من الخير والسرور فيسكت ما شاء الله
ان يسكت ثم يقول اى رب ادخلني الجنة فيقول الله تعالى له اليس قد اعطيت الست
عهودك ومواثيقك لا تسال غير ما اعطيت ويلك يا ابن آدم ما اغدرك فيقول
اى رب لا اكون اشقى خلقك قال فلا يزال يدعو الله عز وجل حتى يضحك لا اكون
الله تبارك وتعالى منه فاذا ضحك الله منه قال ادخل الجنة فاذا دخلها قال عز وجل
الله له تمنه فيسال ربه ويتمنى حتى ان الله عز وجل ليذكره من كذا وكذا
حتى اذا انقطعت به الاماني قال الله عز وجل ذلك لك ومثله معه قال عطاء بن
يزيد وابو سعيد الخدري مع ابي هريرة لا يرد عليه من حديثه شيئا حتى اذا حدث ابو هريرة ان الله قال لذلك الرجل
ذلك لك ومثله معه قال ابو سعيد وعشرة امثاله معه يا ابا هريرة قال ابو هريرة ما حفظت الا قوله ذلك لك ومثله معه قال ابو سعيد

اَشْهَدُ اَنِّیْ حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَوْلَہٗ ذٰلِکَ لَکَ وَعَشَرَۃُ اَمْثَالِہٖ قَالَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ وَذٰلِکَ الرَّجُلُ اٰخِرُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ دُخُوْلًا الْجَنَّۃَ **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہے کچھ لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کیا ہم اپنے پروردگار کو دیکھین گے قیامت کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم ایک دوسرے کو تکلیف دیتے ہو چودھوین رات کے چاند دیکھنے مین (یعنے ازدحام اور ہجوم کیوجہ سے) یا تم کو کچھ تکلیف ہوتی ہے چودھوین رات کے چاند دیکھنے مین لوگون نے کہا نہین یا رسول اللہ آپنے فرمایا بھلا تمکو کچھ مشقت ہوتی ہے یا ایک دوسرے کو صدمہ پہونچاتے ہو سورج کے دیکھنے مین جسوقت کہ بادل نہو (اور آسمان صاف ہو) لوگون نے کہا نہین آپنے فرمایا پھر اسیطرح (یعنے بغیر تکلیف اور مشقت اور زحمت اور ازدحام کے) تم اپنے پروردگار کو دیکھوگے **ف** یہ تشبیہ ہے دیکھنے کی سورج کے خدا کے دیکھنے کے ساتھہ نہ تشبیہ سورج کی خدا کے ساتھ کیونکہ سورج ایک مخلوق ہے خدا کا اور مخلوق کسیبات مین خالق کی مثل نہین ہوسکتا فرمایا اللہ تعالی نے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَّھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ اسکے جوڑ کی کوئی چیز نہین اور وہ سنتا ہے دیکھتا اور مقصود یہ ہے کہ خدا کے دیدار مین کسیطرح کا ہجوم معلوم نہ ہوگا نہ دیکھنے والے ایک پہ ایک گر کر صدمہ پہونچاوینگے بلکہ ہر ایک اپنی جگہہ پہ کمال فراغت اور رحمت کے ساتھہ خدا کو دیکھیگا جیسے دنیا مین چودھوین رات کے چاند دیکھنے مین یا سورج کے دیکھنے مین کوئی تکلیف نہین ہوتی **ف** حقتعالی لوگون کو قیامت کے دن جمع کریگا تو فرماویگا جو کوئی جسکو پوجتا تھا اوس کے ساتھہ ہوجاوے پھر جو شخص آفتاب کو پوجتا تھا وہ سورج کے ساتھہ ہوگا اور جو چاند کو پوجتا تھا وہ چاند کے ساتھہ اور جو طاغوت کو پوجتا تھا وہ طاغوت کے ساتھہ **ف** طاغوت کہتے ہین اوس چیز کو جسکا پوجا کیا جاوے سوا خدا کے یہی قول ہے لیث اور ابو عبیدہ اور کسائی اور جمہور اہل لغت کا اور ابن عباس اور مقاتل اور کلبی وغیرہم نے کہا کہ طاغوت شیطان کو کہتے ہین اور بعضون نے کہاوت کو (نووی) سراج الوہاج مین ہے کہ پہلا معنے اچھا ہے اور وہ شامل ہے اولیا اور انبیا کی قبر پوجنے والون کو اور درویشون اور عالمون کی تقلید کرنیوالون کو (جو اون کی تقلید خدا اور رسول کے ارشاد پر مقدم رکھین) اور تمام مشرکین اور مبتدعین کو **ف** اور یہ امت محمدی باقی رہ جاویگی اوسمین منافق لوگ بہی ہونگے **ف** منافق مومنین مین شریک رہین گے اس لیے کہ دنیا مین بہی بظاہر مومنون مین شریک تہے اور اپنی

تہین ایمان کے قالب مین چہپائے ہوئے تہے تو وہان بہی مومنون کے ساتہہ ملے رہین گے اور ان کے ساتہ
چلین گے اونکی روشنی سے فائدہ اٹہاوین گے یہانتک کہ ان کے اور مومنون کے بیچ مین ایک دیوار ہوجاوے
گا اوس کے اندر رحمت ہوگی اور سامنے سے عذاب معلوم ہوگا تب منافق علیحدہ ہوجاوینگے اور مومنون کی روشنی
اون سے جاتی رہے گی اور بعضون نے کہا یہ لوگ حوض پر ہانک دیے جاوین گے اور ان سے کہا جاویگا دور ہو دور
ہو (نووی) **ف** پہر اللہ تعالی ان کے پاس آویگا ایسی صورت مین جسکو وہ نہ پہچانین گے اور کہیگا
مین تمہارا پروردگار ہون وہ کہین گے اللہ کی پناہ مانگتے ہین ہم تجہ سے اور ہم اسی جگہہ ٹہہرے ہین یہان
تک کہ ہمارا پروردگار ہمارے پاس آوے اور جب ہمارا پروردگار آویگا تو ہم اوسکو پہچان لین گے پہر اللہ تعالی
ان کے پاس آویگا اوس صورت مین جسکو وہ پہچانتے ہونگے اور کہیگا مین تمہارا رب ہون وہ کہین گے
تو ہمارا رب ہے پہر اوسکے ساتہہ ہوجاوینگے **ف** یہ معرفت حق سبحانہ وتعالی کی یا تو اس طرح سے ہوگی
کہ خدا تعالی اپنی قدرت کاملہ سے ہر مومن کے دل مین اپنا جمال اس طرح ذہن نشین کر دیگا کہ وہ پہلی صورت
کو خدا کی صورت سے مغایر اور مباین سمجہین گے یا یہ معرفت ان صفات کی وجہ سے ہوگی جو خدا تعالی نے اپنے
لیے بیان کین ہین کہ وہ کسی کی مثل نہین اوسکا جوڑا کا کوئی نہین وہ پاک ہے ہر عیب سے پہر جب پہلی صورت
نمود ہوگی تو وہ ان صفات سے خالی ہوگی اس لیے مومنین اوسکو خدا نہ کہین گے جب خدا اپنی اصلی صورت
مین ظاہر ہوگا تو وہ تمام صفات مقدسہ پر مشتمل ہوگی اور مومنین اوسکو پہچان کر اپنا خدا مانین گے اور اس
کے ساتہہ ہونگے ۔ اس حدیث مین خدا کے لیے کئی باتین ثابت کی ہین ایک تو صورت دوسرے آنا تیسرے مفسنا
چوتہی باتین کرنا اور علمائے اہلسنت کو اس قسم کی آیتون اور حدیثون مین دو مذہب ہین ایک حق ہے اور
ایک خطا حق وہ ہے جو اکثر سلف کا قول ہے بلکہ کل کا کہ ان کے معنون مین زیادہ گفتگو نہ کرنا چاہیے بلکہ انپر
ایمان لانا چاہیے اور ان کے ظاہر معنی کو قبول کرنا چاہیے اور جسطرح یہ آیتین اور حدیثین آئی ہین اوسی
طرح انکو چلانا چاہیے اور ایسا اعتقاد رکہنا چاہیے جو خدا کی بزرگی اور جلال کے لائق ہے اور یہ سمجہنا چاہیے
کہ خدا کی مثل کوئی شے نہین ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت متکلمین کا بہی جو محققین ہین اور اس مین سلامتی ہے
ہر ایک آفت سے اور اسی پر چلتی رہی تمام امت کی سلف اور امام اور اس باب مین بڑی عمدہ کتاب کتاب الجوائز
والصلات ہے سید ابو الخیر طیب قنوجی کی شیخ محمد بن محسن عطاس نے کتاب تنزیہ الذات والصفات مین خدا
کے آنے کی بحث مین لکہا ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وہ منتظر ہین خدا کے آنے کی ابر کے سائے مین اور

فرمایا آیا تیرا رب یا آوے تیرا رب اور صفات کے باب مین ہمارا قول یہ ہے کہ ہم ایمان لاتے ہین اون پر اور
اون کے وجود کو سمجھتے ہین اور کسیقدر انکو جانتے ہین پر نہ اونکی کیفیت بیان کرتے ہین نہ مثال نہ مشابہت دیتے
ہین نہ اون کو بیکار کرتے ہین اور سلف کیطرح یون کہتے ہین ایمان لائے ہم اللہ پر اللہ کی مراد کے موافق اور اسکی
مثل کوئی چیز نہین پھر بیان کیا ہر ایک صفت کا جیسے استوا اور علو اور وجہ اور ید اور یمین اور کف اور اصبع
اور شمال اور قدم اور رجل اور نزول اور کلام اور قول اور رویت اور کشف ساق اور فوق اور نفس اور عین
اور حقو کا اور دلیل لائے اونپر آیات اور احادیث سے اور قوی کیا سلف کے مذہب کو اور رد کیا اوس تاویل کو جو
متکلمین نے کی ہے اور جسپر پچھلے لوگ چلے ہین۔ اور خطا وہ ہے جو اکثر متکلمین کا مذہب ہے یعنی انکی تاویل کرنا چاہیے
ہر ایک موقع کے موافق جیسے وہ اس حدیث مین کہتے ہین کہ آنے سے مراد یہ ہے کہ مومنین اسکو دیکھینگے اور
یہ آنے کے معنی مجازی ہین یا اوس سے فرشتون کا آنا مقصود ہے قاضی عیاض نے کہا ہمارے نزدیک یہ معنی
بہتر ہے حالانکہ یہ معنی غلط ہے اہل حق کے نزدیک اور حاصل یہ ہے کہ یہ مومنین کا اخیر امتحان ہوگا پھر جب
وہ ان سے کہے گا مین تمہارا رب ہون تو یہ انکار کرینگے اور اس سے پناہ مانگین گے پھر اللہ جل جلالہ اپنی
اس صورت پر تجلی کرے گا جس طرح سے مومنین اسکو جانتے ہین اور جن صفات سے اسکو پہچانتے ہین اور مومنین
نے اگرچہ پیشتر خدا کو نہین دیکھا ہوگا پر اسکی صفات سے اوسکو پہچان لین گے کہ یہ ہمارا رب ہے اور کہین گے
تو ہمارا رب ہے خطابی نے کہا شاید پناہ مانگنا خاص منافقون کا فعل ہو اور قاضی عیاض نے اسکا انکار کیا
نووی نے کہا قاضی عیاض کا قول صحیح ہے اور ظاہر حدیث سے یہی نکلتا ہے یعنی یہ کہ انکار منافقین سے خاص
نہین ہوگا اور اسکے ساتھ ہو جانے سے یہ غرض ہے کہ اسکے حکم کی پیروی کرین گے اور جنت مین جاوینگے یا اس کے
فرشتون کے ساتھ ہو کر جنت مین جاوین گے اور یہ بھی ایک قسم کی تاویل ہے جس کی کوئی ضرورت
نہین ہے (سراج الوہاج) **ت** اور دوزخ کی پشت پر پل رکھا جاوے گا **ف** جسکو لوگ پل
صراط کہتے ہین اور اہل حق نے اوسکو ثابت کیا ہے اور سلف نے اوسپر اجماع کیا ہے اور وہ ایک پل ہوگا جہنم
کی پشت پر سب لوگون کو اوس کے اوپر سے گذرنا ہوگا تو مومن اپنے اپنے درجہ کے موافق اوسپر سے گذر کرینگے
اور کافر اوسپر سے گر کر جہنم مین چلے جاوین گے اللہ تعالی ہمکو بچاوے اور ہمارے اصحاب سلف سے منقول
ہے کہ یہ پل بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا جیسے ابوسعید خدری سے روایت ہے **ف**
تو مین اور میری امت سب سے پہلے پار ہونگے اور سوا پیغمبرون کے اور کوئی اسدن بات نکر سکیگا **ف** یعنی پل سے گذرتے

وقت بوجہ ہول اور خوف کے لیکن قیامت کے دن اور وقت تو لوگ باتیں کرینگے اور ایک دوسرے سے
جھگڑینگے اور ایک دوسرے کو شفاعت کرینگے اور بدینہ پل صراط پر اون سے لڑینگے (نووی) ف
اور جنہوں نے [illegible] کی راہ سے [illegible] اور خلق سے اور دوزخیوں
آنکڑے [illegible] ان کی [illegible] لگا کر [illegible]
آنکڑے جیسے سعدان کے کانٹے (سعدان ایک جھاڑ ہے کانٹوں دار) حضرت نے فرمایا اصحاب سے کہ تم نے سعدان کو
دیکھا ہے انہوں نے کہا ہاں دیکھا ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا پس وہ آنکڑے سعدان کے کانٹوں کی شکل پر
ہونگے لیکن سوا اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ وہ آنکڑے کتنے بڑے ہونگے وہ لوگوں کو
دوزخ میں [illegible] (یعنی فرشتے ان آنکڑوں سے گھسیٹ لینگے دوزخیوں کو) اون کے برے اعمال کی
سبب سے پس بعضے اون میں مومن ہونگے جو بچ جاوینگے اپنے عمل کے سبب ف حدیث [illegible] منہم
المؤمن بقی بعملہ [illegible] اور بعض نسخوں میں یوں ہے المؤمن [illegible] یعنی بعض آدمی
[illegible] اپنے عمل کی وجہ سے اور بعض نسخوں میں یوں ہے المؤمن [illegible]
[illegible] اپنے عمل سے اور بعض نسخوں میں یوں ہے ومنہم المؤمن [illegible] یعنی [illegible]
[illegible] (اپنے عمل کی وجہ سے) نووی نے کہا ہمارے شہروں میں اکثر
نسخوں میں ایسا ہی ہے ف اور بعضے ان میں سے برباد ہو جاوینگے اپنے عمل کی ف [illegible]
[illegible] اور بعض نسخوں میں مخردل ہے یعنی کاٹا جاویگا اسکا گوشت یا گرایا جاوے گا
اور بعض نسخوں میں مخردل ہے یعنی قریب ہلاکت کے ف یہانتک کہ جب اللہ تعالی بندوں کے فیصلے
سے فراغت کریگا اور چاہیگا کہ نکالے دوزخ والوں میں سے اپنی رحمت سے جسکو کہ چاہے تو فرشتوں کو حکم کریگا
کہ نکالیں دوزخ سے اوسکو جس نے خدا کے ساتھ کسی چیز کو شریک نکیا ہو جسپر خدا نے رحمت کرنا چاہا ہو جو
کہ لا الہ الا اللہ کہتا ہو تو فرشتے ایسے لوگوں کو دوزخ میں پہچان لیوینگے انکو پہچانینگے سجدہ کی نشانی
سے آگ آدمی کو جلا ڈالے گی مگر سجدے کے نشان کو خدا تعالی نے اسکا جلانا آگ پر حرام کیا ہے ف
نووی نے کہا ظاہر حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ جہنم کی آگ [illegible] اعضا کو نہ جلاوے گی جنکو لگا کر
آدمی سجدہ کرتا ہے یعنی منہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں ایسا ہی کہا
ہے بعض علما نے اور قاضی عیاض نے اسکا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ سجدے کے

نشان سی صرف پیشانی مراد ہے لیکن اوّل قول مختار ہو اب اگر کوئی کہے کہ مسلم نے آگے خود روایت
کی ہے کہ بعض لوگ جہنم سے نکلین گے بالکل جلے ہوئے سوا منہ کے تو اوس کا جواب یہ ہے کہ یہ کچھ خاص
لوگ ہونگے اور لیکن سوا ان کے اور لوگ ان کے سب اعضا سجدے کے سالم ہون گے بنظر عموم اس
حدیث کے اور وہ حدیث خاص ہے اونہی لوگون سے انتہا ف پہر وہ دوزخ سے نکالے جاوینگے
جلے بہنے جب اوپر آب حیات چہڑکا جاوے گا وے تازے ہوکر ایسے جسم اٹھین گے جیسے دانہ کیچڑ کے
کے بہاؤ مین جسم اوٹہتا ہے (یانی جہان پر کوڑہ کچرا مٹی بہاکر لاتا ہے وہان دانہ خوب اوگتا ہو اور جلد
شاداب اور سبز ہوجاتا ہے اسی طرح وہ جہنمی بہی آب حیات ڈالتے ہی تازے ہوجاوینگے
اور جلنے جہلس کے نشان بالکل جاتے رہینگے) بعد اوس کے اللہ تعالی بندون کے فیصلے سے فراغت
کرے گا اور ایک مرد باقی رہ جاویگا جسکا مونہہ دوزخ کیطرف ہوگا اور یہ بہشت والون مین سب سی
پیچہے بہشت مین جاوے گا وہ کہیگا اے رب میرا مونہہ جہنم کیطرف سی پہیر دے اوس کی بو نے مجہے
مار ڈالا اور اوسکی لپٹ نے مجہی جلا ڈالا پہر خدا سے دعا کیا کرے گا جب تک خدا تعالی کو منظور ہوگا
بعد اوس کے اللہ تعم فرماویگا اگر مین یہ تیرا سوال پورا کرون تو تو اور سوال کرے گا وہ کہیگا نہین مین
پہر کچہہ نہین سوال کرونگا اور جیسے خدا کو منظور ہین وہ قول قرار کرے گا تب اللہ تعالی اوس کا
مونہہ دوزخ کیطرف سی پہیر دیگا (جنت کیطرف) جب جنت کیطرف اوسکا مونہہ ہوگا تو چپ رہیگا
جبتک خدا کو منظور ہوگا پہر کہیگا ای رب مجہے جنت کے دروازہ تک پہونچا دے اللہ تعم فرماویگا تو کیا کیا
قول قرار کرچکا تہا کہ مین پہر دوسرا سوال نہ کرونگا برا ہو تیرا اے آدمی کیسا دغاباز ہو وہ کہے گا اے
رب اور دعا کرے گا یہانتک کہ پروردگار فرماوے گا اچہا اگر مین تیرا یہ سوال پورا کردون تو پہر تو اور
کچہ نہ مانگے گا وہ کہے گا نہین قسم تیری عزت کی اور کیا کیا قول اور قرار کرے گا جیسے اللہ کو منظور
ہوگا آخر اللہ تعالی اوسکو جنت کے دروازے تک پہونچا دیگا جب وہان کہڑا ہوگا تو ساری بہشت اسکو
دکہلائی دیگی اور جو کچہ اوس مین نعمت یا خوشی اور فرحت ہو وہ سب پہر ایک مدت تک جبتک خدا کو منظور
ہوگا وہ چپ رہیگا بعد اوس کے عرض کرے گا ای رب مجہے جنت کے اندر لیجا اللہ تعم فرماویگا تو نے کیا قرار
کیا تہا تو بولا تہا کہ اب مین کچہ سوال نہ کرونگا برا ہو تیرا اے آدم کے بیٹے کیسا مکار ہو وہ عرض کریگا ای میرے
رب تیری مخلوق مین بدنصیب نہین ہونگا اور دعا کرتا رہیگا یہانتک کہ اللہ جل شانہ ہنس دیگا اور جب خدا اسکے

کو ہنسی آجاویگی تو فرماویگا اچھا جا جنت مین **ف** نووی نے کہا خدا کے ہنسنے سے اوسکا راضی ہونا
مقصود ہے اور اپنی نعمت کا ظاہر کرنا اور یہ تاویل غلط ہے اور نووی نے پچھلے متکلمین کی تقلید سے اسکو لکھ
دیا ہے اصل یہ ہے کہ جیسے سمع اور بصر اور کلام وغیرہ اللہ سبحانہ کی صفات ہین اور وہ محمول ہین اپنے حقیقی
معنون پر اسیطرح ضحک یعنی ہنسنا بھی اوسکی ایک صفت ہے اور جیسے خدا کا سننا اور دیکھنا اور بات کرنا
مخلوق کے دیکھنے اور سننے اور بات کرنیکیطرح نہین ہے ویسے ہی اوسکا ہنسنا بھی مخلوق کے ہنسنے کی
طرح نہین ہے اور وہ پاک ہے اپنی ذات اور صفات مین مخلوق کی مشابہت سے یہی اعتقاد ہے صحابہ اور
تابعین اور سلف ائمہ اور علما کا جیسا کئی بار اوپر گذر چکا **ت** جب وہ جنت کے اندر جاویگا تو خدای
تعالے اوس سے فرماوے گا اب تو کوئی آرزو کر وہ آرزو کرے گا اور مانگیگا یہانتک کہ اللہ تعالی خود
اوسکو یاد دلاوے گا فلانی چیز مانگ فلانی چیز مانگ جب اوسکی سب آرزوئین ختم ہو جاوینگی تو حق تعالے
فرماویگا ہم نے یہ سب تجھکو دین اور ان کے ساتھ اوتنی ہی اور دین (یعنے تیری خواہشون سے دو چند) سبحان
اللہ کیا کرم اور رحمت ہے اللہ تعالی کو اپنے بندون پر اور جو وہ کرم نہ کرے تو اور کون کرے وہی مالک ہے وہی
خالق ہے وہی رازق ہے وہی پالنے والا ہے) عطا بن یزید نے کہا جو اس حدیث کا راوی ہے کہ ابو سعید
خدری بھی اس حدیث کی روایت کرنے مین ابو ہریرہ کے موافق تھے کہین خلاف نہ تھے مگر جب ابو ہریرہ
نے کہا کہ اللہ تعالی اوس سے فرماویگا ہمنے یہ سب تجھے دین اور اتنی ہی اور دین تو ابو سعید نے کہا دس حصے
زیادہ دین ابو ہریرہ نے کہا مجھکو تو یہی یاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا ہم نے یہ سب
تجھے دین اور اوتنی ہی اور دین ابو سعید نے کہا مین گواہی دیتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون
فرمایا ہم نے یہ سب تجھکو دین اور دس حصے زیادہ دین — ابو ہریرہ نے کہا یہ وہ شخص ہے جو سب کے اخیر مین
جنت مین جاویگا (تو اور جنتیون کو معلوم نہین کیا کیا نعمتین ملین گی) **عن** ابی ہریرۃ رض
ان الناس قالوا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ ہل نری ربنا یوم القیمۃ و
ساق الحدیث بمثل حدیث ابراہیم بن سعد **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے لوگون نے عرض کیا بمثل معنی
یا رسول اللہ کیا ہم اپنے پروردگار کو دیکھین گے قیامت کے دن اور بیان کیا حدیث کو اوسی طرح
جیسے اوپر گذری **عن** ہمام بن منبہ قال ہذا ما حدثنا ابو ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ
فذکر احادیث منہا وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ادنی مقعد احدکم من الجنۃ ان یقول لہ تمن فیتمنی ویتمنی

فيقول له هل تمنيت فيقول نعم فيقول له فان لك ما تمنيت ومثله معه۔ ترجمہ ہمام بن منبہ
سے روایت ہے یہ وہ حدیثیں ہیں جو بیان کیں ہم سے ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور بیان کیا
کئی حدیثوں کو ان میں سے ایک یہ بھی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے کم درجہ کا جنتی تم میں سے
یہ ہوگا کہ اس سے کہا جاوے گا آرزو کر وہ آرزو کرے گا اور آرزو کرے گا پھر اس سے کہا جاوے گا تو آرزو کر چکا وہ
کہے گا ہاں پھر اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا تجھے سب آرزوئیں دیں اور اتنی ہی اور۔ **عن ابی**
سعيد الخدري ان ناسا في زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم قالوا يا
رسول الله هل نرى ربنا يوم القيامة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نعم قال هل تضارون في رؤية الشمس بالظهيرة صحوا
ليس معها سحاب وهل تضارون في رؤية القمر ليلة البدر صحوا ليس فيها سحاب قالوا لا يا رسول الله قال ما
تضارون في رؤية الله تبارك وتعالى يوم القيامة الا كما تضارون في رؤية احدهما
اذا كان يوم القيامة اذن مؤذن ليتبع كل امة ما كانت تعبد فلا يبقى احد كان
يعبد غير الله سبحانه من الاصنام والانصاب الا يتساقطون في النار حتى اذا لم يبق الا من
كان يعبد الله من بر وفاجر وغبر اهل الكتاب فيدعى اليهود فيقال لهم ما
كنتم تعبدون قالوا كنا نعبد عزير ابن الله فيقال كذبتم ما اتخذ الله من صاحبة
ولا ولد فماذا تبغون قالوا عطشنا يا ربنا فاسقنا فيشار اليهم الا تردون فيحشرون
الى النار كانها سراب يحطم بعضها بعضا فيتساقطون في النار ثم يدعى النصارى
فيقال لهم ما كنتم تعبدون قالوا كنا نعبد المسيح ابن الله فيقال لهم كذبتم
ما اتخذ الله من صاحبة ولا ولد فيقال لهم ماذا تبغون فيقولون عطشنا يا ربنا فاسقنا
قال فيشار اليهم الا تردون فيحشرون الى جهنم كانها سراب يحطم بعضها بعضا
فيتساقطون في النار حتى اذا لم يبق الا من كان يعبد الله من بر وفاجر اتاهم رب
العالمين في ادنى صورة من التي رأوه فيها قال فما تنتظرون تتبع كل امة ما كانت تعبد
قالوا يا ربنا فارقنا الناس في الدنيا افقر ما كنا اليهم ولم نصاحبهم فيقول انا ربكم فيقولون
نعوذ بالله منك لا نشرك بالله شيئا مرتين او ثلاثا حتى ان بعضهم ليكاد ان ينقلب فيقول
هل بينكم وبينه آية فتعرفونه بها فيقولون نعم فيكشف عن ساق فلا يبقى من كان

يسجد لله عز وجل من تلقاء نفسه الا اذن الله تعالى له بالسجود ولا يبقى من كان يسجد اتقاء
ورياء الا جعل الله ظهره طبقة واحدة كلما اراد ان يسجد خر على قفاه ثم
يرفعون رؤوسهم وقد تحول في صورته التي رأوه فيها اول مرة فقال انا ربكم الصورة
فيقولون انت ربنا ثم يضرب الجسر على جهنم وتحل الشفاعة ويقولون اللهم
سلم سلم قيل يا رسول الله وما الجسر قال دحض مزلة فيه خطاطيف وكلاليب وحسكة حسك
تكون بنجد فيها شويكة يقال لها السعدان فيمر المؤمنون كطرف العين وكالبرق
وكالريح وكالطير وكاجاويد الخيل والركاب فناج مسلم ومخدوش مرسل ومكدوس مكدوس
في نار جهنم حتى اذا خلص المؤمنون من النار فوالذي نفسي بيده ما من احد منكم
باشد مناشدة لله في استقصاء الحق من المؤمنين لله عز وجل يوم القيامة لاخوانهم استيفاء
الذين في النار يقولون ربنا كانوا يصومون معنا ويصلون ويحجون فيقال
لهم اخرجوا من عرفتم فتحرم صورهم على النار فيخرجون خلقا كثيرا قد اخذت
النار الى نصف ساقيه والى ركبتيه ثم يقولون ربنا ما بقي فيها احد ممن امرتنا به
فيقول عز وجل ارجعوا فمن وجدتم في قلبه مثقال دينار من خير فاخرجوه فيخرجون
خلقا كثيرا ثم يقولون ربنا لم نذر فيها احدا ممن امرتنا به ثم يقول ارجعوا
فمن وجدتم في قلبه مثقال نصف دينار من خير فاخرجوه فيخرجون خلقا كثيرا ثم
يقولون ربنا لم نذر فيها ممن امرتنا احدا ثم يقول ارجعوا فمن وجدتم في قلبه مثقال ذرة
من خير فاخرجوه فيخرجون خلقا كثيرا ثم يقولون ربنا لم نذر فيها خيرا وكان ابو سعيد
الخدري يقول ان لم تصدقوني بهذا الحديث فاقرؤوا ان شئتم ان الله لا يظلم مثقال ذرة
وان تك حسنة يضاعفها ويؤت من لدنه اجرا عظيما فيقول الله عز وجل شفعت الملائكة تعالى
وشفع النبيون وشفع المؤمنون ولم يبق الا ارحم الراحمين فيقبض قبضة من النار فيخرج منها
قوما لم يعملوا خيرا قط قد عادوا حمما فيلقيهم في نهر في افواه الجنة يقال له نهر الحياة
فيخرجون كما تخرج الحبة في حميل السيل الا ترونها تكون الى الحجر او الى الشجر ما
يكون الى الشمس اصيفر واخيضر وما يكون منها الى الظل يكون ابيض فقالوا يا رسول الله كانك

كُنْتَ تَمْحِي بِالْبَادِيَةِ قَالَ فَيَخْرُجُونَ كَاللُّؤْلُؤِ فِي رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِمُ يَعْرِفُهُمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ اللّٰهِ الَّذِيْنَ
اَدْخَلَهُمُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوْهُ ثُمَّ يَقُوْلُ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ فَمَا رَاَيْتُمُوْهُ فَهُوَ لَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ
رَبَّنَا اَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ فَيَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ اَفْضَلُ مِنْ هٰذَا فَيَقُوْلُوْنَ يَا رَبَّنَا اَيُّ شَيْءٍ
اَفْضَلُ مِنْ هٰذَا فَيَقُوْلُ رِضَايَ فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا **ترجمہ** ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگون
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین کہا یا رسول اللہ کیا ہم دیکھین گے اپنے پروردگار کو قیامت کے دن آپ نے
فرمایا ہان دیکھوگے تمکو کچھ تکلیف ہوتی ہے سورج کے دیکھنے مین دوپہر کے وقت جب کھلا ہوا ہو اور ابر نہو تمکو کچھ
تکلیف ہوتی ہے چاند کے دیکھنے مین چودھوین رات کو جب کھلا ہوا ہو اور ابر نہو انھون نے کہا نہین آپ نے فرمایا بس تمکو اتنی ہی تکلیف ہوگی اللہ تعالی کے دیکھنے مین
قیامت کے دن جتنی چاند یا سورج کے دیکھنے مین ہوتی ہے **ف** یعنی بالکل تکلیف نہوگی کیونکہ آفتاب اور ماہتاب کے دیکھنے مین کسی طرح
کی تکلیف بھیڑ اور اژدحام کی نہین ہوتی اور یہ کلام بطریق مبالغہ کے ہے یعنی اگر بفرض محال کچھ تکلیف ہو تو
اتنی ہی ہوگی بعض علماء نے کہا کہ یہ رویت مغایر ہے اوس رویت کے جو خاص مومنین کو جنت مین ہوگی اور یہ رویت
امتحان اور تمیز کے لیے ہوگی درمیان مومنین اور منافقین کے (طیبی) **ف** جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک
پکارنے والا پکارے گا ہر ایک گروہ ساتھ ہوجاوے اپنے اپنے معبود کے پھر جتنے لوگ سوا خدا کے اور کسی کو پوجتے تھے جیسے
بتون کو اور تھانون کو ان مین سے کوئی نہ بچیگا سب آگ مین گر پڑین گے اور باقی رہ جاوینگے وہی لوگ جو اللہ کو
پوجتے تھے نیک ہون یا بد مسلمانون مین سے اور کچھ اہل کتاب مین سے پھر یہودی بلائے جاوین گے اور ان سے کہا
جاویگا تم کس کو پوجتے تھے وہ کہین گے ہم پوجتے تھے حضرت عزیر علیہ السلام کو جو اللہ کے بیٹے ہین انکو جواب ملے گا تم
جھوٹے تھے اللہ جل جلالہ نے کوئی بی بی کی نہ کسی کو بیٹا ہوا اب تم کیا چاہتے ہو وہ کہین گے اے رب ہمارے ہم پیاسے
ہین ہمکو پانی پلا حکم ہوگا جاؤ پیو پھر وہ ہانکے جاوین گے جہنم کیطرف انکو ایسا معلوم ہوگا جیسے سراب ہے
ف سراب کہتے ہین اوس ریتی کی زمین کو جو دور سے دوپہر کے وقت گرمی مین پانی کیطرح دکھلائی دیتی ہے
جب پاس جاؤ تو پانی وانی کچھ نہین ہوتا اور پیاسا ہاتھ مل کے رہ جاتا ہے ایسا ہی حال ان یہودیون کا ہوگا کہ
پیاس کی شدت مین جہنم کو جو سراب کیطرح معلوم ہوگا پانی سمجھ کر اوس مین گھس جاوین گے خدا کی پناہ **ف**
اور وہ ایسے شعلے مار رہا ہوگا گویا ایک کو ایک کھا رہا ہے وہ سب گر پڑین گے آگ مین بعد اوس کے نصاری بلائے
جاوین گے اور ان سے سوال ہوگا تم کس کو پوجتے تھے وہ کہین گے ہم پوجتے تھے حضرت مسیح کو جو اللہ کے
بیٹے ہین ان کو جواب ملے گا تم جھوٹے تھے اللہ جل جلالہ کی نہ کوئی جورو ہے نہ اوسکا کوئی بیٹا ہے **ف** ...

اور نصاریٰ کا اصلی دین عمدہ اور سچا تہا اور خدا کیطرف سے آیا تہا جیسے اسلام کا دین پر اون دونون مذہبوں
کے عالمون اور پیشواؤن نے اپنی نادانی اور بے عقلی سے ایسی باتین دین مین شریک کر لین جو سراسر عقل کے
خلاف ہین اور انہون نے یہ سمجہا کہ اگر ہم اپنے اپنے پیغمبرون کو خدا کا بیٹا بنا دینگے تو لوگ ہمارے پیغمبر کو سب سے
بڑا سمجہکر ہمارے دین مین شریک ہونگے اور قیامت تک دین اور پیغمبرون کے آنے سے منسوخ نہ ہوگا حالانکہ اگر ان
لوگون مین ذرا بہی عقل ہوتی اور کچہ بہی سمجہ رکہتے اور غور کرتے تو وہ ایسی لغو اور بیہودہ باتون کو دین مین شریک
کر کر اپنے دین کو بدنام نہ کرتے یہود کا حال جو ایسی بیوقوفی کے طفیل ہوا وہ ظاہر ہے کہ تمام دنیا مین انکی تعداد نہایت
ہی قلیل رہ گئی اور انکی شوکت اور حشمت خاک مین مل گئی اور نصاریٰ کی بہی قدر عقلمندون نے اسلام کے زور سے
میٹ دیا اب اس زمانے مین گو نصاریٰ دنیاوی علوم و فنون کی وجہ سے مسلمانون پر غالب ہو گئے ہین اور بظاہر
بہت کچہ نام رکہتے ہین پر اون کے دین اور مذہب کو اسلام کے دین اور مذہب پر ہرگز غلبہ نہین ہے بلکہ
یہ زمانہ ایسا ہے جسمین علوم عقلیہ کی روز بروز ترقی ہو رہی ہے اور لوگ سمجہتے جاتے ہین کہ نصاریٰ کا یہ
دلیل دعوی کہ حضرت مسیح خدا کے بیٹے تہے کتنی وقعت رکہتا ہے افسوس صد افسوس اگر نصاریٰ اسوقت
بہی اپنی عقل سے کام لیوین اور جیسے دنیا کے کامون مین غور اور فکر کر رہے ہین اوسیطرح اپنے دین
کے اصول کو بہی جانچین تو یہ سب ملمع کاری اور دغابازی جو اون کے پچہلے پادریون نے کی ہے اون پر
کہل جاوے اور وہ بہی مسلمانون کیطرح سچی توحید کے نور سے مشرف ہوون اگر نصاریٰ اس لغو اور بیہودہ اور
خلاف عقل بات یعنی تثلیث کو چہوڑ کر توحید پر آجاوین تو پہر ان مین اور مسلمانون مین بہت ہی تہوڑا فرق
رہ جاوے گا اور یہ دونون قومین مل جل کر دنیا مین بسر کرنے لگین اور کشت اور خون کا دروازہ بند ہو
جاوے بلکہ کیا عجب ہے کہ چند روز مین اور باقی قومین بہی انکی مطیع ہو جاوین اور بعوض نا اتفاقی اور اختلاف
اور فساد کے اتفاق اور اتحاد اور امن و امان پیدا ہو خیر یہ سب خدا کی مرضی پر موقوف ہے پر وہ مسلمان جو اپنے
تئین مسلمان کہتے ہین اور مشرکون کیطرح سوا خدا کے پیرون یا پیغمبرون کی نذر نیاز کرتے ہین مصیبت کے
وقت انکو پکارتے ہین اون سے دعا کرتے ہین ہر امر پر اون کو قادر متصرف خیال کرتے ہین وہ در
حقیقت نصاریٰ سے بہی بدتر ہین خاک پڑے اون کے عقل پر انہون نے نصاریٰ کو اعتراض کی جگہ
دے رکہی ہے **ف** پہر ان سے کہا جاوے گا اب تم کیا چاہتے ہو وہ کہین گے ای
رب ہمارے ہم پیاسے ہین ہم کو پانی پلا حکم ہوگا جاؤ پہر وہ سب ہانکے جاوینگے جہنم کیطرف

گویا وہ سراب ہوگا اور لپٹ کے مارے وہ آپہی آپ ایک ایک کو کہاتا ہوگا پہر وہ سب گر پڑینگے جہنم مین یہانتک
کہ جب کوئی باقی نرہیگا سوا ان لوگون کے جو اللہ کو پوجتے تھے نیک ہون یا بد اوسوقت مالک سارے جہان کا اونکے پاس آویگا ایک
ایسی صورت مین جو مشابہ ہوگی اوس صورت سے جسکو وہ جانتے ہین ف یعنی اوسکی صفات سے جو اوسنے بیان کی ہین اسلئے کہ جو چیز
ہین اونمین کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ دنیا کی کسی مخلوق کے مشابہ نہین ہے نہ کسی جوڑ کا ہے پاک ہے ہر عیب اور نقص سے
ف اور فرماویگا تم کس بات کے منتظر ہو ہر ایک گروہ ساتھ ہو گیا اپنے اپنے معبود کے وہ کہینگے ای ہمارے رب ہمنے تو دنیا مین ان
لوگونکا ساتھ نہ دیا (یعنے مشرکونکا) جبکہ ہم اونکے بہت محتاج تھے اونکی صحبت کے ف یعنے دنیا مین جب ہمکو اپنی معاش
کے واسطے ان لوگون سے ملنے کی اور دوستی کرنیکی ضرورت تھی اوسوقت تو ہم ملے نہین نہ اونکا ساتھ دیا بلکہ فقر و فاقہ قبول
کیا اور انکی مخالفت کرتے رہے اور انکار کرتے رہے پہر آج جب ہمکو انکی کچھ احتیاج نہین ہے ہم اونکے ساتھ کیونکر جاوین
اور غرض یہ ہے کہ مومنین حقتعالے سے عاجزی اور دعا کرینگے کہ اس مشکل مین ہماری مدد کر مہاجرین اور انصار کا دنیا مین بھی حال یہ تھا
کہ اونہون نے قرابت اور عزیزداری کا بھی خیال نہ کیا اور مشرکون سے علحدہ ہوگئے اور مصیبت گوارا کی اور یہی حال ہے ہمیشہ
ان سچے موحدونکا ہر زمانے مین جنہون نے مشرکونکے ہاتہ سے تکلیفین اوٹہائین الٰہی ہمارا بھی حشر اونکے
ساتھ کرے آمین یا رب العلمین ف پہر وہ فرماویگا مین تمہارا رب ہون وہ کہینگے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہین تجھ سے اور
اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہین کرتے دو بار یا تین بار یہانتک کہ اونمین سے بعض لوگ پہر جانیکے قریب ہونگے
(کیونکہ یہ امتحان بہت سخت ہوگا اور شبہ ڈالیگا) پہر وہ فرماویگا اچہا تمہارے رب کی کوئی نشانی ہے جس سے اوسکو
پہچانو وہ کہینگے ہان پہر خدا کی پنڈلی کہل جاویگی ف قرآن مین ہے یوم یکشف عن ساق یعنی جسدن کہولی جاویگی
ساق سے ساق کہتے ہین پنڈلی کو تو وہی کہا ابن عباس اور اکثر اہل لغت نے ساق کے معنے یہان شدت اور سختی کہا ہے یعنی ایک سخت
امر نمود ہوگا اور یہ مثل ہے جسکو عرب لوگ کہا کرتے ہین کہتے ہین لڑائی قائم ہوئی ساق پر اور اصل یہ ہے کہ انسان پر کبہی سختی
پڑجاتی ہے تو اپنی باہین چڑہاتا ہے اور پنڈلی کہولتا ہے کوشش کیلئے قاضی عیاض نے کہا بعضون نے کہا ساق سے یہان ایک
بڑا نور مراد ہے اور یہ ایک حدیث مین بھی وارد ہے ابن فورک نے کہا مراد اس سے وہ فوائد اور الطاف ہین جو مومنون کو ملینگے خدا کے
دیدار کے وقت اور بعضون نے کہا ساق ایک نشانی ہوگی درمیان خدا اور مومنین کے اور کچھ فرشتے ظاہر ہونگے اور
بعضون نے کہا احتمال ہے کہ ساق ایک مخلوق ہو خدا کی جسکو خدا نے نشانی بنائی ہو اوسوقت کیلئے اور یہ ساقون سے
الگ صورت کی ہو اور بعضون نے کہا اوسکا معنے یہ ہے کہ اونکا ڈر جاتا رہے گا اور رعب اوٹھ جاویگا اور رعب ہول انکے
دلون پر تہا وہ جاتا رہے گا اور اطمینان حاصل ہوگا تب وہ سجدہ کرینگے خطابی نے کہا یہ دیدار اور ہے اور وہ جو

جو مومنین کو جنت مین ہوگا وہ اور ہی ہے انتہی ما قال النووی اور یہ سب آثار یا صفات اوسکے ہین اور مذہب الطف مین
سلف کی اصل یہ ہے کہ خدا وند کریم کے جو اعضا ایسے ثابت کیے ہین جیسے وجہ اور ید اور عین اور ساق یہ سچے
ہین اور محمول ہین اپنے معانی پر لیکن جیسے خدا کی کنہ اور حقیقت کسی بشر کو معلوم نہین ویسے ہی ان اعضا
کی بھی حقیقت اور ماہیت معلوم نہین ہے انپر ایمان لانا چاہیے اور ان کی کیفیت کا خداوند کریم کے سپرد کرنا
چاہیے اور بچنا چاہیے تشبیہ سے یعنی یون خیال کرنا چاہیے کہ معاذ اللہ خدا کا ہاتھ یا منہ یا آنکھہ یا پنڈلی آدمیون
کی یا اور کسی مخلوق کی ہاتھہ یا منہ یا آنکھہ یا پنڈلی کیطرح ہین بلکہ جیسے اوسکی ذات بے مثل اور بے نظیر ہے ویسے ہی
اوسکی صفات بھی سب بے مثل اور بے نظیر ہین یہی عقیدہ ہے اہل سنت کا رحمہم اللہ تعالے **ف** اور جو شخص
خدا کو (دنیا مین) اپنے دل سے (بغیر جبر اور خوف یا ریا کے) سجدہ کرتا ہوگا اوسکو وہان سجدہ میسر ہوگا اور
جو شخص (دنیا مین) سجدہ کرتا تھا اپنی جان بچانے کو (تلوار کے ڈر سے اور دل مین اوسکے ایمان نہ تھا)
یا لوگون کے دکھلانے کو اوسکی پیٹھہ اللہ تعالے ایک تختہ کر دیگا جب وہ سجدہ کرنا چاہیگا تو چت گر پڑے گا
ف اس لیے کہ پیٹھہ کے جوڑ جھک نہ سکین گے پھر سجدہ کیونکر کرے گا نووی نے کہا یہ سجدہ امتحان
کے لیے ہوگا اور اس سے بعض علما نے دلیل قائم کی ہے اس بات پر کہ تکلیف ما لا یطاق جائز ہے یعنے
اوس بات کا حکم کرنا جو ہو نہ سکے حالانکہ یہ استدلال باطل ہے اس لیے کہ آخرت تکلیف کی جگہہ نہین ہے
اور اس سجدہ سے امتحان مقصود ہوگا اور بعضون نے اس حدیث سے یہ وہم کیا ہے کہ منافق بھی مومنون کے
ساتھہ خدا کو دیکھین گے ابن فورک نے کہا ایک گروہ اسی طرف گیا ہے حالانکہ یہ غلط ہے بلکہ مسلمانون کے
علما کے اجماع سے یہ امر ثابت ہے کہ منافقون کو خدا کا دیدار نہ ہوگا اور حدیث سے یہ بات کہان نکلتی ہے
کہ منافق بھی خدا کو دیکھین گے بلکہ اوس جماعت کا دیکھنا نکلتا ہے جسمین منافق اور مومن سب ہونگے
اور جماعت کے دیکھنے سے یہ بات لازم نہین آتی کہ ہر ایک شخص ان مین کا دیکھے اور کتاب اور سنت سے
بہت دلیلین ہین اس امر پر کہ منافق کو اللہ سبحانہ کا دیدار نہ ہوگا **ت** پھر وہ لوگ اپنا سر اٹھاوینگے
اور خدا تعالی اوس صورت مین ہوگا جس صورت مین پہلے اوسکو دیکھا تھا اور کہے گا مین تمہارا رب ہون
وہ سب کہین گے تو ہمارا رب ہے بعد اوسکے جہنم پر پل رکھا جاوے گا اور سفارش (شفاعت) شروع ہوگی
اور لوگ کہین گے یا اللہ بچا یا اللہ بچا لوگون نے کہا یا رسول اللہ پل کیسا ہوگا آپ نے فرمایا ایک پھسلنے کا
مقام ہوگا وہان آنکڑے ہون گے اور کانٹے جیسے نجد کے ملک مین ایک کانٹا ہوتا ہے جسکو سعدان

کہتے ہین مومن اوسکے پار ہون گے بعضے پل پار ہونے مین بعضے بجلی کیطرح بعضے ہوا کیطرح بعضے
پرند کیطرح بعضے تیز گہوڑون کیطرح بعضے اونٹون کیطرح اور بعضے بالکل جہنم سے بچکر پار ہو جاوین گے
(یعنے اونکو کسی قسم کا صدمہ نہین پہونچیگا) اور بعضے کچہ صدمہ اوٹہاوینگے لیکن پار ہو جاوینگے
اور بعضے صدمہ اوٹہا کر جہنم مین گر جاوینگے جب مومنون کو جہنم سے چہٹکارا ہوگا تو قسم اوسکی جسکے ہاتہہ مین
میری جان ہے کوئی تم مین سے اپنے حق کے لیے اتنا جہگڑنے والا نہین ہے جتنے وہ جہگڑنے والے ہونگے
خدا سے قیامت کے دن اپنے ان بہائیون کے لیے جو جہنم مین ہونگے (خدا سے جہگڑنے والے یعنی
خدا سے بار بار عرض کرنے والے اپنے بہائیون کے چہڑانے کے لیے) وہ کہینگے اے رب ہمارے
وہ لوگ (جو اب جہنم مین ہین) روزہ رکہتے تہے ہمارے ساتہہ اور نماز پڑہتے تہے اور حج کرتے
تہے حکم ہوگا اچہا جاؤ اور نکال لو جہنم سے جنکو تم پہچانو پہر ان کی صورتین جہنم پر حرام ہو جاوینگی
(یعنے جہنم کی آگ انکی صورت کو بدل نسکے گی اور چہرہ انکا محفوظ رہیگا تاکہ مومنین ان کو
پہچان لیوین) اور مومنین بہت سے آدمیون کو جہنم سے نکالینگے اون مین سے بعضون کو آگ نے
آدہی پنڈلیون تک کہا لیا ہوگا بعضون کو گہٹنون تک پہر وہ کہینگے اے رب ہمارے اب تو جہنم مین
کوئی باقی نہین رہا اون آدمیون سے جن کے نکالنے کا تو نے ہمین حکم دیا تہا (یعنے روزہ نماز
اور حج کرنے والون مین سے اب کوئی نہین رہا) حکم ہوگا پہر جاؤ اور جس کے دل مین ایک دینار برابر
بہلائی پاؤ اوسکو بہی نکال لو پہر وہ نکالینگے بہت سے آدمیون کو اور کہینگے اے رب ہمارے
ہم نے نہین چہوڑا کسی کو ان لوگون مین سے جنکے نکالنے کا تو نے حکم دیا تہا حکم ہوگا پہر جاؤ اور جس کے
دل مین آدہے دینار برابر بہی بہلائی پاؤ اوسکو بہی نکال لو وہ پہر بہت سے آدمیون کو نکالینگے
اور کہینگے اے پروردگار اب تو اسمین کوئی باقی نہین رہا اون لوگون مین سے جنکو نکالنے کا تو نے حکم
دیا تہا حکم ہوگا پہر جاؤ اور جس کے دل مین ایک ذرہ برابر بہلائی ہو اوسکو بہی نکال لو **ف** قاضی
عیاض نے کہا بہلائی سے مراد یہان یقین ہے اور صحیح یہ ہے کہ بہلائی وہ شئے ہے جو ایمان
کے علاوہ ہے اسلیے کہ ایمان کے حصے نہین ہو سکتے بلکہ یہ حصے اس شئے کے ہین جو ایمان
پر زائد ہو جیسے نیک عمل یا ذکر خفی یا اور کوئی دل کا عمل جیسے شفقت مسکینون پر یا خوف الہی یا
نیت صادق وغیرہ اور دلالت کرتی ہے اوسپر دوسری حدیث کہ جہنم سے نکلیگا وہ شخص بہی جس نے

لاالٰہ الا اللہ کہا ہوگا اور اوسکی دل مین ایک رتی برابر بہلائی ہوگی (نووی) **ف** پہر وہ نکالینگے بہت سی آدمیون کو اور کہین گے ای رب ہمارے اب تو اوس مین کوئی نہین رہا جسمین ذرا بہی بہلائی تہی (بلکہ اب سب ویسی قسم کے لوگ ہین جو بدکار اور کافر تہے اور رتی برابر بھی بہلائی اُن مین نہ تہی) ابو سعید خدریؓ جب اس حدیث کو بیان کرتے تہے تو کہتے تہے اگر تم مجھکو سچا نہ جانو اس حدیث مین تو پڑہو اس آیت کو اگر چاہتے ہو اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ اخیر تک یعنی اللہ تعالی ظلم نہین کریگا رتی برابر اور جو نیکی ہو تو اوسکو دونا کر دیگا اور اپنے پاس سے بہت کچہ ثواب دیگا پہر اللہ تعالیٰ فرما دیگا فرشتے سفارش کر چکے اور پیغمبر سفارش کر چکے اور مومنین سفارش کر چکے اب کوئی باقی نہین رہا پر وہ باقی ہے جو سب رحم کرنے والون سے زیادہ رحم کرنے والا ہے (قربان اسکی ذات مقدس) پہر ایک مٹھی آدمیون کی جہنم سے نکالیگا **ف** جنکی تعداد کوئی نہین جانتا سوای خدا کریم کے پروردگار تعالے کی مٹھی اسقدر بڑی ہے کہ ساری زمین اوس کی ایک مٹھی مین آجاویگی قیامت کے دن سبحان اللہ مبارک ہین وے لوگ جو اپنے مالک کی خاص مٹھی سے نکالے جاوینگے اور ان پر کسیکا احسان نہ ہوگا سوائے خدای کریم کے **ف** اور اس مین وہ لوگ ہونگے جنہون نے کوئی بہلائی نہین کی کبہی **ف** پر صرف خدا کی توحید پر یقین رکہتے تہے ان کا سفارش کرنے والا کوئی فرشتہ یا پیغمبر یا مومن نہ ہوگا آخر اللہ تعالے خود اپنے مبارک ہاتہ سے اون کو نکالیگا **ف** وہ جل کر کوئلہ ہوگئے ہونگے پہر خدائے تعالے ان لوگون کو ایک نہر مین ڈالدیگا جو جنت کے دروازون پر ہوگی جسکا نام نہر الحیوۃ ہے وہ اوسمین ایسا جلد تر و تازہ ہونگے جیسے دانہ پانی کے بہاؤ مین کوڑے کچرے کی جگہہ پر اگ آتا ہے (زرد سبز ہوکر) تم دیکہتے ہو وہ دانہ کبہی پتہر کے پاس ہوتا ہے کبہی درخت کے پاس اور جو آفتاب کے رخ پر ہوتا ہے وہ زرد یا سبز اوگتا ہے اور جو سایہ مین ہوتا ہے وہ سفید رہتا لوگون نے کہا یا رسول اللہ آپ تو گویا جنگل مین جانورون کو چرایا کیے ہین (کہ وہان کا سب حال جانتے ہین) پہر آپ نے فرمایا وہ لوگ اوس نہر سے موتی کیطرح چمکتے ہوئے نکلینگے اون کے گلون مین پٹے ہونگے جنت والے اوران کو پہچان لینگے اور کہینگے یہ اللہ تعالے کے آزاد کیے ہوئے ہین اون کو خدا نے جنت دی بغیر کسی عمل یا بہلائی کے پہر فرماویگا جنت مین جاؤ اور جس چیز کو دیکہو

دیکھو وہ تمہاری ہے وہ کہیں گے اے رب ہمارے تو نے ہمکو اتنا کچھ دیا کہ اتنا کسی کو نہیں دیا سارے جہان والوں میں اللہ تعالیٰ فرماویگا ابھی میرے پاس تمہارے لیے اس سے بڑھ کر ہے وہ کہیں گے اے رب ہمارے اس سے بڑھ کر کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماویگا میری رضامندی اب میں تم پر کبھی غصہ نہ ہونگا **ف** سبحان اللہ مالک کی رضامندی اتنی بڑی نعمت ہے کہ جنت کی سب نعمتیں اوس کے سامنے ہیچ ہیں حقیقت میں جو انسان مرد ہے وہ یہی چاہے اپنے مالک کی رضامندی کا طالب رہے اور ہر حال میں اوس کا شکرگذار رہے **عن** ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال قلنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انری ربنا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هل تضارون فی رؤیۃ الشمس اذا کان یوم صحو قلنا لا وسقت الحدیث حتی انقضی آخرہ وهو نحو حدیث حفص بن میسرۃ وزاد بعد قوله بغیر عمل عملوه ولا قدم قدموه فیقال لهم لکم ما رایتم ومثله معه قال ابو سعید الخدری بلغنی ان الجسر ادق من الشعرۃ واحد من السیف ولیس فی حدیث اللیث فیقولون ربنا اعطیتنا ما لم تعط احدا من العالمین وما بعدہ فاقر به عیسی بن حماد **ترجمہ** دوسری روایت بھی ابو سعید خدری سے ایسی ہی ہے اس میں یہ ہے کہ ہم نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم اپنے مالک کو دیکھیں گے آپ نے فرمایا تم کو کچھ حرج ہوتا ہے سورج دیکھنے میں جس صاف دن ہو ہم نے کہا نہیں اور بیان کیا حدیث کو اخیر تک اتنا زیادہ ہے اس عبارت کے بعد ان کو خدا نے بہشت دی بغیر کسی عمل یا بھلائی کے اون سے کہا جاوے گا جو تم دیکھو وہ تمہارا ہے اور اوتنا ہے اور ابو سعید نے کہا مجھے یہ حدیث پہنچی کہ پل بال سے زیادہ باریک ہوگا اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا اور لیث کی روایت میں یہ نہیں ہے کہ وہ کہیں گے اے رب ہمارے تو نے ہمکو وہ دیا جو سارے جہان والوں میں کسی کو نہیں دیا **عن** زید بن اسلم باسنادهما نحو حدیث حفص بن میسرۃ الی آخرہ وقد زاد ونقص شیئا **ترجمہ** اس روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گزرا اگرچہ کمی بیشی ہے

باب

اثبات الشفاعۃ واخراج الموحدین من النار شفاعت کا ثبوت اور موحدوں کا جہنم سے نکالا جانا

ف قاضی عیاض نے کہا اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ شفاعت عقلاً جائز ہے اور شرعاً اوسکا ثبوت اس آیت سے ہے

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا اور اس آیت تک وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا
لِمَنِ ارْتَضَىٰ اور حدیثیں شفاعت کے باب میں بہت آئی ہیں اور آثار صحابہ بھی بہت ہیں ان سب کے ملانے سے
شفاعت کا ثبوت متواتر ہو جاتا ہے گنہگار مومنین کے واسطے اور اجماع کیا ہے سلف اور خلف اور تمام اہل
سنت نے شفاعت کے ثبوت پر اور انکار کیا ہے خوارج اور بعض معتزلہ نے شفاعت کا اور ان کے نزدیک گنہگار ہمیشہ
ہمیشہ جہنم میں رہینگے دلیل انکی یہ آیت ہے فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ اور یہ آیت مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا
شَفِيعٍ يُطَاعُ حالانکہ یہ آیتیں کافروں کے حق میں ہیں اور انہوں نے جو شفاعت کی آیتوں کی تاویل کی ہے
کہ مراد اس سے درجوں کی زیادتی ہے تو یہ باطل ہے اور حدیث کے الفاظ سے صاف انکی تاویل باطل ہوتی
ہے کیونکہ حدیث میں یہ ہے کہ جہنمی شفاعت کیوجہ سے جہنم سے نکل جاوینگے لیکن شفاعت پانچ قسم ہے ایک
تو وہ جو خاص ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اور وہ تسکین دینا ہے میدان حشر کے ہول سے اور حساب
کتاب جلدی شروع کرا دینا جیسا کہ اسکا بیان آگے آویگا دوسری بعضے لوگوں کو بغیر حساب اور کتاب
کے جنت میں لے جانا یہ بھی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے تیسری شفاعت ان لوگوں کے
لیے جو مستحق ہو گئے ہوں جہنم کے اون کی شفاعت ہمارے پیغمبر اور اور لوگ کرینگے چوتھی شفاعت
ان لوگوں کی جو جہنم میں جا چکے ہوں گنہگاروں میں سے اور ان کا نکالا جانا ہمارے پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم اور فرشتوں اور مومنین کے شفاعت سے ثابت ہے جیسے ایک حدیث میں ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نکالیگا
جہنم سے ہر ایک لا الہ الا اللہ کہنے والے کو اور صرف کافر اس میں رہ جاوینگے پانچویں شفاعت
جو جنت میں درجے بڑھانے کے لیے ہو اس شفاعت کا معتزلے بھی انکار نہیں کرتے نہ پہلی شفاعت کا قاضی
عیاض نے کہا مشہور روایتوں سے سلف صالحین کا شفاعت کے لیے دعا کرنا ثابت ہوا ہے اس صورت میں
جو کہتا کہ اللہ تعالیٰ سے ہماری پیغمبر کی شفاعت مانگنا مکروہ ہے اوسکی بات کیطرف خیال نہ کرنا چاہیے
اس لیے کہ شفاعت انکی کچھ گناہ گاروں سے مخصوص نہیں ہے بلکہ تخفیف حساب اور زیادتی درجات
کے لیے بھی ہوگی اور ہر ایک عاقل کو ڈر لگا ہوا ہے کہیں وہ گنہگاروں میں سے نہ ہو جاوے اور
اپنے عمل پر بھروسا نہیں ہے اور جس شخص نے اسکو مکروہ سمجھا ہے چاہیے کہ وہ مغفرت اور بخشش کے لیے بھی
دعا نہ کرے اور یہ خلاف ہے سلف اور خلف کے طریقے کے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا (نووی) عَنْ
أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُدْخِلُ اللَّهُ أَهْلَ الْجَنَّةِ

الْجَنَّةَ يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ بِرَحْمَتِهِ وَيُدْخِلُ اَهْلَ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُوْلُ انْظُرُوْا مَنْ وَجَدْتُّمْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرَجُوْنَ مِنْهَا حُمَمًا قَدِ امْتَحَشُوْا فَيُلْقَوْنَ فِيْ نَهْرِ الْحَيٰوةِ اَوِ الْحَيَا فَيَنْبُتُوْنَ فِيْهِ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ اِلٰى جَانِبِ السَّيْلِ اَلَمْ تَرَوْهَا كَيْفَ تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً **ترجمہ** ابوسعید خدری رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جنت والوں کو جنت میں لیجاوے گا جسکو چاہیگا اپنی رحمت سے اور دوزخ والوں کو دوزخ میں لے جاویگا پھر فرمادیگا دیکھو جسکے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہو اسکو دوزخ سے نکال لو وہ لوگ نکلیں گے کوئلہ کیطرح جلے ہوئے پھر ڈالے جاوینگے نہر الحیوٰۃ یا نہر الحیا میں (یہ شک ہے امام مالک کا جو راوی ہیں اس حدیث کے اوروں کی روایت میں نہر الحیوٰۃ ہے بغیر شک کے) اور ایسا اوگیں گے جیسے دانہ بہیا کے ایک طرف اوگ آتا ہے کیا تم نے اسکو نہیں دیکھا کیسا زرد لپٹا ہوا اوگتا ہے **عَنْ** عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَا فَيُلْقَوْنَ فِيْ نَهْرٍ يُقَالُ لَهُ الْحَيَاةُ وَلَمْ يَشُكَّا وَفِيْ حَدِيْثِ خَالِدٍ كَمَا تَنْبُتُ الْغُثَاءَةُ فِيْ جَانِبِ السَّيْلِ وَفِيْ حَدِيْثِ وُهَيْبٍ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِئَةٍ اَوْ حَمِيْلَةِ السَّيْلِ **ترجمہ** اس روایت کا بھی وہی مضمون ہے مگر اسمیں یہ ہے کہ وہ لوگ ڈالے جاوینگے ایک نہر میں جسکا نام حیاۃ ہوگا اور شک نہیں کی اور خالد کی روایت میں ہے جیسے کوڑا کچرا بہیا کے ایک طرف اوگ آتا ہے اور وہیب کی روایت میں ہے جیسے دانہ کالی مٹی میں جو بہیا میں ہوتی ہے اوگ آتا ہے یا اوس مٹی میں جسکو پانی بہاکر لاتا ہے **عَنْ** اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا اَهْلُ النَّارِ الَّذِيْنَ هُمْ اَهْلُهَا فَاِنَّهُمْ لَا يَمُوْتُوْنَ فِيْهَا وَلَا يَحْيَوْنَ وَلٰكِنْ نَاسٌ اَصَابَتْهُمُ النَّارُ بِذُنُوْبِهِمْ اَوْ قَالَ بِخَطَايَاهُمْ فَاَمَاتَهُمُ اللّٰهُ اِمَاتَةً حَتّٰى اِذَا كَانُوْا فَحْمًا اُذِنَ بِالشَّفَاعَةِ فَجِيْءَ بِهِمْ ضَبَائِرَ ضَبَائِرَ فَبُثُّوْا عَلٰى اَنْهَارِ الْجَنَّةِ ثُمَّ قِيْلَ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ اَفِيْضُوْا عَلَيْهِمْ فَيَنْبُتُوْنَ نَبَاتَ الْحِبَّةِ تَكُوْنُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ كَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ فِي الْبَادِيَةِ **ترجمہ** ابوسعید رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ جو جہنم والے ہیں (یعنی ہمیشہ وہاں رہنے کے لیے ہیں جیسے کافر اور مشرک) وہ تو نہ مرینگے نہ جئیں گے لیکن کچھ لوگ جو گنہگار ہوں کیوجہ سے دوزخ میں جاوینگے انکو مار کر کوئلہ بنادیگی پھر اجازت ہوگی شفاعت کی **ف** نووی نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جو لوگ کافر ہیں اور جہنم میں ہمیشہ رہنے کے مستحق ہیں

وہ تو نہ مرینگے نہ جیئیں گے یعنی کسی طرح انکو عذاب سے چھٹکارا نہ ہوگا اور حسرت حاصل نہ ہوگی جیسے اللہ تعالے نے فرمایا انکا کچھ فیصلہ نہ ہوگا کہ مر جاویں اور عذاب ہلکا ہوگا اور جیسے فرمایا پھر اوسمین مریگا نہ جیئے گا اور اہل حق کا مذہب یہی ہے کہ جنت کا آرام اور جہنم کا عذاب دونو ہمیشہ کیلئے ہونگے اور یہ لوگ جو گنہگار ہوکر جہنم مین جاوینگے یہ وہ لوگ جو مومن تھے پر گناہون مین مبتلا ہوگئے تھے اللہ تعالی انکو جہنم کی آگ سے مار کر کوئلہ کردیگا ایک مدت تک عذاب دینے کے بعد اور یہ مرنا حقیقۃً ہوگا یعنے احساس جاتا رہیگا پھر جہنم سے نکالے جاوینگے مردہ کوئلہ کیطرح **ف** اور یہ لوگ لائے جاوینگے گروہ گروہ اور پھیلائے جاوینگے جنت کی نہرون پہ اور حکم ہوگا اے جنت کے لوگون انپر پانی ڈالو تب وہ اس طرح سے جئیں گے جیسے دانہ اوس مٹی مین جمتا ہے جسکو پانی بہا کر لاتا ہے ایک شخص بولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہوتا ہے جنگل مین رہے ہین (جب تو آپکو یہ معلوم ہے کہ بہاؤ مین جو مٹی جمع ہوتی ہے اوسمین دانہ خوب اوگتا ہے **عن** اَبِی سَعِیدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ اِلٰی قَوْلِهِ فِیْ حَمِیْلِ السَّیْلِ وَلَمْ یَذْکُرْ مَا بَعْدَهُ **ترجمہ** دوسری روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گذرا اس مین یہین تک ہے جیسے دانہ اوگتا ہے اوس مٹی مین جسکو پانی بہا کر لاتا ہے **عن** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنْهَا وَاٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ رَجُلٌ یَّخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا فَیَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهٗ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ فَیَاْتِیْهَا فَیُخَیَّلُ اِلَیْهِ اَنَّهَا مَلْاٰی فَیَرْجِعُ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ وَجَدْتُّهَا مَلْاٰی فَیَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ فَیَاْتِیْهَا فَیُخَیَّلُ اِلَیْهِ اَنَّهَا مَلْاٰی فَیَرْجِعُ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ وَجَدْتُّهَا مَلْاٰی فَیَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَاِنَّ لَکَ مِثْلَ الدُّنْیَا وَعَشَرَةَ اَمْثَالِهَا اَوْ اِنَّ لَکَ عَشَرَةَ اَمْثَالِ الدُّنْیَا قَالَ فَیَقُوْلُ اَتَسْخَرُ بِیْ اَوْ تَضْحَکُ بِیْ وَاَنْتَ الْمَلِکُ قَالَ لَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ضَحِکَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ قَالَ فَکَانَ یُقَالُ ذَاکَ اَدْنٰی اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین جانتا ہون اوس شخص کو جو سب کے بعد جہنم سے نکلیگا اور سب کے بعد جنت مین جاویگا یہ وہ شخص ہے جو جہنم سے گھٹنون کے بل گھسٹتا ہوا نکلیگا اللہ تعالی اوس سے فرماویگا جا جنت مین چلا جا وہ جاویگا اور دیکھیگا کہ جنت بھری ہوئی ہے ... سے دنیا کی برابر جگہ ہو یا دس دنیا کی برابر

وہ کہیگا کیا تو مجہسی ٹہٹا کرتا ہے یا ہنسی کرتا ہے بادشاہ ہوکر **ف** سخریہ اور ضحک مین تنگ ہر راوی کو اور ضحک
دوسری روایتون مین بہی وارد ہی اور وہ عیب نہین ہے نہ نقص پہر ضحک خدا کی صفت ہونے مین کوئی مانع نہین اور
وہ مثل اور صفات الٰہی کے متشابہ نہین مخلوق کی صفات کو نووی نے کہا ٹہٹا کرنیکے معنون مین اختلاف
ہے اور ہمین کئی قول ہین ایک یہ ہی جو امام مازری سے منقول ہر کہ یہ بطریق مقابلہ کے ہی اسلیے کہ اس نے اللہ
تعالی سے کئی بار عہد کیا اب کچہہ نہ مانگونگا پہر اپنے اقرار کے خلاف کیا اور لگا مانگنے تو یہ مثل ٹہٹے کے ہوا
اب وہ شخص یہ سمجہا کہ اللہ تعالی کا یہ فرمانا تو جنت مین جا اور تیری لیے یہ نعمتین ہین ایک قسم کا ٹہٹا ہے یعنی اس
کے ٹہٹے کا بدلہ ہی تو ٹہٹے کے بدلے کو مجازاً ٹہٹا کہا اور مطلب یہ ہر کہ کیا تو بدلہ دیتا ہے میرے ٹہٹے کا بادشاہ ہوکر
دوسرا قول یہ ہر کہ مراد اوس سی نفی ہے یعنی مین جانتا ہون کہ تون ٹہٹا نہ کریگا بادشاہ ہوکر لیکن تعجب یہ ہر کہ مجہہ
نالائق کو اتنی بڑی بڑی نعمتین ملین تیسرا قول یہ ہر کہ اوس شخص کے زبان قابو مین نرہی اور وہ خوشی مین
ایسا بیہول گیا کہ لگا وہ باتین کرنے جیسے دنیا مین اپنے محل مین کرتا تہا اور خدا کیطرف ٹہٹے کی نسبت کردی
اور یہ ایسا ہی جیسے آپنے دوسرے شخص کے حق مین فرمایا کہ وہ خوشی کے مارے اپنے تئین روک نہ سکا اور کہہ اٹہا
تو میرا بندہ ہر اور مین تیرا رب ہون اور چاہیے تہا یہ کہنا کہ مین تیرا بندہ ہون اور تون میرا رب ہے اور خوشی کے
وقت بے اختیاری مین اکثر ایسی بے موقع اور غلط باتین زبان سے نکل جاتین مین انتہی **ف** عبداللہ
بن مسعود نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپ ہنسے یہانتک کہ آپکے دانت مبارک کہل
گئے اور آپنے فرمایا یہ سب کم درجے کا جنتی ہوگا **عن** عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ اٰخِرَ اَھْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنَ النَّارِ رَجُلٌ یَّخْرُجُ مِنْھَا زَحْفًا فَیُقَالُ لَہٗ انْطَلِقْ
فَادْخُلِ الْجَنَّۃَ قَالَ فَیَذْھَبُ فَیَدْخُلُ الْجَنَّۃَ فَیَجِدُ النَّاسَ قَدْ اَخَذُوا الْمَنَازِلَ فَیُقَالُ لَہٗ اَتَذْکُرُ
الزَّمَانَ الَّذِیْ کُنْتَ فِیْہِ فَیَقُوْلُ نَعَمْ فَیُقَالُ لَہٗ تَمَنَّ فَیَتَمَنّٰی فَیُقَالُ لَکَ الَّذِیْ تَمَنَّیْتَ وَعَشَرَۃُ
اَضْعَافِ الدُّنْیَا قَالَ فَیَقُوْلُ اَتَسْخَرُ بِیْ وَاَنْتَ الْمَلِکُ قَالَ فَلَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ ضَحِکَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُہٗ **ترجمہ** عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مین پہچانتا
ہون اوس شخص کو جو سب سے آخر جہنم سے نکلیگا وہ ایک شخص ہوگا جو گہسٹتا ہوا چوتڑون کے بل دوزخ سے نکلیگا اوس سے کہا جاوے
گا جا جنت مین جا وہ جاویگا دیکہیگا کہ سب لوگون نے جنت مین جگہ لے لی اور کوئی مکان خالی نہین چہوڑا سا بہی اوس سے کہا
جاویگا تجہے یاد ہر وہ زمانہ جسمین تو تہا یعنی وہ دوزخ کی تکلیف اور تنگی وہ کہیگا ہان یاد ہر پہر اوس سے کہا جاویگا

اچہا اب کوئی اور آرزو کر وہ آرزو کریگا حکم ہوگا یہ لے اور دس دنیا کے برابر اور لے اور وہ کہیگا
ابی یاد رکہیئے کیا تو مجہسے ہنسی ٹہٹہا کرتا ہے بادشاہ ہوکر (یعنے دس دنیا کے برابر مجہکو دیتا ہے اور
وہان تو ایک چہوٹا سا مکان بہی خالی نہین) راوی نے کہا مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کو دیکہا آپ ہنسے یہان تک کہ آپ کے دانت کہل گئے **ف** حدیث مین نواجذ کا لفظ ہے
اور نواجذ اون دانتون کو کہتے ہین جو سب کے آخر مین نکلتے ہین جن کو عوام عقل کے دانت کہتے
ہین اور یہ دانت اوسی وقت کہلتے ہین جب آدمی زور سے ہنسے **عن** ابن مسعود ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال آخر من يدخل الجنة رجل فهو يمشي مرة ويكبو مرة وتسفعه
النار مرة فاذا ما جاوزها التفت اليها فقال تبارك الذي نجاني منك لقد اعطاني
الله شيئا ما اعطاه احدا من الاولين والآخرين فترفع له شجرة فيقول اي رب
ادنني من هذه الشجرة فلاستظل بظلها واشرب من مائها فيقول الله عز وجل
يا ابن ادم لعلي ان اعطيتكها سألتني غيرها فيقول لا يا رب ويعاهده ان
لا يسأله غيرها وربه تعالى يعذره لانه يرى ما لا صبر له عليه فيدنيه منها
فيستظل بظلها ويشرب من مائها ثم ترفع له شجرة هي احسن من الاولى
فيقول اي رب ادنني من هذه الشجرة لاشرب من مائها واستظل
بظلها لا اسألك غيرها فيقول يا ابن ادم الم تعاهدني ان لا تسألني غيرها
فيعاهده ان لا يسأله غيرها وربه تعالى يعذره لانه يرى ما لا صبر له عليه فيدنيه
منها فيستظل بظلها ويشرب من مائها ثم ترفع له شجرة عند باب الجنة هي احسن
من الاوليين فيقول اي رب ادنني من هذه الشجرة لاستظل بظلها واشرب من
مائها لا اسألك غيرها فيقول يا ابن ادم الم تعاهدني ان لا تسألني غيرها قال بلى
يا رب هذه لا اسألك غيرها وربه تعالى يعذره لانه يرى ما لا صبر له عليه فيدنيه منها
فاذا ادناه منها فيسمع اصوات اهل الجنة فيقول اي رب ادخلنيها فيقول يا ابن ادم ما يصريني
منك ايرضيك ان اعطيك الدنيا ومثلها معها فيقول يا رب تستهزئ مني وانت رب العالمين فضحك
ابن مسعود فقال الا تسألوني مم اضحك قالوا مم تضحك فقال هكذا ضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم

فقال / قدیر

فَقَالُوْا مِمَّ تَضْحَكُ يَارَسُوْلَ اللهِ قَالَ مِنْ ضِحْكِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ حِيْنَ قَالَ اَتَسْتَهْزِئُ مِنِّيْ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ حِيْنَ قَالَ اَتَسْتَهْزِئُ مِنِّيْ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ فَيَقُوْلُ اِنِّيْ لَا اَسْتَهْزِئُ مِنْكَ وَلٰكِنِّيْ عَلٰى مَا اَشَآءُ قَادِرٌ

ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے آخر جو جنت مین جاویگا وہ ایک شخص ہوگا جو چلیگا پہر اوندہا گریگا اور جہنم کی آگ اسکو جلاتی جاویگی جب دوزخ سے پار ہو جاویگا تو پیٹہ موڑ کر اسکو دیکہیگا اور کہیگا بڑی برکت والا ہے وہ صاحب جسنے نجات دی مجہکو تجہسے بیشک اللہ تعالی نے مجہے اتنا دیا کہ ویسا کسی کو نہین دیا نہ اگلون مین نہ پچہلون مین پہر اوسکو ایک درخت دکہلائی دیگا وہ کہیگا ای رب مجہکو نزدیک کردی اس درخت سے مین اسکے تلے سایہ مین رہون اور اسکا پانی پیون اللہ تعالے فرماویگا ای آدم کے بیٹے اگر مین تیرا یہ سوال پورا کردون تو اور سوال کریگا وہ کہیگا نہین ای رب میرے اور عہد کریگا کہ پہر مین کوئی سوال نہ کرونگا اور اللہ تعالی اوسکا عذر قبول کریگا اسلیے کہ وہ ایسی نعمت کو دیکہیگا جسپر اس سے صبر نہین ہو سکتا (یعنی انسان بے صبر ہے وہ جب تکلیف مین مبتلا ہو اور عیش کی بات دیکہے تو بے اختیار اوسکی خواہش کرتا ہے) آخر اللہ تعالی اوسکو اس درخت کے نزدیک کر دیگا وہ اسکے سایہ مین رہیگا اور وہان کا پانی پیے گا پہر اسکو ایک درخت دکہلائی دیگا جو اس سے بہی اچہا ہوگا وہ کہیگا ای پروردگار مجہکو اس درخت کے نزدیک پہنچا دی مین اسکا پانی پیون اسکے سایہ مین آرام پاؤن اور مین اور کچہ سوال نکرونگا اللہ تعالی فرماویگا ای آدم کے بیٹے تو نے عہد نہین کیا تہا کہ مین پہر سوال نکرونگا اور جو مین تجہے اس درخت تک پہنچا دون تو پہر تو اور سوال کریگا وہ اقرار کریگا کہ نہین پہر مین اور کچہ سوال نکرونگا اور اللہ تعالے اسکو معذور رکہیگا اس لیے کہ اوسکو صبر نہین اوس نعمت پر جو دیکہتا ہے تب اللہ تعالی اوسکو اس درخت کے نزدیک کر دیگا وہ اسکے سایہ مین رہیگا اور وہان کا پانی پیے گا پہر اسکو ایک درخت دکہلائی دیگا جو جنت کے دروازے پر ہوگا اور وہ پہلے کے دونون درختون سے بہتر ہوگا وہ کہیگا ای رب میرے مجہکو اس درخت کے پاس پہنچا دے تاکہ مین اسکے سایہ تلے رہون اور وہان کا پانی پیون اب مین اور کچہ سوال نکرونگا اللہ تعالی فرماویگا ای آدم کے بیٹے کیا تو اقرار نہین کر چکا تہا کہ اب مین اور کچہ سوال نکرونگا وہ کہیگا بیشک مین اقرار کر چکا تہا لیکن اب یہ میرا سوال پورا کردے پہر مین اور کچہ سوال نکرونگا اور اللہ تعالے اسکو معذور رکہیگا اسلیے کہ وہ دیکہیگا ان نعمتون کو جنپر صبر نہین کر سکتا آخر اللہ تعالی اسکو اس درخت کے پاس کردیگا جب وہ اس درخت کے پاس جاویگا تو جنت والون کی آوازین سنیگا اور کہیگا ای رب میرے مجہکو جنت کے اندر پہونچا دے اللہ تعالی فرماویگا ای آدم کے بیٹے تیرے سوال کو کون چیز تمام کریگی (یعنی تیری خواہش کب موقوف ہوگی اور یہ بار بار سوال کرنا کیونکر بند ہوگا) بہلا تو اس پر راضی ہے کہ مین تجہکو ساری دنیا کے برابر دون اور اوتنا ہی اور دون وہ کہیگا ای رب میرے تو مجہسے ٹہٹہا کرتا ہے سارے جہان کا مالک

پہر عبد اللہ بن مسعودؓ ہنسنے لگے اور لوگون سے کہا تم پوچہتے نہین مجہسے مین کیون ہنستا ہون لوگون نے پوچہا کیون ہنستے ہو تم انہون
نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہی اسیطرح (اس حدیث کو بیان کرکے) ہنستے تہے لوگون نے پوچہا آپ کیون ہنستے [illegible]
رسول اللہ آپنے فرمایا رب العلمین کے ہنسنے سے مین بہی ہنستا ہون جب وہ بندہ یہ کہیگا کہ تو مجہ سے ٹہٹہا کرتا ہے سارے
جہان کا مالک ہوکر تو پروردگار ہنس دیگا (اوس کی نادانی اور بیوقوفی پر) اور فرماویگا مین ٹہٹہا نہین کرتا ڈہٹہا اور
مذاق میرے لائق نہین وہ تو بندون کو لائق ہے) بلکہ مین جو چاہتا ہون کر سکتا ہون ف پہر دو دنیا کے
برابر دنیا کون سا مشکل کام ہے جسپر تونے تعجب کیا اور اسکو ہنسی اور مذاق سمجہا وہ خدای کریم ایسا قادر مطلق ہے
کہ لاکہون کروڑون دنیا اس دنیا کے مثل ایک دم مین بنا سکتا ہے بلکہ اب ہزارون لاکہون دنیا ہماری زمین کے
برابر اور اس سے لاکہون حصے بڑی اسکی سلطنت مین موجود ہین۔ یہ حدیث اگرچہ جنتیون کے حال مین وارد ہے
پر دنیا مین اسحدیث پر غور کرنے سے بڑے بڑے فائدے حاصل ہوسکتے ہین اون مین سے ایک فائدہ یہ ہے کہ طمع اور حرص اور
بے صبری کی کوئی انتہا نہین اگر خزانہ قارون بہی انسان کو ملجاوے یا ہفت کشور کی سلطنت بہی پا جاوے
تب بہی اوس سے زیادہ کی حرص رہیگی اسلیے انسان کو لازم ہے کہ اول ہی سے طمع اور حرص کی جڑ کاٹ دیوے اور
جسقدر خدا دیوے اوسی کو بہت خیال کرکے اوسمین خوش اور مگن رہے ورنہ مفت زندگی برباد ہوگی اور ساری عمر
رنج اور تکلیف مین گرفتار رہیگا **عن** ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان
ادنی اهل الجنة منزلة رجل صرف الله وجهه عن النار قبل الجنة ومثل له شجرة ذات ظل فقال
ای رب قدمنی الی هذه الشجرة اکون فی ظلها وساق الحدیث بنحو حدیث ابن مسعود ولم یذکر
فیقول یا ابن ادم ما یصرینی منک الی اخر الحدیث وزاد فیه ویذکره الله عز وجل سل کذا وکذا فاذا تعالی
انقطعت به الامانی قال الله عز وجل هو لک وعشرة امثاله قال ثم یدخل بیته فتدخل علیه
زوجتاه من الحور العین فتقولان الحمد لله الذی احیاک لنا واحیانا لک قال فیقول ما اعطی احد
مثل ما اعطیت **ترجمہ** ابو سعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب
سے کم درجے کا جنتی وہ ہے جسکا مونہہ اللہ تعالی جہنم کیطرف سے پہیر کر جنت کیطرف کر دیگا اور اسکو ایک درخت [illegible] کہلاوی
گا سایہ دار وہ کہیگا اے رب میرے مجہے اس درخت کے پاس لیجا مین اسکے سایے مین رہونگا اور بیان کیا حدیث کو
اوسی طرح جیسے عبد اللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا مگر اوسمین یہ نہین ہے کہ اللہ تعالی فرماویگا ای آدم کے بیٹے تیرے سوال کو کون
چیز تمام کریگی آخر تک اتنا زیادہ ہے کہ اللہ تعالی اوسکو یاد دلاویگا فلان چیز فلان چیز کی آرزو کر یہان تک

تب اوس کی سب آرزوئین ختم ہوجاوین گی تو اللہ تعالے فرماوے گا تو یہ سب اور دس حصے ان سے
زیادہ لے پہر وہ اپنے گہر مین جاوے گا اور حورون مین سے دونون حورین اوس کے پاس آوینگی
اور کہین گے شکر خدا کا جس نے تجہکو جلایا ہمارے لیے اور ہمکو جلایا تیرے لیے پہر وہ کہیگا کہ
کسو کو اسنے اتنا نہین دیا جتنا مجہکو دیا **عن** المغیرۃ بن شعبۃ یرفعہ الی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال سأل موسی علیہ السلام ربہ ما ادنی اھل الجنۃ منزلۃ
قال ھو رجل یجیئ بعد ما ادخل اھل الجنۃ الجنۃ فیقال لہ ادخل الجنۃ فیقول
ای رب کیف وقد نزل الناس منازلھم واخذوا اخذاتھم فیقال لہ اترضی
ان یکون لک مثل ملک ملک من ملوک الدنیا فیقول رضیت رب فیقول لک
ذلک ومثلہ ومثلہ ومثلہ ومثلہ فقال فی الخامسۃ رضیت رب
فیقول ھذا لک وعشرۃ امثالہ ولک ما اشتھت نفسک ولذت عینک
فیقول رضیت رب قال رب فاعلاھم منزلۃ قال اولئک الذین اردت غرست
کرامتھم بیدی وختمت علیھا فلم تر عین ولم تسمع اذن ولم یخطر
علی قلب بشر قال ومصداقہ فی کتاب اللہ عزوجل فلا تعلم نفس ما اخفی لھم
من قرۃ اعین الآیۃ

ترجمہ

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے وہ کہتے تہے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت موسی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے پوچہا
سب سے کم درجے والا جنتی کون ہے اللہ تعالے نے فرمایا وہ شخص ہے جو آوے گا سب
جنتیون کے جنت مین جانے کے بعد اوس سے کہا جاوے گا جا جنت مین جا وہ کہے
گا اے رب میرے کیسے جاؤن وہان تو سب لوگون نے اپنے اپنے ٹہکانے کرلیے اور
اپنی اپنی جگہین بنالین اوس سے کہا جاوے گا کیا تو راضی ہے اس بات پر کہ تجہے اتنا
ملک ملے جتنا دنیا کے ایک بادشاہ پاس تہا وہ کہے گا مین راضی ہون اے رب میرے
حکم ہوگا جا اتنا ملک ہم نے تجہے دیا اور اوتنا ہی اور اور اوتنا ہی اور اور اوتنا ہی اور
اور اوتنا ہی اور اور اوتنا ہی اور پانچوین بار مین وہ کہے گا مین راضی ہون اے رب

میرے اللہ تعالے فرمادیگا تو یہ بھی لے اور دس حصے اس سے زیادہ لے اور جو تیرا جی چاہے تجھکو بھلا لگے دیکھنے مین وہ لے وہ کہیگا مین راضی ہوگیا اے رب میرے پھر حضرت موسے نے پوچھا اے رب اور جو درجہ والا جنتی کون ہے اللہ تعالے نے فرمایا وہ تو وہ لوگ ہین جنکو مین نے خود چنا اور انکی بزرگی اور عزت کو مین نے اپنے ہاتھ سے جمایا اور اسپر مہر کر دی کسی آنکھ نے نہین دیکھا کسی کان نے سنا نہ کسی کے دل پر گذرا (جو انکے لیے تیار ہے) اور اسکی تصدیق کرتا ہے وہ جو کلام اللہ مین ہے فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین الآیۃ یعنی کوئی نہین جانتا جو چھپا رکھا گیا ہے انکے لیے انکی آنکھون کی ٹھنڈک اخیر تک عن المغیرۃ بن شعبۃ یرفعہ الی النبی ان موسی علیہ السلام سأل اللہ تعالی عن اخس اہل الجنۃ منہا حظا وساق الحدیث بنحوہ ترجمہ مغیرہ بن شعبہ کہتے تھے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ تعالے سے پوچھا سب سے کم درجے کے جنتی کو پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گذری عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لاعلم آخر اہل الجنۃ دخولا الجنۃ وآخر اہل النار خروجا منہا رجل یؤتی بہ یوم القیمۃ فیقال اعرضوا علیہ صغار ذنوبہ وارفعوا عنہ کبارہا فتعرض علیہ صغار ذنوبہ فیقال عملت یوم کذا وکذا کذا وکذا وعملت یوم کذا وکذا کذا وکذا فیقول نعم لا یستطیع ان ینکر وہو مشفق من کبار ذنوبہ ان تعرض علیہ فیقال لہ فان لک مکان کل سیئۃ حسنۃ فیقول رب قد عملت اشیاء لا اراہا ہاہنا فلقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضحک حتی بدت نواجذہ ترجمہ ابوذر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین جانتا ہون اس شخص کو جو سب کے بعد جنت مین جاویگا اور سب کے بعد دوزخ سے نکلیگا وہ ایک شخص ہوگا جو لایا جاویگا قیامت کے دن پھر حکم ہوگا پیش کرو اسپر اسکے ہلکے گناہ اور دور رکھو اسکے بھاری گناہ تو پیش کیے جاوینگے اسپر ہلکے گناہ اسکے اور کہا جاویگا فلانے روز تونے ایسا کام کیا فلان روز یہ کام کیا وہ قبول کریگا انکار نہ کرسکیگا اور ڈریگا اپنے بھاری گناہون سے لیکن وہ پیش نہ ہون حکم ہوگا تجھے ہر ایک گناہ کے بدلے ایک نیکی دی وہ کہے گا اے رب مین نے اور بھی کچھ کام کیے ہین گناہ کے جنکو مین یہان نہین پاتا راوی نے کہا مین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ ہنسے یہان تک کہ آپ کی داڑھین کھل کھل گئین عن الاعمش بہذا الاسناد ترجمہ اعمش سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

جیسے اوپر گذری عن ابی الزبیر انه سمع جابر بن عبد الله رضی الله عنهما یسأل عن الورود فقال نجیء
نحن یوم القیامة عن کذا وکذا انظر ای ذلک فوق الناس قال فتدعی الامم باوثانها وما
کانت تعبد الاول فالاول ثم یأتینا ربنا بعد ذلک فیقول من تنظرون فیقولون ننظر — تنظرون
ربنا فیقول انا ربکم فیقولون حتی ننظر الیک فیتجلی لهم یضحک قال فینطلق
بهم ویتبعونه ویعطی کل انسان منهم منافق او مؤمن نورا ثم یتبعونه وعلی جسر جهنم — فیتبعونه
کلالیب وحسک تأخذ من شاء الله ثم یطفأ نور المنافقین ثم ینجو المؤمنون فتنجو اول — الله تعالی / تطفأ
زمرة وجوههم کالقمر لیلة البدر سبعون الفا لا یحاسبون ثم الذین یلونهم کاضوأ نجم
فی السماء ثم کذلک ثم تحل الشفاعة ویشفعون حتی یخرج من النار من قال لا اله الا الله
وکان فی قلبه من الخیر ما یزن شعیرة فیجعلون بفناء الجنة ویجعل اهل الجنة یرشون
علیهم الماء حتی ینبتوا نبات الشیء فی السیل ویذهب حراقه ثم یسأل حتی تجعل
له الدنیا وعشرة امثالها معها [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کہا ہے اسکی تفسیر کی اے فوق الناس سے اور انتظر کا لفظ تنبیہ کے لیے ہے اور لکھا ہے اسکو نقل کرنے والوں نے
نے بعینہ اس روایت کو نقل کر دیا اور انتظر کو بھی حدیث میں شریک کر دیا واللہ اعلم بعد اسکے پھر بلائی جاوینگی
امتیں اپنی اپنی بتوں اور معبودوں کے ساتھ پہلی امت پھر دوسری امت بعد اسکے ہمارا پروردگار آویگا
اور فرماویگا کس کو دیکھتے ہو جب یہ امت کھڑی ہے مخاطب ہو کر ارشاد فرماویگا وہ کہیں گے ہم دیکھتے
پروردگار کو دیکھتے ہوئے ہیں (یعنی اسکے منتظر ہیں) پروردگار فرماویگا میں تمہارا مالک ہوں وہ کہیں گے
ہم تجکو دیکھیں (تو معلوم ہو) پھر وہ تجلی فرماویگا ہمارا پروردگار اور ان کو ہنستا ہوا اور انکے ساتھ چلیگا اور
لوگ سب اسکے پیچھے ہوں گے اور ہر ایک آدمی کو خواہ وہ منافق ہو یا مومن ایک نور ملیگا لوگ اسکے ساتھ
ہوں گے اور جہنم کے پل پر آنکڑے اور کانٹے ہوں گے وہ پکڑ لیں گے جسکو خدا چاہیگا بعد اسکے منافقوں
کا نور بجھ جاویگا اور مومن نجات پاویں گے تو پہلا گروہ مسلمانوں کا انکے منہ چودھویں رات کے چاند کی
سے ہوں گے ستر ہزار اور انکا حساب نہ ہوگا پھر جو انکے بعد ہونگے انکا ایسا وقت آویگا اور وہ جیسے چمکتے
سے جیسے بہتر ستارہ آسمان میں ہوتا ہے پھر جو لوگ ہوں گے جو انکے بعد ہیں اور اسیطرح
لیجیے میں پیچھے پھر وہ جو انکے پیچھے ہیں ویسا ہی اونکے بعد کا گروہ جیسے چمکتا ہوا ستارہ ہوں گے پھر
انکے بعد والے انکے بعد یہانتک کہ شفاعت کا وقت آویگا اور لوگ شفاعت کریں گے اور جہنم
سے نکالا جاویگا وہ شخص بھی جس نے لا الہ الا اللہ کہا تھا اور اسکے دل میں ایک جو برابر بھی نیکی تھی اور وہ
سب لوگ جنت کے آنگن میں ڈالے جاوینگے اور جنتی انکے اوپر پانی چھڑکیں گے اس طرح جیسے
جیسے کچھ پانی کے بہاو میں اگتا ہے اور ان کی سوزش اور جلن بالکل جاتی رہیگی پھر
وہ سوال کریگا خدا سے اور ہر ایک کو اتنا ملیگا جیسے ساری دنیا بلکہ دس دنیا برابر [illegible]
سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأُذُنَيْهِ يَقُولُ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُخْرِجُ نَاسًا مِنَ النَّارِ فَيُدْخِلُهُمُ
الْجَنَّةَ ترجمہ جابر رضہ سے روایت ہے انہوں نے سنا اپنے کانوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے
اللہ تعالیٰ چند لوگوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں لیجاویگا [illegible] قَالَ قُلْتُ لِعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ أَسَمِعْتَ
جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُخْرِجُ نَاسًا مِنَ النَّارِ بِالشَّفَاعَةِ قَالَ نَعَمْ ترجمہ حماد
بن زید سے روایت ہے کہ میں نے عمرو بن دینار سے پوچھا کیا تم نے سنا ہے جابر بن عبد اللہ کو حدیث بیان کرتے
ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو جہنم سے نکالیگا شفاعت کی وجہ سے انہوں نے کہا ہاں

عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان قوما يخرجون من النار يحترقون فيها الا دارات وجوههم حتى يدخلون الجنة ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگ جہنم میں جل کر وہاں سے نکلیں گے اور جنت میں جاویں گے ان کا سب بدن جل گیا ہو گا سوا منہ کے چکلے ف کیونکہ منہ سے سجدہ کیا جاتا ہے دوسری حدیث میں ہے کہ تمام اعضاء سجدے کے انگارے سے بچے رہیں گے جیسے اوپر گذر چکا

عن يزيد الفقير قال كنت قد شغفني رأي من رأي الخوارج فخرجنا في عصابة ذوي عدد نريد ان نحج ثم نخرج على الناس قال فمررنا على المدينة فاذا جابر بن عبد الله يحدث القوم جالس الى سارية
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال واذا هو قد ذكر الجهنميين قال فقلت له يا فاذا
صاحب رسول الله ما هذا الذي تحدثون والله يقول انك من تدخل النار فقد اخزيته و
كلما ارادوا ان يخرجوا منها اعيدوا فيها فما هذا الذي تقولون قال فقال اتقرأ القرآن قلت
نعم قال فهل سمعت بمقام محمد صلى الله عليه وسلم يعني الذي يبعثه الله فيه قلت نعم قال
فانه مقام محمد صلى الله عليه وسلم المحمود الذي يخرج الله به من يخرج قال ثم نعت
وضع الصراط ومر الناس عليه قال واخاف ان لا اكون احفظ ذاك قال غير انه قد ذلك
زعم ان قوما يخرجون من النار بعد ان يكونوا فيها قال يعني فيخرجون كأنهم كأنهم
عيدان السماسم قال فيدخلون نهرا من انهار الجنة فيغتسلون فيه فيخرجون كأنهم فقلنا
القراطيس فرجعنا قلنا ويحكم اترون الشيخ يكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم
فرجعنا فلا والله ما خرج منا غير رجل واحد او كما قال ابو نعيم

ترجمہ یزید بن صہیب ابو عثمان فقیر سے روایت ہے میرے دل میں خارجیوں کی ایک بات گھس گئی تھی (وہ یہ کہ کبیرہ گناہ کرنے والا ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور جو جہنم میں جاوے گا وہ پھر وہاں سے نہ نکلے گا) تو ہم نکلے ایک گروہ کثیر کے ساتھ اس ارادے سے کہ حج کریں پھر خارجیوں کا مذہب پھیلاویں جب ہم مدینہ میں پہنچے دیکھا تو جابر بن عبد اللہ ایک ستون کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں کو حدیثیں سنا رہے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انہوں نے جب ذکر کیا دوزخیوں کا میں نے کہا اے صحابی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تم کیا حدیث بیان کرتے ہو اللہ تعالی تو فرماتا ہے اے رب ہمارے

تو جہنم میں لے گیا تو نے رسوا کیا اور فرماتا ہے جہنم کے لوگ جب وہاں سے نکلنا چاہیں گے تو پھر
اسی میں ڈالدیے جاوینگے ف یہ دونوں آیتیں خارجیوں کی دلیل ہیں کہ جو دوزخ میں جا کر پھر کوئی باہر
نہ نکلے گا حالانکہ یہ آیتیں ان کافروں اور مشرکوں کے باب میں ہیں جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے
ف یہ بات کیا کہتے ہو انہوں نے کہا تو نے قرآن پڑھا ہے میں نے کہا ہاں انہوں نے کہا پھر تو نے حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام سنا ہو یعنے وہ مقام جو اللہ تعالے انکو قیامت کے روز عنایت فرماویگا
جسکا بیان اس آیت میں ہے (عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا) میں نے کہا ہاں میں نے سنا ہے انہوں
نے کہا پھر وہی مقام محمود ہے جسکی وجہ سے اللہ تعالی نکالیگا جہنم سے ان لوگوں کو جنکو چاہے
گا پھر بیان کیا انہوں نے پلصراط کا حال اور لوگوں کے گذرنے کا اس پل پر سے اور مجھے ڈر ہے یاد
نہ رہا ہو پھر مگر انہوں نے یہ کہا کہ کچھ لوگ دوزخ سے نکالے جاوینگے اسمیں جانے کے بعد اور وہ
اسطرح نکلیں گے جیسے آبنوس کی لکڑیاں (سیاہ جلی ہوئی) ف حدیث میں سماسم کا لفظ ہے
جو جمع ہے سمسم کی اور سمسم کہتے ہیں تل کو اسکی لکڑیاں جب تل نکالکر دھوپ میں ڈالی جاتی ہیں کالی ہو جاتی ہیں اور بعضوں نے کہا
یہ لفظ اصل میں ساسم تھا ایک لفظ میں تصحیف ہو کر سماسم ہو گیا اور ساسم کہتے ہیں ایک سیاہ لکڑی کو جیسے آبنوس
کے اور بعضوں نے کہا ساسم کہتے ہیں آبنوس کو (نووی مختصرا) ف پھر جنت کی ایک نہر میں جاویں
گے اور وہاں غسل کرینگے اور کاغذ کی طرح سفید ہو کر نکلیں گے یہ سنکر ہم لوٹے اور ہم نے کہا خرابی
ہو تمہاری کیا یہ بڈھا حدیث باندھتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر (یعنے وہ ہرگز
جھوٹ نہیں بولتا پھر تمہارا مذہب غلط نکلا) اور ہم سب پھر گئے اپنے مذہب سے مگر ایک شخص
پھرا یا ایسا ہی کہا ابو نعیم فضل بن دکین نے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ اَرْبَعَةٌ فَيُعْرَضُوْنَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَيَلْتَفِتُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ اِذْ
اَخْرَجْتَنِيْ مِنْهَا فَلَا تُعِدْنِيْ فِيْهَا فَيُنْجِيْهِ اللّٰهُ مِنْهَا ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ فلا يعيدني
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ سے چار آدمی نکالے جاوینگے پھر وہ پیش کیے جاوینگے خدا کے سامنے
ان میں سے ایک جہنم کی طرف دیکھیگا اور کہیگا اے مالک میرے جب تو نے مجھکو نجات دی اس سے تو اب پھر مت بھیجیو
اللہ تعالی اسکو نجات دیگا جہنم سے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ
اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَهْتَمُّوْنَ لِذٰلِكَ وَقَالَ ابْنُ عُبَيْدٍ فَيُلْهَمُوْنَ لِذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ اللہ تعالی

لو استشفعنا الی ربنا حتی یریحنا من مکاننا هذا قال فیأتون آدم علیه الصلاة والسلام فیقولون علی ربنا حتی یریحنا

انت آدم ابو الخلق خلقک الله بیده ونفخ فیک من روحه وامر الملائکة فسجدوا لک اشفع لنا عند

ربک حتی یریحنا من مکاننا هذا فیقول لست هناکم فیذکر خطیئته التی اصاب فیستحیی ربه

عز وجل منها ولکن ائتوا نوحا اول رسول بعثه الله قال فیأتون نوحا علیه الصلاة والسلام

فیقول لست هناکم فیذکر خطیئته التی اصاب فیستحیی ربه منها ولکن ائتوا ابراهیم

علیه الصلاة والسلام الذی اتخذه الله خلیلا فیأتون ابراهیم علیه الصلاة والسلام فیقول

لست هناکم ویذکر خطیئته التی اصاب فیستحیی ربه منها ولکن ائتوا موسی علیه الصلاة الله تعالی

والسلام الذی کلمه الله وأعطاه التوراة قال فیأتون موسی علیه الصلاة والسلام

فیقول لست هناکم ویذکر خطیئته التی اصاب فیستحیی ربه منها ولکن ائتوا عیسی علیه

الصلاة والسلام روح الله وکلمته فیأتون عیسی علیه الصلاة والسلام روح الله وکلمته

فیقول لست هناکم ولکن ائتوا محمدا صلی الله علیه وسلم عبدا قد غفر له ما تقدم من ذنبه

وما تأخر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فیأتونی فاستأذن علی ربی فیؤذن ربی تعالی

لی فاذا انا رأیته وقعت ساجدا فیدعنی ما شاء الله ان یدعنی فیقال یا محمد ارفع رأسک

قل تسمع سل تعطه اشفع تشفع فأرفع رأسی فأحمد ربی بتحمید یعلمنیه ربی ثم ربی تعالی

اشفع فیحد لی حدا فأخرجهم من النار وادخلهم الجنة ثم اعود فاقع ساجدا

فیدعنی ما شاء الله ان یدعنی ثم یقال ارفع یا محمد قل تسمع سل تعطه اشفع تشفع یا محمد ارفع

فأرفع رأسی فأحمد ربی بتحمید یعلمنیه ثم اشفع فیحد لی حدا فأخرجهم من النار وادخلهم

الجنة قال فلا ادری فی الثالثة او فی الرابعة قال فأقول یا رب ما بقی فی النار الا من حبسه القرآن

ای وجب علیه الخلود رواه مسلم قال قتادة ای وجب علیه الخلود

مسلم شریف میں انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی قیامت کے دن لوگوں کو

اکٹھا کرے گا پھر وہ اس دن کی مصیبت کو دور کرنے کا ارادہ کریں گے اور کہیں گے خدا کے نزدیک والے کو ڈھونڈیں

کہ اگر ہم کسی کو سفارشی بنائیں اپنے رب کے پاس تو وہ ہم کو اس جگہ سے آرام دے پس آویں گے حضرت آدم علیہ

السلام کے پاس اور کہیں گے کہ تم سب آدمیوں کے باپ ہو اللہ تعالی نے تم کو اپنے ہاتھ سے بنایا فا

چند چیزون کو اللہ تعالے نے اپنے خاص ہاتھ مبارک سے بنایا ہے انکو بزرگی ہے کہ ایک اُنمین سو حضرت
آدم علیہ السلام ہین دوسرے توریت کو تختیون پر اپنے ہاتھ سے لکھا تہا تیسرے جنت العدن مین درخت
اپنے ہاتھ سے لگائے یون تو سب چیزین خدا کے حکم سے پیدا ہوئین پر ان چیزون کو خدا نے اپنے خاص ہاتھ
بنایا جیسے حدیثون مین وارد ہے پر خدا کا ہاتھ ویسا ہی ہے جیسا اسکی ذات ہے اور ظاہر ہے جیسے اسکی ذات بے مثل
ہے ویسا ہی ہاتھ **ف** اور اپنی روح (یعنے اپنی پیدا کی ہوئی روح) آدم مین پہونکی اور فرشتون کو حکم کیا کہ آدم کو سجدہ
کرین انہون نے سجدہ کیا تہا تو آج ہم لوگون کی سفارش کرو اللہ تعالے کی جناب مین تاکہ ہم اس تکلیف
تکلیف سے رہائی پاوین کہنے لگے مین اس لائق نہین اور اپنے گناہ کو یاد کرینگے جو اُن سے ہوا تہا **ف** وہ گناہ
کیا تہا اس درخت مین کہانا جس سے اللہ تعالے نے انکو منع کیا تہا۔ تو وی سے لکہا علما نے اختلاف کیا
ہے کہ پیغمبرون سے گناہ صادر ہوتے ہین یا نہین اور قاضی عیاض نے شفا مین ایک مختصر تقریر
کی ہے وہ یہ ہے کہ نبوت کے بعد کفر سرزد نہین ہو سکتا بلکہ وہ معصوم ہین کفر سے لیکن نبوت سے
پہلے تو اس مین اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ نبوت سے پہلے بھی وہ کفر سے معصوم ہوتے ہین اسیطرح
اور گناہ صغیرہ کبیرہ ہین تو کبیرہ گناہ سے بالاتفاق وہ معصوم ہین اور اسیطرح ان گناہون سے جو حقیر
رسالت مین ہون قولاً یا فعلاً اور یہ استاد ابو منصور بغدادی اور ائمہ خراسان اور مشائخ صوفیہ کا
اور بعضون کے نزدیک قتل مین غلطی ہو سکتی ہے جیسے یاد نہ رہنا جو ہوا ہو انکے پر لیکن ضرور ہے کہ
وہ غلطی پر جاری نہ رہین بلکہ آگاہ ہو جائین اسی وقت یا وفات سے پہلے اور یہی مذہب ہے جمہور علما کا اور بہ اکثر
متکلمین کا اسیطرح صغیرہ گناہ جو حقیر ہون گناہ اس قسم کے ہین جیسے شیخ ابو منصور نے اور کہا
زیادہ مطلب ہے ان سے بالاتفاق معصوم ہوتے ہین اور باقی صغیرہ گناہ ہو سکتے ہین اختلاف ہے اکثر فقہا
اور محدثین اور متکلمین میں طبری اور اسحاق اسفرائنی کہتے ہین کہ اس قسم کے صغیرہ گناہ ہو سکتے ہین اور دلیل
انکی قرآن کی آیتین اور حدیثین ہین اور ایک جماعت محققین کی فقہا اور متکلمین مین یہ ہے کہ حضرت کو ہر گناہ
سے پاک ہین صغیرہ سے بھی جیسے کبیرہ سے پاک ہین اور نبوت کا منصب اس سے بہت بلند ہے کہ گناہ ہون یکے
ہونے سے اور قصداً خدا کی مخالفت کرنے سے اور جو آیات اور احادیث اس قسم کی وارد ہوئی ہین جیسے پیغمبرون
کا گنہگار ہونا انکا جواب یہ ہے کہ تاویل کی گئی ہے یا بھول مین ہوئے یا اللہ کا اذن تہا بعض چیزون مین لیکن انکو
ڈر ہوا انمین سو خوف سے کہ اور بعض چیزین ایسی ہین جو نبوت سے پہلے انسے سرزد ہوئین اور سب کا جواب

حق ہے اسلیے کہ انبیا کے افعال اور اقوال کی پیروی کرنا لازم ہے پھر اگر وہ خطاوار ہوں تو بہت سے افعال میں انکی پیروی لازم نہو قاضی عیاض نے لکھا ہے اس مطلب کو اپنی کتاب شفا میں خوب بیان کیا ہے کہ دنیا دوسری کتابوں میں نہیں ملتا اور تو سر بات سے درست ہے کہ یہ مذہب بہتر ہے خوارج اور معتزلہ اور بعضے گروہوں کی طرف اس لیے کہ اونکا مطلب اس سے یہ ہے کہ دو طرح ہے وہ کیا صغیرہ گناہ سے کافر ہو جانا اور ہم پاک ہیں اس خیال سے اور یہ جو خطائیں انبیا کی بیان کی گئی ہیں جیسے آدم علیہ السلام کا بھولکر درخت میں سے کھا لینا اور نوح علیہ السلام کا بد دعا کرنا کافروں پر اور قتل کرنا موسی علیہ السلام کا ایک کافر کو اور بچانا ابراہیم علیہ السلام کا اپنے تئیں کافروں کے شر سے ایک بات کہکر جو ایک طرح سے سچ ہو سکتی تھی یہ در حقیقت اوروں کے حق میں گناہ نہیں ہیں مگر انبیا پر عتاب ہوا یا وہ ڈر گئے ان باتوں سے بوجہ قرب اور علو منزلت کی تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا ف لیکن تم جاؤ نوح علیہ السلام کے پاس وہ پہلے پیغمبر ہیں جنکو بھیجا اللہ تعالی نے ف امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا ہے مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام نوح کے دادا تھے پھر اگر یہ بات ثابت ہو کہ ادریس پیغمبر تھے تو مورخین کا یہ قول صحیح نہیں کہ وہ نوح کے دادا تھے اسلیے کہ حدیث صاف ظاہر کہتا ہے کہ نوح سب سے پہلے پیغمبر ہیں جو دنیا میں آئے اور بعضوں نے کہا کہ حدیث میں رسول کا لفظ ہے اور شاید ادریس نبی ہوں رسول نہ ہوں قاضی عیاض نے کہا بعضوں نے کہا کہ ادریس الیاس علیہ السلام کو کہتے ہیں اور وہ پیغمبر تھے بنی اسرائیل کے یوشع بن نون کے ساتھ اس صورت میں کوئی اعتراض نہوگا اسیطرح یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ آدم اور شیث دونوں پیغمبر تھے اور نوح سے پہلے تھے کیونکہ آدم کو اپنی اولاد کی تعلیم کا حکم ہوا تھا اور وہ کافر نہ تھے اسیطرح شیث کو وہ بھیجے گئے تھے آدم کے لیکن کافروں کی ہدایت کو بھیجا جانا یہ نوح سے شروع ہوا قاضی نے کہا ابو الحسن نے بیان کیا ہے کہ آدم رسول تھے اور اونکی حدیث سے صاف بات معلوم ہوتی ہے کہ آدم اور ادریس نبی تھے رسول نہ تھے (نووی) ف وہ آوینگے نوح کے پاس تو نوح کہینگے میں لائق نہیں اور اپنی خطا کو جو دنیا میں ان سے ہوئی تھی یاد کرینگے اور شرماوینگے اپنے پروردگار سے اور کہینگے تم جاؤ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جنکو اللہ تعالی نے اپنا دوست بنایا تھا ف یعنے خلیل قاضی عیاض نے لکھا ہے خلت کی اصل ہے خاص کر لینا اور چن لینا اور بعضوں نے کہا خلت سے قطع کرنا اور ابراہیم کو خلیل کہا اسلیے کہ انہوں نے قطع کیا اپنی حاجتوں کو سب اوقات سے اور چھوڑ دیا انکو اپنے

رب ہے اور بعضون نے کہا خلت کے معنی ہیں اور رضا دوستی جو باعث ہوتی ہو اسرار اور رموز کے تخلل کے لیئے بھیدون
کے آگہی کی اور بعضون نے کہا خلت کے معنی محبت تام ہو اکلام قاضی کا ابن انباری نے کہا خلیل کہتے ہیں دوست
کو جسکی دوستی اور محبت پوری ہو اور محبوب کو جسکی محبت میں کوئی نقص اور خلل نہو واحدی نے کہا
یہی قول مختار ہے کیونکہ اللہ خلیل ہے ابراہیم کا اور ابراہیم خلیل ہین اللہ کے اور جس حدیث مین خلت کے معنی
قطع حاجت کے ہونگے تو اللہ تعالی کو ابراہیم کا خلیل نہین کہہ سکتے (نووی) ف دوسرے لوگ ابراہیم علیہ
السلام کے پاس آئینگے وہ کہینگے میں اس لائق نہین اور اپنی خطا کو جو اُنسے ہوئی تھی یاد کر کے خدا سے
شرماوینگے لیکن تم جاؤ موسی علیہ السلام کے پاس جنسے اللہ نے باتین کی اور انکو توریت عنایت
کی سب لوگ موسی علیہ السلام پاس آوینگے وہ کہینگے میں اس لائق نہین اور اپنی خطا کو جو اُنسے ہوئی تھی
یاد کر کے خدا سے شرماوینگے ف نووی نے کہا موسی علیہ السلام سے اللہ تعالی نے بات کی اسپر
اجماع کیا اہلسنت نے کہ کلام اپنے ظاہر پر محمول ہے اور اللہ تعالی نے حقیقۃ حضرت موسی علیہ السلام سے کلام کیا
جسکو حضرت موسی نے سنا بلا واسطہ اور کلام اللہ کی ایک صفت ہے جو مخلوق کے کلام کے مشابہ نہین ف
لیکن تم جاؤ عیسی علیہ السلام پاس جو اللہ کی روح ہین اور اسکے حکم سے پیدا ہوئے ہین وہ آوینگے عیسی
روح اللہ پاس وہ کہینگے میں اس لائق نہین ہون لیکن تم جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پاس وہ ایسے بندے ہین اللہ کے
جنکے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے گئے ہین ف مراد اگلون سے وہ گناہ جو نبوت سے پہلے ہوئے اور پچھلون
سے جو نبوت کے بعد ہوئے اور بعضون نے کہا کہ مراد ہے اگلے اور پچھلے گناہون سے اس حدیث مین [illegible]
سے مراد بعضون کی بخشش ہوگی یا ہمیشہ کے لیے جہنم سے بچنا اور بعضون نے کہا کہ مراد ان گناہون سے وہ
بھول چوک ہے جو آپسے ہوئی اور بعضون نے کہا مراد اگلے گناہون سے آدم کی خطا ہے اور پچھلے سے امت کے
گناہ اور بعضون نے کہا بطور تقدیر فرض ہے یعنی اگر تمہارے کچھ گناہ ہون تو وہ سب معاف اور مغفور ہین اور بعضون
نے کہا مقصود واسطے پاکی ہے آپکی گناہون سے (نووی) انصاری اس آیت پر لیغفر لک اللہ ما تقدم من
ذنبک وما تاخر ہمارے پیغمبر پر اعتراض کرتے ہین کہ پیغمبر خود گنہگار تھے تو اورون کو گناہون سے کیونکر پاک
کرینگے اسکا جواب یہ ہے کہ اگلی کتابون مین بھی ہے اور پیغمبرون کا بھی گناہون مین مبتلا ہونا لکھا ہے پھر جو جواب انکے
طرف سے دیا جاویگا وہی جواب ہمارے پیغمبر کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے دوسرے گناہ اور تقصیر عام ہے بندون کی اپنی
اور مناجات مین سے اور دنیا مین باقی مسلم ہے کہ عالم لوگون کا ہو جاتی ہین ان باتون کی شکایت نہین ہوتی

جو خاص بندوں کے لیے بڑی تقصیریں سمجھی جاتی ہیں اسطرح پیغمبروں اور مقربوں کے گناہ ایسے ہیں کہ
ہماری حق میں گناہ ہی نہیں لیکن قرب کی وجہ سے وہ گناہ سمجھے جاتے ہیں اور چونکہ انبیا معصوم ہیں اور تمام عالم کے
گو بشری لوازم بشریت سے پاک ہوا سیلئے خواہ کوئی نہ کوئی تقصیر یا غفلت کسی وقت انسے ضرور واقع ہو جاتی تھی
پھر اگر مالک اپنے کسی بندے کی ایسی تقصیروں کو بھی بالکل معاف کر دیوے تو یہ اسکی کمال نسبت ہے اس بندے
کے ساتھ اور اسمین عظمت اور بزرگی ہے اس بندے کی اور بندہ نیر تو یہ آیت در حقیقت ایک تسلی ہے ہمارے پیغمبر
کے لیے تو نقصان جیسا کہ بعضے خیال کرتے ہیں خدا انکو ہدایت کرے البتہ انکا مرتبہ اصل میں صد درستی میں درست
ہوا کہ ہم اپنے پیغمبر ص ذات مقدس بندگی سے ورے ہو کر خدائی تک پہونچا دیتے جیسے انہوں نے اپنے پیغمبر کے ساتھ کیا کہ
یہ ایسی بے وقوفی اور بے عقلی کی بات ہے کہ تمام مذہب کو انصاری کے اس خیال پر قہقہہ لگتے ہیں اور اس خیال
کی وجہ سے انکا سارا مذہب عقلا کے نزدیک لغو ہو گیا ہے لا حول ولا قوۃ **ف** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا پھر وہی سب لوگ میرے پاس آوینگے **ف** یعنے جب اور سب پیغمبر ان کو جواب دیدینگے
اور کہیں گے کہ ہم اتنے بڑے کام کے لائق نہیں تو وہ میرے پاس آوینگے قاضی عیاض نے کہا اور پیغمبروں کا کہنا
ہمارا تواضع اور انکسار ہوگا اور شاید اشارہ ہو اسطرف کہ یہہ درجہ یعنے شفاعت کبریٰ یہ انکا درجہ نہیں بلکہ
کسی کے بعد والے کا ہے اور شاید یہہ معلوم ہو کہ یہہ درجہ ہمارے پیغمبر کا ہے لیکن ہر ایک نے اپنے بعد والے پر حوالہ کیا تا
کہ آہستہ آہستہ یہ سلسلہ ہمارے پیغمبر تک پہونچے اور آپ کی فضیلت سب پیغمبروں پر ظاہر ہو سکے آنحضرت
سے یہ بات نکلتی ہے کہ بڑے بڑے کاموں میں پہلے سن اور بزرگ لوگوں کی طرف رجوع کرنا چاہیے
اور ہمارے پیغمبر جو اس کام سے انکار نہ کرینگے اور مستعد ہوجاوینگے وہ اسوجہ سے کہ آپ جانتے ہونگے
کہ یہہ میرا ہی کام ہے اور یہ عزت خدا نے میرے لیے ہی رکھی ہے تو وہی سنئے کہ اللہ تعالیٰ جو ان لوگوں کے دل میں
ڈالیگا کہ پہلے آدم علیہ السلام کے پاس جاوینگے پھر نوح کے پاس پھر ابراہیم کے پاس اسیطرح اخیر تک اس میں یہ
حکمت ہے کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت سب پیغمبروں پر معلوم ہو جاوے کیونکہ اگر پہلے ہی سے وہ آپ کے پاس
آجاتے تو اس بات کا احتمال رہتا کہ اور پیغمبروں سے بھی یہ کام ممکن تھا لیکن جب وہ سب سے سوال کر چکے اور کسی نے
قبول نہ کیا اور آپ نے قبول کر لیا تو آپ کی بزرگی سب پر ظاہر ہوئی اور جناب الوہیت سے آپکا کمال قرب ظاہر ہوا
آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تمام مخلوقات پر خواہ وہ پیغمبر ہوں آدمی ہوں یا جن
یا فرشتے ظاہر ہوئی کیونکہ اتنا بڑا کام یعنے شفاعت عظمیٰ کسی اور سے نہو سکیگا اور آپ اسکو قبول کرلینگے

یا اللہ تو ہمکو اور سب مسلمانوں کو جو چاہیں کہ آپ کی شفاعت نصیب کر آمین یا رب العالمین ف میں اپنے پروردگار
سے اجازت چاہونگا (اسکے پاس جانے کی) مجکو اجازت ملیگی جب میں اسکو دیکھونگا تو سجدے میں گر پڑونگا
پھر وہ مجھے چھوڑ دیگا سجدے میں جب تک چاہیگا اور بعد اسکے کہا جاویگا اے محمد اٹھا اپنے سر کو اور کہہ
جو کہتا ہے سنا جاویگا اور مانگ جو مانگتا ہے دیا جاویگا اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول کیجاویگی ف
اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شفاعت کا اذن آپکے لیے قیامت کے روز ہوگا اگرچہ وعدہ اللہ تعالی
نے شفاعت کا آپکے لیے رکھا ہے پر شفاعت کی اجازت قیامت کو دیگا اب جو لوگ خیال کرتے ہیں کہ شفاعت کا
اذن آپکو ہو چکا ہے انکا خیال غلط ہے اور مخالف ہے قرآن کے قرآن میں خود موجود ہے کہ وہاں کسی
کی شفاعت کارگر نہ ہوگی مگر جسکو خدا اذن دیگا اب یہ شفاعت بھی انہی لوگوں کے لیے ہوگی جنکا نجات
دینا خدا کو منظور ہوگا تو حقیقت میں نجات دینے والا اور عذاب سے بچانیوالا سوا خدا کے کوئی نہیں ہے چاہے
پیغمبر ہو [illegible] کے لیے اونکو عزت دینے کے لیے انسے سفارش کرا دیگا اور ان کی سفارش قبول
کریگا یوں نہ سمجھنا چاہیے کہ پیغمبر خدا کی درگاہ میں کسی قسم کا معاذ اللہ زور یا دباو رکھتے ہوں گے کہ خدا
تعالی ان کی سفارش مان لیگا کیونکہ خدا تعالی کی وہ شان ہے کہ اسپر [illegible] برابر کسی کا زور یا دباو
نہیں اور [illegible] مقرب [illegible] ایک [illegible] ہولوں گی مانگیں گے جیسے [illegible]
[illegible] مانگتے ہے ف پھر میں سر اٹھاونگا اور اپنے پروردگار کی تعریف
[illegible] سفارش کرونگا [illegible]
[illegible] اپنے پروردگار کے پاس [illegible]
[illegible]
[illegible] قبول کیجاویگی [illegible] اپنے سر کو [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] دوزخ میں نہیں رہا مگر وہ جو قرآن کے [illegible]
دوزخ میں [illegible] ہمیشہ رہنا وہاں ضرور ہے ف یعنے کافر
اور مشرک [illegible] اللہ نہیں بخشیگا شرک اور اس سے ثابت ہوتا ہے مذہب اہل حق کا

جسپر اجماع کیا سلف نے کہ جو شخص توحید پر مرے وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں نہ رہیگا (نووی) عن انس قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يجمع المؤمنون يوم القيمة فيهتمون بذلك او يلهمون
ذلك بمثل حديث ابي عوانة وقال في الحديث ثم اتيه الرابعة او اعود الرابعة فاقول يا رب
ما بقي الا من حبسه القرآن ترجمہ انس سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس میں یہ ہے کہ میں آپ پروردگار
کے پاس چوتھی مرتبہ آؤنگا اور عرض کرونگا اے پروردگار اب تو دوزخ میں کوئی باقی نہیں رہا مگر جسکو قرآن
نے روک رکھا (یعنی قرآن کے بموجب ہمیشہ دوزخ میں رہنے کے سزاوار ہے) عن انس بن مالك
ان نبي الله صلى الله عليه وسلم قال يجمع الله المؤمنين يوم القيمة فيلهمون لذلك بمثل الله تعالی
حديثهما وذكر في الرابعة فاقول يا رب ما بقي في النار الا من حبسه القرآن اي وجب عليه الخلود
ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی اکٹھا کریگا مومنون کو قیامت کے دن
انکو خیال آوے گا اخیر تک جیسے اوپر حدیث گذری اسمین یہ ہے کہ آپ چوتھی بار میں عرض کرینگے اے پروردگار
اب تو جہنم میں کوئی نہ رہا مگر جو قرآن کے حکم سے رکا ہوا ہے یعنی جو ہمیشہ رہنے کا مستحق ہے عن انس
ابن مالك ان النبي صلى الله عليه وسلم قال يخرج من النار من قال لا اله الا الله وكان في قلبه من
الخير ما يزن شعيرة ثم يخرج من النار من قال لا اله الا الله وكان في قلبه من الخير ما يزن برة
ثم يخرج من النار من قال لا اله الا الله وكان في قلبه من الخير ما يزن ذرة زاد ابن منهال في روايته
قال يزيد فلقيت شعبة فحدثته بالحديث فقال شعبة حدثنا به قتادة عن انس بن مالك عن
النبي صلى الله عليه وسلم بالحديث الا ان شعبة جعل مكان الذرة ذرة قال يزيد
صحف فيها ابو بسطام ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکلے
گا دوزخ سے وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور اسکے دل میں ایک جو برابر بھلائی ہوگی پھر نکلے گا دوزخ
سے وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور اسکے دل میں ایک گیہوں برابر بھلائی ہوگی پھر نکلے گا دوزخ سے
وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور اسکے دل میں چیونٹی برابر بھلائی ہوگی شعبہ نے اس حدیث میں تصحیف
کی اور علیہ نے ذرہ کے بدلے ذرہ (جوار) یعنی کہا (تو) انہوں نے ذرہ روایت کیا (جو ایک اناج ہے جسکو
چینا کہتے ہیں) عن معبد بن هلال العنزي قال انطلقنا الى انس بن مالك وتشفعنا بثابت
فانتهينا اليه وهو يصلي الضحى فاستاذن لنا ثابت فدخلنا عليه واجلس ثابتا معه على سريره

فقال له يا أبا حمزة إن إخوانك من أهل البصرة يسألونك أن تحدثهم حديث الشفاعة قال
حدثنا محمد صلى الله عليه وسلم قال إذا كان يوم القيامة ماج الناس بعضهم إلى بعض فيأتون آدم
عليه الصلاة والسلام فيقولون له اشفع لذريتك فيقول لست لها ولكن عليكم بإبراهيم
فإنه خليل الله فيأتون إبراهيم عليه السلام فيقول لست لها ولكن عليكم بموسى فإنه كليم الله الله لها
عز وجل فيؤتى موسى عليه السلام فيقول لست لها ولكن عليكم بعيسى فإنه روح الله
وكلمته فيؤتى عيسى عليه السلام فيقول لست لها ولكن عليكم بمحمد صلى الله عليه
وسلم فأوتى فأقول أنا لها فأنطلق فأستأذن على ربي فيؤذن لي فأقوم بين يديه فأحمده بمحامد
لا أقدر عليه الآن إلا أن يلهمنيه الله عز وجل ثم أخر له ساجدا فيقال لي يا محمد ارفع رأسك تعالى
وقل يسمع لك وسل تعطه واشفع تشفع فأقول رب أمتي أمتي فيقال انطلق فمن كان في
قلبه مثقال حبة من برة أو شعيرة من إيمان فأخرجه منها فأنطلق فأفعل ثم أرجع إلى فأخرجه
ربي عز وجل فأحمده بتلك المحامد ثم أخر له ساجدا فيقال لي يا محمد ارفع رأسك وقل
يسمع وسل تعطه واشفع تشفع فأقول يا رب أمتي أمتي فيقال لي انطلق فمن كان في قلبه
مثقال حبة من خردل من إيمان فأخرجه منها فأنطلق فأفعل ثم أعود إلى ربي فأحمده بتلك
المحامد ثم أخر له ساجدا فيقال لي يا محمد ارفع رأسك وقل يسمع لك وسل تعطه واشفع تشفع
فأقول يا رب أمتي أمتي فيقال لي انطلق فمن كان في قلبه أدنى أدنى أدنى من مثقال حبة من
خردل من إيمان فأخرجه من النار فأنطلق فأفعل هذا حديث أنس الذي أنبأنا به قال
من عنده فلما كنا بظهر الجبان قلنا لو ملنا إلى الحسن فسلمنا عليه وهو مستخف في دار أبي خليفة
قال فدخلنا عليه فسلمنا عليه فقلنا يا أبا سعيد جئنا من عند أخيك أبي حمزة فلم نسمع
مثل حديث حدثناه في الشفاعة قال هيه فحدثناه الحديث فقال هيه قلنا ما زادنا
قال قد حدثنا به منذ عشرين سنة وهو يومئذ جميع ولقد ترك شيئا ما أدري أنسي
الشيخ أم كره أن يحدثكم فتتكلوا قلنا له حدثنا فضحك وقال خلق الإنسان من عجل
ما ذكرت لكم هذا إلا وأنا أريد أن أحدثكموه ثم أرجع إلى ربي عز وجل في الرابعة
فأحمده بتلك المحامد ثم أخر له ساجدا فيقال لي يا محمد ارفع رأسك وقل يسمع لك فيقال

ذاك نسخه تعط ذاك

وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ يَا رَبِّ ائْذَنْ لِي فِيمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَيَقُولُ لَيْسَ ذَاكَ
لَكَ أَوْ قَالَ لَيْسَ ذَلِكَ إِلَيْكَ وَلَكِنْ وَعِزَّتِي وَجَلَالِي وَكِبْرِيَائِي وَعَظَمَتِي وَجِبْرِيَائِي لَأُخْرِجَنَّ
مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ فَأَشْهَدُ عَلَى الْحَسَنِ أَنَّهُ حَدَّثَنَا بِهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ
أُرَاهُ قَالَ قَبْلَ عِشْرِينَ سَنَةً وَهُوَ يَوْمَئِذٍ جَمِيعٌ ترجمہ معبد بن ہلال عنزی سے روایت ہے ہم انس رض
بن مالک کے پاس گئے اور ثابت کی سفارش چاہی (انسے ملنے کے لیے) آخر ہم ان تک پہونچے وہ چاشت کی
نماز پڑھ رہے تھے ثابت نے ہمارے لیے اجازت مانگی اندر آنے کی ہم اندر گئے انھوں نے ثابت کو اپنے
ساتھ بٹھایا تخت پر ثابت نے کہا اے ابو حمزہ (یہ کنیت ہے انس کی) تمہارے بھائی بصرہ والے چاہتے ہیں
تم ان کو شفاعت کی حدیث سناؤ انہوں نے کہا ہمسے بیان کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگ گھبرا کر ایک دوسرے کے پاس جاوینگے پہلے حضرت آدم علیہ السلام
پاس آوینگے اور کہیں گے تم اپنی اولاد کی سفارش کرو (خدا کے پاس تا وہ نجات دیوے اس آفت سے)
وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں لیکن تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کے دوست
ہیں لوگ انکے پاس جاوینگے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں لیکن تم حضرت موسی علیہ السلام کے
پاس جاؤ وہ کلیم اللہ ہیں (یعنی اللہ نے انسے کلام کیا بلا واسطہ) لوگ انکے پاس جاوینگے وہ کہیں گے میں
اس لائق نہیں لیکن تم حضرت عیسی علیہ السلام پاس جاؤ وہ روح اللہ ہیں اور اسکا کلمہ ہیں (یعنی
بن باپ کے اللہ کے حکم سے پیدا ہوئے ہیں) لوگ انکے پاس جاوینگے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں لیکن
تم حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ لوگ میرے پاس آوینگے میں کہونگا اچھا یہ میرا
کام ہے اور میں چلونگا اور خدا تعالے سے اجازت مانگونگا دربار یاب ہونے کی مجھکو اجازت ملیگی میں
اسکے سامنے کھڑا ہونگا اور ایسی ایسی تعریفیں اسکی بیان کرونگا جو اب میں نہیں بیان کرسکتا
اسوقت اللہ میرے دل میں ڈالدے گا بعد اسکے سجدے میں گر پڑونگا آخر حکم ہوگا اے محمد اپنا سر اٹھا
اور کہہ ہم سنیں گے مانگ ہم دینگے سفارش کر ہم قبول کرینگے میں عرض کرونگا مالک میری امت
میری امت پھر حکم ہوگا جا اور جسکے دل میں گیہوں یا جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اسکو دوزخ
سے نکال میں ایسے سب لوگوں کو نکال لونگا اور پھر اپنے مالک کے پاس آکر ویسی ہی تعریفیں کرونگا پھر سجدے
میں گر پڑونگا حکم ہوگا اے محمد اپنا سر اٹھا اور کہہ جو کہتا ہے تیری بات سنی جاویگی مانگ جو مانگتا ہے

ملیگا سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی میں عرض کرونگا مالک میرے امت میری امت میری (یعنی
اپنی امت کی بخشش چاہتا ہوں) حکم ہوگا جا اور جسکے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہو اسکو جہنم سے
نکال لے میں ایسا ہی کرونگا اور پھر لوٹ کر اپنے پروردگار کے پاس آونگا اور ایسی ہی تعریفیں کرونگا
اور سجدے میں گر پڑونگا حکم ہوگا اے محمد اپنا سر اوٹھا اور کہہ ہم سنینگے مانگ دینگے سفارش کر قبول
کرینگے میں عرض کرونگا اے مالک میرے امت میری امت میری حکم ہوگا جا اور جسکے دل میں رائی کے
دانے سے بھی کم بہت کم بہت کم ایمان ہو اوسکو جہنم سے نکال لے میں جا کر ایسا ہی کرونگا **ف** نووی نے
کہا اس حدیث سے سلف اہلسنت کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے اور اسکا بیان
اوپر گذر چکا **ف** معبد بن ہلال نے کہا یہ انس رض کی حدیث ہے جو انہوں نے ہم سے بیان کی پھر ہم انکے
پاس سے نکلے جب جبان (قبرستان) کی بلندی پر پہنچے تو ہم نے کہا کاش ہم حسن بصری کے
طرف چلیں اور اونکو سلام کریں وہ ابو خلیفہ کے گھر میں چھپے ہوئے تھے (حجاج بن یوسف ظالم
کے ڈر سے) خیر ہم اونکے پاس گئے اور انکو سلام کیا ہم نے کہا اے ابو سعید ہم تمہارے بھائی ابو حمزہ
(انس) کے پاس سے آرہے ہیں انہوں نے شفاعت کے باب میں ایک حدیث ہم سے بیان کی ویسی
حدیث ہم نے نہیں سنی انہوں نے کہا بیان کرو ہم نے وہ حدیث اونسے بیان کی انہوں نے کہا اور بیان
کرو ہم نے کہا بس اس سے زیادہ انہوں نے بیان نہیں کی انہوں نے کہا یہ حدیث تو انہوں نے ہم سے
بیس برس پہلے بیان کی تھی جب وہ طاقتور تھے (یعنی اتنے بوڑھے نہ تھے جیسے اب ہیں) اب انہوں نے کچھ چھوڑ
دیا میں نہیں جانتا وہ بھول گئے یا تم سے بیان کرنا مناسب نہ جانا ایسا نہ ہو تم بھروسا کر بیٹھو (اور
نیک اعمال میں سستی کرنے لگو) ہم نے اونسے کہا وہ کیا ہے ہم سے بیان کرو یہ سنکر ہنسے اور کہا انسان کی پیدائش
میں جلدی ہے میں نے تم سے یہ قصہ اسی لیے ذکر کیا تھا کہ میں تم سے بیان کروں اس ٹکڑے کو جو
انس نے چھوڑ دیا تھا تم جلدی کرکے درخواست کر بیٹھے بیان کرنے کی اگر درخواست نہ کرتے تب
بھی میں بیان کرتا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں پھر لوٹونگا اپنے پروردگار کے پاس چوتھی
بار اور اسی طرح تعریف و توصیف کرونگا پھر سجدے میں گرونگا مجھکو حکم ہوگا اے محمد سر اوٹھاؤ اور کہو ہم سنینگے
مانگو ہم دینگے سفارش کرو ہم قبول کرینگے اوسوقت میں عرض کرونگا مالک میرے مجھکو اجازت دے
اوس شخص کو بھی جہنم سے نکالنے کی جس نے لا اله الا الله کہا ہو (یعنی صرف توحید پر یقین رکھتا ہو) اللہ تعالی

فرماوے گا یہ تمہارا کام نہیں لیکن قسم ہے میری عزت اور بزرگی اور عظمت و جلال کی میں ضرور
نکالوں گا اس شخص کو جسنے لا الہ الا اللہ کہا ہو معبد نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ جسنے یہ حدیث
ہم سے بیان کی اور کہا کہ انہوں نے اسکو انس سے سنا ہے میں سمجھتا ہوں یوں کہا بیس برس ہوے
جب وہ زور دار تھے یعنی انکا حافظہ اچھا تھا یعنی ان میں طاقت تھی عن ابی ہریرۃ قال اُتی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوماً بلحم فرفع الیہ الذراع وکانت تعجبہ فنہس منہا
نہسۃ فقال انا سید الناس یوم القیمۃ وھل تدرون بم ذلک یجمع اللہ الناس
یوم القیمۃ الاولین والاخرین فی صعید واحد فیسمعہم الداعی وینفذہم البصر
وتدنو الشمس فیبلغ الناس من الغم والکرب ما لا یطیقون وما لا یحتملون فیقول
بعض الناس لبعض الا ترون ما انتم فیہ الا ترون ما قد بلغکم الا تنظرون من یشفع لکم
الی ربکم فیقول بعض الناس لبعض ائتوا آدم فیاتون آدم فیقولون یا آدم انت ابو البشر خلقک
اللہ بیدہ ونفخ فیک من روحہ وامر الملئکۃ فسجدوا لک اشفع لنا الی ربک الا ترى ما نحن
فیہ الا ترى ما قد بلغنا فیقول آدم ان ربی غضب الیوم غضبا لم یغضب قبلہ مثلہ ولن یغضب
بعدہ مثلہ وانہ نہانی عن الشجرۃ فعصیتہ نفسی نفسی اذھبوا الی غیری اذھبوا الی
نوح فیاتون نوحا فیقولون یا نوح انت اول الرسل الی الارض وسماک اللہ عبدا شکورا
اشفع لنا الی ربک الا ترى ما نحن فیہ الا ترى ما قد بلغنا فیقول لہم ان ربی قد
غضب الیوم غضبا لم یغضب قبلہ مثلہ ولن یغضب بعدہ مثلہ وانہ قد کانت لی دعوۃ
دعوت بہا علی قومی نفسی نفسی اذھبوا الی ابراھیم فیاتون ابراھیم فیقولون انت
نبی اللہ وخلیلہ من اھل الارض اشفع لنا الی ربک الا ترى ما نحن فیہ الا ترى ما قد
بلغنا فیقول لہم ابراھیم ان ربی قد غضب الیوم غضبا لم یغضب قبلہ مثلہ ولا یغضب بعدہ
مثلہ وذکر کذباتہ نفسی نفسی اذھبوا الی غیری اذھبوا الی موسی فیاتون موسی
علیہ السلام فیقولون یا موسی انت رسول اللہ فضلک اللہ برسالاتہ وبتکلیمہ علی الناس
اشفع لنا الی ربک الا ترى ما نحن فیہ الا ترى ما قد بلغنا فیقول لہم موسی علیہ الصلوۃ و
السلام ان ربی قد غضب الیوم غضبا لم یغضب قبلہ مثلہ ولن یغضب بعدہ مثلہ وانی قتلت نفسا

ثم أمر بقتلها نفسي نفسي اذهبوا إلى عيسى فيأتون عيسى عليه السلام فيقولون يا عيسى أنت
رسول الله وكلمت الناس في المهد وكلمة منه ألقاها إلى مريم وروح منه فاشفع لنا إلى
ربك ألا ترى ما نحن فيه ألا ترى ما قد بلغنا فيقول لهم عيسى إن ربي قد غضب اليوم
غضبا لم يغضب قبله مثله ولن يغضب بعده مثله ولم يذكر له ذنبا نفسي نفسي اذهبوا
إلى غيري اذهبوا إلى محمد صلى الله عليه وسلم فيأتوني فيقولون يا محمد أنت رسول الله
وخاتم الأنبياء وغفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر اشفع لنا إلى ربك ألا
ترى ما نحن فيه ألا ترى ما قد بلغنا فأنطلق فآتي تحت العرش فأقع ساجدا لربي عز وجل
ثم يفتح الله علي ويلهمني من محامده وحسن الثناء عليه شيئا لم يفتحه لأحد قبلي
ثم يقال يا محمد ارفع رأسك سل تعطه اشفع تشفع فأرفع رأسي فأقول يا رب أمتي
أمتي فيقال يا محمد أدخل الجنة من أمتك من لا حساب عليه من الباب الأيمن من أبواب
الجنة وهم شركاء الناس فيما سوى ذلك من الأبواب والذي نفس محمد بيده إن ما
بين المصراعين من مصاريع الجنة لكما بين مكة وهجر أو كما بين مكة وبصرى ترجمہ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس گوشت لایا گیا تو آپکو دست دیا
گیا اور دست کا گوشت آپکو بہت پسند تھا ف اسلیے کہ وہ بے ریشہ ہوتا ہے اور جلدی گل جاتا ہے
اور اسکا ذائقہ بھی عمدہ ہوتا ہے ترمذی نے حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ دست کا گوشت آپکو
پسند نہ تھا بلکہ آپ کو گوشت ایک دن آڑ ملتا تو آپ دست لیتے تاکہ جلدی پک جاوے ت آپ نے
دانتوں سے اسکو نوچا پھر فرمایا میں سردار ہونگا سب آدمیوں کا قیامت کے دن ف آپ نے یہ فرمایا اللہ کی نعمت
ظاہر کرنے کے لیے اور اسکا حکم ہوا ہے آپکو اور اپنا درجہ بتلانے کے لیے ہمارے فائدہ کے لیے قاضی
عیاض نے کہا سردار وہ ہے جو سب لوگوں سے درجے میں زیادہ ہو اور جسکی طرف لوگ سختی کے وقت پناہ
لیویں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو سردار ہیں آدمیوں کے دنیا اور آخرت دونوں میں پر آپ نے خاص کیا
قیامت کو اسلیے کہ وہاں کی سرداری عمدہ ہے اور وہاں سب لوگ اگلے اور پچھلے اکٹھا ہونگے اور آدم اور انکی
اولاد سب آپکے جھنڈے کے تلے ہونگے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اسدن کس کی سلطنت ہوگی اللہ کی جو اکیلا ہے
زبردست حالانکہ اللہ کی سلطنت دنیا میں بھی ہے پر قیامت کو دن پوری سلطنت ہوگی کسیطرح کا اور کوئی دعوے

الباب

رہنے والا نہیں ہے گا (نووی) ف اور تم جانتے ہو کس وجہ سے اللہ تعالی اکٹھا کریگا قیامت کے دن
اگلوں اور پچھلوں کو ایک میدان میں یہانتک کہ پکارنے والے کی آواز ان سب کو سنائی دیگی اور دیکھنے والے کی
نگاہ ان سب پر پہنچے گی ف یعنے وہ میدان ایسا صاف اور ہموار ہوگا کہ دیکھنے میں نگاہ سب جا سکے
کی برخلاف دنیا کے کہ یہاں زمین کی گولائی کی وجہ سے نگاہ سب جگہ نہیں جا سکتی بعضوں نے کہا مراد خدا
کی نگاہ سے ہے یعنے خدا کی نگاہ تو ہر طرح سب پر پہنچتی ہے خواہ میدان ہموار ہو یا نہ ہو ف اور آفتاب نزدیک
ہو جاویگا اور لوگوں پر وہ مصیبت اور سختی ہوگی کہ اسکو سہہ نہ سکینگے اور برداشت نہ کر سکینگے آخر آپس میں
ایک دوسرے سے کہیں گے دیکھتے نہیں تم کس حال میں ہو دیکھتے نہیں تمکو کیا صدمہ پہنچا ایسا کیوں تلاش نہیں
کرتے اس شخص کی جو سفارش کرے تمہاری خدا کے پاس پھر وہ ایک دوسرے سے کہیں چلو آدم علیہ السلام
کے پاس لوگ انکے پاس جاوینگے اور کہیں گے اے آدم تم سب آدمیوں کے باپ ہو اللہ تعالے نے
تمکو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح تم میں پھونکی اور فرشتوں کو حکم کیا انہوں نے سجدہ کیا تمکو ہماری سفارش
کرو اپنے پروردگار سے کیا تم نہیں دیکھتے ہم کس حال میں ہیں کیا تم نہیں دیکھتے جو ہمپر مصیبت ہے آدم علیہ
السلام کہیں گے آج میرا پروردگار غصہ ہوا ایسا غصہ کہ کبھی ایسا غصہ نہیں ہوا تھا نہ ہوگا اور اس نے مجھے منع
کیا تھا درخت سے لیکن میں نے اسکی نافرمانی کی (اس درخت میں سے کھا لیا) اب مجھے خود اپنی فکر ہے تم اور کسی کے
پاس جاؤ نوح کے پاس جاؤ پھر وہ سب لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جاوینگے اور کہیں گے اے نوح تم
سب پیغمبروں سے پہلے زمین پر آئے اور اللہ تعالے نے تمہیں شکرگذار بندہ کہا تم ہماری سفارش کرو
اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے ہم کس حال میں ہیں اور جو مصیبت ہمپر آئی ہے وہ کہیں گے میرا رب آج
ایسا غصہ ہوا کہ ویسا کبھی نہیں ہوا تھا نہ ہوگا اور میں نے اپنی قوم پر بددعا کی تھی اسلیے مجھے خود اپنی فکر ہے
تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ پھر وہ سب لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاوینگے اور کہیں گے
اے ابراہیم تم اللہ کے نبی اور اسکے دوست ہو زمین والوں میں سے تم ہماری سفارش کرو اپنے پروردگار کے پاس
کیا تم نہیں دیکھتے ہم کس حال میں ہیں اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے وہ کہیں گے میرا پروردگار آج اتنا غصہ
ہے کہ ویسا کبھی نہیں ہوا تھا نہ ہوگا اور اپنی جھوٹ باتوں کو بیان کرینگے جو دنیا میں انہوں نے تین
جھوٹ بولے تھے اسلیے مجھ کو خود اپنی فکر ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ موسیٰ کے پاس جاؤ وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام
کے پاس جاوینگے اور کہیں گے اے موسیٰ تم اللہ کے رسول ہو اللہ نے تمہیں بزرگی دی اپنے پیاموں سے اور

اپنی کلام سے سب لوگ پھر تم ہماری سفارش کرو اپنے پروردگار کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے ہم جس حال میں ہیں
اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے سو کہیں گے کہ میرا پروردگار آج ایسے غصہ میں ہے کہ اتنا کبھی غصے نہیں ہوا
تھا نہ ہوگا اور میں نے دنیا میں ایک خون کیا تھا جس کا حکم نہ تھا اس لئے مجھ کو خود اپنی فکر ہو رہی ہے تم عیسیٰ
کے پاس جاؤ وہ سب لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئینگے اور کہیں گے ای عیسیٰ تم اللہ کے رسول
ہو تم نے لوگوں سے بات کی جھولے میں (جھولے میں وہ دودھ پیتے تھے) تم اللہ کی ایک بات ہو
جو اس نے مریم کی طرف ڈالی اور اسکی روح ہو تو سفارش کرو ہماری اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے
ہم جس حال میں ہیں اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے سو عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ میرا پروردگار آج ایسے
غصہ ہو کہ اتنا غصے کبھی نہیں ہوا تھا اور نہ کبھی ہوگا **ف** نووی نے کہا مراد غصے سے یہ ہے کہ اللہ
تعالیٰ بدلہ لینے والا ہوگا نافرمانوں سے اور اسکا عذاب ایسا موجود ہوگا اور طرح طرح کے ہول اور ڈر
جو محشر والوں کو ہونگے اور یہ باتیں نہ پہلے ہوئیں ہیں اور نہ آئندہ ہونگی تو اللہ کے غصے سے یہی مراد
ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کے حق میں غضب یا رضا سے مراد اللہ کا یہی ہے کہ نووی نے اس
مقام پر اللہ کی ایک صفت کی تاویل کی ہے اور اوپر یہ بات گذر چکی کہ اللہ کی سب صفات میں یہی ہے
کہ جو صفات کتاب اور سنت میں وارد ہیں انکو ویسا ہی ثابت کرنا اور بغیر تشبیہ کرنا ظاہر پر ایمان کرنا بغیر تاویل
اور تکییف اور تعطیل اور تشبیہ کے اور یہ جو امر نووی نے بیان کیا ہے نتیجہ غضب کی ہیں اور اسکا معنی لغوی
ف اور کبھی گناہ اونکا بیان نہیں کیا (جیسے اور پیغمبروں کی خطائیں بیان کیں) کیونکہ حضرت
عیسیٰ کا کوئی گناہ منقول نہیں ہے) تم سب اپنی فکر ہو رہی ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
جاؤ وہ سب میرے پاس آئینگے اور کہیں گے ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم اللہ کے رسول ہو خاتم الانبیاء ہو اللہ
نے تمہارے اگلے اور پچھلے سب گناہ بخش دیئے ہیں تم سفارش کرو ہماری اپنے رب کے پاس کیا تم ہمارا
حال نہیں دیکھتے کیا تم نہیں دیکھتے ہم کس مصیبت میں ہیں میں یہ سنکر چلونگا اور عرش کے تلے
آکر اپنے پروردگار کو سجدہ کرونگا پھر اللہ تعالیٰ میرا دل کھولدیگا اور وہ وہ تعریفیں اپنی مجھ کو بتلادیگا
جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں بتائیں (یعنی اسکی خوب تعریف اور حمد کرونگا) پھر فرماویگا اے محمد اپنا
سر اوٹھا مانگ جو مانگتا ہے دیا جاویگا سفارش کر قبول کیجاویگی میں سر اوٹھاؤنگا اور کہونگا ای
پروردگار امت میری امت میری **ف** یہاں سے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور اور پیغمبروں کا درجہ

پہچان لینا چاہیے وہ سب نفسی نفسی کہین گے اور اپنی جان کی فکر مین گرفتار ہونگے اور ہمارے پیغمبر
عام کی بھلائی کے خواہان اور امت کے چھوڑانے کے جویان ہون گے سبحان اللہ اس مقام پر یہ آیت
صادق ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین آپ کی ذات رحمت اور کرم ہے تمام دنیا کے لیے دنیا
اور آخرت مین اس سے بڑھکر کونسا شرف ہے اور اس سے زیادہ کونسا درجہ ہے یہی فرق ہے مرتبے کا
اس شخص مین جو دنیا مین اپنی بھلائی چاہتا ہے اور اس شخص مین جو عام لوگون کی بھلائی چاہتا ہے
اول کو دوسرے سے کچھ نسبت نہین ہے جو شخص عام مسلمانون کی فائدہ رسانی کا کام کرے جیسے مدرسہ
بناوے یا سفر اختیار کرے مسلمانون کے دین یا حکومت کی مدد کرے ایسا کام کرے جس سے مسلمان تباہی
اور ذلت سے بچین دین کی کتابین یا دین کی تعلیم پھیلا دے تجارت یا صنعت یا حرب کے آلات و اسباب شائع
کرے اسکا درجہ اس مسلمان سے کہین فائق ہے جو صرف اپنے نفس کو بچانے کے لیے عبادت مین مصروف رہے
ف حکم ہوگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت مین سے ان لوگون کو جن سے حساب کتاب نہ ہوگا داہنے
دروازے سے جنت مین داخل کرا دو اور لوگون کے شریک ہین باقی دروازون مین یعنی شرکت کرینگے اور سب
بھی جا سکتے ہین یہ سب دروازے انکے لیے مخصوص ہین (قسم اسکی ہے جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہے جنت کے
دروازے کے دونون بازوون مین اتنا فاصلہ ہے جیسے مکہ اور ہجر (جو ایک شہر ہے بحرین مین) یا جیسے
مکہ اور بصرے مین (بصرے ایک شہر ہے دمشق سے تین منزل پر) ف یہ شہر مکہ سے ایک مہینے کی راہ
پر ہے تو جنت کا پھاٹک اسقدر بڑا ہے کہ چوکھٹ کا ایک کنارہ دوسرے کنارے سے اتنا فاصلہ رکھتا ہے
اللہ اکبر جب پھاٹک اتنا ہے تو اس سے قیاس کر لینا چاہیے کہ جنت اللہ کتنی بڑی ہے عن ابی ہریرۃ
قال وضعت بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قصعۃ من ثرید ولحم فتناول
الذراع وکانت احب الشاۃ الیہ فنہس نہسۃ فقال انا سید الناس یوم القیامۃ ثم فنہس
نہس نہسۃ اخری فقال انا سید الناس یوم القیامۃ فلما رای اصحابہ لا یسألونہ قال نہس ہذہ
الا تقولون کیفہ قالوا کیفہ یا رسول اللہ قال یقوم الناس لرب العالمین وساق الحدیث کیف ہو
بمعنی حدیث ابی حیان عن ابی زرعۃ وزاد فی قصۃ ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام فقال فقال
وذکر قولہ فی الکوکب ہذا ربی وقولہ لالہتہم بل فعلہ کبیرہم ہذا وقولہ انی
سقیم قال والذی نفس محمد بیدہ ان ما بین المصراعین من مصاریع الجنۃ الی عضادتی

الْبَابِ الْآخَرِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ أَوْ هَجَرَ وَمَكَّةَ قَالَ لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت
ہے میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک پیالہ رکھا ثرید کا (ثرید ایک کھانا ہے جو روٹی اور شوربا
ملا کر بناتے ہیں) اور گوشت آپنے دست کا گوشت لیا اور وہ بہت پسند تھا آپکو ساری بکری میں آپ
نے ایک بار منہ سے اوسکو نوچا پھر فرمایا میں لوگوں کا سردار ہوں گا قیامت کے دن پھر دوبارہ نوچا اور
فرمایا میں لوگوں کا سردار ہونگا قیامت کے دن جب آپنے دیکھا آپکے یار کچھ نہیں پوچھتے تو خود ہی فرمایا تم یہ
نہیں پوچھتے کیونکر انہوں نے کہا کیونکر یا رسول اللہ آپنے فرمایا لوگ سب کھڑے ہونگے خدا کے سامنے
اور بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری حضرت ابراہیم کے قصے میں اتنا زیادہ ہے کہ اونہوں نے
بیان کیا (ان جھوٹ باتوں کو جو دنیا میں کہی تھیں) ستارے کو کہا تھا یہ میرا رب ہے (اگرچہ حضرت ابراہیم
کا یہ اعتقاد نہ تھا کیونکہ پیغمبروں سے شرک سرزد نہیں ہوتی پر کافروں کے الزام دینے کے لیے پہلے تارے کو
خدا قرار دیا پھر چاند کو پھر سورج کو جب یہ سب ڈوب گئے تو کہا یہ خدا نہیں ہو سکتے خدا وہ ہے جس نے ان سب کو پیدا
کیا) اور بتونکو آپنے توڑا تھا اور کہا تھا بڑے بت نے توڑا ہے بیمار نہ تھے اور کہا تھا میں بیمار ہوں قسم اوسکی جسکے ہاتھ
میں محمد کی جان ہے جنت کے دونوں پٹوں میں دروازوں کی چوکھٹ تک اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور ہجر میں ہے
یا یوں کہا جتنا ہجر اور مکہ میں راوی کو یاد نہیں کیونکر کہا (یعنی ہجر کو پہلے کہا یا مکہ کو) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
وَحُذَيْفَةَ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى النَّاسَ فَيَقُومُ
الْمُؤْمِنُونَ حَتَّى تُزْلَفَ لَهُمُ الْجَنَّةُ فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ يَا أَبَانَا اسْتَفْتِحْ لَنَا الْجَنَّةَ فَيَقُولُ وَ آدم علیہ السلام
هَلْ أَخْرَجَكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا خَطِيئَةُ أَبِيكُمْ آدَمَ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ اذْهَبُوا إِلَى ابْنِي إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ
اللَّهِ قَالَ فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَام لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ إِنَّمَا كُنْتُ خَلِيلًا مِنْ وَرَاءَ وَرَاءَ اعْمِدُوا
إِلَى مُوسَى الَّذِي كَلَّمَهُ اللَّهُ تَكْلِيمًا فَيَأْتُونَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَام فَيَقُولُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ اذْهَبُوا
إِلَى عِيسَى كَلِمَةِ اللَّهِ وَرُوحِهِ فَيَقُولُ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَام لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ فَيَأْتُونَ مُحَمَّدًا صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُومُ وَيُؤْذَنُ لَهُ وَتُرْسَلُ الْأَمَانَةُ وَالرَّحِمُ فَتَقُومَانِ جَنَبَتَيِ الصِّرَاطِ يَمِينًا وَشِمَالًا
فَيَمُرُّ أَوَّلُكُمْ كَالْبَرْقِ قَالَ قُلْتُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي أَيُّ شَيْءٍ كَمَرِّ الْبَرْقِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَلَمْ تَرَوْا إِلَى الْبَرْقِ كَيْفَ يَمُرُّ وَيَرْجِعُ فِي طَرْفَةِ عَيْنٍ ثُمَّ كَمَرِّ الرِّيحِ ثُمَّ كَمَرِّ الطَّيْرِ وَشَدِّ الرِّجَالِ تَجْرِي
بِهِمْ أَعْمَالُهُمْ وَنَبِيُّكُمْ قَائِمٌ عَلَى الصِّرَاطِ يَقُولُ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ حَتَّى تَعْجِزَ أَعْمَالُ الْعِبَادِ حَتَّى يَجِيءَ

الرِّجَالُ ۔ الرَّجُلُ فَلَا يَسْتَطِيْعُ السَّيْرَ إِلَّا زَحْفًا قَالَ وَفِيْ حَافَتَيِ الصِّرَاطِ كَلَالِيْبُ مُعَلَّقَةٌ مَأْمُوْرَةٌ تَأْخُذُ مَنْ
مَكْدُوْسٌ ۔ أُمِرَتْ بِهٖ فَمَخْدُوْشٌ نَاجٍ وَمَكْدُوْسٌ فِي النَّارِ وَالَّذِيْ نَفْسُ أَبِيْ هُرَيْرَةَ بِيَدِهٖ إِنَّ قَعْرَ جَهَنَّمَ لَسَبْعِيْنَ
خَرِيْفًا رواہ مسلم ابو ہریرہ اور حذیفہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی قیامت
کے دن لوگوں کو جمع کریگا تو مسلمان کھڑے رہینگے یہانتک کہ جنت ان کے پاس آجاویگی پھر وہ آدم علیہ
السلام کے پاس آوینگے اور کہیں گے اے باپ ہمارے جنت کو کھلوا دیجئے وہ کہیں گے جنت سے تمکو نکالا
… خطا نے تمہارے باپ کی میں اس کام کا نہیں ہوں … تم جاؤ بیٹے ابراہیم علیہ السلام کے
پاس … ابراہیم علیہ السلام کہیں گے میں اس کام کا نہیں ہوں میں اللہ کا دوست تھا لیکن پیچھے سے
پیچھے … بلکہ وہ حجاب کے پیچھے … اس سے باتیں کی
… موسیٰ کے پاس جنسے اللہ تعالی نے باتیں کی وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس
آوینگے وہ کہینگے … عیسیٰ کے پاس جاؤ جو اللہ کا کلمہ ہیں اور اوسکی روح ہیں عیسیٰ
علیہ السلام کہیں گے میں اس کام کا نہیں پھر وہ سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آوینگے آپ کھڑے ہونگے
اور آپکو اجازت دیجاوے گی شفاعت کی اور امانت اور ناتے کو بھیجا جاویگا وہ پل صراط کے داہنے
اور بائیں کھڑے ہو جاوینگے ف کہا ہے کہ وہ دونوں بڑے کام ہیں جنکا خیال دین کو ہمیشہ رکھنا چاہئے
… ہر کام کاج میں آورنا ناتے رشتہ
… سلوک کرنا انکی خبر لینا ف تم میں سے پہلا شخص بجلی کی طرح
گذرے گا میں نے کہا آپ پر ماں باپ میرے قربان ہوں بجلی کی طرح کونسی چیز گذرتی ہے آپ نے فرمایا
تم نے بجلی کو نہیں دیکھا کس طرح گذرتی ہے اور پھر لوٹ آتی ہے پلک مارنے میں پھر جیسے ہوا جاتی ہے پھر جیسے
پرند … ان کے اعمال کے موافق اور تمہارا نبی پل پر کھڑے ہوئے کہینگے
اے رب سلامت رکھ … یہانتک کہ بندوں کے اعمال عاجز ہو جاوینگے اور وہ لوگ جاوینگے گھسٹتے
… ہوگی اور ایک شخص آویگا وہ چل نہ سکیگا مگر گھسٹتا ہوا اور اس پل کے دونوں طرف
آنکڑے ہونگے … جسکو حکم ہوگا اسکو پکڑ لینگے پھر بعضا آدمی چھل چھلا کر نجات پا جاویگا اور بعضا
آدمی … جہنم میں گر پڑیگا قسم ہے اوسکی جسکے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے جہنم کی گہرائی ستر برس
کی ہے ف یعنی اگر کوئی چیز اوس میں گرے تو ستر برس تک تہ کو پہنچے معاذ اللہ عن انس بن مالک

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اول الناس یشفع فی الجنۃ وانا اکثر الانبیاء
تبعا ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سب سے پہلے جنت
میں شفاعت کرونگا اور سب پیغمبروں سے زیادہ میرے لوگ ہونگے قیامت کے دن عن انس
بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اکثر الانبیاء تبعا یوم القیمۃ وانا
اول من یقرع باب الجنۃ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب
پیغمبروں سے زیادہ میرے تابع ہونگے قیامت کے روز اور میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤنگا (
یعنے کھلواؤنگا) عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اول
شفیع فی الجنۃ لم یصدق نبی من الانبیاء ما صدقت وان من الانبیاء نبیا ما یصدقہ
من امتہ الا رجل واحد ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
میں سب سے پہلے جنت میں شفاعت کرونگا اور کسی پیغمبر کو اتنے لوگوں نے نہیں مانا جتنے لوگوں نے
مجھکو مانا اور بعضا پیغمبر ایسا ہے کہ اوسکا ماننے والا ایک ہی شخص ہے عن انس بن مالک
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آتی باب الجنۃ یوم القیمۃ فاستفتح فیقول
الخازن من انت فاقول محمد فیقول بک امرت لا افتح لاحد قبلک ترجمہ انس بن
مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آؤنگا
اور دروازہ کھلواؤنگا چوکیدار پوچھیگا کہ تم کون ہو میں کہونگا محمد وہ کہیگا آپ ہی کے واسطے مجھے حکم
ہوا تھا کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے دروازہ نہ کھولوں عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال لکل نبی دعوۃ یدعو بہا فارید ان اختبئ دعوتی شفاعۃ لامتی یوم
القیمۃ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا
ہوتی ہے جسکو خداوند تعالی ضرور قبول کرتا ہے اور باقی دعائیں قبول بھی ہوتی ہیں اور نہیں بھی
ہوتیں تو میں چاہتا ہوں اپنی دعا کو چھپا رکھوں قیامت کے دن تک اپنی امت کی شفاعت کے لیے
ف یعنے دنیا میں اوس دعا کو نہ مانگوں بلکہ آخرت کے لیے اوٹھا رکھوں اور اپنی امت کی نجات کے
لیے صرف کروں سبحان اللہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت سے کیسی محبت تھی اور الفت کسی پیغمبر کو
اپنی امت سے ویسی الفت نہیں ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ آپ اپنی امت کی اوسوقت مدد کرینگے جب باپ بیٹے

یدعو بہا

بیٹا باپ سے خاوند جورو سے جورو خاوند سے ہر ایک عزیز اپنے عزیز سے بیزار ہوگا اور سب کو اپنی اپنی جان
بچانے کی فکر ہوگی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل
نبی دعوۃ واردت ان شاء اللہ ان اختبی دعوتی شفاعۃ لامتی یوم القیمۃ ترجمہ
ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ضرور قبول ہوتی
ہے تو میرا ارادہ ہے اگر خدا چاہے تو اپنی دعا کو چھپا رکھوں اور قیامت کے دن اپنی امت کی
شفاعت کروں عن ابی ہریرۃ قال لکعب الاحبار ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لکل نبی دعوۃ یدعوها
یدعو بها فانا ارید ان شاء اللہ ان اختبی دعوتی شفاعۃ لامتی یوم القیمۃ فقال آانت
کعب لابی ہریرۃ انت سمعت ہذا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو ہریرۃ نعم فقال
ترجمہ ابوہریرہ رض نے کعب احبار سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے لیے ایک دعا ہوتی
ہے جسکو وہ مانگتا ہے میرا ارادہ یہ ہے بشرطیکہ خدا چاہے کہ میں اس دعا کو چھپا رکھوں اپنی امت کے
لیے قیامت کے دن کعب نے ابوہریرہ سے کہا تم نے یہ سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوہریرہ
نے کہا ہاں عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی دعوۃ
مستجابۃ فتعجل کل نبی دعوتہ وانی اختبأت دعوتی شفاعۃ لامتی یوم القیمۃ
فہی نائلۃ ان شاء اللہ من مات من امتی لا یشرک باللہ شیئا ترجمہ ابوہریرہ رض سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ہے جو ضرور قبول ہوتی ہے تو
ہر ایک نبی نے جلدی کی وہ دعا مانگ لی (دنیا ہی میں) اور میں اپنی دعا کو چھپا رکھتا ہوں قیامت
کے دن کے واسطے اپنی امت کی شفاعت کے لئے اور خدا چاہے تو میری شفاعت ہر ایک امتی کے لیے ہوگی بشرطیکہ
وہ شرک پر مرا ہو ف یعنی خاتمہ کے وقت وہ مشرک نہ ہو اگرچہ کتنا ہی گنہگار ہو - نووی نے
کہا اس حدیث سے اہل حق کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص مرجاوے شرک سے پاک ہوکر وہ ہمیشہ کے لیے
جہنم میں نہیں رہیگا اگرچہ کبیرہ گناہ کرتا ہو اور اسکے دلائل اوپر بیان ہوچکے سراج الوہاج میں ہے
کہ شرک عام ہے خواہ دوسرا کوئی خدا ثابت کرے یا اسکی کسی صفت کو اسکی کسی مخلوق کے لیے خواہ وہ
کوئی ہو ثابت کرے اور شرک ایک جلی ہے اور ایک خفی اور اس سے بچنا نہایت دشوار ہے اسواسطے اللہ
تعالے نے فرمایا اکثر لوگ اللہ پر ایمان لاتے ہیں لیکن وہ مشرک ہیں اور یہ آیت صادق ہے ان مقلدوں پر

جنہوں نے اپنے عالموں اور مجتہدوں کو خدا بنا رکھا ہے اور ان لوگوں پر جو پیر و پیغمبر وغیرہ کا کام کرتے ہیں جو کام
ہیں اللہ کے اور لوگوں کو سکھاتے ہیں جیسا نذروں کا سوا اللہ کے اور انکے نام پر وہ سب مشرک ہیں اور باوجود اسکے
امید رکھتے ہیں نبی کی شفاعت کی بلکہ اپنے بزرگوں کی شفاعت کی حالانکہ شفاعت اسی کے لیے ہے جو اللہ
کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرے نکلا نتیجہ یہ کہ جو شرک کرے اسکی شفاعت نہ ہوگی بلکہ وہ ہمیشہ جہنم
میں رہیگا خواہ کوئی ہو کہیں ہو عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ يَدْعُو بِهَا فَيُسْتَجَابُ لَهُ فَيُؤْتَاهَا وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ
دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہوتی ہے قبول ہونے والی جسکو وہ مانگتا ہے اور قبول ہوتی ہے اور
دیا جاتا ہے اور میں نے اپنی دعا اٹھا رکھی ہے اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن ۔
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ دَعَا
بِهَا فِي أُمَّتِهِ فَاسْتُجِيبَ لَهُ وَإِنِّي أُرِيدُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ أَنْ أُؤَخِّرَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي ان اؤخرہ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہر پیغمبر کی ایک
دعا ہوتی ہے مانگی امت کے حق میں اور وہ قبول ہوتی ہے لیکن میرا قصد ہے خدا چاہے تو میں
اپنی دعا کو اٹھا رکھوں اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ دَعَاهَا لِأُمَّتِهِ وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي
شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہے جو انہوں نے مانگی اپنے امت کی لیے اور میں اپنی دعا چھپا رکھی ہے اپنی امت
کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا فِي أُمَّتِهِ وَخَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ
ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہے
جسکو انہوں نے مانگا اپنی امت کے حق میں اور میں نے اپنی دعا کو اٹھا رکھا ہے قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت
کے لیے باب دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمَّتِهِ وَبُكَائِهِ شَفَقَةً عَلَيْهِمْ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا دعا کرنا اپنی امت کے لیے اور رونا انکے حال پر شفقت سے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو

ابراہیم علیہ السلام

بن العاص ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تلا قول اللہ تعالی فی ابراہیم رب انہن اضللن کثیرا
من الناس فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم الآیۃ وقال عیسی علیہ السلام
ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم فرفع یدیہ وقال اللہم
امتی امتی وبکی فقال اللہ عز وجل یا جبریل اذہب الی محمد وربک اعلم فسئلہ ما
یبکیک فاتاہ جبریل علیہ السلام فسالہ فاخبرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بما قال و
ہو اعلم وقال اللہ عز وجل یا جبریل اذہب الی محمد فقل انا سنرضیک فی امتک
ولا نسوءک ترجمہ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت
پڑھی جس میں حضرت ابراہیم کا قول ہے اے رب انہوں نے بہکایا یعنی بتوں نے بہت لوگوں کو سو جو
کوئی میری راہ پر چلا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا سو تو بخشنے والا مہربان ہے اور یہ آیت جس میں
حضرت عیسی علیہ السلام کا قول ہے اگر تو انکو عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور جو تو انکو بخش دیوے تو
تو ہی مالک ہے حکمت والا پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا اے پروردگار میری امت میری امت اور رونے لگے
اللہ تعالی نے فرمایا اے جبرئیل تم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور میں خوب جانتا ہوں لیکن تم جا کر انسے
پوچھو وہ کیوں روتے ہیں جبرئیل انکے پاس آئے اور پوچھا آپ کیوں روتے ہیں آپنے سب حال بیان کیا
جبرئیل نے اللہ تعالی سے جا کر عرض کیا حالانکہ وہ خوب جانتا تھا اللہ تعالی نے فرمایا اے جبرئیل محمد کے پاس
جاؤ اور کہو ہم تمکو خوش کریں گے تمہاری امت میں اور ناراض نہیں کرینگے ف نووی نے کہا
اس حدیث میں کئی فائدے ہیں ایک تو یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر بہت شفقت
اور مہربانی تھی دوسری یہ کہ دعا میں ہاتھ اٹھانا مستحب ہے تیسری بشارت عظیم ہے اس امت کو اسلئے
کہ وعدہ اور زیادہ امید کی چیز ہے کہ وعدہ ہو چکا ہے اللہ نے فرمایا ہم تمکو خوش کر دینگے تمہاری امت میں
اور ناراض نہیں کرینگے اور یہ حدیث بڑی امید کی ہے امت کے لوگوں کیلئے چوتھی بیان ہے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کی کمال بزرگی کا اور علاوہ اسکے اللہ تعالی کی جو عنایت آپ پر تھی اسکا اور جبرائیل کے بھیجنے میں
یہی حکمت تھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بزرگی کھل جاوے اور معلوم ہو جاوے کہ آپکا درجہ بہت عالی ہے اور خدا تعالی
انکی رضامندی چاہتا ہے اور یہ حدیث مطابق اس آیت کے ہے ولسوف یعطیک ربک فترضی یعنی اللہ تعالی تمکو دیگا پھر
تم راضی ہو جاؤ گے اور یہ جو فرمایا ہم تمکو ناراض نہیں کرینگے اس میں بڑی امید نکلتی ہے اسلئے کہ رضامندی جب

بھی ہو جاتی کہ اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو معاف کر دیا اور بعضوں کو جہنم میں بھیجا تا کہ آپ کو رنج ہوتا اگر لوگوں کا جہنم میں
جاتے تو فرمایا میں تم کو رنج نہیں دونگا بلکہ سب لوگوں کو تمہاری امت کی نجات دونگا ۔ **باب** بیان

اِنَّ مَنْ مَاتَ عَلَی الْکُفْرِ فَهُوَ فِی النَّارِ وَلَا تَنَالُهُ شَفَاعَةٌ وَلَا تَنْفَعُهُ قَرَابَةُ الْمُقَرَّبِیْنَ جو شخص کفر پر مرے
وہ جہنم میں جائیگا اور اسکی شفاعت نہوگی اور بزرگوں کی عزیزداری کچھ کام نہ آوے گی **عن** انس ان رجلا
قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیْنَ اَبِیْ قَالَ فِی النَّارِ قَالَ فَلَمَّا قَفَّی الرَّجُلُ دَعَاهُ فَقَالَ اِنَّ اَبِیْ وَاَبَاكَ فِی النَّارِ رواہ مسلم
انس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ میرا باپ کہاں ہے آپ نے فرمایا دوزخ میں جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا تو آپ نے اسکو
بلایا اور فرمایا میرا باپ اور تیرا باپ دونوں جہنم میں ہیں **ف** ۔ اسلئے کہ وہ کفر پر مرے تھے اور جو کفر پر مرے
وہ جہنم میں جاویگا اور کسی کا نا رشتہ کام نہ آوے گا ۔ اس حدیث کی توجیہ علماء نے یوں کی ہے کہ جو لوگ
فترت کے زمانہ میں مرے ہیں اور وہ بتوں کی پرستش کرتے تھے وہ سب جہنمی ہیں اور اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ
دعوت کسی پیغمبر کی نہ پہنچی ہو کیونکہ انکو اور پیغمبروں کی دعوت پہنچ چکی تھی جیسے حضرت ابراہیم علیہ
السلام کی اور یہ جو آپ نے اس شخص کو بلا کر کہا کہ میرا باپ بھی جہنم میں ہے اس سے غرض تھی کہ اس شخص
کا رنج کم ہو جاوے اور وہ یہ معلوم کرے کہ خدا کے یہاں سب برابر ہیں جو کافر ہوا وہ اس سے بچا نہیں ۔ اسکا خلاف
نہیں ہو سکتا کافر کا ٹھکانا جہنم ہے خواہ وہ نبی کا باپ ہو یا بیٹا ۔ جلال الدین سیوطی رحمہ نے کئی
حدیثوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو آپ کے والد
کے حق میں قبول کیا اور وہ دوبارہ جلائے گئے اور اسلام لائے پر اکثر علماء اور محدثین نے اسکا انکار کیا ہے
اور ان حدیثوں کو موضوع بتلایا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے حقیقت حال کو **عن** ابی هریرة قال
لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُرَیْشًا
فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ یَا بَنِیْ كَعْبِ بْنِ لُؤَیٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ یَا بَنِیْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ اَنْقِذُوْا
اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ یَا بَنِیْ عَبْدِ شَمْسٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ یَا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ یَا بَنِیْ هَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ
النَّارِ یَا بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ یَا فَاطِمُ اَنْقِذِیْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَا اَمْلِكُ یَا فَاطِمَةُ
لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا غَیْرَ اَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا ۔ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے جب آیت
اتری ڈرا تو اپنے کنبے والوں کو تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے لوگوں کو بلا بھیجا وہ سب اکٹھا ہوئے
آپ نے عام سب کو ڈرایا پھر خاص کیا اور فرمایا اے کعب بن لوی کے بیٹو چھڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے اے مرہ بن

کعب کے بیٹو چھوڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے اے عبد شمس کے بیٹو چھوڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے اے عبد مناف کے بیٹو چھوڑاؤ
اپنے تئیں جہنم سے اے ہاشم کے بیٹو چھوڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے اے عبدالمطلب کے بیٹو چھوڑاؤ اپنے تئیں جہنم
سے اے فاطمہ چھوڑا اپنے تئیں جہنم سے اسلئے کہ میں خدا کے سامنے کچھ اختیار نہیں رکھتا (یعنی اگر اللہ
تمکو عذاب کرنا چاہے تو میں بچا نہیں سکتا) البتہ تم سے ناتا رکھتے ہو اسکو میں جوڑتا رہونگا یعنی
دنیا میں تمہارے ساتھ احسان کرتا رہونگا ۔ عن عائشة قالت لما نزلت وأنذر عشيرتك
الأقربين قام رسول الله صلى الله عليه وسلم على الصفا فقال يا فاطمة بنت محمد يا صفية بنت
عبد المطلب يا بني عبد المطلب لا أملك لكم من الله شيئا سلوني من مالي ما شئتم (ترجمہ)
ام المومنین عائشہ سے روایت ہے جب یہ آیت اتری ڈرا تو اپنے کنبہ والوں کو تو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑ پر کھڑے ہوئے اور فرمایا اے فاطمہ محمد کی بیٹی اور اے صفیہ عبدالمطلب کی بیٹی
اے عبدالمطلب کے بیٹو میں خدا کے سامنے تمہارا کچھ بچاؤ نہیں کر سکتا البتہ میرے مال میں سے جو چاہو
مانگ لو ۔ عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حين أنزل عليه وأنذر عشيرتك
الأقربين يا معشر قريش اشتروا أنفسكم من الله لا أغني عنكم من الله شيئا يا بني عبد
المطلب لا أغني عنكم من الله شيئا يا عباس بن عبد المطلب لا أغني عنك من الله شيئا
يا صفية عمة رسول الله صلى الله عليه وسلم لا أغني عنك من الله شيئا يا فاطمة بنت
محمد سليني ما شئت لا أغني عنك من الله شيئا (ترجمہ) ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیت اتری ڈرا اپنے نزدیک کنبہ والوں کو تو آپ نے فرمایا اے قریش کے لوگو
اپنی جانوں کو اللہ سے مول لو (یعنی نیک عمل کرکے) میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتا
اے عبدالمطلب کے بیٹو میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتا اے عباس عبدالمطلب کے بیٹے میں اللہ کے سامنے تیرے
کچھ کام نہیں آ سکتا اے صفیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی میں اللہ کے سامنے تیرے کچھ کام نہیں آ سکتا اے فاطمہ محمد کی بیٹی تو جو چاہے
مال میں سے مانگ لے لیکن اللہ کے سامنے میں تیرے کچھ کام نہیں آ سکتا ۔ عن أبي هريرة عن
النبي صلى الله عليه وسلم نحو هذا (ترجمہ) ابوہریرہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گزری ۔
عن قبيصة بن المخارق وزهير بن عمرو قالا لما نزلت وأنذر عشيرتك الأقربين
قال انطلق نبي الله صلى الله عليه وسلم إلى رضمة من جبل فعلا أعلاها حجرا ثم نادى

يا بني عبد مناف إني نذير إنما مثلي ومثلكم كمثل رجل رأى العدو فانطلق يربأ أهله
فخشي أن يسبقوه فجعل يهتف يا صباحاه ترجمہ قبیصہ بن مخارق اور زہیر بن عمرو سے روایت
ہے دونوں نے کہا جب اتری یہ آیت ڈرا تو اپنے نزدیک کے ناتے والوں کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پہاڑ کے ایک پتھر پر چڑھے اور سب سے اونچے پتھر پر کھڑے ہوئے پھر آواز دی اے عبد مناف کے بیٹو میں ڈرانے
والا ہوں میری مثال اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے دشمن کو دیکھا پھر وہ چلا اونکے بچانے
کو [illegible] پکارنے لگا یا صباحاہ [illegible] یا صباحاہ ایک
کلمہ ہے [illegible] اور اکثر [illegible] صبح کے وقت ہوا
کرتی ہے [illegible] عن
النبي [illegible] عن النبي صلى الله عليه وسلم نحوه ترجمہ دوسری روایت
بھی ایسی ہی ہے [illegible] قال لما نزلت هذه الآية وانذر عشيرتك الاقربين
ورهطك منهم المخلصين خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى صعد الصفا فهتف
يا صباحاه فقالوا من هذا الذي يهتف قالوا محمد فاجتمعوا اليه فقال يا بني فلان
يا بني فلان يا بني عبد مناف يا بني عبد المطلب فاجتمعوا اليه فقال أرأيتكم لو أخبرتكم أن خيلا تخرج
بسفح هذا الجبل أكنتم مصدقي قالوا ما جربنا عليك كذبا قال فإني
نذير لكم بين يدي عذاب شديد قال فقال أبو لهب تبا لك أما جمعتنا إلا لهذا
ثم قام فنزلت هذه السورة تبت يدا أبي لهب وقد تب كذا قرأ الأعمش إلى آخر السورة
ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے جب یہ آیت اتری [illegible] اور اپنی قوم کے مخلص
لوگوں کو [illegible] وانذر عشيرتك الاقربين
[illegible]
[illegible] نکلے یہاں تک کہ صفا پہاڑ پر چڑھ گئے اور پکارا یا
صباحاہ لوگوں نے کہا [illegible] سب لوگ آپ پاس اکٹھے ہوئے آپ نے
فرمایا اے فلانے کے بیٹو اے فلانے کے بیٹو اے عبد مناف کے بیٹو اے عبد المطلب کے بیٹو وہ سب
اکٹھے ہوئے تب آپ نے فرمایا کیا سمجھتے ہو اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے نیچے سوار ہیں تو تم میری بات مانو گے

انہوں نے کہا ہمنے تو کبھی تمہاری کوئی بات جھوٹ نہیں پائی آپنے فرمایا تو میں تمکو ڈراتا ہوں سخت
عذاب سے ابو لہب نے کہا خرابی ہو تمہاری تم نے ہم سبکو اسی لیے جمع کیا پھر آپ کھڑے ہوئے اسوقت یہ سورت
اتری تبت یدا ابی لہب وتب یعنی تباہ ہوئے دونوں ہاتھ ابو لہب کے اور ہلاک ہوا اعمش نے اس سورت کو
یوں ہی پڑھا اخیر تک لیکن قد کا حرف زیادہ کیا اور مشہور قرأت یہی ہے بغیر قد کے عن الاعمش
بهذا الاسناد صعد رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم الصفا فقال يا صباحاه
بنحو حديث ابي اسامة ولم يذكر نزول الاية وانذر عشيرتك الاقربين ترجمہ اعمش سے
اسی سند سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن صفا پر چڑھے اور فرمایا یا صباحاہ اسطرح جیسے
اوپر ابو اسامہ کی روایت میں گذری اور ذکر نہیں کیا آیت وانذر عشیرتک الاقربین کے اترنیکا
باب شفاعة النبي صلى الله عليه وسلم لابي طالب والتخفيف عنه بسببه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
سفارش ابو طالب کے لیے اور انکا عذاب ہلکا ہونا اس سفارش کی وجہ سے عن العباس بن عبد
المطلب انه قال يا رسول الله هل نفعت ابا طالب بشيء فانه كان يحوطك ويغضب لك
قال صلى الله عليه وسلم نعم هو في ضحضاح من نار ولولا انا لكان في الدرك الاسفل
من النار ترجمہ حضرت عباس نے کہا یا رسول اللہ آپنے ابو طالب کو بھی کچھ فائدہ پہونچایا وہ آپکی
حفاظت کرتے تھے اور آپکے لیے غصے ہوتے تھے (یعنی جو کوئی آپکو ستاتا اس پر غصے ہوتے) رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں وہ ٹخنوں تک آگ میں ہیں اور اگر میں نہ ہوتا تو نیچے کے
طبقہ میں ہوتے (درک اسفل جہنم کے نیچے کے طبقہ کو کہتے ہیں) جہاں عذاب سخت ہے اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ آپکی دعا سے کافروں کو بھی فائدہ پہونچا کہ ان کا عذاب ہلکا ہوا ایک شخص
نے خواب میں ابو لہب کو دیکھا اس نے کہا میں سخت عذاب میں گرفتار ہوں پیر کے دن کچھ عذاب
ہلکا ہوجاتا ہے اسلیے کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشی میں اس روز لونڈی کو آزاد
کیا تھا سبحان اللہ پیغمبر کی خاطر ایسی اللہ تعالی کو منظور ہے کہ آپکی وجہ سے کافروں کا عذاب
بھی ہلکا ہوجاتا ہے ابو طالب حضرت علی کے باپ اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے اور
بڑا احسان آپ پر تھا عن عبد الله بن الحارث قال سمعت العباس يقول قلت يا رسول
الله ان ابا طالب كان يحوطك وينصرك فهل نفعه ذلك قال نعم وجدته في غمرات من

النَّارِ فَأَخْرَجْتُهُ إِلَى الضَّحْضَاحِ ترجمہ عبد اللہ بن حارث سے روایت ہے میں نے سنا عباس سے وہ کہتے
تھے میں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو طالب آپکا بچاؤ کرتے تھے اور آپکی مدد کرتے تھے
اور آپکے لیے لوگوں پر غصہ کرتے تھے تو ان کو کچھ فائدہ ہوا ان باتوں سے آپنے فرمایا ہاں میں نے
ان کو سخت آگ میں پایا تو میں نکال لایا انکو ہلکی آگ میں عَنْ سُفْيَانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے
جیسے اوپر گذری عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ عِنْدَهُ
عَمُّهُ أَبُو طَالِبٍ فَقَالَ لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُجْعَلُ فِي ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ يَبْلُغُ
كَعْبَيْهِ يَغْلِي مِنْهُ دِمَاغُهُ ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے (ن منها)
آپکے چچا ابو طالب کا ذکر ہوا آپنے فرمایا شاید انکو فائدہ ہو میری شفاعت سے قیامت کے دن اور وہ ہلکی
آگ میں رکھے جاویں جو انکے ٹخنوں تک ہو لیکن بھیجا انکا پکتا رہے اُس سے (معاذ اللہ جہنم کی آگ کیسی سخت
ہوگی) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَدْنَى أَهْلِ النَّارِ
عَذَابًا يَنْتَعِلُ بِنَعْلَيْنِ مِنْ نَارٍ يَغْلِي دِمَاغُهُ مِنْ حَرَارَةِ نَعْلَيْهِ ترجمہ ابو سعید خدری سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے کم درجے کا عذاب اسکو ہوگا جسکو دو جوتیاں آگ
کی پہنائی جاوینگی پھر اوسکا بھیجا گرمی کے مارے پکیگا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ أَهْوَنُ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا أَبُو طَالِبٍ وَهُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ ترجمہ
ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے ہلکا عذاب جہنم کا ابو طالب
کو ہوگا وہ دو جوتیاں پہنے ہونگے ایسی جنسے انکا بھیجا پکیگا عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ يَخْطُبُ وَيَقُولُ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَرَجُلٌ
يُوضَعُ فِي أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ نعمان بن بشیر سے روایت ہے وہ
خطبہ پڑھ رہے تھے انھوں نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے ہیں سب سے
کم درجہ کا عذاب قیامت کے دن اسکو ہوگا جسکے بیچ تلووں میں دو انگارے رکھدیے جاوینگے اور بھیجا
پکنے لگیگا ان کی وجہ سے عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ
أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَهُ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ

مَا يُرَى أَنَّ أَحَدًا أَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَإِنَّهُ لَأَهْوَنُهُمْ عَذَابًا ترجمہ نعمان بن بشیر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے ہلکا عذاب اسکو ہوگا جو دو جوتیاں اور دو تسمے آگ کی پہنے ہوگا بھیجا اسطرح پکتا ہوگا جیسے ہانڈی پکتی ہے وہ سمجھے گا اس سے زیادہ سخت عذاب کسی کو نہیں حالانکہ اسکو سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔ باب الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ لَا يَنْفَعُهُ عَمَلٌ جو شخص کفر کی حالت میں مرے اوسکو کوئی عمل کام نہیں آویگا ۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْنُ جُدْعَانَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَصِلُ الرَّحِمَ وَيُطْعِمُ الْمِسْكِينَ فَهَلْ ذَاكَ نَافِعُهُ قَالَ لَا يَنْفَعُهُ إِنَّهُ لَمْ يَقُلْ يَوْمًا رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ترجمہ ام المومنین عائشہ نے کہا یا رسول اللہ جدعان کا بیٹا جاہلیت کے زمانے میں ناتے کو جوڑتا تھا (یعنی ناتے والوں سے سلوک کرتا تھا) اور مسکینوں کو کھانا کھلاتا کیا یہ کام اسکو فائدہ دینگے (قیامت کے دن) آپ نے فرمایا کچھ فائدہ نہ دینگے کیونکہ اوس نے کبھی یوں نہیں کہا اے مالک بخش دے میری خطا قیامت کے دن **ف** یعنی وہ قیامت کا یقین نہ رکھتا تھا اور جو شخص قیامت پر ایمان نہ لاوے وہ کافر ہے اسکو کوئی عمل فائدہ نہ دیگا قاضی عیاض نے کہا اس بات پر اجماع ہے کہ کافروں کو نیک اعمال فائدہ نہ دینگے نہ انکو کسی قسم کا اجر ملیگا نہ آرام ہوگا نہ عذاب ہلکا ہوگا البتہ بعض کا عذاب بعض پر دوسرے کافروں کی نسبت انکے اعمال کے موافق سخت یا ہلکا ہوگا [illegible] قاضی کا کلام حافظ فقیہ ابو بکر بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں بعض اہل علم سے نقل کیا ہے [illegible] ابن جدعان کی حدیث اور جو اس قسم کی آیتیں اور حدیثیں ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کفر پر مرے [illegible] مراد یہ ہے کہ اس کا [illegible] عذاب [illegible] ہے اگر وہ یہ نیکیاں نہ کرتا تو اسکا عذاب اور گناہوں پر سخت ہوتا [illegible] عبد اللہ بن جدعان کا بیٹا [illegible] کو کھانا بہت کھلاتا تھا اور اس نے مہمانوں کے لیے ایک پیالہ بنایا تھا [illegible] بنی تیم بن مرہ کی قوم میں سے تھا جو حضرت عائشہ کے عزیز تھے اور قریش کے [illegible] اسکا نام عبد اللہ تھا اور جدعان بضم جیم اوسکے باپ کا نام تھا نووی ۔ باب مُوَالَاةِ الْمُؤْمِنِينَ وَمُقَاطَعَةِ غَيْرِهِمْ وَالْبَرَاءَةِ مِنْهُمْ

باب بیان میں مومنین کے ساتھ دوستی رکھنی اور جو مومن نہیں ان سے دوستی قطع کرنا اور الگ رہنا

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ يَقُولُ أَلَا إِنَّ آلَ أَبِي فُلَانٍ يَعْنِي فُلَانًا لَيْسُوا لِي بِأَوْلِيَاءَ إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللَّهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ ترجمہ [illegible]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ پکار کر فرماتے تھے نہ چپکے سے ہمین فلان کی اولاد میری عزیز نہیں میرا
اللہ ہے اور میرے عزیز وہ مومن ہین جو نیک ہون **ف** راوی نے اس شخص کا نام نہیں لیا خوف کی وجہ
سے یا تو بنی امیہ یا دوسرے کو ضرر سے بچانے کے لیے اور مقصود باب کا اس عبارت کے قول ہے کہ میرے
عزیز اور رشتہ دار وہی مومن ہین جو نیک ہون اگرچہ اونکا رشتہ دور کا ہو اور جو شخص نیک نہیں وہ میرا عزیز
نہیں اگرچہ کتنا ہی نزدیک کا رشتہ رکھتا ہو قاضی عیاض نے کہا ہے بعضون نے کہا مراد فلان سے حکم بن
ابی العاص ہے اور یہ آپ نے کھلم کھلا فرمایا چپکے نہیں اس سے معلوم ہوا کہ مخالفین اہل بدعت دین کی
خبر سے بیزار رہنا ہے اور نیک لوگون سے محبت کرنا چاہیے اگرچہ نسب کا تعلق نہ ہو (دوست)
باب ۹۵ الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنۃ بغیر حساب ولا عذاب مسلمانون کے گروہ کا بغیر حساب
اور عذاب کے جانا عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یدخل من امتی الجنۃ سبعون
الفا بغیر حساب فقال رجل یا رسول اللہ ادع اللہ ان یجعلنی منہم قال اللہم اجعلہ منہم
ثم قام آخر فقال یا رسول اللہ ادع اللہ ان یجعلنی منہم قال سبقک بہا عکاشۃ ترجمہ ابوہریرہ
سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت
مین جاوینگے ایک شخص بولا یا رسول اللہ دعا کیجیے اللہ مجھکو ان لوگون میں سے کرے آپ نے دعا کی یا اللہ
اسکو ان لوگون میں سے کرے پھر دوسرا اوٹھا اور بولا یا رسول اللہ دعا کیجیے خدا مجھکو ان لوگون میں سے
کرے آپ نے فرمایا عکاشہ تجھ سے پہلے یہ کام کر چکا **ف** یعنی اس نے دعا کی درخواست کی سبقت کی اور تیرے
لیے اگر دعا کی اب ہر شخص کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا قاضی عیاض نے کہا بعضون نے کہا ہے کہ دوسرا شخص اس مرتبہ
کے لائق نہ تھا اور عکاشہ اوسکے لائق تھا اور بعضون نے کہا وہ منافق تھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو
گول گول جواب دیا اور یہ اخلاق کے خلاف تھا کہ آپ صاف فرماتے تو ان میں سے نہیں ہے اور بعضون نے
کہا کہ آپ کو وحی سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ میری دعا عکاشہ کے باب مین قبول ہوگی اور دوسرے شخص کے باب مین
قبول ہونے والی نہیں اس لیے آپ نے دوسرے کے لیے دعا نہیں کی اور خطیب بغدادی نے کہا کہ یہ دوسرا شخص
سعد بن عبادہ تھا انصار کا رئیس اگر یہ بات صحیح ہو تو انکا منافق قرار دینا غلط ہوگا لیکن اخیر قول ظاہر ہے
اور اسکو علماء نے اختیار کیا ہے۔ اس حدیث مین امت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی فضیلت ہے اور اللہ جل جلالہ
کے بڑے احسان کا بیان ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک روایت مین یون ہے کہ ان ستر ہزار آدمیون مین ہر ایک

آدمی کے ساتھ ستر ہزار آدمی اور ہونگے اس صورت مین کل آدمیون کی تعداد جو بحساب جنت مین جاوینگے
چار عرب اور نوی کروڑ ستر ہزار ہوئے اللہ تعالی اپنے فضل سے ہمکو بھی اُن لوگون مین کرے (نووی معہ زیادہ)
عن ابی ھریرۃ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بمثل الحدیث الربیع ط
ترجمہ دوسری روایت بھی ابوہریرہ رض سے ایسی ہی جیسے اوپر گذری عن ابی ھریرۃ قال سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یدخل الجنۃ من امتی زمرۃ ھم سبعون الفا تضیٔ
وجوھھم اضاءۃ القمر لیلۃ البدر قال ابو ھریرۃ فقام عکاشۃ بن محصن الاسدی یرفع
نمرۃ علیہ فقال یا رسول اللہ ادع اللہ ان یجعلنی منھم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللھم اجعلہ منھم ثم قام رجل من الانصار فقال یا رسول اللہ ادع اللہ ان یجعلنی منھم
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبقک بھا عکاشۃ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ مین نے سنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے میری امت مین سے ایک جماعت جنت مین جاویگی جنکے مونھہ
چودھوین رات کے چاند کیطرح چمکتے ہونگے ابوہریرہ رضی نے کہا پس عکاشہ بن محصن اسدی کھڑا ہوا اپنا کمل اٹھاتا
ہوا اور کہا یا رسول اللہ دعا کیجیے اللہ مجھکو ان لوگون مین سے کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ
اسکو ان لوگون مین کر دے پھر ایک شخص اور انصار مین سے کھڑا ہوا اور بولا یا رسول اللہ دعا کیجیے اللہ مجھکو
ان لوگون مین سے کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات تجھ سے پہلے عکاشہ کر چکا عن ابی ھریرۃ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یدخل الجنۃ من امتی سبعون الفا زمرۃ واحدۃ
منھم علی صورۃ القمر ترجمہ ابوہریرہ رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا میری امت مین سے
ستر ہزار آدمی جنت مین جاوینگے ان مین سب صفون کی صورت چاند کیطرح چمکتی ہوگی عن عمران
قال قال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدخل الجنۃ من امتی سبعون الفا بغیر حساب
قالوا من ھم یا رسول اللہ قال ھم الذین لا یکتوون ولا یسترقون وعلی ربھم یتوکلون فقام
عکاشۃ فقال ادع اللہ یا نبی اللہ ان یجعلنی منھم قال انت منھم فقام رجل فقال یا نبی اللہ ادع
اللہ ان یجعلنی منھم قال سبقک بھا عکاشۃ ترجمہ عمران سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا میری امت مین سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت مین جاوینگے لوگون نے پوچھا وہ کون
لوگ ہونگے یا رسول اللہ آپنے فرمایا وہ لوگ جو داغ نہین دیتے اور منتر نہین کرتے ف یعنی بیماری

ہیں، دوا علاج اور جھاڑ پھونک نہیں کرتے اس خیال سے کہ صحت اور تندرستی خدا کے اختیار میں ہے دوا اور علاج بغیر اسکی مرضی کے کچھ فائدہ نہیں دیتا پس سارا بھروسا انکا خدا پر ہوتا ہے۔ نووی نے کہا علماء نے اس حدیث کے مطلب میں اختلاف کیا امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا بعضی لوگوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے دوا اور علاج کی ممانعت پر حالانکہ اکثر علماء اسکے خلاف میں ہیں اور دلیل انکی وہ حدیثیں ہیں جنمیں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دواؤں اور غذاؤں کے فائدے بیان کیے ہیں جیسے کلونجی اور قسط اور ایلیوے وغیرہ کے اور خود آپنے بیماری میں دوا کی ہے اور حضرت عائشہ نے آپکی دوا کو نقل کیا ہے اور آپنے منتر بتلایا ہے اور اس سے شفا ہوئی ہے اور ایسی حدیثیں ہیں کہ بعضے صحابہ نے سورۂ فاتحہ کا منتر کیا تھا اور پھر اجر لیا تھا جب یہ سب باتیں ثابت ہیں تو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ دواؤں کو بالطبع مفید جانتے ہیں اور خدا کے اختیار اور مرضی کے قائل نہیں ہیں وہ جنت میں نہ جاوینگے قاضی عیاض نے کہا اس تاویل کی طرف بہت لوگ گئے ہیں حالانکہ یہ تاویل ٹھیک نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی فضیلت بیان کی کہ یہ جنت میں بغیر حساب اور کتاب کے جاوینگے اور انکے منہ چاند کی طرح چمکتے ہونگے پھر اگر یہ تاویل کیجاوے جو ان لوگوں نے کی ہے تو یہ فضیلت انکے ساتھ خاص نہوگی اسوجہ سے کہ تمام مسلمانوں کا عقیدہ یہی ہے اور جو اسکے خلاف اعتقاد رکھے (یعنی دوا کو بالطبع اور بالذات موثر سمجھے) وہ تو کافر ہے دوسرے علماء نے بھی حدیث کا مطلب بیان کیا ہے ابو سلیمان خطابی نے کہا مراد دوا کی ترک سے یہ ہے کہ وہ بھروسا اللہ ہی پر رکھتے ہیں اور اسکی قضا اور حکم پر راضی ہیں انھوں نے کہا یہ درجہ بہت بلند ہے اسطرف ایک جماعت گئی ہے قاضی نے کہا ظاہر حدیث بھی یہی ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ داغ دینے میں اور منتر کرنے میں اور قسم کے علاج کرنے میں کوئی فرق نہیں اور داؤدی نے کہا حدیث سے مقصود یہ ہے کہ وہ لوگ تندرستی کی حالت میں یہ کام نہیں کرتے اسلیے کہ مکروہ ہے حالت صحت میں تعویذ اور منتر لیکن بیماری کی حالت میں تو درست ہے اور بعضوں نے کہا کہ حدیث سے وہی دو قسم کے علاج مقصود ہیں یعنی منتر کرنا اور داغ دینا اور باقی معالجہ توکل کے خلاف نہیں ہے اسلیے کہ علاج خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اور سلف کے علماء اور فضلاء نے کیا ہے اور جس سبب پر یقین ہو جیسے کھانا اور پینا سیری کے لیے وہ توکل کو نہیں بگاڑتا اسی لیے انھوں نے علاج کرنا نہیں چھوڑا نہ روٹی کمانے کو اپنے لیے اور بال بچوں کے لیے توکل کے خلاف خیال کیا اگر یہ سبب ہے کہ اسکا بھروسا

خدا پر ہو نہ اپنی دوا اور علاج اور کاٹا ہی پر اور داغ دیتے ہیں اور دوسرے قسم کے علاج میں فرق بیان کرنا بہت طول چاہتا ہے اور حضرت نے دونوں کو جائز رکھا ہے اور دونوں کی تعریف کی ہے لیکن ایک نکتہ میں بیان کرتا ہوں جو کافی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت نے اپنی بھی دوا کی اور دوسروں کی بھی دوا کی اور داغ اپنے نہیں دیا البتہ دوسرے کو دیا ہے اور حدیث صحیح میں ممانعت آئی ہے داغ دینے سے اور آپ نے فرمایا کہ مجھے داغ دینا اچھا نہیں لگتا تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا اور ظاہر وہی معنے ہیں جو خطابی نے اختیار کیا اور حاصل یہ ہے کہ ان لوگوں کا اعتقاد خدا پر قوی ہوگا اور وہ ہر کام کو خدا کے سپرد کرتے ہوں گے تو جو آفت اور بیماری آتی ہے اسکے دفع کے لیے دنیاوی اسباب کی طرف انہوں نے توجہ نہیں کی اور بیشک یہ درجہ افضل ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو علاج کیا ہے وہ اسواسطے کہ علاج کا جائز ہونا لوگوں کو معلوم ہو جاوے انتہی ما قال النووی ف اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں ف نووی نے کہا سلف اور خلف نے توکل کی حقیقت میں اختلاف کیا ہے امام ابو جعفر طبری نے ایک جماعت سلف سے نقل کیا ہے کہ توکل یہ ہے کہ سوا خدا کے اور کسی کا ڈر نہ رہے نہ درندے نہ دشمن کا اور روزی کمانے میں کوشش چھوڑ دے اس خیال سے کہ اللہ تعالی ضامن ہے رزق کا اور دلیل ان لوگوں کی حدیثیں ہیں اور ایک جماعت نے کہا کہ توکل یہ ہے کہ انسان خدا تعالی پر بھروسا رکھے اور اس امر کا یقین کرے کہ اسکا حکم جاری ہے لیکن کوشش کرے روزی کمانے میں اور دشمن سے بچے جیسے پیغمبروں نے کیا ہے قاضی عیاض نے کہا طبری اور اکثر فقہا نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور بعض صوفیوں نے پہلے قول کو اختیار کیا ہے لیکن محققین صوفیہ اکثر فقہا کے موافق ہیں پر وہ یہ کہتے ہیں کہ توکل صحیح نہیں ہوتا جب تک دنیا کے اسباب کا خیال ہو یا ان اسباب پر دل کو اطمینان ہو البتہ اسباب کا کرنا اللہ تعالی کا بتلایا ہوا طریقہ ہے اور آدمیوں میں اسکی عادت ہوگئی ہے مگر یہ ضرور ہے کہ بھروسا اللہ ہی پر ہو اور اس امر کا یقین ہو کہ دنیا کے اسباب سے نہ نفع ہوتا ہے نہ ضرر پہنچتا ہے بلکہ نفع اور نقصان اللہ ہی کی طرف سے ہے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا استاد ابو القاسم قشیری نے کہا کہ توکل کی جگہ دل ہے اور ظاہر کی حرکت دل کے توکل کے خلاف نہیں بشرطیکہ بندہ کو یقین ہو کہ آسانی اور سختی سب خدا کی تقدیر سے ہے سہل بن عبد اللہ تستری نے کہا توکل یہ ہے کہ اللہ تعالی کی مشیت پر راضی ہو جاوے اور جو اسکا ارادہ ہو اسپر چھوڑ دیوے ابو عثمان حیری نے کہا توکل یہ ہے کہ اللہ کو کافی سمجھے اور اسپر بھروسا رکھے بعضوں نے

کہا توکل یہ ہے کہ کام اور پیشہ سب کو برابر سمجھے واللہ اعلم **ف** اسوقت عکاشہ کھڑا ہوا
اور عرض کیا یا رسول اللہ دعا فرمایئے کہ خدا مجھکو اُن لوگون مین سے کرے آپنے فرمایا تو اُن مین سے ہے پھر ایک
اور شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا اللہ کے نبی دعا کرو خدا مجھکو اُن لوگون مین سے کرے آپنے فرمایا تجھ سے پہلے
عکاشہ کہہ چکا **عن** عمران بن حصين ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يدخل الجنة
من امتي سبعون الفا بغير حساب قالوا من هم يا رسول الله قال هم الذين لا يسترقون
ولا يتطيرون ولا يكتوون وعلى ربهم يتوكلون ترجمہ عمران بن حصین سے روایت ہے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت مین سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت مین جاوینگے لوگون نے کہا
یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہین آپنے فرمایا وہ لوگ جو نہ منتر کرتے ہین نہ بدشگون لیتے ہین نہ داغ لگاتے
ہین اور اپنے پروردگار پر بھروسا کرتے ہین **عن** سهل بن سعد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال ليدخلن الجنة من امتي سبعون الفا او سبع مائة الف لا يدري ابو حازم ايهما قال
متماسكين آخذ بعضهم بعضا لا يدخل اولهم حتى يدخل آخرهم وجوههم على صورة
القمر ليلة البدر ترجمہ سہل بن سعد سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت
مین سے ستر ہزار یا سات لاکھ (ابو حازم جو راوی ہے اس حدیث کا اسکو یاد نہین رہا کہ سہل نے ستر ہزار کہا یا
سات لاکھ) آدمی جنت مین جاوینگے ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے (یعنی ایک کا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ
مین ہوگا صف باندھے ہوئے تاکہ ایک ساتھ سب جنت مین جاوین اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ جنت کا
دروازہ کتنا چوڑا ہے) کوئی ان مین سے پہلے جنت مین نہ گھسیگا جب تک اخیر کا شخص نہ گھسے اور
انکے منہ چودھوین رات کے چاند کی طرح ہونگے **عن** حصين بن عبد الرحمن قال كنت عند سعيد بن
جبير فقال ايكم رأى الكوكب الذي انقض البارحة قلت انا ثم قلت اما اني لم اكن في صلوة
ولكني لدغت فقال فماذا صنعت قلت استرقيت قال فما حملك على ذلك قلت حديث
حدثناه الشعبي قال وما حدثكم الشعبي قلت حدثنا عن بريدة بن حصيب الاسلمي
انه قال لا رقية الا من عين او حمة فقال قد احسن من انتهى الى ما سمع ولكن حدثنا
ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال عرضت على الامم فرأيت النبي ومعه الرهيط
والنبي ومعه الرجل والرجلان والنبي وليس معه احد اذ رفع لي سواد عظيم فظننت

نهم من أمتي فقيل لي هذا موسى وقومه ولكن انظر الى الافق فنظرت فاذا سواد عظيم فقيل لي انظر الى الافق الآخر فنظرت فاذا سواد عظيم فقيل لي هذه أمتك ومعهم سبعون الفا يدخلون الجنة بغير حساب ولا عذاب ثم نهض فدخل منزله فخاض الناس في أولئك الذين يدخلون الجنة بغير حساب ولا عذاب فقال بعضهم فلعلهم الذين صحبوا رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال بعضهم فلعلهم الذين ولدوا في الاسلام ولم يشركوا بالله شيئا وذكروا أشياء فخرج عليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ما الذي تخوضون فيه فأخبروه فقال هم الذين لا يرقون ولا يسترقون ولا يتطيرون وعلى ربهم يتوكلون فقام عكاشة بن محصن فقال ادع الله ان يجعلني منهم فقال أنت منهم ثم قام رجل آخر فقال ادع الله ان يجعلني منهم فقال سبقك بها عكاشة

ترجمہ حصین بن عبدالرحمن سے روایت ہے میں سعید بن جبیر کے پاس تھا انہوں نے کہا تم میں سے کسنے اس تارے کو دیکھا کل رات کو ٹوٹا تھا میں نے کہا میں نے دیکھا میں کچھ نماز میں مشغول نہ تھا (اس سے یہ غرض ہے کہ کوئی مجھکو عابد شب بیدار نہ خیال کرے) بلکہ مجھے بچھو نے ڈنگ مارا تھا (تو میں سو نہ سکا اور تارا ٹوٹتے ہوئے دیکھا) سعید نے کہا پھر تو نے کیا کیا میں نے کہا منتر کرایا انہوں نے کہا کیوں تو نے منتر کرایا میں نے کہا حدیث کی وجہ سے جو شعبی نے ہم سے بیان کی انہوں نے کہا شعبی نے کونسی حدیث بیان کی ہے میں نے کہا انہوں نے ہم سے حدیث بیان کی بریدہ بن حصیب اسلمی سے انہوں نے کہا منتر نہیں فائدہ دیتا مگر نظر کے لیے یا ڈنگ کے لیے (یعنے بدنظر کے اثر کو دور کرنے کے لیے یا بچھو اور سانپ وغیرہ کے کاٹے کے لیے مفید ہے) سعید نے کہا جس نے جو سنا اور اسپر عمل کیا تو اچھا کیا **ف** خطابی نے کہا بریدہ کی روایت کا یہ مطلب ہے کہ کوئی منتر زیادہ فائدہ دینے والا اور جلد اثر کرنیوالا نظر اور ڈنگ کے منتر سے نہیں ہے اور نظر کی تاثیر میں کوئی شک نہیں اور وہ صحیح ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منتر کیا ہے اور دوسروں کو منتر کا حکم دیا ہے پھر اگر منتر قرآن کی آیتوں سے یا اللہ کے ناموں سے ہو تو اسکا کرنا مباح ہے اور کراہت اس منتر میں ہے جو عرب کی زبان میں نہ ہو اور جس کا مطلب معلوم نہ ہو اس احتمال سے کہ شاید اس میں کفر کے لفظ ہوں یا کوئی بات ایسی ہو جس سے شرک لازم آوے اور احتمال ہے کہ منتر وہ مکروہ ہو جو جاہلیت کی طرح پر ہو ان لوگوں کا یہ خیال تھا کہ جنات ہماری مدد کرتے ہیں اور آفتوں کو دور کرتے ہیں تمام ہوا کلام خطابی کا (نووی) **ف** لیکن ہم سے تو عبداللہ بن عباس نے حدیث بیان کی انہوں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میرے سامنے پیغمبروں کی امتیں لائی گئیں بعضا پیغمبر
ایسا تھا کہ اوسکی امت کے لوگ دس سے بھی کم تھے اور بعضے پیغمبر کے ساتھ ایک یا دو ہی آدمی تھے اور بعض کے
ساتھ ایک بھی نہ تھا اتنے میں ایک بڑی امت آئی میں سمجھا کہ یہ میری امت ہے لوگوں نے کہا یہ موسے
ہیں اور انکی امت ہے تم آسمان کے کنارے کو دیکھو میں نے دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے پھر مجھ سے
کہا گیا اب دوسرے کنارے کی طرف دیکھو دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے مجھ سے کہا گیا یہ تمہاری امت ہے
اور ان لوگوں میں ستر ہزار آدمی ایسے ہیں جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں جاوینگے بعضوں نے کہا
شاید یہ وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے ہیں بعضوں نے کہا نہیں بلکہ یہ لوگ ہیں
جو اسلام کی حالت میں پیدا ہوئے ہیں اور انہوں نے اللہ کے ساتھ شریک نہیں کیا بعضوں نے کہا
کچھ اور کہا تب آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو نہ منتر کرتے ہیں نہ منتر کراتے ہیں نہ بدشگون لیتے ہیں اور
اپنے پروردگار پر بھروسا رکھتے ہیں یہ سنکر عکاشہ محصن کا بیٹا کھڑا ہوا اور اس نے کہا آپ اللہ سے
دعا کیجیے کہ وہ مجھکو ان لوگوں میں سے کرے آپ نے فرمایا تو ان لوگوں میں سے ہے پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا
اور کہنے لگا دعا کیجیے اللہ مجھ کو بھی ان لوگوں میں کرے آپ نے فرمایا عکاشہ تجھ سے پہلے یہ کام کر چکا عن ابن
عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرضت علی الامم ثم ذکر باقی الحدیث نحو حدیث
ھشیم ولم یذکر اول حدیثہ ترجمہ ابن عباس سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے لیکن
اسمیں وہ شروع حدیث کا نہیں جو پہلی روایت میں ہے یعنی سعید اور حصین کی گفتگو ۵۸

باب بیان کون ھذہ الامۃ نصف اھل الجنۃ اس امت میں سے جنت کے آدھے
لوگ ہونگے عن عبد اللہ قال قال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ترضون ان تکونوا
ربع اھل الجنۃ قال فکبرنا ثم قال اما ترضون ان تکونوا ثلث اھل الجنۃ قال فکبرنا ثم
قال انی لارجو ان تکونوا شطر اھل الجنۃ وسأخبرکم عن ذلک ما المسلمون فی الکفار الا
کشعرۃ بیضاء فی ثور اسود او کشعرۃ سوداء فی ثور ابیض ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ جنتیوں کی چوتھائی تم میں سے ہونگے
سنکر ہم نے تکبیر کہی (خوشی کے مارے) پھر آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہوتے کہ تہائی جنتیوں کے
تم ہوگے یہ سنکر ہم نے تکبیر کہی پھر آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ جنتیوں میں آدھے تم لوگ ہوگے اور اسکی وجہ یہ ہے

جو میں بیان کرتا ہوں مسلمان کافروں میں ایسے ہیں جیسے ایک سفید بال سیاہ بیل میں ہو یا ایک سیاہ
بال سفید بیل میں ہو **ف** یعنے دنیا میں ہر ایک زمانے میں کافروں کی تعداد بڑھی رہے اسوجہ سے
جنتی لوگ بہت کم ہونگے اور اس امت کے لوگ جنتیوں کے آدھے ہوں گے اگر جنتی بہت ہوتے
تو البتہ ان کے آدھے لوگ اس امت میں ہونا قیاس سے بعید تھا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قُبَّةٍ نَحْوًا مِنْ أَرْبَعِيْنَ رَجُلًا فَقَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ قُلْنَا
نَعَمْ قَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْنَا نَعَمْ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ
أَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَذٰلِكَ أَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَمَا أَنْتُمْ فِيْ أَهْلِ
الشِّرْكِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَحْمَرِ
ترجمہ عبداللہ بن مسعود رض سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک خیمے میں
قریب چالیس مردوں کے ہونگے آپ نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو خوش ہو کہ جنتیوں کے چوتھائی تم
لوگ ہو ہم نے کہا ہاں پھر آپ نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو خوش ہو کہ جنتیوں کی ایک تہائی تم ہو ہم نے کہا ہاں آپ
نے فرمایا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے مجھے امید ہے کہ تم میں سے آدھے جنتی ہونگے اور یہ اس سبب
جنت میں وہی جاویگا جو مسلمان ہے اور مسلمان مشرکوں کے اندر ایسے ہیں جیسے ایک سفید بال سیاہ بیل
کی کھال میں ہو یا ایک سیاہ بال لال بیل کی کھال میں ہو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَأَسْنَدَ ظَهْرَهُ إِلٰى قُبَّةِ أَدَمٍ فَقَالَ أَلَا لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ
أَتُحِبُّوْنَ أَنَّكُمْ رُبُعُ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتُحِبُّوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوْا نَعَمْ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنُوْا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ مَا أَنْتُمْ فِيْ سِوَاكُمْ مِنَ الْأُمَمِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ
السَّوْدَاءِ فِي الثَّوْرِ الْأَبْيَضِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود رض سے روایت ہے کہ
خطبہ پڑھا ہمارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تکیہ دیا اپنی پیٹھ کا چمڑے کے خیمے پر اور فرمایا خبردار
ہو جاؤ نہ جاویگا کوئی جنت میں مگر وہ جو مسلمان ہے یا اللہ میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا یا اللہ تو گواہ رہ کیا تم
چاہتے ہو کہ جنت کی چوتھائی لوگ تم میں سے ہوں ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو
کہ جنت کی تہائی لوگ تم میں سے ہوں سب نے کہا ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ تم جنتیوں کی نصف
ہو گے **ف** آپ نے پہلی ہی بار نہ فرمایا بلکہ پہلے چوتھائی پھر ثلث پھر نصف فرمایا اس سے یہ غرض ہے کہ ان کو

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

زیادہ خوشی ہو اور بار بار خوشی ہو۔ دوسری یہ کہ انکو عزت اور عظمت ثابت ہو اسلیے کہ بار بار کسی آدمی
کو خوشی سے یہ نکلتا ہے کہ دینے والے کو اسکا بڑا خیال ہے تیسری یہ کہ وہ لوگ بار بار خدا کی تعریف کرین
اور اسکا شکر ادا کرین اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ امت محمدی مین سے جنت کے آدھے لوگ
ہونگے اور دوسری حدیث مین یون ہے کہ جنتیون کے ایک سو بیس صفین ہونگی انمین سے اسی
صفین اس امت کے لوگون کی ہونگی اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو تہائی جنتی امت محمدی مین سے
ہونگے شاید پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نصف کی خبر دی گئی ہوگی پھر اللہ تعالے نے اپنی عنایت
سے اور بڑھا دیا دو تہائی جنتی آپکی امت مین سے کر دیے (نووی) **ف** شاید مخالف لوگون مین ایسے ہونگے جیسے
سیاہ بال سفید بیل مین یا سفید بال سیاہ بیل مین **عن** ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم یقول اللہ عز وجل یا آدم فیقول لبیک وسعدیک والخیر فی یدیک قال یقول اخرج
بعث النار قال وما بعث النار قال من کل الف تسع مائۃ وتسعۃ وتسعین قال فذاک حین فذاک
یشیب الصغیر وتضع کل ذات حمل حملہا وتری الناس سکاری وما ہم بسکاری ولکن
عذاب اللہ شدید قال فاشتد ذلک علیہم قالوا یا رسول اللہ اینا ذلک الرجل فقال ابشروا ذلک
فان من یاجوج وماجوج الفا ومنکم رجل قال ثم قال والذی نفسی بیدہ انی لاطمع ان تکونوا
ربع اہل الجنۃ فحمدنا اللہ وکبرنا ثم قال والذی نفسی بیدہ انی لاطمع ان تکونوا ثلث اہل
الجنۃ فحمدنا اللہ وکبرنا ثم قال والذی نفسی بیدہ انی لاطمع ان تکونوا شطر اہل الجنۃ
ان مثلکم فی الامم کمثل الشعرۃ البیضاء فی جلد الثور الاسود او کالرقمۃ فی ذراع الحمار
ترجمہ ابو سعید سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے فرماویگا اے آدم وہ کہینگے
کہ حاضر ہون میری خدمت مین تیری اطاعت مین اور سب بھلائی تیرے ہاتھ مین ہے حکم ہوگا کہ
دوزخیون کی جماعت نکالو وہ عرض کرینگے دوزخیون کی کیسی جماعت حکم ہوگا ہر ہزار آدمیون مین سے نو
سو ننانوے آدمی نکالو جہنم کے لیے (اور ایک آدمی فی ہزار جنت مین جاویگا) آپنے فرمایا یہی تو وہ وقت
ہے جب بچہ بوڑھا ہو جاویگا (بوجہ ہول اور خوف کے یا اوس دن کی درازی کی وجہ سے) اور ہر ایک پیٹ والی
ڈر اپنا پیٹ ڈالدیگی اور تو دیکھیگا لوگون کو جیسے نشہ مین مست ہین اور وہ مست نہ ہونگے پر اللہ کا عذاب
سخت ہوگا **ف** علما نے اختلاف کیا ہے کہ یہ باتین کسوقت ہونگی بعضون نے کہا قیامت قائم ہونے

وقت بیاہ تھا ہونے سے پہلے اور صحابیوں نے کہا حشر کے دن اس صورت میں بچہ گر پڑیگا سو یہ مراد ہے
کہ وہ وقت ایسا ہول اور شدت کا ہوگا کہ اگر کوئی عورت وہاں حاملہ ہو تو اسکا بچہ گر جاوے اور یہی مراد ہے بچہ کے
بوڑھے ہو جانے کی اور [illegible] صحابہ اس امر کے سننے سے بہت پریشان ہوئے اور کہنے لگے یا
رسول اللہ [illegible] وہ ایک آدمی (جو جنتی ہے) ہم میں سے کون نکلتا ہے آپ نے فرمایا تم خوش
ہو جاؤ [illegible] یاجوج ماجوج [illegible] ہزار [illegible] ایک آدمی اور ان میں
[illegible] آدم کی اولاد کو
[illegible] آدمی کی اولاد میں [illegible] تو اسکے بیشتر
[illegible] نکلیا تو اللہ تعالیٰ کے [illegible]
[illegible] قسم اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے مجھ
[illegible]
نے فرمایا قسم ہے اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ ایک تہائی آدمی جنت کو تم میں سے ہونگے
ہم نے اسکی تعریف کی اور تکبیر کہی پھر آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ جنت کے آدھے آدمی تم میں سے ہونگے
تمہاری مثال اور لوگوں کے ساتھ ایسی ہے جیسے ایک سفید بال سیاہ بیل کی کھال میں [illegible]
[illegible] عن [illegible] رضی اللہ عنہما قالا ما انتم فی الناس الا
کالشعرۃ السوداء فی الثور الابیض او کالشعرۃ البیضاء فی الثور الاسود [illegible]
فی [illegible] کہ تم اگلے دنوں اور لوگوں کے
[illegible] سیاہ بیل میں [illegible] نشان [illegible]

تمام ہوئی کتاب [illegible] اور شروع ہوئی کتاب طہارت کی [illegible]

کتاب الطہارۃ

کتاب طہارت کے بیان میں ف ہرچند ایمان کے سبب عبادات میں [illegible] نماز کی شرط طہارت ہے اسلیے پہلے طہارت کو بیان کیا باب فضل الوضوء وضو کی فضیلت کا بیان عن ابی مالک الاشعری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيْزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ اَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَالصَّلٰوةُ نُوْرٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَالْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَكَ اَوْ عَلَيْكَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْ فَبَائِعٌ نَفْسَهٗ فَمُعْتِقُهَا اَوْ مُوْبِقُهَا

[illegible]

اور زمین کے بیچ کی جگہ کو اگر انکا ثواب ایک جسم کی شکل فرض کیا جاوے اور نماز نور ہے [illegible] یعنی روکتی ہے گناہوں سے اور باز رکھتی ہے برائیوں سے اور ہدایت کرتی ہے ثواب اور نیکی کی طرف جیسے نور سے یہ باتیں حاصل ہوتی ہیں اور بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ نمازی کو قیامت کے دن نور ملیگا نماز کے ثواب میں اور بعضوں نے کہا نماز نور ہے اسواسطے کہ نماز پڑھنے والے پر طرح طرح کے معارف اور مکاشفات حاصل ہوتے ہیں اسلئے کہ دل اسوقت فارغ ہوتا ہے اور خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا مدد چاہو صبر اور نماز سے اور بعضوں نے کہا نماز پڑھنے والوں کے چہرہ پر ایک نور ہوگا قیامت کے دن اور دنیا میں بھی نمازی کے چہرے پر نور ہوتا ہے واللہ اعلم (نووی)

ف اور صدقہ دلیل ہے ف یعنی صدقہ دینے والے کی نجات کی قیامت کے دن اسلیے کہ منافق صدقہ نہیں دیتا اور نہ صدقے میں کوئی فائدہ خیال کرتا ہے ف اور صبر روشنی ہے ف

یعنے وہ صبر جو ثمرہ گا مصیبت کے وہ کیا ہے صبر کرنا اللہ کی اطاعت پر اور صبر کرنا گناہ سے بچنے کے لیے اور صبر کرنا مصیبتوں پر اور دنیا کی تکلیفوں پر اور غرض یہ ہے کہ صبر عمدہ چیز ہے اور جو شخص صابر ہے وہ ہدایت اور روشنی کی راہ پر ہے ابراہیم خواص رحمہ نے فرمایا کہ صبر کیا ہے جمے رہنا کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ پر ابن عطا رنے کہا صبر کیا ہے بلا کے وقت اپنی زبان کو تھامے رہنا ادب کے ساتھ استاذ ابو علی دقاق نے کہا صبر کی حقیقت یہ ہے کہ جو اللہ تعالے نے تقدیر میں لکھدیا اسپر اعتراض نہ کرے لیکن ظاہر کرنا اپنی مصیبت کا صبر کے خلاف نہیں اگر بطور شکایت کے نہو کیونکہ ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالے نے صابر کہا ہے اور انہوں نے یہ کہا تھا مجھے دکھ اور بیماری ہے (نووی) **ف** اور قرآن تیری دلیل ہے دوسرے پر یا دوسرے کی دلیل ہے تجھ پر (یعنے اگر سمجھ کر پڑھے اور فائدہ اٹھاوے تو تیری دلیل ہے نہیں تو دوسرے کو فائدہ ہوگا اور تو محروم رہے گا) ہر ایک آدمی (بھلا ہو یا برا) صبح کو اٹھتا ہے پھر اپنے تئیں آزاد کرتا ہے (نیک کام کر کے خدا کے عذاب سے) یا (بری کام کر کے) اپنے تئیں تباہ کرتا ہے

باب وُجُوبِ الطَّهَارَةِ لِلصَّلٰوةِ نماز کے لیے طہارت کا ضرور ہونا

عن مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَخَلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَلَى ابْنِ عَامِرٍ يَعُوْدُهٗ وَهُوَ مَرِيْضٌ فَقَالَ اَلَا تَدْعُو اللّٰهَ لِيْ يَا ابْنَ عُمَرَ قَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ وَّلَا صَدَقَةٌ مِّنْ غُلُوْلٍ وَّكُنْتَ عَلَى الْبَصْرَةِ **ترجمہ** مصعب بن سعد سے روایت ہے عبد اللہ بن عمرؓ ابن عامر پاس آئے وہ بیمار تھے انکے پوچھنے کو ابن عامر نے کہا اے ابن عمر تم میرے لیے دعا نہیں کرتے انہوں نے کہا میں نے سنا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے اللہ نہیں قبول کرتا نماز کو بغیر طہارت کے **ف** نووی نے کہا یہ حدیث نص ہے طہارت کے وجوب پر نماز کے لیے اور اجماع کیا ہے امت نے اس امر پر کہ طہارت شرط ہے نماز کی صحت کی قاضی عیاض نے کہا اختلاف کیا ہے علما نے کہ طہارت کب فرض ہوئی ہے نماز کے لیے ابن جہم نے کہا کہ شروع اسلام میں وضو سنت تھا پھر آیت تیمم میں اسکی فرضیت اتری اور جمہور علما نے کہا ہے کہ وضو اس سے پہلے ہی فرض تھا پھر انہوں نے اختلاف کیا ہے اس میں کہ ہر ایک نماز کے لیے وضو فرض ہے یا نہیں جب محدث (یعنے بے وضو) نہو تو سلف کے کئی علما اسطرف گئے ہیں کہ ہر ایک نماز کے لیے وضو فرض ہے اگرچہ محدث نہ ہوا ہو اور دلیل انکی قول ہے اللہ تعالی کا اذا قمتم الى الصلوة

باب وجوب الطهارة للصلوة

اخیر تک یعنے جب تم اوٹھو نماز کے لیے تو دھوؤ منہ اور ہاتھ اور آیت مین قید حدث کی نہین ہے اور ایک
جماعت کا قول یہہ ہے کہ اوائل اسلام مین ایسا ہی حکم تھا پھر منسوخ ہو گیا اور بعضون نے کہا کہ یہہ حکم استحبابا
ہے نہ وجوبا اور بعضون کے نزدیک وضو اسی وقت شروع ہوا تھا جب آدمی محدث ہو البتہ تازہ وضو
کرنا ہر ایک نماز کے لیے مستحب ہے اور اسی قول پر اجماع کیا ہے اہل فتوے نے اور انمین کوئی اختلاف نہین ہا
اور آیت مذکورہ مین محدثین کا لفظ مقدر ہے یعنی جب اٹھو تم نماز کے لیے حدث کی حالت مین تمام ہوا کلام
قاضی کا اور ہمارے اصحاب نے اختلاف کیا ہے اس مین کہ وضو کے واجب ہونے کی علت کیا ہے بعضون نے کہا
وضو واجب ہوتا ہے حدث سے اور بعضون نے کہا واجب نہین ہوتا جب تک نماز کے لیے نہ اوٹھے اور بعضون
نے کہا دونون امرون سے واجب ہوتا ہے اور ہمارے اصحاب کے نزدیک یہی راجح ہے اور اجماع کیا ہے امت
نے کہ نماز بغیر طہارت کے حرام ہے خواہ یہہ طہارت پانی سے ہو یا مٹی سے اور کوئی فرق نہین ہے فرض اور
نفل نماز مین اور سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر اور جنازے کی نماز مین مگر شعبی اور محمد بن جریر طبری سے منقول
ہے کہ جنازے کی نماز بغیر طہارت کے جائز ہے اور یہہ مذہب باطل ہے اور ابن تیمیہ رح سے منقول ہے
کہ سجدہ تلاوت بغیر طہارت کے درست ہے اور اجماع کیا ہے علماء نے اسکے خلاف پر اگر کسی شخص نے عمدا بے
وضو نماز پڑھی تو وہ گنہگار ہوگا لیکن کافر نہ ہوگا یہی ہمارا اور جمہور علماء کا مذہب ہے اور ابو حنیفہ رح سے
منقول ہے کہ وہ کافر ہو جاویگا اسلیے کہ اس نے دین کے ساتھ ٹھٹھا کیا اور ہماری دلیل یہہ ہے کہ کفر نہین ہوتا
مگر اعتقاد سے اور اس مصلی کا اعتقاد تو صحیح ہے یہہ جب ہے کہ اس مصلی کو کوئی عذر نہ ہو اگر عذر ہو جیسے پانی نہ ملے
نہ مٹی تو اسمین امام شافعی کے چار قول ہین اور ہر ایک قول کیطرف علماء گئے ہین سب مین زیادہ صحیح
قول یہ ہے کہ نماز پڑھ لیوے بغیر طہارت کے پھر جب طہارت ممکن ہو تو نماز کا اعادہ کرے دوسرا قول یہ
ہے کہ نماز نہ پڑھے اور جب طہارت ممکن ہو اسوقت قضا پڑھ لیوے تیسرا قول یہہ ہے کہ نماز پڑھ لینا مستحب ہے
لیکن قضا واجب ہے چوتھا قول یہہ ہے کہ نماز پڑھ لیوے اور قضا واجب نہین اور اسی قول کو مزنی نے اختیار کیا
ہے اور یہہ سب قولون مین قوی ہے از روے دلیل کے اسلیے کہ نماز کا واجب ہونا تو حدیث سے ثابت
ہے آپنے فرمایا جب مین تمکو کسی کام کا حکم کرون تو اسکو بجا لاؤ جہانتک تم سے ہو سکے اور اعادہ کے لیے
کوئی نیا امر چاہیے اور وہ موجود نہین (نووی) مع زیادہ **ف** اور نہین قبول کرتا صدقہ اس مال غنیمت
مین سے جو تقسیم سے پہلے اوڑا لیا جاوے اور تم تو بصرے کے حاکم رہ چکے ہو **ف** اسوجہ سے غنیمت کے مال [illegible]

سے غرور تم نے چوری کی ہو گی یا استنجا سے اور بندوں کے حقوق تمہارے ذمہ ہونگے پھر ایسے شخص کے لیے دعا کیا فائدہ دے گی اور ظاہر ہے کہ ابن عمر کا کہنا بطریق زجر اور تشدد کے تھا اور اس سے یہ غرض تھی کہ اب بھی ابن عامر غفلت سے بیدار ہو اور توبہ کرے ورنہ دعا فاسقوں کے لیے مفید ہے ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف اور خلف کافروں اور گنہگاروں کے لیے دعا کرتے تھے کہ خدا انکو ہدایت کرے اور توبہ نصیب کرے (نووی) حدثنا سماک بن حرب بهذا الاسناد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ دوسری روایت کا وہی ہے جو اوپر گذرا حدثنا همام بن منبه اخی وهب بن منبه قال هذا ما حدثنا ابو هريرة عن محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم فذکر احادیث منها وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تقبل صلاة احدکم اذا احدث حتی یتوضأ ترجمہ ہمام بن منبہ سے روایت ہے جو وہب بن منبہ کے بھائی تھے انہوں نے کہا یہ وہ حدیثیں ہیں جو ابوہریرہ نے ہم سے بیان کیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر ذکر کیا کئی حدیثوں کو انہیں میں ایک یہ حدیث بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبول نہیں ہوتی نماز تم میں سے کسی کی جب حدث ہو جائے جب تک وضو نہ کرے باب صفة الوضوء وکماله وضو کی ترکیب اور اسکے پورا کرنے کا بیان حدثنا حمران مولی عثمان اخبره ان عثمان بن عفان دعا بوضوء فتوضأ فغسل کفیه ثلاث مرات ثم مضمض واستنثر ثم غسل وجهه ثلاث مرات ثم غسل یده الیمنی الی المرفق ثلاث مرات ثم غسل یده الیسری مثل ذلک ثم مسح رأسه ثم غسل رجله الیمنی الی الکعبین ثلاث مرات ثم غسل الیسری مثل ذلک ثم قال رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم توضأ نحو وضوئی هذا ثم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من توضأ نحو وضوئی هذا ثم قام فرکع رکعتین لا یحدث فیهما نفسه غفر له ما تقدم من ذنبه قال ابن شهاب وکان علماؤنا یقولون هذا الوضوء اسبغ ما یتوضأ به احد للصلاة ترجمہ حمران سے روایت ہے جو مولا غلام آزاد کیے ہوئے تھے عثمان بن عفان کے انہوں نے کہا حضرت عثمان نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا تو پہنچوں کو تین بار دھویا ف حدیث سے معلوم ہوا کہ شروع وضو میں پہنچوں کا تین بار دھونا سنت ہے اور اس پر اتفاق ہے علماء کا (نووی) ف پھر کلی کی ف نووی نے کہا کلی کا کمال یہ ہے کہ پانی منہ میں ڈال کر پھراوے پھر اسے پھینک دیوے اور ادنی درجہ اسکا

کہ پانی کو صرف منہ میں لیوے پھرا دے نہیں لیکن پھرانا پانی کا تو قول مشہور کے موافق شرط نہیں ہے
اور یہی مذہب ہے جمہور کا لیکن ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک شرط ہے اور یہ اختلاف ویسا ہی ہے جیسے
سر کے مسح میں اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک اگر گیلا ہاتھ سر پر رکھ لیا تو مسح ہو گیا اور بعضوں کے نزدیک
اسکا پھرانا ضرور ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ پھرانا ضرور نہیں ہے مثل اور اعضا کے ان تک پانی پہنچانا کافی
ہے ف اور ناک میں پانی ڈالا ف حدیث میں استنثر کا لفظ ہے اکثر اہل لغت اور فقہا
اور محدثین نے استنثار کے معنی ناک چھنکنے کے کہے ہیں یعنی پانی ڈالنے کے بعد اسکا ناک سے نکالنا اور
ابن اعرابی اور ابن قتیبہ نے ناک میں پانی ڈالنے کے معنی کیے ہیں اور صحیح پہلا قول ہے اور دوسری
روایت اسکی مؤید ہے جس میں ہے کہ استنشاق کیا یعنی ناک میں پانی ڈالا پھر استنثار کیا
یعنی ناک سنکی اور استنثار منقول ہے کہ استنثار کہتے ہیں ناک کے اگلے کونے کو عبارت میں اور استنشاق
کہتے ہیں پانی پہنچانے کو ناک کے اندر اور کھینچے کہ پانی کو سانس سے نیز اور مستحب ہے کہ کلی اور
ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرے مگر جب روزہ دار ہو تو مبالغہ مکروہ ہے کیونکہ لقیط کی روایت
میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مبالغہ کر ناک میں پانی ڈالنے میں مگر جب تو روزہ دار ہو اور یہ حدیث
صحیح ہے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی وغیرہ نے ساتھ اسناد صحیح کے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے
ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ کلی یہ ہے کہ پانی ناک میں پہنچ گیا تو مستحب ادا ہو گیا اور استنشاق
ادا ہو گیا اور افضل کیا ہے اس میں پانچ قول ہیں صحیح یہ ہے کہ تین چلو لیوے اور ہر ایک چلو میں سے
کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے دوسرا یہ ہے کہ ایک ہی چلو سے تین بار کلی کرے پھر تین بار ناک
میں پانی ڈالے تیسرا یہ ہے کہ ایک ہی چلو لیوے اور کلی کرے پھر ناک میں پانی ڈالے پھر کلی کرے
اور ناک میں پانی ڈالے پھر کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے چوتھا یہ کہ دو چلو لیوے ایک چلو سے
تین بار کلی کرے اور دوسرے چلو سے تین بار ناک میں پانی ڈالے پانچواں یہ کہ چھ چلو لیوے پہلے تین سے کلی کرے پھر تین چلوؤں سے ناک میں
پانی ڈالے اور صحیح پہلا قول ہے اور وہی ثابت ہے احادیث صحیحہ سے جنکو روایت کیا بخاری اور
مسلم (نووی) ف پھر تین بار منہ دھویا پھر داہنا ہاتھ دھویا کہنی تک تین بار پھر بایاں ہاتھ دھویا
تین بار پھر مسح کیا سر پر پھر داہنا پاؤں دھویا ٹخنوں تک تین بار پھر بایاں پاؤں دھویا تین بار
ف نووی نے کہا یہ حدیث اصل عظیم ہے صفت وضو میں اور اجماع کیا ہے مسلمانوں نے کہ

کہ واجب ایک ایک بار دھونا ہے اور تین بار دھونا سنت ہی اور احادیث صحیحہ مین ایک ایک بار اور تین
تین بار اور دو دو بار وارد ہے علما نے کہا ہی کہ یہ اختلاف دلیل ہے جواز کی اور تین بار کمال ہے اور
ایک بار کافی ہے اور اسپر محمول ہے اختلاف احادیث کا اور راویون نے جو اختلاف کیا ایک ہی
صحابی سے تو یہ محمول ہی اس اوپر کہ بعضون نے یاد رکھا اور بعض بھول گئے پھر جسنے زیادہ بیان کیا وہ
قبول ہوگا اسلیے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہی اور اختلاف کیا ہی علما نے سر کے مسح مین تو امام شافعی کے
نزدیک مسح بھی تین بار کرنا مستحب ہے جیسے باقی اعضا کا تین بار دھونا اور ابو حنیفہ اور مالک اور احمد اور
اکثر علما اسکے نزدیک سر کا مسح ایک ہی بار سنت ہی اور ایک بار سی زیادہ نہ کرنا چاہیے اور احادیث صحیحہ
مین ایک ہی بار مسح منقول ہے اور امام شافعی کی دلیل وہ حدیث ہی حضرت عثمان کی جو آگے آتی ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تین تین بار اور قیاس کیا اونھون نے سر کو اور اعضا پر اور جن
حدیثون مین ایک بار مسح منقول ہی انکا یہ جواب دیا ہے کہ ایک بار مسح کرنا جواز کے بیان کو واسطے ہے اور
ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کیا ہے جو افضل تھا اور اجماع کیا ہے علما نے مونہہ اور دونو
ہاتھون اور پاؤن کے دھونے کے وجوب پر لیکن روافض نے پاؤن کے مسح کو واجب کیا ہی اور یہ انکی خطا
ہے کس لیے کہ تمام نصوص متفق ہین پاؤن کے دھونے پر اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو
نقل کیا ہے اسنے پاؤن کا دھونا روایت کیا ہے اسیطرح اجماع کیا ہے علما نے کہ سر کا مسح واجب ہے لیکن اختلاف
کیا ہے اسکے مقدار مین امام شافعی اور ایک جماعت کے نزدیک اتنا واجب ہے جسکو مسح کہین اگرچہ ایک
ہی بال ہو اور مالک اور احمد اور ایک جماعت کے نزدیک سارے سر کا مسح واجب ہے اور ابو حنیفہ رح کے نزدیک
چوتھائی سر کا اور کلی اور ناک مین پانی ڈالنے کے وجوب مین چار مذہب ہین ایک تو مذہب مالک اور
شافعی کا ہے کہ دونو سنت ہین وضو اور غسل مین اور سلف مین سے حسن بصری اور زہری اور حکم اور قتادہ
اور ربیعہ اور یحیی بن سعید انصاری اور اوزاعی اور لیث بن سعد اسی طرف گئے ہین اور عطا اور احمد سے بھی
ایک روایت یہی ہے دوسرا مذہب یہ ہے کہ دونون واجب ہین وضو اور غسل دونون مین اور وضو اور
غسل صحیح نہین ہوتے بغیر اونکے اور یہی مشہور ہے احمد بن حنبل سے اور یہی مذہب ہے ابن ابی
لیلے اور حماد اور اسحق بن راہویہ کا اور ایک روایت ہی عطا سے تیسرا مذہب یہ ہے کہ دونون غسل
مین واجب ہین وضو مین واجب نہین اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور انکے اصحاب اور سفیان ثوری کا

چوتھا مذہب یہ ہے کہ ناک میں پانی ڈالنا وضو اور غسل دونوں میں واجب ہے اور کلی کرنا دونوں میں سنت ہے اور یہی قول ہے ابو ثور اور ابو عبید اور داؤد ظاہری اور ابو بکر بن منذر کا اور ایک روایت احمد سے ہے اور اتفاق کیا ہے جمہور علما نے اسپر کہ وضو اور غسل دونوں میں پانی کا بہانا اعضا پر کافی ہے اور ملنا شرط نہیں اور مالک اور مزنی نے ملنا شرط کیا ہے اسیطرح جمہور علما نے اتفاق کیا ہے کہ دونوں پاؤں کا دھونا واجب ہے اور زفر اور داؤد ظاہری کے نزدیک واجب نہیں اور اتفاق کیا علما نے کہ ٹخنوں سے مراد وہ دو ابھری ہڈیاں ہیں جو پنڈلی اور پاؤں کے بیچ میں ہیں اور ہر ایک پاؤں میں دو ٹخنے ہیں اور رافضیوں نے ایک نادر روایت کی ہے کہ ہر ایک پاؤں میں ایک ٹخنا ہے اور ٹخنہ وہ ہڈی ہے جو پاؤں کے بیچ میں ہے جہاں پر چپل کا تسمہ رہتا ہے اور امام محمد سے بھی یہ نقل ہے پر صحیح نہیں اور علمائے لغت نے اور احادیث نے بھی یہ بات نکلتی ہے کہ ہر ایک پاؤں میں دو ٹخنے ہیں اور دلائل اسکے بہت ہیں اور میں نے ان سب دلائل کو تفصیل سے شرح مہذب میں بیان کیا ہے سب باتیں جنکے اختلاف کو اور انکے حجتوں کو مفصل ذکر کیا ہے اور یہاں میرا مقصود یہی تھا کہ حدیث کے متعلق امور اختصار کو بیان کروں ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر کسی آدمی کے منہ دو ہوں تو دونوں کا وضو واجب ہے اور اگر تین ہاتھ یا تین پاؤں ہوں اور سب برابر کے ہوں تو سب کا دھونا واجب ہے اور اگر زائد ہاتھ ناقص ہو لیکن فرض کی جگہ پر پہنچنے کے اطراف تو اسکو دھونا چاہیے اور جو کہنی سے اوپر لگا ہو تو اسکا دھونا فرض نہیں اگر کسی کا ہاتھ کہنی سمیت کاٹ ڈالا گیا تو اب باقی ہاتھ کا دھونا فرض نہیں لیکن مستحب ہے کہ اسکو دھولیوے تاکہ عضو طہارت سے خالی نہ رہے (نووی)

ف ابو اسکے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے وضو کیا اسیطرح جیسے میں نے یہ وضو کیا پھر فرمایا جو شخص میرے وضو کیطرح وضو کرے پھر دو رکعتیں پڑھے کھڑے ہو کر انمیں اور کسی خیال میں غرق نہ ہو تو اسکے اگلے گناہ سب بخش دیے جاوینگے ف نووی نے کہا مراد ان گناہوں سے صغیرہ گناہ ہیں نہ کبیرہ اور اس حدیث سے یہ نکلا ہے کہ ہر وضو کے بعد دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے اور یہ سنت موکدہ ہے ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت نے کہا کہ یہ دو رکعتیں ہر وقت پڑھ سکتا ہے یعنی ان وقتوں میں بھی جنمیں نماز پڑھنا منع ہے اور دلیل اسکی حدیث بلال کی ہے جو صحیح بخاری میں ہے کہ وہ جب وضو کرتے تو نماز پڑھتے اور کہتے کہ سب عملوں میں

اس عمل کی زیادہ ہے اور اگر وضو کے بعد فرض یا اور کوئی نفل پڑھے تب بھی یہ فضیلت حاصل
ہو جاویگی اور یہ جو فرمایا کہ نہیں اور کسی خیال میں غرق نہ ہو اسکا یہ مطلب ہے کہ دنیا کے خیالوں
میں نہ پھنسے جو نماز سے علاقہ نہیں رکھتی اگر کسی قسم کا خیال دل میں گذرے اور اسیوقت اسکو
ٹال دے اسمیں غرق نہ ہو تو وہ معاف ہے اور خدا چاہے تو یہ فضیلت حاصل ہو جاویگی کیونکہ آدمی
اسکا اختیار نہیں دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اس قسم کے خیالات جو دل میں گذریں اور
جمنے نہ پاویں معاف کر دیئے ہیں اور انکا بیان اوپر کتاب الایمان میں گذر چکا ہے ابن شہاب
نے کہا ہمارے علماء کہتے تھے کہ یہ وضو سب وضوؤں میں پورا ہے جو نماز کے لیے کیا جاوے
ف یعنی یہ کامل وضو ہے اس سے زیادہ اور نہیں یا یہ کہ زیادہ دھونا مکروہ ہے جیسا ایک
بار میں سارا عضو دھل جاوے اگر دو بار میں سارا عضو دھلے تو ہر ایک بار آدھا گنا جاویگا اگر کسی
کو شک ہو کہ دو بار دھویا یا تین بار تو وہ یاد رکھے دو بار اور ایک بار اور دھولے یہی ٹھیک ہے اور
جو بعض نے کہا کہ تین یاد رکھے اسلئے کہ دو بار کافی ہے اور چوتھی بار دھونا بدعت ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible] لا یحدث فیہما نفسہ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ
ترجمہ [illegible] (غلام) حمران سے جو عثمان بن عفان کے غلام تھے انہوں نے دیکھا
حضرت عثمان کو انہوں نے ایک برتن پانی کا منگوایا اور اپنے دونوں ہاتھوں پر تین بار پانی ڈالا انکو دھویا
پھر داہنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر منہ کو تین بار دھویا اور دونوں
ہاتھوں کو کہنیوں تک تین بار پھر سر پر مسح کیا پھر دونوں پاؤں کو تین بار دھویا پھر کہا کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص میرے اس وضو کی طرح وضو کرے بعد اسکے دو رکعتیں پڑھے
اور دل میں خیال نہ کرے تو اسکے اگلے گناہ بخش دیئے جاوینگے ف نووی نے کہا اس حدیث

یہ بات نکلتی ہے کہ کلی اور ناک کے لیے داہنے ہاتھ سے پانی لینا چاہیے اور یہ بھی دلیل اس سے
ہوئی حدیث کو کہ کلی اور ناک میں ایک ہی چلو سے پانی لیوے اور یہ ایک [illegible]
طرح ان میں سے [illegible] اور بیان کیا اسطرح [illegible] کرتے ہیں [illegible]
ہاتھ دھونے سے پہلے [illegible] ہاتھوں کی [illegible]
ہوا اور ہمارا مذہب یہی ہے اسکے **باب فضل الوضوء** والصلوٰۃ عقبہ یعنی وضو کی اور
اسکے بعد نماز پڑھنے کی فضیلت **عن حمران مولیٰ عثمان** قال فلما توضأ عثمان بن عفان وھو
بفناء المسجد فجاء المؤذن عند العصر فدعا بوضوء فتوضأ ثم قال واللہ لاحدثنکم حدیثا
لولا آیۃ فی کتاب اللہ ما حدثتکموہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
لا یتوضأ رجل مسلم فیحسن الوضوء فیصلی صلوٰۃ الا غفر اللہ لہ ما بینہ وبین الصلوٰۃ
التی تلیھا ترجمہ حمران سے روایت ہے جو مولیٰ تھے عثمان بن عفان کے انہوں نے کہا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] جو شخص [illegible]
[illegible] آپ [illegible] جو شخص اچھی طرح وضو کرے [illegible]
اور [illegible] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو کے آداب اور شرائط سیکھنا اور [illegible]

کے ساتھ ہے اور چاہیے کہ آدمی اسطرح سے وضو کرے کہ اس صورت میں سب کے نزدیک درست ہو جاوے اور اختلافات کی صورتوں سے نکل
جاوے یعنی نیت کرے اور بسم اللہ سے شروع کرے پہلے ہاتھ دھوئے پھر کلی کرے ناک میں پانی ڈالے ناک جھاڑے سارے سر کا مسح کرے اور کانوں
کو مسح کرے پے درپے وضو کرے (یعنی ایک عضو کو دھو کر دوسرے عضو کو جلد دھو لے ایسا نہ کرے کہ پہلا عضو سوکھ جاوے) اور ترتیب کی رعایت کرے اور سب
اختلافی باتوں کو پیش نظر رکھے اور ایسا وضو کرے جو بالاجماع جائز ہو (نووی) ف یعنی نماز پڑھے تو اس کے وہ گناہ
بخشے جاویں گے جو اس نماز سے دوسری نماز تک کئے ہوں ف یعنی ظاہر ہے کہ جب ایسا وضو کیا تو ظاہر ہے کہ گناہ صغیرہ
اسطرح اگر پھر گناہ کیا اور وضو کیا اور دل کی طرف سے نماز پڑھی تو گناہ بخشے گئے اس حدیث سے
لئے وضو کرنے کی فضیلت نکلی عن عثمان قال لا يتوضأ رجل مسلم فيحسن الوضوء فيصلي صلاة الا غفر الله له ما بينه وبين الصلاة التي تليها
المكتوبة ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذری مگر اس میں اتنا زیادہ ہے کہ اچھی طرح وضو کر کے فرض نماز پڑھے
عن حمران قال فلما توضأ عثمان قال والله لأحدثنكم حديثا لولا آية في كتاب الله عز وجل ما حدثتكموه
اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يتوضأ رجل فيحسن وضوءه ثم يصلي الصلاة
الا غفر له ما بينه وبين الصلاة التي تليها قال عروة الآية ان الذين يكتمون ما انزلنا من البينات
والهدى الى قوله اللاعنون ترجمہ حمران سے روایت ہے جب حضرت عثمان وضو کر چکے تو انہوں نے
کہا قسم اللہ کی میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں قسم اللہ کی اگر اللہ کی کتاب میں ایک آیت نہ ہوتی تو
میں وہ حدیث تم سے بیان نہ کرتا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص اچھی
طرح وضو کرے پھر نماز پڑھے تو اس کے گناہ بخش دیئے جاویں گے جو اس نماز سے دوسری نماز تک
ہونگے عروہ نے کہا وہ آیت یہ ہے ان الذين يكتمون ما انزلنا من البينات والهدى الى قوله اللاعنون
عن عمرو بن سعيد بن العاص قال كنت عند عثمان فدعا بطهور فقال سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول ما من امرئ مسلم تحضره صلاة مكتوبة فيحسن وضوءها وخشوعها
وركوعها الا كانت كفارة لما قبلها من الذنوب ما لم يؤت كبيرة وذلك الدهر كله ترجمہ عمرو
بن سعید بن العاص سے روایت ہے میں حضرت عثمان کے پاس تھا انہوں نے وضو کا پانی منگوایا
پھر کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی مسلمان فرض نماز کا وقت پاوے
پھر اچھی طرح وضو کرے اور دل لگا کر نماز پڑھے اور اچھی طرح رکوع (اور سجدہ) کرے تو یہ نماز اس کے اگلے
گناہوں کا کفارہ ہو جاوے گی جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے اور ہمیشہ ایسا ہی ہوا کرے گا ف یعنی اس نماز

اور وضو کی وجہ سے صغیرہ گناہ سب معاف ہو جاویں گے اور کبیرہ معاف نہ ہوں گے [illegible]
[illegible] صغیرہ بھی نہ ہوں تو [illegible] ہو [illegible] [illegible] احتمال ہے [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] نووی رحمہ اللہ [illegible]
عن حمران مولى عثمان قال اتيت عثمان بن عفان بوضوء فتوضأ ثم قال ان ناسا يتحدثون عن رسول الله صلى الله عليه وسلم احاديث لا ادري ما هي الا اني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم توضأ مثل وضوئي هذا ثم قال من توضأ هكذا غفر له ما تقدم من ذنبه وكانت صلاته ومشيه الى المسجد نافلة [illegible]
ترجمہ حمران سے روایت ہے جو مولیٰ تھے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے [illegible] میں عثمان بن عفان کے پاس وضو کا پانی لایا انہوں نے وضو کیا پھر کہا بعض لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible] میں نہیں جانتا وہ کیا ہیں مگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا [illegible] جو شخص ایسا وضو کرے [illegible] اور [illegible]
عن ابي انس ان عثمان توضأ بالمقاعد فقال الا اريكم وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم توضأ ثلاثا ثلاثا [illegible] قال سفيان قال ابو النضر عن ابي انس قال وعنده رجال من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم
ترجمہ ابو انس [illegible] عثمان [illegible] مقاعد میں [illegible] اور ان کے پاس کئی [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] وضو [illegible] تین تین بار
ف نووی نے کہا یہ حدیث اصل [illegible] تین تین بار کرنا چاہیے اور [illegible] ایک ایک بار [illegible] اجماع [illegible] کا استدلال اسی حدیث سے [illegible] تین بار [illegible]

جیسے اور اعضا کا دھونا اور اس باب میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں جنکی صحت اور ضعف کو ہمنے
شرح مہذب میں بیان کیا ہے ف قتیبہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جسوقت حضرت عثمان نے یہ
حدیث بیان کی اسوقت انکے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی صحابی موجود تھے ف اور
انہوں نے اس حدیث کو تسلیم کیا کسی نے انکار نہیں کیا بیہقی کی روایت میں ہے کہ حضرت عثمان نے تین تین
بار دھویا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے فرمایا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
ایسا کرتے دیکھا ہے انہوں نے کہا ہاں (نووی) عَنْ حُمْرَانَ بْنِ اَبَانَ قَالَ كُنْتُ اَضَعُ لِعُثْمَانَ اَضَعُ
طَهُوْرَهُ فَمَا اَتٰى عَلَيْهِ يَوْمٌ اِلَّا وَهُوَ يُفِيْضُ عَلَيْهِ نُطْفَةً وَقَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ انْصِرَافِنَا مِنْ صَلٰوتِنَا هٰذِهِ قَالَ مِسْعَرٌ اُرَاهَا الْعَصْرَ فَقَالَ مَا اَدْرِيْ اُحَدِّثُكُمْ
بِشَيْءٍ اَوْ اَسْكُتُ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كَانَ خَيْرًا فَحَدِّثْنَا وَاِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ
اَعْلَمُ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَطَهَّرُ فَيُتِمُّ الطُّهُوْرَ الَّذِيْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَيُصَلِّيْ هٰذِهِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ
اِلَّا كَانَتْ كَفَّارَاتٍ لِمَا بَيْنَهُنَّ ترجمہ حمران بن ابان سے روایت ہے میں حضرت عثمان کے لیے طہارت
کا پانی رکھا کرتا تھا وہ ہر روز ایک تھوڑے پانی سے نہایا کرتے (یعنی غسل کرتے) اسلئے کہ غسل طہارت
اور زیادتی ثواب کی) حضرت عثمان نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے حدیث بیان کی جب ہم
اس نماز سے فارغ ہوئے مسعر نے کہا (جو راوی ہے اس حدیث کا) میں سمجھتا ہوں وہ عصر کی نماز تھی
آپنے فرمایا میں نہیں جانتا تم سے ایک حدیث بیان کروں یا چپ رہوں ف اسلئے کہ معلوم نہیں
اس حدیث کا بیان کرنا مصلحت ہے یا نہ بیان کرنا پھر آپ کو معلوم ہوا کہ بیان کرنا مصلحت ہے تو
آپنے بیان کر دیا کہ انکو رغبت پیدا ہو طہارت میں اور عبادات کی ترغیب ہو یا پہلے آپنے بیان
نہیں کیا تھا اس خیال سے کہ لوگ اس پر تکیہ کر لیں پھر بیان کرنا مناسب سمجھا (نووی)
ف ہم نے کہا یا رسول اللہ اگر بہتری کی بات ہو تو بیان کیجیے اور جو بہتر نہ ہو تو اللہ اور اسکا رسول
خوب جانتا ہے ف بہتری کی بات سے مراد یہ ہے کہ ہماری خوشی کی بات ہو جس سے ہم کو رغبت
پیدا ہو اچھی اعمال میں یا ڈر پیدا ہو گناہ سے اور جو اس قسم کی حدیث نہ ہو تو اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا
ہے یعنی آپ اپنی رائے پر عمل کیجیے اگر مناسب سمجھیں تو بیان فرمائیے ورنہ خیر (نووی) ف آپنے فرمایا
جو مسلمان طہارت کرے پھر پوری طہارت کرے جسکو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے اور پانچوں نمازیں

پڑہے تب سکے وہ گناہ معاف ہو جاوینگے جو اُن نمازون کے بیچ مین کریگا **ف** اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ اگر طہارت مین صرف فرضون کو ادا کرے اور سنن اور مستحبات کو چھوڑ دیوے جب بھی یہ فضیلت
حاصل ہو جاویگی یعنے گناہون کی مغفرت اگرچہ سنتون کے ادا کرنے سے اور زیادہ گناہ معاف ہونگے
اور ثواب زیادہ ہوگا (نووی) **عن** جامع بن شداد قال سمعت حمران بن ابان يحدث
ابا بردة في هذا المسجد في امارة بشر ان عثمان بن عفان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
من اتم الوضوء كما امره الله عز وجل فالصلوات المكتوبات كفارات لما بينهن هذا حديث تعالے
ابن معاذ وليس في حديث غندر في امارة بشر ولا ذكر المكتوبات **ترجمہ** جامع بن شداد سے
روایت ہے انہون نے کہا مین نے حمران بن ابان سے سنا وہ حدیث بیان کرتے تھے ابو بردہ سے
بشر کی حکومت مین (یعنے اسکی حکومت کے زمانے مین) کہ عثمان بن عفان رض نے کہا فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص پورا کرے وضو کو جسطرح اللہ نے حکم کیا ہے تو اسکی فرض نمازین کفارہ
ہونگی ان گناہون کی جو انکے بیچ مین کرے یہ روایت ہے ابن معاذ کی اور غندر کی روایت مین یہ عبارت
نہین (بشر کی حکومت مین) نہ فرض نمازونکا بیان ہے **عن** حمران مولى عثمان قال توضأ عثمان
بن عفان يوما وضوءا حسنا ثم قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم توضأ فأحسن
الوضوء ثم قال من توضأ هكذا ثم خرج الى المسجد لا ينهزه الا الصلوة غفر له ما خلا
من ذنبه **ترجمہ** حمران سے روایت ہے جو مولا تھے عثمان بن عفان کے کہ عثمان رض نے ایک دن
اچھی طرح وضو کیا پھر کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے وضو کیا اچھی طرح بعد اسکے
فرمایا جو شخص اسطرح وضو کرے اسکے بعد مسجد مین جاوے لیکن نماز ہی کے لیے اوٹھے (یعنے اور کوئی کام
کی نیت نہو بلکہ خالص نماز ہی کے قصد سے اوٹھے) تو اوسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے **عن**
عثمان بن عفان قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من توضأ للصلوة
فاسبغ الوضوء ثم مشى الى الصلوة المكتوبة فصلاها مع الناس او مع الجماعة او في
المسجد غفر الله له ذنوبه **ترجمہ** حضرت عثمان بن عفان رض سے روایت ہے انہون نے کہا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص نماز کیلیے پورا وضو کرے پھر فرض نماز کیلیے چلے (مسجد کو) اور لوگون کے ساتھ
یا جماعت سے یا مسجد مین پڑھے تو اللہ اسکے گناہ بخشدیگا **عن** ابی هريرة ان رسول الله صلى الله

عليه وسلم قال الصلوٰة الخمس والجمعة الى الجمعة كفارة لما بينهن ما لم تغش الكبائر

ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچوں نمازیں اور جمعہ جمعہ تک کفارہ ہیں ان گناہوں کا جو انکے بیچ میں ہوں جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے عن ابی هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الصلوٰة الخمس والجمعة الى الجمعة كفارة لما بينهن ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا اس میں کبیرہ گناہ کا ذکر نہیں عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول الصلوٰة الخمس والجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مكفرات لما بينهن اذا اجتنب الكبائر ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے پانچوں نمازیں اور جمعہ جمعہ اور رمضان رمضان کفارہ ہو جاتے ہیں ان گناہوں کا جو انکے بیچ میں ہوں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچے

باب ما يقال بعد الوضوء

وضو کے بعد کیا پڑھنا چاہیے عن عقبة بن عامر قال كانت علينا رعاية الابل فجاءت نوبتي فروحتها بعشي فادركت رسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب الناس فسمعته يقول ما منكم من احد يتوضأ فيحسن الوضوء ثم يقوم فيركع ركعتين يقبل عليهما بقلبه ووجهه الا وجبت له الجنة قال فقلت ما اجود هذه فاذا الذي بين يدي يقول التي قبلها اجود منها فاذا عمر قال انك جئت آنفا قال ما منكم من احد يتوضأ فيحسن الوضوء ثم يقول اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله الا فتحت له ابواب الجنة الثمانية يدخل من ايها شاء ترجمہ عقبہ بن عامر سے روایت ہے ہم لوگوں کو اونٹ چرانا تھا باری باری جب میری باری آئی میں اونٹوں کو چرا کر شام کو لایا پھر میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے لوگوں کو وعظ سنا رہے ہیں آپ نے فرمایا جو مسلمان اچھی طرح سے وضو کرے پھر کھڑا ہو کر دو رکعتیں پڑھے اپنے دل کو اور منہ کو لگا کر اسکے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے میں نے کہا واہ واہ کیا عمدہ بات ہے ایک شخص میرے سامنے بیٹھا تھا وہ بولا اس سے پہلے جو بات آپ نے فرمائی وہ اس سے بھی عمدہ ہے میں نے دیکھا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے کہا تم ابھی آئے ہو آپ نے فرمایا جو کوئی تم میں سے وضو کرے اچھی طرح پورا وضو پھر کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ اسکے لئے جنت کے

میں کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے اور محمد اسکے بندے ہیں اور بھیجے ہوئے ہیں کھولے
جاوینگے واسطے اسکے بہشت کے آٹھوں دروازے جس میں سے چاہے جاوے **ف** وضو کے بعد یہ کلمہ
پڑھنا مستحب ہے بالاتفاق اور ترمذی کی روایت اسکے بعد آتا اور زیادہ ہے اللهم اجعلني من التوابين
واجعلني من المتطهرين اور نسائی نے اپنی کتاب عمل اليوم والليلة میں روایت کیا ہے سبحانك اللهم
وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت وحدك لا شريك لك استغفرك واتوب اليك اور بعضے علما نے کہا ہے
کہ غسل کے بعد بھی انکا پڑھنا مستحب ہے (نووی) **عن** عقبة بن عامر الجهني ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم قال فذكر مثله غير انه قال من توضأ فقال اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك
له واشهد ان محمدا عبده ورسوله **ترجمه** یہی ہے جو اوپر گذرا مگر اس میں یہ ہے اشهد ان لا اله الا الله
وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله **باب** آخر في صفة الوضوء دوسرا باب وضو کی
ترکیب میں **عن** عبد الله بن زيد بن عاصم الانصاري وكانت له صحبة قال قيل له توضأ لنا
وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم فدعا باناء فاكفأ منه على يديه فغسلهما ثلاثا ثم ادخل
يده فاستخرجها فمضمض واستنشق من كف واحدة ففعل ذلك ثلاثا ثم ادخل يده فاستخرجها
فغسل وجهه ثلاثا ثم ادخل يده فاستخرجها فغسل يديه الى المرفقين مرتين مرتين ثم ادخل
يده فاستخرجها فمسح براسه فاقبل بيديه وادبر ثم غسل رجليه الى الكعبين ثم قال هكذا
وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم **ترجمه** عبد اللہ بن زید بن عاصم انصاری سے روایت ہے کہ وہ
صحابی تھے انسے لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سا وضو کرکے بتلاؤ انہوں نے
ایک برتن پانی کا منگوایا اسکو جھکا کر پہلے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا (اس سے معلوم ہوا کہ وضو کے شروع
میں دونوں پہونچوں کا دھونا مستحب ہے پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے) اور دھویا انکو تین بار پھر ہاتھ برتن کے
اندر ڈالا اور باہر نکالا اور ایک ہی چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین بار ایسا کیا پھر ہاتھ ڈالا
اور باہر نکالا اور منہ کو تین بار دھویا (بخاری کی روایت میں ہے دونوں چلو ملاکر پانی لیا اور تین بار منہ دھویا
ف اور ایک روایت میں صحیح بخاری کے ابن عباس سے یوں ہے کہ ہاتھ ڈالکر ایک چلو لیا پھر اسکو
دوسرے ہاتھ پر جھکایا اور منہ دھویا ابن عباس نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی
وضو کرتے دیکھا اور سنن ابو داؤد اور بیہقی میں حضرت علی رض سے روایت ہے کہ دونوں ہاتھ برتن میں ڈالے اور

پانی کا چلو لیکر منہ پر مارا تو ان حدیثوں میں کسی میں ایک ہاتھ ڈالنا منقول ہے اور کسی میں دو ہاتھ ڈالنا اور کسی میں ایک ہاتھ کے ساتھ دوسرے کو ملا لینا یہ تینوں صورتیں ہیں لیکن صحیح اور مشہور یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے ملا کر پانی لیوے تا کہ منہ اچھی طرح دھویا جاوے ایسا ہی کہا امام شافعی اور مزنی نے ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ منہ دھونے میں اوپر کی جانب سے شروع کرے (نووی) **ف** پھر ہاتھ ڈالا اور باہر نکالا الخ دونوں ہاتھوں کو دو دو کہنیوں تک دھویا دو دو بار **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نکلی کہ ایک عضو کو دو بار اور ایک کو تین بار دھونا درست ہے اور شاید یہ جواز کے لیے ہو **ف** پھر ہاتھ اندر ڈالا پھر باہر نکالا اور مسح کیا سر پر پہلے دونوں ہاتھوں سے سامنے سر کے پھر پیچھے لے گئے **ف** نووی نے کہا یہ مستحب ہے باتفاق علماء اسلیے کہ ایسا کرنے سے سارے سر پر ہاتھ پھر جاتا ہے ہمارے اصحاب نے کہا یہ اس شخص کے لیے ہے جسکے سر پر بال ہوں کھلے ہوئے اور اگر بال نہ ہوں یا جوڑا بندھا ہو تو دوبارہ ہاتھ لیجانے میں کوئی فائدہ نہیں ہے اور اس حدیث سے یہ بات نہیں نکلتی کہ سارے سر کا مسح واجب ہے اسلیے کہ اسمیں کمال کا بیان ہے نہ وجوب کا

ف پھر دونوں پاؤں دھوئے ٹخنوں تک بعد اسکے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسیطرح وضو کرتے تھے

ف وضو اور غسل میں علاوہ اخروی ثواب کے دنیاوی نفع بہت ہیں اطباء نے کہا ہے کہ انسان کے بدن پر ہر روز گرد اور غبار ایسا جمتا ہے جسکی وجہ سے مسامات بدن کے بند ہو جاتے ہیں اس میل کچیل کا صاف کرنا حفظ صحت کے لیے نہایت ضروری ہے شریعت محمدی نے ایسا عمدہ قاعدہ باندھا ہے جسکی وجہ سے انسان کو دوسرے تیسرے ہفتہ ہر ماہ ضرور ایک بار غسل کرنا پڑتا ہے جنابت کا جمعہ کا حیض و نفاس کا غسل عیدین کا غسل اور چونکہ ہر روز غسل میں دقت تھی اور ضرورت بھی نہ تھی اسوجہ سے کہ سارا بدن آدمی کا لباس سے ڈھکا رہتا ہے اکثر منہ اور دونوں ہاتھ اور پاؤں کھلے رہتے ہیں تو انکے صاف رکھنے کے لیے وضو مقرر کیا ایسا پانچ بار یا چار بار یا تین بار یا دو بار یا ایک بار تو روز وضو میں ان اعضاء کو دھونا ہوگا البتہ اگر پاؤں موزوں میں چھپے ہوئے ہوں تو ہر بار دھونا انکا ضرور نہیں بلکہ مقیم کو دن رات میں ایک بار اور مسافر کو تین دن میں ایک بار کافی ہے اب وضو کے شروع میں تین باتیں پانی کی آزمائش کے لیے مقرر کیں ہاتھ پہونچوں تک دھونا رنگ دریافت کرنے کیلیے اور کلی مزہ دریافت کرنے کیلیے اور ناک میں پانی ڈالنا بو دریافت کرنے کیلیے یعنی پانی کے تینوں اوصاف ہیں جنکا دیکھنا طہارت کے لیے ضرور ہے **عَنْ** عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرِ الْكَعْبَيْنِ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا اسمیں ٹخنوں کا ذکر نہیں **عَنْ** عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ

مضمض واستنثر ثلاثا ثلاثا ثم يغسل من كف واحدة ثم زاد بعد قوله فاقبل بهما وادبر بدأ بمقدم
رأسه ثم ذهب بهما الى قفاه ثم ردهما حتى رجع الى المكان الذى بدأ منه وغسل رجليه ترجمہ
عمرو بن یحیٰی سے اسی اسناد سے روایت ہے اس میں یہ ہے کہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین بار اور یہ نہیں کہا
کہ ایک چلو سے اور آگے سے شروع کیا اور پیچھے سے لے گئے بعد اسکے زیادہ کیا کہ پہلے سر کا مسح آگے سے شروع کیا اور گدی
تک لے گئے پھر پھیر لائے اور دونوں ہاتھوں کو اسی مقام پر جہاں سے شروع کیا تھا اور دونوں پاؤں دھوئے **ف**
شیعوں نے پاؤں کے دھونے کے عوض انکے مسح کو قبول کیا ہے حالانکہ پاؤں پر جس قدر گرد و غبار پڑتا ہے اور نجاست
لگ جانے کا احتمال ہوتا ہے منہ اور ہاتھ پر اتنا نہیں پھر اونکا دھونا ہی مقتضای عقل ہے اور یہی ثابت
ہے احادیث صحیحہ سے اور لطف یہ ہے کہ جب پاؤں موزے میں ہوں تو موزوں پر مسح کرنا چاہئے اور دین اور
جب پاؤں کھلا ہو تو اسکا دھونا فرض ہے **عن** عمرو بن يحيى بمثل اسنادهم واقتص الحديث
وقال فيه فمضمض واستنشق واستنثر من ثلاث غرفات وقال ايضا فمسح برأسه فاقبل
به وادبر مرة واحدة قال بهز املى على وهيب هذا الحديث مرتين وقال وهيب املى
على عمرو بن يحيى هذا الحديث مرتين ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہے جیسے اوپر گذری اس
میں یہ ہے کہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور ناک جھنکی تین چلو سے اور مسح کیا سر پر آگے سے لے گئے اور
پیچھے سے لے گئے ایک بار **عن** عبد الله بن زيد بن عاصم المازنى يذكر انه رأى رسول الله صلى
الله عليه وسلم توضأ فمضمض ثم استنثر ثم غسل وجهه ثلاثا ويده اليمنى ثلاثا
والاخرى ثلاثا ومسح برأسه بماء غير فضل يديه وغسل رجليه حتى انقاهما ترجمہ عبد اللہ يده
بن زید بن عاصم سے روایت ہے انہوں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے وضو کیا پھر کلی کی پھر
ناک میں پانی ڈالا پھر منہ دھویا تین بار اور داہنا ہاتھ تین بار اور بایاں ہاتھ تین بار اور سر پر مسح کیا نیا
پانی لیکر نہ اس بچے ہوئے سے جو ہاتھوں میں لگا تھا اور دونوں پاؤں دھوئے یہاں تک کہ انکو صاف کیا **باب**
الايتار في الاستنثار والاستجمار ناک میں پانی ڈالنا اسی طرح استنجا کرنا طاق مرتبہ بہتر ہے **عن**
ابى هريرة يبلغ به النبى صلى الله عليه وسلم قال اذا استجمر احدكم فليستجمر وترا واذا
توضأ احدكم فليجعل فى انفه ماء ثم لينتثر ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ لينتثر
علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے پاخانے کی جگہ کو ڈھیلوں سے صاف کرے تو طاق ڈھیلوں سے

صاف کرے ف یعنی تین یا پانچ یا سات ڈھیلوں سے اور بعضوں نے استجمار کے
معنے وہ مقصود لئے ہیں یعنی طاق بار خوشبو لیوے لیکن صحیح وہی ہے جو ترجمہ میں مذکور ہوئی
اور مقصود یہ ہے کہ ڈھیلوں سے پونچھنا طاق بار ہو یعنی تین یا پانچ بار یا زیادہ اور ہمارا مذہب یہ ہے
کہ تین سے زیادہ مستحب ہے اور حاصل مذہب کا یہ ہے کہ صاف کرنا واجب ہے اور تین پورے کرنا بھی
واجب ہے اگر تین سے صفائی ہو گئی تو اب زیادہ لینا واجب نہیں اگر صفائی نہ ہوئی تو اور لینا چاہیے
پھر اگر طاق عدد ہو گیا تو اب زیادہ نہ لیوے اور جو جفت ہو اب جیسے چار یا چھ تو طاق کر لینا مستحب ہے
اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ طاق لینا واجب ہے بدلیل اس حدیث کے اور جمہور کی دلیل وہ حدیث
ہے جو سنن میں مروی ہے کہ جس نے طاق بار لیا تو اچھا کیا اور جس نے طاق بار نہ لیا تو کچھ حرج نہیں
(نووی) ف اور جب کوئی تم میں سے وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے پھر ناک چھنکے
عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَنْشِقْ
بِمَنْخِرَيْهِ مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ لِيَنْتَثِرْ ترجمہ ہمام بن منبہ سے روایت ہے ابوہریرہ نے حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی حدیثیں ہم سے بیان کیں پھر انہوں نے ذکر کیا ان حدیثوں کو ایک
انہیں سے یہ بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے وضو کرے
تو دونوں نتھنوں کو صاف کرے پانی سے پھر ناک چھنکے ف نووی نے کہا احمد بن حنبل
دلیل ہے اس شخص کی جو ناک چھنکنا واجب کہتا ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ ترجمہ ابوہریرہ رض سے
روایت ہے رسول اللہ صلعم علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے اور
جو شخص ڈھیلا لیوے تو طاق بار کرے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ يَقُولَانِ قَالَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ ترجمہ ابوہریرہ اور ابوسعید خدری سے ایسی ہی روایت
ہے جیسے اوپر گذری عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ
مِنْ مَنَامِهِ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلَى خَيَاشِيمِهِ ترجمہ ابوہریرہ
سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جاگے تو ناک چھنکے تین بار

ہے کہ شیطان اسکے بانسہ پر رات بسر کرتا ہے **ف** قاضی عیاض نے کہا احتمال ہے کہ حقیقۃً
شیطان ناک میں رہتا ہو کیونکہ ناک ایک راستہ ہے دل تک جاتا ہے اور اسپر کچھ پردہ بھی نہیں ہے اور حدیث
میں ہے کہ شیطان بند ہوئی چیز کو نہیں کھولتا اسی لیے جمائی میں منہ بند کرنے کا حکم ہے تاکہ شیطان
منہ کے اندر نہ گھس جاوے اور احتمال ہے کہ شیطان سے مراد مجازاً غبار ہو یا ناک کا رینٹ وغیرہ ہو

عن جابر بن عبد الله يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا استجمر احدكم فليوتر
ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے استنجا کرے
تو طاق بار کرے **باب وجوب غسل الرجلين بكمالهما** پاؤں دھونا واجب ہے **عن** عائشة زوج
النبي صلى الله عليه وسلم يوم توفي سعد بن ابي وقاص فدخل عبد الرحمن بن ابي بكر
فتوضأ عندها فقالت يا عبد الرحمن اسبغ الوضوء فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه و
سلم يقول ويل للاعقاب من النار **ترجمہ** ام المومنین عائشہ کے پاس عبد الرحمن بن ابی بکر گئے جس دن
سعد بن ابی وقاص نے انتقال کیا تو انہوں نے وضو کیا حضرت عائشہ نے کہا اے عبد الرحمن وضو کو پورا کر
میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے خرابی ہے ایڑیوں کی جہنم کی آگ سے **ف** نووی
نے کہا امت مسلمہ کا اجماع ہے اس بات پر کہ دونوں پاؤں کا دھونا واجب ہے اور مسح کافی نہیں اور اس مسئلے میں
لوگوں نے اختلاف کیا ہے کوئی مذہب نہیں ہے مگر رافضیوں کا ایک جماعت اور اہل تشیع سے اور ایک روایت
اور ہوا شیعہ میں جو کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ دونوں پاؤں کا مسح ہے دھونا واجب نہیں اور انکا مسح کافی
نہیں اور وہ اسی مسئلہ کو بیان کرتے ہیں مسح کرنا ضروری نہیں اور اسکا خلاف کسی معتبر شخص سے منقول نہیں اور شیعہ
نے کہا کہ دونوں پاؤں کا مسح واجب ہے اور محمد بن جریر اور جبائی معتزلی نے امام سے کہا کہ اختیار ہے خواہ مسح
کرے دونوں پاؤں پر خواہ انکو دھووے اور بعض اہل ظاہر نے کہا کہ مسح اور دھونا دونوں واجب ہیں اور ان
مخالفین نے جو دلائل بیان کیے ہیں وہ ظاہر ہیں باطل ہیں اور ہم نے ان سب کی تفصیل اچھی طرح شرح
مہذب میں کی ہے جو کوئی اسکو دیکھے تو کوئی شبہ نہ رہیگا اور یہاں تو ہمارا مقصود یہ ہے کہ حدیث کی
شرح بیان کریں نہ مخالفین کا رد وقدح اور مختصر یہ ہے کہ جتنے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو
نقل کیا ہے مختلف مقامات اور مختلف حالات میں ان سب نے پاؤں کا دھونا نقل کیا ہے اور یہ جو آپ نے فرمایا خرابی
ہے ایڑیوں کی آگ سے یہ بھی دلیل ہے پاؤں کے دھونے کی ورنہ اس وعید کا کوئی مطلب نہیں نکلتا اور ایک

حدیث صحیح ہوئی عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ وضو کیونکر کرنا چاہیے
آپ نے پانی منگوایا اور دونوں پہونچے دھوئے یہانتک کہ دونوں پاؤں دھوئے پھر فرمایا وضو اسطرح چاہیے اور
جو کوئی اس سے زیادہ کرے یا کم اوسنے برا کیا اور ظلم کیا یہ حدیث صحیح ہے اسکو ابو داؤد وغیرہ نے باسانید صحیحہ
نقل کیا ہے عن عبد اللہ مولی شداد بن الہاد حدثہ انہ دخل علی عائشۃ فذکر عنہا عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا عن سالم مولی المہری قال خرجت انا وعبد
الرحمن بن ابی بکر فی جنازۃ سعد بن ابی وقاص فمررنا علی باب حجرۃ عائشۃ فذکر عنہا عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم مثلہ ترجمہ سالم سے روایت ہے جو مولیٰ تھا مہری کا اونہوں نے کہا میں اور عبد الرحمن بن ابی بکر دونوں
سعد بن ابی وقاص کے جنازہ میں نکلے تو حضرت عائشہ کے حجرے کے دروازے پر گذرے پھر بیان کیا اوسی
حدیث کو جو اوپر گذری عن سالم مولی شداد بن الہاد قال کنت انا مع عائشۃ فذکر عنہا عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا عن عبد اللہ بن عمرو قال رجعنا مع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مکۃ الی المدینۃ حتی اذا کنا بماء بالطریق تعجل قوم عند
العصر فتوضؤا وہم عجال فانتہینا الیہم واعقابہم تلوح لم یمسہا الماء فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ویل للاعقاب من النار اسبغوا الوضوء ترجمہ عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کو لوٹے راہ میں ایک جگہ پانی ملا عصر کی نماز کا وقت ہوگیا تھا لوگوں نے جلدی جلدی وضو کیا
ہم جو انکے پاس پہونچے تو اونکی ایڑیاں سوکھی معلوم ہوتی تھیں یعنی پانی نہیں لگا تھا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرابی ہے ایڑیوں کی
آگ سے پورا کرو وضو کو عن شعبۃ بہذا الاسناد ولیس فی حدیث شعبۃ اسبغوا الوضوء ترجمہ شعبہ سے بھی ایسی ہی حدیث ہے اوس میں اسبغوا
الوضوء کا لفظ نہیں ہے عن عبد اللہ بن عمرو قال تخلف عنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر سافرناہ فادرکنا
وقد حضرت صلوۃ العصر فجعلنا نمسح علی ارجلنا فنادی ویل للاعقاب من النار ترجمہ
عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے پیچھے رہ گئے ایک سفر میں پھر ہم سے آملے اور ہم کو پایا
اور عصر کی نماز کا وقت آگیا تھا ہم مسح کرنے لگے اپنے پاؤں پر آپ نے پکارا خرابی ہے ایڑیوں کی جہنم کی
آگ سے عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای رجلا لم یغسل عقبیہ فقال ویل
للاعقاب من النار ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا
جس نے وضو میں اپنی ایڑی نہیں دھوئی تھی تو فرمایا خرابی ہے ایڑیوں کی جہنم کی آگ سے عن ابی ہریرۃ

أَنَّهُ رَأَى قَوْمًا يَتَوَضَّئُونَ مِنَ الْمِطْهَرَةِ فَقَالَ أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ فَإِنِّي سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَيْلٌ لِلْعَرَاقِيبِ مِنَ النَّارِ ترجمہ ابوہریرہ رضؓ نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو بدھنی سے وضو کر رہے تھے تو کہا پورا کرو وضو کو کیونکہ میں نے سنا ابو القاسم صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے خرابی ہے کونچوں کی انگار سے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ ترجمہ ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرابی ہے ایڑیوں کی انگار سے

بَابُ وُجُوبِ اسْتِيعَابِ جَمِيعِ أَجْزَاءِ مَحَلِّ الطَّهَارَةِ وضو میں تمام اعضا کو پورا وضو چاہیے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنَّ رَجُلًا تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضِعَ ظُفُرٍ عَلَى قَدَمِهِ فَأَبْصَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ فَرَجَعَ ثُمَّ صَلَّى ترجمہ جابر رضؓ سے روایت ہے جسے بیان کیا حضرت عمرؓ نے کہ ایک شخص نے وضو کیا اور ناخون برابر اپنے پاؤں میں سوکھا چھوڑ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے دیکھا تو فرمایا جا اور اچھی طرح وضو کر کے آ وہ لوٹ گیا پھر آ کر نماز پڑھی

ف نووی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر وضو میں ایک ذرا مقام بھی جسکا دھونا واجب ہے سوکھا چھوڑ دے تو وضو درست نہ ہوگا اسپر سب کا اتفاق ہے لیکن تیمم میں اگر کوئی حصہ موضع کا چھوڑ دے اور اسپر ہاتھ نہ پھیرے تو اسمیں اختلاف ہے ہمارا اور جمہور علما کا مذہب ہے کہ تیمم درست نہ ہوگا جیسے وضو درست نہیں ہوتا اور ابو حنیفہ سے اسمیں تین روایتیں ہیں ایک تو یہ کہ اگر ادہے سے کم چھوڑے تو درست ہو جاویگا دوسری یہ کہ درہم سے کم چھوڑے تو درست ہو جاویگا تیسری یہ کہ اگر چوتھائی سے کم چھوڑے تو درست ہو جاویگا اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی نہ جانکر ایسا کرے جب بھی اسکی طہارت صحیح نہ ہوگی اور جو شخص جاہل ہو اوسکو نرمی سے سمجھانا چاہیے اور بعضے لوگ دلیل لاتے ہیں اس حدیث سے کہ دونوں پاؤنکا دھونا واجب ہے اور مسح کافی نہیں اور قاضی عیاض نے دلیل کیا ہے اس حدیث کو موالات یعنے پے در پے وضو کرنے کے وجوب پر اسلیے کہ آپ نے فرمایا اچھی طرح وضو کر اور یہ نہیں حکم دیا کہ صرف سوکھا جو رہ گیا اسی مقام کو دھولو حالانکہ یہ استدلال ضعیف ہے یا باطل ہے اس لیے کہ اچھی طرح وضو کرنیکے یہ بھی معنے ہو سکتے ہیں کہ اسی وضو کو پورا کر انتہی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ

آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ مسلمان یا مومن (راوی کو شک ہے) وضو کرتا ہے اور منہ دھوتا ہے تو اسکے منہ سے وہ گناہ (صغیرہ) نکل جاتے ہیں جو اسنے آنکھوں سے کیے پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ اور جو منہ سے کرتا ہے جیسے ناک سے اور کان پھر جب ہاتھ دھوتا ہے تو اسکے ہاتھوں میں سے ہر ایک گناہ جو ہاتھ سے کیا تھا پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتا ہے پھر جب پاؤں دھوتا ہے تو ہر ایک گناہ جو اسنے پاؤں سے چلکر کیا تھا پانی کے ساتھ یا آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتا ہے یہانتک کہ سب گناہوں سے پاک صاف ہو کر نکلتا ہے (نووی نے کہا اس حدیث سے بھی رد ہوتا ہے روافض کا جو پاؤں پر مسح کرتے ہیں) **عن** عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ ترجمہ حضرت عثمان سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اچھی طرح وضو کرے تو اسکے گناہ بدن سے نکل جاتے ہیں یہانتک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں **باب** اسْتِحْبَابِ إِطَالَةِ الْغُرَّةِ وَالتَّحْجِيلِ فِي الْوُضُوءِ منہ کو زیادہ دھونا استقدر کہ سر کے سامنے کا حصہ بھی دھل جاوے اسیطرح ہاتھوں اور پاؤں کو کہنیوں اور ٹخنوں کے پار تک دھونا مستحب ہے **ف** نووی نے کہا علما نے اختلاف کیا ہے کہ مستحب کہاں تک دھونا ہے بعضوں نے کہا کہنیوں اور ٹخنوں سے کچھ بڑھ کر دھونا چاہیئے کتنا بڑھاوے اسکی کوئی حد نہیں بعضوں نے کہا آدھے بازو تک مستحب ہے اسیطرح آدھے پنڈلی تک بعضوں نے کہا مونڈھوں اور گھٹنوں تک دھونا مستحب ہے اور اس باب میں جو حدیثیں مذکور ہیں وہ اس بات کی تائید کرتی ہیں اور یہ جو امام ابو الحسن بن بطال مالکی اور قاضی عیاض نے دعوی کیا ہے کہ کہنی اور ٹخنے سے بڑھانا باتفاق علما مستحب نہیں ہے یہ دعوے باطل ہے اور کیونکر یہ دعوے صحیح ہوگا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوہریرہ سے اسکے خلاف ثابت ہو اور ہمارا مذہب وہی ہے جو ان حدیثوں سے ثابت ہو اور جس نے خلاف کیا ہو اوسپر یہ حدیثیں حجت ہیں اور یہ جو ایک حدیث میں مروی ہے کہ جس نے اس سے بڑھایا یا گھٹایا تو اوسنے برا کیا اور ظلم کیا مراد اس سے تعداد میں بڑھانا اور گھٹانا ہے انتہی **عن** نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُجْمِرِ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ

فأسبغ الوضوء ثم غسل يده اليمنى حتى أشرع في العضد ثم يده اليسرى حتى أشرع في العضد
ثم مسح رأسه ثم غسل رجله اليمنى حتى أشرع في الساق ثم غسل رجله اليسرى حتى أشرع في الساق ثم قال هكذا رأيت رسول
الله صلى الله عليه وسلم يتوضأ وقال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أنتم الغر المحجلون يوم القيامة
من إسباغ الوضوء فمن استطاع منكم فليطل غرته وتحجيله ترجمہ نعیم بن عبد اللہ مجمر سے روایت ہے
میں نے ابوہریرہ رض کو دیکھا وضو کرتے ہوئے انہوں نے منہ دھویا تو اچھی طرح دھویا پھر داہنا ہاتھ
دھویا یہاں تک کہ بازو کا ایک حصہ دھویا پھر بایاں ہاتھ دھویا یہاں تک کہ بازو کا ایک حصہ دھویا پھر
سر پر مسح کیا پھر داہنا پاؤں دھویا یہاں تک کہ پنڈلی کا بھی ایک حصہ دھویا پھر کہا میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی وضو کرتے دیکھا ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری
پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں سفید (نورانی) ہوں گے قیامت کے دن وضو پورا کرنے کی وجہ سے پھر جو کوئی
تم میں سے اپنی سفیدی اور ہاتھ پاؤں کا دھونا بڑھا سکے تو بڑھاوے۔ عن نعيم بن عبد الله أنه رأى أبا هريرة
يتوضأ فغسل وجهه ويديه حتى كاد يبلغ المنكبين ثم غسل رجليه حتى رفع إلى الساقين ثم
قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إن أمتي يأتون يوم القيامة غرا محجلين
من أثر الوضوء فمن استطاع منكم أن يطيل غرته فليفعل نعیم بن عبد اللہ سے روایت ہے انہوں نے
دیکھا ابوہریرہ کو وضو کرتے ہوئے انہوں نے منہ دھویا اور دونوں ہاتھ دھوئے یہاں تک کہ دونوں
مونڈھوں تک پہنچ گئے پھر دونوں پاؤں دھوئے یہاں تک کہ پنڈلیوں تک پہنچ گئے بعد اس کے کہا میں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میری امت کے لوگ قیامت کے دن سفید منہ اور سفید
ہاتھ پاؤں والے ہوں گے وضو کی نشان سے پھر جو کوئی تم میں سے اپنی سفیدی کو بڑھا سکے
وضو۔ عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إن حوضي أبعد من أيلة من
عدن لهو أشد بياضا من الثلج وأحلى من العسل باللبن ولآنيته أكثر من عدد النجوم وإني
لأصد الناس عنه كما يصد الرجل إبل الناس عن حوضه قالوا يا رسول الله أتعرفنا يومئذ
قال نعم لكم سيما ليست لأحد من الأمم تردون علي غرا محجلين من أثر الوضوء ترجمہ
ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض اتنا بڑا ہے جتنا عدن سے
ایلہ سے بھی زیادہ اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور دودھ ملے

مین د شمار مین تارون سے زیادہ ہین اور مین لوگون کو روکون گا اس حوض سے جیسے کوئی دوسرے کے اونٹون کو اپنے حوض سے روکتا ہے لوگون نے کہا یا رسول اللہ آپ ہمکو پہچان لین گے اوسدن آپ نے فرمایا البتہ تمہارا نشان ایسا ہوگا جو سوا تمہارے کسی امت کے لیے نہ ہوگا تم آوگے میرے سامنے سفید ہاتھ پاون لیکر وضو کے طفیل سے **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تردُ علی امتی الحوض وانا اذود الناس عنہ کما یذود الرجل ابل الرجل عن ابلہ قالوا یا نبی اللہ اتعرفنا قال نعم لکم سیما لیست لاحد غیرکم تردون علی غرا محجلین من اثار الوضوء ولیصدن عنی طائفۃ منکم فلا یصلون فاقول یا رب ھؤلاء من اصحابی فیجیبنی ملک فیقول و ھل تدری ما احدثوا بعدک **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے لوگ میرے پاس حوض کوثر پر آوینگے اور مین لوگون کو ہٹاونگا اس پر سے جیسے ایک مرد دوسرے مرد کے اونٹون کو ہٹاتا ہے لوگون نے کہا یا رسول کیا آپ ہمکو پہچان لیوینگے آپ نے فرمایا تمہاری نشانی ایسی ہی ہوگی جو کسی امت کے پاس نہ ہوگی تم آوگے میرے پاس سفید پیشانی اور ہاتھ پاون لیکر وضو کی وجہ سے **ف** نووی نے کہا ایک جماعت نے استدلال کیا ہے اس حدیث سے کہ وضو خاص ہے اس امت سے اور بعضون نے کہا کہ وضو اس امت سے خاص نہین ہے پر یہ فضیلت یعنے پیشانی اور ہاتھ پاؤن نورانی ہونا خاص ہوگا قیامت کے دن اس امت سے اور دلیل انکی دوسری حدیث ہے صحیح جسمین ہے کہ یہہ میرا وضو ہے اور مجھ سے پہلے پیغمبرونکا وضو ہے لیکن اول جماعت نے دو جواب دیئے ہین ایک تو یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اسکا ضعف مشہور ہے دوسری یہ کہ اگر صحیح بھی کر لین تو اس سے اسیقدر ثابت ہوتا ہے کہ اگلے پیغمبرون کے لیے بھی وضو تھا پر اگلی امتون کے لیے وضو نہین ثابت ہوتا ہے انتہی **ف** اور ایک گروہ روکا جاویگا میرے پاس آنے سے مجھہ تک نہ آسکیگا تب مین عرض کرونگا اے پروردگار یہ لوگ تو میرے ہین اوسوقت ایک فرشتہ مجھے جواب دیگا تم نہین جانتے جو ان لوگون نے تمہارے بعد دنیا مین نئے نئے کام کیے **ف** دوسری روایتین اتنا زیادہ ہے یہ سنکر مین کہونگا تو پھر دور ہو دور ہو یعنے دور ہو نووی نے کہا علما نے اسمقام کی شرح کئی طرح کی باتین لکھی ہین پہلی یہ کہ مراد ان لوگون سے منافق ہین اور جو اسلام سے پھر گئے تو احتمال ہے کہ انکا حشر اسی نشان کے ساتھ یعنے سفید منہ اور ہاتھ پاؤن کے ساتھ ہو اور رسول اللہؐ

صلے اللہ علیہ وسلم نشان کو دیکھکر ان لوگون کو مسلمان سمجھین اسوقت آپکو جواب ملیگا کہ یہ لوگ اپنی
حالت پر نہین رہے اور انہون نے تمہارے بعد دین کو بدل دیا یعنے اسلام پر انکا خاتمہ نہین ہوا دوسرے
یہ کہ مراد ان لوگون سے وہ لوگ ہین جو حضرت کے زمانے مین تھے اور آپکی حیات مین مسلمان تھے
پھر آپکے بعد اسلام سے پھر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن لوگون کو پہچان کر بلاوینگے اگرچہ انپر وضو
کا نشان نہ ہوگا اسوقت جواب ملیگا یہ لوگ تمہارے بعد اسلام سے پھر گئے تھے تیسری یہ کہ مراد اُن
لوگون سے گنہگار ہین جنکا خاتمہ توحید پر ہوا پر گنہگار ہو کر اور بدعتون مین مبتلا تھے لیکن بدعت کفر کے
درجہ تک نہین پہنچی تھی اس صورت مین یہ ضرور نہین کہ یہ لوگ جہنم ہی مین جاوین بلکہ شاید پہلے
یہ سزا انکے جانے کی اونکو ملی پھر اللہ تعالیٰ اونپر رحم کرے اور وہ جنت مین جاوین بغیر عذاب کے
اور یہ بھی ممکن ہے کہ اونکے منہ اور ہاتھ پانون سفید نورانی ہون اور احتمال ہے کہ یہ لوگ آپکے زمانہ
کے بھی ہون اور آپکے بعد کے بھی ہون لیکن آپ اونکو نشان سے پہچان لیوین امام ابن عبد البر نے
کہا جو شخص دین مین نئی بات نکالے وہ حوض کوثر سے راندا جاویگا جیسے رافضی اور خارجی اور تمام
گمراہ فرقے اسیطرح وہ لوگ بھی راندے جاوینگے جو ظلم کرتے ہون لوگون کے حق دبانے ہون یا
حق کو مٹاتے ہون ناحق کو پھیلاتے ہون کبیرے گناہ علانیہ کرتے ہون اور اس قسم کے سب گنہگارون کے
لیے بھی ڈر ہے کہ وہ حوض سے راندے جاوین لیکے **عَنْ** حُذَیْفَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ حَوْضِیْ لَاَبْعَدُ مِنْ اَیْلَۃَ مِنْ عَدَنٍ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَذُوْدُ عَنْہُ
الرِّجَالَ کَمَا یَذُوْدُ الرَّجُلُ الْاِبِلَ الْغَرِیْبَۃَ عَنْ حَوْضِہٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَتَعْرِفُنَا قَالَ نَعَمْ تَرِدُوْنَ عَلَیَّ
غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ لَیْسَتْ لِاَحَدٍ غَیْرِکُمْ ترجمہ حذیفہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض اتنا بڑا ہے جیسے عدن سے ایلہ (ایک شہر ہے مصر اور شام کے بیچ مین) قسم
ہے اوسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے مین لوگون کو وہان سے ہٹا دونگا جیسے کوئی دوسرے کے اونٹ
کو اپنے حوض سے ہانکتا ہو لوگون نے کہا یا رسول اللہ آپ ہم کو پہچانینگے آپنے فرمایا تم میرے پاس
آوگے سفید پیشانی سفید ہاتھ پانون وضو کے نشان ہونگے جو تمہارے سوا اور کسی امت پر نہ ہونگے عَنْ
اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَی الْمَقْبَرَۃَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ
وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ وَدِدْتُّ اَنَّا قَدْ رَاَیْنَا اِخْوَانَنَا قَالُوْا اَوَلَسْنَا اِخْوَانَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ

أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَإِخْوَانُنَا الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ فَقَالُوا كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَأْتِ بَعْدُ مِنْ أُمَّتِكَ يَا رَسُولَ
اللَّهِ فَقَالَ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَهُ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَيْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ أَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ
قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ أَلَا
لَيُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِي كَمَا يُذَادُ الْبَعِيرُ الضَّالُّ أُنَادِيهِمْ أَلَا هَلُمَّ فَيُقَالُ إِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوا
بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان میں
تشریف لے گئے تو فرمایا السلام علیکم اے گھر والو مسلمان لوگوں کے اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں ف
اگرچہ مرنا یقینی ہے پر ان شاء اللہ آپ نے برکت کے لیے فرمایا یا رضا کا حکم بجا لانے کو جیسے
فرمایا تم کسی کام کو یہ مت کہو کہ میں کل کروں گا بلکہ یوں کہو کروں گا اگر خدا چاہے اور خطابی
نے کہا ان شاء اللہ عادت کے طور پر ہے [illegible] کلام [illegible] اور بعضوں نے کہا کہ ان شاء اللہ مرنے سے متعلق
نہیں ہے بلکہ اسی جگہ میں [illegible] کے ساتھ مرنے کو فرمایا [illegible] اور کبھی کلام سے
لگا دی جاتی ہے [illegible] ان شاء اللہ [illegible] خدا چاہے [illegible] اور بعضوں نے کہا [illegible]
[illegible] ف میری آرزو ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
[illegible] صحابہ نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے
بھائی نہیں ہیں آپ نے فرمایا تم تو میرے صحابہ ہو ف امام باجی نے کہا اس سے یہ غرض نہیں کہ
تم بھائی نہیں [illegible] تو بھائی بھی ہو [illegible] تم تو صحابی ہو اور بھائی بھی
ہو [illegible] وہ صرف بھائی ہیں صحابی نہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مومن
ایک دوسرے کے بھائی ہیں قاضی عیاض نے کہا ابن عبد البر نے [illegible] استدلال کیا ہے اس امر پر
کہ آپ کے بعد [illegible] کے لوگ [illegible] فضیلت رکھتے ہیں یہاں تک کہ بعض ان میں کے افضل ہیں بعض صحابہ
سے اور یہ جو حضرت نے فرمایا کہ جو بعد [illegible] زمانے کے لوگ ہیں تو اس سے مراد مہاجرین اور انصار ہیں اور وہی
افضل ہیں تمام امت میں لیکن جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف صحبت میں رہا ہو یا آپ کو دیکھا ہو
اس کو بھی [illegible] تو بعد کے زمانے کا شخص اس سے افضل ہو سکتا ہے جیسے اور حدیثوں سے معلوم ہوتا
قاضی نے کہا یہ ابن عبد البر کا اور بعض متکلمین کا بھی یہی مذہب ہے لیکن اکثر علماء اس کے خلاف ہیں
وہ کہتے ہیں جو حضرت کی صحبت میں رہا یا ایک بار بھی آپ کو دیکھا اس کو صحبت کی فضیلت مل گئی اب اس کے بعد

کے زمانہ کا شخص اسکے برابر نہیں ہو سکتا گو کتنا ہی مرتبہ رکھتا ہو علم اور زہد میں اور دلیل اسکی حدیث ہے کہ
اگر تم میں سے کوئی احد کے برابر سونا خیرات کرے تو صحابہ کے مد یا آدھے مد کے برابر نہیں ہو سکتا تمام ہوا کلام
قاضی عیاض کا (نووی) ف اصحاب الاخوان سے وہ لوگ ہیں جو ابھی دنیا میں نہیں آئے صحابہ نے
کہا یا رسول اللہ آپ کیونکر پہچانیں گے اپنی امت کے ان لوگوں کو جنکو آپ نے نہیں دیکھا آپ نے فرمایا بھلا
دیکھو اگر ایک شخص کی سفید پیشانی سفید ہاتھ پاؤں کے گھوڑے سیاہ مشکی گھوڑوں میں ملجاویں تو وہ
اپنے گھوڑے نہیں پہچانیگا صحابہ نے کہا بیشک وہ تو پہچان لیگا آپ نے فرمایا تو میری امت کے لوگ سفید
اور سفید ہاتھ پاؤں رکھتے ہونگے قیامت کے دن وضو کی وجہ سے اور میں انکا پیش خیمہ ہونگا حوض کوثر
پر خبردار ہو بعضے لوگ میرے حوض پر سے ہٹائے جاوینگے جیسے بھٹکا ہوا اونٹ ہنکایا جاتا ہے میں انکو پکاروں گا
کہ آؤ آؤ اسوقت کہا جائیگا ان لوگوں نے آپکے بعد اپنا دین بدل دیا تھا آپکے بعد اپنے تئیں بدل دیا تھا اور الٹے پاؤں
ہو گئے تھے یا انکی حالت بدل گئی تھی بدعت اور ظلم میں گرفتار ہو گئے تھے) تب میں کہونگا جاؤ دور ہو دور ہو
ف باجی نے کہا یہ جو ہے حدیث میں اخواننا اس سے یہ نہیں نکلتا کہ صحابہ نہیں ہیں کیونکہ انہوں نے ان لوگوں سے صحابہ کرام
کو سمجھا ہے مہاجرین اور انصار کو حالانکہ حدیث میں رجال کا لفظ ہے نہ صحابہ کا اور اگر صحابہ کا لفظ ہوتا
جب بھی مراد وہ لوگ ہیں جو آپکی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تھے نہ وہ صحابہ جنکو اللہ تعالی
نے اونکی تعریف میں فرمایا اور فرمایا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اور فرمایا لیغیظ بہم الکفار جس
پر کلام ہے کہ جو شخص صحابہ سے بغض رکھے یا انکو برا کہے وہ خود کافر ہے لعنت ہو اللہ کی اس مردود
پر جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیقوں اور جانثاروں سے دشمنی کرے اور انکو اہل بیت رسالت
کا بدخواہ جانے اور رسول جانتا ہی انکی خدمتوں کو جنکی بدولت ہم تک اسلام پہنچا اور جنکی سعی اور کوشش
سے آج تک دین کا قیام ہے عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم خرج الی المقبرة
فقال السلام علیکم دار قوم مؤمنین وانا ان شاء الله بکم لاحقون مثل حدیث العلاء بن عبد الرحمن
بن جعفر عن حديث مالك فليذادن رجال عن حوضي ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا
عن ابی حازم قال كنت خلف ابی هريرة وهو يتوضأ للصلوة فكان يمد يده حتى
يبلغ ابطه فقلت له يا ابا هريرة ما هذا الوضوء فقال يا بنی فروخ انتم ههنا لو
علمت انكم ههنا ما توضأت هذا الوضوء سمعت خليلي صلى الله عليه وسلم

يقول تبلغ الحلية من المؤمن حيث يبلغ الوضوء ترجمہ ابو حازم سے روایت ہے میں ابوہریرہؓ کے
پیچھے تھا وہ نماز کے لیے وضو کر رہے تھے تو اپنے ہاتھ کو دھوتے تھے لمبا کر کے یہاں تک کہ بغل تک دھویا
میں نے کہا اے ابوہریرہؓ یہ کیسا وضو ہے ابوہریرہ نے کہا اے فروخ کی اولاد (فروخ ابراہیم کے ایک بیٹے
کا نام ہے جسکی اولاد میں عجم کے لوگ ہیں ابو حازم بھی عجمی تھے) تم یہاں موجود ہو اگر میں جانتا تم یہاں موجود
ہو تو میں اسطرح وضو نہ کرتا (اسلیے کہ تم لوگوں کو اتنا علم نہیں ایسا نہ ہو تم گمراہ ہو جاؤ اور یہ خیال کرو کہ
بغلوں تک ہاتھوں کا دھونا فرض ہو قاضی عیاض نے کہا ابوہریرہ کی یہ غرض ہے کہ جو شخص پیشوا ہو اسکو
چاہیے کہ جب کسی ضرورت سے رخصت پر عمل کرے یا وسوسہ کی وجہ سے کسی امر میں مبالغہ کرے یا کوئی
خیال رکھتا ہو تو عام لوگوں کے سامنے نہ کرے خصوصاً جاہلوں کے ایسا نہ ہو کہ وہ بغیر ضرورت کے اس رخصت
پر عمل کرنے لگیں یا اس کام کو لازم سمجھیں مثل فرض کے (نووی) ف میں نے سنا اپنے دوست
(یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے آپ فرماتے تھے قیامت کے دن مومن کو وہاں تک زیور پہنایا جاویگا
جہاں تک اسکے وضو پہنچتا ہو باب فضل اسباغ الوضوء على المكاره سختی اور تکلیف کی حالت میں
وضو پورا کرنے کا کیا ثواب ہے عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الا
ادلكم على ما يمحو الله به الخطايا ويرفع به الدرجات قالوا بلى يا رسول الله قال اسباغ الوضوء
على المكاره وكثرة الخطا الى المساجد وانتظار الصلوة بعد الصلوة فذلكم الرباط ترجمہ
ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمکو نہ بتلاؤں وہ باتیں
جن سے گناہ مٹ جاویں (یعنے معاف ہو جاویں یا لکھنے والوں کے دفتر سے مٹ جاویں) اور درجے
بلند ہوں (جنت میں) لوگوں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ بتلایئے آپ نے فرمایا پورا کرنا وضو کا
سختی اور تکلیف میں (جیسے جاڑے کی شدت میں یا بیماری میں) اور بہت ہونا قدموں کا مسجد تک
(اسطرح کہ مسجد گھر سے دور ہو اور بار بار جاوے) اور انتظار کرنا دوسری نماز کا ایک نماز کے بعد
یہی رباط ہے (یعنے نفس کو رکنا عبادت کے لیے یا وہ رباط ہے جو جہاد میں ہوتا ہے جسکا ذکر قرآن شریف
میں ہے ورابطوا) عن العلاء بن عبد الرحمن بهذا الاسناد وليس في حديث شعبة
ذكر الرباط وفي حديث مالك ذكر مرتين فذلكم الرباط فذلكم الرباط ترجمہ وہی جو اوپر گذرا
لیکن شعبہ کی روایت میں رباط کا ذکر نہیں ہے اور مالک کی روایت میں دو بار ہے یہی رباط ہے یہی رباط ہے

بَابُ السِّوَاكِ مسواک کرنے کا بیان ف امام نووی نے کہا مسواک سنت ہے واجب نہیں
کسی وقت نہ نماز کے لیے نہ اور کسی وقت اور اسپر اتفاق کیا تمام معتدبہ علما نے لیکن شیخ ابو حامد
نے داؤد ظاہری سے اسکا وجوب نقل کیا ہے نماز کے لیے اور ماوردی نے بھی داؤد سے ایسا ہی نقل کیا ہے
لیکن کہا انہوں نے مسواک ایسا واجب ہے جسکی ترک سے نماز باطل نہ ہوگی اور اسحاق بن راہویہ سے
منقول ہے کہ مسواک واجب ہے اگر قصدًا اوسکو ترک کریگا تو نماز باطل ہو جاویگی اور ہمارے بعضے اصحاب نے شیخ
ابو حامد کی روایت کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ داؤد کا مذہب یہ ہے کہ مسواک سنت ہے جیسے جماعت اور اگر
داؤد سے مسواک کا وجوب ثابت ہو تب بھی اجماع میں اُن کی مخالفت ضرر نہ کریگی کس لیے کہ محققین علما
اور اکثر اسی طرف ہیں کہ مسواک سنت ہے اور اسحاق سے وجوب کی روایت صحیح نہیں ہے پھر مسواک
مستحب ہے سب وقتوں میں لیکن پانچ وقت زیادہ مستحب ہے ایک تو نماز کے وقت اگرچہ وضو سے ہو یا تیمم
سے دوسرے وضو کے وقت تیسرے قرآن کی تلاوت کے وقت چوتھے سوکر اٹھتے وقت پانچویں منہ
کے تغیر کے وقت اور یہ تغیر یا تو نہ کھانے اور نہ پینے سے ہوتا ہے یا بدبودار چیز کھانے سے یا بہت دیر تک
چپ رہنے سے یا بہت باتیں کرنے سے اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ مسواک روزہ دار کیلیے مکروہ ہے
دوپہر ڈھلنے کے بعد تاکہ روزے دار کے منہ کی بو جو نہ کھانے سے پیدا ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالے کو
پسند ہے جاتی نہ رہے اور مستحب ہے کہ مسواک پیلو کی ہو اگر کسی ایسی چیز سے کرے جس سے منہ کا تغیر جاتا رہے
تو مسواک ادا ہو جاویگی جیسے کھردرے کپڑے سے اور سعد سے یا اشنان سے (اسیطرح منجن ہے) لیکن اگر
انگلی سے رگڑے اور انگلی نرم ہو تو مسواک ادا نہ ہوگی اگر سخت ہو تو اسمیں تین قول ہیں ایک تو مشہور
ہے وہ یہ کہ کافی نہ ہوگی دوسرے یہ کہ کافی ہوگی تیسرے یہ کہ اگر کوئی اور چیز مسواک کرنے کو نہ ملے تو
تو کافی ہوگی ورنہ کافی نہ ہوگی اور مستحب ہے کہ متوسط لکڑی سے مسواک کرے نہ بہت سوکھی جس سے
مسوڑھے چھل جاویں نہ بالکل گیلی اور مستحب ہے کہ مسواک منہ کی عرض میں کرے نہ لنبائی میں ایسا نہ ہو کہ مسوڑوں
کو زخم لگے اگر طول میں مسواک کرے تو سنت ادا ہوگی لیکن مکروہ ہے اور مسواک کو خوب پھراوے
دانتوں کے کنارے پر اور جڑوں پر اور تمام حلق میں اوپر نیچے نرمی کے ساتھ اور پہلے داہنی طرف سے شروع کرے اور دوسرے
کی مسواک کرنا اسکی اجازت سے درست ہے اور لڑکے کو لڑکپن سے مسواک کی عادت ڈالیں تاکہ عادت ہو جاوے اور تھ
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَفِیْ حَدِیْثِ

ذٰهَبَ عَلٰى اُمَّتِىْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اگر مسلمانوں پر شاق نہ ہوتا (یعنے دشوار) اور زہیر کی روایت میں یوں ہے اگر میری امت پر شاق
نہ ہوتا تو میں انکو حکم کرتا ہر نماز کے وقت سواک کرنے کا **ف** نووی نے کہا یہ حدیث دلیل ہے اس
بات کی کہ سواک واجب نہیں ہے امام شافعی نے کہا اگر سواک واجب ہوتی تو آپ حکم کرتے اگرچہ وہ شاق
ہوتا اور ایک جماعت علماء نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امر وجوب کے لیے ہے اور یہی مذہب ہے
اکثر فقہا اور جماعت متکلمین اور اصحاب اصول کا اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو امر مستحب ہے وہ مامور بہ نہیں
ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جن امور میں خدا کی طرف سے کوئی حکم نہ اترے انمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو اجتہاد درست تھا اور یہی مذہب ہے اکثر فقہا اور اصحاب اصول کا اور یہی صحیح اور مختار ہے اور یہ بھی
معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر کیسی شفقت اور آسانی منظور تھی اور یہ بھی معلوم
ہوتا ہے کہ ہر نماز کے وقت سواک کرنا افضل ہے انتہےٰ باختصار **عن** الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِيْهِ
قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ قُلْتُ بِاَىِّ شَىْءٍ كَانَ يَبْدَاُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ
قَالَتْ بِالسِّوَاكِ **ترجمہ** مقدام بن شریح نے اپنے باپ سے سنا انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ سے
پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں آتے تو پہلے کیا کام کرتے انہوں نے کہا سواک کرتے
(اس سے معلوم ہوا کہ سواک کسی وقت بھی ہو سنت ہے) **عن** عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ بَدَاَ بِالسِّوَاكِ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں آتے تو پہلے سواک کرتے **عن** اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِىِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَرَفُ السِّوَاكِ عَلٰى لِسَانِهِ **ترجمہ** ابو موسے سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پاس گیا سواک کے وقت تو آپکی زبان پر تھا یعنے زبان صاف کر رہے تھے سواک سے **عن** حُذَيْفَةَ
قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ لِيَتَهَجَّدَ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ **ترجمہ** حذیفہ سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اٹھتے تہجد پڑھنے کو تو منہ صاف کرتے سواک سے (یا دانتوں کو ملتے
سواک سے) **عن** حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَقُلْ لِيَتَهَجَّدَ وَلَمْ يَقُوْلُهُ
ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا اس میں یہ ہے کہ جب رات کو اٹھتے اور تہجد کا ذکر نہیں **عن** حُذَيْفَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ **ترجمہ** وہی ہے جو اوپر گذرا **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ

إِنَّهُ بَاتَ عِنْدَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَامَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَخَرَجَ فَنَظَرَ فِي السَّمَاءِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ فِي آلِ عِمْرَانَ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ حَتّٰى بَلَغَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْبَيْتِ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى ثُمَّ اضْطَجَعَ ثُمَّ قَامَ فَخَرَجَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ ثُمَّ رَجَعَ فَتَسَوَّكَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى **ترجمہ** ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہے تو پچھلی رات کو آپ اوٹھے اور باہر نکلے آسمان کیطرف دیکھا پھر یہ آیت پڑھی جو سورہ آل عمران میں ہے اِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تک پھر لوٹ کر اندر آئے اور مسواک کی اور وضو کیا اور کھڑے ہو کر نماز پڑھی پھر لیٹ رہے پھر اوٹھے اور باہر نکلے اور آسمان کیطرف دیکھا اور یہی آیت پڑھی پھر لوٹ کر اندر آئے اور مسواک کی اور وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے بڑے فائدے نکلے ہیں اور عمدہ احکام اور امام مسلم نے اس مقام پر اس حدیث کو مختصر ذکر کیا ہے اور پوری حدیث کتاب الصلوٰۃ میں بیان کی ہے ہم بھی وہیں اسکی شرح اور فوائد بیان کرینگے

بَابُ خِصَالِ الْفِطْرَةِ سنت باتوں کا بیان

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَقَصُّ الشَّارِبِ **ترجمہ** ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فطرت پانچ ہیں یا پانچ چیزیں فطرت ہیں **ف** نووی نے کہا فطرت سے یہاں کیا مراد ہے اسمیں علماء نے اختلاف کیا ہے ابو سلیمان خطابی نے کہا اکثر علماء نے فطرت کے معنے سنت کے کیے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں پیغمبروں کی سنت ہیں اور بعضوں نے کہا فطرت سے دین مراد ہے پھر اسمیں سے اکثر چیزیں واجب نہیں ہیں اور بعضی چیزوں کے وجوب میں اختلاف ہے جیسے ختنہ اور کلی اور ناک میں پانی ڈالنا **ت** ختنہ کرنا **ف** یہ امام شافعی اور بہت علماء کے نزدیک واجب ہے اور امام مالک اور اکثر علماء کے نزدیک سنت ہے امام شافعی کے نزدیک ختنہ مرد اور عورت دونوں پر واجب ہے مرد پر تو یہ کہ حشفہ (سپاری) پر جتنی کھال ہے وہ سب کاٹی جاوے یہانتک کہ پورا حشفہ کھل جاوے اور عورت پر یہ کہ فرج کے اوپر کی جانب میں سے ایک ٹکڑا گوشت کا لیا جاوے اور صحیح مذہب ہمارا جسپر جمہور علماء ہیں یہ ہے کہ ختنہ چھٹپن میں جائز ہے واجب نہیں اور ایک قول یہ ہے کہ ولی پر نابالغ کا ختنہ کرنا واجب ہے اوسکے بالغ ہونے سے پہلے اور ایک قول یہ ہے کہ ختنہ حرام ہے دس برس سے پہلے اور صحیح یہ ہے کہ ختنہ بچے کا پیدایش سے ساتویں دن کرنا مستحب ہے اور پیدایش کا دن ان سات دن میں محسوب ہوگا

با اوسکے سوا سات دن چاہیین اسمین دو قول ہین ظاہر یہ ہے کہ پیدایش کا دن بھی محسوب ہوگا اور
ہمارے اصحاب نے اختلاف کیا ہے خنثیٰ مشکل ہین یعنے جسمین مرد اور عورت دونونکی نشانیان برابر ہوجود
ہون) بعضون نے کہا اوسکا ختنہ فرج مین کرنا چاہیے بلوغ کے بعد اور بعضون نے کہا جب تک اسکا حال
نہ کھلے کہ مرد ہے یا عورت اسوقت تک اُسکا ختنہ نہ کرنا چاہیے اور جس شخص کے دو ذکر ہون تو اگر دونو
کام کے ہوں تو دونون کا ختنہ کیا جاوے ورنہ جو کام کا ہو اور کام سے مراد بعضون کے نزدیک پیشاب
ہے اور بعضون کے نزدیک جماع اور اگر کوئی آدمی بن ختنہ مر جاوے تو اسمین تین قول ہین صحیح اور مشہور
یہ ہے کہ ختنہ نہ کرین خواہ چھوٹا ہو یا بڑا دوسرا یہ کہ بڑا ہو تو کرین چھوٹا ہو تو نکرین **تیسرے** اور زیر ناف کے بال مونڈ
ف ڈالنا سنت ہے سو اور یہ سنت ہی اور مقصود یہ ہے کہ یہ مقام صاف اور پاک رہے اور افضل مونڈنا ہے
اور کترنا اور اوکھیڑنا بالون کا بھی درست ہی اسیطرح نورہ لگانا بھی درست ہی اور مراد زیر ناف سے
وہ بال ہین جو ذکر پر ہون اور اوسکی گرداگرد اسیطرح وہ بال جو عورت کے فرج کے آس پاس ہون
اور ابو العباس بن شریح نے کہا کہ مراد وہ بال ہین جو دبر کے گرد ہون بہر حال قبل اور دبر اور انکے
آس پاس سب بالونکا مونڈنا بہتر ہے اب اوسکے لیے کوئی میعاد مقرر نہین جب ضرورت ہو اوسوقت
مونڈے یعنی جب بال بڑھ جاوین اسیطرح مونچھ اور بغل کے بال لینے کے لیے اور ناخون کترانے کے
لیے کوئی میعاد مقرر نہین اور یہ جو زیر ناف کے بالون مین منقول ہے کہ چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑنا
اس سے یہ مقصود ہے کہ چالیس دن کے اندر مونڈنا چاہیے نہ یہ کہ چالیس دن کچھ مونڈنے کی میعاد
ہے (نووی) بعض بے وقوف کم سمجھ لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ شریعت محمدی ہین ایسی چھوٹی چھوٹی
باتون سے کیون بحث کی جاتی ہے انکا جواب یہ ہو کہ یہ امر تو اس شریعت کے لیے ضرور ہی جو سب شریعتون
سے بہتر اور سب کی ناسخ ہو اور اعلے تعلیم وہی ہے جس مین تمام ضروریات کی تعلیم ہو اور چھوٹی چھوٹی
باتون کو حقیر جان کر اور چھوڑ دینا اور ان کی تعلیم کیطرف توجہ نہ کرنا یہ تو بے وقوفون کا کام ہے
نہ عاقلونکا البتہ اس امر مین غور کرنا چاہیے کہ یہ باتین مفید ہین اور منفعت بخش یا بیکار غور کرنے سے
معلوم ہوتا ہی کہ شریعت محمدی مین جن جن کامونکا حکم ہوا ہے خواہ ادنے ہو یا اعلے سب کے سب مفید اور فائدہ
بخش ہین ایک زیر ناف کے بال لینے کو دیکھو کہ علاوہ طہارت اور نفاست کے طبًّا بھی یہ امر باہ کو
بڑھاتا ہی اسیطرح اور کامون کو قیاس کرو وہ شخص بڑا جاہل کم سمجھ نادان بے وقوف ہی جو پیغمبر دل

ایسی بُرا خیال کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اونکے احکام بیفایدہ اور ضروری نہین ہو سکتی لاحول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم **ت** اور ناخون کاٹنا **ف** یہہ بھی سنت ہی واجب نہین ہے اور مستحب ہے
کہ پہلے دونون ہاتھون کے ناخون کاٹے پھر پانوٗن کے پہلے داہنے ہاتھ کلمہ کی انگلی سے شروع
کرے بیچ کی انگلی پھر اوسکے پاس والی انگلی پھر چھنگلیا پھر انگوٹھا پھر بائین ہاتھ مین چھنگلیا سے شروع
کرے پھر اوسکے پاس والی انگلی اسیطرح انگوٹھے پر ختم کرے پھر داہنے پانوٗن مین چھنگلیا سے شروع
کرے اور بائین پانوٗن کی چھنگلیا پر ختم کرے (نووی) **ت** اور بغل کے بال اکھیڑنا **ف** یہ بالاتفاق سنت
ہے اور فضل یہی ہے کہ اوکھیڑے اگر اکھیڑ سکے اور مونڈنا اور نورہ لگانا بھی درست ہے اور یونس بن عبد الاعلی
سے منقول ہے مین امام شافعی کے پاس گیا اونکے پاس مزین تھے وہ اپنی بغل کے بال مونڈ رہے تھے
انہون نے کہا مین جانتا ہون کہ اوکھیڑنا سنت ہے لیکن مجھہ سے نہین ہو سکتا درد کی وجہ سے اور
مستحب ہے کہ پہلے دہنی بغل سے شروع کرے (نووی) **ت** اور مونچھہ کترنا **ف** یہ بھی سنت ہے اور مستحب ہے کہ داہنی طرف سے کترانا شروع
کرے اور اختیار ہے کہ خود کترے یا دوسرے سے کتراوے اور بغل کے بال خود لینا بہتر ہے اگر دوسرے سے منڈاوے تو بھی جائز ہے لیکن زیرناف کے بال خود مونڈے اب
اسمین اختلاف ہے کہ مونچھہ کہانتک کترانا چاہیے مختار یہ ہے کہ یہانتک کتراوے کہ ہونٹ کا کنارہ کھل
جاوے اور جڑ سے نہ کترے اور وہ جو حدیث مین آیا ہے میٹ دو مونچھون کو مراد اس سے یہی ہے کہ جسقدر
ہونٹ سے بڑہی ہوئی ہون اسیطرح داڑہی کے چھوڑنے کا حکم ہے اور فارس کے لوگون کی عادت تھی
کہ وہ داڑہیون کو کترا کرتے تھے شریعت مین اسکی ممانعت ہوئی اور علما نے داڑہی مین دس باتین
ایسی لکھی ہین جو ایک سے ایک زیادہ بری ہے ایک تو سیاہ خضاب کرنا داڑہی کا جب جہاد کی غرض سے
نہ ہو دوسرے زرد خضاب کرنا نیک لوگون کی مشابہت کے لیے نہ سنت کی پیروی کے واسطے تیسرے خضاب
کرنا گندہک وغیرہ سے بالون کو جلدی سفید کرنے کے لیے تاکہ لوگ تعظیم اور ادب کرین اور یہ سمجھین کہ
بزرگ ہین چوتھی اوائل شباب مین جب شروع داڑہی کے بال نکلین تو اونکا اوکھیڑنا زیبایش کے
لیے اور امرد بنا رہنے کے لیے پانچوین سفید بالونکا اوکھیڑنا چھٹی بالون کی صفین جمانا تہ بہ تہ تاکہ عورتونکو بھلا
معلوم ہو ساتوین اسکو گھٹانا رخسارون کے بال مونڈ کر یا بڑہانا کنپٹی کے بالون کو ملا کر آٹھوین کنگہی
کرنا بہ نیت نمایش نوین اسکو پریشان چھوڑ دینا بے پروائی سے بار یا سے اپنے تئین زاہد کہلانے
کو دسوین اوسکی سیاہی یا سفیدی کو دیکھنا غرور اور تکبر اور فخر کی نیت سے گیارہوین اوسکو باندہنا اور

گوندھنا یا رہوین اوسکو منڈانا پر اگر عورت کی داڑھی نکل آوے تو اوسکو مونڈ ڈالنا مستحب ہے لیتے **عَنْ**
اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ الْفِطْرَةُ خَمْسٌ اَلْاِخْتِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَ
قَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِیْمُ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ الْاِبْطِ **ترجمہ** وہی ہے جو اوپر گذرا **عَنْ** اَنَسِ
بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ اَنَسٌ وُقِّتَ لَنَا فِیْ قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِیْمِ الْاَظْفَارِ وَنَتْفِ الْاِبْطِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ اَنْ
لَا نَتْرُكَ اَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً **ترجمہ** انس بن مالک نے کہا ہمارے لیے میعاد مقرر ہوئی مونچھ کترنے
کی اور ناخون کاٹنے کی او بغل کے بال نوچنے کی اور زیر ناف کے بال مونڈنے کی کہ نہ چھوڑین ہم انکو چالیس دن سے
زیادہ **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللِّحٰی **ترجمہ** عبد اللہ بن
عمر سے روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میٹ دو مونچھون کو اور چھوڑ دو داڑھیون کو **عَنْ**
ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُ قَالَ اَمَرَنَا بِاِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَاِعْفَاءِ اللِّحْیَةِ **ترجمہ**
عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمکو حکم ہوا مونچھون کو جڑ سے
کاٹنے کا اور داڑھی کو چھوڑ دینے کا **ف** یہ مسلمانون کی وضع قرار پائی حقیقت مین یہی وضع
حکمت کے موافق ہے اور اسمین خوشنمائی اور صفائی دونون باتین ہین اب مونچھون کو بڑھانا اور
داڑھیون مونڈنا یہ مسلمانی چال کے بالکل برخلاف ہے اور کافرون اور فاسقون کا شیوہ ہے **عَنْ**
ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْمُشْرِکِیْنَ اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَوْفُوا اللِّحٰی احفوا
ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلاف کرو مشرکون کا
نکال ڈالو مونچھون کو اور پورا رکھو داڑھیون کو یعنے چھوڑ دو اُن کو اور [illegible]ن مین کتر بیونت نہ کرو
یہی قول ہے ایک جماعت کا ہمارے اصحاب مین سے اور بہت علماء کا اور قاضی عیاض نے
کہا داڑھی کو مونڈنا اور کترنا مکروہ ہے اور اسکے طول اور عرض میں سے بالون کا لینا اور برابر کرنا بہتر ہے
اور مکروہ ہے کہ آدمی اپنی داڑھی بڑھا کر مشہور کرے جیسے داڑھی کترا کر اور سلف نے اختلاف کیا ہے
کہ داڑھی کی حد کیا ہے بعضون نے کہا کوئی حد نہین مگر اتنی نہ بڑھا لے کہ مشہور ہووے بلکہ کم کر دیوے اور
امام مالک نے داڑھی کو بہت لنبا کرنا مکروہ رکھا ہے اور بعضون نے ایک مٹھی کی حد کر دی ہے جسقدر
اس سے زیادہ ہو وہ کتر ڈالنا چاہیے اور بعضون نے اُسکا کترنا مطلقاً مکروہ جانا ہے مگر حج یا عمرے مین اور
مونچھون مین بعض سلف کا یہ قول ہے کہ بالکل جڑ سے کتری جاوین یا مونڈے جاوین کیونکہ حضرت نے

صاف فرمایا میث دو مونچھون کو اور یہی قول ہے اہل کوفہ کا اور بہت سے لوگ اسطرف گئے ہین کہ مونچھونکا بالکل مونڈ ڈالنا مکروہ ہے اور امام مالک کہتے تھے کہ یہ مثلہ ہے اور جو کوئی ایسا کرے اسکو سزا دیجاوے اور مکروہ جانتے تھے انکا لینا اوپر سے اور ان لوگون کا یہ قول ہے کہ احفا اور جز اور قص سب کے معنی کترنے کے ہین یعنے مونچھون کو کترنا چاہیے یہانتک کہ ہونٹ کا کنارہ کھل جاوے اور بعضی علمانے لکھا ہے کہ ان دونوں امرون مین اختیار ہے جو چاہے کرے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا اور مختار یہ ہے کہ ڈاڑہی تو اپنے حال پر چھوڑ دیجاوے اسمین کمی نہ کرین اور مونچھین اتنی کترین کہ ہونٹ کا کنارہ کھلا رہے (نووی) **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَاَرْخُوا اللِّحٰی خَالِفُوا الْمَجُوْسَ **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کترو مونچھون کو اور لٹکاؤ ڈاڑھیونکو اور خلاف کرو مجوسیونکا (یعنے آتش پرستونکا) **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءُ اللِّحْیَةِ وَالسِّوَاكُ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ وَقَصُّ الْاَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الْاِبْطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ قَالَ زَكَرِيَّاءُ قَالَ مُصْعَبٌ وَنَسِیْتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ زَادَ قُتَیْبَةُ قَالَ وَكِیْعٌ اِنْتِقَاصُ الْمَاءِ یَعْنِی الْاِسْتِنْجَاءَ **ترجمہ** ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس باتین پیدائشی سنت ہین ایک تو مونچھین کترنا دوسرے ڈاڑہی چھوڑ دینا تیسرے مسواک کرنا چوتھی ناک مین پانی ڈالنا پانچوین ناخون کا ٹنا چھٹی پوروں کا دھونا (پوروں کے اندر اور ناک ور بغل اور رانون کا دھونا) ساتوین بغل کے بال اکھیڑنا آٹھوین زیر ناف کے بال لینا نوین پانی سے استنجا کرنا (یا شرمگاہ پر وضو کے بعد تھوڑا سا پانی چھڑک لینا) مصعب نے کہا مین دسوین بات بھول گیا شاید کلی کرنا ہو وکیع نے کہا انتقاص الماء سے (جو حدیث مین وارد ہے) استنجا مراد ہے **عَنْ** مُصْعَبِ بْنِ شَیْبَةَ فِیْ هٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَیْرَ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ اَبُوْهُ وَنَسِیْتُ الْعَاشِرَةَ **ترجمہ** دوسری روایت کا وہی ہے جو اوپر گذرا **بَابُ الْاِسْتِطَابَةِ** باب استنجا کے بیان مین **عَنْ** سَلْمَانَ قَالَ قِیْلَ لَهٗ قَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِیُّكُمْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ شَیْءٍ حَتَّی الْخِرَاءَةَ قَالَ فَقَالَ اَجَلْ لَقَدْ نَهَانَا اَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ اَوْ اَنْ نَسْتَنْجِیَ بِالْیَمِیْنِ اَوْ اَنْ نَسْتَنْجِیَ بِاَقَلَّ مِنْ ثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ اَوْ اَنْ نَسْتَنْجِیَ بِرَجِیْعٍ اَوْ عَظْمٍ **ترجمہ** سلمانؓ سے روایت ہے انسے کہا گیا تمہارے نبی نے

تمکو ہر ایک بات سکھائی یہانتک کہ پاتخانہ اور پیشاب کو بھی انہون نے کہا ہان ہمکو آپنے منع کیا قبلے کیطرف منہ کرنے سے پیشاب اور پاتخانے کے بیچ نووی نے کہا اس مسئلے مین علما کے کئی مذہب ہین ایک تو امام مالک اور امام شافعی کا مذہب ہے وہ یہ ہے کہ پیشاب اور پاتخانے مین قبلے کیطرف منہ کرنا جنگل مین حرام ہے مگر آبادی مین حرام نہین اور یہی روایت ہے عباس بن عبد المطلب اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور شعبی اور اسحاق بن راہویہ اور احمد بن حنبل سے دوسرا مذہب یہ ہے کہ ہر جگہہ حرام ہے جنگل مین ہو یا آبادی مین اور یہی قول ہے ابو ایوب انصاری اور مجاہد اور ابراہیم نخعی اور سفیان ثوری اور ابو ثور اور احمد کا دوسری روایت مین تیسرا مذہب یہ ہے کہ ہر جگہہ درست ہے مکان مین ہو یا جنگل مین اور یہی مذہب ہے عروہ بن زبیر اور ربیعہ کا جو شیخ تھے امام مالک کے اور داؤد ظاہری کا چوتھا مذہب یہ ہے کہ قبلے کیطرف منہ کرنا کہین درست نہین ہے نہ مکان مین نہ جنگل مین لیکن پیٹھہ کرنا درست ہے اور یہ ایک روایت ہے امام ابو حنیفہ اور امام احمد سے دوسرے مذہب والون کی دلیل وہ صحیح حدیثین ہین جو مطلقاً ممانعت مین وارد ہین جیسے سلمان کی حدیث اور ابو ایوب اور ابو ہریرہ وغیرہما کی انہون نے کہا کہ یہ ممانعت قبلے کی عظمت کے سبب سے ہے اور یہ بات ہر جگہہ موجود ہے خواہ جنگل ہو یا مکان ہو اور اگر مکان کی آڑ کے سبب سے یہ امر جائز ہو تو چاہیے کہ جنگل مین بھی جائز ہو اسلیے کہ جنگل مین بھی ہمارے اور کعبے کے بیچ مین پہاڑ اور نالے وغیرہ حائل ہین تیسرے مذہب والون کی دلیل ابن عمر کی حدیث ہے کہ انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کیطرف منہہ کیے ہوئے اور کعبے کیطرف پیٹھہ کیے ہوئے دیکھا حاجت کے وقت اور حضرت عائشہ کی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہونچی کہ بعضے لوگ قبلہ کیطرف منہ کرنا حاجت کیوقت مکروہ جانتے ہین آپنے فرمایا ہان ایسا خیال کر چکے تب آپنے فرمایا میری کہڈی قبلے کیطرف کرو اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند مین اور ابن ماجہ نے باسناد حسن روایت کیا ہے چوتھے مذہب والون کی دلیل سلمان کی حدیث ہے پہلے مذہب والون کی دلیل عبد اللہ بن عمر کی حدیث ہے اور حضرت عائشہ کی اور حدیث جابر کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا پیشاب مین قبلے کیطرف منہ کرنے سے پھر مین نے دیکھا آپ کو وفات سے ایک سال پہلے آپ قبلہ کیطرف منہ کرتے تھے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ترمذی وغیرہما نے باسناد حسن اور حدیث مروان اصفر کی ہے نے ابن عمر کو دیکھا انہون نے

اونٹنی کو بٹھایا قبلے کے سامنے پھر اوسکی آڑ مین پیشاب کرنے لگے مین نے کہا یہ تو منع ہے انہون کہا منع جب ہے جب کھلے میدان مین ایسا کرے اگر قبلے مین اور استنجا کرنے والے مین کوئی چیز حائل ہو تو منع نہین روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور یہ حدیثین صحیح ہین جن سے اس امر کا جواز مکان مین ثابت ہوتا ہے اور ابو ایوب اور سلمان اور ابو ہریرہ کی حدیثین جو ممانعت مین وارد ہین وہ محمول ہین صحرا پر تاکہ جمع ہو جاوے حدیثون مین اور یہ امر متفق علیہ ہے کہ حدیثون مین جمع کرنا ضرور ہے جب جمع ہو سکے اور یہان پر تو جمع ممکن ہے اور جنگل اور مقام مین صرف فرق یہ ہے کہ جنگل مین قبلے کی طرف منہ اور پیٹھ کرنے کی کوئی ضرورت نہین اور مکان مین کبھی ضرورت ہوتی ہے مثلاً کھڈیان اسی طرف بنی ہون یا اور طرف جگہہ نہ ہو اور جس نے پیٹھ کرنا درست سمجھا ہے اوسکے رد کے لیے بہت سی صحیح حدیثین موجود ہین جنمین مطلقا ممانعت آئی ہے جیسے ابو ایوب وغیرہ کی حدیث اب امام شافعی کے مذہب کے موافق مکان مین قبلے کی طرف منہ اور پیٹھ کرنا اسوقت درست ہے جب دیوار مکان کی تین ہاتھ یا اس سے کم فاصلے پر ہو اور وہ دیوار یا آڑ اسقدر اونچی ہو کہ اعضاء اسفل کی آڑ ہو سکے اوسکا اندازہ پالان کی پچھلی لکڑی سے کیا ہے اور وہ دو تہائی ہاتھ کے برابر ہوتی ہے پھر اگر تین ہاتھ سے زیادہ فاصلہ ہو یا آڑ اس سے چھوٹی ہو تو منہ کرنا یا پیٹھ کرنا حرام ہوگا مثل جنگل کے اور ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک ہر حال مین مکان مین یہ امر درست ہے اور جنگل مین درست نہین لیکن صحیح پہلا قول ہے اور کچھ فرق نہین آڑ مین خواہ جانور کی ہو یا دیوار کی یا ٹیلے کی یا پہاڑ کی اور اگر اپنا دامن قبلے کی طرف لٹکا دے تو اسمین اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ کراہت ہے اسلئے کہ اگر کوئی ایسے جہان منہ کرنا یا پیٹھ کرنا درست ہے تو ان ہی کراہت ہے لیکن جمہور کے نزدیک گناہ نہین اور مختار یہ ہے کہ اگر تکلیف اور حرج ہو دور طرف منہ یا پیٹھ کرنے سے تو مکروہ نہین ورنہ مکروہ ہے اور جماع کرنا درست ہے قبلے کیطرف منہ کرکے مکان مین ہو یا جنگل مین ہمارا اور ابو حنیفہ اور احمد اور داؤد ظاہری کا یہی قول ہے اور مالکی لوگون نے اسمین اختلاف کیا ہے ابن قاسم نے اوسکو جائز رکھا ہے اور ابن حبیب نے مکروہ کہا ہے لیکن صحیح جواز ہے اور بیت المقدس کیطرف منہ یا پیٹھ کرنا درست ہے لیکن مکروہ ہے اور اگر پاخانہ یا پیشاب کرنے وقت قبلے کی منہ یا پیٹھ کرنے سے بچے پھر استنجا کیوقت ایسا کرے تو جائز ہے

ف یا ہم استنجا کرین داہنے ہاتھ سے ف یہ امر بالاتفاق منع ہے مگر حرام نہین ہے اور بعض ظاہریہ کے نزدیک حرام ہے ہمارے اصحاب نے کہا کہ داہنے ہاتھ سے استنجا کو متعلق کوئی کام نہ لیوے

مگر عذر سے اگر پانی سے استنجا کرے تو داہنے ہاتھ سے پانی ڈالے اور بائین ہاتھ کو پھیرے ذکر پر یا دبر پر اور اگر ڈھیلے سے استنجا کرے تو مقعد کو بائین ہاتھ سے پونچھے اور ذکر کو ڈھیلا زمین پر یا دونو پانون کے بیچ مین رکھکر اوس سے پونچھے اور بائین ہاتھ سے ذکر کو تھامے اور جو یہ نہ ہو سکے تو ڈھیلا داہنے ہاتھ مین لیوے اور ذکر کو بائین ہاتھ سے پونچھے اور داہنا ہاتھ نہ ہلاوے اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ ذکر کو داہنے ہاتھ سے تھامے اور ڈھیلے کو بائین ہاتھ مین لیوے اور یہ صحیح نہین ہے (نووی) ف تین پتھرون سے کم مین استنجا کرین ف نووی نے کہا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تین بار پونچھنا واجب ہے اوس مسئلے مین علما کا اختلاف ہے ہمارا مذہب یہ ہے کہ ڈھیلے سے استنجا کرنے مین نجاست کا دور کرنا ضرور ہے اور تین بار پونچھنا ضرور ہے اگر ایک بار یا دو بار پونچھا اور نجاست دور ہو گئی تو تیسری بار پھر پونچھنا ضرور ہے اور یہی قول ہے احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور ابو ثور کا اور مالک اور داؤد نے کہا کہ واجب صاف کرنا ہے نجاست سے اگر ایک ڈھیلے سے بھی صفائی ہو جاوے تو کافی ہے اور ہمارے بعض اصحاب کا بھی یہی قول ہے لیکن مشہور مذہب وہی ہے جو پہلے بیان کیا ہمارے اصحاب نے کہا ہو کہ اگر ایسے ڈھیلے یا پتھر سے استنجا کیا جس کے تین کونے ہون اور ہر ایک کونے سے ایک ایک بار پونچھے تو کافی ہو جاویگا اسلیے کہ مقصود تین بار پونچھنا ہے اور تین پتھر یا ڈھیلے بہتر ہین لیوے ایک پتھر یا ڈھیلے سے اور اگر آگے اور پیچھے دونو طرف استنجا کرے تو چھ بار پونچھنا ضرور ہے اور بہتر یہ ہے کہ چھ ڈھیلے ہون لیکن اگر ایک ہی ڈھیلا چھ کونے والا ہو تو درست ہے اسیطرح موٹے دبیز کپڑے سے جس مین دوسری طرف تری نہ پہنچے استنجا کرنا درست ہے ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر تین ڈھیلون سے صفائی ہو جاوے تو اب چوتھا ڈھیلا نہ لیوے ورنہ چوتھا ڈھیلا لینا ضرور ہے اب پانچوان لینا مستحب ہے طاق کرنے کے لیے اگر چوتھے سے صفائی ہوگئی ہو ورنہ پانچوان لینا واجب ہے اب چھٹا نہ لیوے اور جو پانچوین سے صفائی نہ ہو تو چھٹا لینا واجب ہے اور چھٹے سے صفائی ہو جاوے تو ساتوان مستحب ہے طاق کرنے کے لیے غرض کلیہ یہ ہے کہ اگر صفائی طاق سے ہو جاوے تو اب نہ بڑھاوے اور جو جفت سے ہو تو ایک بڑھا کر طاق کر لیوے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث مین پتھرون کا ذکر کیا ہے اس سے بعض اہل ظاہر نے سوا پتھر کے اور کسی چیز سے استنجا کرنا جائز نہ سمجھا ہے اور اکثر علما کا یہ قول ہے کہ پتھر کی کوئی تخصیص نہین بلکہ جیسے اور لکڑی سے

بھی استنجا درست ہو اور غرض یہ ہے کہ ایسی چیز ہو جس سے نجاست دور ہو اور یہ اور سوا پتھر کے اور
چیزون سے بھی ہو سکتا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھرون کا ذکر اسلیے کیا ہے کہ اکثر پتھر
سہل سے ملجاتے ہین اور دلیل اسکی یہ ہے کہ آپ نے منع کیا ہڈی اور گوبر اور لید سے استنجا کرنیسے اگر پتھر
کی تخصیص منظور ہوتی تو سوا پتھر کے سب چیزون سے منع کرتے (نووی) **ف** یا گوبر اور ہڈی سے
استنجا کرین **ف** نووی نے کہا گوبر سے مقصود ہر ایک نجس چیز ہے اوس سے استنجا کرنا درست
نہین اور ہڈی کی ممانعت کی یہ وجہ ہے کہ وہ جنون کی خوراک ہو اسیطرح ہر ایک کھانیکی چیز
سے استنجا منع ہے اور جانورون کے ہر ایک چیز سے اور کتابون کے ورقون سے نجس چیز رقیق ہو
پانی کیطرح یا جمی ہوئے ہوا وس سے کسیطرح استنجا درست نہین اگر کسی نے اس سے استنجا
کیا تو درست نہ ہوگا اور پھر صاف پانی سے استنجا کرنے پڑیگا ڈھیلہ کافی نہ ہوگا اسلیے کہ مقام
استنجا نجس ہوگیا اجنبی نجاست سے اور جو کھانیکی چیز پاک سے استنجا کیا تو صحیح یہ ہے کہ درست نہ ہوگا
لیکن ڈھیلے سے استنجا اسکے بعد کافی ہے اگر نجاست اپنے مقام سے زیادہ نہین بڑھی اور بعضون
نے کہا استنجا درست ہو جاویگا مگر گنہگار ہوگا (نووی) **عَنْ** سَلْمَانَ قَالَ قَالَ لَنَا الْمُشْرِكُونَ
اِنِّي اَرٰى صَاحِبَكُمْ يُعَلِّمُكُمْ حَتّٰى يُعَلِّمَكُمُ الْخِرَاءَةَ فَقَالَ اَجَلْ اِنَّهُ نَهَانَا اَنْ يَسْتَنْجِيَ اَحَدُنَا بِيَمِيْنِهٖ
اَوْ يَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ وَنَهَانَا عَنِ الرَّوْثِ وَالْعِظَامِ وَقَالَ لَا يَسْتَنْجِيْ اَحَدُكُمْ بِدُوْنِ ثَلٰثَةِ
اَحْجَارٍ **ترجمہ** سلمان رضی سے روایت ہو ہم سے مشرکون نے کہا ہم دیکھتے ہین تمہارے صاحب کو وہ
تمکو ہر چیز سکھاتے ہین یہانتک کہ پاخانہ اور پیشاب کرنا بھی سلمان نے کہا بیشک آپ نے ہمکو
منع کیا ہے داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے یا قبلے کیطرف منہ کر کے اور منع کیا ہے ہمکو گوبر اور ہڈی
سے استنجا کرنیسے اور آپنے فرمایا ہے کوئی تم مین سے استنجا نہ کرے تین پتھرون کے بغیر یا تین
پتھرون سے کم مین **عَنْ** جَابِرٍ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُتَمَسَّحَ بِعَظْمٍ اَوْ بِبَعْرٍ **ترجمہ**
جابر رضہ سے روایت ہی منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پونچھنا ہڈی یا اونٹ کی مینگنی سے
(یعنے استنجا کرنا ان چیزون سے) **عَنْ** اَبِیْ اَيُّوْبَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَتَيْتُمُ
الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا بِبَوْلٍ وَّلَا غَائِطٍ وَّلٰكِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا
قَالَ اَبُوْ اَيُّوْبَ فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيْضَ قَدْ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَنَنْحَرِفُ عَنْهَا

باب النہی عن استقبال القبلۃ بغائط او بول

وَنَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ ترجمہ ابو ایوب سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم پاخانے کو جاو تو قبلے کیطرف منہ نکرو نا پیٹھ کرو اسطرف پاخانہ یا پیشاب مین البتہ پورب یا پچھم کیطرف منہ کرو ف نووی نے کہا یہ مدینے والون کیلیے خاص حکم ہے یا جنکا قبلہ پورب اور پچھم کی طرف نہو ت ابو ایوب نے کہا پھر ہم شام کے ملک مین آئے دیکھا تو کھڈیان قبلے کیطرف بنی ہوئی ہین ہم اُنپر سے منہ پھیر لیتے تھے اور خدا سے استغفار کرتے تھے عن اَبِی ھُرَیْرَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَلَسَ اَحَدُکُمْ عَلٰی حَاجَتِہٖ فَلَا یَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَۃَ وَلَا یَسْتَدْبِرْھَا ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے کوئی حاجت بیٹھے تو قبلے کیطرف منہ کرے نہ پیٹھ عن وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ قَالَ کُنْتُ اُصَلِّیْ فِی الْمَسْجِدِ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ مُسْنِدٌ ظَھْرَہٗ اِلَی الْقِبْلَۃِ فَلَمَّا قَضَیْتُ صَلَاتِیْ انْصَرَفْتُ اِلَیْہِ مِنْ شِقِّیْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ یَقُوْلُ نَاسٌ اِذَا قَعَدْتَ لِلْحَاجَۃِ تَکُوْنُ لَکَ فَلَا تَقْعُدْ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ وَلَا بَیْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ وَلَقَدْ رَقِیْتُ عَلٰی ظَھْرِ بَیْتٍ فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا عَلٰی لَبِنَتَیْنِ مُسْتَقْبِلًا بَیْتَ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِہٖ ترجمہ واسع بن حبان سے روایت ہے مین نماز پڑھتا تھا مسجد مین اور عبد اللہ اپنی پیٹھ قبلے کیطرف لگائے ہوئے بیٹھے تھے جب مین نماز پڑھ چکا تو ایک طرف سے اونکے پاس گیا عبد اللہ نے کہا لوگ کہتے ہین جب حاجت کو بیٹھو تو قبلے اور بیت المقدس کیطرف منہ نکرو اور مین چھت پر چڑھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو اینٹون پر بیٹھے ہوئے دیکھا حاجت کیلیے بیت المقدس کیطرف منہ کیے ہوئے اور جب بیت المقدس کیطرف منہ ہوگا تو قبلے کیطرف پیٹھ ہوگی ف عن ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَقِیْتُ عَلٰی بَیْتِ اُخْتِیْ حَفْصَۃَ فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا لِحَاجَتِہٖ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَۃِ ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے مین اپنی بہن حفصہ کے گھر پر چڑھا تو مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حاجت کیلیے بیٹھے ہوئے شام کیطرف منہ تھا اور قبلے کیطرف پیٹھ تھی عن اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُمْسِکَنَّ اَحَدُکُمْ ذَکَرَہٗ بِیَمِیْنِہٖ وَھُوَ یَبُوْلُ وَلَا یَتَمَسَّحْ مِنَ الْخَلَاءِ بِیَمِیْنِہٖ وَلَا یَتَنَفَّسْ فِی الْاِنَاءِ ترجمہ ابو قتادہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم مین سے اپنا ذکر پیشاب کرنے مین داہنے ہاتھ سے نہ تھامے اور پاخانے کے بعد داہنے ہاتھ سے استنجا نہ کرے اور برتن مین پھونک نہ مارے ف

نووی نے کہا استنجا مین ذکر کو داہنے ہاتھ سے تھامنا مکروہ ہے کراہت تنزیہی نہ تحریمی جیسے اور گندا
اور مقصود یہ ہے کہ داہنے ہاتھ سے کسیطرح کی مدد نہ لیوے استنجا مین اور برتن مین پھونک مارنا
اسلیے منع ہوا کہ شاید منہ یا ناک مین سے کوئی چیز نکلکر پانی مین گرے لیکن برتن کے باہر پھونکنا تین
سنت ہی تین بار **عَنْ** اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُ
الْخَلَاءَ فَلَا یَمَسَّ ذَکَرَہٗ بِیَمِیْنِہٖ ترجمہ ابوقتادہ سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جب کوئی تم مین سے پاخانہ جاوے تو اپنے ذکر کو داہنے ہاتھ سے نہ چھوئے **عَنْ**
اَبِیْ قَتَادَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی اَنْ یَّتَنَفَّسَ فِی الْاِنَاءِ وَاَنْ یَّمَسَّ ذَکَرَہٗ
بِیَمِیْنِہٖ وَاَنْ یَّسْتَطِیْبَ بِیَمِیْنِہٖ ترجمہ ابوقتادہ سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے منع کیا برتن مین پھونکنے سے اور اپنے ذکر کو داہنے ہاتھ سے چھونے سے اور داہنے ہاتھ سے استنجا
کرنے سے **عَنْ** عَائِشَۃَ قَالَتْ اِنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ التَّیَمُّنَ فِیْ طُھُوْرِہٖ
اِذَا تَطَھَّرَ وَفِیْ تَرَجُّلِہٖ اِذَا تَرَجَّلَ وَفِیْ انْتِعَالِہٖ اِذَا انْتَعَلَ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پسند کرتے تھے داہنی طرف سے شروع کرنے کو طہارت مین اور کنگھی
کرنے مین اور جوتا پہننے مین **ف** نووی نے کہا یہ ایک قاعدہ مستمرہ ہی شرع مین اور وہ یہ ہے کہ
جو کام دنیا مین ذرا عزت رکھتے ہین جیسے کپڑا پہننا اور پاجامہ پہننا اور موزہ پہننا اور مسجد مین جانا
اور مسواک کرنا اور سرمہ لگانا اور ناخون کاٹنا اور مونچھ کترنا اور بالون مین کنگھی کرنا اور بغل کے
بال منڈوانا اور سر منڈوانا اور سلام پھیرنا نماز کے بعد اور وضو کے اعضا دھونا اور پاخانہ سے نکلنا
اور کھانا اور پینا اور مصافحہ کرنا اور حجر اسود چومنا اور جو باتین انکی مثل ہین ان سب مین داہنی طرف سے
شروع کرنا مستحب ہے اور جو باتین انکے خلاف ہین جیسے پاخانہ جانا اور مسجد سے نکلنا اور ناک چھنکنا اور
استنجا کرنا اور کپڑا اتارنا اور پاجامہ یا موزہ اوتارنا اور جو کام انکے مثل ہین تو بائین طرف سے شروع کرنا مستحب ہے
اور یہ سب اسوجہ سے ہی کہ داہنی جانب کو بائین جانب پر بزرگی اور شرف ہے اور اجماع کیا ہے علمانے
اسپر کہ وضو مین داہنے ہاتھ یا پاؤن کو پہلے دھونا سنت ہی اگر اسکے خلاف کرے تو فضیلت جاتی رہے
گی لیکن وضو صحیح ہو جاویگا اور شیعہ کے نزدیک واجب ہے اور انکے خلاف کا اعتبار نہین اور بائین طرف
سے شروع کرنا اگرچہ درست ہی لیکن مکروہ ہی شافعی نے صاف کہدیا ہی اور سنن ابوداؤد اور ترمذی

باب ۹ التیمن فی الطهور وغیره

مین باسانید حسنہ ابوہریرہ رضی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم پہنو یا وضو کرو تو داہنی طرف سے شروع کرو اور یقیں ہے داہنی طرف سے شروع کرنے مین اب اسکا خلاف کرنا مکروہ ہے یا حرام اور علمار کا اجماع ہے اس پر کہ حرام نہین ہے تو مکروہ ہوگا اور بعض اعضا وضو کے ایسے ہین جنمین داہنی طرف سے شروع کرنا مستحب نہین بلکہ داہنے اور بائین دونو کی ایکبارگی طہارت کرنا چاہیے جیسے دونو کان دونو پہنچے دونو رخسارے اگر یہ امر نہ ہوسکے تو داہنے سے شروع کرے (نووی) **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِيْ شَأْنِهٖ كُلِّهٖ فِيْ نَعْلَيْهِ وَتَرَجُّلِهٖ وَطُهُوْرِهٖ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنی طرف سے شروع کرنا ہر ایک کام مین پسند کرتے جوتا پہننے مین اور کنگھی کرنے مین اور طہارت کرنے مین (بخاری کی روایت مین ہے جہانتک آپ سے ہوسکتا ہر ایک کام مین) **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقُوا اللَّاعِنَيْنِ قَالُوْا وَمَا اللَّاعِنَانِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِيْ يَتَخَلّٰى فِيْ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْ فِيْ ظِلِّهِمْ **ترجمہ** ابوہریرہ رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچو تم لعنت کے دو کامون سے (یعنے جنکی وجہ سے لوگ تمپر لعنت کرین) لوگون نے کہا وہ لعنت کے دو کام کونسے ہین آپنے فرمایا ایک تو راہ مین جدہر سے لوگ آتے جاتے ہون پاخانہ پھرنا دوسری سایہ دار جگہہ مین (جہان لوگ بیٹھکر آرام لیتے ہون) پاخانہ پھرنا (ان دونو کامون سے لوگون کو تکلیف ہوگی اور وہ برا کہین گے لعنت کرینگے) **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطًا وَتَبِعَهٗ غُلَامٌ مَعَهٗ مِيْضَاةٌ وَهُوَ اَصْغَرُنَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ سِدْرَةٍ فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهٗ فَخَرَجَ عَلَيْنَا وَقَدِ اسْتَنْجٰى بِالْمَاءِ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ کے اندر گئے اور آپکے پیچھے ایک لڑکا گیا اوسکے پاس ایک بدہنا تھا وہ لڑکا ہم سب مین چھوٹا تھا اوسنے بدہنا ایک بیری کے پاس دھر دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حاجت سے فارغ ہوئے اور باہر نکلے پانی سے استنجا کیے **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَاَحْمِلُ اَنَا وَغُلَامٌ نَحْوِيْ اِدَاوَةً مِّنْ مَّاءٍ وَّعَنَزَةً فَيَسْتَنْجِيْ بِالْمَاءِ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت

(باب النہی عن التخلی فی الطرق والظلال)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پائخانے جاتے ہین اور ایک اور لڑکا میرے برابر پانی کا ڈول اور برچھی اٹھاتے پھر آپ استنجا کرتے پانی سے (اور برچھی اسواسطے ساتھ رکھتے کہ اسکو سامنے گاڑکے نماز پڑہین) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَرَّزُ لِحَاجَتِهٖ فَآتِيْهِ بِالْمَاءِ فَيَغْتَسِلُ بِهٖ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت کو کھلے میدان مین جاتے (لوگونکی نظر سے دور) پھر مین پانی آپ پاس لاتا آپ اس سے استنجا کرتے **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے کئی مسائل نکلے ایک تو یہ کہ حاجت کو دور جانا چاہیے لوگون کی نگاہ سے دوسری یہ کہ جو شخص فضیلت رکھتا ہو وہ اپنے ساتھیون مین سے کسی سے کام لے سکتا ہے تیسری یہ کہ خدمت صالحین اور اہل فضیلت کی مستحب ہے چوتھی یہ کہ پانی سے استنجا کرنا مستحب ہے اور صرف پتھرون پر قناعت کرنے سے بہتر ہے اور لوگون نے اختلاف کیا ہے اس مسئلے مین لیکن جمہور سلف اور خلف اور اہل فتوی اسطرف گئے ہین کہ ڈھیلون سے استنجا کرکے پھر پانی سے دھونا افضل ہے اور صرف ایک چیز پر اقتصار کرنا جائز ہے لیکن پانی پر اقتصار کرنا افضل ہے اور بعض سلف گئے ہین کہ ڈھیلون پر اقتصار کرنا افضل ہے اور ابن حبیب مالکی نے کہا ڈھیلے کافی نہین ہین مگر اس صورت مین جب پانی نہ ملے اور بعض علماء نے ان حدیثون سے یہ استدلال کیا ہے کہ برتن سے وضو کرنا بہتر ہے حوض یا تالاب سے وضو کرنے سے مگر یہ استدلال مقبول نہین قاضی عیاض نے کہا اس قول کی کچھ اصل نہین اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ امر منقول ہے کہ آپ نے حوض کو پایا ہو پھر اوسکو چھوڑکر برتن سے وضو اختیار کیا ہو

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ موزون پر مسح کرنے کا بیان **ف** نووی نے کہا علماء نے اجماع کیا ہے کہ موزون پر مسح کرنا جائز ہے سفر اور حضر دونون مین برابر ہے کہ ضرورت ہو یا نہ ہو اور نہین اختلاف کیا ہے کسی نے جسکا اعتبار ہو البتہ شیعہ اور خوارج نے اسکا انکار کیا ہے اور اونکے اختلاف کا اعتبار نہین اور امام مالک سے اونمین کئی روایتین ہین اونمین سے مشہور روایت جمہور کے موافق ہے اور موزون کے مسح کو بہت صحابہ نے نقل کیا ہے حسن بصری نے کہا مجھسے ستر صحابیون نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح کیا کرتے تھے موزون پر اور مین نے شرح مہذب مین ان صحابہ مین سے اکثر کا نام بیان کیا ہے اور اسکی عمدہ باتین لکھی ہین اور اختلاف کیا ہے علماء نے کہ مسح موزون پر افضل ہے [illegible] سے کہا ہو کہ پاؤن دھونا افضل ہے

اور یہی قول ہے حضرت عمر اور عبداللہ بن عمر اور ابو ایوب انصاری کا اور ایک جماعت تابعین کی اس طرف گئی ہیں کہ مسح افضل ہے اور یہی قول ہے شعبی اور حکم اور حماد اور احمد سے اس باب میں دو روایتیں ہیں صحیح یہ ہے کہ مسح افضل ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ دونوں برابر ہیں ابن منذر نے اسی کو اختیار کیا ہے **عَنْ** هَمَّامٍ قَالَ بَالَ جَرِيرٌ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ فَقِيلَ تَفْعَلُ هَذَا فَقَالَ نَعَمْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ قَالَ الْأَعْمَشُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ كَانَ يُعْجِبُهُمْ هَذَا الْحَدِيثُ لِأَنَّ إِسْلَامَ جَرِيرٍ كَانَ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ **ترجمہ** ہمام سے روایت ہے کہ جریر نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر لوگوں نے کہا تم ایسا کرتے ہو انہوں نے کہا ہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور مسح کیا دونوں موزوں پر اعمش نے کہا ابراہیم نے کہا لوگوں کو یہ حدیث بہت بھلی معلوم ہوتی تھی کیونکہ جریر سورہ مائدہ کے اترنے کے بعد مسلمان ہوئے تھے **ف** اور سورہ مائدہ میں وضو کی آیت ہے جس میں پاؤں دھونے کا حکم ہے اب اگر جریر اس سورت کے اترنے سے پہلے مسلمان ہو چکے ہوتے تو یہ گمان ہو سکتا کہ انکی حدیث سورہ مائدہ کی آیت سے منسوخ ہو گئی ہو اور جب وہ اس کے اترنے کے بعد اسلام لائے تو اب یہ گمان ہرگز چل نہیں سکتا اور سنن بیہقی میں ابراہیم بن ادہم سے مروی ہے انہوں نے کہا موزوں کے مسح میں جریر کی حدیث سے بہتر کوئی حدیث نہیں سنی (نووی) **عَنِ** الْأَعْمَشِ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ عِيسَى وَسُفْيَانَ قَالَ فَكَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ يُعْجِبُهُمْ هَذَا الْحَدِيثُ لِأَنَّ إِسْلَامَ جَرِيرٍ كَانَ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ **ترجمہ** دوسری روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گذرا اس میں یہ ہے کہ عبداللہ کے ساتھیوں کو یہ حدیث بھلی معلوم ہوتی اس لیے کہ جریر سورہ مائدہ کے اترنے کے بعد مسلمان ہوئے تھے **عَنْ** حُذَيْفَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْتَهَى إِلَى سُبَاطَةِ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا فَتَنَحَّيْتُ فَقَالَ ادْنُهْ فَدَنَوْتُ حَتَّى قُمْتُ عِنْدَ عَقِبَيْهِ فَتَوَضَّأَ فَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ **ترجمہ** حذیفہ سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ ایک قوم کے گھورے پر پہنچے تو کھڑے ہو کر پیشاب کیا **ف** نووی نے کہا علماء نے اس حدیث میں کئی وجہیں بیان کی ہیں ایک تو وہ جو شافعی سے بھی منقول ہے کہ عرب کے لوگ پشت کے درد کا علاج کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے کرتے تھے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ شاید

صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی پیٹھ کے درد کے وجہ سے ایسا کیا ہوگا دوسری وجہ یہ ہے جسکو بیہقی نے باسناد
ضعیف نقل کیا ہے کہ آپ کے گھٹنون کے اندر درد تھا تیسری وجہ یہ ہے کہ آپکو جگہہ نہ ملی
بیٹھنے کی اس لیے آپ لاچار ہوکر کھڑے رہے اور امام ابو عبد اللہ مازری اور قاضی عیاض نے ایک
چوتھی وجہ بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ کھڑے ہونے مین ریح سے حدث نہ نکلنے کا اطمینان ہوتا
ہے برخلاف بیٹھنے کے اور اسیواسطے حضرت عمر نے کہا ہے کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا دبر کو روکے
رکھتا ہے حدث نکلنے سے اور ایک پانچوین وجہ ہوسکتی ہے وہ یہ ہے کہ آپنے کھڑے ہوکر اسلیے
پیشاب کیا تھا تاکہ اسکا جواز معلوم ہو مگر ایک ہی بار ایسا کیا اور ہمیشہ کی عادت آپکی یہی تھی کہ بیٹھ
کر پیشاب کیا کرتے حضرت عائشہ کی حدیث سے یہ امر ثابت ہے انہون نے کہا جو کوئی تم سے کہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر پیشاب کرتے تھے تو ہرگز نہ مانو آپ ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب
کیا کرتے تھے روایت کیا اسکو احمد بن حنبل اور ترمذی اور نسائی اور بہت لوگون نے اور اسناد
اسکا بہتر ہے اور کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی ممانعت مین کئی حدیثین مروی ہین لیکن وہ ثابت
نہین ہین پر حضرت عائشہ کی یہ حدیث ثابت ہے اسیواسطے علما نے کہا ہے کہ کھڑے ہوکر پیشاب
کرنا مکروہ ہے اگر عذر نہ ہو اور یہ کراہت تنزیہی ہے نہ تحریمی ابن منذر نے اشراف مین لکھا ہے کہ
علما نے اختلاف کیا ہے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے مین تو حضرت عمر رض اور زید بن ثابت اور ابن
عمر اور سہل بن سعد سے یہ امر ثابت ہو کہ انہون نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا ہے اور ایسا ہی منقول ہے انس اور
علی رض اور ابو ہریرہ سے اور ایسا ہی کہا ہے ابن سیرین اور عروہ بن الزبیر نے اور ابن مسعود اور شعبی اور
ابراہیم بن سعد نے اسکو مکروہ جانا ہے ابراہیم بن سعد اس شخص کی گواہی نہین قبول کرتے تھے جو
کھڑے ہوکر پیشاب کرے اور اس مسئلہ مین ایک تیسرا قول ہے وہ یہ کہ اگر پیشاب کرنے کی جگہہ
ایسی ہو جس پر سے پیشاب کے قطرے اڑین تو کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ ہے اور جو وہان سے قطرے اڑنے کا ڈر
نہ ہو تو مکروہ نہین امام مالک کا یہی قول ہے ابن منذر نے کہا پیشاب بیٹھ کر کرنا سب کے نزدیک بہتر ہے
اور کھڑے ہوکر بھی درست ہو اور یہ سب ثابت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام ہوا کلام ابن منذر
کا لیکن ایک قوم کے گھورے پر جا کر پیشاب کرنیکی اجازت یا تو اس وجہ سے ہوگی کہ وہ لوگ اس سے بیزار نہ ہوتے
ہونگے بلکہ خوش ہوتے ہونگے اور جس شخص کو اتنی خوشی ہو اسکی زمین مین پیشاب کرنا یا اسکا کھانا کھانا درست

اور اوسکی مثالین حدیث مین بہت ہین یا وہ گھورا خاص اس قوم کا نہوگا بلکہ سب گھرون کے
صحن مین مشترک ہوگا لیکن اونکے گھر کے قریب ہوگا اسوجہ سے انکی طرف نسبت کیا گیا اور یہ جو آپنے
گھورے پر پیشاب کیا اور دور تشریف نہ لیگئے حالانکہ آپ کی عادت یہ تھی کہ حاجت کے لیے دور جاتے
تو قاضی عیاض نے اسکی یہ وجہ بیان کی ہے کہ آپ لوگون کو سمجھانے مین یا وہ اپنے اور کامون مین مصروف
ہونگے دفعۃً آپکو پیشاب کی حاجت ہوئی اور اسوقت دور جانا ممکن نہوا اسلیے آپ گھورے پر چلے
گئے (نووی) **ت** مین سرک گیا آپنے فرمایا نزدیک آ مین نزدیک چلا گیا **ف** آپنے نزدیک
اسواسطے بلایا تاکہ لوگون سے آڑ ہوجاوے دوسری یہ کہ آپکی غرض پیشاب کرنا تھی نہ پاخانہ اور دوسرے
حدیث سے بھی اطمینان تھا اسلیے پاس بلانے مین کوئی قباحت نہ تھی (نووی) **ت** یہانتک کہ
آپکی ایڑیون کے پاس کھڑا ہوا پھر آپ نے وضو کیا اور موزون پر مسح کیا **ف** نووی نے کہا یہ حدیث
بہت سے فوائد پر مشتمل ہے ایک تو موزون پر مسح کرنا دوسری حضر مین مسح جائز ہونا تیسری کھڑے ہوکر
پیشاب جائز ہونا چوتھی پیشاب کرنے والے سے دوسرا آدمی نزدیک ہونیکا جواز پانچوین پیشاب کرنیوالے
کا بلانا دوسرے کو آڑ کے لیے چھٹی پردہ کرنے کا استحباب ساتوین جواز پیشاب کا گھرون کے نزدیک

عن اَبِی وَائِلٍ قَالَ كَانَ اَبُوْمُوْسٰى يُشَدِّدُ فِى الْبَوْلِ وَيَبُوْلُ فِىْ قَارُوْرَةٍ وَّيَقُوْلُ اِنَّ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ
كَانَ اِذَا اَصَابَ جِلْدَ اَحَدِهِمْ بَوْلٌ قَرَضَهٗ بِالْمَقَارِيْضِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ لَوَدِدْتُّ اَنَّ صَاحِبَكُمْ لَا
يُشَدِّدُ هٰذَا التَّشْدِيْدَ فَلَقَدْ رَاَيْتُنِىْ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَتَمَاشٰى فَاَتٰى
سُبَاطَةً خَلْفَ حَائِطٍ فَقَامَ كَمَا يَقُوْمُ اَحَدُكُمْ قَالَ فَبَالَ فَانْتَبَذْتُ مِنْهُ فَاَشَارَ اِلَىَّ فَجِئْتُ
فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِبِهٖ حَتّٰى فَرَغَ **ترجمہ** ابووائل سے روایت ہے ابوموسے نہایت سختی کرتے تھے پیشاب مین
وہ پیشاب کیا کرتے تھے ایک شیشے مین اور کہتے تھے بنی اسرائیل مین جب کسی کے بدن کو پیشاب لگ جاتا
تو وہ کھال کترنیون سے کتر ڈالتا حذیفہ نے کہا مین یہ چاہتا ہون کہ ابوموسے ایسی سختی نہ کرتے تو بہتر تھا مین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا آپ ایک قوم کے گھورے پر آئے دیوار کے پیچھے
آپ کھڑے ہوے جسطرح سے تم مین کوئی کھڑا ہوتا ہے پھر پیشاب کیا مین دور ہٹا آپنے اشارہ فرمایا پاس آ
یہانتک کہ مین آپکی ایڑیون کے پاس کھڑا رہا جب تک کہ آپ پیشاب سے فارغ ہوے **ف** حذیفہ
کی غرض اس حدیث بیان کرنے سے یہ تھی کہ اتنی سختی ابوموسے کی سنت کے خلاف ہے کیونکہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے کھڑے پیشاب کیا اور چھینٹوں اوڑنے کا خیال نہ کیا اور شیشہ وغیرہ مین
پیشاب نہین کیا جیسا ابوموسے کرتے ہین **عن** الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَنَّهٗ خَرَجَ لِحَاجَتِهٖ فَاتَّبَعَهُ الْمُغِيْرَةُ بِاِدَاوَةٍ فِيْهَا مَاءٌ فَصَبَّ عَلَيْهِ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهٖ
فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ مَكَانَ حِيْنَ حَتّٰى **ترجمہ** مغیرہ بن شعبہ سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کام کو نکلے اونکے پیچھے مغیرہ پانی کا ڈول لیکر گئے
اور جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے تو پانی ڈالا آپ پر (یعنے وضو کے وقت) پھر وضو کیا اور مسح
کیا موزون پر ابن رمح کی روایت مین یون ہے پانی ڈالا آپ پر یہانتک کہ آپ فارغ ہوئے حاجت
سے (یعنے وضو سے) **عن** يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ
وَمَسَحَ بِرَأْسِهٖ ثُمَّ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ **ترجمہ** اس روایت کا وہی جو اوپر گذرا اسمین یہ ہے پھر مونھ
دھویا اور دونون ہاتھ دھوئے اور مسح کیا سر پر پھر مسح کیا موزون پر **عن** الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ
بَيْنَا اَنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ اِذْ نَزَلَ فَقَضٰى حَاجَتَهٗ ثُمَّ جَاءَ فَصَبَبْتُ
عَلَيْهِ مِنْ اِدَاوَةٍ كَانَتْ مَعِيْ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ **ترجمہ** مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے مین
ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ اترے اور حاجت سے فارغ ہوئے پھر آئے
تو مین نے آپ پر پانی ڈالا ڈول سے جو میرے پاس تھا آپ نے وضو کیا اور مسح کیا موزون پر
ف نووی نے کہا اس حدیث سے اور اسامہ بن زید کی حدیث سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ وضو مین
دوسرے سے مدد لینا درست ہے اور بعضی حدیثون مین اسکی ممانعت آئی ہے لیکن وہ ثابت نہین
ہین ہمارے اصحاب نے کہا کہ یہ مدد لینا تین قسم پر ہے ایک تو یہ کہ پانی لانے مین کسی سے مدد لیوے
اور یہ نہ مکروہ ہے نہ اسمین کچھ قباحت ہے دوسری یہ کہ اعضا کے دھونے مین مدد لیوے یعنے دوسرا
شخص اوسکے اعضا کو دھووے یہ مکروہ ہے مگر ضرورت کے وقت جائز ہے تیسری یہ کہ دوسرا شخص صرف
پانی ڈالے اسکا ترک اولی ہے پر کرنا مکروہ ہے یا نہین اسمین دو قول ہین اور جب کوئی دوسرا
پانی ڈالے تو وہ وضو کرنے والے کے بائین طرف کھڑا ہو **عن** الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَقَالَ يَا مُغِيْرَةُ خُذِ الْاِدَاوَةَ فَاَخَذْتُهَا ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهٗ فَانْطَلَقَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَوَارٰى عَنِّيْ فَقَضٰى حَاجَتَهٗ ثُمَّ جَاءَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ ضَيِّقَةُ

الْكُمَّيْنِ فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَهُ مِنْ كُمِّهَا فَضَاقَتْ فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ أَسْفَلِهَا فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ مَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلَّى **ترجمہ** مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سفر میں آپ نے فرمایا اے مغیرہ چھاگل لے لے پانی کی میں نے لے لی اور آپکے ساتھ نکلا آپ چلے یہاں تک کہ میری نظر سے غائب ہو گئے اور حاجت سے فارغ ہو کے پھر لوٹ کر آئے آپ ایک جبہ پہنے ہوئے تھے شام کا تنگ آستینوں کا آپ نے چاہا اپنے ہاتھ آستینوں سے باہر نکالنا وہ نکل نہ سکے تو آپ نے نیچے سے ہاتھوں کو نکال لیا پھر میں نے وضو کا پانی ڈالا آپ نے وضو کیا جیسے نماز کے لیے وضو کرتے ہیں پھر مسح کیا موزوں پر پھر نماز پڑھی **عَنِ** الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَقْضِيَ حَاجَتَهُ فَلَمَّا رَجَعَ تَلَقَّيْتُهُ بِالْإِدَاوَةِ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَغْسِلَ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَتِ الْجُبَّةُ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ رَأْسَهُ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلَّى بِنَا **ترجمہ** مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے حاجت کے واسطے جب لوٹے تو میں پانی کا ڈول لیکر آیا اور آپ پر پانی ڈالا آپ نے دونوں ہاتھ دھوئے پھر منہ دھویا پھر ہاتھ دھونا چاہے جبہ تنگ تھا آخر دونوں ہاتھوں کو جبے کے نیچے سے نکالا اور دھویا انکو اور سر پر مسح کیا اور موزوں پر مسح کیا پھر ہمارے ساتھ نماز پڑھی **عَنِ** الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي مَسِيرٍ فَقَالَ لِي أَمَعَكَ مَاءٌ قُلْتُ نَعَمْ فَنَزَلَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَمَشَى حَتَّى تَوَارَى فِي سَوَادِ اللَّيْلِ ثُمَّ جَاءَ فَأَفْرَغْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ أَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ دَعْهُمَا فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا **ترجمہ** مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ایک رات آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس پانی ہے میں نے کہا ہاں آپ سواری پر سے اترے اور چلے یہاں تک کہ اندھیری رات میں نظروں سے چھپ گئے پھر لوٹ کر آئے تو میں نے پانی ڈالا ڈول سے آپ نے منہ دھویا آپ ایک جبہ اون کا پہنے ہوئے تھے تو ہاتھ آستینوں سے باہر نکال نہ سکے آپ نے نیچے سے ہاتھوں کو باہر نکالا اور دھویا اور سر پر مسح کیا پھر میں جھکا آپ کے موزے اتارنے کو آپ نے فرمایا رہنے دے میں نے انکو

حاجت

طہارت پر پہنا ہے اور مسح کیا ان دونوں پر **ف** نووی نے کہا علما نے اختلاف کیا اس مسئلہ
میں ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ موزوں کا پہننا طہارت کاملہ پر ضرورت ہے یہانتک کہ اگر کسی نے داہنا
پاؤں دھویا پھر موزہ پہنا پھر بایاں پاؤں دھویا اور بایاں موزہ پہنا تو داہنے موزہ پر مسح درست
نہ ہوگا اسلیے کہ اسوقت طہارت کامل نہ تھی اب اس کا اوتارنا اور دوبارہ پہننا ضرور ہے
البتہ بایاں موزہ اوتارنے کی حاجت نہیں ہے کیونکہ اوسکے پہننے کے وقت طہارت کامل ہو چکی
تھی اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ بائیں موزے کا بھی اتارنا ضرور ہے اور یہی قول ہے مالک
اور احمد اور اسحاق کا اور ابو حنیفہ اور سفیان ثوری اور یحیی بن آدم اور مزنی اور ابو ثور اور داؤد کا قول
ہے کہ پہننا موزہ کا حدث کی حالت میں بھی درست ہے جبکہ طہارت کامل کر لیوے انتہے **عن** المغیرۃ انہ وضأ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فتوضأ ومسح علی خفیہ فقال لہ فقال انی ادخلتہما طاہرتین
ترجمہ مغیرہ سے روایت ہے انہوں نے وضو کرایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے وضو کیا اور مسح
کیا دونوں موزوں پر مغیرہ نے کہا تو آپ نے فرمایا میں نے ان کو طہارت میں پہنا ہے **عن** المغیرۃ
بن شعبۃ قال تخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتخلفت معہ فلما قضی حاجتہ
قال امعک ماء فاتیتہ بمطہرۃ فغسل کفیہ ووجہہ ثم ذہب یحسر عن ذراعیہ
فضاق کم الجبۃ فاخرج یدہ من تحت الجبۃ والقی الجبۃ علی منکبیہ وغسل ذراعیہ
ومسح بناصیتہ وعلی العمامۃ وعلی خفیہ ثم رکب ورکبت فانتہینا الی القوم وقد قاموا
فی الصلوۃ یصلی بہم عبد الرحمن بن عوف وقد رکع بہم رکعۃ فلما احس بالنبی
صلی اللہ علیہ وسلم ذہب یتاخر فاومأ الیہ فصلی بہم فلما سلم قام النبی صلی اللہ علیہ
وسلم وقمت فرکعنا الرکعۃ التی سبقتنا **ترجمہ** مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سفر میں پیچھے رہ گئے میں بھی آپ کے ساتھ پیچھے رہ گیا جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے تو فرمایا
تمہارے پاس پانی ہے میں ایک چھاگل لے آیا پانی کی آپ نے دونوں ہاتھ دھوئے اور منہ دھویا پھر
باہیں آستینوں میں سے نکالنا چاہیں تو آستین تنگ ہوئی آپ نے جبے کے نیچے سے ہاتھوں کو نکالا اور جبہ کو اپنے
مونڈھوں پر ڈالدیا اور دونوں ہاتھ دھوئے اور پیشانی پر مسح کیا اور عمامہ اور موزوں پر پھر سوار ہوئے میں بھی سوار
ہوا جب ہم لوگوں میں پہونچے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور عبد الرحمن بن عوف نماز پڑھا رہے تھے ایک رکعت

پڑھ چکے تھے انکو جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہین وہ پیچھے ہٹنے لگے
آپنے اشارہ کیا اپنی جگہہ پر رہو آخر انہون نے نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کھڑے ہوے اور مین بھی کھڑا ہوا اور ایک رکعت جو ہم سے پہلے ہو چکی تھی پڑھ لی **ف** یہی وہ
حدیث ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز پڑھنا اپنے صحابی کے پیچھے ثابت ہوتا ہے
علما نے کہا ہے کہ آپنے سوا عبد الرحمن بن عوف کے اور کسی آدمی کے پیچھے نماز نہین پڑھی البتہ حضرت
جبرائیل کے پیچھے نماز پڑھی ہے نووی نے کہا اس حدیث سے بہت سی باتین نکلتی ہین ایک افضل کا
اقتدا کرنا اپنے سے کم رتبہ والے کے ساتھ دوسری نبی کا نماز پڑھنا اپنے امتی کے پیچھے تیسری فضیلت
اول وقت نماز پڑھنے کی کیونکہ صحابہ نے آپکا انتظار نہ کیا اور نماز شروع کردی چوتھی جب امام حاضر نہ
ہو تو لوگ کسی کو امام بنا سکتے ہین بشرطیکہ اس سے کوئی مفسدہ نہ پیدا ہوا اور امام کو رنج نہ ہو ورنہ
لوگ اول وقت اکیلے اکیلے نماز پڑھ لین دوبارہ جماعت مین شریک ہوجانا مستحب ہوگا پانچوین
مسبوق سلام کے بعد اپنی باقی نماز پوری کرلے اور یہ باقی نماز بدون پڑھے اوسکے ذمہ سے ساقط
نہ ہوگی البتہ سورہ فاتحہ پڑھنا ساقط ہو جاتا ہے جب امام کو رکوع مین پا لے چھٹی یہ کہ مسبوق کو
بھی امام کی پیروی رکوع اور سجود اور قعود وغیرہ ارکان مین ضرور ہے اگرچہ اوسکے قعود کا وقت
نہ ہو ساتوین یہ کہ مسبوق امام سے جب جدا ہوتا ہے جب امام سلام پھیر دے آٹھوین عبد الرحمن بن عوف
جو نماز پڑھانے لگے اور ابوبکر صدیق کی طرح پیچھے نہ ہٹے آپنے اسکی وجہ یہ تھی کہ عبد الرحمن ایک
رکعت پڑھ چکے تھے اور ابوبکر نے کوئی رکعت نہین پڑھائی تھی انتہی **عن** المغيرة ان نبي
الله صلى الله عليه وسلم مسح على الخفين ومقدم رأسه وعلى عمامته **ترجمہ** مغیرہ سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزون پر اور پیشانی پر اور عمامے پر **ف** عمامہ پر مسح کرنا
درست ہے اور اسکا اقتصار ضروری نہین تصریح کی ہے اہلحدیث کا یہی قول ہے اور بعض علماء کے
نزدیک عمامہ پر مسح جائز نہین جب تک سر پر ہاتھ نہ پھیرے **عن** المغيرة عن النبي صلى
الله عليه وسلم بمثله **ترجمہ** دوسری روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گذرا **عن** المغيرة ان النبي
صلى الله عليه وسلم توضأ فمسح بناصيته وعلى العمامة وعلى الخفين **ترجمہ** مغیرہ سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو مسح کیا پیشانی پر اور عمامہ پر اور موزون پر **عن**

بلال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم مسح على الخفين والخمار ترجمہ بلال سے روایت ہے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزوں پر اور عمامہ پر عن الاعمش بهذا الاسناد وقال في الحديث رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم
ترجمہ روایت کی ہم سے اسی حدیث کو جیسے اوپر گذری مگر اس میں اتنا زیادہ ہے کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو **باب التوقيت في المسح على الخفين**
موزوں پر مسح کی مدت کا بیان **عن** شريح بن هانئ قال اتيت عائشة أسألها عن المسح على الخفين فقالت عليك
بابن ابي طالب فاسأله فانه كان يسافر مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فسألناه فقال جعل رسول الله صلى الله عليه وسلم
ثلاثة ايام ولياليهن للمسافر ويوما وليلة للمقيم قال وكان يأمرنا ان نمسح ترجمہ شریح بن ہانی سے روایت
ہے میں حضرت عائشہ پاس آیا انسے موزوں کا مسح پوچھنے کو انہوں نے کہا تم ابو طالب کے بیٹے (رض)
حضرت علی (رض) سے پوچھو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے میں نے ان سے پوچھا
انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ نے مسافر کے لیے مسح کی مدت تین دن تین رات مقرر کی اور مقیم کے
لیے ایک دن رات **ف** نووی نے کہا جمہور علما کا یہی قول ہے جیسے ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد کا
اور امام مالک کا مشہور قول یہ ہے کہ مسح کی مدت کچھ مقرر نہیں جتنے دنوں تک چاہے مسح کرے
اور یہی ایک قول قدیم ہے شافعی کا انکی دلیل ابی بن عمارہ کی حدیث ہے جو ابو داود نے روایت
کی لیکن وہ حدیث باتفاق علما ضعیف ہے اب اکثر علما کا یہ قول ہے کہ یہ مدت مسح کی پہننے کے
بعد حدث کے وقت سے شروع ہوگی نہ موزے پہننے کے وقت سے اور نہ مسح کے وقت سے اگر مدت
گذرنے سے پہلے غسل کی حاجت ہوئی تو موزوں پر مسح جائز نہ ہوگا ہمارے اصحاب کے نزدیک
اگر غسل کیا اور دونوں پاؤں موزوں کے اندر دھوئے تو جنابت جاتی رہے گی اور نماز جائز ہو جاویگی
اب اگر اسکے بعد حدث ہوگا تو موزوں پر مسح درست نہیں اسلیے کہ موزوں پر مسح اسی وقت درست
ہے جب طہارت کاملہ پر پہنے جاویں اب انکو اتار کر طہارت کر کے پہنے اس حدیث سے یہ بھی
معلوم ہوا کہ مفتی کو اگر کوئی مسئلہ معلوم نہ ہو تو دوسرے کا حوالہ دیوے جو اسکو خوب جانتا ہو **عن** الحكم بهذا الاسناد مثله

عن شريح بن هانئ قال سألت عائشة عن المسح على الخفين فقالت ائت عليا فانه اعلم
بذلك مني فاتيت عليا فذكر عن النبي صلى الله عليه وسلم بمثله ترجمہ ان دونوں حدیثوں
کا وہی جو اوپر گذرا **باب** جواز الصلوات كلها بوضوء واحد ایک وضو سے کئی نمازیں
پڑھنا **عن** بريدة ان النبي صلى الله عليه وسلم صلى الصلوات يوم الفتح بوضوء

وَّاحِدٍ وَّمَسَحَ عَلٰی خُفَّيْهِ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ لَقَدْ صَنَعْتَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَّمْ تَكُنْ تَصْنَعُهٗ قَالَ عَمْدًا صَنَعْتُهٗ يَا عُمَرُ ترجمہ بریدہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دن مکہ فتح ہوا ایک وضو سے کئی نمازیں اور مسح کیا موزوں پر حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ آپ نے آج وہ کام کیا جو کبھی نہیں کیا تھا آپ نے فرمایا میں نے قصداً ایسا کیا ف نووی نے کہا اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں ایک تو موزوں پر مسح کرنا دوسری کئی فرض نمازوں کا ایک وضو سے پڑھنا جب تک حدث نہ ہوا اور یہ جائز ہے باجماع علماء اور امام ابوجعفر طحاوی اور ابوالحسن ابن بطال نے صحیح بخاری کی شرح میں ایک جماعت علماء سے اسکے خلاف نقل کیا ہے ان کے نزدیک ہر ایک فرض نماز کے لیے تازہ وضو ضرور ہے اگرچہ وضو ہو اور دلیل انکی قول ہے اللہ تعالے کا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ الآیۃ اور جمہور کی دلیل احادیث صحیحہ ہیں ایک تو یہی حدیث ہے اور ایک حدیث انس کی ہے صحیح بخاری میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے اور ہم لوگوں کو ایک ہی وضو کافی ہوتا جب تک حدث نہ ہوتا دوسری حدیث سوید بن نعمان کی ہے صحیح بخاری میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی پھر ستو کھایا اور مغرب کی نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا اسکے سوا اور بہت سی حدیثیں آئی ہیں جیسے حدیث جمع کرنے کی عرفہ اور مزدلفہ میں اور تمام سفروں میں اور قضا نمازوں کی جو نماز دن کی جنگ خندق میں اور آیت کریمہ سے مراد یہ ہے کہ جب تم بے وضو ہو اور نماز کے لیے اٹھو تو وضو کرو اور بعضوں نے کہا آیت منسوخ ہے اور رسول اللہ صلعم کے فعل سے اور یہ قول ضعیف ہے اور مستحب ہے کہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنا وضو ہوتے ہوئے مستحب ہے اور ہمارے قول میں ایک تو یہ کہ اس وضو سے کوئی نماز ضرور پڑھے خواہ فرض ہو یا نفل دوسری یہ کہ تازہ وضو اسی صورت میں مستحب ہے جب اس سے کوئی نماز فرض پڑھے تیسری یہ کہ اس وضو سے وہ کام کرے جو بغیر طہارت کے درست نہیں جیسے مصحف کا چھونا سجدہ تلاوت کرنا چوتھی یہ کہ ہر حال میں مستحب ہے اگرچہ ان میں سے کوئی کام نہ کرے بشرطیکہ وضو سابق اور حال میں اتنا زمانہ گذرے کہ جسکے سبب سے دوسرا وضو پہلے وضو سے علیحدہ ہو جاوے اور تازہ غسل کرنا مستحب نہیں ہے اور مذہب صحیح کے در امام الحرمین نے ایک قول استحباب کا نقل کیا ہے اسیطرح تازہ تیمم کرنے میں دو قول ہیں ایک یہ کہ مستحب نہیں اور یہی زیادہ مشہور ہے اور یہ تازہ تیمم زخمی اور بیمار کے لیے ہوگا جو تھوڑی تھوڑی وضو کرتے ہیں اور انکے لیے بھی ہو سکتا ہے جب دوبارہ تلاش پانی کی ہو

نہین اور جو یہ حضرت عمر نے کہا آپ نے وہ کام کیا جو کبھی نہ کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے جیسے افضل ہے اور اسدن جو کئی نمازین ایک وضو سے پڑھین اس سے جواز کا بیان کرنا مقصود تھا جیسے آپ نے فرمایا مین نے یہ کام قصداً کیا ہے اور حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کم درجہ والا بڑے درجہ والے سے سوال کر سکتا ہے ان افعال سے جو عادت کے خلاف ہون اسلیے کہ کبھی یہ امر بیان سہو ہوتا ہے تو وہ آگاہ ہو جاویگا اس سوال کی وجہ سے انتہی **باب** کراھۃ غمس المتوضی وغیرہ یدہ المشکوک فی نجاستھا فی الاناء قبل غسلھا ثلاثا۔ پانی کے برتن مین ہاتھ ڈالنا اسکو دھونے سے پہلے مکروہ ہے **عن** ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا استیقظ احدکم من نومہ فلا یغمس یدہ فی الاناء حتی یغسلھا ثلاثا فانہ لا یدری این باتت یدہ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے سوکر اوٹھے تو اپنا ہاتھ برتن مین نہ ڈالے جب تک اوسکو تین بار نہ دھولے کیونکہ معلوم نہین کہان رہا ہاتھ اوسکا **ف** امام شافعی نے کہا عربون کی عادت تھی کہ وہ ڈھیلون سے استنجا کیا کرتے اور انکے ملک گرم تھے سونے مین پسینا آتا اسلیے احتمال تھا کہ ہاتھ نجس ہو گیا ہو اور حدیث سے کئی مسائل نکلتے ہین ایک تو یہ کہ قلیل پانی پر اگر نجاست پڑ جاوے تو وہ نجس ہو جاویگا دوسری یہ کہ سات بار دھونا کسی نجاست کا ضرور نہین سوا کتے کے چاٹے ہوئے برتن کے تیسری یہ کہ استنجا کا مقام ڈھیلون سے پاک نہین ہوتا بلکہ معاف ہے نماز اس سے چوتھی یہ کہ نجاست کا تین بار دھونا ضرور ہے یعنی نجاست متحققہ کا اور متوہمہ کا تین بار دھونا مستحب ہے پانچوین یہ کہ نجاست متوہمہ کا دھونا مستحب ہے صرف پانی ڈالنا کافی نہین چھٹی یہ کہ عبادات مین احتیاط کرنا مستحب ہے بشرطیکہ یہ احتیاط وسوسے کے درجہ تک نہ پہونچے اب جمہور علما اسطرف ہین کہ یہ ہاتھ ڈالنے کی ممانعت تنزیہی ہے نہ تحریمی جس صورت مین نجاست کا یقین نہ ہو اور اگر ہاتھ ڈالدے گا تو پانی نجس نہ ہوگا اور حسن بصری سے منقول ہے کہ نجس ہو جاویگا اگر رات کو سوکر اوٹھا ہے اور اسحاق بن راہویہ اور محمد بن جریر طبری سے بھی یہی منقول ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے کیونکہ اصل پانی اور ہاتھ دونون مین طہارت ہے پھر شک سے وہ نجس نہین ہو سکتی اور یہہ سوکر اوٹھنا ہمارے نزدیک رات کے سونے سے مخصوص نہین

بلکہ جب سو کر اُٹھے اور نجاست کا شبہہ ہو یا بغیر سوئے نجاست کا گمان تو برتن مین بغیر ہاتھ دھوئے ہاتھ نہ
ڈالے اور امام احمد سے یہ روایت ہے کہ اگر رات کی خواب سے اٹھا ہے تو ہاتھ ڈالنا مکروہ تحریمی ہے
اور جو دن کی خواب سے اوٹھا ہے تو مکروہ تنزیہی ہے اور داود ظاہری کا بھی یہی قول ہے انتہی مختصراً
عن أبي هريرة في حديث أبي معاوية قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي حديث وكيع قال يرفعه بمثله عن
أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم بمثله ترجمہ ان روایتون کا وہی جو اوپر گذرا عن
أبي هريرة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال إذا استيقظ أحدكم فليفرغ على يده ثلاث مرات بيديه
قبل أن يدخل يده في إنائه فإنه لا يدري فيم باتت يده ترجمہ ابوہریرہ رضی سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے جاگے تو اسے ہاتھ پر تین بار پانی
ڈالے پھر برتن مین ہاتھ ڈالے اسلیے کہ اسکو معلوم نہین کہان رہا ہاتھ اسکا رات کو ف
ائدہ یہ ہوئے وہ ہاتھ پر ڈالکر دھونا اور کنایہ ایسے مقامون مین زیادہ فصیح ہے اور قرآن اور حدیث مین اسکی
بہت نظیرین مشہور ہین کہ ہاتھ کی نجاست کا گمان ہو اگر ہاتھ کی طہارت کا یقین ہو جب بھی ہاتھ
دھونا پھر ڈالنا بہتر ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس صورت مین ہاتھ ڈالنا دھونے سے پہلے مکروہ نہین
ہے اگر برتن اتنا بڑا ہے کہ ہاتھ پر پانی ڈالنا ممکن نہو تو منہ سے پانی لیوے اور ہاتھ کو دھووے
یا اگر یہ بھی نہو سکے تو پاک کپڑے سے پانی نکالے یا کسی اور سے مدد لیوے (نووی) عن
أبي هريرة في هذا الحديث جميعا عن النبي صلى الله عليه وسلم بهذا الحديث كلهم يقول حتى يغسلها
ولم يقل واحد منهم ثلاثا إلا ما قدمنا من رواية جابر وابن المسيب وأبي سلمة وعبد الله بن يغسلها
شقيق وأبي صالح وأبي رزين فإن في حديثهم ذكر الثلاث ترجمہ اس روایت مین صرف ہاتھ
دھونے کا ذکر ہے تین بار دھونے کا ذکر نہین باب حکم ولوغ الکلب کتے کے منہ ڈالنا
اور پانی پینا کسی برتن سے عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا ولغ
الكلب في إناء أحدكم فليرقه ثم ليغسله سبع مرار ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ مرار
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کتا منہ ڈالے تم مین سے کسی کے برتن مین تو بہا دے اسکو
پھر سات بار دھووے عن الأعمش بهذا الإسناد مثله ولم يذكر فليرقه ترجمہ اس روایت
مین بہانے کا ذکر نہین ہے عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إذا شرب ولم يقل

الْكَلْبُ فِيْ اِنَاۤءِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کتا تمہارے برتن میں سے پیے تو اسکو سات بار دھونا چاہیے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُهُوْرُ اِنَاۤءِ اَحَدِكُمْ اِذَا وَلَغَ فِيْهِ الْكَلْبُ اَنْ يَّغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ اُوْلَاهُنَّ بِالتُّرَابِ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے برتن کی پاکی جب کتا اسمیں سے منہ ڈالکر پیے یہ ہے کہ اسکو سات بار دھوئیں پہلے بار مٹی سے مانجیں

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُهُوْرُ اِنَاۤءِ اَحَدِكُمْ اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِيْهِ اَنْ يَّغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ **ترجمہ** ہمام بن منبہ سے روایت ہے یہ حدیثیں ہیں جو ابوہریرہ نے بیان کیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہیں سے ایک یہ حدیث بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کے برتن کی پاکی جب کتا اسمیں چپڑ چپڑ پیے یہ ہے کہ اسکو سات بار دھووے **ف** ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کتا نجس ہے اور اسکا لعاب اور پسینا ناپاک ہے جمہور علما کا یہی قول ہے اور عکرمہ اور مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ کتا پاک ہے اور دلیل انکی یہ ہے جو اللہ تعالی نے فرمایا کھاؤ تم وہ شکار جو کتے پکڑیں تمہارے لیے اور ظاہر ہے کہ کتے کا لعاب جانور کے پکڑنے میں ضرور لگیگا مگر یہ دلیل کچھ بھی نہیں کس لیے کہ شکار کے مباح ہونے سے خاص اس مقام کی جہاں کتے نے منہ لگایا طہارت ثابت نہیں ہوتی دوسری دلیل یہ ہے جو روایت کیا ترمذی اور ابوداؤد نے ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کتے مسجد میں آتے جاتے اور پیشاب کرتے لیکن پانی کوئی نہ ڈالتا اسکا جواب یہ ہے کہ آنے جانے سے طہارت اسکی ثابت نہیں ہوتی اب رہا پیشاب اسکا وہ تو بالاجماع نجس ہے اور مسجد کے نہ دھونے کی یہ وجہ ہوگی کہ پیشاب کی جگہہ معلوم نہ ہو سکتی ہوگی یا اس وجہ سے کہ زمین جب سوکھ گئی تو وہ پاک ہے یا یہ حال ابتدائے اسلام میں ہوگا بعد اوسکے مسجدوں کی صفائی اور پاکیزگی کا حکم ہوا تیسری دلیل یہ ہے کہ آگے جو حدیثیں آتی ہیں انمیں کتے پالنے کی اجازت دی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ پالنے کی اجازت سے اسکی طہارت لازم نہیں آتی ان حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کتے کے منہ ڈالکر پینے سے برتن کا سات بار دھونا ضرور ہے اور یہی قول ابن عباس رض عروہ اور ابن سیرین اور طاؤس اور عمرو بن دینار اور اوزاعی اور مالک اور شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور ابوثور اور

ابو عبید اور داؤد کا اور خلاف کیا اسکا علقمہ نے اور قیاس کیا اسکو اور نجاستوں پر حالانکہ یہ قیاس ہے مقابل نص کے اور دلیل لائے ہین طحاوی اور دارقطنی کی روایت سے کہ ابو ہریرہ نے کہا کتے کے منہ ڈالنے سے تین بار دھونا چاہیے حالانکہ احتمال ہے ابو ہریرہ نے بہولکر یہ کہا ہو یا سات بار دہونے کو مستحب جانتے ہون اور تین بار کو واجب اور ابو ہریرہ سے یہ بھی ثابت ہو کہ انہون نے سات بار دھونے کا حکم کیا بہرحال ابو ہریرہ کا یہ قول احادیث صحیحہ مرفوعہ صحیحہ کے مقابل نہین ہوسکتا دلیل اللہ وطاب نووی نے کہا ہمارے نزدیک سئے کا پیشاب اور پاخانہ اور خون اور پسینا وغیرہ اگر لگ جاوے تو اسکا بھی یہی حکم ہے کہ سات بار دہووے اور ایک بار مٹی سے **عن** ابْنِ الْمُغَفَّلِ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُهُمْ وَبَالُ الْكِلَابِ ثُمَّ رَخَّصَ فِي كَلْبِ الصَّيْدِ وَكَلْبِ الْغَنَمِ وَقَالَ اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْاِنَاءِ فَاغْسِلُوْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَعَفِّرُوْهُ الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ **ترجمہ** عبداللہ بن مغفل مزنی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ نے حکم کیا کتون کے مار ڈالنے کا پھر فرمایا کیا ہے حال اونکا اور حال کتون کا پھر اجازت دی کہ شکاری اور گائے کا کتا پالنے کی (یعنے بکریون کے سدر کے حفاظت کیلیے) اور فرمایا جب کتا برتن مین منہ ڈالدے تو اسکو سات بار دھوو اور آٹھوین بار مٹی سے انجو **ف** نووی نے کہا ہمارا اور جمہور علما کا مذہب یہی ہے کہ سات بار دھو مین انمین ایک بار مٹی ملکر دھوئین اور چونکہ مٹی ایک علیحدہ چیز ہے گویا آٹھوان بار ہوا۔ اور بعید اسقدر احتیاط کا کتے کی جوٹھے مین یہ ہے کہ بعضا کتا زہریلا ہوتا ہے اور بعضا دیوانہ تو سات بار دھونے مین برتن سے بالکل اثر جاتا رہیگا یہ نہین کہ نجاست اسکی اور نجاستون سے بڑھکر ہے کیونکہ سور کے سے بھی زیادہ نجس ہے پر اسمین زہر نہین **عن** شُعْبَةَ فِي هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ اَنَّ فِي رِوَايَةِ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ مِنَ الزِّيَادَةِ وَرَخَّصَ فِي كَلْبِ الْغَنَمِ وَالصَّيْدِ وَالزَّرْعِ وَلَيْسَ ذَكَرَ الزَّرْعَ فِي الرِّوَايَةِ غَيْرُ يَحْيَى **ترجمہ** اس روایت مین کھیت کے کتے پالنے کی بھی اجازت ہے یعنے کھیت کی حفاظت **ف** نووی نے ہمارے اصحاب نے اتفاق کیا ہے کہ بغیر ضرورت کے کتا پالنا حرام ہے جیسے کوئی پالے اسکی صورت کو پسند کرکے یا نمایش اور زیبایش کے لیے تو یہ حرام ہے بلاخلاف لیکن ضرورت کیلیے پالنا درست ہے اور اس حدیث مین تو تین کامون کے لیے اجازت ہو ایک شکار کے لیے دوسری جانورون کی حفاظت کیلیے تیسری کھیت کی حفاظت کیلیے ان تین کامون کے لیے تو سب کے نزدیک درست ہے البتہ اختلاف ہے گھرون کی حفاظت کیلیے اسکا پالنا درست ہو یا نہین اور صحیح یہ ہے کہ درست ہو اور کتا

اگر کٹنا ہو تو اسکو مار ڈالیں اور اگر کٹنا نہ ہو تو نہ ماریں امام الحرمین نے کہا کہ کتوں کے قتل کی حدیث منسوخ ہے اسیطرح سیاہ کتے کے قتل کی انتہےٰ مختصراً

بابُ النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ

ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت

عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰى اَنْ يُّبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ **ترجمہ** جابر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ **ترجمہ** ابوہریرہ رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے ٹھہرے پانی میں پیشاب نہ کرے اور یہ بھی نہ کرے کہ پیشاب کرکے پھر اسمیں غسل کرے

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبُلْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِيْ لَا يَجْرِيْ ثُمَّ تَغْتَسِلُ مِنْهُ **ترجمہ** ہمام بن منبہ نے کہا یہ وہ حدیثیں ہیں جو ہم سے ابوہریرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیں پھر کئی حدیثیں بیان کیں انمیں سے ایک یہ بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا ایسا مت کر پیشاب کرے تو ٹھہرے ہوئے پانی میں جو بہتا نہیں پھر غسل کرے اسمیں

ف نووی نے کہا یہ ممانعت بعضے پانی میں تو تحریماً ہے اور بعضوں میں کراہتہً اور اس حدیث سے نکلتا ہے کہ اگر پانی کثیر ہو اور بہتا ہو تو اسمیں پیشاب کرنا حرام نہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ نہ کرے اور اگر پانی قلیل ہو لیکن بہتا ہو تو ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت نے کہا کہ اسمیں پیشاب کرنا مکروہ ہے اور مختار یہ ہے کہ حرام ہے کیونکہ وہ پانی نجس ہو جاویگا موافق مذہب مشہور شافعی کے اور دوسرے کو دھوکا ہوگا وہ اسکو استعمال کریگا اور اگر پانی کثیر ہو لیکن ٹھہرا ہوا ہو تو ہمارے اصحاب کے نزدیک اسمیں پیشاب کرنا مکروہ ہے لیکن حرام نہیں اور اگر حرام کہیں جب بھی ہو سکتا ہے کیونکہ نہی تحریم کے لیے ہے اور وہ پانی نجس ہو جاویگا حنفیہ کے نزدیک جس صورت میں اتنا بڑا حوض نہ ہو کہ ایک کنارہ ہلانے سے دوسرا کنارہ ہلے اور جو پانی تھوڑا ہو ٹھہرا ہوا تو اسمیں پیشاب کرنا مکروہ ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اسمیں پیشاب کرنا حرام ہے اور پاخانہ کرنا بھی مثل پیشاب کے ہے بلکہ اس سے بدتر ہے اسیطرح اگر کسی برتن میں پیشاب کرکے اسکو پانی میں ڈالدے یا نہر کے اتنا نزدیک پیشاب کرے کہ بہ کر اسمیں جاوے یہ سب باتیں منع ہیں اور انمیں کسی عالم نے خلاف نہیں کیا الغنیہ داؤد ظاہری سے منقول ہے کہ ممانعت خاص ہے

انسان کے پیشاب سے اور پائخانہ کی ممانعت نہین نہ برتن مین پیشاب کرکے اسکو ڈالنے کی اور نہ پانی کے
نزدیک پیشاب کرنے کی اور علماء نے کہا ہے کہ پانی کے نزدیک پائخانہ اور پیشاب کرنا مکروہ ہے اگرچہ
پانی مین نہ جاوے کیونکہ لوگ وہان آتے جاتے ہین تو انکو تکلیف ہوگی اور جس نے استنجا نہ کیا ہو وہ اگر
پانی مین غوطہ لگانا چاہے استنجا کے لیے اور پانی قلیل ہو کہ نجاست پڑنے سے نجس ہو جاویگا تو حرام ہے اور
اگر کثیر ہو اور جاری ہو تو جائز ہے اسیطرح اگر کثیر ہو اور جاری نہ ہو لیکن اس صورت مین نہ کرنا اولے ہے
باب النَّهْيِ عَنِ الْاِغْتِسَالِ فِي الْمَآءِ الرَّاكِدِ تھمے ہوئے پانی مین غسل کی ممانعت **عَنْ**
اَبِي هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْتَسِلُ اَحَدُكُمْ فِي الْمَآءِ الدَّائِمِ وَهُوَ
جُنُبٌ فَقَالَ كَيْفَ يَفْعَلُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ يَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلًا قَالَ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے کسیکو نہانے کی حاجت ہو تو وہ تھمے ہوے پانی
مین نہ نہاوے لوگون نے ابوہریرہ سے کہا پھر کیا کرے انہون نے کہا ظرفون سے پانی لیکر نہاوے
ف نووی نے کہا ہمارے علماء کے نزدیک تھمے ہوئے پانی مین نہانا مکروہ ہے خواہ پانی قلیل
یا کثیر اسیطرح جاری چشمہ مین شافعی نے بویطی مین کہا مین مکروہ جانتا ہون جنب کے لیے غسل کرنا
کنوئین مین اور تھمے ہوئے پانی مین جو جاری نہ ہو خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر اور یہ کراہت تنزیہی ہے نہ
تحریمی اور اگر جنب نے ایسے پانی مین غسل کیا اور وہ دو قلون سے کم ہے تو مستعمل ہو جاویگا ورنہ مستعمل
نہ ہوگا یہ شافعیہ کے مذہب کے موافق ہے اور حنفیہ کے نزدیک اگر وہ دردہ سے کم ہے تو مستعمل ہو
جاویگا اور جو دہ دردہ یا زیادہ ہے تو مستعمل نہ ہوگا اور صحیح مذہب اہلحدیث کا ہے کہ پانی پاک ہے
اور پاک کرتا ہے جب تک نجاست کی وجہ سے اسکا مزہ یا بو یا رنگ نہ بدلے اور کچھ فرق نہین
ہے قلیل اور کثیر پانی مین خواہ وہ دو قلے ہو یا اس سے کم یا اس سے زیادہ **باب** وُجُوْبِ غَسْلِ الْبَوْلِ
وَغَيْرِهٖ مِنَ النَّجَاسَاتِ اِذَا حَصَلَتْ فِي الْمَسْجِدِ وَاَنَّ الْاَرْضَ تَطْهُرُ بِالْمَآءِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ اِلٰى حَفْرِهَا
مسجد مین جب پیشاب پڑ جاوے تو اوسکو پانی سے دھونا ضرور ہے اور زمین پانی سے پاک ہو جاتی
ہے اسکا کھودنا ضرور نہین **عَنْ** اَنَسٍ اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامَ اِلَيْهِ بَعْضُ الْقَوْمِ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ لَا تُزْرِمُوْهُ قَالَ فَلَمَّا فَرَغَ دَعَا بِدَلْوٍ مِّنْ مَّآءٍ فَصَبَّهٗ عَلَيْهِ
ترجمہ انس رض سے روایت ہے ایک گنوار مسجد مین پیشاب کرنے لگا لوگ اوٹھے اسکو مارنے کو

باب غسل البول من المسجد

یا ہٹانے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت روکو پیشاب اسکا جب وہ پیشاب کر چکا آپ نے ایک ڈول پانی کا منگوایا اور اسپر ڈالدیا **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَذْكُرُ اَنَّ اَعْرَابِيًّا قَامَ اِلٰى نَاحِيَةٍ فِى الْمَسْجِدِ فَبَالَ فِيْهَا فَصَاحَ بِهِ النَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ فَلَمَّا فَرَغَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَنُوْبٍ فَصُبَّ عَلٰى بَوْلِهٖ **ترجمہ** انس بن مالک ذکر کرتے تھے کہ ایک گنوار مسجد کے کونے مین کھڑے ہوکر موتنے لگا لوگ چلائے اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دو اسکو جب وہ موت چکا آپ نے حکم کیا ایک ڈول پانی کا اوسکے پیشاب پر ڈالا گیا **ف** نووی نے کہا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کا پیشاب نجس ہے اور یہہ اجماع ہے خواہ وہ آدمی بڑا ہو یا چھوٹا لیکن کمسن بچہ کے پیشاب پر صرف پانی چھڑک دینا کافی ہے اسکو آگے ہم بیان کرینگے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کی عظمت اور عزت کرنا چاہیے اور نجاستون سے پاک رکھنا چاہیے اور زمین پانی ڈالنے سے پاک ہو جاتی ہے اور اسکا کھودنا ضرور نہین یہی ہمارا اور جمہور علما کا مذہب ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک وہ بغیر کھودے پاک نہین ہوتی اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جاہل کو نرمی اور ملامت سے سمجھانا چاہیے جب وہ تذلیل یا عناد سے مخالفت نہ کرے اور علما نے لکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گنوار کے چھوڑ دینے کا دو وجہون سے حکم کیا ایک تو یہ کہ پیشاب رک جانے سے خود اسکو ضرر ہوتا دوسری اگر وہ موتتا چلا جاتا تو ساری مسجد اور اسکے کپڑے وغیرہ سب نجس ہو جاتے **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِى الْمَسْجِدِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ فَقَامَ يَبُوْلُ فِى الْمَسْجِدِ فَقَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ مَهْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزْرِمُوْهُ دَعُوْهُ فَتَرَكُوْهُ حَتّٰى بَالَ ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ اِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِّنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَذَرِ اِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ اَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاَمَرَ رَجُلًا مِّنَ الْقَوْمِ فَجَاءَ بِدَلْوٍ مِّنْ مَاءٍ فَشَنَّهٗ عَلَيْهِ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے مسجد مین اتنے مین ایک جنگلی آیا اور کھڑا ہو کر پیشاب کرنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے کہا ہا ہین ہا ہین کیا کرتا ہے آپ نے فرمایا اسکا پیشاب مت روکو جانے دو لوگون نے چھوڑ دیا یہانتک کہ وہ

پیشاب کر چکا تب آپ نے اوسکو بلایا اور فرمایا یہ مسجدین پیشاب اور نجاست کی لائق نہین یہ تو اللہ کی
یاد کے لیے اور نماز اور قرآن پڑھنے کے لیے بنائی گئین ہین یا ایسا ہی کچھ آپ نے فرمایا پھر ایک شخص کو حکم
کیا وہ ایک ڈول پانی کا لایا اور اسپر بہا دیا **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجدونکو
بچانا چاہیے ناپاک چیزون سے اور تھوک سے اور آواز بلند کرنے سے اور جھگڑے لڑائیون سے اور
خرید اور فروخت سے اور سب معاملات سے اور یہان پر مین چند مسئلے مختصر طور پر بیان کرتا ہون ایک
یہ کہ بے وضو کو مسجد مین بیٹھنا درست ہے اور اگر عبادت کی نیت سے بیٹھے جیسے اعتکاف یا علم دین
پڑھنے یا پڑھانے یا وعظ کرنے یا سننے یا نماز کی انتظار کی نیت سے تو مستحب ہے ورنہ مباح ہے اور
بعضے لوگون کے نزدیک مکروہ ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے اسیطرح مسجد کے اندر سونا درست
ہے امام شافعی نے ام مین اسکی تصریح کردی ہے ابن منذر نے اشراق مین لکھا ہے کہ مسجد مین سونے
کی اجازت دی ہے سعید بن مسیب اور حسن اور عطا اور شافعی نے اور ابن عباس نے کہا مسجد کو
خوابگاہ مت بناؤ اور ایک روایت انسے یہ ہے کہ اگر نماز کے لیے مسجد مین سو جاوے تو کچھ قباحت
نہین اور اوزاعی نے کہا مسجد مین سونا مکروہ ہے اور امام مالک نے کہا مسافرون کو مسجد مین سونا
درست ہے اور مقیم کو مناسب نہین امام احمد نے کہا مسافر وغیرہ کے لیے قباحت نہین پر اگر کوئی
مسجد کو خوابگاہ بنالیوے تو جائز نہین اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے اور جس نے مسجد مین
سونا جائز رکھا ہے اوسکی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی اور ابن عمر اور اصحاب صفہ مسجد مین سویا کرتے
تھے اور کافر مسلمانون کی اجازت سے مسجد مین جا سکتا ہے البتہ بغیر اجازت کے اوسکو جانے سے
روکا جاویگا ابن منذر نے کہا مسجد مین وضو کرنا ہر ایک عالم نے درست رکھا ہے البتہ ایسے مقام
مین وضو کرنا جس سے لوگون کو تکلیف ہو مکروہ ہے اور ابن سیرین اور مالک اور سحنون سے
اسکی کراہت مروی ہے مسجد کے صاف رکھنے کے لیے ۔ ہمارے اصحاب مین سے ایک جماعت
نے لکھا ہے کہ جانورون اور دیوانون اور لڑکون کا مسجد مین لیجانا مکروہ ہے اور مراد وہ لڑکے ہین
جنکو تمیز نہین کیونکہ وہ نجس کردین گے مسجد کو پر جانور کا لیجانا حرام نہین ہے کسلیے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کیا ہے خانہ کعبہ کا اونٹ پر سوار ہوکر اور یہ کراہت کے منافی نہین
ہو سکتی کہ آپ نے بیان جواز کے لیے ایسا کیا ہوگا یا اسلیے کہ آپ سب لوگون کو دکھلائی دیوین تو وہ

آنکی پیروی کرین اسیطرح مسجد مین نجاست کا لیجانا حرام ہے اور جسکو بدن مین ایسی نجاست لگی ہو کہ اس
سے مسجد کے نجس ہو جانے کا ڈر ہو وہ مسجد مین نہ جاوے اور جو ڈر نہ ہو تو جا سکتا ہے اگر مسجد مین
فصد لیوے اور خون کے لیے کوئی برتن نہ رکھے تو حرام ہے ورنہ مکروہ ہے اور اگر برتن کے اندر
مسجد مین پیشاب کرے تو اسمین دو قول ہین ایک یہ کہ مکروہ ہے دوسری یہ کہ حرام ہے مسجد
مین چت لیٹنا پانون ہلانا اونگلیان چٹخنا درست ہے مسجد کو جھاڑنا صاف کرنا مستحب ہے

باب حُكْمِ بَوْلِ الطِّفْلِ الرَّضِيعِ وَكَيْفِيَّةِ غَسْلِهِ شیرخوار بچے کے پیشاب کو کیونکر دھونا چاہیے

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتٰى بِالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَ
يُحَنِّكُهُمْ فَأُتِيَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ بَوْلَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ
سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس لوگ بچون کو لاتے آپ انکے لیے دعا کرتے اور ہاتھ
پھیرتے انپر اور کچھ چبا کر انکے مونھ مین دیتے (جیسے کھجور وغیرہ) ایک لڑکا آپ پاس لایا گیا اسنے
آپ پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگایا اور اس جگہہ ڈالدیا اور دھویا نہین اسکو **عَنْ** عَائِشَةَ
أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ يَرْضَعُ فَبَالَ فِيْ حَجْرِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ **ترجمہ**
ام المومنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک دودھ پیتا بچہ لایا گیا اسنے آپکی
گود مین پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوا کر اس جگہہ ڈالدیا **عَنْ** أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ أَنَّهَا أَتَتْ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ فَوَضَعَتْهُ فِيْ حِجْرِهِ فَبَالَ قَالَ
فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى أَنْ نَضَحَ بِالْمَاءِ **ترجمہ** ام قیس بنت محصن سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایک بچہ لیکر آئین جو اناج نہین کھاتا اور اسکو بٹھا دیا آپکی گود مین اسنے پیشاب کر دیا آپ نے فقط پانی
اسپر چھڑک دیا **عَنْ** الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّهُ **ترجمہ** زہری سے
روایت ہے اسی اسناد سے اسمین یہ ہے کہ آپ نے پانی منگوایا اور چھڑک دیا **عَنْ** عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ اللَّاتِيْ
بَايَعْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ أُخْتُ عُكَّاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ أَحَدِ بَنِيْ أَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ
قَالَ أَخْبَرَتْنِيْ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَمْ يَبْلُغْ أَنْ يَأْكُلَ الطَّعَامَ قَالَ
عُبَيْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَتْنِيْ أَنَّ ابْنَهَا ذَاكَ بَالَ فِيْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ عَلَى ثَوْبِهِ وَلَمْ يَغْسِلْهُ غَسْلًا **ترجمہ** عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت ہو کہ ام قیس بنت محصن نے (جو مہاجرات میں سے تھیں جنھون نے بیعت کی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور وہ بہن تھین عکاشہ بن محصن کی) بیان کیا مجھ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس اپنے ایک بچہ کو لیکر آئین جو کھانا نہین کھاتا تھا اس بچے نے آپ کی گود مین پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوایا اور کپڑے پر چھڑک دیا اسکو دھویا نہین **ف** نووی نے کہا ان حدیثون سے بچون کے منہ مین کچھ چبا کر دینے کا استحباب ثابت ہوتا ہے اور اہل صلاح اور فضل سے برکت حاصل کرنا بھی نکلتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بچون کو بزرگون پاس لیجانا بہتر ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حسن معاشرت اور نرمی اور ملائمت اور اطفال پر رحم کرنا بہت عمدہ چیز ہے اور باب سے مقصود یہ ہے کہ بچے کی پیشاب پر صرف پانی چھڑکنا کافی ہے اور اس باب مین تین مذہب ہین ایک تو صحیح اور مشہور وہ یہ ہے کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکنا کافی ہے لیکن لڑکی کا پیشاب مثل اور نجاستون کی دھونا ضرور ہے دوسرا مذہب یہ ہے کہ دونون کے پیشاب پر پانی چھڑکنا کافی ہے تیسرا مذہب یہ ہے کہ دونون کا دھونا ضرور ہے اخیر کے دونون مذہب شاذ اور ضعیف ہین اور پہلے مذہب کو اختیار کیا ہے علی بن ابیطالب اور عطاء بن ابی رباح اور حسن بصری اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور ایک جماعت سلف اور اصحاب حدیث نے اور یہی قول ہے ابن وہب کا اور وہی مروی ہے ابو حنیفہ سے اور دوسرے مذہب کو مالک نے اختیار کیا ہے ابو حنیفہ سے بھی یہی مشہور ہے یہ اختلاف اس بچے مین ہے جو سوا دودھ کے اور کوئی غذا نکھاتا ہو لیکن جب وہ اناج کھانے لگی تو سب کے نزدیک اسکا پیشاب دھونا ضرور ہے انتہی باختصار

باب حکم المنی کا حکم **عَنْ** عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ اَنَّ رَجُلًا نَزَلَ بِعَائِشَةَ فَاَصْبَحَ يَغْسِلُ ثَوْبَهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ اِنَّمَا كَانَ يُجْزِئُكَ اِنْ رَاَيْتَهُ اَنْ تَغْسِلَ مَكَانَهُ فَاِنْ لَمْ تَرَ نَضَحْتَ حَوْلَهُ وَلَقَدْ رَاَيْتُنِي اَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْكًا فَيُصَلِّي فِيهِ **ترجمہ** علقمہ اور اسود سے روایت ہو ایک شخص حضرت عائشہ پاس اترا وہ صبح کو اپنا کپڑا دھونے لگا (شاید رات کو احتلام ہو گیا ہوگا) حضرت عائشہ نے کہا تجھ کو کافی تھا اگر منی تو نے دیکھی صرف اتنا مقام دھو ڈالنا اور اگر نہ دیکھی تو پانی اسکے گرد چھڑک دینا مین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کھرچ ڈالتی تھی اسلیے کہ وہ گاڑھی ہوتی ہے آپ اس کپڑے کو پہن کر نماز پڑھتے —

عَنِ الْأَسْوَدِ وَهَمَّامٍ عَنْ عَائِشَةَ فِي الْمَنِيِّ قَالَتْ كُنْتُ أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ اسود وہمام سے روایت ہے حضرت عائشہ نے کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو کھرچ ڈالتی عَنْ عَائِشَةَ فِي حَتِّ الْمَنِيِّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ ترجمہ ان روایتون کا بھی وہی ہے جو اوپر گذرا عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ سَأَلْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيبُ ثَوْبَ الرَّجُلِ أَيَغْسِلُهُ أَمْ يَغْسِلُ الثَّوْبَ فَقَالَ أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْسِلُ الْمَنِيَّ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ فِي ذَلِكَ الثَّوْبِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى أَثَرِ الْغَسْلِ فِيهِ ترجمہ عمرو بن میمون سے روایت ہے مین نے سلیمان بن یسار سے پوچھا اگر منی کپڑے مین لگ جاوے تو منی کو دھو ڈالے یا کپڑے کو دھووے انھون نے کہا مجھے حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منی کو دھو ڈالتے پھر نماز کو نکلتے وہی کپڑا پہن کر اور مین دھونیکا نشان دیکھتی آپکے کپڑے مین عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ فَحَدِيثُهُ كَمَا قَالَ ابْنُ بِشْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ الْمَنِيَّ وَأَمَّا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ فَفِي حَدِيثِهِمَا قَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اسمین یہ ہے کہ حضرت عائشہ نے کہا مین دھو ڈالتی تھی منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شِهَابٍ الْخَوْلَانِيِّ قَالَ كُنْتُ نَازِلًا عَلَى عَائِشَةَ فَاحْتَلَمْتُ فِي ثَوْبَيَّ فَغَمَسْتُهُمَا فِي الْمَاءِ فَرَأَتْنِي جَارِيَةٌ لِعَائِشَةَ فَأَخْبَرَتْهَا فَبَعَثَتْ إِلَيَّ عَائِشَةُ فَقَالَتْ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ بِثَوْبَيْكَ قَالَ قُلْتُ رَأَيْتُ مَا يَرَى النَّائِمُ فِي مَنَامِهِ قَالَتْ هَلْ رَأَيْتَ فِيهِمَا شَيْئًا قُلْتُ لَا قَالَتْ فَلَوْ رَأَيْتَ شَيْئًا غَسَلْتَهُ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنِّي لَأَحُكُّهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَابِسًا بِظُفُرِي ترجمہ عبد اللہ بن شہاب خولانی سے روایت ہے مین حضرت عائشہ پاس اترا تو مجھے احتلام ہوگیا کپڑون مین مین نے انکو پانی مین ڈبویا حضرت عائشہ کی ایک چھوکری نے دیکھا اور انسے بیان کیا انھون نے مجھے بلا بھیجا اور پوچھا کپڑون کو تم نے کیون ڈبویا مین نے کہا خواب مین مین نے وہ دیکھا جو سونیوالا دیکھتا ہے (مراد احتلام ہے) انھون نے کہا کپڑون مین تو نے کچھ اثر پایا مین نے کہا نہین انھون نے کہا اگر کپڑون مین تو کچھ دیکھتا تو اسکا دھو ڈالنا کافی تھا اور مین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے سوکھی منی اپنے ناخونن سے چھیلتی تھی ڈالتی

ف یعنے اگر کپڑے مین منی لگ جاوے تو ساری کپڑے کا دھونا اور غوطہ دینا ضرور نہین صرف اتنے مقام کو دھو ڈالے جہان منی لگی ہے نووی نے کہا علما نے اختلاف کیا ہے آدمی کی منی مین تو مالک اور ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ نجس ہے مگر ابو حنیفہ کے نزدیک اگر منی خشک ہو تو اسکا مل ڈالنا کافی ہے اور یہی ایک روایت ہے احمد سے اور امام مالک کے نزدیک ہر حال مین اسکا دھونا ضرور ہے اور لیث نے کہا ہے کہ منی نجس ہے لیکن منی بھرے اگر کوئی نماز پڑھے تو نماز کا لوٹانا ضرور نہین اور حسن نے کہا کہ اگر کپڑے مین منی بھری ہو اور اس سے نماز پڑھے تو نماز لوٹانا ضرور نہین اگرچہ منی تھنی ہی بہت ہو لیکن اگر بدن مین لگی ہو تو نماز کا لوٹانا ضرور ہے اگرچہ منی تھوڑی ہو اور بہت سے علما اسطرف گئے ہین کہ منی پاک ہے اور یہی مروی ہے حضرت علی اور سعد بن ابی وقاص اور ابن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم اور داؤد اور احمد رحمہ اللہ کی صحیح تر روایت مین اور یہی مذہب ہے شافعی اور اہل حدیث کا اور جس نے یہ کہا کہ منی کی طہارت صرف شافعی کا قول ہے اس نے غلطی کی اب جو لوگ نجس کہتے ہین انکی دلیل وہ حدیث ہے جسمین منی دھونے کا ذکر ہے اور جو پاک کہتے ہین انکی دلیل وہ حدیث ہے جسمین کھرچ ڈالنے کا ذکر ہے کیونکہ اگر منی نجس ہوتی تو اسکا ملنا اور کھرچنا کافی نہوتا جیسے خون کا ملنا اور کھرچنا کافی نہین اور یہ لوگ کہتے ہین کہ دھونے کی روایت محمول ہے استحباب اور صفائی پر یعنے دھو ڈالنا بہتر ہے یہ تو آدمی کی منی کا حکم ہوا اب ہمارے اصحاب کا ایک قول ضعیف اور ہے وہ یہ کہ منی عورت کی نجس ہے اور مرد کی پاک ہے اور ایک قول اس سے بھی زیادہ ضعیف ہے کہ دونون کی منی نجس ہے اور ٹھیک یہی ہے کہ مرد اور عورت دونون کی منی پاک ہے اور جب منی پاک ہوئی تو اسکا کھانا درست ہے یا نہین اسمین دو قول ہین صحیح یہ ہے کہ درست نہین ہے کیونکہ طبیعت اس سے گھن کرتی ہے تو وہ خبائث مین داخل ہے جو حرام ہین اب منی اور جانورون کی تو کتے اور سور کی منی تو نجس ہے بلا خلاف اور باقی جانورون کی منی مین تین قول ہین صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہے خواہ اس جانور کا گوشت حلال ہو یا نہو دوسرا قول یہ ہے کہ وہ نجس ہے مطلقاً تیسرا قول یہ ہے کہ جس جانور کا گوشت حلال ہے اسکی منی پاک ہے اور جس جانور کا گوشت حرام ہے اسکی منی بھی ناپاک ہے انتہے نووی نے کہا حضرت عائشہ کی احادیث سے لوگون نے دلیل قائم کی ہے کہ عورت کی فرج کی رطوبت پاک ہے اور صحیح یہی ہے اور انہون نے یہ کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احتلام تو ہونا محال تھا کیونکہ احتلام شیطان کے فریب سے ہوتا ہے تو اب جو منی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم پر ہوگی وہ ضرور جماع کی وجہ سے ہوگی اور جماع میں منی فرج کی رطوبت کے ساتھ شریک ہوتی
ہے اور جو لوگ فرج کی رطوبت کو نجس کہتے ہیں انہوں نے دو جواب دیے ہیں ایک یہ کہ احتلام ہمیشہ
شیطان کے فریب سے نہیں ہوتا بلکہ جب بدن میں اعتدال سے زیادہ منی پیدا ہو جاتی ہے تو طبیعت
اسکو دفع کرتی ہے دوسری یہ کہ احتمال ہے کہ یہ منی مقدمات جماع جیسے بوسہ اور مساس اور مباشرت
سے نکلی ہو انتہے **باب** نَجَاسَةِ الدَّمِ وَكَيْفِيَّةِ غَسْلِهِ خون کی نجاست کا اور اسکے دھونے کا
بیان **عن** أَسْمَاءَ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِحْدَانَا يُصِيبُ ثَوْبَهَا
مِنْ دَمِ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ بِهِ قَالَ تَحُتُّهُ ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ تَنْضَحُهُ ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ ترجمہ
اسماء سے روایت ہے ایک عورت آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے پاس اور اس نے کہا ہم میں سے کسی کے کپڑے
میں حیض کا خون لگ جاتا ہے وہ کیا کرے آپ نے فرمایا پہلے اسکو کھرچ ڈالے پھر پانی ڈال کر ملے پھر دھو
ڈالے پھر اسی کپڑے میں نماز پڑھے **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نجاست کا دھونا
پانی سے واجب ہے اور جو کوئی کسی اور رواں چیز سے دھوئے جیسے سرکہ وغیرہ تو جائز نہ ہوگا اور خون
نجس ہے باجماع اہل اسلام اور نجاست کے دھونے میں مبالغہ کرنا اسکا ضروری ہے عدد کی شرط نہیں
ہے اگر نجاست حکمی ہے جو آنکھ سے دکھلائی نہیں دیتی جیسے پیشاب وغیرہ تو اسکا دھونا ایک بار
واجب ہے اور دوسری تیسری بار مستحب ہے اور جو نجاست عینی جو آنکھ سے دکھلائی دیتی ہے جیسے
خون وغیرہ تو اسکا دھونا یہاں تک واجب ہے کہ عین نجاست زائل ہو جاوے اور بعد اسکے دوسری یا
تیسری بار دھونا مستحب ہے اور کپڑے کا نچوڑنا دھونے کے بعد شرط نہیں ہے صحیح قول کے موافق
اب اگر نجاست عینی کے دھونے کے بعد اسکا رنگ رہ جاوے تو کچھ قباحت نہیں البتہ اگر اسکا
مزہ باقی رہے تو وہ کپڑا نجس ہے اور مزہ دور کرنا ضروری ہے اور جو بو باقی رہے تو اس میں دو قول ہیں
صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہو جاویگا انتہے مختصر **عن** أَبِي هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ
حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ترجمہ دوسری روایت کا بھی وہی جو اوپر گذرا **باب** الدَّلِيلِ عَلَى
نَجَاسَةِ الْبَوْلِ وَوُجُوبِ الْاِسْتِبْرَاءِ مِنْهُ پیشاب کی نجاست کا بیان **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ أَمَا إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ
فِي كَبِيرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ قَالَ

ایک دینار صدقہ دیوے یا آدھا دینار لیکن یہ حدیث ضعیف ہے باتفاق حفاظ انتہے **عن** عائشۃ
قالت کانت احدانا اذا کانت حائضا امرھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تأتزر فی کانت
فور حیضتھا ثم یباشرھا قالت وایکم یملک اربہ کما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یملک اربہ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ سے روایت ہے ہم میں سے جب کسی عورت کو حیض آتا تو رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم اسکو حکم کرتے تہ بند باندہنے کا حیض کا خون جوش پر ہوتا پھر اس سے مباشرت کرتے
حضرت عائشہ نے کہا تم میں سے کون اپنی خواہش اور ضرورت پر اسقدر اختیار رکھتا ہے جیسا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم رکھتے تھے **ف** یعنے نفس پر قابو رکھنا اور اپنی خواہش کو بے موقع روکنا یہ ہر شخص
کا کام نہیں البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ قدرت تھی اس لیے جس شخص سے صبر نہ ہو سکے اسکو
یہی بہتر ہے کہ حائضہ عورت سے مباشرت بھی نہ کرے ایسا نہ ہو کہ غلبہ شہوت میں جماع کر بیٹھے اور گنہگار ہو
نووی نے کہا مباشرت ایک تو جماع کے معنی میں ہے وہ حیض کی حالت میں حرام ہے جیسے اوپر گذرا
اور ایک مباشرت یہ ہے کہ ناف سے اوپر یا گھٹنوں سے نیچے مباشرت کرے ذکر سے یا بوسے سے یا چمٹا دے
یا مساس کرے یہ حلال ہے حیض کی حالت میں باتفاق علما اور وہ جو عبیدہ سلمانی سے منقول ہے
کہ اس قسم کی مباشرت بھی حیض کی حالت میں درست نہیں تو یہ شاذ ہے منکر اس کو کسی نے قبول
نہیں کیا اور اگر ثابت بھی ہو تو مردود ہے بدلیل احادیث صحیحہ کے جنکو بخاری اور مسلم نے روایت
کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ازار سے اوپر مباشرت کرتے تھے اور ایک مباشرت یہ ہے کہ
گھٹنے اور ناف کے بیچ میں مباشرت کرے لیکن سوا قبل اور دبر کے اور مقاموں میں اس میں تین قول
ہیں صحیح یہ ہے کہ حرام ہے اب یہ حرمت حیض کی موقوف ہونے تک ہے جہاں حیض بند ہوا اور عورت نے
غسل کر لیا یا تیمم کر لیا تو ہر طرح کی مباشرت حلال ہو جاویگی ہمارا اور مالک اور احمد کا مذہب یہی ہے
اور ابو حنیفہ کے نزدیک اگر دس روز میں حیض بند ہوا تو غسل سے پہلے بھی مباشرت حلال ہے انتہے مختصرا +
عن میمونۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یباشر نساءہ فوق الازار وھن
حیض **ترجمہ** ام المومنین میمونہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورتوں سے مباشرت
کرتے تھے ازار کے اوپر اور وہ حائضہ ہوتیں **باب** الاضطجاع مع الحائض فی لحاف واحد
حائضہ عورت کے ساتھ ایک چادر میں لیٹنا **عن** میمونۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ

قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْطَجِعُ مَعِيَ وَاَنَا حَائِضٌ وَبَيْنِيْ وَبَيْنَهُ ثَوْبٌ **ترجمہ** ام المومنین میمونہ سے روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ لیٹتے اور میں حائضہ ہوتی اور میرے اور آپکے بیچ میں ایک کپڑا حائل ہوتا **عَنْ** اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ بَيْنَمَا اَنَا مُضْطَجِعَةٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمِيْلَةِ اِذْ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَاَخَذْتُ ثِيَابَ حِيْضَتِيْ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِيْ فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيْلَةِ قَالَتْ وَكَانَتْ هِيَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلَانِ فِي الْاِنَاءِ الْوَاحِدِ مِنَ الْجَنَابَةِ **ترجمہ** ام المومنین ام سلمہ رض سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لیٹی ہوئی تھی چادر میں دفعتاً مجھے حیض آیا میں کھسک گئی اور اپنے کپڑے اٹھا لیے حیض کے رسول اللہ صلی اللہ نے فرمایا کیا تجھے حیض آیا میں نے کہا ہاں آپ نے مجھے بلایا پھر میں آپکے ساتھ لیٹی اسی چادر میں ام سلمہ نے کہا میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے جنابت سے **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سونا جائز ہے حائضہ کے ساتھ اسی طرح لیٹنا اسکے ساتھ ایک چادر میں بشرطیکہ بدن سے بدن نہ ملے ناف اور زانو کے نیچے یا صرف فرج نہ ملے علما نے کہا ہے کہ حائضہ کے ساتھ لیٹنا یا اسکا بوسہ لینا درست ہے اسیطرح مساس کرنا ناف کے اوپر اور زانو کے نیچے اور حائضہ عورت کا ہاتھ نجس نہیں ہے وہ پانی اور ہر ایک روان چیز میں ہاتھ ڈال سکتی ہے اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے کنگھی کر سکتی ہے کھانا پکا سکتی ہے اسکا جھوٹا اور پسینا دونوں پاک ہیں اور ابن جریر نے کہا اسپر اجماع ہے علما کا انتہے

بَابُ جَوَازِ غُسْلِ الْحَائِضِ رَأْسَ زَوْجِهَا وَتَرْجِيْلِهِ وَطَهَارَةِ سُؤْرِهَا وَالْاِتِّكَاءِ فِيْ حِجْرِهَا وَقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ فِيْهِ اس باب میں یہ بیان ہے کہ حائضہ عورت اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے اسکے سر میں کنگھی کر سکتی ہے اسکا جوٹھا پاک ہے اسکی گود میں تکیہ لگا کر بیٹھنا درست ہے اور قرآن پڑھنا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اعْتَكَفَ يُدْنِيْ اِلَيَّ رَاْسَهُ فَاُرَجِّلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ اِلَّا لِحَاجَةِ الْاِنْسَانِ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف کرتے تو اپنا سر میری طرف جھکا دیتے میں آپ میں کنگھی کر دیتی اور آپ گھر میں تشریف لاتے (مسجد سے) مگر ضروری حاجت کیواسطے (جیسے پیشاب یا پاخانہ وغیرہ) **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے چند فائدے اعتکاف کے متعلق معلوم ہوئے جنکا ذکر اعتکاف کے باب میں آویگا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اعتکاف کرنیوالا اپنے بدن کا کوئی حصہ جیسے ہاتھ یا پاؤں یا سر مسجد سے باہر نکالے

تو اسکا اعتکاف باطل نہ ہوگا اور جو شخص حلف کرے اس بات کی کہ فلان گھر مین نہ جاوینگا یا فلان گھر سے نہ نکلے گا پھر اپنے بدن کے کسی حصہ کو اسکے اندر کرے یا اسمین سے نکالے تو اسکی قسم نہ ٹوٹے گی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خاوند اپنی بی بی سے خدمت لے سکتا ہے پکانے اور نہانے دھونے مین بشرطیکہ وہ رضی ہوتی ہے **عَنْ** عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ إِنْ كُنْتُ لَأَدْخُلُ الْبَيْتَ لِلْحَاجَةِ وَالْمَرِيضُ فِيهِ فَمَا أَسْأَلُ عَنْهُ إِلَّا وَأَنَا مَارَّةٌ وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُدْخِلُ عَلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأُرَجِّلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ إِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا وَقَالَ ابْنُ رُمْحٍ إِذَا كَانُوا مُعْتَكِفِينَ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رضی نے کہا مین جب اعتکاف مین ہوتی گھر مین جاتی حاجت کے واسطے اور چلتے چلتے جو کوئی گھر مین بیمار ہوتا اسکو بھی پوچھ لیتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین رہ کر اپنا سر میری طرف ڈالدیتے مین اسمین کنگی کرتی اور آپ گھر مین نہ جاتے مگر حاجت کو یہ جب اعتکاف مین ہوتے **عَنْ** عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرِجُ إِلَيَّ رَأْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُجَاوِرٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف مین ہوتے اور مسجد سے باہر اپنا سر نکالدیتے مین آپکا سر دھو دیتی حالانکہ مین حائضہ ہوتی **عَنْ** عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ وَأَنَا فِي حُجْرَتِي فَأُرَجِّلُ رَأْسَهُ وَأَنَا حَائِضٌ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف نزدیک کرتے سر اور مین حجرے مین ہوتی پھر مین کنگی کرتی آپ کے سر مین اور مین حائضہ ہوتی **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُ رَأْسَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا حَائِضٌ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ نے کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر دھوتی اور مین حائضہ ہوتی **عَنْ** عَائِشَةَ رض قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَتْ فَقُلْتُ إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ **ترجمہ** عائشہ رضی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا مجھے سجدہ گاہ اٹھا دے مسجد سے مین نے کہا مین حائضہ ہون آپنے فرمایا حیض تیرے ہاتھ مین تو نہین ہے **ف** حدیث مین خمرہ کا لفظ ہے اکثر علمانے کہا کہ خمرہ وہ ذرا سا ٹکڑا ہے بوریے وغیرہ کا جسپر سجدہ کیا جاوے اور خطابی نے

کہا خمرہ سے مراد جانماز ہے اور یہ جو فرمایا تیرا حیض ہاتھ میں نہیں ہے اسکا یہ مطلب ہے کہ تو مسجد کے باہر رہ

کر ہاتھ اندر کرکے بوریا گھسیٹ لے اور ہاتھ اندر لے جانے میں کوئی قباحت نہیں اگرچہ تو حیض سے ہو

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ اُنَاوِلَہُ الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ

فَقُلْتُ اِنِّیْ حَائِضٌ فَقَالَ تَنَاوَلِیْهَا فَاِنَّ الْحَیْضَةَ لَیْسَتْ فِیْ یَدِكِ ترجمہ ام المومنین عائشہ

سے روایت ہے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا سجدہ گاہ کے اوٹھا لینے کا مسجد سے میں نے

کہا میں حیض سے ہوں آپ نے فرمایا اٹھا دے حیض تیرے ہاتھ میں تھوڑی ہے عَنْ ابی ھریرہ

قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ یَا عَائِشَةُ نَاوِلِیْنِی الثَّوْبَ فَقَالَتْ

اِنِّیْ حَائِضٌ فَقَالَ اِنَّ حَیْضَتَكِ لَیْسَتْ فِیْ یَدِكِ فَنَاوَلَتْہُ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے اتنے میں آپ نے فرمایا اے عائشہ مجھکو کپڑا اٹھا دے انہوں نے کہا

میں حائضہ ہوں آپ نے فرمایا تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے پھر انہوں نے کپڑا اٹھا دیا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَشْرَبُ وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ اُنَاوِلُہُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

فَیَضَعُ فَاہُ عَلٰی مَوْضِعِ فِیَّ فَیَشْرَبُ وَاَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ اُنَاوِلُہُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ فَیَضَعُ فَاہُ عَلٰی مَوْضِعِ فِیَّ وَلَمْ یَذْكُرْ زُھَیْرٌ فَیَشْرَبُ ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت

ہے میں پانی پیتی تھی پھر دیتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی آپ اسی جگہ منہ رکھتے جہاں

میں نے رکھا تھا اور پانی پیتے حالانکہ میں حائضہ ہوتی اور میں ہڈی نوچتی پھر رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کو دیتی آپ اسی جگہ منہ لگاتے جہاں میں نے لگایا تھا عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَّكِئُ فِیْ حِجْرِیْ وَاَنَا حَائِضٌ فَیَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ ترجمہ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں تکیہ لگاتے اور قرآن

پڑھتے اور میں حائضہ ہوتی عَنْ اَنَسٍ اَنَّ الْیَهُوْدَ كَانُوْا اِذَا حَاضَتِ الْمَرْاَةُ فِیْهِمْ لَمْ یُؤَاكِلُوْهَا

وَلَمْ یُجَامِعُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ فَسَاَلَ اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ وَیَسْاَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِیْضِ قُلْ ھُوَ اَذًی فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِی

الْمَحِیْضِ اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اصْنَعُوْا كُلَّ شَیْءٍ اِلَّا النِّكَاحَ فَبَلَغَ

ذٰلِكَ الْیَهُوْدَ فَقَالُوْا مَا یُرِیْدُ ھٰذَا الرَّجُلُ اَنْ یَدَعَ مِنْ اَمْرِنَا شَیْئًا اِلَّا خَالَفَنَا فِیْهِ

تناولیها

قولہ تعالیٰ یسئلونک عن المحیض

اوی اور تو سر بیب ہو جاوے پر اب محاورہ ہوگیا ہے عرب مین کہ یہ کلمہ اس وقت کہتے ہین جب کسی بات کو برا سمجھتے
ہین یا برا جانتے ہین یا جھڑکتے ہین یا خفا ہوتے ہین) **ت** آپنے فرمایا اے عائشہ تیرے ہاتھ مین
مٹی لگے اور ام سلیم سے فرمایا اے ام سلیم عورت غسل کرے اس صورت مین جب ایسا دیکھے **ف** نووی نے
کہا جب عورت کی منی نکلے تو اسپر غسل واجب ہے جیسے مرد پر اور علماء نے اجماع کیا ہے کہ مرد اور عورت دونو
پر غسل واجب ہوتا ہے منی نکلنے سے یا دخول سے اور عورت پر حیض اور نفاس سے بھی غسل واجب ہوتا ہے اور جو کوئی
عورت جنے اور خون ذرا بھی نہ دیکھے تو اسپر بھی غسل واجب ہے صحیح قول کے موافق اسیطرح اگر بچے کے بدلے
صرف گوشت کا لوتھڑا جنے یا خون کی پھٹکی اور جو غسل کو واجب نہین کہتا وہ وضو واجب جانتا ہے
اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ غسل واجب ہوتا ہے منی نکلنے سے خواہ شہوت سے نکلے یا بلا شہوت کود کر نکلے یا یون
ہی سوتے مین نکلے یا جاگتے مین معلوم ہو اسکا نکلنا یا نہ معلوم ہو عاقل ہو یا مجنون ہو اور منی نکلنے سے یہ
مراد ہے کہ باہر نکل آوے اگر سوتے مین یہ دیکھے کہ جماع کیا اور منی نکلی لیکن درحقیقت منی نہین نکلی تو غسل
واجب نہ ہوگا اسیطرح اگر منی حرکت کرے اور باہر نہ نکلے تب بھی غسل نہین اگر کسی کی منی نکلنے لگے اور وہ
نماز مین ہو اور کپڑے کے اوپر سے ذکر کو تھام لیوے یہانتک کہ منی رک جاوے تو اسکی نماز صحیح ہوجاوے گی
عورت کا حکم مرد کا سا ہے انتہی مختصراً **عن** قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رض حَدَّثَهُمْ اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ
حَدَّثَتْ اَنَّهَا سَاَلَتْ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَرْاَةِ تَرٰى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ فَقَالَ سائمۃ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَتْ ذٰلِكَ الْمَرْاَةُ فَلْتَغْتَسِلْ فَقَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ فَاسْتَحْيَيْتُ
مِنْ ذٰلِكَ قَالَتْ وَهَلْ يَكُوْنُ هٰذَا فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَمِنْ اَيْنَ يَكُوْنُ الشَّبَهُ قالت
اِنَّ مَاءَ الرَّجُلِ غَلِيْظٌ اَبْيَضُ وَمَاءَ الْمَرْاَةِ رَقِيْقٌ اَصْفَرُ فَمِنْ اَيِّهِمَا عَلَا اَوْ سَبَقَ يَكُوْنُ مِنْهُ
الشَّبَهُ **ترجمہ** قتادہ سے روایت ہے انس بن مالک نے انسے حدیث بیان کی
کہ ام سلیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر عورت خواب مین دیکھے وہ جو مرد دیکھتا ہے آپنے فرمایا
جب عورت ایسا دیکھے تو غسل کرے ام سلیم نے کہا مجھے شرم آئی مین نے کہا ایسا کیا ہوتا ہے (یعنے عورت کو بھی
احتلام ہوتا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک ایسا ہوتا ہے ورنہ بچہ عورت کے مشابہ
کیونکر ہوتا ہے **ف** یعنے بچہ مرد اور عورت دونو کے نطفے سے ملکر پیدا ہوتا ہے پھر جسکا نطفہ غالب ہوتا
ہے بچہ اوسی کی صورت پر ہوتا ہے اور جب عورت کا نطفہ ہوا تو اسکا نکلنا اور احتلام ہونا ممکن ہے **ت**

مرد کا گاڑھا سفید ہوتا ہے اور عورت کا پتلا زرد پھر جو اوپر جاتا ہے یا بڑھ جاتا ہے بچہ اسی کے مشابہ
ہو جاتا ہے **ف** نووی نے کہا یہ حدیث اصل عظیم ہے منی کی صفت کے بیان میں حالت صحت میں
علما نے کہا ہے مرد کی منی سفید اور گاڑھی ہوتی ہے اور کود کر آہستہ آہستہ نکلتی ہے اور شہوت کے ساتھ
نکلتی ہے اسکے نکلنے میں لذت آتی ہے اور جب نکل چکتی ہے اسوقت شہوت ضعیف ہو جاتی ہے اور اسکی
بو ایسی ہوتی ہے جیسے کھجور کے گابھے کی قریب آٹے کی بو کے اور سوکھ کر بعضوں نے کہا پیشاب کی سی
بو ہو جاتی ہے یہ تو اصل حالت ہے منی کی جب مرد جوان اور سالم ہو کسی بیماری میں مبتلا نہ ہو اگر بیمار ہو تو منی
اسکی پتلی زرد اور رقیق ہو جاتی ہے یا آلات منی ضعیف ہو جاتی ہیں تو وہ کود کر نہیں نکلتی بلکہ بہتی ہے بغیر لذت
اور شہوت کے یا کثرت جماع سے سرخ ہو جاتی ہے گوشت کے دھوون کی طرح اور کبھی خالص خون کی طرح نکلتی ہے لیکن اگر منی
سرخ بھی نکلے تب بھی وہ پاک ہے اور اس سے غسل واجب ہوگا اور منی کے تین خاصے ہیں ایک تو یہ کہ شہوت
کے ساتھ نکلے اور اسکے نکلنے کے بعد سستی ہو جاوے دوسری بو کھجور کے گابھے کی طرح تیسری آہستہ آہستہ کود کر
نکلنا ان میں سے ہر ایک بات کافی ہے اسکے منی ہونے کے لیے اور تینوں باتوں کا ہونا ضرور نہیں اگر ان
تینوں میں سے کوئی امر نہ ہو تو گمان غالب ہوگا کہ وہ منی نہیں ہے اور عورت کی منی زرد اور رقیق ہوتی ہے
اور کبھی سفید بھی ہوتی ہے اسکی پہچان دو اوصاف سے ہے ایک تو بو مرد کی منی کی طرح دوسرے لذت اسکے
نکلنے کے وقت اور اسکے نکلنے کے بعد شہوت کم ہو جانا ہے منی جسطرح اور جس حال میں نکلے اسکے نکلنے سے غسل واجب
ہوگا انتہی ما قال النووی **عن** أنس بن مالك قال سألت امرأة رسول الله صلى الله عليه وسلم عن
المرأة ترى في منامها ما يرى الرجل في منامه فقال إذا كان منها ما يكون من الرجل فلتغتسل
ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے ایک عورت نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر عورت خواب میں وہ دیکھے جو مرد
دیکھتا ہے آپ نے فرمایا اگر اسکو بھی وہی چیز نکلے جو مرد سے نکلتی ہے (یعنی منی نکلے) تو غسل کرے **عن** أم سلمة
قالت جاءت أم سليم إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله إن الله عز وجل لا
يستحيي من الحق فهل على المرأة من غسل إذا احتلمت فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
نعم إذا رأت الماء فقالت أم سلمة يا رسول الله وتحتلم المرأة فقال تربت يداك ثم يشبهها فبما
ولدها **ترجمہ** ام المومنین ام سلمہ رض سے روایت ہے ام سلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا یا
رسول اللہ اللہ تعالی سچی بات سے شرم نہیں کرتا کیا عورت پر غسل واجب ہے جب اسکو احتلام ہو آپ نے فرمایا ہاں

والاستحباب الوضوء له وغسل الفرج اذا اراد ان يأكل او يشرب او ينام او يجامع جنب کو سونا درست
ہے لیکن وضو کرنا اور شرمگاہ دھو لینا کھاتے اور پیتے اور سوتے اور جماع کرتے وقت مستحب ہے +
عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا اراد ان ينام وهو جنب توضأ وضوءه
للصلوة قبل ان ينام ترجمہ ام المؤمنین عائشہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا قصد
کرتے اور آپ جنب ہوتے تو وضو کر لیتے جیسے نماز کے لیے کرتے ہیں سونے سے پہلے عن عائشة قالت
كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان جنبا فاراد ان يأكل او ينام توضأ وضوءه للصلوة
ترجمہ ام المؤمنین عائشہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنب ہوتے اور کھانا یا سونا چاہتے
تو وضو کر لیتے جیسے نماز کے لیے کرتے تھے عن ابن عمر ان عمر قال يا رسول الله ايرقد احدنا وهو جنب
قال نعم اذا توضأ ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے عمر رض نے کہا یا رسول اللہ اگر کوئی ہم میں سے کوئی سونا چاہے
اور وہ جنب ہو آپ نے فرمایا وضو کرے پھر سو سکتا ہے عن ابن عمر ان عمر رض استفتى النبي صلى
الله عليه وسلم فقال هل ينام احدنا وهو جنب قال نعم ليتوضأ ثم لينم حتى يغتسل اذا
شاء ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے حضرت عمر نے مسئلہ پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر
کوئی ہم میں سے جنب ہو تو وہ سو سکتا ہے آپ نے فرمایا ہاں وضو کر لے پھر سو رہے اور جب چاہے غسل
کرے عن ابن عمر قال ذكر عمر بن الخطاب لرسول الله صلى الله عليه وسلم انه تصيبه جنابة
من الليل فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم توضأ واغسل ذكرك ثم نم ترجمہ عبد اللہ بن
عمر رض سے روایت ہے حضرت عمر نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ انکو جنابت ہوتی ہے رات کو
آپ نے فرمایا وضو کر لے اور ذکر کو دھو ڈال پھر سو رہ عن عبد الله بن ابي قيس قال سألت عائشة
عن وتر رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر الحديث قلت كيف كان يصنع في الجنابة
اكان يغتسل قبل ان ينام ام ينام قبل ان يغتسل قالت كل ذلك قد كان يفعل ربما
اغتسل فنام وربما توضأ فنام قلت الحمد لله الذي جعل في الامر سعة ترجمہ عبد اللہ بن ابی
قیس سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہ رض سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کو پھر بیان
کیا حدیث کو یہاں تک کہ میں نے کہا آپ جنابت میں کیا کرتے تھے کیا سونے سے پہلے غسل کرتے تھے یا غسل
سے پہلے سو رہتے تھے انہوں نے کہا آپ دونوں طرح کرتے کبھی غسل کر لیتے پھر سو رہتے اور کبھی وضو کر کے سو رہتے

مین نے کہا شکر خدا کا جس نے گنجایش رکھی امر مین عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ ترجمہ یہ بھی ویسی ہے اور
عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰى اَحَدُكُمْ اَهْلَهٗ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يَّعُوْدَ فَلْيَتَوَضَّأْ
زَادَ اَبُوْ بَكْرٍ فِیْ حَدِيْثِهٖ بَيْنَهُمَا وُضُوْءًا وَقَالَ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يُّعَاوِدَ ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سے کوئی اپنی بی بی سے صحبت کرے پھر دوبارہ کرنا چاہے تو وضو کر لیوے
پھر کرے عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَآئِهٖ بِغُسْلٍ وَّاحِدٍ
ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سب عورتون پاس ہو آتے ایک ہی
غسل سے ف نووی نے کہا حاصل ان سب حدیثون کا یہ ہے کہ جنب کو کھانا اور پینا اور سونا اور جماع
کرنا غسل سے پہلے درست ہے اسپر سب کا اجماع ہے اسیطرح اسبات پر کہ جنب کا بدن اور اسکا پسینا پاک ہے۔ ان
حدیثون کے رو سے یہ امر مستحب ہے کہ جنب اگر کھانا یا پینا یا سونا یا جماع کرنا چاہے تو وضو کر لیوے
اور شرمگاہ کو دھو لیوے اگر ایسا نکرے تو مکروہ ہے اور ابن حبیب اور داؤد ظاہری کے نزدیک وضو واجب
ہے اور ان حدیثون سے یہ بھی نکلتا ہے کہ جنابت کا غسل علی الفور واجب نہین بلکہ جب نماز کے لیے
اوٹھے اسوقت واجب ہے (انتہے باختصار) بَابُ وُجُوْبِ الْغُسْلِ عَلَى الْمَرْاَةِ بِخُرُوْجِ الْمَنِیِّ مِنْهَا
اگر عورت کی منی نکلے تو اسپر غسل واجب ہے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ جَآءَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ وَّهِیَ
جَدَّةُ اِسْحَاقَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَهٗ وَعَائِشَةُ عِنْدَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اَلْمَرْاَةُ تَرٰى مَا يَرَى الرَّجُلُ فِی الْمَنَامِ فَتَرٰى مِنْ نَّفْسِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ مِنْ نَّفْسِهٖ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا
اُمَّ سُلَيْمٍ فَضَحْتِ النِّسَآءَ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ قَوْلُهَا تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ خَيْرٌ فَقَالَ لِعَائِشَةَ بَلْ اَنْتِ فَتَرِبَتْ
يَمِيْنُكِ نَعَمْ فَلْتَغْتَسِلْ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ اِذَا رَاَتْ ذٰلِكِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے ام سلیم آئین رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس (اور وہ دادی تھین اسحاق کی جو راوی ہے اس حدیث کا انس بیٹے) اور وہان
حضرت عائشہ بیٹھی تھین انہون نے کہا یا رسول اللہ عورت اگر سوتے مین ایسا دیکھے جیسے مرد دیکھتا ہے یعنی
وہ چیز جو مرد دیکھتا ہے یعنے منی کو) یہ سنکر عائشہ نے کہا ام سلیم تو نے رسوا کر دیا عورتون کو (اسوجہ
سے کہ احتلام اسی عورت کو ہوگا جو بہت پرشہوت ہو اور منی بھی اوسی کی نکلے گی) تیرے ہاتھ میں مٹی لگے
(اور یہ انہون نے نیک بات کہی ف یعنے حضرت عائشہ کا یہ کہنا تیرے ہاتھ مین مٹی لگے اس سے بد
مقصود تھی نہ کوسنا بلکہ انہون نے نیک نیتی سے یہ کلمہ کہا تھا اگرچہ اس کے کا مطلب اصل سے کہ تجھ محتاج

فجاء اسيد بن حضير وعباد بن بشر فقالا يا رسول الله ان اليهود تقول كذا وكذا افلا نجامعهن فتغير وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى ظننا ان قد وجد عليهما فخرجا فاستقبلهما هدية من لبن الى النبي صلى الله عليه وسلم فارسل في آثارهما فسقاهما فعرفنا ان لم يجد عليهما

ترجمہ انس سے روایت ہے کہ یہود میں جب کوئی عورت حائضہ ہوتی تو اسکو اپنے ساتھ نہ کھلاتے نہ گھر میں اسکے ساتھ رہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے آپ سے اس مسئلے کو پوچھا تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری ویسئلونک عن المحیض اخیر تک یعنے پوچھتے ہیں تجھ سے حیض کو تو کہہ وہ حیض پلیدی ہے تو جدا رہو عورتوں سے حیض کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب کام کرو سوا جماع کے یہ خبر یہود کو پہنچی انہوں نے کہا یہ شخص (یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) چاہتا ہے کہ ہر بات میں ہمارا خلاف کرے یہ سنکر اسید بن حضیر اور عباد بن بشر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہود ایسا ایسا کہتے ہیں ہم حائضہ عورتوں سے جماع کیوں نہ کریں (یعنے جب یہود ہماری مخالفت کو برا جانتے ہیں اور اس سے جلتے ہیں تو ہمکو بھی اچھی طرح خلاف کرنا چاہیے) یہ سنتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدل گیا (اونکے یہ کہنے سے کہ ہم جماع کیوں نہ کریں آپکو یہ معلوم ہوا کہ اس لیے کہ خلاف قرآن کے ہے) ہم یہ سمجھے کہ آپکو ان دونو شخصوں پر غصہ آیا وہ نکل کر باہر گئے اتنے میں کسی نے آپ کو دودھ بھیجا تحفہ کے طور پر آپ نے ان دونو کو پھر بلا بھیجا اور دودھ پلایا تب انکو معلوم ہوا کہ آپکو غصہ نہ تھا **ف** آپ انکی بات پر صرف غصہ ہوئے تھے انکی ذات پر کچھ غصہ نہ تھا اور وہ مسلمان نہ تھے انہوں نے اسلام کی حرارت میں یہود سے جلکر یہ بات کہی جو قرآن کے خلاف تھی

باب المذي - مذی کا بیان

ف مذی ایک سفید رقیق پانی ہے جو شہوت کے وقت نکلتا ہے اسکے نکلنے کے بعد شہوت کم نہیں ہوتی اور کبھی اسکا نکلنا محسوس نہیں ہوتا اور مرد اور عورت دونوں میں یہ پانی نکلتا ہے بلکہ عورتوں میں زیادہ (نووی)

عن علي قال كنت رجلا مذاء وكنت استحيي ان اسئل النبي صلى الله عليه وسلم لمكان ابنته فامرت المقداد بن الاسود فسئله فقال يغسل ذكره ويتوضأ **ترجمہ** حضرت علی سے روایت ہے میری مذی بہت نکلا کرتی میں نے شرم کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے میں کیونکہ آپکی صاحبزادی میرے نکاح میں تھیں میں نے مقداد بن الاسود سے کہا انہوں نے پوچھا آپ نے فرمایا اپنے ذکر کو دھو ڈالے اور وضو کرے

عن علي انه قال استحييت ان اسئل النبي

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَذِيِّ مِنْ اَجْلِ فَاطِمَةَ فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ مِنْهُ الْوُضُوْءُ ترجمہ حضرت علی نے کہا مجھے شرم آئی مذی کا مسئلہ پوچھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بوجہ فاطمہ رض کے یعنی بسبب انکی بیٹی کے تو مین نے مقداد سے کہا انہون نے پوچھا آپ نے فرمایا مذی نکلنے سے وضو لازم آتا ہے (غسل ضرور نہین) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ اَرْسَلْنَا الْمِقْدَادَ بْنَ الْاَسْوَدِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ الْمَذِيِّ يَخْرُجُ مِنَ الْاِنْسَانِ كَيْفَ يَفْعَلُ بِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأْ وَانْضَحْ فَرْجَكَ ترجمہ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے حضرت علی رض نے کہا ہم نے مقداد کو بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انہون نے پوچھا اگر کسی آدمی کی مذی نکلے تو وہ کیا کرے آپ نے فرمایا وضو کر ڈال اور شرمگاہ دھو ڈال ف نووی نے کہا علماء نے اتفاق کیا ہے اس امر پر کہ مذی نکلنے سے غسل لازم نہین آتا لیکن وضو لازم آتا ہے ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد اور جمہور علماء کا یہی قول ہے اور ان حدیثون سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ مذی نجس ہے اسی واسطے آپ نے ذکر کے دھونے کا حکم کیا اور مراد ذکر کے دھونے سے یہ ہے کہ جتنے ذکر مین مذی لگ گئی ہو اتنی دھو دے نہ کل ذکر کو شافعی اور جمہور علماء نے ایسا ہی کہا ہے اور مالک اور احمد سے منقول ہے کہ ساری ذکر کو دھووے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ سوا منی کے پیشاب اور پاخانہ کی اور نجاستون مین جیسے مذی اور خون وغیرہ ڈھیلے سے پاک کرنا کافی نہین بلکہ پانی سے طہارت کرنا چاہیے اور یہی صحیح ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ڈھیلے سے بھی پاک کرنا درست ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ مسئلہ پوچھنے مین کسی اور کو وکیل کرنا درست ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ داماد کو اپنے خسر سے یا ساس سے یا سالے سے جماع کے متعلق باتین کرنا ادب کے خلاف ہے لیکن باختصار باب غَسْلِ الْوَجْهِ وَالْيَدَيْنِ اِذَا اسْتَيْقَظَ مِنَ النَّوْمِ جب سو کر اوٹھے تو منہ ہاتھ دھونا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَضٰى حَاجَتَهُ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوئے تو حاجت سے فارغ ہوئے پھر منہ اور ہاتھ دھوئے پھر سو رہے ف نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کو جاگنے کے بعد پھر سو رہنا مکروہ نہین ہے اور سلف کے بعض زاہدون نے اسکو مکروہ کہا ہے اس خیال سے کہ آنکھ نہ کھلے اور رات کا تہجد یا وظیفہ ناغہ ہو جاوے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا ڈر نہ تھا باب جَوَازِ نَوْمِ الْجُنُبِ

جب وہ پانی دیکھے (یعنے منی کو) ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے آپ نے فرمایا تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے احتلام نہیں ہوتا تو پھر بچہ عورت کے مشابہ کیسے ہوتا ہے **ف** اس حدیث سے اور اور کئی حدیثوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حیا اور شرم یہ بھی اللہ جل جلالہ کی ایک صفت ہے پر جیسی اسکی اور صفتیں مخلوقات کی صفتوں کیطرح نہیں ہیں اسیطرح یہ صفت بھی مخلوق کیطرح نہیں ہے سلف کا یہی اعتقاد ہے اور پچھلے بعض متکلمین نے جو اللہ تعالے کی صفات میں تاویل کا طریقہ اختیار کیا ہے وہ خوب نہیں ہے بلکہ ایک طرح کی بدعت ہے دین میں اہلحدیث نے تاویل کرنیوالوں کو بہت برا سمجھا ہے **عَنْ** هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنَاهُ وَزَادَ قَالَتْ قُلْتُ فَضَحْتِ النِّسَاءَ **ترجمہ** دوسری روایت کا بھی یہی مضمون ہے اور اسمیں اتنا زیادہ ہے کہ بی بی ام سلمہ نے کہا تو نے رسوا کیا عورتوں کو **عَنْ** عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ أُمَّ بَنِي أَبِي طَلْحَةَ دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ هِشَامٍ غَيْرَ أَنَّ فِيهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لَهَا أُفٍّ لَكِ أَتَرَى الْمَرْأَةُ ذَلِكَ **ترجمہ** حضرت عائشہ نے بھی ایسا ہی روایت کیا کہ ام سلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئیں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ نے کہا اری نوج کیا عورت بھی ایسا دیکھتی ہے **عَنْ** عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَغْتَسِلُ الْمَرْأَةُ إِذَا احْتَلَمَتْ وَأَبْصَرَتِ الْمَاءَ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ تَرِبَتْ يَدَاكِ وَأُلَّتْ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعِيهَا وَهَلْ يَكُونُ الشَّبَهُ إِلَّا مِنْ قِبَلِ ذَلِكَ إِذَا عَلَا مَاؤُهَا مَاءَ الرَّجُلِ أَشْبَهَ الْوَلَدُ أَخْوَالَهُ وَإِذَا عَلَا مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَهَا أَشْبَهَ أَعْمَامَهُ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ سے روایت ہے ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا عورت غسل کرے جب اسکو احتلام ہو ہوا اور پانی دیکھے (یعنے منی) آپ نے فرمایا ہاں غسل کرے حضرت عائشہ نے کہا تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے اور وہ کونچی جاویں ہتھیار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دے اسکو آخر بچہ جو مشابہ ہوتا ہے ماں باپ کے وہ کاہے سے ہوتا ہے جب عورت کا نطفہ مرد کے نطفے پر غالب ہو تو بچہ اپنے ننہیال کے مشابہ ہوتا ہے اور جب مرد کا نطفہ عورت کے نطفے پر غالب ہو تو بچہ ددھیال پر پڑتا ہے **ف** حدیث میں اُلّت کا لفظ ہے اسکا ترجمہ وہی ہے جو بیان ہوا یعنے ہاتھ زخمی کیے جاویں اور کونچی جاویں آلہ سے جو ایک ہتھیار ہے نووی نے اسی کو صحیح کہا ہے لیکن مجمع البحار میں ہے کہ صحیح اُلّت ہے یعنے چیخ مارے

باب ان الولد من مني الرجل والمرأة

حضرت عائشہ نے **باب** بيان صفة المني للرجل والمرأة وأن الولد مخلوق من مائهما عورت اور مرد
کی منی کا بیان اور اس بات کا کہ بچہ دونون کے نطفے سے پیدا ہوتا ہے **عن** ثوبان مولى رسول الله صلى
الله عليه وسلم قال كنت قائما عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاء حبر من أحبار اليهود فقال
السلام عليك يا محمد فدفعته دفعة كاد يصرع منها فقال لم تدفعني فقلت ألا تقول يا رسول
الله فقال اليهودي إنما ندعوه باسمه الذي سماه به أهله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن اسمي
محمد الذي سماني به أهلي فقال اليهودي جئت أسألك فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم
أينفعك شيء إن حدثتك قال أسمع بأذني فنكت رسول الله صلى الله عليه وسلم بعود معه فقال
سل فقال اليهودي أين يكون الناس يوم تبدل الأرض غير الأرض والسموات فقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم هم في الظلمة دون الجسر قال فمن أول الناس إجازة قال فقراء المهاجرين
قال اليهودي فما تحفتهم حين يدخلون الجنة قال زيادة كبد النون قال فما غذاؤهم على إثرها
قال ينحر لهم ثور الجنة الذي كان يأكل من أطرافها قال فما شرابهم عليه قال من عين فيها
تسمى سلسبيلا قال صدقت قال وجئت أسألك عن شيء لا يعلمه أحد من أهل الأرض إلا
نبي أو رجل أو رجلان قال ينفعك إن حدثتك قال أسمع بأذني قال جئت أسألك
عن الولد قال ماء الرجل أبيض وماء المرأة أصفر فإذا اجتمعا فعلا مني الرجل مني
المرأة أذكرا بإذن الله وإذا علا مني المرأة مني الرجل آنثا بإذن الله عز وجل قال اليهودي
لقد صدقت وإنك لنبي ثم انصرف فذهب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لقد سألني
هذا عن الذي سألني عنه وما لي علم بشيء منه حتى أتاني الله به **ترجمہ** ثوبان سے روایت ہے
جو مولی (غلام آزاد) تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑا تھا اتنے
میں یہود کے عالموں میں سے ایک عالم آیا اور بولا السلام علیک یا محمد میں نے اسکو ایک دھکا دیا کہ وہ
گرتے گرتے بچا وہ بولا تو مجھے کیوں دھکا دیتا ہے میں نے کہا تو نام لیتا ہے حضرت کا اور رسول اللہ کیوں نہیں کہتا وہ بولا
ہم انکو اسی نام سے پکارتے ہیں جو انکے گھر والوں نے رکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا نام جو گھر والوں نے رکھا ہے
وہ محمد ہے یہودی نے کہا میں تمہارے پاس کچھ پوچھنے کو آیا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلا میں اگر تجھ سے کچھ
بتلاؤں تو تجکو فائدہ ہوگا اس نے کہا میں کان سے سنونگا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھڑی سے جو آپ کے ہاتھ

ہن تھی زمین پر لکیر کھینچی (جیسے کوئی سوچتے وقت ایسا کرتا ہے) اور فرمایا پوچھ یہودی نے کہا جس دن یہ زمین بدل
جاکر دوسری زمین ہوگی اور دوسرے آسمان لوگ اسوقت کہان ہون گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
لوگ اسوقت اندہیرے مین پل صراط کے پاس کھڑے ہون گے اس نے پوچھا پھر سب سے پہلے کون لوگ اس
پل پر سے پار ہون گے آپ نے فرمایا مہاجرین ہین جو محتاج ہین (مہاجرین سے مراد وہ لوگ ہین جو پیغمبر کے
ساتھ گھر بار چھوڑ کر نکل گئے اور فقر و فاقہ کی تکلیف پر صبر کیا اور دنیا پر لات ماری) یہودی نے کہا پھر جب وہ لوگ
جنت مین جاوینگے تو انکا پہلا ناشتہ کیا ہوگا آپ نے فرمایا مچھلی کے جگر کا ٹکڑا (جو نہایت مزیدار اور مقوی ہوتا ہے) اُ
اسنے کہا پھر صبح کا کھانا کیا ہوگا آپ نے فرمایا وہ بیل کاٹا جاویگا انکے لیے جو جنت مین چرا کرتا تھا پھر اوسنے پوچھا پھر کیا کھا کر و
کیا پینگے آپ نے فرمایا ایک چشمہ کا پانی جسکا نام سلسبیل ہے اس یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا اور مین آپ سے ایک
ایسی بات پوچھنے آیا ہون جسکو کوئی نہین جانتا دنیا مین سوا نبی کے شاید ایک دو آدمی جانتے ہون آپ نے فرمایا
اگر مین وہ بات تجھے بتا دون تو تجھے فائدہ ہوگا اس نے کہا مین اپنے کان سے سن لونگا پھر اُس نے کہا مین تجھ
کو پوچھتا ہون آپ نے فرمایا مرد کا پانی سفید ہے اور عورت کا پانی زرد ہے جب یہ دونو اکٹھا ہوتے ہین اور مرد
کی منی عورت کی منی پر غالب ہوتی ہے تو اللہ کے حکم سے لڑکا پیدا ہوتا ہے اور جب عورت کی منی غالب ہوتی
ہے مرد کی منی پر تو لڑکی پیدا ہوتی ہے اللہ کے حکم سے یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا اور بیشک آپ پیغمبر ہین
پھر چلا پیٹھ پھیر کر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسنے جو باتین مجھ سے پوچھین وہ سب کی کوئی معلوم
نہ تھی یہانتک کہ اللہ تعالی نے مجھ کو بتا دین **عن** مُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَّامٍ فِي هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ
اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ زَائِدَةُ كَبِدِ النُّوْنِ وَقَالَ اَذْكَرَ وَ
اَنَّثَ وَلَمْ يَقُلْ اَذْكَرَا وَاَنَّثَا **ترجمہ** وہی جو اوپر گذرا اسمین یہ ہے کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
بیٹھا تھا اور کچھ لفظون کا فرق ہے **باب** صِفَةِ غُسْلِ الْجَنَابَةِ غسل جنابت کیونکر کرے **عن**
عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ
ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ فَيَغْسِلُ فَرْجَهٗ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يَاْخُذُ الْمَاءَ
فَيُدْخِلُ اَصَابِعَهٗ فِيْ اُصُوْلِ الشَّعْرِ حَتّٰى اِذَا رَاٰى اَنْ قَدِ اسْتَبْرَاَ حَفَنَ عَلٰى رَاْسِهٖ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ
ثُمَّ اَفَاضَ عَلٰى سَائِرِ جَسَدِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جب جنابت کا غسل کرتے پہلے دونو ہاتھ دھوتے پھر داہنے ہاتھ سے پانی ڈالتے اور بائین ہاتھ سے شرمگاہ دھوتے پھر وضو

جسطرح نماز کے لیے کیا کرتے تھے پھر پانی لیتے اور اپنی انگلیاں بالوں کی جڑوں میں ڈالتے جب آپ دیکھتے
کہ بال تر ہو گئے تو اپنے سر پر دونوں ہاتھوں سے بھر کر تین چلو ڈالتے پھر ساری بدن پر پانی ڈالتے پھر دونوں
پاؤں دھوتے **ف** نووی نے کہا ہمارے اصحاب کے نزدیک غسل جنابت کا کمال یہ ہے کہ پہلے دونوں پہونچوں
کو تین بار دھووے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے پھر شرمگاہ پر اور بدن پر جو نجاست لگی ہو اسکو دھووے پھر
وضو کرے جسطرح نماز کے لیے وضو کرتا ہے پھر سب انگلیاں پانی میں ڈالکر ایک چلو لیوے اور سر کے بالوں
اور داڑھی کے بالوں میں اس سے خلال کرے پھر اپنے سر پر تین چلو بھر کر ڈالے پھر بغلوں اور کانوں اور
ناف اور بدن کی خبر لیوے اور پاؤں کی انگلیوں کی اور ان سب جگہوں میں پانی پہونچا وے پھر تین
بار سارے بدن پر پانی ڈالے اور سب جگہہ پانی پہونچا وے اور مستحب ہے کہ داہنی جانب سے شروع کرے اور
قبلہ کی طرف منہ کرکے بیٹھے اور بعد فراغت کے اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده
ورسوله اور غسل میں پہلا نیت کرے ان سب چیزوں میں نیت اور سارے بدن پر پانی پہنچانا فرض ہے اور شرط
یہ ہے کہ بدن نجاست سے پاک ہو اور باقی سب چیزیں سنت ہیں اور ملنا بدن کا واجب نہیں ہے مگر امام مزنی کے
نزدیک واجب ہے اسیطرح وضو بھی غسل جنابت میں واجب نہیں ہے مگر داؤد ظاہری کے نزدیک واجب ہے
انتہی مختصرا **عَنْ** هِشَامٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمْ غَسْلُ الرِّجْلَيْنِ **ترجمہ** وہی جو اوپر
گزرا مگر اس روایت میں پاؤں دھونے کا ذکر نہیں ہے **عَنْ** عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَبَدَأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ
غَسْلَ الرِّجْلَيْنِ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنابت کا غسل کیا تو دونوں
پہونچوں کو تین بار دھویا پھر بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری اور اس روایت میں پاؤں دھونے
کا ذکر نہیں ہے **عَنْ** عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ
يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ مِثْلَ وُضُوئِهِ لِلصَّلٰوةِ **ترجمہ** ام المومنین
عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرتے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے برتن میں ہاتھ ڈالنے
سے پہلے پھر وضو کرتے جیسے نماز کے لیے وضو کرتے تھے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي خَالَتِي مَيْمُونَةُ قَالَتْ أَدْنَيْتُ
لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلَهُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي
الْإِنَاءِ ثُمَّ أَفْرَغَ بِهِ عَلَى فَرْجِهِ وَغَسَلَهُ بِشِمَالِهِ ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْأَرْضَ فَدَلَكَهَا دَلْكًا شَدِيدًا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلٰوةِ

ثُمَّ أَفْرَغَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِلْءَ كَفَّيْهِ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى عَنْ مَقَامِهِ ذَلِكَ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِالْمِنْدِيلِ فَرَدَّهُ **ترجمہ** ابن عباس رضی سے روایت ہے میری خالہ میمونہ نے بیان کیا انہوں نے پانی رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غسل جنابت کرنے کو تو آپ نے پہلے دونوں پہونچے دھوئے دو بار یا تین بار پھر ہاتھ برتن میں ڈالا اور پانی شرمگاہ پر ڈالا اور بائیں ہاتھ سے دھویا پھر بائیں ہاتھ کو زمین پر پھیرا اور رگڑ کر دھویا پھر وضو کیا جیسے نماز کے لیے کرتے تھے پھر اپنے سر پر تین چلو بھر بھر کر ڈالے پھر ساری بدن کو دھویا پھر اوس جگہ سے سرک گئے اور پانوں دھوئے پھر میں رومال لے کر آئی بدن پونچھنے کو آپ نے نہ لیا **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ پانوں کا پونچھنا بہتر نہیں ہے اور ہمارے علما کے اسمین پانچ قول ہیں ایک تو یہ کہ نہ پونچھنا مستحب ہے اور پونچھنا مکروہ نہیں کہہ سکتے دوسرا یہ کہ پونچھنا مکروہ ہے تیسرا یہ کہ پونچھنا نہ پونچھنا دونوں برابر ہیں چوتھا یہ کہ پونچھنا مستحب ہے پانچواں یہ کہ گرمی میں مکروہ ہے جاڑے میں مکروہ نہیں اور صحابہ سے اسمین تین مذہب منقول ہیں ایک تو یہ کہ پونچھنا جائز ہے کچھ قباحت نہیں وضو اور غسل دونوں میں انس بن مالک اور سفیان ثوری کا یہی قول ہے دوسرا یہ کہ پونچھنا مکروہ ہے وضو اور غسل دونوں میں ابن عمر اور ابن ابی لیلے کا یہی قول ہے تیسرا یہ کہ وضو میں مکروہ ہے غسل میں مکروہ نہیں ابن عباس کا یہی قول ہے اور نہ پونچھنے کے باب میں ایک حدیث ہے دوسری صحیح حدیث اور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کر کے نکلے اور آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا اور پونچھنے کا ایک جماعت صحابہ سے نقل ہے لیکن اوس کی اسناد ضعیف ہیں ترمذی نے کہا اس باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ثابت نہیں (نووی) **عَنْ** الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا إِفْرَاغُ ثَلَاثِ حَفَنَاتٍ عَلَى الرَّأْسِ وَفِي حَدِيثِ وَكِيعٍ وَصْفُ الْوُضُوءِ كُلِّهِ فَذَكَرَ الْمَضْمَضَةَ وَالِاسْتِنْشَاقَ فِيهِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ ذِكْرُ الْمِنْدِيلِ **ترجمہ** اس روایت کا بھی وہی جو اوپر گذرا اسمین سر پر تین چلو ڈالنے کا ذکر نہیں ہے اور وکیع کی روایت میں سارے وضو کا بیان ہے اور کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا ذکر کیا اور ابو معاویہ کی روایت میں رومال کا ذکر نہیں ہے **عَنْ** مَيْمُونَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِمِنْدِيلٍ فَلَمْ يَمَسَّهُ وَجَعَلَ يَقُولُ بِالْمَاءِ هَكَذَا يَعْنِي يَنْفُضُهُ **ترجمہ** میمونہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کپڑا لایا گیا بدن پونچھنے کو آپ نے نہیں لیا اور پانی کو جھٹکنے لگے ہاتھ سے بعضوں نے اس حدیث سے پونچھنا جائز رکھا ہے کیونکہ ہاتھ سے پانی جھٹکنا اور کپڑے سے پونچھنا دونوں برابر ہیں نووی نے کہا ہمارے اصحاب کی اسمین تین قول ہیں ایک یہ کہ جھٹکنا …

اور چھڑکنا مکروہ نہیں کہہ سکتے دوسری یہ کہ مکروہ ہو تیسری یہ کہ مباح ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ حدیث
سے اباحت ثابت ہوتی ہو اور ممانعت کی کوئی دلیل نہیں ہے انتہی **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ دَعَا بِشَيْءٍ نَحْوِ الْحِلَابِ فَأَخَذَ بِكَفِّهِ بَدَءَ بِشِقِّ
رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ الْأَيْسَرِ ثُمَّ أَخَذَ بِكَفَّيْهِ فَقَالَ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ **ترجمہ** ام المومنین حضرت عائشہ
صدیقہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرتے تو ایک برتن پانی کا منگواتے حلاب
کے برابر (حلاب وہ برتن ہے جسمیں اونٹنی کا دودھ دوہتے ہیں) پھر ہاتھ سے پانی لیتے اور پہلے داہنا جانب
سر کا دھوتے پھر بایاں جانب بعد اسکے دونو ہاتھ سے پانی لیتے اور سر پر بہاتے **ف** صحیح حلاب بکسر
حا اور تخفیف لام اور بعضوں نے اسکو جُلّاب پڑھا ہے بضم جیم وتشدید لام کے اور مراد اس سے گلاب ہے
لیکن ہروی نے اسکا انکار کیا ہے اور کہا کہ صحیح حلاب ہے **بَابُ** الْقَدْرِ الْمُسْتَحَبِّ مِنَ الْمَاءِ فِي غُسْلِ الْجَنَابَةِ
غسل جنابت میں کتنا پانی لینا بہتر ہے **عَنْ** عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ
مِنْ إِنَاءٍ هُوَ الْفَرَقُ مِنَ الْجَنَابَةِ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے
تھے ایک برتن سے جسمیں تین صاع پانی آتا ہے (یعنے سات آٹھ سیر) جنابت سے **ف** نووی نے کہا اہل
اسلام نے اجماع کیا ہے کہ وضو اور غسل کے لیے پانی کی مقدار معین نہیں ہے بلکہ قلیل اور کثیر سب کافی
ہے بشرطیکہ اعضا بھیگ جاویں اور مستحب ہے کہ وضو میں ایک مد سے کم نہ ہو اور غسل میں ایک صاع سے کم
نہ ہو اور صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے اور مد ایک رطل اور تہائی رطل کا اور ہمارے بعض
صحاب نے کہا ہے کہ یہاں وہ صاع مراد ہے جو آٹھ رطل کا ہوتا ہے بہرحال پانی بیکار بہانا منع ہے
اگرچہ ندی کے کنارے غسل کرتا ہو اور یہ ممانعت تنزیہی ہے اور بعضوں نے کہا کہ اسراف حرام ہے انتہی
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ فِي الْقَدَحِ وَهُوَ الْفَرَقُ
وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَهُوَ فِي الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ وَفِي حَدِيثِ سُفْيَانَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ قَالَ قُتَيْبَةُ قَالَ
سُفْيَانُ وَالْفَرَقُ ثَلَاثَةُ آصُعٍ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے
ایک کٹوری سے اور وہ فرق تھا (فرق اس برتن کو کہتے ہیں جسمیں تین صاع پانی آتا ہے) اور میں اور آپ ایک
ہی برتن سے غسل کرتے سفیان نے کہا فرق تین صاع کا ہوتا ہے **ف** نووی نے کہا مرد اور عورت دونوں کا طہارت کرنا ایک برتن
سے جائز ہے باجماع اہل اسلام لیکن عورت کا طہارت کرنا مرد کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے وہ بھی بالاجماع جائز ہے اور مرد کا

بابٌ فی التطیب بعد الغسل من الجنابة

وغسل الرجل والمرأة من اناء واحد فی حالة واحدة وغسل احدهما بفضل الآخر

صاع اور غسل مرد و عورت کا ایک برتن سے ایک ہی حالت میں اور ایک کا دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے

طہارت کرنا عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے جائز ہے اور مالک اور ابوحنیفہ اور جمہور علما کے نزدیک جائز ہے اور اس میں کراہت بھی نہیں ہے بدلیل احادیث صحیحہ کے اور احمد بن حنبل اور داؤد ظاہری کے نزدیک عورت کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو طہارت درست نہیں بشرطیکہ عورت اس پانی کو خلوت میں لے گئی ہو اور اوسکو استعمال کیا ہو اور عبداللہ بن سرجس اور حسن بصری سے ایسا ہی منقول ہے اور امام احمد سے ایک روایت ہمارے موافق بھی ہے اور سعید اور حسن سے مطلقاً کراہت بھی منقول ہے اور مختار جمہور علما کا قول ہے کیونکہ احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بی بیوں کے ساتھ غسل کیا ہے اور ہر ایک نے دوسرے کا بچا ہوا پانی استعمال کیا اور خلوت کو اس میں کوئی دخل نہیں اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک بی بی کے بچے ہوئے پانی سے غسل کیا روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور اصحاب سنن نے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور جو ممانعت کی حدیث حکم بن عمرو سے منقول ہے وہ ضعیف ہے ائمہ حدیث نے جیسے بخاری وغیرہ نے اسکو ضعیف کہا ہے یا مراد اس سے یہ ہے کہ جو پانی عورت کے اعضا سے گرے وہ مستعمل ہے اس سے غسل درست نہیں یا وہ ممانعت تنزیہ پر ہے واللہ اعلم ۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ أَنَا وَأَخُوهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ فَسَأَلَهَا عَنْ غُسْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَدَعَتْ بِإِنَاءٍ قَدْرِ الصَّاعِ فَاغْتَسَلَتْ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَهَا سِتْرٌ وَأَفْرَغَتْ عَلَى رَأْسِهَا ثَلَاثًا قَالَ وَكَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذْنَ مِنْ رُءُوسِهِنَّ حَتَّى تَكُونَ كَالْوَفْرَةِ ترجمہ ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے میں اور حضرت عائشہ کا رضاعی (دودھ شریک) بھائی (عبداللہ بن یزید) اونکے پاس گئے اور غسل جنابت کو پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر کرتے تھے انہوں نے ایک برتن منگوایا جسمیں صاع بھر پانی آتا تھا اور نہائیں ہمارے انکے بیچ ایک پردہ تھا انہوں نے اپنے سر پر تین بار پانی ڈالا ف ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوسلمہ اور عبداللہ بن یزید نے انکا سر اور اوپر کا بدن دیکھا ورنہ اونکے سامنے پانی منگوانے سے اور نہانے سے کوئی فائدہ نہ تھا عبداللہ تو رضاعی بھائی تھے اور ابوسلمہ رضاعی بھانجے تھے کیونکہ ام کلثوم بنت ابی بکر نے انکو دودھ پلایا تھا اور یہ دونو محرم ہیں اور محرم کو اوپر کا بدن دیکھنا درست ہے ت ابوسلمہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیاں اپنے بال کتر لیتی تھیں اور کانوں تک بال رکھتی تھیں ف حدیث میں وفرہ کا لفظ ہے اصمعی نے کہا وفرہ لمہ سے زیادہ ہے اور لمہ ان بالوں کو کہتے ہیں جو مونڈھوں تک ہوں اور اوروں نے کہا وفرہ لمہ سے کم ہے یعنی جو بال کانوں تک ہوں ابوحاتم نے کہا وفرہ وہ بال ہیں جو کانوں پر ہوں قاضی عیاض نے کہا عرب کی عورتیں تو چوٹیاں نکالا کرتی

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیون نے آپکی وفات کی بعد شاید ایسا کیا ہو زینت کے ترک کیلئے اور نووی نے کہا قاضی عیاض کی طرح اور علماء نے بھی کہا ہے اور یہ گمان نہیں ہوتا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ایسا کیا ہو اور اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ عورت کو بال کم کرنا درست ہے

عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمٰن قال قالت عائشۃ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اغتسل بدأ بیمینہ فصب علیہا من الماء فغسلہا ثم صب الماء علی الاذی الذی بہ بیمینہ وغسل عنہ بشمالہ حتی اذا فرغ من ذلک صب علی رأسہ قالت عائشۃ کنت اغتسل انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اناء واحد ونحن جنبان **ترجمہ** ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے حضرت عائشہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل کرتے تو داہنے ہاتھ سے شروع کرتے پہلے اس پر پانی ڈالتے اور اسکو دھوتے پھر داہنے ہاتھ سے پانی ڈالتے اور بائیں ہاتھ سے جو بدن پر نجاست ہوتی اسکو دھوتے جب اس سے فراغت ہوتی تو سر پر پانی ڈالتے حضرت عائشہ نے کہا میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کا غسل ایک برتن سے کرتے **عن** عائشۃ انہا کانت تغتسل ہی والنبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اناء واحد یسعہ ثلاثۃ امداد او قریبا من ذلک

ترجمہ ام المومنین عائشہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے جس میں تین مد یا کچھ ایسا ہی پانی آتا **ف** قاضی عیاض نے کہا مراد یہ ہے کہ ہر ایک کیلئے تین مد پانی لیا جاتا یا سو اسکے ایک صاع ہے تاکہ موافق ہو اس حدیث کے جس میں فرق کا ذکر ہے ایسا ہی کہتے ہیں ہاں نووی نے کہا اس حدیث میں تین مد کا ذکر ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ ایک فرق سے آپ غسل کرتے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ نے ایک صاع سے غسل کیا اور ایک روایت میں ہے پانچ مکوک کا اور ایک مکوک کا وضو اور ایک روایت میں ہے ایک صاع سے غسل کرتے اور ایک مد سے وضو اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مد سے وضو اور غسل ایک صاع سے امام شافعی وغیرہ علماء نے کہا یہ اختلاف باعتبار احوال اور حاجات کے ہے اور غرض یہ ہے کہ پانی کم خرچ کرنا چاہیئے اور پانی کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے

عن عائشۃ قالت کنت اغتسل انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اناء واحد تختلف ایدینا فیہ من الجنابۃ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ سے روایت ہے میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے ایک برتن سے دونوں کے ہاتھ اس میں پڑجاتے اور یہ غسل جنابت کا تھا **عن** عائشۃ قالت کنت اغتسل انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اناء بینی وبینہ واحد فیبادرنی حتی اقول دع لی دع لی قالت وہما جنبان **ترجمہ** ام المومنین عائشہ سے روایت ہے میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے ایک برتن سے جو میرے اور آپکے بیچ میں ہوتا

آپ جلدی جلدی پانی لیتے یہانتک کہ مین کہتی تھوڑا پانی میرے لیے چھوڑو میرے لیے چھوڑو
اور وہ دونو جنب ہوتے **عن** ابن عباس قال اخبرتنی میمونة رضی الله عنها انها کانت
تغتسل هی والنبی صلی الله علیه وسلم فی اناء واحد **ترجمه** میمونہ سے روایت ہے وہ
اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غسل کرتے ایک برتن سے **عن** ابن عباس ان رسول الله
صلی الله علیه وسلم کان یغتسل بفضل میمونة **ترجمه** ابن عباس رض سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میمونہ کے غسل سے جو پانی بچتا اس سے غسل کرتے **عن** ام
سلمة قالت کانت هی ورسول الله صلی الله علیه وسلم یغتسلان فی الاناء الواحد
من الجنابة **ترجمه** ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے وہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
جنابت کا غسل ایک برتن سے کرتے **عن** انس یقول کان رسول الله صلی الله علیه وسلم
یغتسل بخمس مکاکیك ویتوضا بمکوك وقال ابن مثنی بخمس مکاکی **ترجمه** انس سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ مکوک سے غسل کرتے اور ایک مکوک سے وضو
کرتے (مکوک سے مراد مد ہے) **عن** انس قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یتوضا
بالمد ویغتسل بالصاع الی خمسة امداد **ترجمه** انس رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ایک مد سے وضو کرتے اور ایک صاع سے لیکر پانچ مد تک غسل کرتے **عن** سفینة
قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یغسله الصاع من الماء من الجنابة ویوضئه
المد **ترجمه** سفینہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو ایک صاع پانی غسل جنابت کیلیے اور ایک مد
پانی وضو کیلیے کافی تھا **عن** سفینة صاحب رسول الله صلی الله علیه وسلم قال
کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یغتسل بالصاع ویتطهر بالمد **ترجمه**
سفینہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک صاع پانی سے غسل کرتے
اور ایک مد پانی سے وضو کرتے **ف** امام مسلم نے کہا کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے سفینہ
کو صحابی کہا اور ابوریحانہ نے کہا کہ وہ بوڑھا ہو گیا تھا یعنے سفینہ اور مجھے اسکی روایت کا اعتبار
نہیں نووی نے کہا اس صورت مین امام مسلم نے اس حدیث کو اور حدیثون کے متابعت
کے طور پر نقل کیا نہ اس پر اعتماد کرکے **باب** استحباب افاضة الماء

باب ۹ ۔۔۔ مسئلہ

باب ۔۔۔ مسئلہ

باب ما یکفی من الماء فی الغسل والوضوء

عَلَى الرَّأْسِ وَغَيْرِهِ ثَلَاثًا ترجمہ سر پر تین بار پانی ڈالنے کا بیان عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ
تَمَارَوْا فِي الْغُسْلِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ أَمَّا أَنَا فَإِنِّي
أَغْسِلُ رَأْسِي كَذَا وَكَذَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُفِيضُ عَلَى
رَأْسِي ثَلَاثَ أَكُفٍّ ترجمہ جبیر بن مطعم سے روایت ہے لوگوں نے جھگڑا کیا رسول اللہ
صلے اللہ کے سامنے غسل میں بعضوں نے کہا ہم تو سر کو اسطرح دھوتے ہیں سنا ... رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو اپنے سر پر تین چلو ڈالتا ہوں ... نووی
نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سر پر تین بار پانی ڈالنا غسل میں مستحب ہے اور اس پر
اتفاق ہے اور سر پر قیاس کیا ہے اور اعضا کو اور جیسے وضو میں تین بار ہر ایک عضو
کا دھونا مستحب ہے ویسے ہی غسل میں عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ
ذُكِرَ عِنْدَهُ الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَقَالَ أَمَّا أَنَا فَأُفْرِغُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا ترجمہ جبیر
بن مطعم سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے غسل جنابت کا ذکر ہوا آپ نے
فرمایا میں تو اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتا ہوں عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ وَفْدَ ثَقِيفٍ
سَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا إِنَّ أَرْضَنَا أَرْضٌ بَارِدَةٌ فَكَيْفَ بِالْغُسْلِ
فَقَالَ أَمَّا أَنَا فَأُفْرِغُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا قَالَ ابْنُ سَالِمٍ فِي رِوَايَتِهِ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَنَا
أَبُو بِشْرٍ وَقَالَ إِنَّ وَفْدَ ثَقِيفٍ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے
ثقیف کی طرف سے جو لوگ آئے تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارا ملک سرد ہے
تو غسل کیونکر کریں آپ نے فرمایا میں تو اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتا ہوں (زیادہ پانی بہانا
ضرور نہیں) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا
اغْتَسَلَ مِنْ جَنَابَةٍ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِنْ مَاءٍ فَقَالَ لَهُ الْحَسَنُ بْنُ
مُحَمَّدٍ إِنَّ شَعْرِي كَثِيرٌ قَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ لَهُ يَا ابْنَ أَخِي كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ مِنْ شَعْرِكَ وَأَطْيَبَ ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب غسل کرتے تو اپنے سر پر تین چلو بھر کر پانی ڈالتے حسن نے کہا
میرے تو بال بہت ہیں جابر نے کہا اے بھتیجے میرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال

تجھ سے زیادہ تھے اور تجھ سے بہتر تھے **باب** حُكْمِ ضَفَائِرِ الْمُغْتَسِلَةِ عورتین چوٹیاں غسل مین
کھولین یا نہ کھولین **عَنْ** أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي
أَفَأَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ فَقَالَ لَا إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِي عَلَى رَأْسِكِ ثَلَاثَ
حَثَيَاتٍ ثُمَّ تُفِيضِينَ عَلَيْكِ الْمَاءَ فَتَطْهُرِينَ ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت ہے مین نے کہا
یا رسول اللہ مین اپنے سر پر چوٹی باندھتی ہون کیا جنابت کے غسل کے لیے اسکو کھولون آپنے فرمایا
نہین تجھکو کافی ہے یہ تین چلو بھر کر ڈالنا پھر سارے بدن پر پانی بہانا تو پاک ہو جاوے گی
عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى فِي هَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ أَفَأَنْقُضُهُ لِلْحَيْضَةِ
وَالْجَنَابَةِ فَقَالَ لَا ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ **ترجمہ** دوسری روایت کا بھی یہی
ہے جو اوپر گذرا اسمین یہ ہے کہ مین کھولون اسکو حیض اور جنابت کے لیے **عَنْ** أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى
بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ أَفَأَحُلُّهُ فَأَغْسِلُهُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْحَيْضَةَ **ترجمہ** وہی جو
اوپر گذرا اسمین یہ ہے کہ کیا مین کھولون اسکو اور دھوؤن جنابت سے اور حیض کا ذکر نہین ہے
ف نووی نے کہا ہمارا اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ چوٹی مین جب بالون کو پانی پہونچ
جاوے اندر اور باہر تو اسکا کھولنا ضرور نہین اور جو بن کھولے پانی نہ پہونچے تو کھولنا چاہیے اور
نخعی سے منقول ہے کہ ہر حال مین کھولنا ضرور ہے اور حسن اور طاؤس سے مروی ہے کہ حیض
کے غسل مین کھولنا چاہیے اور جنابت کے غسل مین ضرور نہین اور ہماری دلیل ام سلمہؓ کی حدیث
ہے اور اگر مرد کے سر پر چوٹی ہو تو اسکا بھی حکم عورت کا سا ہے انتہی **عَنْ** عَائِشَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ
بْنَ عَمْرٍو يَأْمُرُ النِّسَاءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ أَنْ يَنْقُضْنَ رُءُوسَهُنَّ فَقَالَتْ يَا عَجَبًا لِابْنِ عَمْرٍو
هَذَا يَأْمُرُ النِّسَاءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ أَنْ يَنْقُضْنَ رُءُوسَهُنَّ أَفَلَا يَأْمُرُهُنَّ أَنْ يَحْلِقْنَ
رُءُوسَهُنَّ لَقَدْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ وَمَا أَزِيدُ
عَلَى أَنْ أُفْرِغَ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثَ إِفْرَاغَاتٍ **ترجمہ** ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے
عبداللہ بن عمر عورتون کو غسل کے وقت سر کھولنے کا حکم دیتے حضرت عائشہ نے کہا تعجب ہے
ابن عمر سے وہ سر کھولنے کا حکم کرتے ہین غسل کے وقت تو سر منڈانے کا حکم کیون نہین دیتے
مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونون ایک برتن سے غسل کرتے اور مین فقط اپنے سر پر

تین چلو ڈال لیتی **ف** نووی نے کہا عبد اللہ بن عمر نے جو سر کھولنے کا حکم دیا یہ اس صورت مین ہے جب سارے بالون مین پانی نہ پہونچ سکے یا اونکا مذہب یہی ہوگا کہ سر کھولنا چاہیے جیسے نخعی سے ہم نے نقل کیا اور انکو ام سلمہ اور عائشہ کی حدیث نہ پہونچی ہوگی یا یہ حکم بطور استحباب اور احتیاط کے ہوگا

بَابُ اسْتِحْبَابِ اسْتِعْمَالِ الْمُغْتَسِلَةِ مِنَ الْحَيْضِ فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ فِي مَوْضِعِ الدَّمِ ترجمہ جو عورت حیض کا غسل کرے وہ ایک ٹکڑا کپڑے یا روئی کا مشک لگا کر خون کے مقام پر استعمال کرے تو مستحب ہے **ف** یہ حکم نظافت اور طہارت اور پاکیزگی کے لیے ہے نہ بطور وجوب کے اور نفاس کے بعد بھی ایسا ہی مستحب ہے بعضون نے کہا کہ مشک کی استعمال سے نطفہ جلدی ٹھیرتا ہے جب مشک نہ ملے تو اور کوئی خوشبو استعمال کرے اور یہ استعمال غسل کے بعد چاہیے اگر کوئی خوشبو نہ ملے تو صرف پانی سے پاک کرنا کافی ہے لیکن بدن کو فرج اندر پانی پہونچانا ضرور نہیں اور ثیبہ کو بھی وہین تک پانی پہونچانا واجب ہے جسقدر حاجت کے لیے بیٹھنے مین کھلتا ہے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْ حَيْضَتِهَا قَالَ فَذَكَرَتْ أَنَّهُ عَلَّمَهَا تَغْتَسِلُ ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ فَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَ تَطَهَّرِي بِهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاسْتَتَرَ وَأَشَارَ لَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ بِيَدِهِ عَلَى وَجْهِهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَاجْتَذَبْتُهَا إِلَيَّ وَعَرَفْتُ مَا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ تَتَبَّعِي بِهَا أَثَرَ الدَّمِ وَقَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي رِوَايَتِهِ فَقُلْتُ تَتَبَّعِي بِهَا آثَارَ الدَّمِ ترجمہ ام المومنین عائشہ سے تتبع

روایت ہے ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حیض سے کیونکر غسل کرون آپ نے سکھلایا اسکو غسل کرنا پھر فرمایا مشک لگا ہوا ایک پھاہا لے اور اس سے پاکی کر وہ بولی کیونکر پاکی کرون آپ نے فرمایا سبحان اللہ تعجب ہے کہ ایسی ظاہر بات بھی نہین سمجھی (پاکی کر اس سے اور آڑ کر لی آپ نے سفیان نے بتلایا ہمکو ہاتھ اپنا منہ پر رکھکر یعنی شرم سے آپ نے ایسا کیا) حضرت عائشہ نے کہا مین نے اسعورت کو اپنی طرف کھینچا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب مین پہچان گئی تھی مین نے کہا اس پھاہے کو خون کے مقام پر لگا (یعنی شرمگاہ پر) **عَنْ** عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ تَغْتَسِلُ عِنْدَ الطُّهْرِ فَقَالَ خُذِي فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَوَضَّئِي بِهَا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ سُفْيَانَ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض

سے روایت ہے ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا مین جب حیض سے پاک ہون تو کیونکر غسل کرون آپ نے فرمایا ایک پھاہا لے مشک لگا ہوا اور اس سے پاکی کر پھر بیان کیا اوسیطرح جیسے اوپر گذرا **عن** عائشۃ ان اسماء سألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن غسل المحیض فقال تاخذ احداکن ماءھا وسدرتھا فتطھر فتحسن الطھور ثم تصب علی راسھا فتدلکہ دلکا شدیدا حتی تبلغ شؤون راسھا ثم تصب علیھا الماء ثم تاخذ فرصۃ ممسکۃ فتطھر بھا فقالت اسماء وکیف اتطھر بھا فقال سبحان اللہ تطھرین بھا فقالت عائشۃ کانھا تخفی ذلک تتبعین اثر الدم وسألتہ عن غسل الجنابۃ فقال تاخذ ماء فتطھر فتحسن الطھور او تبلغ الطھور ثم تصب علی راسھا فتدلکہ حتی تبلغ شؤون راسھا ثم تفیض علیھا الماء فقالت عائشۃ نعم النساء نساء الانصار لم یکن یمنعھن الحیاء ان یتفقھن فی الدین **ترجمہ** ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے اسماء (شکل کی بیٹی یا یزید بن شکل کی بیٹی) نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کا غسل کیونکر کرون آپ نے فرمایا پہلے پانی بیری کے پتون کے ساتھ لیوے اور اس سے اچھی طرح پاکی کرے (یعنے حیض کا خون جو لگا ہوا ہو دھووے اور صاف کرے) پھر سر پر پانی ڈالے اور خوب زور سے ملے یہانتک کہ پانی مانگون (بالون کی جڑون) مین پہونچ جاوے پھر اپنے اوپر پانی ڈالے یعنے سارے بدن پر) پھر ایک پھاہا (روئی یا کپڑے کا) مشک لگا ہوا لے کر اس سے پاکی کرے اسما نے کہا کیونکر پاکی کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ پاکی کرے حضرت عائشہ نے چپکے سے کہدیا خون کے مقام پر لگا دے پھر اس نے جنابت کے غسل کو پوچھا آپ نے فرمایا پانی لے کر اچھی طرح طہارت کرے پھر سر پر پانی ڈالے اور ملے یہانتک کہ پانی سب مانگون مین پہونچ جاوے پھر اپنے سارے بدن پر پانی ڈالے حضرت عائشہ نے کہا انصار کی عورتین بھی کیا عمدہ عورتین تھین وہ دین کی بات پوچھنے مین شرم نہین کرتی تھین (اور یہی لازم ہے کیونکہ شرم گناہ اور معصیت مین ہے اور دین کی بات پوچھنا ثواب اور اجر ہے) **عن** شعبۃ بھذا الاسناد نحوہ وقال قال سبحان اللہ تطھری بھا واستتر ترجمہ

یبلغ

تطھر

وہی جو اوپر گذرا اسمین اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے منہ پر آڈ کر لی شرم سے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَتْ اَسْمَاءُ بِنْتُ شَكَلٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ اِحْدَانَا اِذَا طَهُرَتْ مِنَ الْمَحِيْضِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَلَا يَذْكُرُ فِيْهِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ **ترجمہ** وہی جو اوپر گذرا اسمین اتنا ہے مین غسل جنابت کا ذکر نہین ہے **بَابُ** الْمُسْتَحَاضَةِ وَغُسْلِهَا وَصَلٰوتِهَا مستحاضہ کا بیان اور اسکے غسل اور نماز کا حال **ف** مستحاضہ اس عورت کو کہتے ہین جو استحاضہ مین مبتلا ہوا اور استحاضہ کہتے ہین اس خون کو جو بے وقت عورت کی شرمگاہ سے جاری ہوا اور یہ خون ایک رگ مین سے نکلتا ہے جسکو عاذل کہتے ہین اور حیض کا خون رحم کی قعر مین سے نکلتا ہے مستحاضہ سے وطی درست ہو اگرچہ خون جاری ہو ہمارا اور جمہور علما کا مذہب یہی ہے اور حضرت عائشہ سے اسکی ممانعت منقول ہے نخعی اور حکم کا یہی قول ہے اور ابن سیرین کے نزدیک جماع مکروہ ہے اور احمد نے کہا کہ اسوقت جماع کرلے جب خاوند کو زنا مین پڑ جانیکا ڈر ہو اور صحیح جمہور کا قول ہے اور دلیل اسکی وہ ہے جو عکرمہ نے روایت کیا حمنہ بنت جحش سے کہ وہ مستحاضہ تہین اور انکے خاوند انسے جماع کرتے تھے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور بیہقی نے اور نماز اور روزے اور اعتکاف اور قرارت قرآن اور مس مصحف اور سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر مین اور ساری عبادات مین مثل پاک عورت کے ہے باالاتفاق لیکن جب نماز کا قصد کرے تو اپنی شرمگاہ کو دھو لیوے اور فرج مین ایک کپڑا یا روئی رکھ لیوے اگر خون بہت بہتا ہو اور یہ کپڑا کافی نہ ہو تو اوپر سے لنگوٹ باندہے پھر وضو کرے اسی وقت دیر نہ کرے یا تیمم کرے اگر پانی نہ ملے یا عذر ہو اور فرض پڑہنے کے بعد جتنے نفل چاہے پڑہے لیکن ہمارے نزدیک ایک وضو سے فرض ایک ہی ادا ہو یا قضا اور ابوحنیفہ کے نزدیک ہر وقت پر نماز کے وضو کرے اور وقت کے اندر جتنی فرضین چاہے پڑہے اور ربیعہ اور مالک کے نزدیک استحاضہ کے خون سے وضو نہین ٹوٹتا تو جب تک اور کسی قسم کا حدث نہ ہو جتنے فرض اور نفل چاہے پڑہے اور وقت آنے سے پہلے مستحاضہ کا وضو اس نماز کے لیے ہمارے نزدیک درست نہین ہے اور مستحاضہ پر غسل واجب نہین کسی نماز کے وقت پر اور جمہور علما کا یہی قول ہے اور ابن عمر اور ابن زبیر اور عطا بن ابی رباح سے منقول ہے کہ وہ ہر نماز

کے لیے غسل کرے اور حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ہر روز ایک بار غسل کرے اور سعید ابن حسن سے منقول ہے کہ ظہر کے وقت غسل کرے پھر دوسرے دن ظہر پر غسل کرے اور جمہور کا مذہب صحیح ہے کہ وہ کبھی غسل نہ کرے مگر جب حیض سے پاک ہو اور تکرار غسل میں جو حدیثیں آئی ہیں وہ ضعیف ہیں اور استحاضہ دو قسم ہے ایک تو ایسا خون دیکھے جو حیض نہیں ہے جیسے ایک دن ایک رات سے کم دوسری جو کچھ حیض ہے کچھ نہیں ہے جیسے برابر خون دیکھا کرے یا حیض کی مدت سے زیادہ خون دیکھے اس دوسری قسم کی تین صورتیں ہیں پہلی یہ کہ وہ عورت مبتداہ ہو یعنے شروع اسکو یہی خون آیا ہو تو اسکا حیض ایک دن ایک رات تک شمار ہوگا ہمارے نزدیک اور ابو حنیفہ کے نزدیک تین دن تین رات اور باقی استحاضہ دوسری یہ کہ عتادہ ہو تو جتنے دن حیض کی عادت ہوگی اوتنا حیض گنا جاویگا اور باقی استحاضہ تیسری یہ کہ ممیزہ ہو اور کبھی خون قوی دیکھے کبھی ضعیف تو جب تک سیاہ خون دیکھے وہ حیض ہے بشرطیکہ ایک دن ایک رات سے کم نہ ہو اور پندرہ دن سے زیادہ نہ ہو اور لال خون پندرہ دن سے کم نہ ہو انتہی مع زیادۃ و اختصار **عن** عائشۃ قالت جاءت فاطمۃ بنت ابی حبیش الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ انی امرأۃ استحاض فلا اطہر أفادع الصلوۃ قال لا انما ذلک عرق ولیس بالحیضۃ فاذا اقبلت الحیضۃ فدعی الصلوۃ فاذا ادبرت فاغسلی عنک الدم وصلی **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رضی سے روایت ہے فاطمہ بنت ابی حبیش رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاس آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے استحاضہ ہوگیا ہے میں پاک نہیں ہوتی کیا نماز چھوڑ دوں آپ نے فرمایا نہیں یہ خون ایک رگ کا ہے حیض نہیں ہے جب حیض کے دن آویں تو نماز چھوڑ دے پھر جب حیض کے دن گذر جاویں تو خون دھو ڈال اور نماز پڑھ **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مستحاضہ نماز پڑھے مگر اُس زمانہ میں جو حیض کا ہو اور اسپر اتفاق ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ حاجت کے وقت مسئلہ پوچھے اور عورت خود مسئلہ پوچھ سکتی ہے اور اسکی آواز حاجت کے وقت غیر مرد سن سکتا ہے انتہی **عن** عائشۃ انھا قالت استفتت ام حبیبۃ بنت جحش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت انی استحاض فقال انما ذلک عرق فاغتسلی ثم صلی فکانت تغتسل

عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ قَالَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ لَمْ يَذْكُرِ ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَمَرَ اُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ اَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَّلٰكِنَّهُ شَيْءٌ فَعَلَتْهُ هِيَ
وَقَالَ ابْنُ رُمْحٍ فِيْ رِوَايَتِهِ ابْنَةَ جَحْشٍ وَّلَمْ يَذْكُرْ اُمَّ حَبِيْبَةَ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رض سے
روایت ہے ام حبیبہ بنت جحش نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا مجھے استحاضہ ہے آپ نے
فرمایا یہ خون ایک رگ کا ہے تو غسل کر اور نماز پڑھ پھر وہ غسل کرتی تھیں ہر نماز کے لیے لیث نے
کہا ابن شہاب نے یہ نہیں بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو حکم کیا ہر نماز کے لیے
غسل کرنیکا بلکہ ام حبیبہ نے خود ایسا کیا ابن رمح کی روایت میں ام حبیبہ کا نام نہیں ہے بلکہ صرف
جحش کی بیٹی کا ذکر ہے **عَنْ** عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ
بِنْتَ جَحْشٍ خَتَنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ
اُسْتُحِيْضَتْ سَبْعَ سِنِيْنَ فَاسْتَفْتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذِهٖ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلٰكِنْ هٰذَا عِرْقٌ
فَاغْتَسِلِيْ وَصَلِّيْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ فِيْ مِرْكَنٍ فِيْ حُجْرَةِ اُخْتِهَا زَيْنَبَ
بِنْتِ جَحْشٍ حَتّٰى تَعْلُوَ حُمْرَةُ الدَّمِ الْمَاءَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَحَدَّثْتُ ذٰلِكَ اَبَا بَكْرِ بْنَ
عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَقَالَ يَرْحَمُ اللّٰهُ هِنْدًا لَوْ سَمِعَتْ بِهٰذِهِ الْفُتْيَا
وَاللّٰهِ اِنْ كَانَتْ لَتَبْكِيْ لِاَنَّهَا كَانَتْ لَا تُصَلِّيْ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رض سے روایت
ہے ام حبیبہ بنت جحش کو جو سالی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بی بی تھیں عبد الرحمن بن
عوف کی سات برس تک استحاضہ رہا انہوں نے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا آپ نے
فرمایا یہ حیض نہیں ہے بلکہ ایک رگ کا خون ہے تو غسل کر اور نماز پڑھ حضرت عائشہ نے کہا وہ ایک
لگن میں غسل کرتیں اپنی بہن زینب بنت جحش کی کوٹھری میں تو خون کی سرخی پانی پر آجاتی
(اسقدر خون بہا کرتا) ابن شہاب نے کہا میں نے یہ حدیث ابوبکر بن عبد الرحمن سے بیان کی
انہوں نے کہا خدا رحم کرے ہندہ پر کاش وہ یہ فتوے سن لیتی قسم خدا کی وہ روتی تھی نماز نہ پڑھنے
سے اپنے ملکی استحاضہ تھا اور یہ مسئلہ معلوم نہ تھا تو نماز نہ پڑھتی اور نماز کے جاتے پر رویا کرتی **عَنْ**
عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ اُمُّ حَبِيْبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ

استحيضت سبع سنين بمثل حديث عمرو بن الحارث الى قوله تعلو حمرة الدم
الماء ولم يذكر ما بعده **ترجمه** وہی جو اوپر گذرا مگر یہ حدیث یہین تک ہے کہ خون کی سرخی پانی پر آجاے
اور بعد کا قصہ اسمین نہین ہے **عن** عائشة ان ابنة جحش كانت تستحاض سبع سنين
نحو حديثهم **ترجمه** وہی جو اوپر گذرا **عن** عائشة انها قالت ان ام حبيبة سالت
رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الدم فقالت عائشة رايت مركنها ملأى دما فقال مركن
لها رسول الله صلى الله عليه وسلم امكثي قدر ما كانت تحبسك حيضتك ثم اغتسلي
وصلي **ترجمه** ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے ام حبیبہ نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استحاضہ
کے خون کو حضرت عائشہ نے کہا مین نے انکو ٹھانیکا برتن دیکھا خون سے بھرا ہوا تھا آپ نے فرمایا تو اتنے
دنون ٹھری رہ جتنے دنون حیض آیا کرتا تھا یعنے عادت کے دنون مین اس بیماری سے پہلے پھر غسل کر اور
نماز پڑھ **عن** عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم انها قالت ان ام حبيبة بنت
جحش التي كانت تحت عبد الرحمن بن عوف شكت الى رسول الله صلى الله عليه
وسلم الدم فقال لها امكثي قدر ما كانت تحبسك حيضتك ثم اغتسلي فكانت
تغتسل عند كل صلوة **ترجمه** حضرت عائشہ سے روایت ہے ام حبیبہ بنت جحش جو عبد الرحمن بن عوف
کے نکاح مین تھین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئین اور شکایت کی خون بہنے کی آپ نے فرمایا اتنے دن
ٹھری رہ جتنے دنون اس بیماری سے پہلے حیض آیا کرتا تھا پھر غسل کر ڈال تو وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا
کرتین **ف** جحش کی تین بیٹیان تھین ایک زینب جنسے پہلے زید بن حارثہ نے نکاح کیا تھا پھر انہوں نے
طلاق دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح مین آئین دوسری ام حبیبہ جو اس حدیث مین مذکور ہین یہ
عبد الرحمن بن عوف کے نکاح مین تھین تیسری حمنہ جو طلحہ بن عبید اللہ کے نکاح مین تھین بعضون نے کہا
جحش کی تینون بیٹیان استحاضہ مین مبتلا تھین اور بعضون نے کہا کہ فقط ام حبیبہ کو یہ بیماری تھی نووی

باب وجوب قضاء الصوم على الحائض دون الصلوة حائضہ عورت پر نماز کی قضا
واجب نہین اور روزے کی قضا واجب ہے **عن** معاذة ان امرأة سالت عائشة فقالت
اتقضي احدينا الصلوة ايام محيضها فقالت عائشة احرورية انت قد كانت احدينا تحيض
على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم لا تؤمر بقضاء **ترجمه** معاذہ سے روایت ہے

ایک عورت نے حضرت عائشہ سے پوچھا کیا عورت قضا کرے حیض کے دنوں کی نماز کو انہوں نے کہا
کیا تو حروریہ ہے **ف** حروری نسبت ہے حرورا کی طرف اور حرورا ایک گاؤں ہے کوفے سے دو میل پر جس میں
پہلے خارجی وہیں اکٹھا ہوئے تھے اور ان خارجیوں نے سارے اہل اسلام کے خلاف یہ بات اختیار کی ہے
کہ حائضہ کو نماز کی قضا کرنا چاہیے ان کے سوا تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ حائضہ پر نماز کی قضا واجب
نہیں ہے پر روزوں کی قضا واجب ہے **ت** ہم میں سے جسکو حیض آتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
زمانے میں اسکو نماز کی قضا کا حکم نہ ہوتا **عن** معاذة انها سالت عائشة اتقضي الحائض
الصلوة فقالت عائشة احرورية انت قد كن نساء رسول الله صلى الله عليه وسلم يحضن
أفأمرهن ان يجزين **ترجمہ** معاذہ نے پوچھا حضرت عائشہ سے کیا حائضہ نماز کی قضا کرے انہوں
نے کہا کیا تو حروری ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیاں حائضہ ہوتی تھیں کیا آپ انکو نماز کی
قضا کا حکم کرتے **عن** معاذة قالت سالت عائشة فقلت ما بال الحائض تقضي
الصوم ولا تقضي الصلوة فقالت احرورية انت قلت لست بحرورية ولكني
اسال قالت كان يصيبنا ذلك فنؤمر بقضاء الصوم ولا نؤمر بقضاء الصلوة
ترجمہ معاذہ سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کیا وجہ ہے حائضہ روزوں کی قضا کرتی ہے
اور نماز کی قضا نہیں کرتی انہوں نے کہا تو حروری تو نہیں میں نے کہا نہیں میں پوچھتی ہوں انہوں
نے کہا ہم لوگوں کو حیض آتا پھر حکم ہوتا روزوں کی قضا کرنے کا اور نماز کی قضا کا حکم نہ ہوتا **ف**
یہ عنایت ہے پروردگار کی جو نماز کی قضا معاف کردی ورنہ بڑا حرج ہوتا اس لیے کہ نماز ہر روز پانچ بار فرض
ہے سال بھر میں صدہا نمازوں کی قضا کرنی پڑتی اور رمضان تو ہر سال میں ایک بار آتا ہے پانچ
چار روزوں کی قضا کچھ مشکل نہیں **باب** تستر المغتسل بثوب ونحوه غسل کرنے والا
کپڑے وغیرہ کی آڑ کرے **عن** ام هانئ بنت ابي طالب تقول ذهبت الى رسول الله
صلى الله عليه وسلم عام الفتح فوجدته يغتسل وفاطمة ابنته تستره بثوب
ترجمہ ام ہانی بنت ابی طالب سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی جس
سال مکہ فتح ہوا آپ غسل کرتے تھے اور فاطمہ آپ پر ایک کپڑے کی آڑ کئے ہوئی تھیں **عن** ام هانئ
بنت ابي طالب انه لما كان عام الفتح اتت رسول الله صلى الله عليه وسلم

وَهُوَ بِأَعْلَى مَكَّةَ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى غُسْلِهِ فَسَتَرَتْ عَلَيْهِ فَاطِمَةُ
ثُمَّ أَخَذَ ثَوْبَهُ فَالْتَحَفَ بِهِ ثُمَّ صَلَّى ثَمَانِ رَكَعَاتٍ سُبْحَةَ الضُّحَى **ترجمہ** ام ہانی بنت ابی طالب ثمان
سے روایت ہے جس سال مکہ فتح ہوا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئیں آپ مکے کی بلند جانب میں
تھے غسل کرنے کے لیے اوٹھے تو حضرت فاطمہ نے ایک کپڑے کی آڑ کی آپ پر پھر آپ نے اپنا کپڑا لیکر لپیٹا
پھر آٹھ رکعتیں چاشت کی پڑھیں **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ چاشت کی آٹھ
رکعتیں ہیں اور یہ نماز سنت ہے **عن** سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ فَسَتَرَتْهُ ابْنَتُهُ
فَاطِمَةُ بِثَوْبِهِ فَلَمَّا اغْتَسَلَ أَخَذَهُ فَالْتَحَفَ بِهِ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى ثَمَانِيَ سَجَدَاتٍ وَذَلِكَ ثمان
ضُحًى **ترجمہ** وہی جو اوپر گذرا اس میں یہ ہے کہ آپکی صاحبزادی فاطمہ نے کپڑے سے آپ پر آڑ کی جب آپ
غسل کر چکے تو وہی کپڑا لیکر لپیٹا پھر کھڑے ہوئے اور آٹھ رکعتیں چاشت کی پڑھیں **عن**
مَيْمُونَةَ قَالَتْ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً وَسَتَرْتُهُ فَاغْتَسَلَ **ترجمہ**
ام المومنین میمونہؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پانی رکھا اور آڑ کی آپ نے
غسل کیا

باب تحریم النظر الی العورات دوسرے کے ستر کیطرف دیکھنا حرام ہے

عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ
الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَلَا تُفْضِي
الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ **ترجمہ** ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا مرد دوسرے مرد کے ستر کو (یعنی عورت کو جسکا چھپانا فرض ہے) نہ دیکھے اور نہ عورت
دوسری عورت کے ستر کو دیکھے اور مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں نہ لیٹے اور نہ عورت دوسری
عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے **ف** یعنے اسطرح کہ دونوں ننگے ہوں اور دونوں کے بدن
میں کوئی چیز حائل نہ ہو نووی نے کہا جیسے مرد کو مرد کا اور عورت کو عورت کا ستر دیکھنا حرام ہے
اسیطرح مرد کو عورت کا اور عورت کو مرد کا ستر دیکھنا حرام ہے بالاجماع مگر اسمیں سے خاوند اور لونڈی کا
مالک مستثنی ہے خاوند کو اپنی بی بی کا اور بی بی کو خاوند کا تمام ستر دیکھنا درست ہے سوا شرمگاہ کے
اسمیں تین قول ہیں ایک یہ کہ ہر ایک کو دوسرے کی شرمگاہ بغیر ضرورت کے دیکھنا مکروہ ہے حرام
نہیں ہے دوسرے یہ کہ حرام ہے دونوں پر تیسرے یہ کہ مرد پر حرام ہے اور عورت کو مکروہ ہے اسیطرح

عورت کی شرمگاہ کے اندر دیکھنا بھی مکروہ ہے اور لونڈی کا مالک اگر اس سے وطی کر سکتا ہے تو
وہ دونو مثل جورو اور خاوند کے ہیں اور اگر محرم ہے جیسی بہن یا پھوپھی یا خالہ وغیرہ تو وہ مثل
آزاد عورت کے ہے اور اگر لونڈی مجوسی ہے یا مرتد یا بت پرست یا معتدہ یا مکاتبہ تو وہ مثل غیر کی
لونڈی کے ہے اور مرد کو اپنے محرم عورتوں کا دیکھنا ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے کے بدن کا درست
ہے اور بعضوں نے کہا اتنا ہی بدن کو دیکھنا درست ہے جتنا کام کاج کرتے میں کھل جاتا ہے اب
مرد کا ستر مرد سے اور عورت کا ستر عورت سے ناف کے نیچے سے گھٹنے تک ہے اور گھٹنے اور ناف میں تین
قول ہیں ایک یہ کہ وہ ستر نہیں ہیں یہی صحیح ہے دوسرے یہ کہ دونوں ستر میں داخل ہیں تیسرے یہ کہ ناف
ستر ہے پر گھٹنا ستر نہیں اور حنفیہ کے نزدیک ناف ستر نہیں پر گھٹنا ستر میں داخل ہے اور مرد کو
غیر عورت کا دیکھنا اسی طرح عورت کو غیر مرد کا دیکھنا بالکل حرام ہے خواہ بنظر شہوت ہو یا بغیر شہوت
کے اور بعضوں کے نزدیک عورت کو غیر مرد کا منہ دیکھنا بغیر شہوت کے درست ہے مگر یہ قول ضعیف ہے
اور جب عورت اجنبی ہو تو کچھ فرق نہیں آزاد اور لونڈی میں اور حنفیہ کے نزدیک غیر لونڈی مثل
محرم عورت کے ہے اسی طرح حرام ہے مرد کو خوبصورت بے ریش لڑکے کا منہ دیکھنا خواہ بنظر شہوت
سے ہو یا بغیر شہوت کے خواہ فتنہ کا ڈر ہو یا نہ ہو صحیح اور مختار یہی مذہب ہے مگر یہ جتنی حرمت نظر کی
اوپر بیان ہوئی اسی صورت میں ہے جب حاجت اور ضرورت نہ ہو ورنہ حاجت کے وقت نظر درست
ہے جیسے بیچنے کھوجنے علاج گواہی کے وقت پر شہوت سے اس وقت بھی حرام ہے ہمارے اصحاب نے کہا کہ
شہوت سے نظر کرنا تو ہر شخص پر حرام ہے سوا اپنی بی بی اور لونڈی کے یہاں تک کہ اگر کوئی اپنی
بیٹی یا ماں کو بھی شہوت سے دیکھے تو وہ حرام ہے اور یہ جو مرد کو مرد کے ساتھ اور عورت کو عورت کے
ساتھ ایک کپڑے میں لیٹنے کی ممانعت تحریمی ہے اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ دوسرے کے
ستر کا چھونا بھی نادرست ہے اور لوگ حماموں میں اکثر ایسی خرابیوں میں پڑ جاتے ہیں حالانکہ بچنا
چاہیے ان باتوں سے اور جو کوئی ایسا کرے اس کو منع کرنا چاہیے اگرچہ اس کے ماننے کی امید نہ ہو اور تنہائی
میں آدمی ننگا ہو سکتا ہے پر بلا ضرورت مکروہ بلکہ حرام ہے (نووی) **عن** الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ
بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَا مَكَانَ عَوْرَةِ عُرْيَةِ الرَّجُلِ وَعُرْيَةِ الْمَرْاَةِ ترجمہ وہی جو اوپر گزرا
میں عورت کے بدلے عریہ کا لفظ ہے اور معنے وہی جو اوپر بیان ہوا **باب** جَوَازِ الْاِغْتِسَالِ

عَرْیَاناً فِی الْخَلْوَۃِ تنہائی میں ننگے نہانا درست ہے **عن** ھَمَّامِ بْنِ مُنَبِّہٍ قَالَ ھٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ اَحَادِیْثَ مِنْھَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ یَغْتَسِلُوْنَ عُرَاۃً یَنْظُرُ بَعْضُھُمْ اِلٰی سَوْءَۃِ بَعْضٍ وَکَانَ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ یَغْتَسِلُ وَحْدَہٗ فَقَالُوْا وَاللّٰہِ مَا یَمْنَعُ مُوْسٰی اَنْ یَغْتَسِلَ مَعَنَا اِلَّا اَنَّہٗ آدَرُ قَالَ فَذَھَبَ مَرَّۃً یَغْتَسِلُ فَوَضَعَ ثَوْبَہٗ عَلٰی حَجَرٍ فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِہٖ قَالَ فَجَمَحَ مُوْسٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاِثْرِہٖ یَقُوْلُ ثَوْبِیْ حَجَرُ ثَوْبِیْ حَجَرُ حَتّٰی نَظَرَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ اِلٰی سَوْءَۃِ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَالُوْا وَاللّٰہِ مَا بِمُوْسٰی مِنْ بَاْسٍ فَقَامَ الْحَجَرُ حَتّٰی نُظِرَ اِلَیْہِ قَالَ فَاَخَذَ ثَوْبَہٗ فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا قَالَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ وَاللّٰہِ اِنَّہٗ بِالْحَجَرِ نَدَبٌ سِتَّۃٌ اَوْ سَبْعَۃٌ ضَرْبُ مُوْسٰی بِالْحَجَرِ **ترجمہ** ہمام بن منبہ سے روایت ہے وہ حدیثیں ہیں جو ابوہریرہ نے ہم سے بیان کیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر بیان کیں انہوں نے کئی حدیثیں انمیں ایک یہ بھی تھی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے لوگ ننگے نہایا کرتے تھے ایک دوسرے کے ستر کو دیکھتا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اکیلے نہاتے تھے تو لوگوں نے کہا موسیٰ علیہ السلام ہمارے ساتھ اسلئے نہیں نہاتے کہ انکو فتق کی بیماری ہے (یعنی خصیے بڑھ جانے کی) ایک بار موسیٰ نہانے کو گئے اور کپڑے اتار کر پتھر پر رکھے وہ پتھر خود بخود (اللہ کے حکم سے) اونکے کپڑے لیکر بھاگا موسیٰ علیہ السلام اسکے پیچھے دوڑے اور کہتے جاتے تھے اے پتھر میرے کپڑے دے اے پتھر میرے کپڑے دے یہانتک کہ بنی اسرائیل نے اونکا ستر دیکھ لیا اور کہنے لگے قسم خدا کی انہیں کوئی بیماری نہیں ہے اسوقت پتھر ٹھہرا ہوگیا اور لوگوں نے خوب انکو دیکھ لیا پھر انہوں نے اپنے کپڑے اوٹھا لئے اور پتھر کو مارنا شروع کیا (غصے سے) ابوہریرہ نے کہا قسم خدا کی پتھر پر موسیٰ علیہ السلام کی ماروں کا نشان ہے سات یا چھ ماروں کا **ف** ہمارے زمانے کے بعض احمق لوگ ایسی باتوں کا انکار کرتے ہیں اور پتھر کا خود بخود چلنا خلاف عقل سمجھتے ہیں حالانکہ یہ خلاف عقل نہیں ہے زمین اور چاند اور سورج اور تارے جو پتھر کی طرح بیجان ہیں رات دن حرکت کرتے ہیں پھر ایک پتھر کا چلنا کیا مشکل ہے نووی نے کہا ہم بیان کر چکے ہیں کہ ضرورت کے وقت ستر کھولنا درست ہے جیسے تنہائی میں غسل کے وقت یا پیشاب کرتے وقت یا بی بی سے صحبت کرتے وقت اور لوگوں کے سامنے ہرگز

ستر کھولنا درست نہیں لیکن علماء نے کہا ہے کہ تنہائی میں بھی نہاتے وقت تہبند باندھنا مستحب
اور ننگے ہو کر بھی نہانا درست ہے اور حدیث کے لانے سے یہی غرض ہے کہ موسیٰ علیہ السلام خلوت میں
ننگے نہاتے تھے اور یہ حدیث ان لوگوں کے مذہب پر دلیل ہوگی جو کہتے ہیں کہ اگلے لوگوں کی شریعت
ہمارے لیے بھی قابل عمل ہے جب تک ہماری شریعت اس کے مخالف نہ ہو اور بنی اسرائیل جو ایک دوسرے
کے سامنے ننگے ہو کر نہاتے تھے تو شاید ان کی شریعت میں جائز ہوگا لیکن موسیٰ اس کو برا سمجھتے ہوں
جیسے ہماری شریعت میں بھی بہت سی باتیں حرام نہیں ہیں مگر ہم ان کو برا سمجھتے ہیں **باب الاعتناء بحفظ
العورة** ستر کے چھپانے میں احتیاط کرنا **عن** جابر بن عبد الله يقول لما بنيت الكعبة
ذهب النبي صلى الله عليه وسلم وعباس ينقلان حجارة فقال العباس للنبي
صلى الله عليه وسلم اجعل إزارك على عاتقك من الحجارة ففعل فخر إلى الأرض
وطمحت عيناه إلى السماء ثم قام فقال إزاري إزاري فشد عليه إزاره قال ابن رافع
في روايته على رقبتك ولم يقل على عاتقك ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے جب کعبہ
بنایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباس پتھر ڈھو رہے تھے تو عباس نے کہا آپ اپنی
تہبند اتار کر کندھے پر ڈال لیجئے پتھر سے آپ نے ایسا ہی کیا اسی وقت زمین پر گر پڑے اور
آنکھیں آپ کی آسمان سے لگ گئیں پھر آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا میری ازار میری ازار انہوں نے
آپ کی ازار باندھ دی ابن رافع کی روایت میں کندھے کی جگہ گردن کا لفظ ہے ف۔ اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچپن سے خدا تعالیٰ کی طرف سے بچائے جاتے تھے ان باتوں سے جو جاہلیت میں بری
تھیں اور یہ پیغمبروں کی عصمت کا بیان ہے جو پہلے گذر چکا ہے اور اس حدیث سے ستر کا چھپانا بھی
ثابت ہوا ... **عن** جابر بن عبد الله أن النبي
صلى الله عليه وسلم كان ينقل معهم الحجارة للكعبة وعليه إزاره فقال له العباس
عمه يا ابن أخي لو حللت إزارك فجعلته على منكبك دون الحجارة قال فحله فجعله على
منكبيه فسقط مغشيا عليه قال فما رئي بعد ذلك اليوم عريانا ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ پتھر ڈھو رہے تھے کعبہ بنانے کے لیے اور آپ تہبند
باندھے تھے عباس نے کہا جو آپ کے چچا تھے اے میرے بھتیجے تم اپنی ازار اتار کر کندھے پر ڈال لو تو اچھا ہے

آپ نے ازار کھولی اور مونڈھے پر ڈالی اسی وقت غش کھا کر گرے پھر اسدن سے آپ کو ننگا نہیں دیکھا
عن المسور بن مخرمة قال اقبلت بحجر احمله ثقيل وعلي ازار خفيف قال فانحل ازاري
ومعي الحجر لم استطع ان اضعه حتى بلغت به الى موضعه فقال رسول الله صلى الله
عليه وسلم ارجع الى ثوبك فخذه ولا تمشوا عراة **ترجمہ** مسور بن مخرمہ سے روایت ہے
میں ایک بھاری پتھر اٹھائے ہوئے آرہا تھا اور ہلکی ازار پہنا تھا وہ کھل گئی اور میں پتھر کو زمین پر
رکھ نہ سکا یہاں تک کہ اسکی جگہ پر لے گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا اپنا کپڑا اوڑھ
اور ننگے مت چلا کرو **باب** التستر عند البول پیشاب کرتے وقت ستر کو چھپانا **عن**
عبد الله بن جعفر قال اردفني رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم خلفه فاسر الي حديثا
لا احدث به احدا من الناس وكان احب ما استتر به رسول الله صلى الله عليه وسلم
لحاجته هدف او حائش نخل قال ابن اسماء في حديثه يعني حائط نخل **ترجمہ** عبداللہ بن
جعفر سے روایت ہے مجھ کو ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لیا پھر میرے
کان میں ایک بات کہی وہ بات کسی سے بیان نہ کرونگا اور آپ کو حاجت کے وقت ٹیلے کی یا کھجور
کے درختوں کی آڑ پسند تھی (تاکہ ستر کو کوئی نہ دیکھے) **باب** بیان ان الجماع كان في اول
الاسلام لا يوجب الغسل الا ان ينزل المني وبيان نسخه وان الغسل يجب بالجماع
اوائل اسلام میں جماع سے غسل واجب نہ ہوتا جب تک منی نہ نکلے لیکن وہ حکم منسوخ ہو گیا
اور جماع سے غسل واجب ہو جاتا ہے **عن** ابي سعيد الخدري قال خرجت مع رسول الله صلى
الله عليه وسلم يوم الاثنين الى قباء حتى اذا كنا في بني سالم وقف رسول الله صلى الله عليه
وسلم على باب عتبان فصرخ به فخرج يجر ازاره فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعجلنا
قال الرجل فقال عتبان يا رسول الله ارايت الرجل يعجل عن امراته ولم يمن ماذا عليه فقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم انما الماء من الماء **ترجمہ** ابو سعید خدری سے روایت ہے میں پیر کے دن رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا مسجد قبا کی طرف جب ہم بنی سالم کے محلہ میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم عتبان بن مالک کے دروازہ پر کھڑے ہوئے اور اسکو آواز دی وہ اپنی ازار گھسیٹتا ہوا نکلا آپ نے فرمایا ہم نے
اسکو جلدی میں ڈالا عتبان نے کہا یا رسول اللہ اگر کوئی شخص جلدی اپنی عورت سے الگ ہو جاوے

اور منی نہ نکلے تو اسکا کیا حکم ہے (یعنے غسل کرے یا نہیں) آپ نے فرمایا پانی (یعنے نہانا) پانی سے (یعنے منی
نکلنے سے) واجب ہوتا ہے **ف** نووی نے کہا اب امت کا اجماع ہے اسپر کہ جماع سے غسل واجب ہوتا ہے
اگرچہ انزال نہ ہو اسیطرح انزال سے غسل واجب ہوتا ہے اور ایک جماعت صحابہ کا یہ قول تھا کہ غسل بغیر انزال کے واجب
نہیں ہوتا پھر بعضوں نے رجوع کیا اسکے بعد اور اجماع ہو گیا جماع سے غسل واجب ہونے پر اب یہ حدیث انما الماء من
الماء کی منسوخ ہے یعنے اوائل اسلام ایسا حکم تھا کہ اگر جماع کرے اور انزال نہ ہو تو غسل واجب نہ ہوتا لیکن بعد کو
غسل واجب کیا گیا اور ابن عباس کے نزدیک یہ حدیث منسوخ نہیں ہے بلکہ مراد اس سے احتلام کی حالت ہے
یعنے اگر کوئی خواب میں جماع کرے لیکن تری نہ دیکھے تو اسپر غسل نہیں ہے **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ **ترجمہ** ابو سعید خدری سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی سے پانی واجب ہوتا ہے **عَنْ** اَبِی الْعَلَاءِ بْنِ
الشِّخِّیْرِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْسَخُ حَدِیْثُہٗ بَعْضُہٗ بَعْضًا کَمَا یَنْسَخُ الْقُرْاٰنُ
بَعْضُہٗ بَعْضًا **ترجمہ** ابو العلاء بن شخیر سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک حدیث کو دوسری
حدیث سے منسوخ کر دیتے جیسے قرآن کی ایک آیت دوسری آیت سے منسوخ ہو جاتی ہے **ف** نووی
نے کہا امام مسلم کی غرض اس حدیث کے بیان لانے سے یہ ہے کہ انما الماء من الماء کی حدیث منسوخ ہے دوسری
حدیثوں سے اور حدیث کا نسخ حدیث سے جائز ہے اور اسکی چار صورتیں ہیں ایک تو حدیث متواتر
کا نسخ حدیث متواتر سے دوسری خبر واحد کا نسخ خبر واحد سے تیسری خبر واحد کا نسخ حدیث متواتر سے
یہ تینوں صورتیں تو بالاتفاق جائز ہیں چوتھی خبر متواتر کا نسخ خبر واحد سے اسمیں اختلاف ہے جمہور کے
نزدیک جائز نہیں اور بعض ظاہریہ کے نزدیک جائز ہے **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاَرْسَلَ اِلَیْہِ فَخَرَجَ وَرَاْسُہٗ یَقْطُرُ فَقَالَ
لَعَلَّنَا اَعْجَلْنَاکَ قَالَ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِذَا اُعْجِلْتَ اَوْ اُقْحِطْتَ فَلَا غُسْلَ عَلَیْکَ وَعَلَیْکَ
الْوُضُوْءُ وَقَالَ ابْنُ بَشَّارٍ اِذَا اُعْجِلْتَ اَوْ اُقْحِطْتَ **ترجمہ** ابو سعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے مکان پر گذرے اسکو بلایا وہ نکلا اور اسکے سر میں پانی ٹپک رہا تھا آپ نے
فرمایا ہماری وجہ سے تم نے جلدی کی اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا جب تو جلدی کرے (اور بغیر انزال
کے اٹھ کھڑا ہو) یا تجھے امساک ہو اور منی نہ نکلے تو تجھ پر غسل واجب نہیں ہے صرف وضو کرے **عَنْ**

أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُصِيبُ مِنَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ يُكْسِلُ فَقَالَ يَغْسِلُ مَا أَصَابَهُ مِنَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي **ترجمہ** ابی بن کعب سے روایت ہے میں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر کوئی مرد اپنی عورت سے جماع کرے پھر انزال سے پہلے اٹھ کھڑا ہو آپ نے فرمایا دھو ڈالے جو اسکو لگا عورت سے (یعنے ذکر کی رطوبت وغیرہ کو جو فرج سے لگ گئی ہو) پھر وضو کرے اور نماز پڑھے **عن** أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَأْتِي أَهْلَهُ ثُمَّ لاَ يُنْزِلُ قَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ **ترجمہ** ابی بن کعب سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنی بی بی سے جماع کرے اور اسکو انزال نہ ہو تو وہ اپنا ذکر دھو ڈالے اور وضو کرے **عن** زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ قُلْتُ أَرَأَيْتَ إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَلَمْ يُمْنِ قَالَ عُثْمَانُ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلاَةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ قَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** زید بن خالد جہنی نے حضرت عثمان سے پوچھا اگر کوئی شخص اپنی بی بی سے صحبت کرے اور منی نہ نکلے حضرت عثمان نے کہا وہ وضو کرے جیسے نماز کیلئے وضو کرتا ہے اور ذکر کو دھو ڈالے حضرت عثمان نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے **عن** أَبِي أَيُّوبَ أَنَّهُ سَمِعَ ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** ابو ایوب نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سنا **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ وَفِي حَدِيثِ مَطَرٍ وَإِنْ لَمْ يُنْزِلْ قَالَ زُهَيْرٌ مِنْ بَيْنِ أَشْعُبِهَا الأَرْبَعِ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد عورت کے چاروں کونوں میں بیٹھے (چاروں کونوں سے ہاتھ اور پاؤں مراد ہیں یا دونوں پاؤں اور دونوں رانیں یا شرمگاہ کے چاروں کونے) پھر کوشش کرے (یعنے دخول کرے) تو غسل واجب ہو گیا مطر کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اگرچہ انزال نہ ہو **ف** نووی نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ غسل کا وجوب منی نکلنے پر موقوف نہیں ہے بلکہ جب حشفہ (سپاری) فرج کے اندر چلا جاوے تو مرد اور عورت دونوں پر غسل واجب ہوگا اور اسمیں آج کے دن بالکل اختلاف نہیں ہے پہلے البتہ چند صحابہ کا اسمیں خلاف تھا لیکن بعد کو اجماع ہو گیا اور ہمارے اصحاب نے کہا کہ اگر حشفہ عورت کی دبر یا مرد کے دبر میں غائب ہو جاوے یا کسی جانور کے فرج میں تب بھی غسل واجب ہوگا اگرچہ وہ عورت یا مرد یا جانور

مرد ہو یا کم سن ہو بھولے سے یا قصداً از بر دستی سے ہو یا اختیار سے اسی طرح اگر سوتا ہو اور عورت اسکا ذکر
فرج کے اندر رکھ لی خواہ ذکر کو انتشار ہو یا نہ ہو غسل واجب ہوگا خواہ ختنہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو ان سب صورتوں
میں فاعل اور مفعول دونوں پر غسل واجب ہے مگر جب کوئی انمین سے نابالغ ہو تو اسپر واجب نہیں لیکن وہ جنب ہوگا
اور جو وہ تمیز دار ہو تو اسکے ولی پر لازم ہے کہ حکم کرے اسکو غسل کا جیسے حکم کرتا ہے وضو کا اگر وہ بغیر غسل کے نماز پڑھے
تو اسکی نماز صحیح نہ ہوگی اور دخول کے لیے صرف حشفہ کا غائب ہونا کافی ہے تمام ذکر کا غائب ہونا ضرور نہیں اور
جو ذکر پر کپڑا وغیرہ لپیٹ کر دخول کرے تو اسمیں تین قول ہیں صحیح یہ ہے کہ غسل واجب ہے دونوں پر انتہی مختصراً
عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ ثُمَّ اجْتَهَدَ وَلَمْ يَقُلْ وَإِنْ لَمْ يُنْزِلْ
ترجمہ دوسری روایت کا بھی یہی ہے جو اوپر گزرا عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ اخْتَلَفَ فِي ذٰلِكَ رَهْطٌ مِنَ
الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّونَ لَا يَجِبُ الْغُسْلُ إِلَّا مِنَ الدَّفْقِ أَوْ مِنَ الْمَاءِ وَقَالَ الْمُهَاجِرُونَ
بَلْ إِذَا خَالَطَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ قَالَ فَقَالَ أَبُو مُوسَى فَأَنَا أَشْفِيكُمْ مِنْ ذٰلِكَ فَقُمْتُ فَاسْتَأْذَنْتُ قال
عَلَى عَائِشَةَ فَأَذِنَ لِي فَقُلْتُ لَهَا يَا أُمَّاهْ أَوْ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكِ عَنْ شَيْءٍ وَإِنِّي
أَسْتَحْيِيكِ فَقَالَتْ لَا تَسْتَحْيِي أَنْ تَسْأَلَنِي عَمَّا كُنْتَ سَائِلًا عَنْهُ أُمَّكَ الَّتِي وَلَدَتْكَ فَإِنَّمَا أَنَا أُمُّكَ
قُلْتُ فَمَا يُوجِبُ الْغُسْلَ قَالَتْ عَلَى الْخَبِيرِ سَقَطْتَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ بَيْنَ
شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ وَمَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ ترجمہ ابوموسی سے روایت ہے اختلاف کیا اس
مسئلے میں مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت نے انصار نے کہا غسل جب ہی واجب ہوتا ہے کہ منی کود کر
نکلے اور انزال ہو اور مہاجرین نے کہا جب مرد عورت سے صحبت کرے تو غسل واجب ہے ابوموسی نے کہا میں تمہاری
تسلی کیے دیتا ہوں پھر میں اٹھا اور حضرت عائشہ کے مکان پر جاکر ان سے اجازت مانگی انہوں نے اجازت
دی میں نے کہا اے ماں یا اے مسلمانوں کی ماں میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں لیکن مجھکو شرم آتی ہے حضرت عائشہ
نے کہا مت شرم کر تو اس بات کو پوچھنے سے جو اپنی سگی ماں سے پوچھ سکتا ہے جسکے پیٹ سے تو پیدا ہوا میں بھی تو تیری
ماں ہوں (کیونکہ حضرت صلعم کی بی بیاں مومنین کی مائیں ہیں) میں نے کہا غسل کس سے واجب ہوتا ہے
انہوں نے کہا تو نے اچھے واقف کار سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد عورت کے
چاروں کونوں میں بیٹھا اور ختنہ ختنہ سے ملجاوے (یعنے ذکر فرج میں داخل ہو جاوے) تو غسل
واجب ہو گیا **ف** خواہ انزال ہو یا نہ ہو نووی نے کہا ختنہ ختنہ سے ملنا مراد اس سے دخول ہے دخول حشفہ کا

ختنہ اوپر ہوتا ہے جماع میں وہ نہیں لگتا اور اجماع کیا ہے علماء نے اس پر کہ اگر ذکر کو صرف فرج سے چھوا دے اور داخل نہ کرے تو غسل واجب نہیں **عَنْ** عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَتْ إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُجَامِعُ أَهْلَهُ ثُمَّ يُكْسِلُ هَلْ عَلَيْهِمَا الْغُسْلُ وَعَائِشَةُ جَالِسَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَفْعَلُ ذٰلِكَ أَنَا وَهٰذِهِ ثُمَّ نَغْتَسِلُ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ سے روایت ہے ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر کوئی مرد جماع کرے اپنی عورت سے پھر انزال سے پہلے ذکر کو نکال لے کیا غسل واجب ہے دونوں پر آپ نے فرمایا میں اور یہ (حضرت عائشہ کو فرمایا) ایسا کرتے ہیں پھر غسل کرتے ہیں **ف** نووی نے کہا ایسی باتیں آدمی بی بی سے کر سکتا ہے اگر اس میں کوئی مصلحت ہو اور کسی کو رنج نہ ہو آپ نے اس لیے فرمایا کہ اس شخص کو تشفی ہو جاوے **باب** الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ یعنی آگ سے پکا ہوا کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے **ف** نووی نے کہا امام مسلم نے اس باب میں پہلے وہ حدیثیں بیان کیں جن سے وضو کا لازم ہونا آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے سے ثابت ہوتا ہے پھر وہ حدیثیں بیان کیں جن سے وضو کا لازم نہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہ غرض ہے کہ پہلی حدیثیں منسوخ ہیں اور جمہور سلف اور خلف اور صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے کہ آگ سے پکا ہوا کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہی مذہب ہے ائمہ اربعہ اور اسحاق اور یحییٰ اور ابو ثور اور ابو خیثمہ کا اور ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہی منقول ہے عمر بن عبدالعزیز اور حسن بصری اور زہری اور ابو قلابہ اور ابو مجلز سے (نووی مختصرا) **عَنْ** زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْوُضُوْءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ قَارِظٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَجَدَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ عَلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ إِنَّمَا أَتَوَضَّأُ مِنْ أَثْوَارِ أَقِطٍ أَكَلْتُهَا لِأَنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تَوَضَّئُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ وَأَنَا أُحَدِّثُهُ هٰذَا الْحَدِيْثَ أَنَّهُ سَأَلَ عُرْوَةَ ابْنَ الزُّبَيْرِ عَنِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ فَقَالَ عُرْوَةُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّئُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ **ترجمہ** زید بن ثابت سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے وضو لازم آتا ہے اس کھانے سے جو آگ سے پکا ہو ابن شہاب نے عمر بن عبدالعزیز سے سنا انہوں نے عبداللہ بن ابراہیم سے انہوں نے ابوہریرہ کو مسجد میں وضو کرتے دیکھا انہوں نے کہا میں پنیر کے ٹکڑے کھائے تھے اس لیے وضو کرتا ہوں میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے

وضو کرو اس کھانے سے جو آگ پر پکا ہو ابن شہاب نے سعید بن خالد سے سنا اور وہ انس سے یہ حدیث بیان کرتے
تھے سعید نے کہا میں نے عروہ بن الزبیر سے پوچھا وضو آگ سے پکے ہوئے کھانے سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ
سے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کرو اس کھانے سے جو آگ سے پکا ہو **عن** ابن عباس ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم اكل كتف شاة ثم صلى ولم يتوضأ **ترجمہ** ابن عباس سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کے دست کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا **عن** ابن عباس
ان النبي صلى الله عليه وسلم اكل عرقا او لحما ثم صلى ولم يتوضأ ولم يمس ماء **ترجمہ** ابن
عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہڈی پر لگا ہوا گوشت کھایا یا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی
اور وضو نہیں کیا پانی کو چھوا تک نہیں **عن** عمرو بن امية الضمري انه رأى رسول الله صلى الله
عليه وسلم يحتز من كتف يأكل منها ثم صلى ولم يتوضأ **ترجمہ** عمرو بن امیہ ضمری سے روایت
ہے انہوں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دست کا گوشت چھری سے کاٹ کر کھا رہے تھے پھر
نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گوشت کا چھری سے
کاٹ کر کھانا درست ہے جب ضرورت ہو مثلاً گوشت سخت ہو یا بڑا سا ٹکڑا ہو اور بے ضرورت مکروہ ہے **عن**
عمرو بن امية الضمري قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يحتز من كتف شاة فأكل
منها فدعي الى الصلاة فقام وطرح السكين وصلى ولم يتوضأ **ترجمہ** عمرو بن امیہ ضمری
سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ایک بکری کا دست چھری سے کاٹ کر کھا رہے
تھے اتنے میں نماز کے لیے بلائے گئے آپ نے چھری ڈال دی اور نماز پڑھی وضو نہیں کیا **عن** ابن عباس
عن ميمونة زوج النبي صلى الله عليه وسلم ان النبي صلى الله عليه وسلم اكل عندها
كتفا ثم صلى ولم يتوضأ **ترجمہ** ابن عباس سے اور ام المومنین میمونہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان کے پاس دست کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا **عن** ابی رافع
قال اشهد لكنت اشوي لرسول الله صلى الله عليه وسلم بطن الشاة ثم صلى ولم
يتوضأ **ترجمہ** ابو رافع سے روایت ہے میں گواہ ہوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بکری
کی کلیجی بھونتا (آپ اس میں سے کھاتے) پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے **عن** ابن عباس
ان النبي صلى الله عليه وسلم شرب لبنا ثم دعا بماء فتمضمض وقال ان له دسما

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا پھر پانی منگایا اور کلی کی اور فرمایا دودھ سے منہ چکنا ہو جاتا ہے **ف** تو کلی کرنا اسکے بعد مستحب ہے اسیطرح ہر ایک کھانی پینے کی چیز سے تاکہ نماز میں کچھ منہ میں نہ رہجاوے جسکے نگلنے کی حاجت پڑے اور منہ صاف ہو جاوے اور اختلاف کیا ہے علما نے کہ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا مستحب ہے یا نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ مستحب ہے کھانے سے پہلے مگر جب ہاتھ کی صفائی کا یقین ہو میل کچیل اور نجاست سے اسیطرح کھانے کے بعد مگر جب ہاتھ پر کھانے کا اثر نہ ہو مثلاً کھانا خشک ہو اور امام مالک نے کہا کہ کھانے کے پہلے ہاتھ دھونا مستحب نہیں مگر جب ہاتھ میں کوئی نجاست لگی ہو تو دھونا ضرور ہے (نووی) **عَنِ الزُّهْرِيِّ مِثْلَهُ** **ترجمہ** وہی ہے جو اوپر گذرا **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ عَلَيْهِ ثِيَابَهُ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاُتِيَ بِهَدِيَّةٍ خُبْزٍ وَلَحْمٍ فَاَكَلَ ثَلٰثَ لُقَمٍ ثُمَّ صَلّٰى بِالنَّاسِ وَمَا مَسَّ مَاءً **ترجمہ** ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے پہنے پھر نماز کو نکلے اسوقت ایک شخص آپ پاس حصہ لایا گوشت اور روٹی آپنے تین لقمے کھا لیے پھر نماز پڑھائی اور پانی کو ہاتھ نہیں لگایا **عَنْ** مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ ابْنِ حَلْحَلَةَ وَفِيْهِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ شَهِدَ ذٰلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ صَلّٰى وَلَمْ يَقُلْ بِالنَّاسِ **ترجمہ** وہی جو اوپر گذرا

بَابُ الْوُضُوْءِ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنا

ف نووی نے کہا اکثر علما اسطرف گئے ہیں کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور یحیی اور ابن منذر اور ابن خزیمہ اور اہل حدیث کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے **عَنْ** جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَاَتَوَضَّاُ مِنْ لُحُوْمِ الْغَنَمِ قَالَ اِنْ شِئْتَ فَتَوَضَّاْ وَاِنْ شِئْتَ فَلَا تَوَضَّاْ قَالَ اَتَوَضَّاُ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ قَالَ نَعَمْ فَتَوَضَّاْ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ قَالَ اُصَلِّيْ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَالَ نَعَمْ قَالَ اُصَلِّيْ فِيْ مَبَارِكِ الْاِبِلِ قَالَ لَا **ترجمہ** جابر بن سمرہ سے روایت ہے ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا بکری کا گوشت کھا کر میں وضو کروں آپ نے فرمایا چاہے کر چاہے نہ کر پھر اسنے پوچھا اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کروں آپنے فرمایا ہاں وضو کر اونٹ کے گوشت سے اسنے کہا بکریوں کے تھان میں نماز پڑھوں آپنے فرمایا ہاں اونٹوں کے تھان میں آپنے فرمایا نہیں **ف** کیونکہ اونٹ زبردست اور شریر ہے ایسا نہ ہو

کہ نمازی کو کچھ صدمہ پونہچے اور کہا اِن کے تھان میں اسکا ڈر نہین نووی نے کہا یہ ممانعت تنزیہی ہے

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ كَامِلٍ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ **ترجمہ** وہی جو اوپر گذرا

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ تَيَقَّنَ الطَّهَارَةَ ثُمَّ شَكَّ فِي الْحَدَثِ فَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ بِطَهَارَتِهِ تِلْكَ جس شخص کو طہارت کا یقین ہے پھر حدث مین شک ہو تو وہ اس طہارت سے نماز پڑہ سکتا ہے

عَنْ سَعِيدٍ وَعَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ شُكِيَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ لَا يَنْصَرِفُ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ فِي رِوَايَتِهِمَا هُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ **ترجمہ** سعید اور عباد بن تمیم عباد کے چچا سے روایت کیا اونہون نے شکایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبہی آدمی کو معلوم ہوتا ہے نماز مین کہ اسکو حدث ہوا (یعنے گمان ہوتا ہے) آپنے فرمایا وہ نماز نہ توڑے جب تک حدث کی آواز نہ سنے یا بو نہ سونگہے

ف نووی نے کہا یہ حدیث ایک بڑا قاعدہ ہے اسلام کے قاعدون سے اس سے یہ نکلتا ہے کہ ہر ایک چیز جسکے وجود کا یقین ہو وہ شک سے رفع نہین ہو سکتی جیسے طہارت جو یقینی تہی حدث کے گمان سے مٹ نہین سکتی ہمارا اور جمہور علما کا یہی مذہب ہے اور امام مالک سے آئین دو روایتین ہین ایک تو یہ کہ وضو لازم ہے اگر شک نماز کے باہر ہو اور جو نماز کے اندر ہو تو لازم نہین دوسری یہ کہ دونون صورتون مین پہر وضو کرنا چاہیے (انتہے مختصرا)

ت ابو بکر اور زہیر نے اپنی روایتون مین عباد کے چچا کا نام لیا یعنے عبد اللہ بن زید

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي بَطْنِهِ شَيْئًا فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ أَخَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ أَمْ لَا فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا **ترجمہ** ابو ہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے کسی کو اپنے پیٹ مین خلش معلوم ہو پہر اسکو شک ہو کہ پیٹ مین سے کچھ نکلا یا نہین (یعنے ادہر یا نہین) تو مسجد سے نہ نکلے جب تک آواز نہ سنے یا بو نہ سونگہے (یعنے یقین نہ ہو حدث ہونے کا)

بَابُ طَهَارَةِ جُلُودِ الْمَيْتَةِ بِالدِّبَاغِ مرے جانور کی کہال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تُصُدِّقَ عَلَى مَوْلَاةٍ لِمَيْمُونَةَ بِشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَّا أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا فَدَبَغْتُمُوهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهِ فَقَالُوا إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا **ترجمہ** ابن عباس

صلی اللہ علیہ وسلم یقول دباغہ طہورہ **ترجمہ** ابن عاس سبائی سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن عباس سے پوچھا ہم مغرب کے ملک میں رہتے ہیں وہاں مجوسی (آتش پرست) مشکیں لیکر آتے ہیں پانی کی ان میں چربی پڑی ہوتی ہے انہوں نے کہا پیو وہ پانی میں نے کہا کیا تم اپنی رای سے کہتے ہو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کھال پاک ہو جاتی ہے دباغت سے

باب التیمم

تیمم کا بیان **ف** تیمم ثابت ہے کتاب اور سنت اور اجماع امت سے اور وہ فقط منہ اور دونو ہاتھوں پر مسح کرنا ہے خواہ حدث سے ہو یا جنابت سے اور علماء نے اختلاف کیا ہے اسکی کیفیت میں اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ تیمم میں دو مارین ضرور ہیں ایک بار منہ کے لیے اور ایک بار دونوں ہاتھوں کے کہنیوں تک اور یہی مروی ہے علی بن ابیطالب اور عبداللہ بن عمر اور حسن بصری اور شعبی اور سالم اور سفیان ثوری اور مالک اور ابو حنیفہ اور صحاب الرائے سے اور ایک جماعت علماء کا یہ قول ہے کہ تیمم میں ایک مار کافی ہے مسح کرے اس سے منہ اور دونو ہتھیلیوں پر اور یہی قول ہے عطاء اور مکحول اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور ابن منذر اور اکثر اہل حدیث کا اور یہی صحیح اور مختار ہے محققین کے نزدیک اور زہری سے منقول ہے کہ ہاتھوں کا مسح بغلوں تک ضرور ہے اور ابن سیرین سے منقول ہے کہ تین مارین چاہیین ایک منہ کے لیے دوسری دو ہتھیلیوں کے لیے تیسری باہوں کے لیے اور حدث اصغر یعنے وضو کے بدلے تو تیمم سب کے نزدیک درست ہے اسیطرح حدث اکبر یعنے جنابت سے بھی اور اسمین کسی نے خلاف نہین کیا حضرت عمر اور عبداللہ بن مسعود سے منقول ہے کہ تیمم جنابت سے درست نہین اور ایک روایتین ہین کہ حضرت عمر اور عبداللہ بن مسعود نے اس قول سے رجوع کیا اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ تیمم جنابت سے درست ہے اور جنب تیمم کر کے نماز پڑھ لے پھر پانی پاوے تو اسپر غسل واجب ہے باتفاق علماء اور مسافر کو سفر مین جہان پانی نہ ہو اپنی بی بی سے جماع کرنا درست ہے اور تیمم کر کے نماز پڑھ لیوین پیشرمگاہ کو پانی سے پاک کرین اگر اتنا بھی پانی نہ ہو اور صرف تیمم سے نماز پڑھ لیوین تو بھی درست ہے اور اگر بے وضو کے کسی عضو پر نجاست ہو اور وہ اسکے بدلے تیمم کرنا چاہے تو درست نہین ہے اور امام احمد کے نزدیک جائز ہے اور ثوری اور اوزاعی اور ابو ثور نے کہا کہ اس مقام پر مٹی سے مسح کر لیوے اور جب تیمم سے نماز پڑھی پھر پانی ملے تو نماز کا لوٹانا ضرور نہین اور شافعی لیعد اور ابن منذر اور داؤد ظاہری کے نزدیک تیمم کے لیے پاک مٹی کا جسپر غبار ہو ہونا ضروری ہے اور ابو حنیفہ اور مالک کے نزدیک جو چیز زمین کی قسم سے ہے اسپر تیمم

درست ہے اگرچہ غبار نہ ہو جیسے صاف پتھر ہو یا ہوا یا چونہ وغیرہ اور مالکی لوگوں نے لکڑی پر بھی جائز رکھا ہے
اسی طرح برف پر واللہ اعلم (انتہی مختصراً مع زیادۃ) **عن** عائشة انها قالت خرجنا مع رسول الله
صلى الله عليه وسلم في بعض اسفاره حتى اذا كنا بالبيداء او بذات الجيش انقطع عقد لي فاقام
رسول الله صلى الله عليه وسلم على التماسه واقام الناس معه وليسوا على ماء وليس معهم
ماء فاتى الناس الى ابي بكر فقالوا الا ترى الى ما صنعت عائشة اقامت برسول الله صلى الله عليه
وسلم وبالناس معه وليسوا على ماء وليس معهم ماء فجاء ابو بكر ورسول الله صلى الله عليه
وسلم واضع راسه على فخذي قد نام فقال حبست رسول الله صلى الله عليه وسلم والناس وليسوا
على ماء وليس معهم ماء قالت فعاتبني ابو بكر وقال ما شاء الله ان يقول وجعل يطعن بيده
في خاصرتي فلا يمنعني من التحرك الا مكان رسول الله صلى الله عليه وسلم على فخذي فنام رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى اصبح
على غير ماء فانزل الله تعالى اية التيمم فتيمموا فقال اسيد بن حضير وهو احد النقباء الحضير
ما هي باول بركتكم يا ال ابي بكر فقالت عائشة فبعثنا البعير الذي كنت عليه فوجدنا
العقد تحته ترجمہ ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے سفر
میں جب بیدا یا ذات الجیش میں پہنچے (بیدا، ذات الجیش دونوں مقام کے نام ہیں خیبر اور مدینہ کے بیچ میں)
تو میرا ہار گلے کا ٹوٹ کر گر گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ڈھونڈنے کے لیے ٹھہر گئے لوگ بھی
ٹھہر گئے وہاں پانی نہ تھا نہ لوگوں کے ساتھ پانی تھا لوگ ابوبکر پاس آئے اور کہنے لگے تم نہیں دیکھتے
عائشہ نے کیا کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھہرا رکھا ہے اور لوگوں کو بھی جہاں پانی نہیں نہ ان کے
ساتھ پانی ہے یہ سن کر ابوبکر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر میری ران پر رکھے ہوئے سو گئے تھے
انہوں نے کہا تو نے روک رکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور لوگوں کو یہاں نہ پانی ہے نہ
لوگوں کے ساتھ پانی ہے اور غصہ کیا انہوں نے اور جو اللہ نے چاہا وہ کہہ ڈالا اور کوکھ میں میرے
کونچنی دینے لگے ہاتھ سے میں ضرور ہلتی مگر حضرت کا سر میری ران پر تھا اس وجہ سے ہل نہ سکی پھر
آپ سوتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور پانی بالکل نہ تھا اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری اسید بن حضیر نے
کہا اور وہ نقیبوں میں سے تھے (آپ نے عقبہ کی رات کو انصار کے بارہ آدمیوں کو نقیب کیا تھا یعنی اپنی قوم
کا نگہبان تاکہ ان کو اسلام کی باتیں سکھا دیں اور دین کے احکام بتلا دیں) اے ابوبکر کی اولاد یہ کچھ پہلی

برکت نہیں ہے تمہاری یعنے تمہاری وجہ سے اللہ تعالے نے ہمیشہ مسلمانوں کو فائدہ دیا ہے یہ بھی ایک نعمت تمہارے سبب سے ملی حضرت عائشہ نے کہا پھر ہم نے اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہار اسکے نیچے ملا

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ اَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِهٖ فِيْ طَلَبِهَا فَاَدْرَكَتْهُمُ الصَّلٰوةُ فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوْءٍ فَلَمَّا اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكَوْا ذٰلِكَ اِلَيْهِ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ التَّيَمُّمِ فَقَالَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا فَوَاللّٰهِ مَا نَزَلَ بِكِ اَمْرٌ قَطُّ اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا وَّجَعَلَ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ بَرَكَةً **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رضی سے روایت ہے انہوں نے اسماء سے ایک ہار مانگ لیا تھا وہ جاتا رہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے چند لوگوں کو اسکے ڈھونڈنے کیلئے بھیجا وہاں نماز کا وقت آگیا اور پانی نہ ملا تو انہوں نے بے وضو نماز پڑھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ آئے تو شکایت کی سو تیمم کی آیت اتری اسید بن حضیر نے حضرت عائشہ سے کہا خدا تمکو اچھا بدلہ دیوے قسم خدا کی جب کوئی آفت تمپر آئی اللہ تعالے نے اسکو ٹالا اور مسلمانوں کا فائدہ کیا

ف نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ جس شخص کو پانی اور مٹی دونوں نہ ملیں وہ یونہی نماز پڑھ لے اور اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے [illegible] اس میں چار قول ہیں [illegible] امام احمد اور شافعی اور اکثر اہل حدیث کا یہی قول ہے [illegible] اعادہ واجب ہے [illegible] اسمیں اختلاف ہے مشہور قول شافعی کا یہ ہے کہ اعادہ واجب ہے [illegible] قول یہ کہ اعادہ واجب نہیں اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایسا شخص نماز نہ پڑھے لیکن قضا اس نماز کی واجب ہے اور مالک [illegible] [illegible] اور ایسا [illegible] ہے کہ نماز [illegible] اعادہ واجب ہے

عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَّعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَرَاَيْتَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا اَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا كَيْفَ يَصْنَعُ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَتَيَمَّمُ وَاِنْ لَّمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى فَكَيْفَ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ فِيْ سُوْرَةِ الْمَائِدَةِ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ رُخِّصَ لَهُمْ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ لَاَوْشَكَ اِذَا بَرَدَ عَلَيْهِمُ الْمَاءُ اَنْ يَّتَيَمَّمُوْا بِالصَّعِيْدِ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى لِعَبْدِ اللّٰهِ اَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَاجَةٍ فَاَجْنَبْتُ فَلَمْ اَجِدِ الْمَاءَ فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيْدِ كَمَا تَمَرَّغُ الدَّابَّةُ ثُمَّ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فذكرت ذلك له فقال إنما كان يكفيك أن تقول بيديك هكذا ثم ضرب بيديه الأرض ضربة
واحدة ثم مسح الشمال على اليمين وظاهر كفيه ووجهه فقال عبد الله أولم تر عمر لم يقنع
بقول عمار [illegible] ترجمہ شقیق سے روایت ہے میں عبداللہ بن مسعود اور ابوموسیٰ کے پاس بیٹھا تھا تو موسیٰ نے
کہا اے عبدالرحمٰن دیکھیے تو ابن مسعود کی اگر کسی شخص کو جنابت ہو اور ایک مہینے تک پانی نہ پائے تو وہ کیا
کرے تو کہا عبداللہ نے کہ وہ تیمم نہ کرے اگرچہ ایک مہینہ تک پانی نہ ملے ف [illegible] کے نزدیک
تیمم درست نہ تھا حضرت عمرؓ کا بھی یہی قول تھا لیکن اور علما تابعین نے اسکے خلاف کیا ہے [illegible]
[illegible] ہیں کہ تیمم جنابت کے لیے درست ہے اور [illegible] عبداللہ نے اس قول سے رجوع کیا ہے ف
ابوموسیٰ نے کہا پھر سورۂ مائدہ میں جو آیت ہے پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو [illegible] عبداللہ نے کہا اگر ان کو
[illegible] پانی ٹھنڈا معلوم ہو [illegible] تیمم کر لے
[illegible] ابوموسیٰ نے کہا [illegible] حدیث نہیں سنی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک کام
[illegible] جنبی ہوا اور پانی نہ ملا [illegible] جیسے جانور لوٹتا ہے [illegible] رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] دونوں ہاتھ [illegible]
[illegible] دونوں ہاتھ [illegible]
عبداللہ نے کہا [illegible] ف [illegible]
[illegible] حدثنا [illegible] عن شقيق قال كنت [illegible] ابي موسى
[illegible] فقال [illegible]
[illegible] الأرض [illegible]
[illegible] ترجمہ [illegible]
[illegible] ف [illegible]
[illegible] وہ لوگ [illegible] تیمم [illegible]
[illegible]
نکل جاوے بلکہ [illegible] عن
عبد الرحمن بن ابزى ان رجلا اتى عمر فقال اني اجنبت فلم اجد ماء فقال لا تصل فقال

عمار أما تذكر يا أمير المؤمنين إذ أنا وأنت في سرية فأجنبنا فلم نجد ماء فأما أنت فلم تصل وأما
أنا فتمعكت في التراب وصليت فقال النبي صلى الله عليه وسلم إنما كان يكفيك أن
تضرب بيديك الأرض ثم تنفخ ثم تمسح بهما وجهك وكفيك فقال عمر اتق الله يا عمار
قال إن شئت لم أحدث به قال الحكم وحدثنيه ابن عبد الرحمن بن أبزى عن أبيه مثل حديث
ذر قال وحدثني سلمة عن ذر في هذا الإسناد الذي ذكر الحكم قال فقال عمر نوليك
ما توليت۔ ترجمہ عبدالرحمن بن ابزی سے روایت ہے ایک شخص حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے جنابت
ہوئی اور پانی نہ ملا۔ آپ نے فرمایا تو نماز نہ پڑھ۔ عمار نے کہا اے امیرالمومنین یاد نہیں جب میں اور تم
ایک لشکر میں تھے پھر ہم کو جنابت ہوئی اور پانی نہ ملا تو تم نے تو نماز نہیں پڑھی اور میں مٹی میں لوٹا اور نماز پڑھ
لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ کو کافی تھا اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارنا پھر پھونک دینا پھر ان
دونوں سے منہ اور پہنچوں پر مسح کرنا۔ حضرت عمرؓ نے کہا خدا سے ڈر اے عمار۔ انہوں نے کہا اگر تم کہو تو عمار نے کہا
کہ میں یہ حدیث بیان نہ کروں گا۔ اگر آپ چاہیں [illegible] تمہارا حق مجھ پر ہے [illegible]
ہے) ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا ہم تم کو سونپتے ہیں جو تم نے اپنے ذمے لیا۔ عن
عبد الرحمن بن أبزى أن رجلا أتى عمر فقال إني أجنبت فلم أجد ماء وساق الحديث وزاد فيه
قال عمار يا أمير المؤمنين إن شئت لما جعل الله علي من حقك لا أحدث به أحدا ولم يذكر
حدثني سلمة عن ذر۔ ترجمہ عبدالرحمن بن ابزی سے روایت ہے ایک شخص حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور
کہا مجھے جنابت ہوئی ہے اور پانی نہ ملا پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری اتنا زیادہ ہے
کہ عمار نے کہا اے امیرالمومنین خدا نے تمہارا حق مجھ پر رکھا ہے اگر تم کہو تو میں یہ حدیث
کسی سے اگر تم کہو تو یہ حدیث بیان نہ کروں گا۔ عن عمير مولى ابن عباس أنه سمعه يقول أقبلت أنا وعبد
الرحمن بن يسار مولى ميمونة زوج النبي صلى الله عليه وسلم حتى دخلنا على أبي الجهيم
الحارث بن الصمة الأنصاري فقال أبو الجهيم أقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم
من نحو بئر جمل فلقيه رجل فسلم عليه فلم يرد رسول الله صلى الله عليه وسلم عليه حتى
أقبل على الجدار فمسح وجهه ويديه ثم رد عليه السلام۔ ترجمہ عمیر سے روایت ہے جو مولیٰ
تھے ابن عباس کے میں اور عبدالرحمن بن یسار مولیٰ میمونہ کے ابوجہیم بن حارث کے پاس گئے

[illegible]

باب فی الجنب یصافح ... عن ابی ہریرۃ

انہ لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی طریق من طرق المدینۃ وہو جنب فانسل

منہ فاغتسل ففقدہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما جاءہ قال این کنت یا ابا ہریرۃ

قال یا رسول اللہ لقیتنی وانا جنب فکرہت ان اجالسک حتی اغتسل فقال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبحان اللہ ان المؤمن لا ینجس ترجمہ ابوہریرہ سے

روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے مدینے کے ایک راہ میں اور جنب تھے تو کھسک

گئے اور غسل کرنے کو چلے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ڈھونڈا جب وہ آئے تو پوچھا

کہاں تھے انہوں نے کہا یا رسول اللہ جس وقت آپ مجھے ملے میں جنب تھا میں نے برا جانا آپ کے

پاس بیٹھا جب تک غسل نہ کر لوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ مومن کہیں نجس ہوتا ہے **ف** خواہ زندہ ہو یا مردہ اور جنابت نجاست حکمی ہے نہ حقیقی اور کافر بھی مثل مسلمان کے ہے جمہور علماء کے نزدیک یعنی طاہر ہیں لیکن وہ نجس ہے یا اگر وجہ نجاست اعتقاد کے اور بعض علماء کے نزدیک کافر کی نجاست ظاہری ہے اور یہی قول ہے شیعہ کا اسی سبب سے مسلمان ایک ہو [illegible] پسینہ اور اور لعاب اور نفس [illegible] ہے پاک ہے خواہ بے وضو یا جنب یا حائضہ یا نفسا ہو اور سوا اس کے مسلمان کو بھی اسی طرح جانے کہ پاک ہے (نووی مختصرا) **عن** حذیفۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقیہ و ھو جنب فحاد عنہ فاغتسل ثم جاء فقال کنت جنبا قال ان المسلم لا ینجس **ترجمہ** روایت ہے حذیفہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملے اور وہ جنب تھے تو وہ الگ ہو گئے پھر غسل کیا اور آئے اور کہا میں جنب تھا آپ نے فرمایا مسلمان نجس نہیں ہوتا **باب** ذکر اللہ تعالی فی حال الجنابۃ وغیرھا جنابت کی حالت میں اللہ کو یاد کرنا **عن** عائشۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یذکر اللہ علی کل احیانہ **ترجمہ** روایت ہے عائشہ سے وہ کہتی ہیں تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی یاد ہر وقت کرتے تھے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنابت کی حالت میں تسبیح و تہلیل و تکبیر کرنے درست ہے اسی طرح ہے لیکن بعضوں نے اس سے کہا کہ قرآن پڑھنا جنب یا حائضہ کو درست ہے اور نہیں ہے جمہور علماء کے نزدیک حرام ہے کہ [illegible] **باب** جواز اکل المحدث الطعام وانہ لا کراھۃ فی ذلک وان الوضوء لیس علی الفور بے وضو کھانا کھانا درست ہے اور وضو فوراً واجب نہیں ہے **عن** ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج من الخلاء فاتی بطعام فذکروا لہ الوضوء فقال ارید ان اصلی فاتوضا **ترجمہ** ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاخانہ سے نکلے اور کھانا لایا گیا لوگوں نے آپ کو وضو یاد دلایا آپ نے فرمایا کیا میں نماز پڑھتا ہوں جو وضو کروں **ف** نووی نے کہا محدث یعنی بے وضو کو کھانا پینا ذکر [illegible] تلاوت قرآن سب درست ہے اور اس پر اجماع ہے امت کا **عن** ابن عباس یقول کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجاء من الغائط واتی بطعام

[illegible]

فقیل له الا توضأ قال أأصلي فأتوضأ **ترجمہ** ابن عباس سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپ پاخانہ سے نکلے کھانا لایا گیا لوگوں نے عرض کیا آپ وضو نہیں کرتے آپ نے فرمایا کیوں کیا نماز پڑھتا ہوں جو وضو کروں **عن** ابن عباس یقول ذهب رسول الله صلی الله علیه وسلم الی الغائط فلما جاء قدم الیه طعام فقیل یا رسول الله الا توضأ قال لم أللصلوة **ترجمہ** ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاخانہ کو تشریف لے گئے جب لوٹ کر آئے تو کھانا لایا گیا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ وضو کیوں نہیں کرتے آپ نے فرمایا کیوں کیا نماز پڑھوں **عن** ابن عباس یقول ان النبی صلی الله علیه وسلم قضی حاجته من الخلاء فقرب الیه طعاما فاکل ولم یمس ماء قال وزادنی عمرو بن دینار عن سعید بن الحویرث ان النبی صلی الله علیه وسلم قیل له انک لم توضأ قال ما اردت صلوة فاتوضأ وزعم عمرو انه سمعه من سعید بن الحویرث **ترجمہ** ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاخانہ سے فارغ ہوئے اس وقت کھانا لایا گیا آپ نے کھا لیا اور پانی کو ہاتھ نہ لگایا دوسری روایت میں یوں ہے لوگوں نے کہا آپ نے وضو نہیں کیا آپ نے فرمایا میں نماز تھوڑی پڑھنا چاہتا تھا جو وضو کرتا

باب ما یقول اذا اراد دخول الخلاء پاخانہ جاتے وقت کیا کہے

عن انس فی حدیث حماد کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا دخل الخلاء وفی حدیث هشیم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان اذا دخل الکنیف قال اللهم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث **ترجمہ** انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانے میں جاتے تو فرماتے اللهم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث یعنی یا اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے شیطان اور شیطانیوں سے یا پلیدی پاخانوں سے یا شیطانوں اور شیطانیوں سے **عن** عبد العزیز بهذا الاسناد وقال اعوذ بالله من الخبث والخبائث **ترجمہ** انس سے روایت میں یوں ہے اعوذ بالله من الخبث والخبائث

باب الدلیل علی ان نوم الجالس لا ینقض الوضوء بیٹھے بیٹھے سو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

عن انس قال اقیمت الصلوة ورسول الله صلی الله علیه وسلم یناجی رجلا وفی حدیث عبد الوارث

باب ما یقول اذا اراد دخول الخلاء

باب الدلیل علی ان نوم الجالس لا ینقض الوضوء

ونبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یناجی الرجل فما قام الی الصلاۃ حتی نام القوم ترجمہ
انس سے روایت ہے نماز کی تکبیر ہوئی اور آپ ایک شخص سے کان میں باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ لوگ
سو گئے عن انس بن مالک قال اقیمت الصلوۃ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم یناجی
رجلاً فلم یزل یناجیہ حتی نام اصحابہ ثم جاء فصلی بہم ترجمہ انس سے روایت ہے
نماز کھڑی ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے کان میں باتیں کر رہے تھے پھر باتیں
کرتے ہی رہے یہاں تک کہ صحابہ سو گئے پھر آئے اور نماز پڑھائی عن قتادۃ قال سمعت انسا
یقول کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینامون ثم یصلون ولا یتوضؤن
قال قلت سمعتہ من انس قال ای واللہ ترجمہ قتادہ سے کہا میں نے انس سے سنا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سو جاتے پھر نماز پڑھتے تھے اور وضو نہیں کرتے شعبہ نے کہا میں نے
قتادہ سے پوچھا تم نے انس سے سنا انہوں نے کہا ہاں قسم اللہ کی عن انس انہ قال اقیمت
صلوۃ العشاء فقال رجل لی حاجۃ فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم یناجیہ حتی نام القوم او
بعض القوم ثم صلوا ترجمہ انس سے روایت ہے عشاء کی تکبیر ہوئی ایک شخص بولا مجھ کو کچھ کام ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کھڑے ہو کر کان میں باتیں کرنے لگے یہاں تک کہ لوگ یا کچھ لوگ
سو گئے پھر نماز پڑھی ف کان میں باتیں کرنا اس وقت مکروہ ہے جب ایک شخص جماعت [illegible]
جماعت کے ساتھ [illegible] نماز [illegible] باتیں ضروری ہوں گی جو نماز پڑھی آپ نے [illegible]
[illegible] بعضوں کے نزدیک نیند ناقض وضو ہے اور بعضوں کے نزدیک [illegible]
[illegible] اور کروٹ پر لیٹ کر [illegible] رکوع اور سجدے میں ناقض نہیں
[illegible] کے نزدیک اگر مقعد زمین سے لگا ہے تو ناقض نہیں ورنہ
[illegible] اور اونگھ سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

الحمد للہ والمنۃ کہ ربع اول صحیح مسلم مترجم اردو باہتمام شیخ محی الدین تاجر کتب [illegible] رسالوں کا
[illegible] چھپ کر تمام ہوا اور ربع ثانی چھپنا شروع ہوا اللہ تعالے اپنے
فضل و کرم سے مقبول فرما دے اور ربع ثانی کے تمام کرنے کی توفیق دے آمین۔

کتب خانہ

جامعہ عثمانیہ

جامعہ عثمانیہ [illegible] کتب خانہ [illegible]

۱۔ اراکین مجلس [illegible] ایک وقت میں [illegible] کتابیں [illegible] اپنے پاس رکھ سکیں گے

[illegible] شعبہ جات [illegible] ایک ماہ کے لیے [illegible]

۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ [illegible] ایک ماہ کے لیے اپنے پاس رکھ سکیں گے

[illegible] کتابیں [illegible] اور [illegible]

۳۔ [illegible] دو کتابیں [illegible]

۴۔ طلبہ [illegible] ایم اے، ایل ایل بی [illegible] اپنے پاس رکھ سکیں گے

طلبہ [illegible] کتابیں [illegible] ایک ہفتہ [illegible]

[illegible] کتابیں [illegible] لیا جائیگا۔

۵۔ [illegible] کتاب [illegible] جاری [illegible]

۶۔ [illegible] کتاب [illegible]

۷۔ [illegible] کتابیں [illegible] نقصان [illegible]

۸۔ [illegible]

۹۔ [illegible]

۱۰۔ [illegible] فقط